صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

بدھ، ۱۴ مئی ۱۹۸۶ء

(چہار شنبہ، ۴ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ)

جلد ۶ شمارہ ۱

سرکاری رپورٹ

مندرجات

بدھ، ۱۴ مئی ۱۹۸۶ء

	صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ	۱
... نشینوا ... جماعت کی تشکیل	۲
...	۲
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	۳
نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	۳۰
غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	۵۰
قواعد انضباط کار میں ترمیم کی ... سید طاہر احمد شاہ کی جانب سے نکتہ اعتراض	۹۴
... مشیران کی اسمبلی کی رکنیت ... متعلق	۹۴
... مشیران کی رکنیت سے متعلق ...	۹۷
مسئلہ استحقاق	۹۸
کچی آبادیوں کی نظامت کے ... سے متعلق	۱۰۴
فساد اور رشوت ستانی کی کمیٹیوں کی تشکیل میں حزب اختلاف کے ارکان ... کرنا	۱۱۱
مسودہ قانون	۱۱۶
ہنگامی قانون پنجاب، جناح آبادیاں برائے غیر مالکان زمین اندرون، ... مصدرہ ۱۹۸۶ء	۱۱۶

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس

بدھ، 14 مئی، 1986

(چہارشنبہ، 4 رمضان المبارک، 1406ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح ۹ بجے منعقد ہوا
جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰۤى اَهْلِهَا ۙ وَاِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ
النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ نِعِمَّا يَعِظُكُمْ بِهٖ ؕ اِنَّ اللّٰهَ
كَانَ سَمِيْعًاۢ بَصِيْرًا ۝

لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ
خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا ابْتِغَآءَ وَجْهِ اللّٰهِ ؕ وَمَا تُنْفِقُوْا
مِنْ خَيْرٍ يُّوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تُظْلَمُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ
اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَالنَّهَارِ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ
وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ (سورۃ نساء آیت ۵۸ سورۃ بقرۃ آیت ۲۷۲، ۲۷۴)

بلاشبہ اللہ تم کو حکم دیتا ہے۔ کہ جو بھی امانتیں تمہارے سپرد ہوں وہ ان کے صحیح حقداروں کے حوالے کیا کرو۔ اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے لگو تو عدل و انصاف سے فیصلہ کرنا۔ بیشک اللہ تمکو اس کے ذریعے کتنی اچھی نصیحت کرتا ہے درحقیقت وہ سن رہا ہے اور دیکھ بھی رہا ہے۔

اے پیغمبر! تم ان لوگوں کی ہدایت کے ذمے دار نہیں ہو بلکہ اللہ جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ ایمان والو تم جو مال فلاح و بہبود کے کاموں پر خرچ کروگے تو اس کا فائدہ تم سب کو ہوگا، اور تم جو بھی خرچ کروگے۔ اللہ کی خوشنودی کیلئے خرچ کروگے اور جو بھی نیکی کی راہ میں خرچ کروگے وہ تمکو پورا پورا لوٹا دیا جائے گا۔ اور تمہارا ذرا بھی نقصان نہیں کیا جائے گا۔

جو لوگ اپنا مال رات دن پوشیدہ و ظاہر اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں۔ ان کا صلہ اُن کے پروردگار کے پاس ہے۔ اور انکو نہ کسی کا خوف ہوگا اور نہ وہ غمزدہ ہوں گے۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

۱۴ مئی ۱۹۸۶

صوبائی اسمبلی پنجاب

صدر نشینوں کی جماعت کی تشکیل

سیکرٹری اسمبلی: قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب ۱۹۷۳ء کے قاعدہ ۱۴ کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اجلاس ہذا کے لیے چار معزز اراکین پر مشتمل حسب ترتیب و تقدیم ذیل صدر نشینوں کی جماعت تشکیل فرمائی ہے۔

(۱) سردار نصر اللہ خان دریشک

(۲) بیگم بجمہ تابش الوری

(۳) راجہ محمد خالد خان

(۴) نواب زادہ مظفر علی

مولوی محمد غیاث الدین: جناب سپیکر! اجلاس کی کارروائی شروع ہونے سے پہلے آپ کی اجازت سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ اجلاس رمضان المبارک میں ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں گے۔

مولوی محمد غیاث الدین: میں رمضان المبارک کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیئے گا کارروائی کو شروع ہونے دیں۔

میاں محمد اسحاق: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ مبذول کرواؤں گا۔

جناب سپیکر: میاں صاحب آپ تشریف رکھیے۔

میاں محمد اسحاق: اچھا جناب۔

رکن اسمبلی کا حلف

جناب انتصار حسین بھٹی نے بطور ممبر پنجاب اسمبلی حلف وفاداری اٹھایا۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر : وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر میری درخواست ہے کہ اگر آپ کسی کو پوائنٹ آف آرڈر پر بیٹھنے کے لیے فرماتے ہیں تو ہم بیٹھ جاتے ہیں اِس کے بعد آپ پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ آپ ہماری بات سننے کے لیے ہمیں حکم فرمائیں کہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر کیا تھا؟

جناب سپیکر :— میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ آپ فرمائیں جو کچھ آپ فرمانا چاہتے ہیں۔

میاں محمد اسحاق : جناب والا میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہونگا رولز آف پروسیجر آف دی پراونشل اسمبلی آف دی پنجاب ۱۹۷۲ قاعدہ ۱۴ میں جو کہ چیئرمین اور Temporary Panel of Chairman کے متعلق ہے کہا گیا ہے کہ میری درخواست یہ ہے

Rule 14 (l) At the commencement of each session, the Speaker shall nominate from amongst members a panel of not more than four Chairmen, and arrange their names in an order of precedence; and in the absence of the Speaker and the Deputy Speaker, the person whose name is highest on the penel, from among those present at the sitting shall take the Chair.

اس ضمن میں میری یہ گزارش ہے کہ کیا آپ ہمیں اِس اسمبلی کا حصہ سمجھتے ہیں یا نہیں؟ جب آپ نے چیئرمین ممبران میں سے چنیں ہیں تو کیا یہ مناسب نہ تھا کہ ایک چیئرمین اس طرف سے بھی بطورِ ممبر آف پینل لیا جاتا کیا اِس ہاؤس کی روایت یہی ہے کہ حزب اختلاف میں سے چیئرمین نہیں لیا جاتا ؟

جناب سپیکر : آپ یہ بتائیں کہ جس رولز کا آپ حوالہ دے رہے ہیں

اس کی کوئی خلاف ورزی ہوئی ہے یا کسی پروسیجر کی خلاف ورزی ہوئی ہے ؟
میاں محمد اسحاق : میں اس میں یہ عرض کرنا چاہونگا کہ ہم ہی اس چیئر سے منصفانہ عدل وانصاف کی اسطرح امید رکھتے ہیں جس طرح یہاں دوسرے ممبران بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: یقیناً آپ بجا طور پر اُمید کر سکتے ہیں اور آپ کو اُمید رکھنی چاہیے۔
میاں محمد اسحاق : کیا میں پوچھ سکتا ہوں کہ آپ کو ہم ممبران سے کوئی خطرہ ہے کہ ہم رولز کی خلاف ورزی کریں گے ؟

جناب سپیکر : کیا آپ تشریف رکھیں گے ؟
میاں محمد اسحاق : بالکل جناب۔
جناب سپیکر : سوال نمبر ۷۷
وزیر تعلیم : جناب سپیکر محکمہ تعلیم کے متعلق کافی سوالات اور جوابات ہیں اور ان میں سے کافی زیادہ ایسے ہیں جو ہمیں up to date اور up grade بھی کرنے پڑے ہیں وہ کاپیاں ہم نے کافی تعداد میں تقسیم کرائی ہیں۔
سید طاہر احمد شاہ : پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر آواز نہیں آرہی ہے۔
وزیر تعلیم : وہ نقول تقسیم بھی کرادی گئی ہیں اس سے پہلے کہ میں شروع کروں آپ کی اجازت اس معاملہ میں ضروری ہے۔
جناب سپیکر : جی فرمائیے۔
وزیر تعلیم : مجھے up to date جوابات پڑھنے کی اجازت ہے۔
جناب سپیکر : اجازت ہے۔

اہل گھمنان بوائز مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دینے کے اقدامات :۔

*77 (الف) چوہدری غلام احمد : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔
(الف) کیا یہ درست ہے کہ بوائز ہائی سکول قلعہ سوبھا سنگھ اور بوائز ہائی سکول ظفر وال کے درمیان 13/14 میل کا فاصلہ ہے۔ اور ان دو ہائی سکولوں کے درمیان بمقام گھمنان ایک بوائز مڈل سکول ہے جس کی عمارت اہلیان علاقہ نے اپنی مدد آپ کے تحت پانچ کمرہ جات

تعمیر کروائے ہیں ؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اہلیان علاقہ کی ضروریات کے مطابق اس مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دینے کو تیار ہے ۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) درست ہے ۔

(ب) حکومت سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت ہر ضلع کا کوٹہ مقرر کرتی ہے ۔ ضلع کمیٹی اپنے باقاعدہ اجلاس میں انچارج وزیر کی سربراہی میں ایسے مڈل سکولوں کا انتخاب کرتی ہے جنہیں ہائی کا درجہ دینا مقصود ہوتا ہے ۔ قواعد کے تحت ان مڈل سکولوں کے انتخاب میں ضلعی کمیٹی مکمل اختیار رکھتی ہے ۔ ضلع سیالکوٹ میں 85-1984 میں لڑکوں کے دو (2) اور لڑکیوں کے سات (7) مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دیا ۔ ان میں بوائز مڈل سکول اہل گھمنان شامل نہیں ہے ؛

انچارج وزیر کی سربراہی میں ضلعی کمیٹی سیالکوٹ نے برائے سال 86-1985 مندرجہ ذیل مڈل سکولوں کو ہائی کا درجہ دینے کی سفارش کی ہے ۔

بوائز مڈل سکول 4

گرلز مڈل سکول 5

ان مدارس میں مڈل سکول اہل گھمنان شامل نہیں ہے ۔

چوہدری غلام احمد : جناب عالی کیا ضلعی کمیٹی کی رپورٹ وزیر موصوف یہاں پیش کر سکیں گے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا ؛ 86-1985 کی ضلعی کمیٹی سیالکوٹ کی تجاویز مندرجہ ذیل ہیں

1 - بوائے مڈل سکول بوگراں ۔
2 - بوائز مڈل سکول تھانہ ولی
3 - بوائز مڈل سکول کوٹ فتح گڑھ
4 - بوائز مڈل سکول بگوٹ کلاں
5 - گرلز مڈل سکول مد دکا نزاں
6 - گرلز مڈل سکول شہزادہ

7 ۔ گورنمنٹ مڈل سکول فروٹر نیداں ۔

8 ۔ گورنمنٹ مڈل سکول اخلاص پور

سردار غلام عباس : کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی پالیسی کے مطابق ہر یونین کونسل کا ایک ایک لڑکوں اور ایک ایک لڑکیوں کا ہائی سکول up grade کیا جائے گا ۔ اگر یہ درست ہے تو وزیر موصوف اس کے جواب میں بتائیں کہ اس سال میں حکومت کی پالیسی کے مطابق ہمارے ڈسٹرکٹ راولپنڈی میں کون کون سے سکول up grade کئے گئے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا اس سوال کیلئے نیا نوٹس درکار ہے ۔

سردار نصر اللہ خان دریشک : جناب والا کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ : یہ کوٹہ کس بنیاد پر مقرر کیا جاتا ہے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا میں یہ گذارش کروں گا کہ اس سوال کا بھی نیا نوٹس درکار ہے ۔ کیونکہ اس کا اصلی سوال سے کوئی تعلق نظر نہیں آتا ہے ۔

جناب سپیکر : یہ ایک policy matter کا سوال ہے اور وہ policy matter پوچھنا چاہتے ہیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا اگر یہ متعلقہ سوال ہے تو پھر میں معزز رکن سے عرض کروں گا کہ وہ سوال کو دہرا دیں ۔

سردار نصر اللہ خان دریشک : جناب والا وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ حکومت سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت ہر ضلع کا باقاعدہ کوٹہ مقرر کرتی ہے ۔ تو میں نے ان سے یہ گذارش کی ہے کہ ہر ضلع کے لئے کوٹہ مقرر کرنے کا کیا معیار اور طریقہ کار ہے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ وزراء کو مختلف اضلاع کا سربراہ مقرر کیا جاتا ہے ۔ اور اس میں ایم پی اے حضرات کو شامل کر کے ایک کمیٹی مقرر ہوئی تھی ۔ وہ کمیٹی وزیر متعلقہ کے ساتھ مل کر یہ تعین کرتی تھی ۔ کہ جہاں کہیں سکول کی ضرورت ہے ۔ یا جہاں کہیں سکول کو up grade کرنا ہے تو اس کے متعلق بیٹھ کر فیصلہ کیا جاتا تھا ۔ اور وہی حتمی فیصلہ ہوا کرتا تھا (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : آرڈر پلیز ۔

وزیر تعلیم : جناب والا اس کے پس منظر میں سب سے اہم بات دیکھی جاتی تھی کہ کہاں کہاں کون کون سا سکول کی آبادی کے تناسب اور feasible دوسری ضروریات کے لحاظ سے feasible ہے ۔ اور ultimately فیصلہ اس کمیٹی نے کرنا ہوتا ہے ۔

جناب غلام سرور خان : کیا وزیر موصوف از راہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ چونکہ یہ سوال policy matter کے متعلق تھا۔ کہ آیا یہ گورنمنٹ کی پالیسی موجود ہے۔ کہ ہر یونین کونسل میں ایک ایک ہائی سکول ہونا چاہیئے۔ اور یہ relevent سوال ہے؟

جناب سپیکر : اس کا اگلا حصّہ آپ خود ہی فرمایئے جو آپ نے فرمایا تھا؟

جناب غلام سرور خان : جناب والا! اس کے اگلے حصّے پر میں زیادہ زور نہیں دوں گا کہ میں صرف اتنا ہی پوچھنا چاہوں گا کہ کیا گورنمنٹ کی یہ پالیسی ہے کہ ہر یونین کونسل میں ایک ایک ہائی سکول ہونا چاہیئے۔

چوہدری محمد رفیق : کیا وزیرِ تعلیم یہ بیان فرمائیں گے کہ جب مختلف اضلاع کا کوٹہ مقرر کیا جاتا ہے۔ تو اس میں ترجیحی سلوک کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں ثبوت کے طور پچھلے سال کا بجٹ پیش کیا جا سکتا ہے ــــــ کہ کن کن اضلاع میں ترجیحی بنیادوں پر زیادہ کوٹہ دیا گیا اور کن کن اضلاع میں کم دیا گیا۔ یہ تفاوت اور فرق کیوں ہے؟

جناب سپیکر : چوہدری صاحب ذرا سوال دُہرا لیئے۔

چوہدری محمد رفیق ۔ جناب سپیکر : مختلف اضلاع میں کوٹہ مقرر کرنے کی بات ہو رہی تھی تو میں نے یہ عرض کیا تھا کہ صوبائی سطح پر اضلاع میں جب گورنمنٹ کوٹہ مقرر کرتی ہے تو چند اضلاع میں ترجیحی سلوک کیا جاتا ہے۔ یعنی کچھ اضلاع میں کوٹہ زیادہ مقرر کر دیا جاتا ہے۔ اور کچھ اضلاع میں کم کوٹہ مقرر کیا جاتا ہے۔ تو یہ تفاوت کیوں ہے؟

وزیرِ تعلیم : جناب والا۔ اس کے متعلق پہلے بھی جواب دیا جا چکا ہے لیکن اس میں جو سب سے اہم بات مدِنظر رکھی جاتی ہے۔ وہ آبادی ہے۔ اور اسی کے مطابق یہ تمام فیصلے کئے جاتے ہیں۔ میں نے پہلے بھی گذارش کی ہے کہ کسی سکول کو شروع کرنے سے پہلے اُس کی feasibility check کرنا ضروری ہوتا ہے کہ آیا یہاں سکول قائم کرنا سودمند ہے۔ اس میں کتنے طالب علم تعلیم حاصل کریں گے۔ اور یہ سکول اگر ہم قائم کریں تو آیا اس علاقے کو فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ تو یہ سارے لوازمات ہیں جنہیں دیکھ کر کوٹہ بڑھایا جاتا ہے یا مقرر کیا جاتا ہے۔

جناب عثمان ابراہیم : جناب والا : کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے کہ ضلع کے متعلق جب وہ up gradation کا کوٹہ مقرر کرتے ہیں تو اس میں ضلع ہیڈ کوارٹر کا شہری حصہ بھی شامل ہوتا ہے۔ اگر نہیں شامل ہوتا ہے تو شہر کے متعلق up gradation کے سلسلے میں

حکومت کی کیا پالیسی ہے ؟

وزیر تعلیم : جناب والا میں اجازت چاہوں گا کہ یہ سوال ایک مرتبہ دہرا دیا جائے ۔

جناب سپیکر : عثمان ابراہیم صاحب ! یہ سوال ایک مرتبہ دہرا دیں ۔

جناب عثمان ابراہیم : جناب والا ! وزیر موصوف نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ حکومت ہر ضلع کا کوٹہ مقرر کرتی ہے ۔ اور ضلع کمیٹی فیصلہ کرتی ہے کہ کن سکولوں کو ضلع میں up grade کرنا ہے ۔ تو میں نے یہ سوال کیا تھا کہ کیا ضلعی ہیڈ کوارٹر کے شہر کو بھی اس میں شامل کرتے ہیں ؟ اگر شامل نہیں کرتے تو شہر کے متعلق سکولوں کو up grade کرنے کی کیا پالیسی ہے ۔ یا وہ شہر کے سکول کو بالکل up grade ہی نہیں کئے جاتے ہ

وزیر تعلیم : جناب والا میرے فاضل رکن نے شہروں کے بارے میں سوال دریافت کیا ہے لہذا میں گذارش کروں گا کہ شہروں کی پوزیشن دیہات کی نسبت قدرے مختلف ہوتی ہے ۔ کیونکہ شہروں میں پہلے ہی میونسپل کمیٹیاں ، ٹاؤن کمیٹیاں اور میونسپل کارپوریشنز اپنے زیر نگرانی پرائمری سکول اور مڈل سکول تک کا انتظام کرتی ہیں ۔ لیکن اس کے باوجود ہم نے اس معاملہ میں کوئی قدغن نہیں لگا رکھی ۔ اگر کسی شہر یا قصبے میں یا کسی بڑے شہر میں سکولوں کی ضرورت ہوتی ہے ۔ تو ہم اس ضرورت کو مدنظر رکھتے ہوئے فوراً سکول کا اجرا کرتے ہیں ۔

جناب محمد صدیق انصاری : جناب سپیکر ! وزیر موصوف صاحب نے فرمایا ہے کہ ضلع سیالکوٹ کو 1985-86ء کے لئے نو سکول دیئے گئے ہیں ۔ تو میرا سوال یہ ہے کہ ضلع سیالکوٹ کو صرف نو سکول کس priority کے تحت دیئے گئے ہیں ۔ جبکہ پنجاب کے کئی اضلاع میں اس سے زیادہ سکول بھی دیئے گئے ہیں ؟

جناب سپیکر : اس سوال کا جواب دیا جا چکا ہے ۔

چوہدری اصغر علی گجر : جناب سپیکر ۔ انہوں نے سکولوں کی اپ گریڈیشن کے سلسلے میں آبادی کو معیار بنایا ہے ۔ میں یہ گذارش کروں گا ۔ کہ کیا وہ بتا سکیں گے کہ ایک ہائی سکول کا درجہ پانے کے لیئے کتنی آبادی درکار ہوگی ؟

وزیر تعلیم : جناب والا : اس اعتراض کے باوجود کہ اس سوال کا پہلے سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ پھر بھی میں اس کا جواب دینے کیلئے تیار ہوں ۔ سب سے پہلے پرائمری سکولوں کی بات ہے ۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کے متعلق پورا frame work بتانا

چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر : چودھری صاحب! صرف ہائی سکولوں کے متعلق بات کریں۔

چوہدری اصغر علی گجر : جناب والا! ایک مڈل سکول کے لئے تین چار بنیادی ضروریات ہوتی ہیں۔

جناب سپیکر : چوہدری صاحب، سوال ہائی سکول کے بارے میں ہے۔

وزیر تعلیم : جناب والا! میں عرض کرتا ہوں کہ مڈل سکول سے ہی ہائی سکول بنایا جاتا ہے۔ مڈل سکول کو جب ہم up grade کرتے ہیں۔ تو اس کے بعد ہی ہائی سکول بنتا ہے تو میں یہ requirements بتا رہا ہوں کہ اگر ایک ہائی سکول بنانا ہو تو اس کی بنیادی ضروریات یہ ہیں کہ جہاں کہیں بھی چار مڈل سکول ہوتے ہیں۔ اور ایک مڈل سکول جو کہ سنٹر میں واقع ہوتا ہے اور اس کے ساتھ تین تین یا چار چار کو میٹر یا میل کے فاصلے پر واقع دیگر سکول ہوتے ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اگر اس سنٹر والے مڈل سکول کو ہائی سکول کا درجہ دے دیا جائے تو اس کے اپنے طلبہ جو آٹھویں سے فارغ التحصیل ہوتے ہیں۔ اور ساتھ جو فیڈر سکول اس قابل ہوں گے کہ اگر ہم انہیں up grade کریں۔ تو وہ ایک اچھے ہائی سکول کا درجہ پا سکتا ہے۔ اور وہاں کے رہنے والے عوام اس سے بھرپور فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

چوہدری اصغر علی گجر : جناب والا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں نے وزیر موصوف سے آبادی کے متعلق گذارش کی تھی۔ تو کیا وہ آبادی کے متعلق بھی بتائیں گے کہ جو criteria اب انہوں نے قائم کیا ہے کہ جہاں ہائی سکول بنے اس کے چاروں طرف مڈل سکول ہونے چاہئیں۔ تو یہ جو دو سکول سیالکوٹ کو دیئے گئے ہیں ان کے گرد مڈل سکولوں کے نام وہ بتا سکیں گے؟

جناب سپیکر : اگلا سوال نمبر ب 77 چوہدری غلام احمد صاحب

موضوعات دھنیال دوپوچک اور دھگیاری پرائمری گرلز سکولوں کو مڈل کا درجہ دینے کے اقدامات

*77 (ب) چوہدری غلام احمد : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ نکھڑ اور ظفر وال کے درمیان کوئی گرلز مڈل سکول نہیں ہے۔ جب کہ

مواضعات دھتول، روپو چک اور بھگاڑی میں گرلز پرائمری سکول موجود ہیں۔
(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اہلیان علاقہ کی ضرورت کے پیش نظر مذکورہ پرائمری گرلز سکولوں کو مڈل کا درجہ دینے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) درست ہے۔
(ب) پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ دینے کیلئے سکولوں کی نشاندہی کی اختیارات ضلعی کمیٹی کو تفویض کر دیئے گئے ہیں۔ جو کہ ایم پی اے حضرات پر مشتمل ہے۔ اس کمیٹی کی سربراہی متعلقہ انچارج منسٹر صاحب کے پاس ہے۔ اس مقصد کے لئے موجودہ ترقی پروگرام 1985-86 میں پنجاب میں 480 سکولوں کو مڈل کا درجہ دیا جائے گا۔ کمیٹی ہذا اس علاقے کی ضرورت کے مطابق ترجیحی بنیادوں پر ان پرائمری سکولوں کو مڈل سکول کا درجہ دینے کی مجاز ہے۔

چوہدری غلام احمد: جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ ان عوامل جن کے متعلق انہوں نے خود فرمایا ہے کہ criteria یا feasibility report میں آبادی اور فاصلے کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہوتی ہیں؟

وزیر تعلیم: جناب والا! میں معافی چاہتا ہوں اگر فاضل ممبر ایک دفعہ سوال دہرا دیں

جناب سپیکر: چوہدری صاحب آپ سوال دہرا دیں۔

چوہدری غلام احمد: جناب والا! میری گزارش ہے کہ criteria یا feasibility report میں آبادی کے علاوہ بالخصوص بچیوں کو سکولوں کے سلسلہ میں آیا فاصلے کو بھی ملحوظ خاطر رکھا جاتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہوتی ہیں؟

وزیر تعلیم: بچیوں کے سکولوں کے سلسلے میں فاصلے کو ملحوظ خاطر بھی ضرور رکھا جاتا ہے۔ کیونکہ خصوصاً بچیوں کے لئے ہماری یہ کوشش ہوتی ہے ان کے لئے سکول اس طرح سے قائم کریں کہ اس سے بچیوں کو تکلیف یا دیگر مسائل کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

جناب سپیکر: انصاری صاحب ضمنی سوال کریں گے۔

جناب محمد صدیق انصاری: جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف یہ فرمائیں گے کہ پنجاب کے لئے مختص شدہ 480 سکولز میں سے حکومت نے ضلع سیالکوٹ کو کتنے دیئے گئے ہیں اور کن

ترجیحات کی بنا پر دیئے گئے ہیں ؟

وزیر تعلیم :۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام 86-1985 میں ضلعی کمیٹی نے ضلع سیالکوٹ کے مندرجہ ذیل پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ دیا جانے کی منظوری دی ہے ۔

جناب سپیکر : انہوں نے تعداد پوچھی ہے ۔ 9

وزیر تعلیم :۔ جناب والا ، 16 گرلز مڈل سکول ہیں ۔ اور بوائز مڈل سکول ہیں اگر یہ نام پوچھتے ہیں تو میں نام بھی بتا دیتا ہوں ۔

جناب سپیکر : آپ نے صرف تعداد پوچھی ہے ؟

جناب محمد صدیق انصاری : میں نے صرف تعداد پوچھی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی پوچھا ہے کہ صوبہ پنجاب میں ان 480 سکولوں کو تقسیم کیا گیا ہے تو کیا سیالکوٹ کو یہ تعداد کس priority کے تحت دی گئی ہے ۔

جناب سپیکر : سیالکوٹ کے لئے 25 سکول ہیں ۔

وزیر تعلیم : جی 25 ہیں ۔ اس سلسلے میں میں نے پہلے بھی گذارش کی ہے کہ جب اپنی آرا ضلعی کمیٹیوں کو بھیجتے ہیں ......

جناب محمد صدیق انصاری : جناب والا میں تصحیح کر دوں یہ وقت کا ضیاع ہوگا ۔ وزیر موصوف ضلع کے سکولوں کی تعداد کو تقسیم کرنیوالی کمیٹی کے متعلق بتلا رہے ہیں لیکن میں نے جو سوال کیا ہے کہ پنجاب میں جو 480 سکول تقسیم کئے گئے ۔ اسمیں سیالکوٹ کو کس criteria کے تحت 25 سکول دیئے گئے ہیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا اس سوال کا ہی جواب دے رہا تھا کہ وزراء کی سربراہی میں جو کمیٹیاں مقرر کی گئی تھیں ۔ ان کا اصل مقصد یہی تھا ۔ کہ ہر ضلع میں سکولوں کی پہلی تعداد اور آبادی کو مد نظر رکھ کر جائزہ لیا جا سکے کہ مطلوبہ ضلع میں کتنے نئے سکولوں کی ضرورت ہے ۔ اور وہ کمیٹی ہی جائزہ لے کر ایک وزیر کی سربراہی میں ہمیں اپنا یہ فیصلہ ....

جناب سپیکر : چوہدری صاحب آپ نے اپنے جواب میں دیا ہے کہ پنجاب میں 480 سکول اپ گریڈ ہوتے ہیں ۔ انصاری صاحب کا سوال یہ ہے کہ آپ نے سیالکوٹ کو 25 سکول دیتے ہیں ۔ تو وہ آبادی کے لحاظ سے دیئے ہیں ۔ یا کسی اور لحاظ سے دیئے گئے ہیں ؟

وزیر تعلیم : میں اسی طرف آ رہا ہوں یہ تعین اس سربراہی کمیٹی نے کرنا ہے ۔ کہ ہمارے ضلع میں ....

(قطع کلامیاں)

Mr. Speaker, You are not being relevant Chandhry Sb.

وزیر تعلیم :۔ جناب والا ، شاید میں سمجھا نہیں سکا ہوں ....

جناب سپیکر : پنجاب میں سیالکوٹ کے حصہ کا کیا سٹینڈرڈ مقرر کیا گیا ہے۔

وزیر تعلیم :۔ جناب والا ، پنجاب میں سیالکوٹ کے حصہ جو مقرر ہوا ہے ۔ پہلے بات یہ ہے کہ جہاں کی یہ آبادی کے لحاظ سے ہوتا ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ سیالکوٹ کے لئے سکولوں کا حصہ determine کرنا اس کمیٹی کا کام ہے ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں آپ کو تفصیلاً بتا دیتا ہوں۔

جناب سپیکر : آرڈر پلیز تشریف رکھیے۔ راجہ صاحب چوہدری صاحب تشریف رکھیے ۔ وزیر موصوف ایک ضمنی سوال کا جواب دے رہے ہیں ۔

وزیر تعلیم : ...... تو میں جناب والا یہ کہہ رہا تھا کہ اس سلسلہ میں سب سے پہلا yard stick ہے آبادی کے لحاظ سے یہ تعین کیا جاتا ہے کہ اس ضلع میں کتنے سکول کی ضرورت ہے ....

سید طاہر احمد شاہ : پوائنٹ آف آرڈر سر ۔ جناب والا ، گذارش یہ ہے چوہدری صاحب کی آواز سنائی نہیں دیتی ۔ اگر ہم ان کی آواز سن نہیں سکیں گے تو ہم اس پر ضمنی سوال نہیں کر سکیں گے ۔ اس لئے از راہِ کرم انہیں آپ کہہ دیں کہ سوال اپنا بیان با آواز بلند فرمائیں ۔

وزیر تعلیم : جناب والا : میں نے جو جواب دیا ہے وہ اگر کافی نہیں ہے تو میں اس کو مزید جاری رکھوں گا ۔

جناب سپیکر : تو آپ کا مطلب یہ ہے کہ آبادی کے لحاظ سے ہے ۔

وزیر تعلیم : آبادی کے لحاظ سے shart fall کے لحاظ سے کمی کے لحاظ سے یہ تمام چیزیں مدِنظر رکھ کر اس کے بعد فیصلے کئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر :۔ صحیح جواب ہے .... جناب چوہدری محمد رفیق صاحب :

چوہدری محمد رفیق : بہت شکریہ جناب سپیکر ابھی یہ ذکر ہوا ہے ۔ کہ پنجاب میں 480 سکولوں کو مڈل کا درجہ دیا گیا ہے ۔ ایک ضمنی سوال ہوا کہ کن ترجیحات کی بنا پر یہ

اضلاع میں تقسیم ہوئی ۔ انصاری صاحب نے یہ دریافت کیا کہ سیالکوٹ کیلئے 25 سکول کی بانٹ کس بنیاد پر کی گئی تو جناب سپیکر میں یہ دوہائی دیتا ہوں کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ ضلع کو صرف 4 سکول ملے ہیں ایسی تفریق کیوں کی گئی ۔ اس ضلع کی آبادی کم نہیں ہے ۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ اصول شاید یہ ہے کہ وفاداری بشرط استواری کے طور پر یہ بانٹ کی جاتی ہے ۔ کیا ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں وفاداری کی کچھ کمی ہے ۔ یا وفاداری مشکوک ہے؟ اس کے لئے وزیر تعلیم یہی بات کی وضاحت فرمائیں گے کہ تقسیم میں جو ڈنڈی ماری گئی ہے ۔ وہ کیوں ماری گئی ہے؟

وزیر تعلیم : جناب والا میں گذارش کر دوں گا کہ بہتر ہوتا اگر اس دوہائی کے لیے ایک علیحدہ سوال پیش کریں تو زیادہ بہتر ہوگا ۔ لیکن اس کے باوجود میں جواب دے دیتا ہوں ٹوبہ ٹیک سنگھ سیالکوٹ کے مقابلے میں ایک بچے کی حیثیت رکھتا ہے ۔ میں نے پہلے بھی یہ عرض کیا ہے کہ اپ گریڈیشن کے لئے جو طریقہ کار مقرر کیا گیا ہے وہ آبادی سفارشات اور فوری ضرورت اور ان ترجیحات کے مطابق یہ ساری allocation کی جاتی ہے ۔
اس سلسلے میں میں اپنے فاضل بھائی کو اس الزام کے غلط ہونے کا یقین دلائی کرواتا ہوں کہ میں کسی کے ساتھ ناجائز رعایت نہیں برتوں گا کسی کو بڑھا کے نہیں دوں گا ۔ کسی کو گھٹا کے نہیں دوں گا ۔

جناب سپیکر : مولانا منظور احمد چنیوٹی ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب سپیکر جیسا کہ وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ضلعی کمیٹیاں وزیر انچارج کی سربراہی میں موجود ہیں اور یہ کمیٹیاں اپ گریڈیشن کے لیے سفارش کرتی ہیں اور اس کے مطابق سکول اپ گریڈ کیے جاتے ہیں ۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کمیٹیوں نے جن سکولوں کی اپ گریڈیشن کے لیے سفارش کی ہے ۔ وہ اب تک اپ گریڈ کیوں نہیں ہوئے میرے اپنے حلقے میں ایک پرائمری اور ایک مڈل سکول کی اپ گریڈیشن کے لئے کمیٹی نے سفارش کی تھی لیکن ابھی تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوا ۔ کیا اس کی یہ وجہ تو نہیں کہ میں نے مسلم لیگ کا فارم پر نہیں کیا؟

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : جناب ظفر اللہ خان صاحب ۔

جناب ظفر اللہ خان صاحب : جناب والا وزیر موصوف سے یہ دریافت کروں گا کہ کیا محکمہ تعلیم پنجاب کارپوریشن کے سکولوں کو پرائمری سے مڈل کا درجہ دینے کا اختیار رکھتا ہے ۔

اور اگر محکمہ تعلیم یہ اختیار رکھتا ہے۔ تو اس فہرست میں کارپوریشن کے کتنے سکول اپ گریڈ ہوئے ؟

(قطع کلامیاں)

مولانا منظور احمد چنیوٹی : میرے سوال کا تو جواب ہی نہیں آیا۔

جناب سپیکر : مولانا صاحب آپ اس سوال کا جواب کیلئے نیا سوال پیش کریں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب والا میرے حلقے میں ایک گرلز مڈل سکول اپ گریڈ ہوا تھا جو سردار صاحب کے حلقے کو دے دیا گیا ہے۔ اور اسطرح میرا استحقاق ختم کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر : آپ اس کے لیے تازہ نوٹس دیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب والا : کیا یہ ضروری ہے کہ جو بھی کوئی اس ایوان کا ممبر ہے وہ مسلم لیگ کا فارم پر کرے۔ جب ایک کمیٹی میں فیصلہ ہو چکا ہے کہ اس سکول کو اپ گریڈ کر دیا جائے گا ....

جناب سپیکر : مولانا صاحب اس کے لئے تازہ نوٹس دیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب والا ، متعلقہ وزیر کی سربراہی میں جب کمیٹی نے ایک فیصلہ کر دیا ہے۔ پھر اس پر عمل درآمد کیوں نہیں کیا گیا۔ وزیر موصوف اس بات کی وضاحت کریں کہ ایسا کیوں کیا گیا ہے ؟

جناب سپیکر : مولانا صاحب آپ اپنے سوال پر غور فرمائیں کہ پھر اس کے بعد ایسا ضمنی سوال کرنے کی کوشش کریں کہ جو ضمنی سوالات کی حدود میں آتا ہو۔ لیکن اس میں fresh question کی ضرورت نہ ہو تو میں آپ کے سوال کو entertain کروں گا لیکن پہلے میری بات پر غور کیجئے گا۔ مولانا صاحب اب آپ تشریف رکھئے گا۔ اب وزیر تعلیم خان ظفر اللہ خان صاحب کے سوال کا جواب دیں گے۔

وزیر تعلیم : جناب والا ، میرے فاضل دوست نے میونسپل کارپوریشن کے سکولوں کی اپ گریڈیشن کے بارے دریافت کیا ہے۔ اس ضمن میں ان کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں اور پیشتر ازیں بھی عرض کر چکا ہوں۔ کہ کارپوریشنز، میونسپل کمیٹیوں وغیرہ کا اپنا ایک خاص تعلیمی سسٹم بنا ہوا ہے۔ چونکہ یہ self financing agencies ہیں۔ اور یہ اپنے ہی سسٹم کے تحت پرائمری ایجوکیشن اور کسی حد تک مڈل کے درجے تک سسٹم پر رائج العمل ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہمارا محکمہ تعلیم اربن ایریا سکیم کے تحت جہاں کہیں بھی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔

پرائمری مڈل اور ہائی سکول شہریوں کو مہیا کرتے ہیں۔ خان صاحب کا یہ سوال کہ لاہور میونسپل کارپوریشنوں کے سکولوں کو اپ گریڈ کرنے کا کوئی ارادہ ہے۔ میرے خیال میں اس سوال کا یہ ضمنی سوال نہیں بنتا۔

جناب ظفر اللہ خان : جناب سپیکر اگر ہمیں اپنے حلقے لاہور میونسپل کارپوریشن کے پرائمری سکولوں کو مڈل تک اپ گریڈ کرنے کی ضرورت محسوس ہو تو ہم کیا کریں۔ ہمیں اس بات کا جواب دیا جائے۔ اگر محکمہ تعلیم پنجاب کے پاس یہ اختیارات نہیں ہیں تو پھر ان کے پاس یہ اختیارات کیسے آسکتے ہیں۔ میں یہ بھی گذارش کروں گا کہ یہ اختیارات محکمہ تعلیم پنجاب کو دیئے جائیں کیونکہ یہ ہماری ضرورت ہے۔ اور میں نے یہ ضمنی سوال بھی اس ضرورت کے تحت کیا ہے۔ اس لئے یہ اختیارات محکمہ تعلیم پنجاب کو حاصل ہونے چاہئیں۔ جناب والا اگر علاقے کی ضرورت ہو اور ہماری بچیاں دور دراز علاقوں میں جاتی ہوں اور پہلے سے موجود سکولوں میں بچوں کے داخلے کے لئے گنجائش نہ ہو تو پھر میونسپل کارپوریشن کے پرائمری سکولوں کو مڈل کا درجہ دینے کے لئے ہمارے پاس اور محکمہ تعلیم کے پاس اختیارات ہونے چاہئیں تاکہ ....

جناب سپیکر : خان صاحب تشریف رکھئے۔ نیا سوال پیش کریں۔ جناب راؤ مراتب علی خان صاحب

تعلیم عامہ کی غرض سے ورلڈ بنک کی امداد میں خرد برد :

*357 راؤ مراتب علی خان کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ وزارت تعلیم حکومت پاکستان کے زیر اہتمام ورلڈ بنک نے ملک بھر میں تعلیم عامہ بالخصوص پرائمری ایجوکیشن کے لئے ایک ایک بین الصوبائی پراجیکٹ سکیم کا نفاذ کیا تھا۔ اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے ورلڈ بنک اربوں روپیہ کی امداد فراہم کر رہا ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ متذکرہ سکیم کے تحت پرائمری تعلیم کے فروغ کے لئے ہر ضلع کے پراجیکٹ ایریا میں سٹاف کو فرائض کی احسن ادائیگی کے لئے جیپ، گاڑیاں اور موٹر سائیکلیں فراہم کی گئی ہیں۔ جو کہ صرف مرد اور خواتین سپروائزروں کے لئے مخصوص تھیں۔ جیسا کہ سکیم مذکورہ کے رائج کنندگان نے اپنے ابتدائی چارٹر اور سرکلر میں اس امر کی واضح ہدایت اور وضاحت کی ہوئی ہے۔

(ھ) کیا یہ درست ہے کہ ورلڈ بینک کی اربوں روپیہ کی امداد کا غلط استعمال ہو رہا ہے۔ صوبہ کے مختلف علاقوں بالخصوص ضلع شیخوپورہ میں اس امداد کا کلیتاً ناجائز استعمال ہو رہا ہے۔ ضلع شیخوپورہ کے پراجیکٹ ایریا میں مہیا کی جانے والی جیپ گاڑیاں اور موٹر سائیکلیں محکمہ تعلیم کے اعلیٰ افسران کے نجی استعمال میں ہیں۔ اگر ایسا ہے تو اس کی ذمہ داری کس افسر پر عائد ہوتی ہے؟

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہو تو کیا حکومت اس بدعنوانی کے مرتکب افراد کے خلاف تحقیقات کرانے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) درست ہے

(ب) درست ہے تاہم ان گاڑیوں کا استعمال پرائمری ایجوکیشن کے پراجیکٹ سے متعلقہ افراد پراجیکٹ کی بہبود کے لیے استعمال کرنے کے مجاز ہیں۔

(ج) درست نہیں ہے۔ یہ گاڑیاں مجوزہ مقاصد کے لئے استعمال کی جا رہی ہیں۔ تاہم یہ پراجیکٹ اختتام کو پہنچ گیا ہے۔ اور اب زیادہ تر کام پراجیکٹ کے صوبائی یونٹ پر مرکوز ہے۔ جو ان کے کوائف کا تجزیہ کر کے ان کی رپورٹیں تیار کرنے میں مصروف ہیں۔ اس مسئلے کے لئے وقتاً فوقتاً ان اضلاع سے جہاں ان کا استعمال فی الوقت ضروری نہ ہو ایسی ٹرانسپورٹ صوبائی یونٹ کے استعمال کے لئے بھی فراہم کر دی جاتی ہے۔ تاکہ اس کام کو جلد از جلد پایہ تکمیل تک پہنچایا جا سکے۔

(د) ترمیم شدہ۔

وزیر تعلیم: اگر کوئی ایسی شکایت سامنے آئی تو اس کا بروقت نوٹس لیا جائے گا اور غلطی کے مرتکب افراد کے خلاف تادیبی کارروائی کی جائے گی۔

جناب سید طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر

جناب والا جزو د) کے جواب میں وزیر موصوف نے وضاحت فرمائی ہے اور ہمیں جو طبع شدہ جواب فراہم کیا گیا ہے۔ دونوں متضاد ہیں۔ اس لئے اس بات کی وضاحت کی جائے۔

جناب سپیکر: محکمہ تعلیم کی طرف سے جوابات ترمیم شدہ صورت میں پیش کئے گئے ہیں۔ اور اس کے مطابق وزیر موصوف جوابات دے رہے ہیں۔ اور اگر یہ ترمیم شدہ

کاپیاں آپ کے پاس نہیں ہیں۔ تو وہ آپ کو سپلائی کی جا سکتی ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ : جناب والا۔ کیا ترمیم شدہ جوابات کی کاپیاں اراکین اسمبلی کو بروقت مہیا کرنا ضروری نہیں ہے

جناب سپیکر : آپ کی بات درست ہے۔ اور میں اس سلسلے میں جملہ محکمہ تعلیم کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ ترمیم شدہ صورت میں جوابات اسمبلی سیکرٹریٹ کو بر وقت پہنچ جانے چاہئیں۔ تاکہ اسمبلی سیکرٹریٹ کے پاس اتنا وقت ہو کہ وہ ان کی کاپیاں کروا کے معزز اراکین اسمبلی کو دے سکیں۔ اور وہ اس پر اپنے ضمنی سوالات کر سکیں۔ آئندہ اس سلسلے میں احتیاط برتی جائے۔ جناب راجہ جاوید اخلاص صاحب؛

گورنمنٹ گرلز مڈل سکول ٹھاکرہ کے لئے عمارت کی فراہمی :

381* راجہ جاوید اخلاص : کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے۔

کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز مڈل سکول ٹھاکرہ یونین کونسل نڑالی بغیر عمارت کے چل رہا ہے۔ اور طالبات کو حصولِ تعلیم میں نہایت دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کے لیئے عمارت فراہم کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اسکی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر تعلیم (چوہدری ہمت زجبین)

(الف) گورنمنٹ گرلز مڈل سکول ٹھاکرہ اس وقت ایک پرائیویٹ عمارت میں چل رہا ہے۔ جو دو درمیانی کمروں 12×16 فٹ اور دو چھوٹے کمروں 8×8 اور 6×6 فٹ پر مشتمل ہے۔ ایک اور کمرے میں مالک مکان کا سامان بند پڑا ہے طالبات کی تعداد 100 کے لگ بھگ ہے۔

(ب) حکومت مرحلہ وار پروگرام کے تحت سکولوں کی عمارت کی تعمیر و مرمت کروا رہی ہے اس سکول کی عمارت کی تعمیر کیلئے 1985-86 میں رقم مہیا کرنے کی کوشش کی جائے گی بشرطیکہ اس کے لیے مطلوبہ زمین مہیا کی جائے۔

راجہ جاوید اخلاص : ضمنی سوال؛

جناب سپیکر : جی راجہ صاحب؛

راجہ جاوید اخلاص : جناب والا : اہالیانِ دیہہ نے 4 کنال رقبہ سکول کے نام کر دیا ہے۔ تو کیا وزیر موصوف اس بات کی تسلی کرائیں گے کہ وہ مالی سال 87-1986 میں اس بلڈنگ کے لئے فنڈز ہر حال میں مہیا کریں گے؟

وزیر تعلیم : جناب والا : میں نے پہلے ہی گذارش کر دی ہے کہ انشاء اللہ پوری کوشش کی جائے گی۔ کہ آنے والے سال 87-1986 میں اس سکول کے لئے فنڈز مہیا کئے جائیں۔

جناب گلنواز خان وڑائچ : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب میں یہ دریافت کر سکتا ہوں کیا یہ ممکن ہے۔ کہ جو گاؤں بھی اس میں آئیں ان کے ضلع اور تحصیل کو بھی اس میں شامل کیا جائے تاکہ تمام اراکین کو پتہ چل جائے؟ صرف ٹھاکرہ سے پتہ نہیں چلتا ہے۔ کہ ٹھاکرہ کہاں ہے تو اس لئے جناب چاہیے تو یہ تھا کہ اس میں تحصیل اور ضلع بھی ساتھ ہو تاکہ ہر ممبر سمجھ سکے۔

جناب سپیکر : راجہ صاحب آپ کو اپنے ضمنی سوال کا جواب مل گیا ہے۔

راجہ جاوید اخلاص : جی جناب

جناب سپیکر : جناب میاں شہاب الدین اویسی صاحب۔

گورنمنٹ گرلز مڈل سکول خانقاہ شریف کی تعمیر و مرمت

*395- میاں شہاب الدین اویسی : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے۔ کہ خانقاہ شریف تحصیل و ضلع بہاولپور میں واقع گرلز مڈل سکول کی عمارت 1973 کے سیلاب اور بارشوں کی وجہ سے سخت بوسیدہ اور مخدوش ہو چکی ہے۔ جس کی وجہ سے ہر وقت جانی نقصان کا اندیشہ لاحق رہتا ہے؟

(ب) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کی از سر نو تعمیر یا اسے مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) گورنمنٹ گرلز مڈل سکول خانقاہ شریف کی عمارت واقعی سخت بوسیدہ اور مخدوش ہو چکی ہے۔ اور ناقابل استعمال ہے۔

(ب) سکول مذکورہ کی مرمت مفید نہیں لہذا اس کی از سر نو تعمیر کے لئے فنڈز 1985-86 میں مہیا کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جناب میاں محمود احمد صاحب

شاہدرہ کے علاقے میں گرلز کالج کا قیام

*409 میاں محمود احمد: کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شاہدرہ کے علاقے میں گرلز کالج نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے شاہدرہ اور اس کے گرد و نواح کی بچیوں کو میٹرک کے بعد مزید تعلیم کے لئے کالج آنے کے لئے کافی دور آنا پڑتا ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ علاقہ میں گرلز کالج کھولنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) یہ درست ہے۔ کہ شاہدرہ (خاص) میں کوئی گرلز کالج نہیں ہے۔ البتہ گورنر کے منظور شدہ مرحلہ وار پروگرام کے تحت فیروز والا میں یکم ستمبر 1983 سے ایک گرلز کالج کا قیام کیا گیا ہے۔ جو شاہدرہ سے 5 (پانچ) میل کے فاصلے پر کرایہ کی بلڈنگ میں کام کر رہا ہے۔ یہ کالج شاہدرہ خاص اور اس کے گرد و نواح کے علاقے کی ضروریات کو پورا کر رہا ہے۔

(ب) اس بات کا جائزہ لیا جا رہا ہے کہ فیروز والا میں کالج کی موجودگی میں شاہدرہ (خاص) میں کالج ہونا چاہیئے یا نہیں۔

جناب سپیکر: جناب نواب زادہ مظفر علی خان صاحب:

بیجن کسانہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات کے ہائی سکول کی عمارت کی تعمیر:

*426 نواب زادہ مظفر علی خان: کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں

گئے کہ :۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پنجن کسانہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات کے ہائی سکولوں کی عمارت بالکل بوسیدہ اور خستہ حالت ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ گورنرز انسپکشن ٹیم نے 1984 میں اپنے معائنہ کے وقت بھی مذکورہ عمارت کے ناقابل استعمال ہونے اور کسی وقت بھی کوئی حادثہ پیش آنے کے بارے میں اپنی رپورٹ دی تھی ؟

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سال 1984 میں محکمہ تعلیم نے مذکورہ سکول کی مرمت کے لئے اڑھائی لاکھ روپیہ منظور کیا تھا۔ مگر سکول کی انتہائی مخدوش حالت کے پیش نظر محکمہ بلڈنگ نے اس کی مرمت سے معذوری ظاہر کرتے ہوئے کہا تھا کہ عمارت مرمت کی بجائے نئے سرے سے تعمیر کی جائے ؟

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اہل دیہہ نے 6 کنال رقبہ مذکورہ سکول کی عمارت تعمیر کرنے کے لیے محکمہ تعلیم کو مفت مہیا کیا ہے ؟

(ه) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محکمہ نے 86-1985 کے ترقیاتی پروگرام میں 14.73 لاکھ روپے مذکورہ سکول کی تعمیر کے لئے مختص کئے تھے۔

(و) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے۔ تو محکمہ کب تک سکول کی مخدوش عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) درست ہے۔ سکول کی عمارت 14 × 18 کے پانچ کمروں پر مشتمل ہے۔ جو خستہ حالت میں ہے۔

(ب) یہ درست نہیں۔ ایسی کوئی رپورٹ محکمہ ہذا میں موصول نہیں ہوئی۔

(ج) سال 1984 میں سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت سکول مذکورہ کے لئے کوئی فنڈز نہیں دیئے گئے تھے۔ بہر حال سکول کی مخدوش حالت کے پیش نظر اس کی از سر نو تعمیر ضروری ہے۔

(د) درست ہے۔

(ه) یہ سکیم 86-1985 کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں شامل نہیں ہے۔

(ں) سکول کی نئی عمارت کے تعمیر کے لئے 73ء14 لاکھ روپے کی سکیم تیار ہو چکی ہے۔ اس کے لئے فنڈ 1986-87 کے ترقیاتی بجٹ میں فراہم کرنا ممکن ہوں گے۔

نواب زادہ مظفر علی خان : جناب والا : جزو (ب) کا جواب درست نہیں دیا گیا۔ اس سلسلہ میں گورنر انسپکشن ٹیم کی رپورٹ موجود ہے۔ میں وزیر موصوف کی خدمت میں یہ التماس کروں گا کہ وہ کوشش کر کے اس رپورٹ کو حاصل کریں۔ جزو "د" میں انہوں نے فرمایا ہے کہ 1986-87 کے ترقیاتی پروگرام میں سے فنڈ فراہم کرنا ممکن ہوں گے۔ تو میں یہ سپلیمنٹری سوال کروں گا کہ ممکن ہوں گے تو صحیح جواب نہیں ہے۔

....

جناب سپیکر : آپ نے ترمیم شدہ شکل میں اس سوال کا جواب نہیں سنا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ 1986-87 کے بجٹ میں 8 لاکھ روپے مختص کر دیئے گئے ہیں۔

نواب زادہ مظفر علی خان : شکریہ :

جناب سپیکر : جناب سردار محمد امجد فاروق خان کھوسہ صاحب :

گورنمنٹ ڈگری کالج مردانہ ڈیرہ غازیخان کی عمارت کی توسیع :

*434 - سردار محمد امجد فاروق خان کھوسہ : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج مردانہ ڈیرہ غازیخان کی عمارت کب اور کتنے طلباء کی تعلیمی ضروریات کے لئے تعمیر کی گئی تھی۔

(ب) مذکورہ کالج میں اس وقت طلباء کی تعداد کتنی ہے اور آیا موجودہ عمارت طلباء کی مذکورہ تعداد کے لئے ہر لحاظ سے کافی ہے۔

(ج) کیا مذکورہ درسگاہ میں بی۔ ایس۔ سی کی تعلیم و تدریس کے لئے بھی مکمل سہولتیں میسر ہیں۔

(د) اگر موجودہ عمارت ناکافی ہے۔ تو کیا حکومت نے اپنے رواں مالی سال میں کالج کی ترقی کے لئے کوئی اقدامات تجویز کئے ہیں۔

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) گورنمنٹ ڈگری کالج ڈیرہ غازی خاں کی عمارت 1964 میں تعمیر کی گئی تھی اور یہ عمارت 1100 طلباً کی تعلیمی ضرورت پوری کرنے کے لئے کافی ہے۔

(ب) اس کالج میں طلباً کی تعداد 1600 ہے۔ اور موجودہ عمارت طلباً کی مذکورہ تعداد کے لئے ناکافی ہے۔

(ج) مذکورہ درسگاہ میں بی ایس سی کی تعلیم و تدریس کے لیے مکمل سہولتیں میسر ہیں۔

(د) ڈگری کالج ڈیرہ غازی خاں کی موجودہ عمارت واقعی اس کی موجودہ ضروریات کو پورا نہیں کرتی۔ اس میں توسیع کے لئے سالانہ ترقیاتی پروگرام 86-1985 میں کوئی رقم مختص شدہ نہیں۔ البتہ مجوزہ سالانہ ترقیاتی پروگرام 87-1986 میں پانچ اضافی کمرے اور ایک لائبریری کی تعمیر کے لئے مبلغ دس لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ: پوائنٹ آف آرڈر، جناب سپیکر جزد "د" کے جواب میں درج ہے کہ ایک لائبریری کی تعمیر کے لئے مبلغ 10 لاکھ روپے مختص کئے گئے ہیں مگر وزیر موصوف نے کیا اس رقم کو ترمیم شدہ صورت میں پڑھا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب آپ متوجہ نہیں تھے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب میں نے تو پوری توجہ سے سنا ہے۔ انہوں نے جز "د" میں 6 لاکھ کچھ ہزار روپے کی رقم بتائی ہے۔ آپ ریکارڈ سے سن لیں۔

جناب سپیکر: تشریف رکھئے آپ متوجہ نہیں تھے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب میں نے تو وضاحت طلب کی ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب انہوں نے جواب ترمیم شدہ شکل میں دیا ہے۔ ستاون ہزار اس سکول کی لائبریری اور اس کی مرمت کیلئے مختص کئے گئے ہیں۔ اور یہی اس کا estimate ہے۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب سپیکر کتنی رقم مختص کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: 6 لاکھ 57 ہزار روپے۔

جناب سپیکر : سردار محمد امجد فاروق خان کھوسہ سوال نمبر 435

ڈیرہ غازیخان ڈویژن میں سیکنڈری بورڈ کا اجراء

*435 سردار محمد امجد فاروق خان کھوسہ : کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ڈیرہ غازیخان ڈویژن میں سیکنڈری بورڈ کے اجراء کے متعلق کیا پیش رفت ہوئی ؟
(ب) کیا اس ضمن میں رواں مالی سال کے دوران کیا اقدامات تجویز کئے ہیں اور نہیں کئے گئے تو کیا وجوہات ہیں۔

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین) :

(الف) ڈیرہ غازی خاں ڈویژن اصل میں سابقہ ملتان ڈویژن کے صرف دو 2 اضلاع ڈیرہ غازی خاں اور مظفر گڑھ پر مشتمل ہے ۔ اب ان کے چار 4 اضلاع بنا دیئے گئے ہیں ۔ ان اضلاع کی کل تعداد طلباء سال 1984 میں صرف 19047 میٹرک اور ایف اے کے امتحانوں میں شامل ہوئی جو واضح طور پر ایک نئے بورڈ کیلئے انتہائی ناکافی ہے ۔ اتنے طلباء پر مشتمل بورڈ اپنے سارے اخراجات نہیں چلا سکتا جب کہ پہلے ہی ملتان بورڈ اپنے اخراجات بڑی مشکل سے چلا رہا ہے ۔ ڈیرہ غازی خاں بورڈ کے وجود میں آجانے سے نہ صرف یہ بورڈ ناکام ہو جائے گا ۔ بلکہ ملتان بورڈ بھی خسارے کی زد میں آجائے گا ۔ جس سے دونوں بورڈ ناکام ہو جائیں گے ۔ ان حالات کے پیش نظر حکومت نے اس مسئلے کا کئی بار جائزہ لیا ۔ لیکن ڈیرہ غازی خاں میں نئے بورڈ کے قیام کی راہ ہموار نہیں ہو سکی ۔

(ب) جی نہیں ۔ جز (الف) کے پیش نظر رکھتے ہوئے فی الحال کوئی پیش رفت نہیں ہوئی ۔

جناب سپیکر : میاں محمود احمد ، سوال نمبر 450

گرلز ہائی سکول قلعہ لچھمن کے لئے عمارت کی فراہمی :

*450 میاں محمود احمد : کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول قلعہ لچھمن سنگھ کی عمارت جہاں تقریباً 3500 بچیاں زیر تعلیم ہیں ۔ محکمہ تعلیم عرصہ تین سال کے لئے کرایہ پر حاصل کر رکھی ہے مگر اب مالک مذکورہ بلڈنگ کو خالی کروانا چاہتا ہے ؛

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا سکول کے لیے متبادلہ جگہ کا بندوبست کر کے عمارت تعمیر کرنے کو تیار ہے ۔ اگر نہیں تو اسکی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) گورنمنٹ رحمانیہ گرلز ہائی سکول 16 راوی پارک قلعہ لچھمن سنگھ میں 1430 طالبات زیر تعلیم ہیں ۔ یہ سکول 1-10-1972 کو مارشل لاء ریگولیشن نمبر 118 کے تحت قومی تحویل میں لے گیا تھا ۔ اور کرایہ عمارت مبلغ 500 روپے مورخہ 1-10-1972 سے ادا ہو رہا ہے ۔ 1983 میں مالک عمارت مسمی میاں خورشید احمد نے بے دخلی کا دعویٰ دائر کیا ۔ چنانچہ عمارت کو ریکوزیشن کرنے کے لیے ہوم سیکرٹری گورنمنٹ آف پنجاب کے پاس کیس تیار کر کے بھیجا گیا ہوم سیکرٹری پنجاب نے سیکرٹری تعلیم کے مشورے سے تین سال کے لئے عمارت کو ریکوزیشن کیا ۔ اور تین سال بعد عمارت خالی کرنے کو کہا ۔ اپریل 1986 میں یہ مدت ختم ہو گئی ہے ۔ علاوہ ازیں مالک عمارت سے بلڈنگ کی خریداری کیلئے گفت وشنید جاری ہے ۔ اور مالک عمارت نے تحریراً لکھ دیا ہے کہ وہ سکول کی بلڈنگ market value کے حساب سے فروخت کرنا چاہتا ہے ۔

(ب) متبادل انتظام کے لیے کوششیں جاری ہیں ۔ جگہ تلاش کی جا رہی ہے تاکہ سکول کی عمارت اس پر تیار کی جا سکے ۔ مگر ابھی تک بندوبست نہیں ہو سکا ۔ اب متروکہ املاک بورڈ کی زمین بستی میلا رام نبی پارک میں موجود خالی پلاٹ کے حصول کے لیے متروکہ وقف املاک بورڈ سے خط وکتابت کی جا رہی تھی کہ متذکرہ پلاٹ کا کیس ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے ۔ جس کی وجہ سے محکمہ تعلیم کی درخواست پر فی الحال کارروائی کرنا ممکن نہیں ہے ۔

جناب سپیکر : سردار نصراللہ خان دریشک :

ہائی سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں کے تقرر کے لئے کوٹے پر نظر ثانی

*455 سردار نصراللہ خان دریشک :

کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے ۔ کہ صوبہ پنجاب میں ہائی سکولوں کے ہیڈ ماسٹروں کا تقرر جو عموماً مئی یا جون میں ہو جایا کرتا تھا ۔ اب تک کیوں نہیں ہو سکا؟ نیز یہ بھی بتلایا جائے کہ قبل ازیں ہیڈ ماسٹروں کی براہ راست بھرتی کا کوٹہ کتنا تھا ۔ اور اس وقت کیا ہے ۔ اور اگر کوٹہ میں کمی کر دی گئی ہے تو کیا حکومت حالیہ فیصلہ پر نظر ثانی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین) :

قبل ازیں سیکنڈری سکول ٹیچرز کا تقرر بطور ہیڈ ماسٹر ان کے اپنے سکیل تنخواہ میں کیا جاتا ہے ۔ جن کو بعد میں ریگولر کیا جاتا تھا مگر اساتذہ کی ایسوسی ایشنز یہ مطالبہ کرتی تھیں کہ سیکنڈری سکول ٹیچر کو باقاعدہ ہیڈ ماسٹر کے سکیل میں ترقی دے کر ہیڈ ماسٹر تعینات کیا جائے ۔ Associations کا یہ مطالبہ مان لیا گیا جس کی وجہ سے کچھ تاخیر ہوئی اور Departmental Promotion Committee سے ان کی تقرری کے احکامات بھی جاری کر دیئے ہیں ۔ ہیڈ ماسٹروں کی براہ راست تقرری کا کوٹہ 15 فیصد ہے ۔ جو پنجاب ایجوکیشن رولز 1963ء (ایڈمنسٹریٹر برانچ) میں سیکشن کی رو سے 6 فروری 1963 سے نافذ العمل ہے ۔ اس میں کوئی کمی نہیں کی گئی تھی ۔ اب 1985-7-25 کو یہ کوٹہ 15 فیصد سے بڑھا کر 25 فیصد کر دیا گیا

سردار نصراللہ خان دریشک :

جناب وزیر تعلیم یہ بیان فرمائیں گے کہ کیا ان ہیڈ ماسٹروں کی بطور ہیڈ ماسٹر تقرری ہو چکی ہے یا ابھی نہیں ؟

وزیر تعلیم
اس معاملہ میں Departmental Promotion Committee کے تین اجلاس ہوئے ہیں ۔ اور ان اجلاس کی کارروائی کے دوران 678 ایس ایس ٹی کی باقاعدہ ترقی کے معاملے پر غور کیا گیا۔ 450 ہیڈ ماسٹروں کی ترقی کی سفارشات کی گئیں 199 کے معاملات مختلف وجوہات کی بنا پر ملتوی کئے گئے اور 29 کو مختلف وجوہ کی بنا پر نظر انداز کیا گیا ۔

سردار نصراللہ خان دریشک :۔ جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ کتنے ہیڈ ماسٹروں کو ترقی دی گئی۔ میرا سوال کوئی چھ مہینے پرانا ہے ۔ اور ان چھ مہینوں کے دوران کسی ایک کو بھی ترقی نہیں دی گئی ۔

وزیر تعلیم :۔ جناب والا! میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ 450 کی ترقی کی سفارش کی جا چکی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ان 450 کو ترقی دی جا چکی ہے ۔ اور مستقل قریب میں وہ اپنی اپنی ترقی کی بنیاد پر جو متعلقہ سیٹیں بنتی ہیں ۔ ان کو مل جائیں گی ۔

سردار نصراللہ خان دریشک : کیا جناب وزیر صاحب فرمائیں گے کہ ڈائریکٹ کوٹہ 15 فیصد سے بڑھا کر کیوں کیا گیا ہے ؟

وزیر تعلیم : میرے فاضل بھائی نے سوال کیا تھا کہ کیا 15 فیصد کوٹہ کم کر دیا گیا ہے ۔ اب اگر ہم نے وہ کوٹہ بڑھا دیا ہے ۔ تو ان کو اس بات سے خوش ہونا چاہیئے ۔ کوٹہ ہم نے بڑھایا ہے ۔ اور اس سے کافی لوگوں کی حق رسی بھی ہو گی اور داد رسی بھی ہو گی ۔

سردار نصراللہ خان دریشک : جناب میرا سوال شاید محکمے نے نہیں سمجھا ۔ میرے سوال کا مقصد یہ تھا ۔ کہ ہیڈ ماسٹر بے چارے جن کو پندرہ پندرہ بیس بیس اور تیس تیس سال کے بعد ترقی دی جاتی ہے ۔ ان کے کوٹے میں کمی کی گئی ہے ۔ اور ڈائریکٹ کوٹہ بڑھا دیا گیا ہے ۔ اور اس وجہ سے میں عرض کر رہا ہوں کہ ان بے چاروں کو بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ تو ان کو بیس پچیس سال کی سروس کے بعد ترقی ملتی ہے ۔ پھر 45 سال عمر کی حد رکھی ہوئی ہے ۔ سکول ٹیچر کی عمر 45 سال سے اوپر بڑھ جائے تو وہ بطور ہیڈ ماسٹر

اہل بھی نہیں ہوتا۔ براہ راست تقرری کیلئے تو پبلک سروس کمیشن کی طرف سے آنیوالے لوگوں کو مواقع ملتے ہیں۔ لیکن سکول ٹیچر کی ترقی کے لئے کوٹہ میں جو کمی کی گئی یہ ان کے لئے ناانصافی ہے میں وزیر تعلیم کی خدمت میں گذارش کروں گا کہ وہ اپنے فیصلے پر نظرثانی فرمائیں۔

جناب سپیکر: وہ آپ سے نظرثانی کے لئے کہہ رہے ہیں۔ سوال کا جواب نہیں پوچھ رہے۔

جناب سپیکر: سردار نصراللہ خان دریشک: سوال نمبر 456'

راجن پور اور ڈیرہ غازیخان کے قبائلی علاقے کے طلبار کے وظائف:

*456 سردار نصراللہ خان دریشک: کیا وزیر تعلیم از راہ کرم فرمائیں گے کہ:

(الف)۔ قبل ازیں راجن پور اور ڈیرہ غازی خان کے قبائلی علاقے کے طلباء کو جماعت دار کتنے وظائف ہر سال دیئے جاتے تھے۔ اور ان وظائف کی جماعت وار شرح کیا ہے۔

(ب)۔ کیا حکومت ان پسماندہ ترین علاقوں کے طلباء کے لیے وظائف کی تعداد 5 شرح میں اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اسکی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم چوہدری ممتاز حسین:

(الف)۔ سال گذشتہ 1984-85 میں داخلے لائیگر اور ڈیرہ غازیخان کے قبائلی علاقے کے طلبا میں ایک لاکھ روپے کی رقم میں سے مندرجہ ذیل کلاسز کے بچوں کو وظائف تقسیم کئے گئے۔

کلاس	تعداد وظائف	رقم	عرصہ
1- ایم-بی-بی-ایس	2	300 روپے ماہوار	5 سال
2- بی ایس سی انجینئرنگ	2	300 〃 〃	4 〃
3- سب انجینئر	2	150 〃 〃	〃
4- بی ایس سی ایگریکلچرل	2	150 〃 〃	4 〃
5- بی-ایڈ	2	150 〃 〃	〃
6- سی-ٹی	2	150 〃 〃	10 ماہ
7- پی-ٹی-سی	4	100 〃 〃	10 〃

یہ رقم کمشنر ڈیرہ غازیخان / پولیٹکل ایجنٹ / ڈپٹی کمشنر راجن پور متعلقہ طلبا کو بصورت

وظائف تقسیم کرتے ہیں ۔ یہ وظائف ان وظائف کے علاوہ ہیں ۔ جو اہلیت کی بنیاد پر ڈیرہ غازی خان ڈویژن کے مختص کئے گئے ہیں ۔ اور جن پر اس علاقے کے طلبا ، باقی علاقوں کے طلباً کیطرح مقابلہ کر سکتے ہیں ۔

(ب) سال رواں 1985-86 میں حکومت نے یہ رقم ایک لاکھ سے بڑھا کر ایک لاکھ اسی ہزار روپے کر دی ہے ۔ اور وظائف کی شرح بڑھا کر 400 روپے ماہوار کر دی گئی ہے ۔ اور تعداد وظائف پچاس مقرر کی گئی ہے ۔

جناب سپیکر : (سردار نصراللہ دریشک صاحب)

سردار نصراللہ خان دریشک : ایک ضمنی سوال جناب ضلع راجن پور کے کیا وزیر تعلیم فرمائیں گے کہ کتنے لڑکوں کو وظائف دیئے گئے ہیں ؟

وزیر تعلیم : جناب والا میں اس کے لئے گذارش کروں گا کہ تازہ سوال کیا جائے ۔ کیوں کہ اس میں مطلوبہ تعداد مانگی گئی ہے ۔ یہ ایک عجیب سا سوال تھا ۔ اس کیلئے میں نے ترمیم شدہ جواب دے دیا ہے ۔

جناب سپیکر ۔ (جناب فضل حسین راہی صاحب)

(طبع شدہ سوال کا نمبر 470 فضل حسین راہی کی غیر موجودگی میں جناب طاہر احمد شاہ صاحب نے پڑھا ۔)

گورنمنٹ کالجز میں گریڈ وائز آسامیاں :

470* جناب فضل حسین راہی : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) گورنمنٹ کالجز میں گریڈ وائز آسامیوں میں باہمی نسبت کیا ہے ۔ نیز کیا یہ نسبت برقرار ہے

(ب) گورنمنٹ کالجز میں گریڈ وائز کل کتنی آسامیاں خالی پڑی ہیں اور کب سے خالی ہیں ؟

وزیر تعلیم چوہدری ممتاز حسین : (الف) گورنمنٹ کالجز وں میں پروفیسروں ، اسسٹنٹ پروفیسروں اور لیکچراروں کی آسامیوں میں باہمی نسبت 1 ، 6 ، 17 کی ہے ۔ ہر سال نئی آسامیوں کے اضافہ کے باعث یہ نسبت ہمہ وقت برقرار نہیں رکھ سکتی ۔ اسے برقرار رکھنے کیلئے وقتاً فوقتاً لیکچراروں اور اسسٹنٹ پروفیسروں کی آسامیاں اپ گریڈ کی جاتی ہیں ۔

اور آخری مرتبہ 1986 میں ایسا کیا گیا۔ 1 6 17 کی نسبت یہ تعداد مندرجہ ذیل ہے
بی پی ایس 19 مردانہ 215 زنانہ 123 ۔بی پی ایس 18 میں 1291
اور 736 بی پی ایس 17 میں 2084 اور 3659 ہے۔
(ب) گورنمنٹ کالجوں میں خالی آسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام آسامی	مردانہ	زنانہ
پروفیسر بی پی ایس 19	61	42
اسسٹنٹ پروفیسر بی پی ایس 18	75	68
لیکچرار بی پی ایس 17	211	125

آسامیاں مختلف اوقات میں خالی اور پر ہوتی رہتی ہیں۔ ہر آسامی کیلئے اس کے خالی ہونے کی تاریخ دینا ممکن نہیں ہے لیکچراروں کی آسامیاں پچھلے مہینے سے ہی وجود میں آئی ہیں۔ جن میں سے بیشتر پر کی جا چکی ہیں۔ ان میں تین ڈویژن (راولپنڈی، سرگودھا، ڈیرہ غازی خان) میں ایڈھاک لیکچراروں کی تقرری ابھی تک عمل میں نہیں آئی۔ البتہ ماہ رواں میں ان تینوں ڈویژنوں میں بھی ایڈھاک لیکچراروں کی تقرری ہو جائے گی۔ اور اس طرح ان میں سے بیشتر آسامیاں پر ہو جائیں گی۔ ان میں زیادہ تر آسامیاں انگریزی، اردو، اسلامیات، مطالعہ پاکستان، فائن آرٹ، ہوم اکنامکس میں خالی ہیں۔ اور ان کے لئے موزوں قابلیت کے حامل امیدواروں کی کمی ہے۔ پبلک سروس کمیشن کو تمام تر خالی آسامیوں کی Requisition بھیج دی گئی ہے۔ اور منتخب امیدواروں کے آنے پر ان آسامیوں کو مستقل بنیادوں پر پر کر دیا جائے گا۔ اسسٹنٹ پروفیسروں کی آسامیاں لیکچراروں کے مختلف گروپوں کے درمیان سنیارٹی کے تنازعہ کا کیس سپریم کورٹ میں ہونے اور نتیجتاً پروموشن نہ ہونے کی وجہ سے خالی ہیں۔ تاہم ان میں سے اکثر آسامیوں پر لیکچرار کام کر رہے ہیں۔ پروفیسروں کی آسامیاں بھی پروموشن نہ ہونے کے باعث خالی پڑی ہیں۔ تاہم یہ معاملہ زیر کارروائی ہے۔ جو جلد مکمل ہو جائے گا۔ مزید براں براہ راست بھرتی کے زمرے میں آنے والی آسامیاں وقتاً فوقتاً پبلک سروس کمیشن کے توسط سے پُر ہوتی رہتی ہے مذکورہ خالی آسامیوں میں سے براہ راست بھرتی کے زمرہ آنے والی بھرتی کے زمرے میں آنے والی آسامیوں کی Requisition بھی پبلک سروس کمیشن کو بھیج دی گئی ہے۔ اور منتخب امیدواروں کے آنے پر ان آسامیوں کو بھی پُر کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر : مولانا صاحب آپ کا ایک ضمنی سوال تھا۔ جس کے متعلق میں نے کہا تھا کہ آپ کر سکیں گے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : جناب والا وزیر موصوف نے فرمایا تھا کہ ضلعی سطح پر کمیٹیاں بنی ہیں۔ اور ان میں up gradation کا فیصلہ ہوتا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میرے حلقے میں ایک پرائمری سکول فار گرلز کو up grade کرکے مڈل سکول بنانا تھا۔ اس پر عمل درآمد کب ہوگا۔ اب تک اس پر عمل درآمد نہیں ہوا؟

جناب سپیکر : آپ کا یہ سوال اب بھی مبہم ہے اسمیں آپ کون سے سکول کی بات کرتے ہیں کون سا پرائمری اور کون سا مڈل تھا؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی : موضع شیخ کا پرائمری سکول اپ گریڈ ہوکر مڈل ہونا تھا۔ وہ رقبہ 125 چک کہلاتا ہے۔ وہ مڈل سکول تھا up grade ہوکر ہائی ہونا تھا۔ تو ان دونوں پر عمل درآمد نہیں ہوا۔ ان پر عمل درآمد کب ہوگا۔

جناب سپیکر : اس کے لئے تازہ سوال درکار ہے۔ لیکن میں جناب وزیر تعلیم سے یہ کہوں گا۔ کہ وہ اس سلسلے میں مولانا صاحب کی تسلی کرادیں۔

جناب وزیر تعلیم : بجا ارشاد فرمایا جناب والا

جناب سپیکر : اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

جناب وزیر تعلیم : آپ کے ارشاد کیمطابق وقفہ سوالات ختم ہوچکا ہے۔ مجھے اجازت دیجئے کہ میں بقایا سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ سکوں۔

جناب سپیکر : بقایا سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے۔

جناب وزیر تعلیم : جناب مہربانی۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

گورنمنٹ کالجوں میں گریڈ وائز آسامیاں

*471 راؤ مراتب علی خان : کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) گورنمنٹ کالجوں میں گریڈ وائز کل کتنی آسامیاں خالی پڑی ہیں۔

(ب) ڈاکٹر رشید احمد صاحب ڈائریکٹر (کالجز) بہاولپور ڈویژن کے دور میں اساتذہ اور پرنسپلوں کے کتنے تبادلے ہوئے۔ اور ان کی کیا وجوہ تھی؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

گورنمنٹ کالجوں میں خالی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہیں۔

نام آسامی		مردانہ	زنانہ
پروفیسر بی پی ایس نمبر	19	61	42
اسسٹنٹ پروفیسر "	18	75	68
لیکچرار " "	17	211	125

لیکچراروں کی آسامیاں پچھلے مہینے ہی سے وجود میں آئی ہیں۔جن میں سے بیشتر پر کی جا چکی ہیں۔ اور باقی پر کی جا رہی ہیں۔ اسسٹنٹ پروفیسروں کی اسامیاں لیکچراروں کے مختلف گروپوں کے درمیان سنیارٹی کے تنازعہ کا کیس سپریم کورٹ میں ہونے اور نتیجۃً پروموشن نہ ہونے کی وجہ سے خالی ہیں۔تاہم یہ معاملہ زیر کاروائی ہے جو جلد مکمل ہو جائے گا۔مزید براں براہ راست بھرتی کے زمرے میں آنے والی آسامیاں وقتاً فوقتاً پبلک سروس کمیشن کے توسط سے ہوتی رہتی ہیں۔

آسامیاں مختلف اوقات میں خالی اور پر ہوتی رہتی ہے۔ہر آسامی کے لئے خالی ہونے کی حتمی تاریخ دینا ممکن نہیں ہے۔لیکچراروں کی آسامیاں پچھلے مہینے میں ہی وجود میں آئی ہیں۔جن میں بیشتر پر کی جا چکی ہیں۔ان میں تین ڈویژنوں (راولپنڈی، سرگودھا، ڈیرہ غازی خان) میں ایڈہاک لیکچراروں کی تقرری ابھی تک عمل میں نہیں آئی۔ابتہ ماہ رواں میں ان تینوں ڈویژنوں میں بھی ایڈہاک لیکچراروں کی تقرری ہو جائے گی اور اسطرح ان میں سے بیشتر آسامیاں پر ہو جائیں گی۔ان میں زیادہ تر آسامیاں انگریزی۔اردو، اسلامیات، مطالعہ پاکستان۔فائن آرٹ، ہوم اکنامکس میں خالی ہیں۔اوران کے لئے موزوں قابلیت کے حامل امیدواروں کی کمی ہے۔پبلک سروس کمیشن کو تمام تر خالی آسامیوں کی Requisition بھیج دی گئی ہے۔اور منتخب امیدواروں کے آنے پر ان آسامیوں کو مستقل بنیادوں پر پر کر دیا جائے گا۔اسسٹنٹ پروفیسروں کی آسامیاں لیکچراروں کے مختلف گروپوں کے درمیان سنیارٹی کے تنازعہ کا کیس سپریم کورٹ میں ہونے اور نتیجتاً پروموشن نہ ہونے کی وجہ سے خالی ہیں۔تاہم ان میں سے خالی ہیں۔تاہم ان میں سے اکثر آسامیوں پر لیکچرار کام کر رہے ہیں۔پروفیسروں کی آسامیاں ابھی پروموشن

ہونے کے بعد خالی پڑی ہیں ۔ تاہم یہ معاملہ زیر کارروائی ہے ۔ جو جلد مکمل ہو جائے گا۔ مزید براں براست بھرتی کے زمرے میں آنے والی آسامیاں وقتاً فوقتاً پبلک سروس کمیشن کے توسط پر پُر ہوتی رہتی ہیں ۔ مذکورہ خالی آسامیوں میں سے براہ راست بھرتی کے زمرے میں آنے والی آسامیوں کی Requisition بھی پبلک سروس کمیشن کو بھیج دی گئی ہے ۔ اور منتخب امیدواروں کے آنے پر ان آسامیوں کو بھی پر کر دیا جائے گا۔

(ب) نام آسامی (مردانہ)	تعداد	وجوہ
پروفیسر	1	زیر ہدایت ڈپٹی مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر
اسسٹنٹ پروفیسر	1	انتظامی وجوہات کی بنا پر
	1	عوام کے مفاد میں ۔
	6	متعلقہ افسران کی ذاتی خواہش پر
لیکچرار	4	انتظامی وجوہات کی بنا پر
	49	متعلقہ افسران کی ذاتی خواہش پر
نام آسامی (زنانہ) پروفیسر	1	انتظامی وجوہات کی بنا پر
اسسٹنٹ پروفیسر	2	انتظامی وجوہات کی بنا پر
	1	متعلقہ افسر کی ذاتی خواہش پر
لیکچرار	4	انتظامی وجوہات کی بنا پر
	1	" "
	23	متعلقہ افسران کی ذاتی خواہش پر

پنجاب یونیورسٹی لاہور میں داخلہ کا طریق کار

*531 بیگم خواجہ فرحت رفیق ۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) پنجاب یونیورسٹی لاہور میں مخصوص نشستوں پر طلباء طالبات کے داخلہ کا طریق کار کیا ہے ۔ اور اس تعلیمی سال میں مذکورہ نشستوں پر کن کن مستحق طلباء و طالبات کو داخلہ دیا گیا ہے ۔ تفصیلاً بتایا جائے نیز مذکورہ یونیورسٹی میں سپورٹس کی بنا پر

پر کتنے طلبہ و طالبات کو داخلہ دیا گیا ہے۔

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

پنجاب یونیورسٹی کے تمام تدریسی شعبہ جات میں کھیلوں کی بنیاد پر داخلہ سال رواں میں متعلقہ شعبہ کی کل داخلہ کی تعداد کے 2 (دو) فیصد کے حساب سے کیا گیا ہے۔

پنجاب یونیورسٹی تدریسی شعبہ جات میں ہر شعبہ کے لیے کھیلوں کے معیار کی فہرست تیار کی جاتی ہے۔ جس کے لیے کھلاڑی طلبا کو انٹرویو کے لئے بلایا جاتا ہے۔ اور درج ذیل ترجیح کے مطابق استحقاق طے کیا جاتا ہے۔

1 - انٹرنیشنل کھلاڑی
2 - نیشنل کھلاڑی
3 - پاکستان یونیورسٹی ٹیم کا کھلاڑی
4 - یونیورسٹی کلر ہولڈر کھلاڑی
5 - یونیورسٹی ٹیم کارکن
6 - بورڈ کلر ہولڈر
7 - بورڈ ٹیم کارکن
8 - کالج کلر ہولڈر

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول پھالیہ ضلع گجرات میں سائنس ٹیچر کی تقرری :

*532 - مولانا محمد غیاث الدین :- کیا وزیر تعلیم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول پھالیہ ضلع گجرات میں عرصہ پانچ سال سے لیڈی ٹیچر برائے سائنس کی تقرری نہیں کی گئی۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ لیڈی ٹیچر برائے سائنس نہ ہونے کے باعث مذکورہ سکول کی طالبات سائنس کی تعلیم حاصل کرنے سے محروم ہیں۔ اور ان کا مستقبل تاریک ہو کر رہ گیا ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول میں فوری طور سائنس ٹیچر کی تقرری کرنے کو تیار ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک تقرری کر دی جائے گی۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) یہ درست نہیں ہے۔ مورخہ 2-9-1984 کو سائنس ٹیچر کی تعیناتی ہوئی۔ یہ ٹیچر 1-1-1985 کو رخصت کی درخواست دیکر چلی گئی۔

(ب) یہ درست ہے۔ کہ سائنس ٹیچر کی تعیناتی نہ ہونے کی وجہ سے دقت ضرور پیش آتی ہے۔

(ج) لیڈی سائنس ٹیچرز کی کمی کی وجہ سے فوری طور پر تعیناتی ممکن نہ تھی۔ مورخہ 9-6-1986 سے ڈائریکٹر تعلیمات (سکولز) گوجرانوالہ کو تبادلہ کی پابندی میں رعایت دیکر تعیناتی کا حکم جاری کر دیا گیا ہے۔

محکمہ تعلیم میں سکیل نمبر ۱۸ کی آسامیوں پر تقرری تعیناتی :

*533۔ خان ظفر اللہ خان :۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) : کیا محکمہ تعلیم پنجاب سکول کیڈر میں سکیل نمبر 18 کی آسامیوں پر تقرری تعیناتی کے لئے باضابطہ قواعد وضوابط موجود ہیں اور اس سکیل میں تعیناتی ان کے مطابق کی جاتی ہے۔

(ب) نومبر 1982ء سے 29 اگست 1984ء تک سکول کیڈر پر کون کون افراد کو سکیل نمبر 18 کے انتظامی عہدوں پر فائز کیا گیا اور کیا یہ تعیناتی قواعد وضوابط کے عین مطابق ہوئی۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ قواعد وضوابط کی صریحاً خلاف ورزی کرتے ہوئے کئی سینئر اساتذہ جو ان تعیناتی کے حق دار تھے۔ ان کا حق غصب کر کے محمد نذیر بھٹہ محمد اشرف، محمد فیض، غلام یٰسین احمد بخش بھوچرہ، شہزادہ محمد نواب، سید باقر حسین شاہ، خواجہ ضیاء الدین بٹ، راجہ محمد عارف، فریدہ احمد، صفیہ احمد، اور موجودہ ڈی ای او زنانہ اٹک کو سکیل نمبر 18 کی آسامیوں پر تعینات کیا گیا ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ غلام یٰسین، احمد بخش بھوچرہ، محمد فیض، خواجہ ضیاء الدین بٹ راجہ محمد عارف کو ان دھاندلیوں، ناجائز کاروائیوں اور دیگر انتظامی پیچیدگیوں

کی بنا پر سکیل نمبر 18 آسامیوں سے ان کی اصل آسامیوں پر بھیج دیا گیا ہے۔

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) جی ہاں۔

(ب) یہ حقیقت ہے کہ سوال کے جزو (ج) میں مذکورہ افسران کو گریڈ نمبر 18 کے انتظامی عہدوں پر فائز کیا گیا تھا۔ ایسا فوری ضرورت کے تحت کیا گیا۔ انتظامی امور کو فوری طور پر نپٹانے کے لئے ایسا کیا گیا۔

(ج) اس مد میں جن اصحاب کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کو عارضی طور پر اپنی تنخواہ اور اپنے سکیل پر تعینات کیا گیا تھا۔ ان میں سے غلام یٰسین، خواجہ ضیاء الدین بٹ، راجہ محمد عارف فریدہ احمد، صفیہ احمد کو اپنی اصل آسامیوں پر واپس کر دیا گیا ہے۔ باقی حضرات محمد نذیر بھٹہ، محمد اشرف، محمد فیض، احمد بخش بھوچرہ اور شہزادہ محمد نواب کو نظریۂ ضرورت کے تحت اپنی ہی تنخواہ پر کام کر رہے ہیں۔ انہیں ترقی نہیں دی گئی۔

(د) چونکہ ان حضرات کی تقرری عارضی طور پر / انتظامی ضروریات کی بنا پر کی گئی ہے۔ لہذا انہیں اپنے سکیل کی آسامیوں پر واپس کر دیا گیا۔ کسی کی کوئی تنزلی نہیں ہوئی۔ اور نہ ہی کسی کی تنزلی مقصود تھی۔

نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لیئے کالج کا اجراء

*537 چوہدری خالد جاوید ورک :۔ کیا وزیر تعلیم از راہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

کیا یہ حقیقت ہے کہ نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے کوئی کالج نہیں ہے۔ اور علاقہ کے عوام کو 30 میل دور گوجرانوالہ کالج میں اپنے بچوں کو داخل کروانا پڑتا ہے۔

اگر ایسا ہے تو کیا حکومت نوشہرہ ورکاں میں لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے کالج قائم کرنیکا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں ؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) یہ بات درست ہے کہ نوشہرہ ورکاں میں طالبات کے لئے کالج نہیں ہے۔ لیکن اس مقام

کاگوجرانزالہ سے فاصلہ 30 (تیس) میل نہیں اٹھارہ میل ہے۔

(ب) نئی حکمت عملی کے تحت جہاں جہاں مناسب اور ممکن ہوا ہائی سکول میں گیارہویں اور بارہویں جماعتوں کا اجرا کر دیا جائے گا۔ اور اس سلسلے میں لوشہرہ ورکاں کو اپنی باری کا انتظار کرنا پڑے گا۔

سکولوں اور کالجوں میں دیہاتی طلبہ کے لئے کوٹہ:

*540 چوہدری خالد جاوید ورک: کیا وزیر تعلیم از راہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

کیا حکومت سکولوں اور کالجوں میں دیہاتی طالب علموں کے لئے کوٹہ سسٹم جاری کرنیکا ارادہ رکھتی ہے۔ تاکہ دیہاتی طالب علموں کو سکولوں اور کالجوں میں داخلہ کی سہولت میسّر ہو سکے؟

وزیر تعلیم: (چوہدری ممتاز حسین)

جہاں تک سکولوں کا معاملہ ہے دیہاتی طلباء کے لئے سکولوں میں داخلے کے لئے کوئی بھی کوٹہ مقرر نہیں ہے۔ اور نہ ہی ایسا کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ دیہی طلبہ کے لئے ان کے اپنے دیہات یا آس پاس کے دیہات میں سکول کی تعلیم کے حصول کا کافی بندوبست ہے۔

کالجوں میں داخلے کے لیے بھی دیہاتی طلباء کا کوئی کوٹہ مخصوص نہیں ہے تاہم ان طلباء کے لئے جو کہ دیہی مدارس کے دسویں امتحان پاس کرتے ہیں۔ ان کے میرٹ کا تعین کرنے کے لئے ان کے حاصل کردہ نمبروں میں پانچ فیصد کا اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ مختلف زمروں میں دیہاتی علاقوں کے طلباء کے میرٹ کا تعین کیا جا سکے اور دیہی طلباء کو مناسب داخلہ دیا جا سکے۔

پنجاب سپورٹس بورڈ کے کوچ کی تحقیقات:

*557 رانا پھول محمد خان: کیا وزیر تعلیم از راہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب سپورٹس بورڈ نے فٹ بال ہاکی اور کرکٹ کے لئے جو مستقل طور پر کوچ ملازم رکھے ہوئے ہیں۔ ان کی تعداد کیا ہے۔ اور کھلاڑیوں کی تربیت کے لئے سال 1984 سے لے کر اب تک کتنے کیمپ لگائے گئے ہیں۔

(ب) اگر 1984 تاحال کوئی کیمپ نہیں لگایا گیا تو کیا حکومت نے ایسے کوچز کے خلاف جنہوں نے کیمپ نہیں لگائے۔ کوئی تادیبی کارروائی کی ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی تفصیل کیا ہے۔ اور اگر نہیں تو وجوہ بیان کی جائیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) فٹ بال :۔ ایک مستقل کوچ مسٹر مسعود الحسن بٹ اور ایک عارضی کوچ عبدالقیوم چنگیزی 1984 سے لیکر اب تک انیس کوچز کیمپ لگائے ہیں۔

ہاکی :۔ کوئی مستقل کوچ نہیں۔ البتہ دو عارضی کوچ سید بہاؤالدین کرمانی اور محمد طیب کی خدمات میسر ہیں۔ 1984ء سے لیکر اب تک تیرہ ٹریننگ و کوچنگ کیمپ لگائے ہیں۔

کرکٹ : کوئی مستقل کوچ نہیں۔ پنجاب سپورٹس بورڈ کے پاس چھ عارضی کوچ ہیں۔ محمد شریف، خواجہ عبدالرب، اے ب نوازا، مظفر حسین شاہ، مبارک علی اور ملک منظور رانی 1984ء سے لیکر اب تک چھ ٹریننگ کیمپ لگائے ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف کرکٹ گراؤنڈز میں کوچ حضرات ٹریننگ دینے میں مصروف ہیں۔ مثلاً ایم اے او کالج گراؤنڈ ریلوے لائن پر ٹننگ پریس گراؤنڈ وغیرہ اس کے علاوہ ڈویژن سطح پر کوچ حضرات موجود ہیں۔ چونکہ ڈائریکٹوریٹ سپورٹس کے قواعد و ضوابط ملازمت 30-6-85 تک منظور نہ کئے گئے تھے۔ اس مستقل تقرریاں عمل میں نہ لائی جا سکتی تھیں۔ اب یہ آسامیاں پر کرنے کے لئے پبلک سروس کمیشن سے رجوع کیا جا رہا ہے۔ اور خالی آسامیوں کو عارضی طور پر کرنے کے لئے مشتہر کر دیا گیا ہے۔

(ب) الف کے جواب کے مدنظر اس سوال کا جواب نہیں میں ہے۔

گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات شکر گڑھ کو ڈگری کا درجہ دینا۔

*562 مولانا محمد غیاث الدین : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صدر پاکستان نے ریفرنڈم سے قبل سیالکوٹ میں جلسہ عام میں اعلان فرمایا تھا کہ گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات شکر گڑھ کو ڈگری کالج کا درجہ دیا جائے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ گرلز ڈگری کالج نہ ہونے کے باعث تحصیل شکر گڑھ کی طالبات اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے سے محروم ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کا مستقبل بھی تاریک ہو کر رہ گیا ہے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات شکر گڑھ کی عمارت نہ ہونے کی وجہ سے طالبات کو گورنمنٹ ڈگری کالج برائے طلبہ شکر گڑھ میں پریکٹیکل کرنے پڑتے ہیں۔

(د) اگر جزو (الف) تا (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کالج کا درجہ بڑھانے اور اس کی عمارت تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ڈگری کلاسز کا اجراء ہو رہا ہے۔ اور کالج کی عمارت کی تعمیر کب شروع ہو رہی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) محکمہ تعلیم کو ایسا حکم تا حال موصول نہیں ہوا۔

(ب) ایک قطعہ اراضی تعدادی 90 کنال 10 مرلہ 1981-1982 میں گورنمنٹ گرلز انٹر کالج شکر گڑھ کے لئے حاصل کیا تھا۔ شروع میں اس کی قیمت 3,31,230 روپے تھی۔ مگر بعد میں ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ نے اس کی نظر ثانی شدہ قیمت 7,73,939/90 روپے مقرر کر دی۔ ابھی تک اس زمین کا قبضہ نہیں لیا ہے۔ کیونکہ زمین کی قیمت کے بقایاجات 4,42,709/90 روپے دینے ہیں۔ بقایاجات کی ادائیگی کے لئے CP-I ڈائریکٹر تعلیمات (کالجز) گوجرانوالہ ڈویژن تیار کر رہے ہیں۔

(ج) گورنمنٹ انٹر کالج برائے طالبات شکر گڑھ پانچ کمروں پر مشتمل ایک کرائے کی عمارت پر چل رہا ہے۔ اس طرح اس کالج میں جملہ سہولیات مہیا نہیں ہیں۔ لہذا بعض اوقات سائنس کے تجربات کرنے کیلئے کالج برائے طلبہ سے مدد لی جاتی ہے۔

(د) کالج کی عمارت کی تعمیر کے لئے مناسب زمین کے حصول کے لئے کارروائی کی جا رہی ہے۔ تاہم استحقاق کی بنیاد پر اگلے سال کے ترقیاتی پروگرام میں اس کالج کو عمارت فراہم کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

ایڈہاک لیکچراروں کی مستقلی

*589 چوہدری نواز الحق چوہان : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایڈہاک لیکچراروں کو ملازمت سے سبکدوش کیا جا رہا ہے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ایسے ایڈہاک لیکچراروں کو جن کی مدت ملازمت چھ سال تک ہے ۔ ان کو بھی سبکدوش کر کے نئے ایڈہاک لیکچرار بھرتی کئے جاتے رہے ہیں ۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ماضی میں 1972ء 1973ء 1976ء میں ایڈہاک لیکچراروں کو بغیر کسی شرط کے مستقل کر دیا گیا تھا ۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ سرحد میں ایڈہاک لیکچراروں کو پبلک سروس کمیشن کا امتحان دیئے بغیر مستقل کر دیا گیا ہے ۔

(ہ) اگر جز وہائے بالا کا جواب اثبات میں ہیں تو کیا حکومت مذکورہ بالا ایڈھاک لیکچراروں کو مستقل کرنے یا ان کو متبادل روزگار فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) جی نہیں ۔

(ب) جی نہیں ۔

(ج) درست ہے ۔ مگر یہ صحیح نہیں کہ انہیں غیر مشروط طور پر مستقل کیا گیا تھا ۔

(د) جناب معلوم نہیں ۔

(ہ) ایڈہاک لیکچراروں کی شرائط ملازمت میں ایسی کوئی ضمانت نہیں کہ انہیں ضرور مستقل کیا جائے یا متبادل روزگار فراہم کیا جائے ۔ ان کی تقرری قطعی عارضی ہوتی ہے نیز ایڈہاک لیکچررز اس امید میں کہ وہ واضح طریق کار سے ہٹ کر مستقل ہو جائیں گے غالباً کمیشن کے ذریعے انتخاب کی کوشش صحیح معنوں میں نہ کرتے ہیں ۔ علاوہ ازیں ایسے ایڈہاک لیکچرارز جو قابلیت کی بنیاد پر کمیشن سے منتخب ہونے میں ناکام رہے ہیں ۔ اس بات کا حق نہیں رکھتے کہ حکومت ہر صورت میں انہیں مستقل آسامیوں پر تقرر کرے

اِس سے تعلیمی انحطاط کو فروغ ملیگا۔

تعلیمی اداروں کے فقدان کے سبب طلبأ کو داخلوں میں دشواری کا سدّباب

***618 ملک غلام شبیر جوئیہ** :۔ کیا وزیرِ تعلیم از راہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں تعلیمی معیار روز بروز گر رہا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں طلبار کی بہت بڑی تعداد کو سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں میں داخلہ نہیں ملا۔ جس کی وجہ سے عوام میں بیحد بے چینی پھیل رہی ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ضلع میانوالی اور دوسرے پسماندہ اضلاع میں اعلیٰ تعلیمی ادارے نہیں۔ جسکی وجہ سے مذکورہ بالا پسماندہ اضلاع کے طلبأ اعلیٰ تعلیم سے بہرہ ور نہیں ہو سکتے

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایسے اقدامات کرنے کو تیار ہے جس سے کہ صوبہ کے عوام کو بہتر سے بہتر تعلیمی سہولتیں میسر آسکیں۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیرِ تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) عمومی طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ معیارِ تعلیم گر رہا ہے لیکن ماہرینِ تعلیم کے مطابق یہ مفروضہ درست نہیں۔ چونکہ ہر دور میں تقاضوں کے مطابق تعلیمی پیمانہ یا مضامین کی تدریس میں تبدیلی رونما ہوتی رہی ہے۔ اس لئے یہ کہنا مشکل ہے کہ تعلیمی معیار انحطاط پذیر ہوا ہے۔ برصغیر میں مختلف ادوار میں مختلف مضامین کی تدریس پر زور دیا جاتا رہا اسلئے معیار کا پیمانہ بھی تبدیل ہوتا رہا۔ ملک میں تعلیم عام کرنے کیلئے چونکہ تعلیمی اداروں میں بڑی تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ اور لوگوں میں تعلیم کے حصول کی خواہش بھی بڑھ رہی ہے۔ اس لئے نچلی سطح پر تجربہ کار تدریسی عملہ مہیا نہ ہوسکنے کے سبب یہ احساس پایا جاتا ہے کہ تعلیم کا معیار گر رہا ہے۔ حکومت کوشش کر رہی ہے کہ بہتر تدریسی عملہ اور سکولوں کے لئے عمارت اور دیگر تعلیمی معلومات فراہم کئے جائیں تاکہ تعلیمی معیار بہتر ہو جائے۔

(ب) یہ کہنا درست نہیں ہے کہ صوبہ میں طلبأ کی بہت بڑی تعداد کو داخلہ نہیں ملا اور اس وجہ سے عوام میں بے چینی پھیل رہی ہے۔ دراصل طلبأ کی بہت بڑی اکثریت لاہور، راولپنڈی فیصل آباد ملتان اور دیگر بڑے شہروں کے معروف سکولوں اور کالجوں میں داخلہ لینے

کی کوشش کرتی ہے جبکہ ان اداروں میں سیٹوں کے محدود گنجائش کے پیش نظر میرٹ بہت اونچا ہو جاتا ہے۔ جس کے نتیجے میں طلبہ کی ایک محدود تعداد ہی داخل ہو پاتی ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ان اداروں کے علاوہ سکول یا کالج نہیں ہیں۔ اگر تمام طلبا بر وقت دوسرے اداروں میں بھی کوشش کریں تو انہیں باآسانی داخلہ مل سکتا ہے۔ صوبے کے دیہی علاقوں میں بہت سے سکول ایسے ہیں جن میں داخل ہونے والے بچوں کی تعداد پندرہ اور بیس سے زیادہ نہیں۔ یہی حال کچھ کالجوں کا ہے۔ جہاں طلبہ کی تعداد 50 اور 100 کے درمیان ہے۔

یونیورسٹیوں کی پوزیشن کسی حد تک مختلف ہے۔ وہاں ہر شعبہ میں مخصوص نشستوں کے مطابق میرٹ پر داخلے ہوتے ہیں۔ جب کہ درخواست دینے والے طلبہ کی تعداد کافی زیادہ ہوتی ہے۔ اس مسئلہ سے عہدہ برآں ہونے کے لئے محکمہ تعلیم نے اہم ڈگری کالجوں میں ایم اے۔ ایم۔ ایس سی۔ کی کلاسوں کا اجرا شروع کیا ہے۔

(ج) میانوالی شہر میں طلبہ اور طالبات کے لئے الگ الگ ڈگری کالج کام کر رہے ہیں۔ اس کے علاوہ عیسیٰ خیل اور جوہر آباد میں بھی لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے کالج قائم کئے ہیں۔ فیصل آباد میں ایم اے کی سہولت بہت عرصہ سے موجود ہے۔ جبکہ حال ہی میں محکمہ تعلیم نے گورنمنٹ کالج سرگودھا اور گورنمنٹ کالج جھنگ میں بعض مضامین میں ایم اے اور ایم ایس سی کی کلاس کا اجرا کیا ہے۔

(د) محکمہ تعلیم اپنے موجودہ وسائل کیمطابق مختلف علاقوں میں طلبہ کی تعداد کے مطابق بتدریج تعلیمی سہولتوں میں اضافہ کر رہا ہے

بورے والا ڈگری کالج میں ایم۔اے کلاسز کا اجرار

640* چوہدری خوشحال محمد ڈوگر: کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ بورے والا میں 1959 سے ایک ڈگری کالج قائم ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ شہر کے طلبار کو مزید اعلیٰ تعلیم کے حصول کیلئے ملتان یا لاہور جانا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جزہ ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بورے والا، وہاڑی اور گرد و نواح کے علاقے کے سہولت کیلئے مذکورہ ڈگری کالج میں ایم اے کی کلاسز

جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) ایسی کوئی تجویز فی الحال حکومت کے زیر غور نہیں۔ کیونکہ ابھی تمام ڈویژنل اور ضلع ہیڈ کوارٹرز پر بھی ایسی سہولتیں موجود نہیں۔

مکتب سکیم کے کامیابی کے لیے اقدامات :

648* ملک ممتاز احمد بھچر : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ صوبہ میں مکتب سکیم کا تجربہ کامیاب رہا ہے

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب نفی میں ہے تو حکومت مذکورہ بالا سکیم کامیاب بنانے کے لیے کیا اقدام کرنیکا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) جی ہاں ! مسجد مکتب سکیم کا تجربہ کامیاب رہا ہے۔ اس وقت 8003 مسجد مکتب کام کر رہے ہیں۔

(ب) اس جزو کا جواب جزو (الف) میں پنہاں ہے۔

انڈسٹریل آرٹس ایجوکیشن میں ڈپلومہ :

693* رانا پھول محمد خان : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

کیا وفاقی حکومت کی سفارشات اور ہدایت پر حکم نمبر 1979/ ٹی ٹی ٹی اے 114/76 ایف کے تحت گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹیچرز ٹریننگ کالج فیصل آباد میں 1979 سے دو سالہ انڈسٹریل آرٹس ایجوکیشن کلاس کا نیا ڈپلومہ جاری کیا گیا تھا۔ جسمیں اب تک چار گروپ فارغ التحصیل ہو چکے ہیں۔ لیکن ابھی تک ان کا بطور ایس ایس ٹی ٹیکنیکل ٹیچر نوٹیفکیشن جاری نہیں کیا گیا۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں۔ اور حکومت کب تک مذکورہ نوٹیفکیشن جاری کرے گی ؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

ایسا نوٹیفکیشن فوری طور پر جاری نہیں کیا جا رہا۔ کیونکہ چار سالہ ڈپلومہ ڈگری کے برابر نہیں اور مروجہ قواعد کے تحت سکیل نمبر 15 میں ایس ایس ٹی کی پوسٹ کے لیے بنیادی تعلیم بی اے/ بی ایس سی

اور ایک سالہ تربیت یا ٹیکنیکل ڈپلومہ ضروری ہے۔ چونکہ متذکرہ بالا دو سالہ ڈپلومہ ڈگری کا تبادل نہیں۔ اس لئے ڈپلومہ کے معاملہ اور اس کے مطابق نئے قواعد برائے S.S.T. (Tech.) کی تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔

صوبے کے دور دراز علاقوں میں کالجوں کا قیام

700* ملک غلام شبیر جوئیہ: کیا وزیر تعلیم از راہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے سکولوں و کالجوں میں تعلیمی سہولت داخلہ کے بحران کے مسئلہ کو حل کرنے کے لئے دور دراز گنجان علاقوں میں زیادہ سے زیادہ کالج قائم کرنے کیلئے پالیسی وضع کی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع میانوالی میں کندیاں ٹاؤن کمیٹی اور لیاقت آباد (پپلاں) ٹاؤن کمیٹی جن کی آبادی بھی بہت زیادہ ہے۔ ان کے نزدیک کوئی کالج نہیں ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے۔ تو کیا حکومت مروجہ پالیسی کے تحت مذکورہ بالا علاقوں میں کالج کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) نئی پالیسی کے تحت حکومت نے مناسب مقامات پر سکولوں میں مرحلہ وار انٹر یونٹ شامل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

(ب) لیاقت آباد (پپلاں) میں پہلے ہی کالج موجود ہے۔ اور یہ علاقہ کی ضروریات پوری کر رہا ہے مناسب وقت پر مرحلہ وار پروگرام کے تحت کندیاں میں انٹر یونٹ شامل کرنے کا فیصلہ کیا جائے گا۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر کلور کوٹ میں 86-9-1 سے کالج قائم کرنے کا فیصلہ بھی ہو چکا ہے۔ تاکہ اس علاقہ کو زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کی جا سکیں۔

(ج) گورنمنٹ ہائی سکول برائے طلباء اور گورنمنٹ ہائی سکول برائے طالبات کندیاں ان چند منتخب سکولوں میں شامل ہیں جن میں انٹر کلاسوں کا اجراء زیر غور ہے۔ جس پر جلد فیصلہ ہونے کی توقع ہے۔

موضوع برنالی تحصیل کھاریاں کے سکولوں کی مرمت:

702* چوہدری محمد اصغر: کیا وزیر تعلیم از راہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ پرائمری سکول اور ہائی سکول برنالی تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

ا کی عمارت نہایت بوسیدہ اور مخدوش حالت میں ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ سال 1983 میں دونوں سکولوں کی عمارت کو خطرناک اور ناقابل استعمال قرار دیا گیا ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ابھی تک دونوں سکولوں کی عمارات کو مرمت نہیں کیا گیا جس سے طالب علموں کو خطرہ رہتا ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کب تک دونوں سکولوں کی عمارات کو مرمت کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اسکی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) یہ درست ہے کہ:۔

ہائی سکول برنالی کی عمارت چھ کمروں اور برآمدہ پر مشتمل ہے۔ کمرے قابل مرمت ہیں۔ اور برآمدہ مخدوش حالت میں ہے۔ پرائمری سکول کی عمارت چار کمروں پر مشتمل ہے۔ اور قابل مرمت ہے۔

(ب) کہ ہر دو سکولوں کی عمارات کو محکمہ بلڈنگز یا لوکل گورنمنٹ نے خطرناک قرار نہیں دیا۔

(ج) یہ درست ہے کہ سکولوں کی باضابطہ مرمت نہیں کرائی جا سکی۔ بیسکن گا ہے لگا ہے اپنی مدد آپ کے تحت مرمت کی جاتی رہی ہے۔ تاکہ طلبا ء کو کوئی خطرہ نہ ہو۔

(د) ہر دو سکولوں کی عمارات کی مکمل مرمت بحالی کے لئے تخمینہ تیار کرایا جا رہا ہے۔ اور انشا ءاللہ اس کے لئے ضروری فنڈز 87-1986 میں فراہم کرائے جائیں گے۔

پرائمری سکول کراڑی والا کلاں تحصیل کھاریاں کو مڈل سکول کا درجہ دینا۔

704* **چوہدری محمد اصغر**:۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے:۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ کراڑی والا تحصیل کھاریاں ضلع گجرات میں پرائمری سکول 1947 سے قائم ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت کہ اس گاؤں کے نزدیک اور کوئی مڈل سکول نہیں ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس علاقے کے طالب علموں کو مزید تعلیم کے لئے کافی دور جانا پڑتا ہے۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ گاؤں کے لوگوں نے سکول کے لئے مفت جگہ دینے کا اعلان کر دیا ہے۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس سکول کا درجہ بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) جی ہاں

(ب) جی ہاں

(ج) جی ہاں۔ قریب ترین مڈل سکول جنڈ انوالا 6 میل کے فاصلہ پر واقع ہے؛

(د) گاؤں کے لوگوں کی طرف سے حال ہی میں (مارچ 1986) میں سکول کے لئے 6 کنال جگہ منتقل کی گئی ہے۔

سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت سکولوں کا درجہ بڑھانے کے لئے متعلقہ انچارج وزیر کی زیر نگرانی کمیٹیاں تشکیل کی جا چکی ہیں۔ اس کمیٹی کی سفارش پر اس سکول کا درجہ سالانہ ترقیاتی پروگرام 87-1986 میں بڑھایا جا سکتا ہے۔

گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج برائے ڈیف اینڈ ڈمب میں اساتذہ کی تقرری میں تاخیر؛

***751 جناب میاں محمد اسحاق:**۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے لاکھوں روپے خرچ کرنے کے بعد گذشتہ برس گنگ محل گلبرگ لاہور کے ایک حصہ میں گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج برائے ڈیف اینڈ ڈمب قائم کر کے تقریباً 25 گونگے بہرے طلباء وطالبات کو داخلہ دے کر گیارہویں جماعت کی تعلیم کا بندوبست دیا تھا۔ مگر طلباء وطالبات اساتذہ کی کمی اور ان کی عدم تقرری کے باعث اپنی تعلیم جاری نہیں رکھ سکے اور اس طرح ان کا ایک قیمتی سال ضائع ہو رہا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اساتذہ کی تقرری کے لئے ڈائریکٹر سپیشل ایجوکیشن لاہور نے اپنی سفارشات کئی ماہ قبل محکمہ تعلیم کو برائے منظوری روانہ کی تھیں۔ مگر ابھی تک محکمہ تعلیم نے اس بارے میں کوئی فیصلہ نہیں کیا اور نہ ہی کوئی احکامات جاری کئے ہیں جس کی وجہ سے ان معذور طلباء وطالبات کے والدین نہایت فکرمند ہیں۔ اور

انہیں اپنے بچوں کا تعلیمی سال ضائع ہونے کے خدشہ کے پیش نظر بیحد تشویش ہے ۔

(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے ۔ تو کیا حکومت ان سفارشات کو منظور کرتے ہوئے فوری طور پر احکامات جاری کرے گی تاکہ اساتذہ کا تقرر مزید کسی تاخیر کے ہو جائے اور تعلیم و تدریس کا سلسلہ دوبارہ مستحکم بنیاد پر شروع ہو سکے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ۔

(د) کیا حکومت محکمہ تعلیم کے افسران کے خلاف بھی کوئی کارروائی کرے گی جن کی مجرمانہ غفلت کی وجہ سے اس اہم کیس کے فیصلہ میں اتنی تاخیر کی گئی ہے ۔ اور طلباء و طالبات کا قیمتی سال بلا وجہ ضائع کیا گیا ہے ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان کی جائیں ؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) جزوی طور پر درست ہے ۔

جہاں تک اساتذہ کی تقرری کا تعلق ہے ۔ اس ادارے میں ڈیف اینڈ ڈمب کے تربیت یافتہ ایم اے سیکنڈ ڈویژن اساتذہ فوری طور پر مہیا نہ ہو سکتے تھے ۔ اس لیے ملحقہ ہائی سکول سے عارضی طور پر ایم اے پاس اساتذہ مہیا کر دیئے گئے ہیں ۔ اس طرح بچوں کا تعلیمی سال ضائع نہ ہوگا ۔

(ب) ان نئی تقرریوں کیلئے ملازمت کے نئے قواعد وضع کیے جا رہے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ یہ پوسٹیں پبلک سروس کمیشن کو روانہ نہیں کی جا سکیں ۔ یہ قواعد اب تیار ہیں ۔ اور جلد منظور ہو جائیں گے جب تک یہ خالی آسامیاں پر کرنے کے لئے پبلک سروس کمیشن کو درخواست نہ کی جائے ۔ ان پر ایڈہاک تقرری ممکن نہیں ۔ تاہم اس کمی کو پورا کرنے کیلئے دو اساتذہ کی تقرری کے لئے گورنر پنجاب سے Relaxation کی سفارش کی گئی ہے جس کے ذریعہ دو اساتذہ کا باقاعدہ تقرر بھی ہو سکے گا ۔

(ج) مزید اساتذہ کا تقرر فوری طور پر کیا جا رہا ہے ۔ اور کوششیں کی جا رہی ہیں ۔ کہ بچوں کی تعلیمی مشکلات دور ہو سکیں ۔

(د) اس سلسلہ میں تحقیقات کی جائیں گی ۔ تاکہ اگر کسی قسم کی غفلت ہو تو غفلت کرنے والوں سے باز پرس کی جا سکے گی ۔

پرائمری سکول ٹیچر کو تنخواہ کی عدم ادائیگی

*758 چوہدری محمد عبداللہ ورک: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر نذیر احمد ولد برکت سکنہ موضع نئی آبادی حافظ آباد کا تقرر بحیثیت پرائمری سکول ٹیچر کیا تھا ۔ اور 84-3-1 کو اسے موضع چک بجانہ تحصیل حافظ آباد میں بحیثیت پرائمری سکول ٹیچر تعینات کردیا تھا ؟

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ ٹیچر کی مورخہ 84-3-1 سے تنخواہ ادا نہیں کی گئی ۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہ کیا ہیں ۔ اور تنخواہ نہ ادا کرنے کی ذمہ داری کس آفیسر پر عائد ہوتی ہے ۔ اور حکومت نے اس کے خلاف اب تک کیا کارروائی کی ہے ؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز احمد)

(الف) درست نہ ہے ۔
دفتری ریکارڈ کے مطابق نذیر احمد ولد برکت کی تقرری کے احکامات جاری نہ ہوئے ہیں ۔

(ب) چونکہ تقرری کے احکامات بوگس ہیں ۔ لہذا شکایت کنندہ کو تنخواہ کی ادائیگی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ۔
حکومت نے متعلقین کے خلاف پولیس میں کیس درج کرانے کی ہدایات جاری کر دی ہیں ۔

شجاع آباد میں ڈگری کالج کا قیام

*771 سید فخر الدین شاہ : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تحصیل شجاع آباد میں کوئی ڈگری کالج نہیں ۔ نتیجتاً اعلٰے تعلیم کے لئے طلباء کو دور دراز جانا پڑتا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت عوام کی سہولت کی خاطر گورنمنٹ انٹر کالج شجاع آباد کو ڈگری کالج کا درجہ دینے کو تیار ہے ۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) درست ہے ۔ البتہ ملتان میں جو شجاع آباد سے تقریباً ۲۰ میل پر ہے ڈگری کالج اور یونیورسٹی موجود ہے ۔

(ب) فیڈر کالج کی عدم موجودگی طلباء کی کم تعداد اور انٹر کے امتحان میں پاس ہونے والے طلباء کی کم تعداد کی بنا پر ابھی اس کالج میں درجہ بڑھانے کی تجویز قابل عمل نہیں ۔

شجاع آباد سکول کی بحیثیت انٹر کالج کے درجہ بندی

*772 سید فخر الدین شاہ : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے ۔ کہ تحصیل شجاع آباد میں لڑکیوں کا کوئی کالج نہیں ہے ۔ جس کی وجہ سے حصول تعلیم کے لیے عوام کو نہایت دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ شجاع آباد میں لڑکیوں کے لئے ہائی سکولوں کی تعمیر کے لیے تیس لاکھ رقم مختص کی گئی ہے ۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے ۔ تو کیا حکومت مذکورہ بالا سکول کو انٹر کالج کا درجہ دینے کو تیار ہے ۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) درست ہے ۔

(ب) گورنمنٹ ہائی سکول برائے طالبات شجاع آباد میں عمارت کی تعمیر سالانہ ترقیاتی پروگرام 1985-86 میں شامل ہے ۔ اور سال رواں کے بجٹ میں پانچ لاکھ روپے اسی مقصد کے لیے مختص کر دیئے گئے ہیں ۔

(ج) اگرچہ حکومت ہر تحصیل ہیڈ کوارٹر پر انٹر کالج کھولنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے ۔ مگر شجاع آباد میں اس لئے نہ کالج نہ کھولا جا سکا ۔ کہ یہاں طالبات کی تعداد کم تھی ۔ اور فیڈر سکول بھی نایاب تھے ۔

ہائی سکولوں کی اپ گریڈیشن :

*784 حاجی سردار خان : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جناب وزیر خزانہ نے بجٹ تقریر میں یقین دلایا تھا ۔ کہ ہائی سکولوں میں انٹرمیڈیٹ کلاسوں کے اجراء کیلئے ہائی سکولوں کو اپ گریڈ کیا جائے گا ۔

(ب) کیا اس منصوبے پر عمل درآمد شروع کر دیا گیا ہے۔ اگر ہاں تو کتنے سکولوں کو اپ گریڈ کیا گیا ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں۔ اور حکومت مذکورہ منصوبے پر کب تک عملدار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) جی ہاں۔ نئی پالیسی کے مطابق حکومت نے چند منتخب سکولوں میں انٹرمیڈیٹ ایڈ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

(ب) اس منصوبے پر عمل درآمد کرتے ہوئے سات سکولوں میں انٹر جماعتوں کا اجرا تعلیمی سال 1985-86 سے کر دیا گیا ہے۔ مزید ہائی سکولوں میں یکم ستمبر 1986ء سے انٹر جماعتیں شروع کر دی جائیں گے۔

ایلیمنٹری کالج سرگودھا کے طلبا کے لئے متبادل عمارت کا بندوبست

***786 چوہدری محمد جاوید اقبال چیمہ:** کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ نظامت مدارس سرگودھا ڈویژن کے زیر انتظام ایلیمنٹری ٹیچرز ٹریننگ کالج کی عمارت کی مرمت وغیرہ کی وجہ سے سینکڑوں زیر تربیت اساتذہ کی تعلیم تربیت کا حرج اور نقصان ہو رہا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت عمارت کی تعمیر و مرمت تک کسی متبادل عمارت کا بندوبست کرنے کو تیار ہے تاکہ اساتذہ کے کام میں ہرج نہ ہو۔

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) جی نہیں، متعلقہ پرنسپل صاحب نے مطلع کیا ہے کہ زیر تربیت اساتذہ کو کسی قسم کی تکلیف کا سامنا نہیں ہے۔ اور ان کی تعلیم و تربیت کا کوئی ہرج نہیں ہو رہا ہے۔

(ب) چونکہ ایسی صورت پیدا ہی نہیں ہوئی ہے، اس لئے متبادل عمارت کے بندوبست کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

محکمہ تعلیم و کھیلیں

دیہاتی علاقوں کے سکولوں کی مرمت

102 — چوہدری محمد عبداللہ ورک: کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ کے دیہاتی علاقوں کے پرائمری سکولوں کی عمارتیں شکستہ حالت میں ہیں ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو دیہاتی علاقوں میں پرائمری اور مڈل سکولوں کی عمارتوں کی نگہداشت کس اتھارٹی کی ذمہ داری ہے ۔

(ج) آیا حکومت مذکورہ سکولوں کی عمارات کی نگہداشت کے معیار سے مطمئن ہے اگر نہیں تو حکومت اس بارے میں کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) یہ بات کافی حد تک درست ہے ۔

(ب) دیہاتی علاقوں میں پرائمری اور مڈل مدرسہ کی عمارات کی مرمت کیلئے 1985-86 کے بجٹ میں 5.11 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے ۔ جو محکمہ لوکل گورنمنٹ مقامی کمیٹیوں کی وساطت سے ان عمارات کی مناسب مرمت پر خرچ کر رہا ہے ۔ حکومت مقامی آبادی سے بھی توقع کرتی ہے کہ وہ اپنی مدد آپ کے اصول پر سکولوں کی عمارات کی مناسب دیکھ بھال کرے گی ۔

(ج) حکومت کو پرائمری اور مڈل سکولوں کی عمارت کی نگہداشت کا پورا احساس ہے ۔ 1986-87 کے بجٹ میں اس مقصد کیلئے چار کروڑ روپے مختص کئے جا رہے ہیں ۔ اس سے مزید مدارس کی حالت بہتر بنائی جا سکے گی ۔

دیہاتی سکولوں میں چٹائیوں کی فراہمی :

103 — چوہدری محمد عبداللہ ورک : کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) آیا یہ حقیقت ہے کہ دیہاتی علاقوں کے اکثر پرائمری سکول اور مڈل سکولوں میں طلباء و طالبات کے بیٹھنے کیلئے چٹائیاں نہیں ہیں ۔ اگر ہیں بھی تو بہت فرسودہ جو طلباء و طالبات کے استعمال کے قابل نہیں ۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت دیہاتی طلبا اور طالبات کے سکولوں میں بیٹھنے کیلئے موزوں چٹائیوں کو فراہم کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اسکی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(ا) اس حد تک درست ہے کہ کئی پرائمری سکولوں میں بہت فرسودہ چٹائیاں ہیں۔

(ب) سال رواں میں 90 لاکھ کی رقم سکولوں میں چٹائیاں فراہم کرنے کیلئے مختص کی گئی ہے۔ اور محکمہ جیل خانہ جات سے چٹائیاں تیار کروائی جا رہی ہے۔ آئندہ سالوں میں اس مد میں مزید رقم ملنے کی توقع ہے۔

کالج کے داخلوں میں امتیازی سلوک:

124- بیگم خواجہ فرحت رفیق: کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ گذشتہ سالوں کی روایت کو برقرار رکھتے ہوئے لاہور کے کالجوں میں اس سال بھی ایف اے میں کمپارٹمنٹ حاصل کرنیوالے طلبہ/ طالبات کو بی اے (سال اول) میں داخلہ دے دیا گیا ہے۔

ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ صرف کوئین میری کالج کی پرنسپل نے ایف اے میں کمپارٹمنٹ حاصل کرنیوالی طالبات کو بی اے (سال اوّل) میں داخلہ نہیں دیا ہے جس سے طالبات کا ایک قیمتی سال ضائع ہونے کا اندیشہ ہے۔

(ج) اگر جز (الف اور ب) کا جواب اثبات میں تو کیا حکومت کوئین میری کالج کی طالبات کے ساتھ اس امتیازی سلوک کے خاتمہ کے لئے کوئی اقدام کرنے کو تیار ہے۔ اور پرنسپل کے خلاف محکمانہ کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اسکی کیا وجوہ ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) ایف اے پاس کرنے والے طلبا۔ طالبات کو ترجیحی طور پر اپنے ہی کالج میں سال سوئم میں داخلہ دیا جاتا ہے۔ باقی سیٹوں پر عام میرٹ کے حساب سے داخلے ہوتے ہیں۔ بعض کالج صرف ایک مضمون میں فیل ہونے والے اپنے ہی کالج کے طالب علم کو عارضی طور پر (کے بعد) داخل کر لیتے ہیں لیکن دوسرے کالجوں کے ایک مضمون میں فیل شدہ طالب علموں کو داخلہ نہیں دیا جاتا۔ یہ کہنا درست نہیں کہ کمپارٹمنٹ والے ہر طالب علم کو لاہور کے سب کالجوں میں داخلہ دیا گیا ہے۔

(ب) کوئین میری کالج لاہور کے انتہائی اہم اور معروف تعلیمی اداروں میں سے ہے۔ اور یہاں

بی اے میں داخل ہونے والی طالبات کی اکثریت ان طالبات پر مشتمل ہوتی ہے جنہوں نے اسی کالج سے ایف اے پاس کیا ہو۔
(ج) جز (ج) کا جواب موصول نہیں ہوا۔

زنانہ کالج کا اجراء

128 — ملک شاہ محمد خان جوئیہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کروڑ پکا ضلع ملتان میں جس کی آبادی تقریباً تین لاکھ نفوس پر مشتمل ہے عرصہ سے گورنمنٹ انٹرمیڈیٹ کالج برائے طلباء قائم ہے۔ جبکہ تاحال عمارت فراہم نہیں کی گئی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اتنی بڑی آبادی کیلئے کوئی زنانہ انٹرمیڈیٹ کالج نہیں جبکہ حصول تعلیم کے لئے لڑکیوں کو دور دراز جانا پڑتا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ علاقہ میں زنانہ کالج کا اجراء اور گورنمنٹ انٹر کالج برائے طلباء کے لیے عمارت فراہم کرنے اور اُسے ڈگری کالج کا درجہ دینے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) جی ہاں۔

(ب) کہروڑ پکا کالج کا قیام 1980ء میں عمل میں آیا تھا۔ لیکن ابھی تک موزوں جگہ عمارت تعمیر کرنے کے لئے میسر نہیں آسکی۔

زمین کے حصول کے لئے مقامی انتظامیہ اور ڈائریکٹر کالجز ملتان کا متروکہ وقف املاک بورڈ کے حکام سے رابطہ قائم ہے۔ کوشش جاری ہے۔ کہ قطعہ اراضی کو جلد از جلد خریدا یا (lease) پر حاصل کر لیا جائے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) I — گورنمنٹ گرلز ہائی سکول کہروڑ پکا میں انٹر کلاسز کا اجراء 1986ء سے ہو جائے گا۔

II زمین کے حصول کے بعد کالج کی عمارت تعمیر کرنے کے لئے ترجیحی بنیادوں پر 87-86 یا 88-87ء کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں اس سکیم کو شامل کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

III ابھی چند سال پہلے اس کالج کا قیام عمل میں آیا ہے۔ فی الحال کالج کی اپنی کوئی عمارت

ہیں۔ طلباء تعداد بھی کم ہے۔ بورڈ کے انٹر کے امتحان 1985 میں پاس ہونے والوں کی تعداد انتہائی کم ہے اس لیے کالج کا درجہ ڈگری تک بڑھانا فی الحال ممکن نہیں

ایجوکیشن پراجیکٹ کے سپروائزروں کی تعیناتی

133۔ جناب رائے جعفر خان :۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ مالیات اور محکمہ تعلیم کے سیکرٹری صاحبان نے ایک میٹنگ میں فیصلہ کیا تھا کہ پرائمری ایجوکیشن پراجیکٹ کے سپروائزروں کی 30 آسامیوں (20 مردانہ اور 10 زنانہ) کو 86-1985 میں جاری رکھا جائے۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ سپروائزروں کو متبادل آسامیوں پر تعینات نہیں کیا گیا۔ اور نہ ہی ان کو تعیناتی کی پیشگی منظوری حاصل کی گئی جس کی وجہ سے ان کو جون 1985ء سے تاحال تنخواہ ادا نہیں ہو سکی۔

(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو جز (الف) میں کئے گئے فیصلے پر عمل درآمد نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) درست ہے۔

(ب) متبادل آسامیوں پر تعینات کی ضرورت نہیں تھی کیونکہ محکمہ خزانہ سے 30 سپروائزروں کی آسامیاں کی منظوری حاصل ہو چکی ہے۔ اور ان کو تنخواہوں کی ادائیگی بھی کی جا چکی ہے۔

(ج) عملدرآمد کیا جا چکا ہے۔

انڈسٹریل آرٹس ایجوکیشن میں ڈپلومہ ہولڈرز کی کھپت:

138۔ مولانا محمد غیاث الدین :۔ کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وفاقی حکومت کی سفارشات اور ہدایات پر بمطابق حکم نمبری F-1-14/76 & T.T.T./1977 اور صوبائی حکومت پنجاب حکم نمبری SO (EE) 1-34/79 مورخہ 6 جنوری 1980 میں دو سالہ ڈپلومہ انڈسٹریل آرٹس ایجوکیشن کورس گورنمنٹ ٹیکنیکل

ٹیچرز ٹریننگ کالج فیصل آباد میں شروع کیا گیا تھا۔ اور اب تک چار گروپ فارغ التحصیل ہو چکے ہیں۔ اور حکومت زیر تعلیم طلباء پر مزید رقم خرچ کر رہی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پاس شدہ ڈپلومہ ہولڈرز طلباء کا بطور ایس۔ایس۔ٹی ٹیک کا نوٹیفکیشن جاری کرنے کا فیصلہ ابھی تک ڈی پی آئی سکولز پنجاب کے پاس معرض التوا میں پڑا ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا ڈپلومہ ہولڈر کو بطور ایس ایس ٹی ٹیک کا درجہ دینے کا نوٹیفکیشن فوری طور پر جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اسکی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) درست ہے۔

(ب) ڈی پی۔ آئی سکولز نوٹیفکیشن جاری کرنے کا مجاز نہیں ہے۔

(ج) ایسا نوٹیفکیشن فوری طور پر جاری نہیں کیا جا رہا۔ کیونکہ چار سالہ ڈپلومہ ڈگری کے برابر نہیں اور مروجہ قواعد کے تحت سکیل نمبر 15 میں ایس۔ایس۔ٹی کی پوسٹ کے لئے بنیادی تعلیم B.A./B.Sc اور ایک سالہ تربیت یا ٹیکنیکل ڈپلومہ ضروری ہے۔ چونکہ متذکرہ بالا دو سالہ ڈپلومہ ڈگری کا متبادل نہیں۔ اس لئے ڈپلومہ کا معاملہ اور اس کے مطابق نئے قواعد برائے S.S.T (Tech.) کی تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔

انڈسٹریل آرٹس ایجوکیشن میں ڈپلومہ ہولڈرز کی تقرریاں

144 - سردار دلدار احمد چیمہ: کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وفاقی حکومت کی سفارشات اور ہدایات پر حکم نمبری 1977 اے ٹی ٹی 76-14-1 (الف) اور صوبائی حکومت پنجاب کے حکم نمبر 79-34-1 (ای۔ای) اوایس مورخہ 6 جنوری 1980 کے مطابق دو سالہ ڈپلومہ انڈسٹریل آرٹس ایجوکیشن گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹیچرز ٹریننگ کالج فیصل آباد میں اجراء کیا گیا تھا۔ جس میں سے اب تک طلبہ کے چار گروپ فارغ التحصیل ہو چکے ہیں۔ جن پر لاکھوں روپے سٹیڈی یو وظیفہ اور میٹریل کی صورت میں صوبائی حکومت خرچ کر چکی ہے اور موجودہ حکومت

زیر تعلیم طلباء پر مزید رقم خرچ کر رہی ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ڈی۔پی۔آئی سکولز پنجاب نے اپنی چٹھی نمبر اے۔ٹی۔سی 15645 مورخہ 4 جون 1981ء کے ذریعہ سب مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر فیصل آباد کو مطلع کیا تھا کہ دو سالہ ڈپلومہ انڈسٹریل آرٹس ایجوکیشن کو گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹیچرز ٹریننگ کالج فیصل آباد ایس۔ایس۔ٹی (ٹیکنیکل) کے سروس رولز کے ترمیم کردہ ڈرافٹ میں شامل کر لیا گیا ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ڈی۔پی۔آئی۔سکولز پنجاب میں اپنی چٹھی نمبر 3/3324 ایس۔ایس سطلے ٹی سی 78-68 مورخہ 28 فروری 982 بوڈائریکٹر آف ایجوکیشن (سکولز) کو بطور ایس۔ایس۔ٹی (ٹیکنیکل) تعینات کرنے کیلئے جو کچھ کوالیفکیشن (تعلیمی قابلیت) رکھتی ہیں) ان میں دو سالہ ڈپلومہ انڈسٹریل آرٹس گورنمنٹ ٹیکنیکل ٹیچرز ٹریننگ کالج فیصل آباد بھی شامل ہے۔

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کے باوجود پاس شدہ ڈپلومہ ہولڈر کا بطور ایس۔ایس ٹی (ٹیک) تعیناتی کا نوٹیفکیشن جاری کرنے کا مسئلہ ابھی تک ڈی۔پی۔آئی سکولز پنجاب کے پاس التواء میں پڑا ہے۔

(ل) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے۔ تو کیا حکومت مذکورہ بالا ڈپلومہ ہولڈرز کو بطور ایس۔ایس ٹی ٹیک کا درجہ دینے کا نوٹیفکیشن فوری طور پر جاری کرنیکا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) ڈی۔پی۔آئی (سکولز) ازخود ایسی نوٹیفکیشن جاری کرنیکا مجاز نہیں

(ل) ایسا نوٹیفکیشن عمومی طور پر جاری نہیں کیا جا رہا۔ کیونکہ چار سالہ ڈپلومہ ڈگری کے برابر نہیں۔ اور مروجہ قواعد کے تحت سکیل نمبر 15 میں ایس۔ایس۔ٹی کی پوسٹ کے لئے بنیادی تعلیم B.A /B.Sc. اور ایک سالہ تربیت یا ٹیکنیکل ڈپلومہ ضروری

ہے چونکہ متذکرہ بالا دو سالہ ڈپلومہ ڈگری کا متبادل نہیں اس لئے ڈپلومہ کے معاملہ اور اس کے مطابق نئے قواعد برائے S.S.T. (Tech.) کی تجویز حکومت کے زیر غور ہے۔

ہائی سکولوں کا اجراء

148 — سردار محمد امجد فاروق خان کھوسہ۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع ڈیرہ غازی خان کے شہری و دیہاتی علاقوں میں ہائی سکولوں کی تعداد کیا ہے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ یونین کونسل وڈور چابری بالاکوٹ ہیت یا دو باتل اور پیر عادل میں زنانہ مردانہ کوئی ہائی سکول نہیں ہے۔

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مندرجہ بالا علاقوں میں زنانہ ہائی سکول و مردانہ ہائی سکول کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

ضلع ڈیرہ غازی خان میں ہائی سکولوں کی تعداد 48 ہے ان میں 33 بوائز ہائی سکول اور 15 گرلز ہائی سکول ہیں۔ شہری اور دیہاتی ہائی سکولوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

		بوائز	گرلز	میزان
1	شہری ہائی سکول	5	4	9
2	دیہاتی ہائی سکول	28	11	39
3	میزان کل	33	15	48

جی ہاں۔ یہ درست ہے۔

اس سلسلے میں متذکرہ علاقوں کے چند مردانہ مڈل مدارس کو ہائی کا درجہ دینے کے لئے اقدامات کئے جا رہے ہیں جب کہ زنانہ مڈل سکول کم تعداد اور کم رقبہ کے پیش نظر فی الحال درجہ بڑھانے کے قابل نہیں۔

سپیشل اے ڈی پی کے تحت سکولوں کا اجراء

152 — سردار محمد امجد فاروق خان کھوسہ۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع ڈیرہ غازی خان میں سپیشل اے ڈی پی کے تحت محکمہ تعلیم کے تھرڈ فیز میں کتنے پرائمری مدارس کو مڈل کے درجہ میں اور کتنے مڈل سکولوں کو ہائی کے معیار میں ترقی یاب کیا جائے گا اور اس پروگرام کے تحت ضلع ہذا میں کتنے پرائمری اداروں کی عمارات تعمیر ہو سکیں گی۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ ترقیاتی پروگرام پر تاحال عملدرآمد نہیں ہوا

(ج) اگر جزو (ب) کا جواب نفی میں ہے تو متذکرہ پروگرام کو شروع نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین)

(الف) ضلع ڈیرہ غازی خان میں سپیشل ڈویلپمنٹ پروگرام (سپیشل اے ڈی پی) جو کہ چار سالی سالوں پر مشتمل ہے پہلی مرتبہ 83-1982 میں عمل میں لایا گیا یہاں یہ امر قابل وضاحت ہے کہ یہ اس نوعیت کا پہلا پروگرام ہے اور تاحال محکمہ تعلیم کے تحت کوئی تھرڈ فیز پروگرام نہیں شروع کیا گیا سپیشل پروگرام کے تحت تعلیم کو سب سے زیادہ فوقیت دی گئی ہے۔ اور 86-1982 کے اس پروگرام کے تحت سوال کے متعلق چار سکیمیں چلائی گئیں جن کی تفصیل ذیل میں درج ہے۔

سپیشل پروگرام 86-1982

سکیم کا نام	کل سکول جو منظور ہوئے	کل سکول جو مکمل ہوئے	سکول جو سال رواں میں زیر تعمیر ہیں مکمل ہو جائینگے
موجودہ پرائمری سکولوں کیلئے عمارات کی تعمیر	28	13	15
موجودہ پرائمری سکولوں کیلئے ایک کمرے کی تعمیر	25	16	9
موجودہ پرائمری سکولوں کو مڈل کے درجہ میں ترقی	6	4	2
موجودہ مڈل سکولوں کو ہائی کے درجہ میں ترقی	6	4	2

یعنی رواں سال کے اختتام پر ان چار سالوں میں 6 پرائمری سکولوں کو مڈل کے درجہ میں اور مڈل سکولوں کو ہائی کے درجہ میں ترقی دینے کا کام مکمل ہو جائے گا۔ علاوہ انہیں 28 موجودہ پرائمری سکولوں کیلئے نئی عمارات کی تعمیر اور 25 موجودہ پرائمری سکولوں میں ایک کمرے کی تعمیر مکمل ہو جائے گی۔

(ب) اور (ج) مندرجہ بالا وضاحت کی روشنی میں جزو (ب) اور (ج) کے جوابات کی ضرورت نہیں۔

سیکنڈری بورڈ گوجرانوالہ کے چیئرمین اور کنٹرولر امتحانات کے خلاف تحقیقات؛

180 — چوہدری محمد اعظم چیمہ :- کیا وزیر تعلیم از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ بورڈ کے چیئرمین اور کنٹرولر امتحانات دونوں کی رہائش مستقل طور پر لاہور میں ہے۔ اور وہ اس اہم ادارے میں جس کو دن رات محنت اور کوشش کی ضرورت ہے

کیونکہ یہ ادارہ ابھی نو زائیدہ ادارہ ہے۔ جبکہ دونوں اعلیٰ افسران کی عدم توجہ کا شکار ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ جناب چیئرمین بورڈ ماہانہ کرایہ مکان 50 فیصد کے حساب سے وصول کر رہے ہیں۔ جبکہ گورنمنٹ ملازمین جو کہ گوجرانوالہ تعینات ہیں ان کو 25 فیصد ماہانہ کرایہ مکان دیا جاتا ہے چیئرمین موصوف جو کہ ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے ہیں۔ ان کی ٹرمز اینڈ کنڈیشن حکومت پنجاب نے طے کر دی ہوئی ہیں۔ اس لحاظ سے انہوں نے کرایہ مکان کی مد میں بورڈ سے کئی ہزار روپے غلط وصول کئے ہیں۔ کیا حکومت یہ رقم بورڈ کو رکھوا کرانے کی مجاز نہیں ہے یہ رقم واپس دلوائی جائے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ کچھ عرصہ قبل بورڈ کے ملازمین نے چیئرمین موصوف کے خلاف ہڑتال کی تھی۔ کیونکہ ان کا رویہ ملازمین سے ناروا تھا اور ملازمین نے بورڈ کے چیئرمین کے خلاف سنگین بدعنوانیوں کا الزام لگایا تھا۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ بورڈ کے بعض منظور نظر ملازمین کو کرایہ مکان پچاس فیصد کے حساب سے دیا جاتا ہے جبکہ دوسرے ملازمین کو کرایہ مکان صرف پچیس فیصد کے حساب سے دیا جاتا ہے۔

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ سیکریسی برانچ میں کام کرنے کے لئے لاہور سے چند خاص منظور نظر اشخاص کو بلایا جاتا ہے اور ان کو بورڈ کے فنڈز سے ہزاروں روپے بطور اوور ٹائم کی شکل میں دیا جاتا ہے کیا گوجرانوالہ ڈویژن میں کوئی شخص بھی اس قابل نہیں جو کہ یہ کام کر سکے آخر یہ خصوصی نوازشات مخصوص لوگوں پر کیوں ہیں۔

(و) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ بورڈ کے چیئرمین مہینے میں 29 دن فرضی دوروں پر رہتے ہیں کیا وزیر اعلیٰ ان کے گذشتہ مہینوں کے ٹور پروگرام دیکھ کر اندازہ کرینگے کہ ایک ادارے کا سربراہ کس طرح دوروں پر رہتا ہے اور مہینے میں ایک دن تنخواہ وصول کرنے دفتر آتا ہے کیا اس طرح ادارے کی کارکردگی متاثر نہیں ہوتی جس کا سربراہ دفتر میں دستیاب ہی نہ ہو۔

(ز) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ بورڈ کے پرچہ مرتبین زیادہ تر لاہور سے متعلق رکھتے ہیں اور چیئرمین موصوف کے دیرینہ دوستوں میں ہیں۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ پرچہ بنانے والے گوجرانوالہ ڈویژن سے ہی لئے جائیں کیونکہ گوجرانوالہ بورڈ اب علیحدہ اور خود مختار ادارہ

ہے جس کا اپنا تشخص ہے اگر لاہور سے ہی پرچے بنوانے ہیں تو پھر علیحدہ بورڈ کی کیا ضرورت ہے۔

(ح) چونکہ پرچہ جات دوسرے لوگ بناتے ہیں ان کا سٹینڈرڈ بھی مختلف ہوتا ہے لہٰذا گوجرانوالہ بورڈ کا نتیجہ اس دفعہ صرف 17 فیصد آیا ہے جو کہ دوسرے بورڈوں کی نسبت کم ترین ہے اسی وجہ سے دوسرے بورڈوں سے پاس شدہ لوگوں کی نسبت اس سے پاس شدہ طلباء کو میڈیکل کالجوں و دیگر کالجوں میں داخلے کی دقت محسوس ہو رہی ہے۔

(ط) کیا یہ درست ہے کہ اس سال ایف۔ اے کے امتحان میں بورڈ کے دفتر کے ملازمین کی ملی بھگت سے بیالوجی کے پرچہ آؤٹ ہونے کی اطلاع ملی تھی جس کے بعد ایک کمیٹی بنائی گئی لیکن اس معاملے کو دبا دیا گیا یہ درست ہے کہ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن گوجرانوالہ میں تعلقات اور سیاسی اثر و رسوخ کی بنا پر چند لوگوں کو بطور ممبران نامزد کیا گیا ہے حالانکہ ان کا تجربہ اور تعلیمی معیار بورڈ کے کام سمجھنے کے قابل نہیں ہے کیونکہ عام طور پر بورڈ میں تعلیمی تجربہ رکھنے والے لوگوں کو شامل کیا جاتا رہا ہے۔

(ک) کیا یہ درست ہے کہ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن کو کافی رقوم استحقاق کی صورت میں لاہور اور راولپنڈی بورڈ سے قابل واجب الادا تھی جن کی وصولی تا حال نہیں ہوئی ہے مزید برآں بورڈ گوجرانوالہ کو اپنی سرکاری عمارت مہیا کرنے میں ارادتاً تاخیر کی جا رہی ہے اور اس نااہلی اور غفلت کی وجہ سے بورڈ کو کافی رقم کئی عمارتوں کے کرایہ داری کی صورت میں ادا کرنی پڑ رہی ہے جو کہ قوم کا نقصان ہے۔

(ل) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ بورڈ کھیلوں کی ترقی و ترویج اس بنا پر مناسب حصہ نہیں لے رہا ہے کہ اس کا سپورٹس فنڈ غلط مدات میں خرچ کیا جا رہا ہے

(م) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ایسی بے ضابطگی اور عدم توجہی اور ناقابل تلافی نقصان کے متعلق مستقل حل کا کیا فارمولا پیش کرنے کا کب اعلان کر رہی ہے اور جن کا نقصان ہوا ہے اور اس کے ساتھ کیا مہربانی اور رعایت دی جا رہی ہے، اور زیادتی کے پیش نظر میڈیکل کالجوں انجینئرنگ کالجوں اور دیگر کالجوں میں گوجرانوالہ بورڈ کے پاس شدہ طلباء کا معیار پر نہ آنے کی وجہ سے کیا رعایت حصہ کوٹہ مقرر کیا جا رہا ہے؟

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز جپین)

(الف) جی نہیں ! چیئرمین صاحب گوجرانوالہ میں رہتے ہیں کنٹرولر کی آسامی فی الحال خالی ہے۔ گوجرانوالہ بورڈ نیا بورڈ ہے ۔ جناب چیئرمین نے بورڈ ہذا کی بہتر کارکردگی اور اسے مالی اور انتظامی طور پر مستحکم بنیادوں پر استوار کرنے کے لئے دن رات پوری توجہ اور محنت سے کام کیا ہے ۔ اسی وجہ سے اس بورڈ کی کارکردگی اس وقت کسی صورت پنجاب کے کسی دوسرے بورڈ سے کم نہیں ہے ۔

(ب) جناب ظفر الدین بطور کنٹرولر امتحانات گوجرانوالہ 85-4-27ء سے 85-12-7 تک تعینات رہے ہیں ۔ اب وہ تبدیل ہو کر لاہور جا چکے ہیں ۔

(ج) چیئرمین بورڈ ہذا چونکہ یہاں پر ڈیپوٹیشن پر آئے ہوئے ہیں اس لئے اُن کو کرایہ مکان ان کی پنجاب گورنمنٹ سے منظور شدہ ٹرمز اینڈ کنڈیشنز کے مطابق ادا کیا جا رہا ہے اور ان کے تحت انہیں 50 فیصد کرایہ مکان حاصل کرنے کی اجازت ہے ۔

(د) اس بورڈ میں ہڑتال پنجاب کے چند دوسرے بورڈوں کی طرح ایک لہر کے تحت تقریباً ایک ہی عرصہ میں ہوئی تھی ۔ اور اس کا تعلق چیئرمین صاحب کی ذات سے نہیں تھا ۔ اس سے پہلے اور اس کے بعد بورڈ کارکنان کے باہمی اعتماد کے ساتھ انتہائی خوشگوار ماحول میں کام کر رہا ہے ۔

بورڈ ضوابط کے مطابق دوسرے بورڈوں سے آنے والے پرانے ملازمین کو کرایہ مکان پچاس فیصد کے حساب سے دیا جا رہا ہے۔ بجز نئے بھرتی شدہ ملازمین کو کرایہ مکان انہیں ضوابط کے مطابق 20 فیصد دیا جا رہا ہے ۔ ڈیپوٹیشن پر آنے والے ملازمین کو گورنمنٹ کی منظور شدہ ٹرمز اینڈ کنڈیشنز کے مطابق کرایہ دیا جاتا ہے ۔

(ه) موجودہ چیئرمین صاحب نے سیکریسی آفسران کی تقرریاں صرف گوجرانوالہ سے ہی کی ہیں البتہ بورڈ کی سیکریسی کے لئے کام کرنے کے لئے بعض سیکریسی آفیسر اور کچھ سیکریسی آفیسروں کی تقرریاں موجودہ چیئرمین صاحب کے آنے سے پہلے سابقہ چیئرمین صاحب نے کی تھیں ۔ ان میں سے اس وقت صرف دو حضرات کام کر رہے ہیں ۔ چونکہ یہ انتہائی تکنیکی نوعیت کا کام ہے اور گوجرانوالہ میں آج بھی ان ماہرین کا فقدان ہے ۔ اس لئے مجبوراً ان دو حضرات کو کام جاری رکھنے دیا گیا ہے ۔ تاہم ان دو کے علاوہ اس سلسلہ میں مقامی قابل اعتماد حضرات سے ان کی زیر نگرانی اور زیر تربیت کام لیا جا رہا ہے ۔ جونہی مقامی حضرات یہ اہم شعبہ مکمل

طور پر خود سنبھالنے کے اہل ہو جائیں گے۔ سابقہ حضرات کو فارغ کر دیا جائے گا چیئرمین صاحب کو مختلف فرائض کی بجا آوری کے سلسلہ میں دورہ پر جانا پڑتا ہے۔
سال 1986ء میں اب تک کا ٹور پروگرام لف ہذا ہے۔ (ضمیمہ......۷...)

(ہ) موجودہ پرچہ مرتبین اور ممتحین کا چناؤ موجودہ چیئرمین صاحب کے آنے سے پہلے ہوا تھا۔ یہ چناؤ ممتاز ماہرین پر مشتمل ایک کمیٹی نے سابق چیئرمین صاحب کی زیر صدارت کیا تھا۔ اس کمیٹی کی تشکیل بورڈ ایکٹ کے تحت کی گئی ہے۔ جس میں ڈائریکٹر آف ایجوکیشن، گوجرانوالہ ڈویژن اور پنجاب یونیورسٹی کا نمائندہ شامل ہوتے ہیں۔ اگر بورڈ ہذا کی حدود میں واقع کسی خاص مضمون میں کوئی ماہرین مقررہ شرائط کے تحت میسر نہیں ہوتا تو تب یہ کمیٹی بامر مجبوری بورڈ کی حدود سے باہر سے یہ تقرری کرتی ہے۔ یہ کمیٹی وقتاً فوقتاً میٹنگ کر کے تقرریوں کے معاملہ میں فیصلہ کرتی رہتی ہے۔ تمام پرچہ جات وزارت تعلیم اسلام آباد کریکلم ونگ سے منظور شدہ کورس میں سے مرتب کئے جاتے ہیں اور ان کا معیار ہر جگہ تقریباً یکساں ہوتا ہے۔ کوئی پرچہ بھی کورس سے باہر یا مختلف معیار کا مرتب نہیں کیا جا سکتا اور جیسا کہ اوپر بتایا جا چکا ہے انہیں وہی تجربہ کار اساتذہ بناتے ہیں جن کی تقرری ایکٹ کے تحت بنی ہوئی کمیٹی کرتی ہے۔
فیصد نتیجہ کے سلسلہ میں یہ امر قابل ذکر ہے کہ تمام بورڈوں میں نتائج کی فیصد کم و بیش ہوتی رہتی ہے اور بعض اوقات فی صد نتیجہ اس سے بھی کم رہا ہے۔ میڈیکل کالجوں و دیگر کالجوں میں داخلہ کا انحصار کسی بورڈ کے فیصد نتیجہ پر نہیں ہوتا بلکہ ہر طالب علم کے انفرادی طور پر حاصل کردہ نمبروں کی بنا پر ہوتا ہے۔ اور کامیاب ہونے والے تمام طلبا کو ہر داخلے کے مقابلہ میں حصہ لینے کا حق ہوتا ہے۔ اس سلسلہ میں کسی طور پر بھی کوئی اطلاع بورڈ کے علم میں نہیں ہے۔

(د) تمام بورڈ ممبران کی نامزدگی کنٹرولنگ اتھارٹی (گورنمنٹ) کرتی ہے۔
گوجرانوالہ بورڈ کے قیام کے وقت اسے لاہور اور راولپنڈی بورڈ کی طرف سے 25 اور 5 لاکھ روپے کی بالترتیب ادائیگی ہونا تھی۔ لاہور بورڈ سے تقریباً تمام واجبات وصول کئے جا چکے ہیں اور اس سلسلہ میں راولپنڈی بورڈ سے اب صرف بہتر ہزار روپے کے بقایا کی وصولی کے لئے پیش رفت جاری ہے۔

گوجرانوالہ میں زمین کے حصول کی کوششیں پہلے دن سے جاری ہیں۔ لیکن جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ گوجرانوالہ میں مناسب زمین کا حصول انتہائی مشکل صورت اختیار کر چکا ہے۔ کوشش کے باوجود گوجرانوالہ میں چونکہ کوئی سرکاری زمین نہیں مل سکی۔ اس لئے تمام حالات کے تحت زمین کے حصول کے لئے تمام تر حالات کے باوجود تاخیر ناگزیر تھی۔ اس سلسلہ میں کئی جگہ سعی کی گئی آخر اب اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے کیمپس کی تعمیر کے لئے حصول زمین کا معاملہ سول انتظامیہ کے تعاون سے تقریباً آخری مراحل میں پہنچ چکا ہے۔

جونہی یہ زمین حاصل ہو گئی تعمیر شروع کر دی جائے گی۔ اس سلسلہ میں ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ کے خط کی نقل (ضمیمہ ..... ۹) لف ہذا ہے۔

(ح) دیگر غیر نصابی سرگرمیوں کی طرح اس بورڈ میں سپورٹس پر خصوصی توجہ دی جا رہی ہے۔ اور نیا بورڈ ہونے کے باوجود مربوط پروگرام اور تربیت کی وجہ سے کھیلوں کے میدان میں اس بورڈ نے قابل ذکر پوزیشن حاصل کر لی ہے اور اس سلسلہ میں ہر قسم کے اخراجات کا بوجھ گوجرانوالہ بورڈ اٹھاتا ہے۔ مختصر تفصیل درج ذیل ہے۔

کالجوں کے درمیان مقابلے

(ط) کالجوں میں کھیلوں کو مقبول بنانے کے لئے اس بورڈ نے مندرجہ ذیل کھیلوں میں بورڈ کی سطح پر چیمپین شپ منعقد کرائیں۔

کبڈی، باڈی بلڈنگ، ویٹ لفٹنگ، ٹیبل ٹینس، بیڈمنٹن، کرکٹ، فٹ بال، والی بال، باسکٹ بال، کراس کنٹری، ریسلنگ، ہاکی، ریلے ریس اور اتھلیٹکس نیز طالبات کے کالجوں کے مابین فٹ بال، بیڈمنٹن، والی بال، ٹیبل ٹینس اور اتھلیٹکس کے مقابلے منعقد ہوئے۔

سکولوں کے درمیان مقابلے

(ک) علاقائی اور ضلعی سطح پر مقابلوں کے بعد پورے بورڈ کی سطح پر مندرجہ ذیل کھیلوں میں مقابلے کرائے گئے۔

کبڈی، ہاکی، کرکٹ، فٹ بال، والی بال، رسہ کشی، باسکٹ بال، بیڈمنٹن، ٹیبل ٹینس اور تمام اتھلیٹکس مقابلے ہوئے۔ جبکہ طالبات کے مابین ضلعی سطح پر مقابلوں کے

بعد انٹر ڈسٹرکٹ مقابلے اِن کھیلوں میں کرائے گئے۔
بیڈ منٹن، ٹیبل ٹینس، فٹ بال، والی بال، اتھلیٹکس اور پی۔ٹی۔شو کے مقابلے ہو رہے۔

کل پاکستان انٹر بورڈ مقابلوں میں شمولیت

امسال بورڈ ہذا نے کل پاکستان انٹر بورڈ مقابلوں میں مندرجہ ذیل کھیلوں میں حصہ لیا۔ والی بال، ہاکی، باسکٹ بال، کراس کنٹری، کبڈی، ریلنگ، اتھلیٹکس اور منتخب کھلاڑیوں کی تربیت کے لیے مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر کوچنگ کیمپ قائم کیے گئے اور ان کی بہترین تربیت کے انتظامات کیے گئے ہیں کہ نتیجہ میں اس بورڈ کی ہر ٹیم نے اِن کل پاکستان مقابلوں میں نمایاں حیثیت حاصل کی ہے۔ اور سوائے ایک ٹیم کے باقی سب ٹیموں نے ان مقابلوں میں پوزیشنیں حاصل کی ہیں۔

اس کے علاوہ گوجرانوالہ بورڈ کے زیرِ اہتمام چند کھیلوں میں کل پاکستان انٹر بورڈ مقابلے بھی گوجرانوالہ میں کرائے گئے۔

(ل) قومی سطح پر مقابلوں میں نمائندگی۔

قائداعظم کرکٹ ٹرافی کے مقابلوں میں پاکستان بھر کے بورڈوں سے منتخب کھلاڑیوں کی ٹیم نے شمولیت کی۔ گوجرانوالہ بورڈ کے اب تک تین کھلاڑی منتخب ہو کر ان مقابلوں میں شرکت کر چکے ہیں۔

(م) منتخب کھلاڑیوں کے لئے وظائف

گوجرانوالہ بورڈ نے بہترین منتخب کھلاڑیوں کو ان کی کارکردگی کے سلسلہ میں پانچ وظائف دینے کا فیصلہ بھی کیا ہے۔ اس طرح بورڈ ہذا کی مختلف ٹیمیں کراچی، لاہور، سرگودھا، راولپنڈی وغیرہ تک مقابلہ جات میں شریک ہوئیں۔ علاوہ ازیں کھلاڑیوں کی حوصلہ افزائی کے لئے قابلِ قدر انعامات اور وظائف دیئے جاتے ہیں۔ مزید براں گوجرانوالہ بورڈ کھیلوں کی ترقی و ترویج کے لئے اپنے ہاں بھی دوسرے بورڈز کی ٹیموں کے مقابلہ جات کے انعقاد کے علاوہ اپنی حدود میں ڈسٹرکٹ ہیڈ ماسٹر ایسوسی ایشنز کو مناسب گرانٹ بھی دیتا ہے۔

بالاختصار بورڈ کا سپورٹس فنڈ کھیلوں کے فروغ اور کھلاڑیوں کی بہبود پر خرچ کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر - جناب شاہ صاحب آپ پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ جی ارشاد فرمائیے

قواعد انضباط کار میں ترمیم کی تجویز پر سید طاہر احمد شاہ کی جانب سے نکتہ اعتراض

سید طاہر احمد شاہ - جناب والا سوال نمبر 455 میں جناب سردار نصر اللہ خان دریشک صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ انہوں نے چھ ماہ قبل اس سوال کا نوٹس اسمبلی میں داخل کیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ قواعد وضوابط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1973ء کے تحت رکن اسمبلی کے یہ دو سوال ایک کتابچے میں شامل ہو سکتے ہیں جبکہ سوالات کی تعداد 3 ہے۔ اگر جناب والا یہی رفتار جاری رہی تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ بقیہ سوالات کے جوابات آنے میں ان کی افادیت ختم ہو جائے گی اس ضمن میں آپ کی توجہ قواعد انضباط کار کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ از راہ کرم اس میں ترمیم کرنے کی کوشش کی جائے تاکہ کم سے کم ماضی کی طرح ایک رکن کے پانچ سوال کتابچے میں شامل کیے جائیں تاکہ بروقت سوالات کے جوابات اراکین اسمبلی کو مل سکیں۔

جناب سپیکر - کیا آپ رولز میں ترمیم تجویز کر رہے ہیں؟

سید طاہر احمد شاہ - جی ہاں

جناب سپیکر - رولز میں جو آپ مکمل ترمیم چاہتے ہیں اس پر ایک compaenensive رپورٹ بنا کر پیش کریں۔ تو اس کو ایوان میں زیر غور لایا جا سکتا ہے۔ اور ایوان ان رولز میں کوئی بھی تبدیلی کر سکتا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ - جناب مہربانی۔

صوبائی مشیران کی اسمبلی کی رکنیت سے معطلی۔

میاں محمد اسحاق - جناب سپیکر اجازت ہے۔

جناب سپیکر - کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

میاں محمد اسحاق - نہیں جناب I want to bring to yoar notice a Constitutional matter, I have already submitted in your office a reference orally.

وہ ریفرنس آپ کی اجازت سے اور آپ کی وساطت سے میں پڑھ رہا ہوں اور اس کیلئے میں آپ سے اجازت چاہوں گا کہ کسی آرٹیکل کے تحت معاملہ کو میں oppose کروں اور آپ اس کے متعلق اپنا

فیصلہ صادر فرمائیں۔

جناب سپیکر۔ یہ آپ کس شکل میں پیش کرنا چاہتے ہیں؟

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا یہ آئینی مسئلہ ہے۔ جس کے تابع ہر قسم کی کارروائی ہوتی ہے جس طرح آپ پہلے اپنا فیصلہ دیتے رہے ہیں یہ بھی بالکل اس طرح کا ایک معاملہ ہے جو میں آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر۔ جی ارشاد فرمائیے۔

میاں محمد اسحاق۔

Subject :- Disqulification of Advisers as Member of the Provincial Assembly.

Dear Sir,

A perusal of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan shows that under Article 93, the President of Pakistan in the Central Government on the advice of the Prime Minister is entiled to appoint not more than five Advisers. This provision is limited to the appointment in the Central Government only. There is no provision in the Constitutton where a Chief Minister of a Province has been authorised to advise the Governor regarding the appointment of Adviser in the Province. As the appointment of the Provincial Advisers is in contradiction and in contravention of the provisions of the Constitution, such appointments are not only unconstitional but the following Members of the Provincial Assembly have been appointed as Advisers and receiving remuneration and other facilities besides the privileges which are due to a Government Servant, have incurred disqualification by having accepted office of profit under the Government of the Punjab. The names of the Advisers are :—

1. **Sardar Muhammad Sadiq Khan.**
2. **Mehr Zafrullah Khan Bharwana.**
3. **Mr. Muhammad Naseer Khan.**
4. **Mr. Aftab Ahmad Sheikh.**
5. **Raja Iqbal Mehdi.**
6. **Haji Maqsood Ahmad Butt.**
7. **Mr. Nisar Ahmad Malik.**
8. **Sardarzada Syed Zafar Abbas.**

9. Mr. Gul Hameed Khan Rokari.
10. Mr. Saeed Akbar Khan.

In view of their having incurred a Constitutional disqualification they tend to lose their seats in the Provincial Assembly of the Punjab. It is, therefore, requested that under mandatory provision of Article 63 (2) of the Constitution, the question may be referred to the Chief Election Commissioner with the request that the aforementioned Advisers may be directed not to act or do any thing in their capcity as Advisers, as their appointment is un-constitional. They can neither use the designations nor avail of the facilities or receive remuneration as Advisers, Sir.

چودھری گل نواز خان وڑائچ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا یہ اسکا اردو ترجمہ کر دیں ۔ ہمیں اِن کی سمجھ نہیں آئی یہ کیا کہہ رہے ہیں ۔ بیشتر حضرات انگریزی زبان نہیں سمجھتے ۔

(قطع کلامیاں)

میاں محمد اسحاق ۔ میں ابھی اِن کو سمجھا دیتا ہوں

مخدوم زادہ سید حسن محمود :۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا اِس سے اراکین کا کوئی تعلق نہیں ۔ یہ آپ کے اور ان کے درمیان معاملہ ہے ۔ لہٰذا آپ سن رہے ہیں ۔

جناب سپیکر ۔ چودھری صاحب ! جن حضرات سے متعلق بات کی گئی ہے اِن کو سمجھ آگئی ہے ۔

(قہقہہ)

رانا پھول محمد خان ۔ جناب سپیکر ۔ محرک کو اپنے مقاصد سے ہاؤس کو متعارف کرانے کے لیے اردو زبان میں بات کرنی چاہیئے ۔ کیونکہ وہ اردو اچھی طرح بول سکتے ہیں ۔ پنجابی بھی اچھی بول سکتے ہیں ۔ اگر وہ ان زبانوں میں اپنا نقطۂ نظر فرما دیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ۔ وہ تو سمجھ گئے ہیں جن کے متعلق بات ہے مگر ہمیں بھی سمجھنا چاہیئے ۔ اس ہاؤس کی کارروائی کو سمجھنے کے ہم بھی حقدار ہیں ۔

جناب سپیکر ۔ میاں صاحب آپ مختصراً الفاظ میں اپنا مافی الضمیر بیان فرمائیں ۔

میاں محمد اسحاق ۔ جناب والا ایڈوائزر کی تقرری بالکل illegal

ہے۔ آپ کے چیف منسٹر کو جو اختیارات آئین کے تحت حاصل نہیں ہیں۔ وہ استعمال کئے جا رہے ہیں۔ جسے شاہی کہتے ہیں۔ اگر صحیح ترجمہ پوچھتے ہیں تو یہ * * ہے۔ گورنمنٹ نہیں یہ * * ہے۔ اگر آپ پورا ترجمہ سمجھتے ہیں۔

میاں مختار احمد شیخ ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میں نہایت ادب سے گذارش کروں گا۔ کہ فاضل ممبر نے جو غلط لفظ * * استعمال کیا ہے اس سے معزز ایوان کی توہین ہوئی ہے۔ میں یہ گذارش کروں گا کہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

(قطع کلامیاں)

میاں محمد اسحاق ۔ جناب والا میں نے چودھری گل نواز خان کی بات کا جواب دیا ہے تاکہ وہ پوری تفصیل سمجھ جائیں

(قطع کلامیاں)

چودھری گل نواز خان وڑائچ ۔ جناب والا ۔ * * پارلیمانی الفاظ ہیں؟

جناب سپیکر ۔ میاں صاحب یہ الفاظ ۔ bad taste میں جاتے ہیں۔

میاں محمد اسحاق ۔ جناب سپیکر اگر آپ سمجھتے ہیں یہ الفاظ غیر پارلیمانی ہیں تو میں آپ کی اجازت سے اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں ۔

جناب سپیکر ۔ شکریہ ۔ یہ ایوان کی کارروائی سے بھی حذف کئے جائیں گے

(قطع کلامیاں)

میاں محمد اسحاق ۔ بہرحال میں نے یہ گل نواز صاحب کو سمجھانے کیلئے عرض کیا تھا اگر وہ سمجھ گئے ہیں تو میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں ۔

جناب سپیکر میں پاکستان کے آئین 1973 کے آرٹیکل 93 کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں ۔ جو کہ اس طرح ہے ۔

* * * بحکم جناب سپیکر الفاظ حذف کئے گئے ۔

93 (1) The President may, on the advice of the Prime Minister, appoint not more than five Advisers, on such terms and conditions as he may determine.

چوہدری گل نواز خان وڑائچ ۔ جناب والا یہ پھر انگریزی میں بات کر رہے ہیں ساتھ ساتھ یہ ترجمہ بھی کرتے جائیں ۔

جناب سپیکر ۔ چوہدری صاحب آپ تشریف رکھیں ۔

وزیر ثقافت و سیاحت (سردار عارف رشید) پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر یہ غیر قانونی کارروائی پہ بحث کر رہے ہیں ۔ میں آپ کی وساطت سے فاضل ممبر سے کہوں گا کہ کئی ایسی چیزیں غیر قانونی ہیں اگر ہم ہاؤس میں ان کی نشاندہی کریں تو شاید ان کی کرسی بھی نہ رہے ۔

میاں محمد اسحاق ۔ سردار صاحب میں باقاعدہ سرخم تسلیم کروں گا ۔ اگر کوئی غیر قانونی کام کروں گا مگر آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا ....

جناب سپیکر ۔ میاں صاحب آپ متعلقہ بات کریں ۔ آپ اپنی بات کریں ۔

میاں محمد اسحاق ۔ جناب سپیکر میں آپ کی توجہ آئین کے آرٹیکل 132 کی طرف مبذول کراؤں گا جہاں صوبائی وزراء کی تقرری کا کوئی ذکر ہے وہاں پر کسی جگہ بھی کسی ایڈوائزر کی تقرری کا کوئی ذکر نہیں ہے ۔ جناب چیف منسٹر صاحب نے جو تقرری فرمائی ہے اس کی میں آپ کی اجازت سے ذرا وضاحت کر دوں ۔

The Chief Minster of Punjab is pleased to appoint the following MPAs as Advisers to the Chief Minister, Punjab, with immediate effect on terms and conditions prescribed by the Government of the Punjab.

جناب والا ۔ یہاں پر کسی شق یا کسی آرٹیکل کا کوئی ذکر نہیں کیا گیا کہ کن آئینی provisions کو سامنے رکھتے ہوئے ایڈوائزرز کی تقرری فرمائی گئی ہے کم سے کم جب کسی کی تقرری کی جاتی ہے وہ آئین کے تحت ہوتی ہے جیسے کہ منسٹرز کی جو اوتھ لیتے ہیں ۔ آپ جس کرسی پر جلوہ افروز ہیں ۔ اس پر بھی آئین کے تحت بیٹھے ہیں ۔ جو ممبر حضرات یہاں پر تشریف فرما ہیں یہ بھی کسی آئینی شق کے تحت یہاں آئین پاکستان کے حاضر ہوئے ہیں ۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آئی کہ یہ جو ایڈوائزر کی تقرری ہے ۔

یہ آئین پاکستان کے کون سے آرٹیکل کے تحت ہوئی ہے۔ اس سلسلے میں میں آپ کی وساطت سے گورنمنٹ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ہمیں وہ آرٹیکل بتایا جائے تاکہ ہم یہ سمجھ سکیں کہ آئینی لحاظ سے یہ تقرری جائز ہے۔

چوہدری گل نواز خاں وڑائچ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا میں نے اخبار میں پڑھا ہے کہ اپوزیشن والوں نے ایک خاتی کابینہ بنائی ہے ۔ کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ وہ کیبنٹ بنا سکتے ہیں جیسے آج کل کی جو ولائتی مرغیاں انڈے دیتی ہیں ان میں بچے نہیں نکل سکتے ۔ ویسی ہے یا اس کا کوئی اختیار بھی ہے

(قطع کلامیاں)

کیا جناب والا اس کا جواب مل سکے گا ۔

جناب سپیکر : میاں صاحب آپ کے معاملے کو ملتوی کرتے ہیں ۔ اس پر بعد میں غور کریں گے ۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ : میں نے جو ظلّی کابینہ کا عرض کیا ہے ، اس کا جواب نہیں آیا ۔

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : You kindly permit me to elucidate it.

جناب سپیکر : ۔ اس پر پھر بات کریں گے ۔

وزیر قانون راجہ خلیق اللہ خاں : اگر آپ چاہتے ہیں تو ابھی اس پر بات کر لیتے ہیں ۔ میں اس کے لئے تیار ہوں ۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے ۔ آپ تیار ہوں گے ۔ لیکن اس پر بعد میں بات کریں گے

چوہدری گل نواز خاں وڑائچ : ۔ میں نے جو عرض کیا ہے اس کا جواب نہیں آیا ۔ انہوں نے جو ظلّی کابینہ بنائی ہے ، کیا وہ ہو سکتی ہے ؟ یا اس کے کیا اختیارات ہیں ؟ ہمیں تو دھوکہ ہو گیا ہے ۔ ممکن ہے میں ان کے پاس کسی کام کے لئے جا سکوں ۔

جناب سپیکر : چوہدری صاحب کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر فرما رہے ہیں ؟

چوہدری گل نواز خاں وڑائچ : جی ہاں ۔ میں نے اخبار میں پڑھا ہے کہ ہمارے ایوان میں کابینہ بنی ہے ۔

جناب سپیکر : مجھ سے پوچھنا چاہتے ہیں ؟

چوہدری گل نواز خاں وڑائچ : جی ہاں ۔ آپ تو قانون کے بادشاہ ہیں ۔ آپ سے ہی پوچھنا ہے ۔

جناب سپیکر : قائد حزب اختلاف اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہیں گے ؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود : مجھ سے کیا سوال کیا گیا ہے ؟

جناب سپیکر : "شیڈو کیبنٹ" کے بارے میں جو پریس میں آتا ہے، یہ اس کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر، میں جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔ ترجمہ کوئی اور کر دے۔ کیونکہ میں "May's Parliamentary Practice" سے حوالہ دوں گا۔ اور میں نے آپ کی خدمت میں بھی اس کی انفرمیشن دے دی ہے۔

May's Parliamentary Practice Page 252 "The Official Opposition"

"**** The Leader of the Opposition and some of his principal colleagues in both Houses from a group, popularly known as the 'Shadow Cabinet', each member of which is given a particular range of activities on which it is his task to direct criticism of the Government's policy and administration and outline alternative policies from the point of view of a party which is bidding for the support of the nation. Since the strength of modern party discipline makes a ministry largely invulnerable to diract attack in the House of Commons, the criticism of the Opposition is primarily directed towards the electorate, with a view to the next election, or with the aim of influencing Government Policy through the pressure of public opinion. The floor of the House of Commons provides the Opposition with their main instrument for this purpose. Accordingly, the Opposition has acquired the right to exercise the initiative in selecting the subject of debate on a certain number of days in each session and on such occasions as the debate on the address in reply to the Queen's Speech***

Here in one case if will be the President or the Governor.

Sir, it is further provided that "Each week after a programme of business has been arranged the Leader of the House states the business for the following week in answer to a question put to him at the end of Questions on Thursdays by the Leader of the Opposition, and, whenever necessary, makes further business statements from time to time. He may also move procedural motions relating to the business of the House."

Now. I take you to Page 292.

"The real basis of the Government's control over the business of the House lies in SO No. 6, which gives the Government's business precedence at every sitting, except on 20 Fridays and 4 other half-days where precedence is given to private Members and nineteen other days at the disposal of the Leader of the Opposition."

Next is Page 347. I refer you to Foot Note No. 10.

"Although the Leader of the House****

(INTERRUPTIONS)

"Although the Leader of the House usually announces the business for the following week each Thursday at about half-past three in reply to a question made without notice by the Leader of the Opposition, he occasionally makes such an announcement by way of ministerial statement, and subsequent changes to the arrangements announced at that time are normally announced in this manner. The Speaker has ruled that when a narrow business statement is made, changing only one item of business, supplementary questions are confined to that item."

وزیر ثقافت و سیاحت ۔ پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر ۔ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب والا کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں جاری رکھوں ؟

جناب سپیکر : کیا آپ اپنی بات مکمل کر چکے ہیں ؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جی ہاں ۔ جو انہوں نے سوال پوچھا تھا ۔

جناب سپیکر : ٹھیک ہے ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ چودھری صاحب ، آپ کے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب یہ ہے کہ پارلیمنٹری پریکٹس میں اپوزیشن " شیڈو کیبنٹ " بنا سکتی ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر صنعت (جناب غلام حیدر وائیں) : جناب سپیکر ، میں یہ گذارش کرنا چاہتا تھا کہ یہ " شیڈو کیبنٹ " اور یہ "جعلی وزارت " کتنے عرصے تک عوام کو دھوکہ دیتی رہے گی ؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود : پوائنٹ آف آرڈر

وزیر صنعت : جناب سپیکر ، گذارش یہ ہے کہ 260 کے ایوان میں سات ارکان کی یہ اپوزیشن اگر وزارت نہ بنائے ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر : کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ؟

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Irrespective of the number look at your Cabinet.

چودھری گل نواز خان وڑائچ : یہ انگریزی میں "شیڈ وکیبنٹ" کسے کہہ سکتے ہیں ؟ جس کے پیچھے ہی کوئی نہیں ، سایہ ہی کوئی نہیں ۔ جو بغیر سائے کے ہے کیا یہ قانونی طور پر جائز ہے ؟

جناب سپیکر : اب ہم تحریک استحقاق کو لیتے ہیں ۔ کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ؟

جناب طاہر احمد شاہ : جناب سپیکر ، میں ایک ہی جملے میں جناب کی وساطت سے چودھری گل نواز خان کی وضاحت کے لئے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر : کیا آپ ذاتی وضاحت پر کوئی بات کرنا چاہتے ہیں ؟

جناب طاہر احمد شاہ : جناب ، میں تو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ بھینس کے آگے بین بجائے ، بھینس کھڑی ڈکرائے ۔

چودھری گل نواز خان وڑائچ : بھینس کے آگے بین نہ بجائیں ، بکری کے آگے بجا لیں ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر ، اسحاق صاحب نے جو استحقاق کی تحریک پیش کی ہے ، میں درخواست کروں گا کہ اگر وہ تیار ہیں تو اس پر آج ہی بحث کر لی جائے

صوبائی مشیران کی رکنیت کی معطلی کے متعلق آئینی نکات پر بحث

جناب سپیکر : میاں اسحاق صاحب نے جو آئینی مسئلہ اٹھایا ہے ۔ آپ چاہتے ہیں کہ اس پر آج ہی بحث کر لی جائے ؟ کیا آپ اپنا موقف آج ہی بیان کرنا چاہتے ہیں ؟

وزیر قانون : اگر وہ تیار ہیں تو میں بھی تیار ہوں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اپنا موقف بیان کر لیا ہے ؟ اور تو کچھ نہیں کہنا چاہتے ؟

جناب سپیکر : انہوں نے بات کر لی ہے۔ اگر آپ اس پر مصر ہیں کہ آپ آج ہی بات کرنا چاہتے ہیں۔ میں آپ کو اجازت دے دوں گا۔

وزیر قانون۔ اگر وہ چاہیں تو آج یہ بحث مکمل کر لیں۔

جناب سپیکر ۔ آپ آج ہی بات کرنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون ۔ جی ہاں۔

جناب سپیکر ۔ فرمایئے۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب سپیکر! مجھے ابھی 1986ء کے بجٹ کا ایک پروگرام ملا ہے۔ منگل کا دن پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے لیکن اس کو ضمنی میزانیہ کیلئے مقرر کیا گیا ہے۔ کیا آپ نے رولز کو معطل کر کے ایسا کیا ہے۔ یا ویسے جناب کے اختیارات ہیں کہ ہمارے پرائیویٹ ڈے کو سرکاری کارروائی والے دن میں منتقل کر سکتے ہیں، آپ اس کی وضاحت فرمائیں۔

جناب سپیکر ۔ منگل کو ضمنی بجٹ پیش ہونا ہے۔ اس کو آپ ذرا غور سے پڑھیئے گا۔

رانا پھول محمد خان ۔ ضمنی میزانیہ برائے سال 1985-86 کے مطالبات زر برائے لائے شماری غیر سرکاری کارروائی بدھ منگل کو چاہیئے تھی آپ نے بدھ کو کی ہے منگل کا دن غیر سرکاری کارروائی کا دن ہے۔ اگر آپ منگل کو سرکاری کارروائی کرتے ہیں تو آپ کو رولز معطل کرنا پڑے گا۔ دگر نہ ہمارے حق کو تو آگے نہیں لے جایا جا سکتا۔

جناب سپیکر ۔ یہ آپ کے علم میں ہونا چاہیئے کہ ضمنی میزانیہ کے لئے جو دن اور تاریخ مقرر کی گئی ہے اور بجٹ کے لئے جو تاریخ اور دن مقرر کیا جاتا ہے۔ یہ جناب گورنر کی طرف سے مقرر کیا جاتا ہے۔ اگر وہ پرائیویٹ ممبرز ڈے کی جگہ پہ آتا ہو تو in lieu of that Private Members Day اگلا دن پہ ائیویٹ ممبرز ڈے کے طور پہ رکھا جاتا ہے۔

وزیر قانون ۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اسحاق صاحب نے دو پوائنٹس پر مشیروں کے تقرر کو چیلنج کیا ہے اور میں نہیں سمجھتا تھا کہ ان دونوں پوائنٹس پہ کوئی قانونی وزن ہے۔ جو ایگزیکٹو اتھارٹی کو اس چیز سے منع کرتی ہے۔ یا ان کے تقرری میں

دخل اندازی کر سکتا ہے ۔ سب سے پہلے میں ان سے یہ عرض کر دوں گا کہ آپ خود دیکھیں کہ آپ یہ جو تحریک لائے ہیں ۔ یہ دو دھاری تلوار ہے جس پر تو شاید آپ خود بھی بطور ایم پی اے اس کی زد میں آجاتے مگر آپ کو بھی سے آئین کی دفعہ 260 نے بچایا ہے ۔ کیونکہ آپ بھی تنخواہ دار ہیں ۔ آپ بھی الاؤنسز لیتے ہیں آپ بھی مراعات لیتے ہیں ۔ اور آپ کا ذکر بھی اس disqualification کی دفعہ میں ہے لیکن آپ کا جو as an office of profit تصور نہیں ہوتا اس سلسلے میں یہ عرض کر دوں گا کہ آئین کی دفعہ 260 میں سروس آف پاکستان کو واضح کیا گیا ہے وہاں یہ بھی کہا گیا ہے ۔ منسٹر ۔ چیف منسٹر ۔ فیڈرل منسٹر ۔ منسٹر آف سٹیٹ چیئرمین ، ممبر آف لا کمشن چیئرمین ، ممبر آف دی کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی ، سپیشل اسسٹنٹ ٹو پرائم منسٹر ایڈوائزر ٹو پرائم منسٹر سپیشل اسسٹنٹ ٹو چیف منسٹر ۔ ایڈوائزرز ٹو دی چیف منسٹر اور ممبر آف پراونشل اسمبلی ۔ سروس آف پاکستان کی مد میں نہیں آتے وہ اس لئے کہ یہ عہدہ جو انہوں نے حاصل کیا ہوا ہے سیاسی عہدہ ہے یہ کوئی آئینی یا لیگل عہدہ نہیں ہے لہذا اس کے پیش نظر انہوں نے سیاسی عہدے create کئے ہیں ۔ وہ office of profit نہیں ہیں ۔ لیکن جن Advisers کا ذکر کیا گیا ہے ۔ جو آرٹیکل 93 میں ہے وہ علیحدہ ہے ۔ اور وہ یہ ہے

93 (1) The President may, on the advice of the Prime Minister, appoint not more than five advisers, on such terms and conditions as he may determine.

(2) The provisions of Article 57 shall also apply to an Adviser.

اب آپ دفعہ 57 میں ۔ اس میں واضح ہے کہ موجودہ Advisers کا تقرر آرٹیکل 260 کے تحت کیا گیا ہے ۔

57. The Prime Minister, a Federal Minister, a Minister of State and the Attorney General shall have the right to speak and otherwise take part in the proceeding of either House, or a joint sitting or any committee thereof, of which he may be named a member, but shall not by virtue of this Article be entitled to vote.

جہاں اس کے متعلق قطعی طور پر کسی شرط دار پابندی کا ذکر نہیں ہے ۔ یہ ایگزیکٹو کا اپنا اختیار ہے ۔ جو آئین ان کو دیتا ہے ۔ میں آپ سے یہ عرض کرنے والا تھا ۔ وہ

ایڈوائزر اور نوعیت کے ہیں اور یہ ایڈوائزر اور نوعیت کے ہیں۔ آپ دیکھیں کہ ان کی کوالیفکیشن آرٹیکل 93 کے تحت کیا ہیں۔ اور ان کی کوالیفکیشن میں واضح طور پر ان ایڈوائزرز کے متعلق کہا گیا ہے۔ وہ عہدہ جن پر دفعہ 260 کی execption apply کرتی ہیں۔ وہ office of profit نہیں کہلائے گا۔ اسی لحاظ سے وہ یہاں پر لیطور ممبر اور لیطور ایڈوائزر موجود ہیں۔ میرے عرض کرنے کا مقصد ہے کہ جس آئین میں جب قانون میں کوئی واضح پابندی نہیں ہے یا کوئی Corresponding Law نہیں ہے یا جس آئین میں کوئی ایسا قانون موجود نہیں جو کسی کو کسی کام کی ممانعت کرے۔ اور وہ field خالی ہے۔ اس فیلڈ کے لئے چیف ایگزیکیٹو اور صوبائی اسمبلی کو حق حاصل ہوتا ہے کہ وہاں وہ اپنی مرضی کے مطابق آفس کا عہدہ بھی creates کرسکتی ہے۔ اور وہ وہاں اپنے صوبہ کے متعلق بھی کوئی قانون نافذ کرسکتی ہے۔ آپ کے سامنے آئینی صورت حال یہ ہے کہ وفاقی قانون اور آئین بھی موجود ہے۔ لیکن ان میں field خالی ہے جس کی بابت نہ تو کوئی فیڈرل لا موجود ہے نہ کوئی دیگر قانون موجود ہے تو صوبائی حکومت یا Chief Executive اپنا قانون بنا سکتی ہے۔ اور Chief Executive عہدہ create کرسکتا ہے۔ بشرطیکہ اس ضمن میں کوئی چیز مانع نہ ہو اور ایگزیکٹو اتھارٹی کے اختیارات میں ہے کہ وہ اس سلسلے میں جس فیلڈ میں کوئی دیگر قانونی پابندی نہ ہو اور جس پر کوئی آئینی قدغن نہ لگی ہو یا قطعی طور پر اس ضمن میں کوئی ممانعت نہ کی گئی ہو اس میں Executive authority اتھارٹی خواہ فیڈرل ہو یا صوبائی عہدہ create کرسکتی ہے۔ اور تقرری کرسکتی ہے۔ میں یہ بات بتانا چاہتا ہوں کہ آپ آئین پڑھیں اس میں واضح طور پر نہ تو پارلیمنٹری سیکرٹری کی تقرری کے لئے کہا گیا ہے اور نہ ہی اس میں ایڈوائزر کے تقرری کیلئے کہا گیا ہے ان کا ذکر بھی صرف 260 آرٹیکل میں موجود ہے لیکن ایسی تقرریاں چیف ایگزیکٹو کرسکتا ہے۔ کیونکہ آئین میں ایسی کوئی پابندی موجود نہیں ہے کہ اگر کوئی عہدہ لیں گے تو disqualify ہوں گے میں یہ عرض کرنے والا تھا۔ اگر وزیر اعظم چاہیں تو جتنے وزیر یا جتنے سٹیٹ منسٹر اسمبلی سے oppoint کر سکتے ہیں مگر جب senate سے وزیر لینے کا تعلق ہے تو آئین نے تعداد محدود کر دی ہوئی ہے۔ اور وزیر اعظم ان پابندیوں کے پابند ہیں۔ لیکن لیطور وزیر اعظم وہ جتنے وزیر چاہیں رکھ سکتے ہیں۔ کیونکہ آئین میں ایسی کوئی پابندی نہیں ہے۔

سینٹ نے بارہ میں پابندی ہے کہ آئین کے تحت ایک مخصوص تعداد سے زیادہ وزیر نہیں لے سکتے۔ اسی طرح سے سنٹر کے جو Laws ہیں یا فیڈرل کے statute ہیں ان میں اس کا قطعاً ذکر نہیں ہے کہ پراونشل اسمبلی یا چیف ایگزیکٹو کوئی ایڈوائزر یا کوئی نیا عہدہ create نہیں کر سکتا جہاں specific آرڈر نہیں ہے speceific provision نہیں ہے اس کی ممانعت بھی نہیں۔ وہاں صوبائی حکومت ایڈوائزر مقرر کر سکتی ہے۔ اور دیگر احکام جاری بھی کر سکتی ہے اس سلسلے میں تھوڑا سا آپ کو پیچھے لے چلتا ہوں۔ آپ کے سامنے 1935ء کا انڈیا ایکٹ موجود ہے۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے جو پاکستان کا آئین ملا وہ بھی یہی 1935ء کا ایکٹ تھا۔ اس میں قطعی طور پر کسی پارلیمانی سیکرٹری کا ذکر نہیں تھا۔ اس میں قطعی طور پر یہ نہیں لکھا تھا کہ آئین کے تحت پارلیمنٹری سیکرٹری مقرر ہو سکتے ہیں۔ لیکن آپ نے دیکھا کہ اس 1935ء کے ایکٹ کے تحت گورنر جنرل نے پارلیمنٹری سیکرٹری بھی مقرر کئے اور چیف پارلیمنٹری سیکرٹری بھی مقرر کیا۔ ان کی نوٹیفکیشن اس طرح کی گئی کہ بطور چیف ایگزیکٹو میں فلاں کو پارلیمانی سیکرٹری بناتا ہوں اور فلاں کو چیف پارلیمانی سیکرٹری بناتا ہوں۔ تو آپ 1935ء کا ایکٹ دیکھیں اس میں قطعی طور پر کسی پارلیمانی سیکرٹری کا ذکر نہیں ہے۔ لیکن اس کے باوجود وہ کام کرتے رہے۔ وہ کافی عرصہ بطور پارلیمانی سیکرٹری اور بطور چیف پارلیمانی سیکرٹری کام کرتے رہے۔ اس میں نکتہ صرف یہ ہے کہ فیڈرل لاز یا فیڈرل آئین ہوتا ہے۔ اس نے اپنی حدیں متعین کی ہوتی ہیں۔ اور اگر وہاں کوئی Corresponding Law موجود نہ ہو تو وہاں چیف ایگزیکٹو ایسی تقرری بطور چیف ایگزیکٹو کر سکتا ہے کیونکہ یہ اس کا prerogative ہے۔ اور اس کو یہ استحقاق حاصل ہے۔ بلکہ اسی طرح جس فیلڈ میں فیڈرل statute فیڈرل لیجسلیشن یا کوئی آئین کی دفعہ نہیں ہے وہاں کوئی صوبائی چیف ایگزیکٹو اپنے احکامات بھی جاری کر سکتا ہے۔ قانون بھی بنا سکتا ہے اور اس پر عمل درآمد بھی کرا سکتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین) اس سلسلے میں آپ کو صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ پچھلی آئینی تاریخ دیکھیں تو اس میں سب سے اہم چیز Common Law ہے۔ Common Law کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ جس فیلڈ میں سٹیٹ لاء کوئی نہیں ہے۔ جہاں ہم عصر اور constitutional law موجود نہیں ہے وہاں common law apply ہوتا ہے۔ مثلاً اگر پریذیڈنٹ صاحب کوئی سفیر مقرر کرتے ہیں تو آئین کی دفعہ کے تحت مقرر کرتے ہیں۔ کیا وہاں کسی آئین کا ذکر ہے؟

قطعی نہیں ہے ۔ اگر وہ کسی ملک سے ٹریٹی کرتے ہیں تو کیا کسی آئین میں اس treaty کا ذکر ہے کہ وہ ٹریٹی کرسکتے ہیں قطعی نہیں ہے ۔ اگر ہمارا پرائم منسٹر کسی ملک سے treaty کی بات کرتا ہے تو کیا اسے آئین کے تحت اختیار ہے لیکن چونکہ اس کو prerogative اور sovereignty حاصل ہے اس کے تحت وہ عمل کرتا ہے ۔ کیونکہ اس فیلڈ میں قطعی طور پر کوئی certain laws موجود نہیں ہے کوئی Federal statute نہیں ہے کوئی آئینی پروویژن نہیں ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ صدر اور وزیر اعظم کا حق خصوصی ہے ۔ بلکہ اسی طرح صوبہ کی Executive sovereignty کے پاس انتظامی امور کے خصوصی اختیارات ہیں اور جہاں وہ محسوس کرتے ہیں کہ یہاں قانون بنانے کی ضرورت ہے جہاں کہیں کسی عہدہ کو create کرنے کی ضرورت ہے ۔ جہاں ان کو احساس ہو کہ اس عہدہ کی creation سے ایک اچھی runing گورنمنٹ قائم کرسکتے ہیں تو یہ چیف ایگزیکٹو کا حق ہے کہ اسے وہ استعمال کرسکتا ہے ۔ اس سلسلہ میں میں آپ کو مختلف حوالے دوں گا ۔ یہ ایک ایگزیکٹو ایکٹ کی کتاب ہے ۔ اس میں انہوں نے واضح طور پر Executive Acts اور Adminstrative Acts کی تشریح کی ہوئی ہے اس میں وہ لکھتے ہیں :-

Halsbury's Laws of England, Volume 7, Page 235 & 236.

> **"Executive Acts are concerned with the administration of parliamentary enactment and the subordination of the legislation made thereunder or with the exercise of discretionary authority which is placed in the hands of the sovereign by virtue of common law *****"**

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا ۔ میری درخواست ہے کہ لاء منسٹر صاحب ذرا آہستہ سے reference پڑھیں تاکہ ہماری بھی سمجھ میں آئے اور ہم جواب دے سکیں ۔

وزیر قانون ۔ ٹھیک ہے ۔

جناب سپیکر ۔ یہ ریفرنس آپ دوبارہ پڑھ دیں ۔

وزیر قانون ۔ بہت اچھا جی ۔ جی میں reference دوبارہ پڑھ دیتا ہوں جو یہ ہے ۔

Executive Acts, Halsbury's Law, Vol. 7, Page 235-236.

اس میں ہیڈنگ ہے ایگزیکٹو ایکٹس ۔ اس میں انہوں نے تشریح کی ہے کہ ایگزیکٹو ایکٹ

کیاہے ۔ Administrative Act کیا ہے ۔ اور میں اس کی تشریح بیان کر رہا ہوں

(قطع کلامیاں)

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ ہمیں یہ معلوم نہیں کہ یہ کس حد تک relevant ہیں ۔

جناب سپیکر ۔ راجہ صاحب آپ ایک دفعہ reference پڑھ دیں ۔

Minister for Law: Executive Acts, Halsbury's Laws Vol. 7, Page 235 and 236, Paragraph 506 under heading Exective Act..'

یہ بعد میں مجھ سے لے لیں ۔

(قطع کلامیاں)

That quotation I am going to read it.

جناب سپیکر ۔ آرڈر پلیز

وزیر خزانہ (مخدوم الطاف احمد) ۔ جناب والا ۔ ہمارے محترم وزیر قانون صاحب نے کئی مرتبہ وضاحت کی ہے اس کے باوجود اگر انہیں انگلش سمجھ نہیں آتی تو میں اپنی خدمات پیش کرتا ہوں ۔ یہ مجھ سے ٹیوشن پڑھ لیا کریں ۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ۔ چودھری صاحب تشریف رکھیں ۔

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں آپ کے سامنے کچھ سوالاجات پیش کروں گا ۔ کہ اس کے متعلق کوئی ہمعصر قانون کوئی سنٹرل لاء یا statutes کی یا آئین کی دفعات نہیں ہیں ۔ تو اس سلسلہ میں جو Chief Executive ہے ۔ وہ خود ہی اس field پر عملدرآمد کرا سکتا ہے ۔ کوئی قانون پاس کرا سکتا ہے ۔ کوئی اتھارٹی لے سکتا ہے ۔ حاصل کر سکتا ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ ماشاءاللہ

وزیر قانون ۔ بالکل ۔ آپ نوٹ کر لیں ۔ میں کہتا ہوں کہ وہ فیلڈ کے متعلق نہ تو آئین میں پابندی اور جس کے متعلق نہ تو آئینی statutes ہیں ۔ تو اس پر Chief Executive کو استحقاق ہے کہ اس field کو اپنی مرضی سے استعمال کرلے تو اس سلسلے میں یہ کہہ رہا تھا کہ ....

I quote :

"Executive Acts are concerned with the administration of Parliamentary enactment and the subordination of the legislation made thereunder or with the exercise of discretionary authority which is placed in the hands of the sovereign by virtue of common law ******* "

This is very important.

" ****** without any express parliamentary sanction of the provision ****** "

And this I am going to state before your honour that it says "by virtue of common law" and without any express parliamentary sanction of the provision" he can also create posts and as such, our Advisors has been appointed and they derive their authoity immediately from this sovereignty.

تو میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ ایڈوائزرز کی تقرری کو disqualification کیلئے جواز نہیں بنایا جا سکتا ۔ اس میں ہمارے لئے کوئی قدغن نہیں لگائی گئی ہے کہ ہم کتنے advisers مقرر کر سکتے ہیں اور ان کی تقرری کے بعد اگر ہم ان کو کوئی تنخواہ دیتے ہیں اور ان کو اگر ہم کوئی دیگر استحقاق بھی دیتے ہیں ، تو پھر بھی اس کے تحت وہ disquality نہیں ہوں گے ۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ۔ آرڈر پلیز ، No interruptions please .

وزیر قانون ۔ تو میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر ۔ راجہ صاحب Will you please address the Chair ?

وزیر قانون ۔ Executive authority جناب چیف منسٹر کے پاس ہے ، یعنی چیف ایگزیکٹو ہمارے چیف منسٹر ہیں ، تو یہاں پر کوئی آئینی جواز مانع نہیں ہے یا کوئی آئینی یا قانونی مانع نہیں ہے ، اس میں ہمارے چیف منسٹر صاحب تقرری بھی کر سکتے ہیں ، آرڈر بھی کر سکتے ہیں ،

سب کچھ کر سکتے ہیں اور یہ اختیارات residual ہیں، اس لئے کہ یہ اختیارات مرکز کے پاس نہیں رکھے گئے ہیں، لہذا اگر یہ اختیارات سینٹر کے پاس نہیں ہیں تو یہ residuary powers صوبہ کے چیف ایگزیکٹو کے پاس ہوتی ہیں، یعنی ہمارے چیف منسٹر کے پاس ہیں اور وہ بطور چیف ایگزیکٹو ان اختیارات کو ہر حال میں استعمال کر سکتے ہیں کیونکہ وہ ایگزیکٹو کا فیلڈ ہوتا ہے۔ اور وہ اس میں ہر وقت کوئی بھی حکم اس میں صادر کر سکتے ہیں۔ آپ کا سیشن ہو یا نہ ہو لیکن وہ ایگزیکٹو اتھارٹی ہر وقت سیشن میں رہتی ہے اور جس کو جب چاہے چیف منسٹر صاحب استعمال کر سکتے ہیں کیوں کہ وہ اختیار انہیں ہر وقت available ہے تو جتنے gaps ہیں ان کو fill in کرنے کے لئے Proper running of the Government کے لئے gaps کو ہر وقت fill up کر سکتے ہیں (نعرہ ہائے تحسین) تو اس سلسلہ میں میں یہ چاہتا تھا کہ سپریم کورٹس کے فیصلے انڈین سپریم کورٹس کے فیصلے اور پنجاب ہائی کورٹ کے فیصلے آپ کے سامنے رکھتا جس میں انہوں نے بڑے واضح طور پر رولنگ دی ہوئی ہے کہ residuary powers جو ہیں وہ صوبے کے چیف ایگزیکٹو کے پاس ہیں، اور سینٹرل گورنمنٹ کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور corresponding law اگر وہاں موجود نہیں ہے تو پھر اس کے مطابق چیف منسٹر ان residuary powers کو استعمال کر سکتے ہیں (نعرہ ہائے تحسین)

گو میرے پاس حوالہ جات کافی ہیں، لیکن میں آخر میں اس بحث کو ختم کرتے ہوئے، میں صرف یہی کہوں گا کہ سپریم اتھارٹی یا supreme sovereignty جو residuary powers ہے جس کے متعلق سینٹرل قانون خاموش ہے، جہاں کوئی آئینی بندش نہیں ہے، اس بارے میں کوئی ہم عصر قانون نہیں ہے وہ تمام اتھارٹی وہ sovereignty پہلے بھی جناب چیف منسٹر کے پاس تھی، آج بھی ان کے پاس ہے اور آئندہ بھی انہی کے پاس رہے گی۔

جناب سپیکر۔ آپ اس پر کچھ فرمانا چاہیں گے جناب وزیر صنعت

وزیر صنعت (جناب غلام حیدر وائیں) جی ہاں

جناب سپیکر۔ جی فرمائیے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی (جناب غلام حیدر وائیں) جناب سپیکر، میرے فاضل رکن کا ایڈوائزر کی تقرری کے بارے میں اعتراض آئینی یا قانونی طور پر درست نہیں ہے، جسے میں رد کرتا ہوں، اور گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب صوبے کے ایگزیکٹو

ہیڈ ہیں۔ اور صوبے کے چیف ایگزیکٹو ہونے کی حیثیت سے وہ انتظامی یا مشاورت کے شعبوں میں کوئی ایسی تقرری جو کہ آئین کے خلاف نہ ہو کرنے کا پورا پورا حق رکھتے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

میرے فاضل رکن نے آئین کے جس آرٹیکل 93 کا ذکر کیا ہے، اس پر اظہار خیال کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ موجودہ آئین صوبے کے وزیر اعلیٰ اور صوبے کے چیف ایگزیکٹو کو مشیروں کی تقرری (جو کہ اس کا ایک ایگزیکٹو آرڈر ہے) پر کوئی پابندی یا قدغن نہیں لگاتا۔ آئین میں کوئی ایسی شق موجود نہیں ہے، جو صوبے کے چیف ایگزیکٹو کو انتظامی اختیارات کے استعمال کرنے میں کسی بھی فیصلے کے خلاف کوئی قدغن لگاتا ہو، فاضل رکن نے آئین کے آرٹیکل 93 کا تذکرہ کیا ہے اور آرٹیکل 93 کا تذکرہ کرتے ہوئے انہوں نے یہ غلط تاثر دینے کی کوشش کی ہے حالانکہ اس آرٹیکل کا مقصد واضح ہے کہ

93 (1) The President may, on the advice of the Prime Minister, appoint not more than five Advisers, on such terms and conditions as he may determine.

میں یہ خیال کرتا ہوں کہ فاضل رکن نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ آئین کی اس شق کے مطابق مشیران جن کی تعداد پانچ سے زائد نہیں ہو سکتی اس کی تقرری کا اختیار صرف پریذیڈنٹ صاحب کو ہے اور وہ بھی وزیر اعظم صاحب کی سفارش پر، اب دیکھنا یہ ہے کہ کیا آرٹیکل 93 صوبے پر بھی لاگو ہوتا ہے یا نہیں، جناب سپیکر یہاں پر میں آئین کے آرٹیکل 127 کا تذکرہ کروں گا جس میں آئین کی وہ دفعات جو کہ صوبوں پر ایک جیسی لاگو ہوتی ہیں، ان مشترکہ دفعات کی وضاحت کی ہے اور اس سلسلہ میں آرٹیکل 127 کا حوالہ دیتے ہوئے یہ گذارش کروں گا کہ آئین میں آرٹیکل 93 کو صوبوں پر متوازی طور پر لاگو نہیں کیا گیا، اس لحاظ سے آئین کے آرٹیکل 93 کا مفہوم صوبوں پر مساوی طور پر لاگو نہیں ہوتا اور جب آئین کا یہ آرٹیکل صوبوں پر لاگو نہیں ہوتا ہے تو اس وجہ سے مشیروں کی تقرری کا معاملہ خالصتاً ایک انتظامی مسئلہ رہ جاتا ہے

And being the Chief Executive he has all the exclusive powers to appoint anybody as Adviser and this does not conflict with any Article of the Consitution of Pakistan.

جناب سپیکر، جیسا کہ میرے فاضل وزیر قانون نے ارشاد فرمایا ہے کہ آرٹیکل 260 ایسی تقرری کی واضح طور پر وضاحت کرتا ہے۔ کہ مشیروں کی تقرری سروس آف پاکستان کی زد میں نہیں آتی اور اس لحاظ سے مشیروں کی تقرری وزیر اعلیٰ پنجاب کے چیف ایگزیکٹو ہونے کی حیثیت سے بالکل درست ہے۔

جناب سپیکر۔ سید طاہر احمد شاہ

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا، آئین کے آرٹیکل 260 کے تحت ایڈوائزر کی تقرری کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ ایڈوائزز کا ذکر تو ضرور ہے، ایڈوائزرز کی تقرری یا appointment کا کہیں ذکر نہیں ہے

جناب سپیکر۔ This is no point of order.

وزیر صنعت۔ ...... میں نے جناب یہی وضاحت کی ہے کہ آئین میں کسی جگہ پہ اگر صوبے کے چیف ایگزیکٹو کو اپنے انتظامی اختیارات کے استعمال کرنے سے منع نہیں کیا گیا ہے تو :۔

Then it is exactly within the powers of the Chief Executive to appoint any Adviser as he deems fit.

Article 93 of the Constitution does not apply to the Province. It has not been covered under Article 127 and, as such, the Chief Minister has full authority to exercise his powers as the Chief Executive, and the appointment of the Advisers is a lawful action and does not conflict with any Article of the Constitution. Thank you very much.

جناب سپیکر۔ کیا آپ بھی آج کچھ کہنا چاہیں گے مخدوم صاحب ؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ میرا خیال ہے کہ میں کہہ دوں، جو آپ کا پہلا فیصلہ ہے وہ قائم رہ جائے گا۔ جناب سپیکر۔ مجھے اپنے دوست راجہ صاحب سے انس بھی ہے اور میں ان کا بڑا احترام کرتا ہوں، لیکن بدقسمتی سے آج انہوں نے جو قانونی بحث کی ہے اس سے میں بڑا مایوس ہوا ہوں۔ آپ ذرا صبر سے سنیں، یہ بڑا constitutional point ہے۔ اس کا حشر وہ نہ کریں جو پہلے کیا تھا۔

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Article 93 empowers the President.

He may on the advice of the Prime Minister ***

وہ پانچ سے زیادہ ایڈوائزر مقرر نہیں کر سکتے۔ اس کے متعلق جو دلائل جناب وزیر صاحب نے پیش کئے ہیں کہ آرٹیکل 127 میں اس کا ذکر نہیں ہے یہ ان کے خلاف جاتا ہے ....

جناب سپیکر ۔ آرٹیکل ۔ 127 ؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جی ۔ ہاں ۔

جناب والا ۔ آرٹیکل 127 میں ان آرٹیکلز کا ذکر کیا گیا جن کا اطلاق صوبے کی اسمبلیوں اور حکومت پر ہوتا ہے ۔ انہوں نے اس کا ترجمہ غلط کیا ہے ۔ بجائے اس کے کہ وہ اطلاق کی بات کرتے ۔ یہ تو الٹ بات ہو گئی ہے اور وزیر قانون صاحب کی یہ رائے دینا کہ جہاں آئین خاموش ہے وہاں پہ sovereignty صوبائی اسمبلی کی ہے اور یہاں ہم جو چاہیں آئین میں ترمیم کر دیں جو چاہیں اس میں سے منہا کر دیں ....

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔

جناب والا میں نے یہ قطعاً نہیں کہا کہ ہم آئین میں ترمیم کر سکتے ہیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ آپ نے کہا ہے کہ ......

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ میں نے بالکل نہیں کہا ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ آپ نے کہا ہے کہ آپ اپنی field میں sovereign ہیں ۔ حالانکہ آپ کے پاس کوئی residuary powers نہیں ہے ۔ پاکستان کی creation کی ہسٹری ہے کہ یہ ایکٹ آف پارلیمینٹ سے create ہوا ہے It is a Federation، یہاں فیڈرل یونٹ by consent federate نہیں کیا ۔ یہاں residuary powers vests in the Centre اور یہ ایکٹ آف پارلیمنٹ سے ہوا ۔ لہذا کسی اسمبلی کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ آئین کی دفعات میں ترمیم کرے یا اس میں اضافہ کرے یا اس میں سے کوئی چیز exclude کرے ۔ جہاں تک ان کا یہ جواز ہے کہ یہ وزیر اعلیٰ کے اختیار میں ہیں ۔ تو میں ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ قطعاً ان کے اختیار میں نہیں ہے ۔ ہاں ان کے

یہ اختیار میں ہے کہ وہ نوکروں کی "تقرری" کر سکتے ہیں چاہیے ان کا وہ نام ایڈوائزر رکھیں چاہیے ان کا نام مشیر رکھیں کوئی نام رکھیں لیکن وہ گورنمنٹ سرونٹ ہوگا، لیکن اس گریڈ کا گورنمنٹ سرونٹ بھی پبلک سروس کمیشن کے ذریعے سے آئے گا۔۔ یہ political agrandisement ہے اور یہ office of profit میں define ہوتا ہے۔

Under all Rules of Procedures and Parliamentary Practices

جہاں یہ remuneration لیں گے وہ Office of Profit ہو جائے گا۔ اس لیئے یہ disqualification incur کرتے ہیں اور جہاں تک یہ definition clause سے advantage ہیں۔ وہ interpretation clause ہے کہ فلاں کا مطلب کیا ہے Chapter V Interpretation اور Interpretation میں اگر کوئی لفظ آ گیا ہے تو وہ enabling clause نہیں بن جاتا وہ آپ کو یہ اختیار نہیں دے دیتا کہ آپ ایسی تقرریاں کریں۔

نمبر 2 جو آپ کے اختیارات اسمبلی کے متعلق ہیں، اس کے مطابق آپ نے اپنے ایم پی اے کے لئے الگ سیلریز بل پیش کر کے منظور کروایا ہے۔ جناب سپیکر اور ڈپٹی سپیکر اور وزراء کے لئے آپ نے ایکٹ بنائے اور اس میں کہیں ایڈوائزر کا ذکر نہیں ہے۔ اس لئے یہ office of profit نہیں ہے۔ لیکن یہ جو یک طرفہ اختیارات جناب وزیر اعلیٰ نے استعمال کئے ہیں اس کی کوئی پروویژن اگر آئین میں آپ مجھے دکھا دیں۔ تو میں مطمئن ہو جاؤں گا کاش انہوں نے تھوڑی سی مصلحت سے کام لیا ہوتا اور یہ گورنر کا آرڈر ہوتا On the advice of the Chief Minister. وزیر اعلیٰ کو قطعی یہ اختیار نہیں ہے۔ Under Rules of Business of Government اس میں آپ دیکھیں اگر اس میں provision ہو کہ Chief Minister can appoint Advisers تب بھی ہم سر تسلیم خم کریں گے۔ آپ پر جناب سپیکر یہ mandatory provision عائد ہوتی ہے کہ جب یہ question raise ہو primafacie case ہو جائے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ہندوستان میں تو بڑا وسیع تر معاملہ ہے اور یہ ہے Indian Constitution on our lines لیکن وہاں پر فرق اتنا ہے کہ وہاں پر آرٹیکل 192 ہے۔

Decision on question of disqualification of a member.

"If any question arises as to whether a member of a House or

the Legislature of the State has become subject to any disqualification in clause of Article 191, the question shall be referred for the decision of the Governor and his decision shall be final.

ہمارے آئین میں سپیکر صاحب کو یہ اختیار نہیں دیا گیا بلکہ الیکشن کمیشن کو حاصل ہے ...... But there it is the Governor ...... اور اس میں یہ bind کر دیا گیا ہے

Under this Article the jurusdiction to decide "If a member has incurred disqualification . . . "lies with Governor"

Under 191 (I) it vests exclusively in the Governor and no court has jurisdiction to enquire into to the proceedings thereof and the disqualification and enquiry which will be held by the Governor only.

اور اس میں گورنر اپنا اختیار استعمال کرتا ہے By making reference to the Election Commissioner اور اس کی advice پر وہ آرڈر فائنل ہوتا ہے۔ لہذا میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اگر آپ ان کی اور ہماری پرائیویٹ میٹنگ کرنا چاہتے ہیں تو اپنے اطمینان کے لئے یہ میٹنگ ضرور کریں ہم نے prima facie کیس establish کیا ہے۔ They have incurred disqualification اور وہ under office of profit آتے ہیں، انہوں نے تنخواہیں وصول کی ہے۔ جناب والا Office of Profit وہ ہے جہاں یہ exchequer سے تنخواہیں وصول کریں۔ جناب والا نہ ہی یہ lawful اور نہ ہی کوئی executive order ہے اور نہ ہی لیجسلیٹو اسمبلی کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ آئین میں ترامیم کر کے ایڈوائزرز کی posts create کرے یہ حق صرف نیشنل اسمبلی کو پہنچتا ہے جو کہ دستور ساز اسمبلی ہے۔ لہذا ہماری یہ گذارش ہے کہ اس کیس کو آپ چیف الیکشن کمشنر کو refer کریں اور وہ اسکو examine کریں گے اور جو ایڈوائزر صاحبان اپنے

دفاع میں بولنا چاہتے ہیں اور آپ انہیں بولنے کا موقع فراہم کرنا چاہیں تو وہ موقعہ آپ انہیں اپنے چیمبرز میں دے سکتے ہیں اور ہم سے اگر کوئی اور elucidation چاہیں تو ہم آپ کے چیمبرز میں مزید آپ کی تشفی اور اطمینان کے لیے چیزیں پیش کر سکتے ہیں۔ ہم حق پر ہیں اور ہم کبھی کوئی ایسا سوال نہیں اٹھائیں گے جس میں ہم غلطی پر ہوں اور شرمندگی اٹھانی پڑے۔

چوہدری نعیم حسین چٹھہ۔ جناب والا- حزب اختلاف نے ایک نہایت اہم قانونی اور آئینی مسئلہ اٹھایا ہے۔ اس کے جواب میں جناب وزیر قانون اور جناب وزیر صنعت نے دلائل کا اظہار فرمایا ہے کہ راجہ صاحب کے دلائل کو تو میں زیادہ نہ سمجھ سکا لیکن دائیں صاحب کا بھی شاید مدعا یہی تھا اور دائیں صاحب نے زیادہ تر زور اس بات پر دیا ہے کہ آئین میں چیف ایگزیکٹو کے لئے ایڈوائزرز کی تقرری کے لیے تعداد مقرر کر دی گئی ہے۔ اور اس کا طریقہ کار بھی وضع کر دیا گیا ہے چونکہ آئین میں اختصار برتا ہے اس لئے یہ اس کی analogy یہ draw کرتے ہیں کہ چیف ایگزیکٹو آف پنجاب یا کوئی دوسرا صوبہ اس کے پاس اختیارات لامحدود ہیں اس لئے وہ لامحدود تعداد میں ایڈوائزروں کا تقرر بھی کر سکتے ہیں اور یہ قوت بھی رکھتے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر چیف ایگزیکٹو آف پاکستان کے لئے ایک طریقہ کار مقرر کر دیا ہے اور اس کے تحت تعداد مقرر کر دی گئی ہے تو میرا یہ خیال ہے کہ ان کا prerogative ان سے کہیں زیادہ تھا۔ اگر ان کے لئے یہ کیا گیا ہے اور اگر framers of constitution کی یہ intention ہوتی کہ صوبوں میں بھی ایڈوائزرز مقرر کئے جانا مناسب ہیں۔ تو یقیناً آئین میں اس کا ذکر ہوتا تو لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ framers نے آکر اس آئین کو frame کرتے ہوئے اس سے اختصار برتا ہے تو اس سے intention یہ ہے کہ صوبوں میں ایڈوائزروں کی تقرری کا ہونا ضروری نہیں اور وہ بلا جواز ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

لہذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ ایک نہایت اہم قانونی اور آئینی مسئلہ ہے یہ مسئلہ انہوں نے عدالت میں بھی پیش کر رکھا ہے۔ اس لئے اس ایوان کے لئے یہ ضروری معلوم ہوتا ہے اور لازم آتا ہے کہ اس پر سنجیدگی اور تفصیل کے ساتھ غور و خوض کیا جائے تاکہ ہماری اس رائے کو باہر کسی عدالت میں یا باہر کسی ادارے میں کسی قسم کی شرمندگی نہ اٹھانا پڑے

اگرچہ یہ ایڈوائیزرز ضروری نہیں نہ ہی ان کے ذمے کوئی خاص کام ہے اور یہ اتنے expert بھی نہیں کہ کسی موضوع پر وزیر اعلیٰ صاحب کو گائیڈ کر سکیں ....

(نعرہ ہائے تحسین)

تو پھر ان کے لئے زبردستی جواز پیدا کرنا میں سمجھتا ہوں ضروری نہیں۔ اس لئے سنجیدگی کے ساتھ آئین کی intention اور اس کی صحیح طور پر interpretation کرتے ہوئے اس معاملہ کو غیر جانب داری اور انصاف پسندی اور fairness کے ساتھ جائزہ لینا ہوگا محض اس لئے اس کو رد کر نا کہ فلاں ممبر اپوزیشن نے یہ مسئلہ پیش کیا ہے یا یہ اپوزیشن کی طرف سے پیش کردہ ہے لہذا اسے مسترد کر دیا جائے تو یہ بلا جواز ہوگا۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس پر ذرا سنجیدگی اور تفصیل کے ساتھ غور و فکر کیا جانا چاہیئے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

چونکہ میرے نقطہ نظر سے Constitution میں صوبوں سے متعلق جب ایڈوائزروں کو مقرر کرنے پر اختصار برتا گیا ہے۔ چشم پوشی کا اظہار کیا گیا ہے تو constitution کی intention یقیناً یہ ہوگی کہ صوبوں میں کسی ایڈوائزر کی ضرورت نہیں ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور) پوائنٹ آف آرڈر سر

جناب سپیکر۔ جناب چوہدری عبدالغفور صاحب

وزیر زراعت۔ جناب والا میں آپ کی اجازت سے راجہ صاحب کے arguments کو support کرتے ہوئے اس میں چند باتوں کا اضافہ کرنا چاہوں گا۔ اس وقت جو مسئلہ زیر بحث ہے وہ constitution کے آرٹیکل 63 سے متعلق ہے۔ ایک دفعہ پہلے بھی جناب والا کے روبرو پیش ہو چکا ہے۔

Question has arisen about the disqualification of certain Member to Act as Member or Adviser to the Chief Minister.

اس لئے یہ معاملہ چیف الیکشن کمشنر کے سپرد کیا جائے تو اس بارے میں relevant provision یہی ہے کہ :۔

"63 (2) If any question arises whether a member of the Majlis-e-Shoora (Parliament) has become disqualified from being a member, the Speaker or, as the case may be, the Chairman shall refer the question to the Chief Election Commissioner and, if the Chief Election Comissioner is of the opinion that the member has become disqualified, he shall cease to be a member and his seat shall become vacant."

اس پرو ویژن کا سہارا لیتے ہوئے جس بات کو بنیاد بنایا گیا ہے کہ یہ ہمارے ایڈوائزر صاحبان جن کو چیف منسٹر صاحب نے under an executive order appoint کیا ہے یہ اس سے hit ہوتے ہیں اور ان کو disqualify کرنے کے لئے یا اس سوال کو raise کر کے اس ریفرنس کے ساتھ بھجوایا جائے کہ کیا یہ disqualify ہوتے ہیں یا نہیں ہوتے اس کے لئے میں جناب والا آپ کی توجہ آرٹیکل (63) 1 بی کی طرف مبذول کراؤں گا۔ جس کو میرے فاضل دوست کی طرف سے بنیاد بنایا گیا ہے۔ میں اس کی وضاحت بھی کر دوں گا کہ آرٹیکل 63 (1) d کو اس لئے بھی بنیاد بنایا گیا ہے کہ سوال صرف اور صرف یہ arise ہوتا ہے کہ

Whether the office of the Adviser will be an office of profit or not under the Constitution. That is the only question which has arisen before your honour. Basing upon that question my learned friend has required your honour to refer the matter to the Election Commissioner for decision, whether these Advisers have become disqualified or not under the Constitution. The only matter relevant would be to decide whether this office is office of profit or not.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : I am challenging that it is not an authorised appointment. Office of profit comes second. I say that it is an unconstitutional appointment. میں نے اس پر بحث کرنا ہے

Minister for Agriculture : Sir, there are two questions before your honour. The first is that this appointment is illegal and unconstitutional. The second is that they are holding the office of profit and thereby incurring the disqualification as enunciated by the provisions of the Constitution. The first question is whether their

appointment is legal or illegal or this is unconstitutional. So I would like to take up this first question whether this appointment is unconstitutional or specifically barred by the Constitution. There are Sir, two types of areas in the Constitution. One is that certain things are specifically provided in the Constitution to be done by certain officer or certain Executive Head of the Government and certain areas *are left*, either debarred or not debarred. So, Sir, there are two types of provisions in the Constitution specifically barring the appointment or barring to do any particular act or it is silent in some cases where neither there is a bar nor there is clearcut provision. So we must proceed in accordance with the mandate of the Constitution. I would take your honour to Article 4 of the Constitution. I think I am very clear. Sir, Article 4 lays down Fundamental Rights. Which are available to an ordinary citizen as well as to every person who is having any office of proft in Government. Fundamental right under this Article is available to all the citizens of Pakistan and those citizens whether they are in the Government or outside the Government. "Right of individuals to be dealt with in accordance with law. Etc.

> "Artical 4 (1) To enjoy the protection of law and to be treated in accordance with law is the inalienable right of every citizen wherever he may be, and of every other person for the time being within Pakistan."

I would refer you to clause (b) also which says.

> "(4) (2) (b) no person shall be prevented from or be hindered in doing that which is not prohibited by law ; "

(قہقہہ)

I would again read . . .

تاکہ یہ ایک دفعہ اور ہنس لیں مسکرا لیں۔ ممکن ہے کہ کچھ دیر بعد ان کی سمجھ میں کوئی بات آجائے۔

> "4 (2) (b) no person shall be prevented from or be hindered in doing that which is not prohibited by law ;"

میں یہ عرض کروں گا کہ fundamental right کی یہ بنیاد ہے کہ کسی قانون یا constitution یا کسی دستور کے تحت جیسا کہ میں نے عرض کیا ہے دو قسم کے areas ہیں ۔ میں جناب والا کو ایک مثال دیتا ہوں ۔

No law shall be made in Pakistan which is repugnant to the injunctions of Islam. This is the basis of the Constitution.

mandatory provisions ہے under the Qur'anic order

ہیں کہ یہ بات آپ کر سکتے ہیں دوسرے امتناع ہے کہ یہ بات آپ نہیں کر سکتے اور تیسرے arcas ایسے ہیں جن کے لئے ہم یہ فیصلہ کرتے ہیں جو کہ ایک دستور نے بھی کہا ہے اور ہر قانون میں یہ بات موجود ہوتی ہے کہ کچھ باتوں کے لئے clearcut یہ پروویژن دی جاتی ہیں کہ under the Qur'anic law under the Constitution یہ بات آپ کو کرنی ہوگی اور کچھ امتناعی پروویژن ہوتی ہیں کہ یہ بات آپ کو نہیں کرنی ہوگی ۔ اور تیسرے areas وہ ہوتے ہیں کہ جس کے نہ کرنے کے متعلق کہا گیا ہے اس کے لئے پھر ہم نے یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ ....

Laws which are not repugnant to the Islamic Law.

تو یہ area وہ ہوتے ہیں جن میں ہم اصول کو یا پروویژن کو دیکھتے ہوئے اگر کوئی ڈائریکٹ پروویژن ہٹ نہ ہوتی ہو تو پھر اس میں لائینا یا جا سکتا ہے اور وہ ہٹ نہیں ہوگا ۔

Under any provisions of the Constitution. This is the fundamental righs of the law making procedure.

اس لئے میں عرض کروں گا کہ اس قانون کو fundamental right میں اس طرح کہا گیا ہے کہ جب تک قانون یا دستور کسی بات کو خاص طور پر کرنے کے لئے منع نہ کر دے اس وقت تک وہ پاور ایگزیکٹو اتھارٹی یا ایگزیکٹو ہیڈ یا sovereign power کے پاس residuary power inherent ہوتی ہے جب تک اس کے متعلق واضح طور پر امتناعی پروویژن موجود نہ ہوں اس وقت تک اس قانون کو رائج کرنے میں یا اس فعل کو کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہو سکتا ہے ۔ اس قانون کو لے کر fundamental right میں لکھا گیا ہے جس کی

میں نے ابھی آرٹیکل 4(2)بی کی مثال دی ہے جس کی میں اپنے فاضل دوست کو سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں میں اب اس area کو لیتا ہوں جس کے متعلق میرے فاضل دوست نے کہا ہے کہ یہ Unconstitutional ہے تو میں عرض کرنا چاہوں گا کہ وہ area جس کو میرے فاضل دوست نے unconstitutional کہا ہے جس طرح یہ کہا گیا کہ فیڈرل گورنمنٹ کے لئے ایک قدغن لگا دی گئی ہے۔ ایک قانون بنا دیا گیا۔ ایک پروویژن laid down کر دی گئی ہے کہ وزیراعظم کی ہدایت پر صدر 5 تک ایڈوائزر مقرر کر سکتے ہیں۔ ایسی کوئی قدغن آئین میں صوبائی گورنمنٹ کے متعلق موجود نہیں ہے کہ آپ مقرر کر سکتے ہیں تو کتنے کر سکتے ہیں یا نہیں کر سکتے۔ کوئی امتناع موجود نہیں ہے اور کوئی ڈائریکشن موجود نہیں۔ یہ میں اس ایریا کو deal کر رہا ہوں کہ جس میں نہ کوئی امتناع ہے اور نہ کوئی mandatory provision ہے کہ آپ نے ضرور کرنا ہے یا نہیں کرنا۔ اس لئے میں عرض کروں کہ جب تک کوئی ایسی چیز موجود نہ ہو اس وقت جو sovereign inherent powers executive heads کے پاس ہوتی ہیں۔ under the constitution which is the Chief Minister himself تو میں عرض کروں گا کہ اس وقت تک ہم نہیں کہہ سکتے کہ یہ معاملہ غیر آئینی ہے۔ یہ بات اس وقت کہیں گے کہ جب آئین نے اس بات کے لئے روکا ہو۔ یا کوئی بات واضح طور پر کہی ہو اور اس کی خلاف ورزی کی جائے۔ اس میں نہ تو روکا ہے اور نہ کوئی واضح ہدایت جاری کی ہے کہ اگر آپ نے مقرر کرنے ہیں تو کتنے کرنے ہیں اور نہ یہ کہا گیا ہے کہ آپ نے نہیں کرنے۔ اس لئے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایریا صوبائی حکومت کے لئے کھلا چھوڑا گیا ہے کہ چیف منسٹر نہ صرف یہ کہ صوبائی اسمبلی کے ممبران میں سے بلکہ even from outside the Provincial Assembly members اپنی assistance کے لئے بحیثیت Executive Head آرڈر کر کے Adviser appoint کر سکتا ہے۔ یہ ایک پریکٹس بھی ہے جس کا حوالہ میرے فاضل دوست نے 1935ء کے ایکٹ سے دیا۔

Please go throgh the provisions of the Government of India Act 1935 which is the basis of all the Constitutions and which is the basis for the creation of Pakistan.

اسی شق کو بنیاد بنایا گیا لیکن اس میں ایسی کوئی پروویژن موجود نہیں تھی کہ آپ پارلیمانی سیکرٹیز، ایڈوائزر بنائیں یا نہ بنائیں۔ اس لئے چونکہ اس میں کوئی واضح ہدایات موجود نہیں تھیں لیکن اس کی بجائے پاسٹ ہسٹری موجود ہے کہ ان کی باقاعدہ ایک Exective Order کے تحت appointments کی گئی but those where not unconstitutional اس لئے اس کو بنیاد بناتے ہوئے میں عرض کروں گا کہ جب تک specific prohibition in the constitution نہ ہو گی یا If it directly hit by any particular provision of constitution اس وقت تک ہم اس بات کو unconstitutional نہیں کہہ سکتے۔ اس بات کو ہم unconstitutional اس وقت کہہ سکیں گے کہ جب کسی specific provision کی خلاف ورزی کی جائے یا specific mandatory provision سے ہٹ کر بات کی جائے لیکن اگر کوئی ایسا ایریا موجود ہو جس میں کوئی خاص امتناع نہ ہو تو یہ appointments کی جا سکتی ہیں مثلاً اگر یہ پروویژن موجود ہوتی کہ چیف منسٹر یا صوبائی حکومت will not appoint any Adviser اور اگر پھر ان کو مقرر کرتے تو میرے فاضل دوست کہہ سکتے تھے کہ یہ تقرریاں غیر آئینی ہیں۔ چونکہ کسی provision کو hit نہیں کیا گیا ہے اور نہ ہی کسی پروویژن کی خلاف ورزی کی گئی ہے۔ اس لئے میرا استدلال ہے کہ یہ نہیں کہا جا سکتا ہے کہ یہ تقرریاں غیر آئینی ہیں۔

اب میں جناب والا دوسری بات کی طرف آؤں گا کہ ہمارے یہ ایڈوائزر Whether they are holding any office of profit or not. اس میں ہمارے آئین کے آرٹیکل 63 (1) (d) کو جواز بنا کر وہ کہتے ہیں کہ الیکشن کمشن کو reference پیش کریں۔ آرٹیکل 63 (1) میں یہ ہے کہ

"A person shall be disqualified from being elected or chosen as and from being, a member of the Majlis-e-Shoora (Parliament). if."

جس کو صوبوں پر بھی آرٹیکل 127 کے تحت لاگو کیا گیا ہے کہ وہ disqualify ہوگا اگر وہ

63 (1) (d) he holds an office of profit in the service of Pakistan other than an office declared by law not to disqualify its holder ; or

میں عرض کروں گا۔ وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت کے پاس قانون سازی کے دو ایریاز موجود ہیں ایک تو یہ ہے کہ :-

> 63 (1) (d) he holds an office of profit in the service of Pakistan other than an office declared by law not to disqualify its holder ; or

اس بارے میں صوبائی حکومت یا وفاقی حکومت کے پاس قانون بنانے کے لئے اختیارات موجود ہیں کہ اگر چاہے تو صوبائی حکومت قانون بنا دے کہ یہ یہ عہدے office of profit (d) (1) 63 کے تحت نہیں ہوں گے۔ اگر اس پر آئین نے بھی کچھ کہا ہے تو تب بھی بنایا جا سکتا ہے۔ لیکن ہم قانون کو چھوڑتے ہیں۔ آرٹیکل already cover کیا گیا ہے۔ جس کو پہلے میرے فاضل دوست نے پڑھ کر بھی سنایا ہے۔ میں جناب والا کے لئے اس بارے میں مزید وضاحت کرنا چاہوں گا کہ آرٹیکل 260. صفحہ 101 سے "Service of Pakistan" جس کا میں نے پہلے حوالہ دیا ہے is very important

> "Service of Pakistan" means any service, post or office in connection with the affairs of the Federation or of a Province, and includes an All-Pakistan Service, service in the Armed Forces and any other service declared to be a service of Pakistan by or under Act of Majlis-e-Shoora (Parliament) or of a Provincial Assembly, but does not include service as Speaker, Deputy Speaker, Chairman, Deputy Chairman, Prime Minister, Federal Minister, Minister of State, Chief Minister, Provincial Minister, Attorney General, Parliamentary Secretary or Chairman or member of a Law Commission, Chairman or member of the Council of Islamic Ideology, Special Assistant to the Prime Minister, Adviser to the Prime Minister, Special Assistant to a Chief Minister, Adviser to a Chief Minister or member of a House or Provincial Assembly.

میں عرض کر رہا ہوں کہ اگر یہ پروویژن نہ ہوتی تو تمام ممبران !

They are holding an office of profit. They are getting their remuneration, their allowances and daily allowances. If this provision is not there they will also be hit by that provision. They are holding office of profit so they will be hit under the provisions and

will stand disqulified under Article 63 (1) (d) which I have already referred to.

اس لئے میں عرض کروں گا کہ ہمارے ایم این اے صاحبان ۔ ایم پی اے صاحبان ، سپیکرز ڈپٹی سپیکر ، منسٹرز اور چیف منسٹر بھی ۔

Every body is holding office of profit because they are getting some amount from the Government exchequer. I am sorry Chief Minister is not getting any remuneration. I correct myself and Leader of the Opposition no doubt is getting some remuneration so he is also hit. So * would say Sir,

63 (ڈی) کو جناب والا میں نے آپ کے سامنے پڑھ کر سنایا ہے ۔

Those who are holding an office of profit in the seavice of Pakistan.

اور in the Service of Pakistan کی تعریف 181 صفحہ پر جو کی گئی ہے اس کے تحت Office of Profit تو شامل ہے لیکن Office of Profit سے ان آدمیوں کو exclude کر دیا گیا ہے ۔ اور میں نے تو یہ بھی عرض کیا ہے کہ (d) (1) 63 کے تحت صوبائی حکومت ایسا قانون بھی بنا سکتی ہے کہ ایسا عہدہ جیسا کہ نمبردار کا عہدہ جس کو قانون کے ذریعے exclude کر دیا گیا ہے چیئرمین یا کوئی اور آدمی جس کو قانون نے exclude کر دیا ہے کہ They will not be treated in the service of Pakistan. گویہ آئین میں موجود نہیں ہے ۔ اور اگر یہ آئین میں موجود نہیں ہے تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ کوئی ایسا نمبردار جس کو ہم پچھوڑتا دیتے ہیں وہ تو الیکشن لڑ ھی نہیں سکتا کیونکہ آئین کے تحت وہ نا اہل ہوتا ہے کیونکہ He is holding an office of profit. لیکن اس کے متعلق یہ واضح قانون بنا دیا گیا کہ He will not be holding any offier. profit اس طرح قانون بھی بنایا جا سکتا ہے اور آئین کے آرٹیکل 260 میں جو لوگ exclude ہیں وہ hit نہیں ہوں گے ۔ اس لئے میں عرض کرنا چاہوں گا یہ کہنا کہ

Advisers are holding office of profit and their appointments are. unconstitutional is totally biased . . . .

جناب والا اس پر پہلے بھی رولنگ فرما چکے ہیں کہ 63 کی کلاز (d) (1) and prim facie جس کی proviso کے تحت جناب والا نے refer کرنا ہے۔

After all it is not an office of profit. You have to apply your mind whether, prima facie, there is any basis for referring the matter to the Election Commissioner.

اور میں عرض کرنا چاہوں گا کہ ۔

Legislation is always taken to be very prudent and wise.

اگر آئین میں یہ بات prohibt کرنے کی ضرورت ہوتی کہ Adviser to the Chief Minister تو چونکہ آئین میں provide ہوا ہی نہیں اور ایسی تقرریاں نہیں ہو سکتی ہیں تو پھر جناب والا! اس کا reference آرٹیکل 260 میں موجود نہ ہوتا ۔ چونکہ یہ بات آرٹیکل 260 میں موجود ہے جیسے میرے فاضل دوست نے enabling کہا ہے ۔ جہاں تک enabling clause کی بات ہے تو پھر in so many words یہ بات یہاں موجود ہے Parliamentary Secretaries اور Advisers to the Chief Minister کے بارے میں بلکہ Special Assistant to the Chief Minister کے بارے میں بھی کہ Special Assistant to the Chief Minister بھی appoint ہو سکتے ہیں ۔ اس کا اگر یہاں reference موجود ہے تو اس کا مقصد یہاں اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا کہ constitution کے framers کے ذہن میں یہ بات موجود تھی کہ ایسی تقرریاں ہو سکتی ہیں ۔

This area is left open for the Chief Minister to appoint as many Advisers as he wishes. There is no bar on it,

اس لیے اس کو refer کیا گیا کہ ۔

Chief Minister, and the Advisers to the Chief Minister they are excluded from holding office of profit. So it would mean Sir.

کہ یہ بات آئین بنانے والوں کے ذہن میں تھی کہ چیف منسٹر اگر چاہے تو اپنے Advisers کا تقرر کر سکتا ہے اور اس کے اندر کوئی واضح debarring provision موجود نہ ہو اور ایسا کیا جائے تو وہ غیر قانونی نہیں ہوگی ۔ اس لئے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ دلائل

نکات جو میرے فاضل دوست نے اٹھائے ہیں یہ unfounded ہیں۔ اس لئے چیف منسٹر office create کر سکتا ہے یا خزانہ سے پیسہ خرچ کرنے کے لئے order کرسکتا ہے۔ executive order کے تحت وہ Advisers بھی مقرر کر سکتا ہے۔ جس کے لئے آئین میں کوئی واضح قدغن موجود نہیں۔ میں عرض کروں گا کہ چونکہ یہ ایک ایسا function ہمارے پاس موجود ہے، لہذا available forum ہے Executive Head کے ذریعہ یہ تقرریاں عمل میں لا سکتا ہے میں ایک بات عرض کرنی چاہوں گا کہ There is no illegality, or unconstitutional thing. Office of profit کے بارے میں کوئی بات موجود نہیں ہے یہ valid appointment ہے اس کو اس ہاؤس میں میں چیلنج نہیں کیا جا سکتا اور اس کی مثالیں بیشتر ازیں بھی موجود ہیں۔ جیسا کہ میرے فاضل دوست وزیر قانون نے پہلے بھی عرض کیا کہ رولنگ 1935ء کے دستور کے تحت بھی موجود ہے جس کے تحت appointments ہوئیں، 1973ء کے آئین کے تحت موجود ہے۔ بعد میں Parliamental Secretaries کی appiotments موجود ہیں۔ اسی analogy پر جناب والا پارلیمنٹری سیکرٹری کے مسئلے بھی رولنگ دے چکے ہیں کہ ان کا نکتہ نظر permissible نہیں ہے۔ آپ ان کا پوائنٹ آف آرڈر مسترد کر چکے ہیں اس لئے اس بارے میں بھی یہ پوائنٹ آف آرڈر مسترد ہونا چاہیے۔ یہ valid appointments ہیں لہذا ان کو اس forum پر چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ شکریہ!

رانا پھول محمد خان ۔ جناب سپیکر کچھ عرض کرنے کی اجازت ہے؟

جناب سپیکر ۔ جی رانا صاحب فرمایئے۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب والا محترم حاجی محمد اسحاق صاحب نے جو پوائنٹ اٹھایا ہے اس کے دو مطلب ہیں ایک تو یہ کہ ایڈوائزروں کو ہٹا دیا جائے کیونکہ ان کو تعینات کرنے کا اختیار آئین کی رو سے وزیر اعلیٰ کو ہرگز نہیں ہے۔ دوسرا معاملہ یہ ہے کہ وہ چونکہ منافع بخش عہدہ پر فائز ہیں۔ اس لئے ان کو نااہل قرار دینے کیلئے ریفرنس دیا جائے گا۔ جناب والا جہاں تک اس اسمبلی کے سامنے آپ کے اختیارات کا تعلق ہے تو یہ اختیارات آپ کو حاصل ہیں کہ اگر وہ کسی منافع بخش عہدہ پر فائز ہیں تو آپ ریفرنس فرما سکتے ہیں کہ ان کو نااہل قرار دے دیا جائے لیکن اس کا جواب آئین کے آرٹیکل 260 صفحہ 181 پر واضح طور پر آچکا ہے کہ مشیر برائے وزیر اعلیٰ

بھی منافع بخش عہدہ تصور نہیں ہوتا ۔ اس کے بعد اب یہ مسئلہ رہ گیا ہے کہ آیا وزیر اعلیٰ پنجاب کو مشیر تعینات کرنے کا اختیار تھا یا نہیں ریفرنس والا مسئلہ تو آئین کی دفعہ 207 نے ختم کر دیا ہے کہ وہ منافع بخش عہدہ میں آتے ہی نہیں ۔ باقی مسئلہ رہ گیا ہے یہ آئین کی رو سے اختیار کس کو تھا ؟ اب اس آئین میں صرف اتنا سا جھگڑا ہے ۔ میں جناب آپ کی وساطت سے جناب حاجی اسحاق صاحب سے درخواست کروں گا کہ کسی آئینی نقطے کی وضاحت کرنے کیلئے انہیں ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ سے رجوع کرنا چاہیے ۔ آئینی نقطے پر وہ نااہلی ریفرنس دے سکتے ہیں ۔ لیکن اس آئینی نقطے پر فیصلہ دینا کہ وزیر اعلیٰ کو تعیناتی کا انتظامی امور میں اختیار تھا یا نہیں جناب کے دائرے اختیار سے باہر ہے اس قانونی نقطے کیلئے بجائے اس کے کہ آپ کا ریفرنس کرائیں انہیں چاہیئے کہ وہ عدالت سے رجوع کریں اور اگر عدالت یہ کہہ دے کہ وزیر اعلےٰ صاحب کو آئین کی رو سے اختیار نہیں پھر انہیں جناب کے سامنے یہ پوائنٹ پیش کرنا چاہیئے کہ یہ ہائی کورٹ یا سپریم کورٹ نے فیصلہ دے دیا ہے اور وضاحت کر دی ہے اس لئے جناب ہدایت فرمائیں کہ ان کو ہٹا دیا جائے یا ان کو منتقل کر دیا جائے جیسے بھی عدالت اس نقطے کی وضاحت فرما دے ۔ اس لیئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ریفرنس والی بات تو ختم ہو جاتی ہے آرٹیکل 260 میں صفحہ 111 پڑھ لیں ۔ اس میں مشیر برائے وزیر اعلیٰ بھی آتا ہے جو کہ منافع بخش عہدہ تصور نہیں کیا جاتا ، اس لئے آئینی نقطے پر انہیں عدالت سے رجوع کرنا چاہیے آئین کا فیصلہ کرنا اس اسمبلی کا کام نہیں ہے ۔۔ ان الفاظ کے ساتھ اپنا بیان ختم کرتا ہوں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Sir, may I answer to what the Minister of Agriculture has said ?

جناب سپیکر ۔ میرا خیال ہے کہ اس کو التوا میں رکھ لیں اور اس پر مزید بات کی جائے کیونکہ اس پر آج ہی کوئی فیصلہ تو نہیں ہو جاتا ۔ جو صاحبان بھی اس پر بات کرنا چاہیں گے ان کو موقع دیا جائے گا ۔ ایڈوائزر صاحبان بھی اگر چاہیں گے تو ان کو بھی اس پر بات کرنے کا موقع دیا جائے گا ۔ تو اب اس کو التوا میں رکھا جاتا ہے ۔

راجہ خلیق اللہ خان ۔ جناب والا اس کو محرک ہی التوا میں رکھ سکتا ہے ۔

جناب فضل حسین راہی ۔ جناب والا۔ اوتے مینوں پتہ ہے کوئی ایسا ہے کہ جیہڑا ایناں دی گل سمجھ سکدا ہے ۔

جناب سپیکر ۔ آپ راہی صاحب دیر سے آئے ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب والا آپ سمجھے ہیں یا نہیں ۔

(قطع کلامیاں)

راجہ خلیق اللہ خان ۔ سمجھنے کیلئے عقل چاہیئے جو شاید ان کے پاس نہیں ہے ۔

جناب فضل حسین راہی ۔ میرا ایناں نے پلکے تے پیر رکھیا ہویا اسے پلکے لوں پیر لا دیو ذرا ۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر : جی اس کے لیئے کوئی ٹائم مقرر نہیں کیا گیا ۔ میں اس کے لیئے وقت مقررہ کر دوں گا اور آپ کو اطلاع کر دوں گا ۔ اب ہم تحریک استحقاق کو لیتے ہیں سب سے پہلے جناب میاں مختار احمد شیخ صاحب کی تحریک استحقاق ہے ۔

ایم ۔ ڈی ۔ اے کے افسران کی جانب سے مختار احمد شیخ کو جان سے مارنے کی دھمکیاں ۔

میاں مختار احمد شیخ ۔ جناب والا میں آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہوں گا کہ اس سے قبل معزز ایوان میں جو جوابات ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ والوں نے دیئے ہیں اس سلسلے میں یہ تحریک استحقاق ، استحقاق کمیٹی کے سپرد کی گئی تھی اس سلسلے میں استحقاق کمیٹی سماعت کر رہی تھی ۔ انہیں دنوں میں ہونے والے ایک واقعہ کی تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ :-

گزشتہ تین چار دن سے سرکٹ ہاؤس ۔ لارنس روڈ لاہور میں ایم ڈی اے سٹاف مجھے press کر رہا ہے کہ میں اپنی تحریک استحقاق واپس لے لوں ۔ جن میں سابق ڈی جی ایم ڈی اے بریگیڈیئر تصدق حسین صاحب ۔ ضیاء الحق ۔ چیف انجینئر نذیر احمد ۔ ٹاؤن پلانر اور جناب محمد یوسف صاحب مالک حسین کنسٹرکشن کمپنی شامل ہیں ۔ مورخہ 23-3-86 رات اور آج صبح مجھے دھمکیاں دی گئیں کہ میں تحریک استحقاق واپس لے لوں وگرنہ جو

بھی مجھ پر گذرے گی میں خود اس کا ذمہ دار ہوں گا۔ اس تمام معاملہ میں حاجی محمد لوٹا صاحب ایم پی اے بھی میرے ساتھ تھے۔ بلکہ مجھے جان سے مار دینے کیلئے بھی کہا گیا ہے نیز مجھ سے یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان کے high-ups سے بڑے تعلقات ہیں اور وہ انہیں بھی استعمال کریں گے۔ اس طرح سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے اور اس معزز ایوان کا بھی استحقاق مجروح ہوا۔ مناسب کارروائی کیلئے درخواست ہے۔

جناب والا میں اس سلسلے میں مختصر عرض کر دوں گا کہ تمام ممبران کمیٹی اس بات کے گواہ ہیں کہ اس سب کمیٹی کے اجلاس کے دوران بھی معزز ممبران پر پریشر کے لیے وہاں آتے رہے اور گورنمنٹ کے متعلقہ اہلکار اور متعلقہ آفیسر کے حق میں وہاں اس کمیٹی کی موجودگی میں بھی پریشر ڈالا جاتا رہا۔ پھر اسی دوران جب میں سرکٹ ہاؤس میں ٹھہرا ہوا تھا میرے پاس ایک باقاعدہ فارم بنا کے جس میں پوری تحریر تھی کہ میں کیا لکھ کر ان کو دوں جس سے میں یہ تحریک استحقاق واپس لے لوں۔ وہ کاغذ بھی مجھے دیا گیا اور یہ مجھے کہا گیا کہ آپ اس پر دستخط کریں اور استحقاق کی تحریک کو واپس لے لیں۔

کیوں کہ یہ معاملہ انتہائی اہم نوعیت کا تھا ایم ڈی اے میں کروڑوں روپے کا غبن ہو چکا تھا اور وہ متعلقہ افسران کروڑوں روپے کے غبن کو چھپانا چاہتے تھے۔ میں تحریک استحقاق کمیٹی کے ممبران کو داد دیتا ہوں کہ انہوں نے 19 دن متواتر اسکی رات دن سماعت کی بلکہ رات کے گیارہ گیارہ بجے تک اس کی سماعت کی اور ان معزز اراکین نے بڑی چھان بین کی جس کے نتیجے میں تمام معاملات ان کی نظر سے گذرے اور انہوں نے دیکھا کہ اس میں کتنی دھاندلی تھی کتنا غبن تھا۔

جناب والا میری یہ گذارش ہے کہ ہم ممبران جو اسمبلی میں آئے ہیں ہمارا کام یہ ہے کہ ہم حکومت کے ان لوگوں کی جو اس طرح کی دھاندلی کے کاروبار میں مصروف ہیں نشاندہی کریں اس وقت ایم ڈی اے تقریباً دیوالیہ ہو چکی ہے۔ اور کروڑوں روپیہ ایم ڈی اے کے تصدق حسین جو اپنے اثر کی وجہ سے پانچ سال تک حاکم رہا اور اس پر قبضہ کئے رکھا اور کسی بھی فائیل کو اس طرح رکھتا جیسے کسی چیز سے سانپ چمٹا ہوتا ہے اور اسے دیکھنے نہیں دیتا تھا لیکن تحریک استحقاق کمیٹی کے سامنے بھی اس نے وہ گستاخیاں کیں اس نے یہاں تک الفاظ استعمال کیئے "کہ یہ سات دن سے تحریک استحقاق کمیٹی کس کام میں لگی ہوئی ہے۔ ہمارا ابھی

وقت ضائع کیا جارہا ہے اور اپنا بھی وقت ضائع کیا جارہا ہے۔ اس حد تک اس شخص نے یہ الفاظ استعمال کئے۔

جناب والا میں یہ عرض کروں گا کہ اس قسم کے جو افسران ہیں ان کے متعلق مناسب لائحہ عمل اختیار کیا جائے تاکہ وہ آئندہ اس قسم کی جرأت نہ کر سکیں۔ میں نے اپنی تمام باتوں کو بالائے طاق رکھ کر اپنی کسی بات کی پرواہ نہ کرتے ہوئے کہا کہ میرا یہ حق بنتا ہے کہ میں اپنے ایوان کو اپنے معزز بھائیوں کو بتادوں کہ کس طرح سے ایم ڈی اے میں غبن ہوا اور کس طرح سے انہوں نے مجھے دھمکیاں دیں۔ میری معزز ایوان سے درخواست ہے اور معزز اراکین سے بھی کہ وہ اس سلسلے میں میری پوری امداد کریں اور ان افسروں کو میرے ساتھ مل کر ایسا سبق سکھا دیں تاکہ آئندہ کوئی ایسی جرات نہ کر سکے کہ وہ حکومت کے روپے کو پبلک کے روپے کو یوں لوٹنے اور پھر زبان بھی کھولنے نہ دے۔ شکریہ۔

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Sir, I endorse this Privilege Motion and draw your kind attentiun to your own powers. You are the protector of the privileges of the Members of this House.

Minister for Law : Mr. Speaker under what rule he is speaking ?

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Sir, I have the right to speak. I have a right to speak as you have under parliamentary practice. I am allowed to make a statement.

Minister for Law : But let me state first.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : I am allowed to make a sratement.

Minster for Law : But after me . . .

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : No Sir, Had you risen first I would not have take the floor.

Minister for Law : Unless the Adjournment motion is admitted how can you speak ?

Makhdoomzada Seyed Hasan Mahmud : All right take the floor.

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جناب والا میری ناقص رائے یہ ہے کہ اس میں

کسی قانون کسی رولز یا آئین کی حق تلفی نہیں ہوتی۔ کیونکہ یہ ان کا Criminal Act ہے۔ ابھی تک میرے پاس اس کی مکمل رپورٹ نہیں آئی۔ نہ facts میرے سامنے آئے ہیں۔ میں یہ استدعا کروں گا کہ اسکو اس وقت تک ملتوی کیا جائے جب تک کہ تمام facts ہمارے سامنے نہیں آجاتے۔

جناب سپیکر۔ کیا وزیر لوکل گورنمنٹ اس کے متعلقہ منسٹر ہیں ؟

آوازیں۔ یہ چیف منسٹر کا محکمہ ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا جب تک مکمل رپورٹ نہیں آجاتی ہے اس کو ملتوی کیا جائے۔

جناب سپیکر۔ ان کے پارلیمانی سیکرٹری ہیں ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا میں اس کو ملتوی کرانا چاہتا ہوں تاکہ صحیح واقعات سامنے آجائیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ جناب والا میری بھی باری آئے گی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ میں اس کو ملتوی کرنے کی درخواست کر رہا ہوں اس کو ملتوی کیا جائے تاکہ تمام واقعات سامنے آجائیں۔

وزیر زراعت۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا یہ رولز کی کس پروویژن کے تحت آڈریس کر رہے ہیں۔ ابھی تو آپ نے اس کو in otder declare ہی نہیں کیا۔ اس پر اعتراض کیا گیا ہے اور درخواست کی گئی ہے کہ facts منگوا لئے جائیں تاکہ اس کو دیکھ لیا جائے۔ جب کوئی متعلقہ وزیر اس محکمے کا نہ ہو تو وزیر قانون و پارلیمانی امور اسکا انچارج ہوتا ہے اس وجہ سے میں عرض کروں گا کہ انہوں نے درخواست کی ہے کہ اس کے متعلق واقعات منگوا لئے جائیں۔ جہاں تک میرے فاضل دوست کا سوال ہے یہ ابھی تک نہ تو کسی پکچر میں آتے ہیں اور نہ ہی کوئی ایسی پروویژن ہے کہ وہ ایڈریس کریں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ میاں صاحب آپ کی اس سلسلہ میں کیا رائے ہے؟ وزیر قانون یہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ان کے پاس facts نہیں آئے ہیں اور اس تحریک استحقاق کو کچھ دیر کے لئے panding کر لیا جائے تاکہ گورنمنٹ کے پاس اس کے facts آجائیں اور وہ اپنا نکتہ نگاہ

یہاں بیان کر سکے۔

میاں مختار احمد شیخ ۔ جناب والا مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ اس کے لئے کوئی وقت مقرر کر دیں۔

جناب سپیکر ۔ اس میں آپ کتنا وقت لینا چاہتے ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور ۔ جمعہ کے بعد کوئی دن دے دیں یا اتوار کو دے دیں؛

جناب سپیکر ۔ جمعہ کے بعد میاں صاحب آپ کی کیا رائے ہے؟

میاں مختار احمد شیخ ۔ ٹھیک ہے ہفتہ یا اتوار

جناب سپیکر ۔ اگلا اتوار

میاں مختار احمد شیخ ۔ ٹھیک ہے ۔

جناب سپیکر ۔ مخدوم زادہ صاحب ٹھیک ہے آپ اس کے متعلق کہ جو کہنا چاہیں اس وقت کہئے گا۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ آپ اس ہاؤس کے ممبران کے حقوق کے Custodian ہیں۔ کوئی ہمارا ممبر ایسا نہیں ہے چاہے اس طرف ہو یا اس طرف کہ وہ غلط بیانی سے کام لے۔ وزیر قانون کا یہ کہنا کہ حقائق سے ہم واقف نہیں ہیں اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو حقائق شیخ صاحب نے بیان کئے ہیں وہ شاید درست نہ ہوں۔

جناب سپیکر ۔ میں آپ کو موقعہ دوں گا کہ آپ اپنا اظہار خیال فرمائیں۔

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmud: No. the right of privilege of the Member is very sacred.

جناب گل نواز خان وڑائچ ۔ جناب والا میری یہ استدعا ہے کہ ایک ممبر کو جان کا خطرہ ہے اگر سنگین حالات ہیں تو ہماری اور اس ایوان کی ذمہ داری ہے کہ اس کے حقوق کی حفاظت کریں اگر وہ حملہ کر دیں گے تو ممبر بیچارے بندوقیں ساتھ لائیں گے ۔ یہ دو دن کا وقفہ تو ٹھیک ہے ایک ممبر اپنے سنگین حالات بتا رہا ہے کہ اسے وارننگ دی جا رہی ہے کم از کم اسے حفاظت تو دیں ۔ سپیکر صاحب انہیں حفاظت دیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ۔ اب میاں اسحاق صاحب کی تحریک استحقاق لی جاتی ہے ۔
ایک فاضل ممبر ۔ تحریک استحقاق نمبر 2 کا کیا فیصلہ ہوا ؟
جناب سپیکر ۔ وہ واپس ہو گئی ہے ۔

کچی آبادیوں کی نظامت کے سلسلے میں ایم پی اے سے محکمہ کا عدم تعاون

میاں محمد اسحاق ۔ اسمبلی کے قواعد انضباط کار کے تحت میں اس مسئلے پر تحریک استحقاق کا نوٹس دیتا ہوں کہ کچھ عرصہ قبل صوبائی کابینہ کے ایک اجلاس میں اصولی طور پر اس امر کا فیصلہ کیا گیا تھا ۔ کہ کچی آبادیوں کے پلاٹوں اور مکانات کے قابضین کو جائیداد کے مالکانہ حقوق کی عطائیگی کے متعلقہ کام کی نگرانی علاقے کا منتخب نمائندہ صوبائی اسمبلی کرے گا اور کچی آبادیوں کی نظامت اسے تمام ممکنہ مدد اور تعاون مہیا کرے گی تاہم بدقسمتی سے میرے نیابتی حلقے میں حکومت نے اِس حد تک امتیاز برتا ہے کہ اس اصولی فیصلے پر عمل درآمد نہیں کیا گیا جس کے نتیجے میں کچی آبادیوں کی نظامت بھی اس سلسلے میں کسی قسم کی مدد یا تعاون نہیں کر رہی ہے ۔ اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے ۔

جناب سپیکر، اس سے پہلے بھی ہم کئی دفعہ یہ عرض کر چکے ہیں کہ اگر ہم نے اپوزیشن کو اختیار کیا ہے تو کوئی گناہ کبیرہ نہیں کیا ۔ ہمیں کمیٹیوں اور حکومتی معاملات میں اکثر نظر انداز کیا جاتا ہے ۔ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس ایوان کو یکطرفہ طور پر، ایک ہی پارٹی کی طرز پر چلایا جانا مقصود تھا ۔ اگر ہم نے اپوزیشن میں بیٹھنا پسند کیا ہے تو اس کی اتنی بڑی سزا ہمارے ووٹرز کو نہیں دینی چاہیئے ۔ کہ ان کے حلقہ میں جو کام الاٹ کئے گئے ہیں، ان کو بھی بند کر دیا گیا ہے اور کچی آبادیوں کے مسئلے میں ہمیں نظامت سے جو تعاون کی امید تھی، وہ بھی ختم کر دی گئی ہے ۔ جناب والا، چار ضلعوں میں صرف میں ہی ایسا ایک اپوزیشن کا ممبر اسمبلی ہوں سباقی سب جگہوں پر کچی آبادیوں کی نگرانی اپنی حلقوں کے اسمبلی ممبران کر رہے ہیں اور ڈیمانڈ نوٹس بھی وہی تقسیم کروا رہے ہیں ۔ مگر میرے حلقے میں ایم این اے صاحبان کو مقرر کیا گیا ہے کہ صرف اس ایک حلقے میں ایم این اے کچی آبادیوں کی نگرانی اور باقی ماندہ کام کرے گا ۔ جناب والا، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں نے کون سا گناہ

کیا ہے جس کی وجہ سے میرے حلقے کے کچی آبادیوں کے مکینوں کو تمام حقوق سے محروم کیا جا رہا ہے اور ان کی سرتیفکیٹ بھی ختم کر دی گئی ہیں اور ان کا باقی کام بھی پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ رہا۔ جناب والا، میں اس کا پس منظر آپ کو بتانا چاہتا ہوں۔ کچی آبادیوں میں جو حضرات یہ کام چلانا چاہتے ہیں، جو حکومت چاہتی ہے اس میں میں نے وضاحت کی تھی کہ ہمیں صحیح حقائق کا سامنا کرنا چاہیے اور اپنے عوام سے دھوکہ دہی نہیں کرنی چاہیئے۔ آپ نے دیکھا ہے کہ اس بنا پر لوگ سڑکوں پر نکلے ہیں کہ ان کے سامنے صحیح حقائق نہیں رکھے جاتے۔ اس بارہ میں میں نے یہ عرض کیا تھا کہ اگر ایک محکمے کی زمین ہے تو یہ محکمہ پہلے مالکانہ حقوق کچی آبادی ڈائریکٹ ایل ڈی اے کو ٹرانسفر کرے اس کے بعد ڈیمانڈ نوٹس یا سیل ڈیڈ وہاں کے رہنے والوں کو تقسیم کئے جائیں مگر ہوا یہ ہے کہ کچی آبادیوں کی زمین ابھی ایل ڈی اے کو ٹرانسفر ہی کی گئی اور وہاں پر ڈیمانڈ نوٹس تقسیم کئے گئے۔ اور لوگوں نے پیسے جمع کروائے جس کا کوئی جواز نہیں بنتا۔ اس پر میں نے اعتراض کیا کہ یہ لوگوں کے ساتھ بے انصافی ہے اور ان سے جو پیسے لئے جا رہے ہیں یہ غلط ہے۔ اگر آپ انہیں سیل ڈیڈ دے بھی دیتے ہیں تو یہ valid نہیں ہوں گے۔ یہ قانونی طور پر بھی غلط ہے۔ اس کی سپورٹ میں میں Practice & Procedure of Parliamentary تھرڈ ایڈیشن سے حوالہ دیتا ہوں جس میں درج ہے۔

INTIMIDATION OF MEMBERS

Any attempt to influence a Member otherwise than by way of argument which has its motive or intention to deter him from performing his duty constitutes a breach of privilege . . . . . .

جناب والا، اس طرح میرا استحقاق مجروح ہوا ہے، کیونکہ تمام صوبے میں دوسرے ممبران کو جو فرائض منصبی عطا کئے گئے ہیں، میرے حلقے میں مجھے اس سے محروم رکھا گیا ہے۔ میں آپ کی وساطت میں عرض کروں گا کہ اس مسئلے کو مجلس استحقاق کے سپرد کیا جائے اور پوری چھان بین اور پڑتال کے بعد اس معزز ایوان کو بتایا جائے کہ میرا کیا قصور ہے، یا حکومت نے جو بے راہ روی اختیار کی ہے یا ہمارے ساتھ جو بد سلوکی کا رویہ اختیار کیا جا رہا ہے کیا یہ اسی طرح جاری رہے گا ہمارے حقوق چھینے جا رہے ہیں۔ جناب والا، ہم آپ سے مؤدبانہ انصاف چاہتے ہیں اگر اسی طرح ہوتا رہا تو ہمارے حلقۂ نیابت کے ووٹر اس طرح ہر حق سے محروم ہو جائیں گے۔

وزیر صنعت : جناب سپیکر، میں فاضل ممبر کی اس تحریک استحقاق کی مخالفت کرتے ہوئے گذارش کروں گا کہ Rules of Procedure میں فاضل اراکین کے استحقاق کی وضاحت کی گئی ہے۔

جناب سپیکر : میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ کچی آبادیوں کے معاملات کس ڈیپارٹمنٹ کے پاس ہیں؟

وزیر صنعت : چونکہ لوکل باڈیز کے منسٹر آج کل ملک سے باہر ہیں، اس لئے میں ان کی طرف سے جواب دیتے ہوئے یہ گذارش کر رہا ہوں کہ Rules of Procedure کی وضاحت Privileges of the Member میں کی گئی ہے اور قاعدہ (i) 55 کے مطابق اگر کوئی استحقاق آئین نے فاضل رکن کو مہیا کیا ہو اور اس کی خلاف ورزی ہو رہی ہو تو وہ امر استحقاق مجروح کرنے کے دائرہ کار میں آتا ہے۔ مگر اس معاملے کے متعلق کہ کچی آبادیوں کے معاملات کس نے طے کرنے ہیں۔

This is not covered by the Constitution and it is not a Constitutional privilege given to a member.

اس لحاظ سے یہ قاعدہ (i) 55 کے مطابق فاضل ممبر کے استحقاق کے دائرہ کار میں نہیں آتا جس کو کہ آئینی استحقاق قرار دیا جا سکے۔ دوسری گذارش یہ ہے کہ قاعدہ 54 کے مطابق فاضل رکن نے کوئی مستند مسودہ اس تحریک استحقاق کے ساتھ پیش نہیں کیا جسے انہوں نے بنیاد بنایا ہے۔ اگر ان کے خیال کے مطابق حکومت یا کابینہ نے کچی آبادیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دینے کیلئے کوئی فیصلہ کیا ہے تو فاضل رکن کو رول 54 کے مطابق تحریک استحقاق پیش کرتے وقت اس کے ساتھ کوئی document لف کرنا چاہتے تھا جسے فاضل ممبر نے ساتھ نہیں لگایا۔ اس لحاظ سے میں یہ کہوں گا کہ ان کی یہ بات بجائے خود مبہم ہے، کیونکہ اس میں وضاحت نہیں کی گئی کہ کس document وہ اس تحریک کی بنیاد بنا رہے ہیں جس کی وجہ سے ان کا استحقاق مجروح ہوا ہو۔ جناب والا، میں تیسری بات یہ گذارش کروں گا کہ یہ مسئلہ قاعدہ (iii) 55 کے مطابق :-

This is not a specific matter of recent occurence.

(اس مرحلے پر سردار نصر اللہ خان دریشک نے کرسی صدارت سنبھالی)

جس میں یہ کہا جائے کہ کس دن ان کا یہ استحقاق مجروح ہوا جس کی بنیاد پر آپ نے یہ مسئلہ یہاں اٹھایا ہے۔ یہ میں رولز کی روشنی میں بات کر رہا تھا کہ اس وقت جو تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے یہ کسی قاعدے اور دستور میں بالکل نہیں آتی اور فاضل رکن کا کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ جہاں تک حقائق کا تعلق ہے، اب میں اس طرف آتا ہوں کہ کچی آبادیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دینے کے لئے حکومت نے جو فیصلہ کیا ہے اس کے مطابق وہاں کی لوکل کونسلیں تمام حالات کا سروے مکمل کرتی ہیں اس سلسلے میں عوام کو مشکلات سے نجات دلانے کیلئے حکومت نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس محلے اور علاقے کی ایک ایک کمیٹی تشکیل دی جائے گی۔ جس محلے میں وہ کچی آبادی واقع ہے اور اس علاقے کی معززین، وہاں کے ممبر لوکل کونسل اور وہاں کے سماجی کارکن اس معاملے میں معاونت کریں گے کہ کچی آبادیوں کے حقوق کے ضمن میں عوام کو کوئی مشکلات پیش نہ آئیں۔ جہاں تک ایم پی اے حضرات کی خدمات سے استفادہ حاصل کرنے کا مسئلہ ہے، یہ آئینی استحقاق تو نہیں ہے۔ اگر صوبے کے چیف ایگزیکٹو یعنی وزیر اعلیٰ یہ سمجھتے ہیں کہ ان حالات میں ایم پی اے حضرات کو یہ کام دینے چاہیں یا ایم این اے صاحبان کو تفویض کرنے چاہیں۔ تو ایم پی اے صاحب بھی ہمارے اتنے ہی معزز منتخب رکن ہیں جتنے کہ اس علاقے کے ایک ایم پی اے اس لحاظ سے اگر آپ کے حلقے میں ایم این اے صاحب کو یہ اختیار دے دیا گیا ہے تو اس سے آئین کی کسی دفعہ کی کوئی خلاف ورزی نہیں ہوئی اور نہ ہی آپ کے استحقاق کو کوئی زک پہنچی ہے۔ اس لئے میں یہ عرض کروں گا کہ نہ واقعاتی طور پر اور نہ ہی قانون کے مطابق یہ تحریک استحقاق بنتی ہے۔ لہٰذا جناب سپیکر اس کے خلاف ضابطہ قرار دیا جائے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ جناب سپیکر مجھے بہت افسوس ہے جو وزیر صاحب نے وضاحت کی ہے۔

Minister for Industries: Sir under the rules no member can speak on it unless and until that is decided by the Chair. ——

اگر آپ اس کو in order قرار دیتے ہیں تو اس سٹیج پر فاضل رکن مخدوم صاحب اس موضوع پر بات نہیں کر سکیں گے۔

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud: As Leader of the Opposition I have the right to make a statement in regard to the Privilege Motion.

چاہے وہ حکومت کی طرف سے ہو یا ہماری طرف سے ہو ....

جناب چیئرمین (سردار نصر اللہ خاں دریشک) مخدوم زادہ صاحب سپیکر کی اجازت بغیر بھی بول سکتے ہیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ نہیں آپ کی اجازت سے ایسا کر سکتا ہوں ۔

وزیر زراعت ۔ جناب سپیکر

It should be decided once for all and we must be clear about the rules Sir.

ہمیں اعتراض نہیں کہ وہ جتنی دیر تک چاہے بولیں لیکن قواعد کی حدود میں رہ کر بولیں۔ ہمیں ان کی باتیں سننے سے خوشی ہوتی ہے لیکن وہ قواعد کے مطابق ہونی چاہیں۔ رولز یہ اجازت نہیں دیتے ۔ رولز تو صرف یہ کہتے ہیں کہ سٹیٹمنٹ دی جائے اگر اس کے خلاف کوئی اعتراض ہوتا ہے تو پھر جناب نے فیصلہ کرنا ہوتا ہے کہ آیا یہ درست ہے اور یہ کمیٹی کے سپرد کیا جانا چاہیئے ۔ اس لیے میں یہ عرض کروں گا کہ جناب والا یہ بات ایک مرتبہ طے کر دیں کیوں کہ رولز اس کی اجازت نہیں دیتے لیکن اگر آپ ان کو اجازت دیتے ہیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے ۔

میاں محمد اسحاق ۔ جناب سپیکر آپ نے اجازت دے دی ہے لیکن وزیر صاحب ا آپ کی اجازت کے ہوتے ہوئے بھی اعتراض کر رہے ہیں ۔جو ان کو نہیں کرنی چاہیے ۔

وزیر زراعت ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔

اس کے لیے رولنگ لی جا سکتی ہے اور یہ حکومت کا حق ہے کہ کسی بھی پوائنٹ پر سپیکر کی رولنگ لے لی جاتی ہے ۔

وزیر صنعت ۔ جناب والا گذارش یہ ہے کہ جو کچھ میرے بھائی چوہدری عبدالغفور صاحب نے ارشاد فرمایا ہے ۔ یہ واقعی ایسا مسئلہ ہے کہ جس پر جناب کی رولنگ آنی چاہیئے ۔ یہ بالکل درست ہے کہ جناب نے مخدوم زادہ صاحب کو بولنے کی اجازت دی ہے لیکن اس پر پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آیا ایسی تحریک استحقاق جسکو ابھی in order قرار نہیں دیا گیا اس پر محرک کے علاوہ کسی اور رکن کے بولنے کا قانونی اور قاعدے کے مطابق حق ہے ۔ میرا یہ پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے ۔ اور اسی پر میں رولنگ چاہوں گا ۔

The law does not give any authority to any member to speak unless and until the privilege motion is declared in order . . .

جناب چیئرمین - دائیں صاحب اس کے بارہ میں آپ کیا فرماتے ہیں کہ مخدوم زادہ صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ ماضی میں یہ پریکٹس رہی ہے کہ وہ لیڈر آف دی اپوزیشن کی حیثیت سے بول سکتے ہیں ؟

وزیر زراعت - جناب والا میں یہ عرض کروں گا کہ یہ ہاؤس آف کامن میں تو پریکٹس رہی ہوگی وہ اور بات ہے لیکن یہاں تو ہم نے ہاؤس کو اپنے رولز کے تحت چلانا ہے -

(قطع کلامیاں)

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud: Sir, the Leader of the Opposition is by custom accorded certain particular rights in asking questions from Ministers and Members.

استحقاق کے متعلق عرض ہے کہ چاہے ممبر اس طرف کا ہو یا اس طرف کا ہم ممبر کے حقوق کا تحفظ ہر حال میں کریں گے - اور کسی وزیر کو یہ اختیار نہیں دیں گے کہ وہ کوئی بہانہ تلاش کرے اس میں استحقاق کے متعلق لفظ جو استعمال ہوئے ہیں یہ صفحہ 156 ہے -

Attempts by improper means to influence members in their Parlimentary Conduct. . . .

یعنی جیسے شیخ صاحب کے ساتھ ہوا ہے یا دوسرے ممبروں کے ساتھ ہو سکتا ہے - آپ نے فرمایا ہے ہیں کہ ہمیں اختیار ہے کہ جہاں چاہیں ایم پی اے کو چارج دے دیں یا چاہیں ایم این اے کو دے دیں - اور فرق یہ ہے کہ اگر ایم پی اے اپوزیشن کا ہے تو آپ ایم این اے کو دیں گے اگر ایم پی اے آپ کا ہے اور ایم این اے آپ کا مخالف ہے تو وہاں پھر آپ کیا کریں گے -

Any discriminatory treatment between one MPA and another......

بغیر اس بات کے کہ وہ کس پارٹی سے تعلق رکھتا ہے -

means obstruction in the conduct of his Parlimanetary business

ورنہ جناب والا ہم یہ آپ کو اختیار نہیں دیں گے کہ آپ ایم پی اے کو either bribe or coerce

اس لئے میں چاہوں گا کہ یہ تحریک استحقاق سلیکٹ کمیٹی میں جائے۔

وزیر صنعت ۔ جناب سپیکر یہ تحریک استحقاق کا مسئلہ ہے اور میں نے اس سلسلے میں عرض کیا تھا کہ یہ کوئی آئینی حق کسی پارٹی رکن کا نہیں ہے جس کی خلاف ورزی ہو رہی ہو۔ کیوں کہ ایک معاملہ کے متعلق ایگزیکٹو ہیڈ یہ خیال کرتے ہیں کہ ان کو فلاں ممبر یا آفیسر کو ایسی خدمات سرانجام دینے کے لئے متعین کرنا چاہیئے تو وہ ایسا کرتے ہیں حق بجانب ہیں ایسی صورت میں اگر کوئی دوسرا رکن یہ کہے کہ اس کو یہ ذمہ داری کیوں نہیں تفویض کی گئی تو ایسے حالات میں

This is not a constitutional violation. As far as the privilege is concerned there has been no breach.

میں نے بڑی وضاحت کے ساتھ کہا ہے کہ قاعدہ (1) 55 کے تحت

If there is any Constitutional right of a member and that is violated there definitely it comes under the "Privilege of a Member "but . . . . .

لیکن اگر کچی آبادیوں میں کوئی سروے ہو رہا ہے اور اس کی دیکھ بھال کے لئے وہاں کی مقامی بلدیہ یا وہاں کے ممبر یا ایم این اے یا وہاں کا کوئی اہلکار نگرانی کا کام سرانجام دیتا ہے تو ایسی تقرریوں کو سرانجام دینا ہیڈ آف دی ایگزیکٹو کا استحقاق ہے۔ ان کی ذمہداری ہے۔ کہ وہ یہ دیکھیں کہ ایسا کام کرنے کے لئے ان کا کن پر اعتماد ہے اس لئے کہ یہ ایک جمہوری عمل اور ایک انتظامی حق ہے۔ کیوں کہ جمہوریت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لئے اکثریتی جماعت کی حکمرانی قانون کے مطابق اختیارات کے استعمال کرنے کا ہی نام ہے۔ لیکن کسی بات کو یہاں بطور مطالبہ نہیں کیا جا سکتا۔

It cannot be claimed as a right unless and until a privilege is provided by the Consitution.

کوئی شخص یہ تقاضہ نہیں کر سکتا کہ اسے چیف منسٹر۔ ڈی سی۔ کمشنر یا کوئی اور آفیسر ایک خاص حق ضرور دے جو اس کا آئینی حق نہ ہو اس لئے میں نے اس پر دو تین رولز کے حوالے دیئے ہیں جن میں پہلا یہ کہ قاعدہ (1) 55 کے تحت یہ ہرگز آئینی حق نہیں ہے لہذا یہ کسی فاضل رکن کا استحقاق نہیں بنا دوسری بات یہ کہ زیر قاعدہ 54 محرک کو یہ بات ثابت کرنا تھی کہ کسی کیبنٹ

کے کسی اجلاس میں یہ فیصلہ ہوا تھا۔ اس کا کوئی document ساتھ لف نہیں کیا گیا ہے۔

It is mandatory under Rule 54 which, I am quoting, that document should have been there which should show where the violation has occurred and I think that document is not available.

تیسری بات یہ ہے کہ یہ کوئی حالیہ وقوعہ نہ ہے۔ ہونے والے واقعہ کا قاعدہ یہ کہتا ہے کہ

If it is not of recent occurrence, it does not fall under the privilege. Under these circumstances, Sir, my humble submission is that this motion may be declared as out of order because it does not cover any provision of the rules under which a Privilege Motion is to be dealt with.

جناب چیئرمین ۔ آپ نے اپنی سٹیٹمنٹ دے دی ہے۔ میاں صاحب آپ نے کچھ فرمانا ہے۔

میاں محمد اسحاق ۔ جناب سپیکر جب اسمبلی meet کرتی ہے تو واقعات کے متعلق اسی وقت پوچھا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین ۔ میرے خیال میں یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی اس لئے اس کو رول آؤٹ کیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین ۔ اب جناب حشمت جنجوعہ صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔

آوازیں ۔ ٹائم ختم ہوگیا ہے۔

چوہدری فضل حسین راہی ۔ جناب والا ۔ تحریک استحقاق کا کوئی ٹائم نہیں ہوتا اس کو کسی وقت بھی پیش کیا جا سکتا ہے۔

(قطع کلامیاں)

وزیر قانون ۔ جناب والا ۔ میں ہنگامی قانون پنجاب جناح آبادیاں برائے غیر مالکان زمین اندرون دیہی علاقہ جات مصدرہ 1986ء پیش کرنا چاہتا ہوں۔

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین ۔ میں اپنے علم کے لیے جاننا چاہوں گا کہ یہ بل تحاریک التوا کے بعد تو پیش نہیں کیا جائے گا؟ یہ بل تحریک التوا کے بعد پیش کیا جائے گا۔ لہذا پہلے تحاریک التوا لے لیں ۔ تو سب سے پہلے ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں ۔ یہ تحریک استحقاق جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی ہے ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم
بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

لفظوں کے بیچتا ہوں پیالے خرید لو
شب کا سفر ہے کچھ تو اجالے خرید لو
مجھ سے امیر شہر کا ہوگا نہ احترام
میری زبان کے واسطے تالے خرید لو

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین ۔ اب آپ اپنی تحریک پیش کریں۔

انسداد رشوت ستانی کی کمیٹیوں کی تشکیل میں حزب اختلاف کے ارکان کو نامزد نہ کرنا ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ۔ جناب سپیکر۔ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ......

(قطع کلامیاں)

جناب والا ۔ دائیں صاحب کے علم کا ذخیرہ اتنا وسیع نہیں ہے کہ وہ میرے ان اشعار کا جواب دے سکیں۔ انہیں صرف گل و بلبل کی باتیں آتی ہیں ۔ ان کا زندگی کے حقائق سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ جناب والا ۔ میں اپنے شعر پھر دہراتا ہوں ۔

لفظوں کے بیچتا ہوں پیالے خرید لو
شب کا سفر ہے کچھ تو اجالے خرید لو
مجھ سے امیر شہر کا ہوگا نہ احترام
میری زبان کے واسطے تالے خرید لو

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر ۔ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص معاملے کو زیر بحث لانے کے لئے میں تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔

(قطع کلامیاں)

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور) ۔ جناب والا ۔ پہلے جو شعر پڑھے گئے ہیں وہ بھی تحریک استحقاق ہیں ۔ ان کا پہلے فیصلہ ہو جانا چاہیئے ۔

جناب چیئرمین ۔ اکٹھا فیصلہ ہو جائے گا ۔

ایک معزز ممبر ۔ شعر واپس لے لیں ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ۔ شعر واپس نہیں لئے جا سکتے ۔ سچائی کو واپس نہیں کیا جا سکتا ۔

(قطع کلامیاں)

مولانا محمد غیاث الدین ۔ جناب والا ۔ وہ تحریک استحقاق نہیں بلکہ وہ بند روڈ کی دکان تھی جس کے لئے تالے کی ضرورت تھی ۔

(قطع کلامیاں)

چوہدری فضل حسین راہی ۔ تے اوس دکان بند روڈ والی دے دکان تے تسیں بیٹھے سی ۔

(قطع کلامیاں)

چوہدری محمد رفیق ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ فکر ہر کس بقدر ہمت اوست ۔

جناب چیئرمین ۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب اپنی تحریک استحقاق پیش کریں ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ۔ جناب والا ۔ میں جناب مولانا صاحب کی بات کا جواب تو دے سکتا ہوں لیکن ان کی طرح چونکہ میں نے بھی داڑھی رکھی ہوئی ہے اور مجھے ان کا بے حد احترام ہے اس لیئے میں ان کی شان میں گستاخی نہیں کروں گا ۔ کیونکہ سنا ہے کہ وہ ایک نام نہاد عالم دین بھی ہیں ۔

جناب والا۔ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص معاملے کو زیر بحث لانے کیلئے میں تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب نے حال ہی میں ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے سے انسداد رشوت ستانی کی کمیٹیاں تشکیل دی ہیں۔ ان کمیٹیوں میں پنجاب اسمبلی کے جن ارکان کو نامزد کیا گیا ہے ان کا تعلق صرف سرکاری جماعت سے ہے۔ ان کمیٹیوں میں نہ تو اپوزیشن کے ارکان کو نامزد کیا گیا ہے اور نہ ہی ۔۔۔۔

رانا پھول محمد خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ وہ نوٹیفکیشن کی لفظی غلطی ہے اور پڑھنے میں تو وہ ٹھیک پڑھ رہے ہیں لیکن میں یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس صوبے میں اینٹی کرپشن کے بارے میں کوئی نوٹیفکیشن جاری نہیں کیا گیا۔ وہ انفارمیشن کمیٹیز کو کہہ سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین ۔ جی۔ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ۔ جناب والا۔ میں عرض کر رہا تھا کہ اینٹی کرپشن کمیٹیوں میں پنجاب اسمبلی کے جن اراکین کو نامزد کیا گیا ہے ان کا تعلق صرف سرکاری جماعت سے ہے۔ ان کمیٹیوں میں نہ تو اپوزیشن کے ارکان کو نامزد کیا گیا ہے اور نہ ہی ان ارکان کو نمائندگی کا حق دیا گیا ہے جو ابھی تک اپنی غیر جماعتی حیثیت کو برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ اس طرح بدعنوانی، رشوت ستانی اور دیگر بداعمالیوں میں ملوث سرکاری حکام پر ایک منتخب ادارے کی بالادستی قائم کرنے کی بجائے ایک جماعت کا خوف طاری کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور سرکاری ملازمین کی غیر جانبدارانہ حیثیت اور آزادی کو ایک سیاسی جماعت کے پاس رہن رکھ دیا گیا ہے نیز اس ایوان کے ارکان کے درمیان جذبہ اتحاد و اشتراک اجاگر کرنے کی بجائے نفرت اور محاذ آرائی کی فضا قائم کر دی گئی ہے۔ اگر ہم نے ماضی سے سبق حاصل کرنے کی بجائے جماعتی آمریت کے نفاذ کی خاطر سیاسی اداروں کی بالادستی اور تقدس کو کچلنے کا سلسلہ جاری رکھا اور حزب اقتدار اور حزب اختلاف کے مابین رواداری، احترام اور پیار کے رشتوں کو استوار نہ کیا تو پھر ٹکول کے اس گھر کو عوام کے سیل رواں کا ایک ہی تھپیڑا بہا کرلے جائے گا۔ اگر ہمارا معاشرہ جمہوری معاشرہ ہے تو پھر انتظامی محکموں کے حکام کے احتساب اور نگرانی کے اختیارات کسی ایک سیاسی جماعت کی بجائے منتخب سیاسی اداروں کی تحویل میں ہونے چاہئیں۔ تاکہ عدل و انصاف کے تقاضے زندہ رہ سکیں اور سرکاری حکام حکمران

جماعت کی بلیک میلنگ کا شکار ہو کر ہر جائز اور ناجائز طریقہ سے اس کی خوشنودی کے حصول کو اپنا شعار نہ بنا لیں ۔ جناب والا ۔ آج اگر سارے پنجاب کے لوگ تھانے دار اور پٹواری کے ہاتھوں لٹ رہے ہیں ۔ سرکاری محاصل کی وصولی میں دھاندلی کا سلسلہ جاری و ساری ہے ترقیاتی اداروں کے فنڈز خورد برد ہو رہے ہیں تو پھر لوٹ مار کے مرتکب افراد سے حساب طلبی کا حق پنجاب کے عوام کے منتخب سیاسی ادارہ پنجاب اسمبلی کو ہونا چاہیئے نہ کہ صرف ایک سیاسی جماعت کے ارکان کو حکومت کا یہ غیر جمہوری، غیر اخلاقی اور غیر آئینی طریقہ کار اس امر کا ثبوت ہے کہ حکومت مسلمہ جمہوری آداب کو ملحوظ خاطر لانے کیلئے تیار نہیں ہے اور یک جماعتی نظام کے قیام کی طرف تیزی سے رواں دواں ہے ۔ حکومت کی اس دانستہ لغزش نے پنجاب اسمبلی کی اہمیت ، بالادستی اور استحکام کو سخت دھچکہ پہنچایا ہے جس سے بحیثیت رکن پنجاب اسمبلی نہ صرف میرا بلکہ بہت سے دوسرے ارکان کا اور خود پنجاب اسمبلی کا استحقاق پامال ہوا ہے ۔ اس لئے یہ معاملہ فوری اہمیت کا حامل ہے اور اس ایوان کی فوری مداخلت اور توجہ کا تقاضا کرتا ہے ۔ شکریہ ۔

جناب چیئرمین ۔ جناب وائیں صاحب ! میرے خیال میں اس تحریک استحقاق پہ کافی کلام ہو گیا ہے تو یہ اگلے دن کے لئے مؤخر کر لیتے ہیں ۔ کیونکہ اب وزیر صاحب نے بل بھی پیش کرنا ہے ۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی (جناب غلام حیدر وائیں) ۔ ٹھیک ہے جناب ۔ جناب والا ۔ یہ مسئلہ تو ملتوی ہوا لیکن شعر والا قرض تو اتار دیا جائے ۔

جناب چیئرمین ۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو ٹھیک ہے ۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی ۔ جناب والا ۔ شعر والا قرض تو اتر جانا چاہیئے ۔ اور وہ یوں ہے ۔ میرے فاضل بھائی جنجوعہ صاحب نے سحر کی بات کی ہے اور رات کی بات کی ہے ۔ تو میں گذارش کروں گا کہ ۔

یہاں کچھ لوگ ایسے ہیں جو نورتابی قباؤں میں
سحر کا نام لے کر رات کی تعلیم دیتے ہیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

رانا پھول محمد خان ۔ جناب سپیکر ۔ تحریک استحقاق آج کتنی پیش ہو رہی ہیں ؟

جناب چیئرمین ۔ اب تو باقی ماندہ اگلے دن پر مؤخر کر دی گئی ہیں ،

رانا پھول محمد خان ۔ کیونکہ ان کا وقت ختم ہو گیا ہے ۔ جناب والا ۔ میں نہایت ادب

کے ساتھ جناب کی وساطت سے اس ہاؤس سے گذارش کروں گا کہ میری ایک تحریک ، استحقاق کلرکوں کی ہڑتال سے متعلق ہے جس سے عوام میں بڑی پریشانی پائی جاتی ہے۔ یہ تحریک التوا ئے کار

جناب چیئرمین ۔ تحاریک التوائے کار ابھی آئی ہیں ۔

رانا پھول محمد خان ۔ .... تو میری اس تحریک التوائے کار کو اگر آپ اولیت دے دیں۔ تو قوم پر نہایت ہی احسان ہوگا۔ دوسری تحاریک التوائے کار کو جو ہیں ، ان پر کلرکوں کی ہڑتال والی تحریک التوائے کار کو اگر آپ اولیت بخش دیں تو وہ زیادہ بہتر ہوگا کیونکہ اس سے عوام پریشان ہیں ۔

جناب چیئرمین ۔ راناصاحب ، چونکہ آپ کو پتہ ہے کہ رمضان المبارک کی وجہ سے وقت ... بجے تک ہے ، اور جناب وزیر صاحب بل بھی پیش کرنا چاہتے ہیں ۔ اس وجہ سے آدھا گھنٹہ باقی ہے تحریک التوائے کار کا ، یا تو اس کے بعد بل آجائے ۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب والا ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ اس اسمبلی کی کارروائی کا بجٹ بھی ملتوی ہو جائے اور آپ کی اسمبلی کے عملے کے کلرک بھی اس ہڑتال میں شامل ہو جائیں ، ہمیں یہ ...دشہ ہے ۔ اس لئے اس تحریک التوا کو زیر بحث لانا ضروری ہے ۔ اور ان کی فریاد کو سننا ضروری ہے ، اس لئے اس کو زیر بحث لایا جانا چاہیئے اور وزراء صاحبان کو یقین دہانی کرا کر ان ...رکوں کے مسئلہ کو حل کرنا چاہیئے ۔

مولانا محمد غیاث الدین ۔ جناب سپیکر ، میرے فاضل ممبر جناب ریاض جنجوعہ صاحب نے تحریک استحقاق پیش کرتے ہوئے میرے متعلق " نام نہاد مولوی " کے الفاظ استعمال کئے ہیں ۔ جو کہ غیر پارلیمانی ہیں ، میں آپ کی وساطت سے راہی صاحب سے گذارش کروں گا کہ اگر یہ بات کرتے ہیں ، تو بات سننے کی بھی سکت پیدا کریں ، میری گذارش یہ ہے کہ انہوں نے " نام نہاد مولوی " کے الفاظ استعمال کئے ، میں پاکستان کے ایک بہت بڑے دینی ادارے کا مستند عالم ہوں ، میرے پاس سند موجود ہے ۔ اور یہ جب چاہیں ، میں دکھا سکتا ہوں ، یہ جو الفاظ ریاض جنجوعہ صاحب نے استعمال کئے ہیں ۔ یہ غیر پارلیمانی ہیں ۔ یہ اس ہاؤس کے سامنے اپنے الفاظ واپس لیں ، ورنہ میں سند دکھا سکتا ہوں ،

(شیم ، شیم)

رانا پھول محمد خان ۔ ویسے مولوی صاحب کی تائید کرتے ہوئے یہ گزارش کروں گا کہ علمائے کرام جو ہمیں وہ اولیائے کرام کی وراثت ہیں، جب تک راہی صاحب یہ ثبوت مہیا نہ کریں، کہ مولوی صاحب صرف عالم ہیں اور عامل نہیں ۔ تو اس وقت تک "نام نہاد مولوی" نہیں کہنا چاہیئے، اگر وہ ثابت کریں کہ وہ عالم ہیں اور عامل نہیں ہیں تو پھر کوئی حرج نہیں ہے ۔

(قطع کلامیاں)

مولانا محمد غیاث الدین ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ یہ "نام نہاد مولوی" جو انہوں نے کہا ہے ۔ یہ کس لحاظ سے کہا ہے میں پاکستان کے ایک بہت بڑے دینی ادارے کا مستند عالم ہوں اور میں نے دورہ حدیث کیا ہے ۔ اور یہ جو "نام نہاد مولوی" کہا ہے یہ ازالہ حیثیت عرفی ہے، اس لحاظ سے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ الفاظ واپس لیں اور اس ایوان کے سامنے معافی مانگیں ۔

جناب چیئرمین ۔ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب،

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ۔ جناب والا ۔ جہاں تک میرے محترم بھائی کی دلآزاری کا تعلق ہے ۔ اگر میرے کسی لفظ سے ان کی دلآزاری ہوئی ہے تو میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں، لیکن ابھی تک مجھے اس بات کا یقین نہیں ہے کہ ان کا پاس کوئی سند ہے بھی یا نہیں ہے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور آپ سند دکھائیں گے تو میں یہ الفاظ واپس لوں گا ۔

رانا پھول محمد خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر سر، جناب سپیکر، دو ملاؤں کی لڑائی میں اس ایوان کا وقت ضائع نہ کیا جائے ۔ اور تحریک التوائے کار کو زیر بحث لایا جائے

مولانا محمد غیاث الدین ۔ جناب سپیکر، رانا صاحب نے جو یہ الفاظ استعمال کئے یہ بھی جائز نہیں ہیں ۔

رانا پھول محمد خان ۔ یہ الفاظ جو میں نے استعمال کئے ہیں، یہ شاعر مشرق علامہ اقبال کے الفاظ ہیں، یہ میرے الفاظ نہیں ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ No cross talk please مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ راہی صاحب تشریف رکھیں، آپ نے اپنا وقت ضائع کیا ہے ۔ یہ تحریک

التوائے کار کا وقت تھا۔

وزیر قانون ۔ جناب والا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ تحریک التوائے کار کا وقت معطل کر کے مجھے یہ بل پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئرمین ۔ ٹھیک ہے، اب تو وقت بھی زیادہ ہو گیا ہے۔ آپ کو اجازت ہے۔

مسودہ قانون

ہنگامی قانون پنجاب جنارح آبادیاں برائے غیر مالکان زمین اندرون دیہی علاقہ جات مصدرہ ۱۹۸۶ء

وزیر قانون ۔ جناب والا۔ میں ہنگامی قانون پنجاب جنارح آبادیاں برائے غیر مالکان زمین اندرون دیہی علاقہ جات مصدرہ 1986ء ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب چیئرمین ۔ یہ بل متعلقہ سٹینڈنگ کمیٹی کو بھیجا جاتا ہے جو 18 مئی 1986ء تک اس بارے میں اپنی رپورٹ پیش کرے گی۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی کل صبح نو بجے تک کیلئے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعرات، ۱۵ مئی ۱۹۸۶ء

(پنج شنبہ، ۵ رمضان المبارک، ۱۴۰۶ھ)

جلد ۶ —— شمارہ ۲

سرکاری رپورٹ

مندرجات

جمعرات، ۱۵ مئی ۱۹۸۶ء

	صفحہ نمبر
تلاوت قرآنِ پاک اور اس کا اردو ترجمہ	۱۱۷
ضمنی میزانیہ ۸۶ - ۱۹۸۵ء پر وزیر خزانہ کی تقریر	۱۱۹

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس

جمعرات 15 مئی 1986ء
پنج شنبہ 5 رمضان المبارک 1406ھ

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 9 بجے منعقد ہوا جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ
اَوْ تُخْفُوْہُ یُحَاسِبْکُمْ بِہِ اللّٰہُ فَیَغْفِرُ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیُعَذِّبُ مَنْ یَّشَآءُ
وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ○

عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃِ الْکَبِیْرُ الْمُتَعَالِ سَوَآءٌ مِّنْکُمْ مَّنْ
اَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَہَرَ بِہٖ وَمَنْ ہُوَ مُسْتَخْفٍ بِالَّیْلِ وَسَارِبٌ
بِالنَّہَارِ○

وَالَّذِیْنَ یَنْقُضُوْنَ عَہْدَ اللّٰہِ مِنْ بَعْدِ مِیْثَاقِہٖ وَیَقْطَعُوْنَ مَآ
اَمَرَ اللّٰہُ بِہٖٓ اَنْ یُّوْصَلَ وَیُفْسِدُوْنَ فِی الْاَرْضِ اُولٰٓئِکَ لَہُمُ
اللَّعْنَۃُ وَلَہُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ○ (س بقرہ آیت ۲۸۴ س رعد آیت ۹، ۱۰، ۲۵)

جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے سب اللہ ہی کا ہے تم اگر اپنے دلوں کی بات ظاہر کرتے ہو یا چھپاتے ہو اللہ تم سے اس کا حساب لے گا پھر وہ جسے چاہے معاف کر دے اور جسے چاہے عذاب دے اور اللہ تو ہر چیز پر قادر ہے

وہ پوشیدہ اور ظاہر سب کا جاننے والا ہے سب سے بڑا ہے اور عالی رتبہ ہے کوئی تم میں سے
چپکے سے بات کہے یا علانیہ طور پر یا رات کو کہیں چھپ جائیں یا دن کو روشنی میں کھُلم کھلا۔
چلے پھرے اُس کے نزدیک ایسی جیسی بات ہے۔

اور جو لوگ اللہ کے سامنے پکا عہد کرکے توڑ ڈالتے ہیں اور جن رشتوں کو آپس میں جوڑے رکھنے
کا اللہ نے حکم دیا ہے اُن کو قطع کرتے ہیں اور ملک میں فساد کرتے ہیں ایسوں پر لعنت ہے
اور ان کے لیے گھر بھی بُرا ہے

وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ

(توجہ کریں منٹ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)
تلاوت کلام پاک اور اردو ترجمہ۔

جناب سپیکر! فنانس منسٹر ضمنی میزانیہ بابت سال ۸۶ - ۱۹۸۵ء پیش کریں گے۔

ضمنی میزانیہ 1985-86 پر وزیر خزانہ کی تقریر

وزیر خزانہ :- بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب سپیکر!

۱ - میں آج مالی سال ۸۶ - ۱۹۸۵ء کا ضمنی بجٹ اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرتا ہوں۔ یہ ضمنی بجٹ اُن مطالبات زر پر مشتمل ہے جو اشد ضروری اور ناگزیر تھے ہیں۔ اپنے بیان کو مختصر اور صرف انہی مطالبات زر تک ہی محدود رکھوں گا صوبہ کی مالی اور معاشی صورت حال پر میں اپنی گذارشات سالانہ بجٹ تقریر میں پیش کروں گا

۲ - آج کے ضمنی بجٹ کا مجموعی مطالبۂ زر تین ارب اکہتر کروڑ سات لاکھ پچیس ہزار چار سو ستر روپے ہے اور یہ کل چھتیس مطالبات زر پر مشتمل ہے اس میں سے اڑتالیس کروڑ بچاسی لاکھ اٹھہتر ہزار ایک سو تیس روپے CHARGED EXPENDITURE کے ہیں آئین کے تحت CHARGED EXPENDITURE بنیادی طور پر ایسے اخراجات ہیں جن پر ووٹنگ نہیں کرائی جاتی۔ ہائی کورٹ کے جج صاحبان کی تنخواہیں،

اسمبلی سکرٹریٹ کے اخراجات قرضہ جات کی ادائیگی گورنر صاحب اور اُن کے دفتر کے اخراجات وغیرہ اسی میں شامل ہیں

۳ علاوہ ازیں اِن مطالبات زر میں سے گیارہ محض علامتی TOKEN DEMANDS ہیں جن میں سے ہر ایک کی مالیت محض دس روپے ہے اور یہ اِن اخراجات سے متعلق ہیں جو منظور شدہ رقم یا گرانٹ سے پورے کر لیے گئے ہیں مجموعی مطالبہ زر سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ یہ ایک بڑی رقم پر مشتمل ہے لیکن یہ وضاحت کے طور پر عرض کروں گا کہ جہاں اِس مطالبہ میں صرف ناگزیر اخراجات کے مطالبات شامل ہیں وہاں بہتر مالی حکمتِ عملی کا تقاضا تھا بعض گرانٹس میں مالی سال کے دوران ایسا ضروری ردو بدل کر لیا جائے کہ اسکیموں کی تکمیل اور خدمات کی فراہمی کے لیے اشد ضروری اخراجات پورے کیے جا سکیں تاکہ ترقی کی رفتار میں سست روی یا تعطل نہ آنے پائے مطالبات زر کی تفصیل ضمنی بجٹ کے گوشوارہ میں شامل ہے میں آپ کے سامنے اہم اور بڑے مطالبات کا تذکرہ کروں گا۔

۴ کل مطالبات میں سے ایک ارب ایک کروڑ انتیس لاکھ اسی ہزار سات سو چالیس روپے کا سب سے بڑا مطالبہ زر گندم کی خرید و فروخت سے متعلق ہے محکمہ خوراک سرکاری تجارت کے ضمن میں بینکوں یا حکومت سے عارضی قرضہ لیتا ہے اور اس سے غذائی اجناس کی خرید کرتا ہے یہ قرضہ اجناس کی فروخت کے بعد واپس کر دیا جاتا ہے اِس مد میں اضافی مطالبہ کی بنیادی وجوہات یہ ہیں کہ گندم کی سرکاری قیمت خرید سترہ سو پچاس روپے سے بڑھا کر دو ہزار روپے فی ٹن کر دی گئی اور خرید کا ہدف بھی بیس لاکھ ٹن سے بڑھا کر بائیس لاکھ اڑتالیس ہزار ٹن کر دیا گیا اِن ہر دو وجوہات کی بنا پر خرید و برداشت پر اضافی خرچ لازم ہو گیا۔ بہرطور جیسا کہ میں نے عرض کیا یہ اخراجات قرضہ جات سے پورے کیے جاتے ہیں اور اِن کے لیے صوبائی خزانہ سے رقم کا نکاس نہیں ہوتا لیکن قرضے کی دستیابی اور ادائیگی کو سرکاری حسابات میں شامل کیا جاتا ہے

۵ گندم کی خریداری اور برداشت پر متفرق اخراجات (INCIDENTAL CHARGES) ۴۹۴.۷۴ روپے فی ٹن سے بڑھ کر ۶۵۳.۳۱ روپے فی ٹن ہو گئے ہیں اور راشن آٹا کا تخمینہ جو کہ ۱۲۶۰ لاکھ ٹن گندم کی بنیاد پر لگایا گیا تھا بڑھا کر ۱۳۶۷۸ لاکھ ٹن کرنا پڑا۔ ان وجوہات کی بنا پر سبسڈی subsidy

کے لیے بجٹ شدہ اخراجات پر نظر ثانی کرنا ضروری ہوگیا اس مد میں سولہ کروڑ چھپن لاکھ پانچ ہزار سات سو روپے کا مطالبہ زر پیش خدمت ہے

۶ جیساکہ آپ کے علم میں ہے وفاقی حکومت نے یکم جولائی ۱۹۸۵ سے مرکزی سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور پنشن میں اضافے کا اعلان کیا تھا اور ان ہر دو کی افراط زر کے ساتھ انڈیکیشن (INDEXATION) کر دی تھی تنخواہ میں اضافہ کی شرح پندرہ سو روپے یا اس سے کم تنخواہ پر تیرہ اعشاریہ پانچ فیصد متعین کی گئی جبکہ اس سے زائد تنخواہ پر دس فیصد اضافہ کا اعلان کیا گیا پنشن میں بھی اسی شرح سے اضافہ ہوا لہذا وفاقی حکومت کا یہ فیصلہ صوبائی حکومتوں کو بھی اپنانا پڑا جس سے اس مد کے تحت تقریباً چوراسی کروڑ کے اضافی اخراجات ہوئے بالخصوص محکمہ تعلیم میں جہاں سرکاری ملازمین کی تعداد سب سے زیادہ ہے ضمنی اخراجات کا بیشتر حصہ تنخواہوں میں اضافے کی وجہ سے ہوا ہے محکمہ تعلیم کا چھتیس کروڑ ستانوے لاکھ چھبیس ہزار پانچ سو ساٹھ روپے کا اضافی مطالبہ زر پیش خدمت ہے۔

۷ قرضوں پر واجبات (DEBT SERVICING) کی مد میں مطالبہ زر سینتالیس کروڑ تین لاکھ چوہتر ہزار دو سو روپے ہے اس میں سنتیس کروڑ پچاسی لاکھ اکیاسی ہزار روپے کی رقم شامل ہے جو کہ مختلف تکمیل شدہ سکارپ ٹیوب ویلوں کا منصوبہ جات سے متعلق قرضوں پر منافع اور دیگر ترقیاتی قرضہ کے منافع پر مشتمل ہے جس میں اکیس کروڑ چورانے لاکھ باون ہزار روپے کی وہ ادائیگی بھی شامل ہے جو محکمہ خوراک پنجاب زرعی ترقیاتی اور سپلائی کارپوریشن اور پنجاب سیڈ کارپوریشن کے۔ اُن قرضہ جات پر واجب ادا ہے جو انہیں وفاقی حکومت کی جانب سے سال ۸۶-۱۹۸۵ میں مہیا کیے گئے تھے اس سے پہلے ایسی رقوم ترقی بنکوں سے قرضہ جات کی شکل میں مہیا ہوتی تھیں حکومت پنجاب کے میزانیہ میں اس رقم کی شمولیت سرکاری حسابات کی خاطر ہے ورنہ اس ادائیگی کا صوبائی بجٹ پر کوئی بوجھ نہیں۔

۸ پولیس کی مد میں سات کروڑ سات لاکھ اکتالیس ہزار تین سو اسی روپے کی اضافی رقم مطلوب ہے جس میں سے تنخواہوں کی انڈیکیشن (INDEXATION)

کے علاوہ ایک کروڑ اسی لاکھ روپے کی رقم ریزرو پولیس (RESERVE POLICE) کی ٹرانسپورٹ اور وائرلیس کی بہم رسانی کے لیے ضروری تھی چار کروڑ تیس لاکھ چھتیس ہزار تین سو روپے کی ایک رقم پولیس ہی کی گاڑیوں سامان کی خرید اور مرمت پٹرول بجلی اور ٹیلی فون وغیرہ کے لیے درکار تھی راولپنڈی پولیس فورس کی کارکردگی کو بہتر بنانے کے لیے اڑسٹھ لاکھ ترانوے ہزار ایک سو دس روپے کی اضافی رقم کی ضرورت تھی۔

۹ انتظامی امور (GENERAL ADMINISTRATION) کی مد کے تحت نو کروڑ پینسٹھ لاکھ اکتیس ہزار آٹھ سو ستر روپے کی اضافی رقم درکار ہے اس رقم میں سے ایک کروڑ ستتر لاکھ باسٹھ ہزار پانچ سو تیس روپے نظر ثانی شدہ قانون بابت مراعات اسپیکر صاحب ڈپٹی اسپیکر صاحب اور ممبران اسمبلی کے تحت مہیا کی گئی چوہتر لاکھ چھتر ہزار دو سو ساٹھ روپے کی رقم نظر ثانی شدہ قانون بابت مراعات وزراء سے متعلق ہے نیز چار کروڑ ترانوے لاکھ سینتیس ہزار تین سو پچاس روپے کی ایک رقم بھی اس مطالبہ زر میں شامل ہے جو کہ تنخواہوں میں اضافہ ٹرانسپورٹ طبی سہولتوں ٹیلی فون بجلی اور پٹرول کے اخراجات پر خرچ ہوئی ضلع جات کی سطح پر چھیاسٹھ لاکھ ستر ہزار چار سو تیس روپے کی رقم تنخواہوں میں اضافہ ٹیلی فون پٹرول اور بجلی کے اخراجات اور ٹرانسپورٹ کی خرید پر صرف ہوئی علاوہ ازیں چھتیس لاکھ سترہ ہزار چار سو تیس روپے ضلع جہلم کی نئی تحصیل سوہاوہ کے قیام پر صرف ہوئے اس ضمن میں آپ کو بتاتا چلوں کہ اس سال انتظامی امور (GENERAL ADMINISTRATION) کے تحت ضمنی اخراجات پچھلے سال کے تقریباً پچیس کروڑ ستر لاکھ کے مقابلہ میں صرف نو کروڑ باسٹھ لاکھ روپے ہیں۔

اس ضمنی مطالبہ میں سے دو لاکھ ستانوے ہزار نو سو روپے کی رقم گرانٹ کے اندر بچتوں سے پوری کی جائے گی اور نو کروڑ باسٹھ لاکھ تینتیس ہزار نو سو ستر روپے کا مطالبہ پیش کیا جا رہا ہے۔

(۱۰) آبپاشی کی مد کے تحت دو کروڑ تیس لاکھ اڑتیس ہزار نو سو ساٹھ روپے کی

کی اضافی رقم کا مطالبہ زیر پیش ہے جو کہ تنخواہ کی ایڈجسٹمنٹ ٹیوب ویلوں کی مرمت اور ضروری اشیاء کی فراہمی اور خدمات پر خرچ ہوا

(۱۱) جیلوں کی مد میں دو کروڑ پانچ لاکھ تراسی ہزار چھ سو دس روپے کی ایک اضافی رقم کا مطالبہ زیر ہے جس میں سے ایک کروڑ دس لاکھ روپے تعلیمی اداروں کے لیے پٹ سن کے ٹاٹ بنانے کے لیے خام مال کی خرید اور باقی رقم دوسنٹرل جیلوں میں جنریٹر لگانے تنخواہوں میں اضافہ اور فرنیچر وغیرہ پر خرچ ہوگئے

۱۲ قرضہ جات کی مد میں سے تہتر کروڑ اڑسٹھ لاکھ بیالیس ہزار چھ سو روپے کی کی ایک رقم مطلوب ہے جس میں اڑتیس کروڑ ستاسی لاکھ چوہتر ہزار روپے کی رقم کھاد اور بیج کی خریداری سے متعلق ہے۔ یہ رقم زرعی ترقیاتی سپلائی کارپوریشن کو وفاقی حکومت کی جانب سے کھاد اور بیج کی خریداری کے لیے قرضہ کے طور پر مہیا کی گئی ہے۔

اس سے قبل قرضہ کی بہ سہولت تجارتی بنکوں سے لی جاتی تھی اس قرضہ کے حصول اور ادائیگی کے اندراجات چونکہ حکومت پنجاب کے حسابات میں دکھائے گئے ہیں لہذا اس رقم کا ضمنی میزانیہ میں شامل کرنا ضروری تھا۔

گیارہ کروڑ چونتیس لاکھ روپے کا ایک قرضہ جو کہ صوبائی حکومت سے پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کارپوریشن کو مہیا کیا ہے اس مد میں شامل ہے ایسی رقوم کارپوریشن کو اس کے خسارہ جات اور دیگر ضروریات کے لیے سبسڈی (SUBSIDY) کے طور پر مہیا کی جاتی ہیں چونکہ یہ ادارہ ایک حد تک خودمختار ہے اس لیے اس رقم کا قرضہ جات کی شکل میں اندراج کرنا ضروری ہے میں یہاں یہ ذکر کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ حکومت کی مالی پالیسی اس بارے میں یہ رہی ہے کہ ایسے ادارہ جات کو امانتی رقوم قرضہ کی صورت میں مہیا کی جائیں تاوقتیکہ ادارہ کی مجموعی کارکردگی کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے بارے میں کوئی حتمی پالیسی وضع نہ کر لی جائے

(۱۳) داسا قیبل آباد اور داسالا ہور کے لیے بھی ان کے منصوبوں کی بروقت

تکمیل کی خاطر چھ کروڑ روپے کے قرضہ جات غیر ترقیاتی بجٹ سے فراہم کیے گئے ہیں۔ اِسی طرح دو کروڑ روپے کی ایک اضافی رقم قرضہ کی ادائیگی کے لیے چاہیے یہ قرضہ کپاس کے بیلے سپر ہیٹرز کی خرید کے لیے حاصل کیا گیا تھا۔ بقایا رقوم میں سے بیشتر حصہ ترقیاتی منصوبہ جات کے لیئے ہے جس کی تفصیل گوشوارہ میں درج ہے تین کروڑ 16 لاکھ پچاسی ہزار کے اخراجات منظور رشدہ گرانٹ میں بچت کے ذریعے پورے کر لیے گئے ہیں۔

الہذا استر کروڑ ایکاون لاکھ ستاون ہزار چھ سو روپے کا یہ حتمی مطالبہ زر پیش کیا جا رہا ہے

ترقیاتی مد کے تحت تینتالیس کروڑ چوراسی لاکھ اکہتر ہزار نو سو روپے کی ایک رقم اُن مختلف اسکیموں کے اجرا سے متعلق ہے جو کہ ترقیاتی مدات کے تحت تقریباً تمام شعبہ جات (SECTORS) سے متعلق ہیں اِس میں اُنتیس کروڑ تمیس لاکھ گیارہ ہزار روپے وفاقی حکومت کی جانب سے مہیا کردہ ہیں اور اِن کے خصوصی ترقیاتی پروگرام کے مختلف چھوٹے چھوٹے منصوبہ جات کے لیئے مختص ہیں لیکن چونکہ یہ رقم صوبائی حسابات کا حصہ بنائی گئی ہے اور یہ منصوبہ جات صوبائی محکمہ جات کے ذریعے پایۂ تکمیل کو پہنچیں گے لہذا اِس رقم کو مطالبہ زر میں شامل کیا گیا ہے ترقیاتی مدّ میں سے نو کروڑ پنتالیس لاکھ ستائس ہزار نو سو ستر روپے کی ضروریات گرانٹ کے اندر بچتوں سے پوری کی جائے گی لہذا چونتیس کروڑ انتالیس لاکھ چوالیس ہزار کا ضمنی مطالبہ زر پیش کیا جا رہا ہے

(۱۴) متفرق اخراجات کی مدّ کے تحت تیرہ کروڑ اڑسٹھ لاکھ گیارہ ہزار پچاس روپے کی اضافی رقم کی ضرورت ہے اِس میں سات مرلہ سکیم کے لیے دس کروڑ روپے کی ضمنی رقم بھی شامل ہے

یہ سکیم حکومت کی جانب سے دیہی علاقوں میں رہنے والے اُن غریب بھائیوں کے لیے ہے جن کے پاس اپنی جائے رہائش نہیں ہے اِس کے علاوہ میلہ اسپاں مویشیاں (HORSE AND CATTLE SHOW) کے انعقاد پر ایک کروڑ بیالیس لاکھ اناسی ہزار سات سو ساٹھ روپے کی رقم خرچ ہوئی ہے۔

داتا دربار سے ملحقہ مسجد کی تعمیر کے لیئے وفاقی حکومت کی جانب سے امداد بھی اِس مد میں شامل ہے اِس کے علاوہ رفاہی مذہبی تعلیمی اداروں اور بارایسوسی ایشنوں کے لیے امدادی رقوم اور محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی LOCAL GOVERNMENT AND RURAL DEVELOPMENT DEPARTMENT کے ملازمین کی تنخواہوں کی انڈیکیشن (INDEXATION) کی رقم بھی اِس مطالبہ زر میں شامل ہے دو لاکھ آٹھ ہزار دو سو چالیس روپے کی رقم اِس گرانٹ میں بچتوں کے ذریعے پوری کی گئی ہے اور تیرہ کروڑ چھیاسٹھ لاکھ دو ہزار ساٹھ سو دس روپے کا ضمنی مطالبہ زر پیش کیا جا رہا ہے

۱۵ دیگر مدات کے تحت انتیس کروڑ ستاون لاکھ پچیس ہزار نو سو چالیس روپے کی رقوم بھی مطالبہ زر کا حصہ ہے اور ان کی تفصیل ضمنی بجٹ کے گوشوارہ۔ میں درج ہے۔

۱۶۔ جناب والا ! میں ایک بار پھر عرض کرنا ضروری سمجھوں گا کہ ضمنی بجٹ کے مطالبات زر بنیادی طور پر ان منصوبہ جات اور خدمات کے لیے ہیں جو کہ اشد ضروری تھیں حکومت نے مالی نظم وضبط کو زیادہ مؤثر بنا کر اِس سال کے ضمنی بجٹ کو کم از کم ضروریات کی بنیاد پر تشکیل دیا ہے میں اِس ضمن میں تھوڑی سی تفصیل بیان کروں گا جیسا کہ آپ کے علم میں ہو گا حکومت کے ضمنی اخراجات کو عموماً چار مدات میں تقسیم کیا جا سکتا ہے اوّل وہ اخراجات جن کا تعین کسی حد تک وفاقی حکومت کرتی ہے ان پر صوبائی حکومت کا پالیسی کنٹرول نہیں ہوتا اور یہ آئینی تقسیم اختیارات کے تابع ہیں گندم کی قیمت کا تعین قرض پر منافع کی شرح یا ایڈیکشن (INDEXATION) اِس کی چند مثالیں ہیں دوسرے وہ اخراجات جو محض حسابی اندراجات (ACCOUNTS) کو درست رکھنے کی خاطر ضمنی بجٹ میں شامل کیے جاتے ہیں اِس کی مثالیں اجناس کی خرید کے لیے قرضہ جات یا دہ وفاقی گرانٹس یا قرضے ہیں جو کہ حکومت پنجاب کے توسط سے مہیا ہوتے ہیں اور یہ صوبائی مجموعی فنڈ یا صوبائی بجٹ کو براہِ راست یا بالواسطہ متاثر نہیں کرتے تیسرے وہ اخراجات جو کہ فی الحقیقت مالی سال کے دوران مختلف مدات میں (ADJUSTMENT) کی خاطر

کیے جاتے ہیں۔اس کی مثال ایک سست رو سکیم سے مقابلتاً تیز رفتار سکیم کی جانب فنڈز کا مہیا کرنا ایک جاندار اور فعال مالی حکمت عملی کا اہم جزو ہے چوتھے اور اسمبلی کے نقطہ نگاہ سے ضمنی اخراجات کی اہم ترین مدوہ اخراجات ہیں جو کہ مدات میں کمی سے متعلق ہیں۔ اور یہ سالانہ بجٹ بنانے کے بعد اضافی اخراجات کی صورت میں ظاہر ہوتے ہیں اگر ہم پہلے تین اقسام کے اخراجات کو جو کہ حکومت کے کنٹرول سے باہر ہیں یا صرف تکنیکی نوعیت کے ہیں ضمنی بجٹ سے علیحدہ کر کے دیکھیں تو ضمنی۔ بجٹ کی صحیح تصویر سامنے آتی ہے۔سال ۸۵-۱۹۸۴ میں اس قسم کے اخراجات پچپن کروڑ سے زیادہ تھے جو کہ ۸۶ - ۱۹۸۵ میں گھٹ کر صرف پچیس کروڑ سے کچھ زائد تک محدود رہے حالانکہ سال ۸۶-۸۵ کا بجٹ ۸۵-۸۴ کے مقابلہ میں بیس فیصد زیادہ تھا اور اس لحاظ سے ضمنی بجٹ میں یہ اخراجات اسٹھ کروڑ سے زائد ہو سکتے تھے لیکن یہ آپ کی حکومت کے مکمل مالی ڈسپلن کے تحت ممکن ہوا کہ ضمنی اخراجات قریباً پچیس کروڑ تک محدود رہے اس سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ پچھلے سالوں کی نسبت ۸۶ - ۸۵ کے تخمینہ جات ہم نے زیادہ درست اور (ACCURATE) طور پر مرتب کیے تھے

۱۷ جناب والا میں آپ مالی سال ۸۶-۸۵ کے لیے ضمنی بجٹ پیش کرتا ہوں

جناب سپیکر۔ سال 1985-86 کے لیے ضمنی بجٹ پیش ہوا

سیکرٹری اسمبلی جناب سپیکر کی اجازت سے ایک اعلان کرتا ہوں کہ سٹینڈنگ کمیٹی۔ برائے مال کا لونیز وغیرہ کا اجلاس کمیٹی روم (س) میں آج 15 تاریخ کو 12 بجے دوپہر کو ہوگا میزبان کمیٹی سے درخواست ہے کہ مقررہ وقت پر تشریف لائیں

جناب سپیکر اجلاس کی کارروائی مورخہ ۱۸ مئی 1986 بروز اتوار ساڑھے آٹھ بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

اتوار، ۱۸ مئی ۱۹۸۶ء

(یک شنبہ ۸ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ)

جلد ۶ شمارہ ۳

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مندرجات

اتوار، ۱۸ مئی، ۱۹۸۶ء

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ ---------- ۱۲۷

مسئلہ استحقاق ---------- ۱۲۹

(۱) انسداد رشوت ستانی کمیٹیوں میں حزب اختلاف کے ارکان کو نمائندگی نہ دینا ---------- ۱۲۹

(۲) محکمہ تعلیم کے حکام کی جانب سے وزیر اعلیٰ کی طرف سے دی گئی جائز رعایت سے عدم توجہی ---------- ۱۳۵

اراکین اسمبلی کی رخصت ---------- ۱۳۸

ضمنی میزانیہ برائے سال ۸۶-۱۹۸۵ء پر عام بحث ---------- ۱۴۱

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس

اتوار 18، مئی 1986ء

یک شنبہ 8، رمضان المبارک 1406ھ

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز لاہور میں صبح 9 بجے منعقد ہوا جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسئ صدارت پر متمکن ہوئے

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ
عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ۝ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ
مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ اَلَّذِيْنَ
يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ
اَذًى لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

(س کہف آیت ۴۶ س بقرہ آیت ۲۶۱-۲۶۲)

مال و دولت اور (اولاد میں) بیٹے یہ سب دنیا کی رونق و زینت ہیں اور اچھائیاں ہمیشہ باقی رہنے والی ہیں۔ وہ اجر و ثواب کے اعتبار سے تمہارے پروردگار کے پاس بہت اچھی اور امید کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں۔

جو لوگ اپنا مال اللہ کی بتائی ہوئی راہوں پر خرچ کرتے ہیں اُس کی مثال اُس دانے کی سی ہے جس کو بونے سے سات بالیں نکلیں اور ہر بالی میں سو۔ سو دانیں ہوں اللہ جسکے مال کو چاہتا ہے۔

جو لوگ اپنا مال اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں پھر اُس کے بعد اُس خرچ کا نہ تو کسی پر احسان جتاتے ہیں نہ طعنہ دے کر دل دکھاتے ہیں تو ان کا اجر اُن کے رب کے پاس موجود ہے۔ اور نہ ان کو کوئی خوف ہوگا اور نہ کبھی غم ہوگا۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغ

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر: میاں مختار احمد شیخ صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ ان کی طرف سے درخواست آئی ہے کہ اسے ملتوی کر دیا جائے۔ لہٰذا اسے ملتوی کیا جاتا ہے۔

جناب ریاض حشمت صاحب جنجوعہ کی تحریک استحقاق ہے۔

انسداد رشوت ستانی کمیٹیوں میں حزب اختلاف کے ارکان کو نمائندگی نہ دینا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر گذشتہ روز اسمبلی کا اجلاس جب ختم ہوا تو میری تحریک استحقاق کو آئندہ روز تک کے لئے ملتوی کر دیا گیا تھا اور میری تحریک استحقاق اس بارے میں تھی کہ حکومت پنجاب نے انسداد رشوت ستانی کے لئے جو کمیٹیاں تشکیل دی ہیں ان میں نہ تو حزب اختلاف کے ارکان کو نمائندگی دی گئی ہے اور نہ ہی ان ارکان کو نامزد کیا گیا ہے جو ابھی تک اپنی غیر جماعتی حیثیت کو برقرار رکھے ہوئے ہیں۔ جناب سپیکر آپ میری اس گذارش سے اتفاق کریں گے کہ 9/8 سال کی طویل مدت کے بعد اور مارشل لاء کے طویل راج کے خاتمہ کے بعد اس ایوان میں عوام کے منتخب نمائندوں کی قدموں کی چاپ سنائی دی ہے اور ہم سب کا فرض ہے کہ اس ایوان کی عظمت میں اضافہ کرنے کے لئے کام کریں۔ لیکن سرکاری جماعت نے اس ایوان کی بالادستی کو ختم کرنے کے لیے اور انتظامیہ پر ایک جماعت کی آمریت مسلط کرنے کے لئے انسداد رشوت ستانی کی کمیٹیوں کو تشکیل دیا ہے۔ جناب والا ہم لوگ جو حزب اختلاف سے تعلق رکھتے ہیں ہم تسلیم کرتے ہیں کہ ہمارے جمعیت تعداد کے لحاظ سے بڑی ہی مختصر ہے لیکن حکومت نے ہمارے ساتھ جو عدم تعاون کا اعلان کیا ہے اس کے ردعمل کے طور پر اگر ہم بھی حکومت کے ساتھ عدم تعاون کا اعلان کریں تو پھر حکومت کے لوگ تاریخ کے طالبعلم ہیں اور تاریخ سے سبق حاصل کرنا چاہتے ہیں تو انہیں یہ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ویت نام میں دنیا کی سب سے بڑی فوجی طاقت امریکہ کے خلاف جن لوگوں نے جدوجہد آزادی کا آغاز کیا تھا انکی تعداد بھی صرف 14 تھی۔ جناب والا میری گذارش یہ ہے کہ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ان اداروں کو استحکام نصیب ہو کیونکہ جمہوری اداروں کا عدم استحکام ہماری قومی زندگی کا بہت بڑا المیہ رہا ہے۔ لیکن پنجاب اسمبلی میں جس طرح ایک مختصر سی اپوزیشن کو کچلنے کی روایت قائم کی جا رہی ہیں اور آج کے اخبارات اس بات کے گواہ ہیں کہ قومی اسمبلی میں بھی ایک ایسے شخص کو انتقام کا نشانہ بنایا جا رہا

ہے جس نے اپنے ضمیر کے مطابق اور ضمیر کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے جمہوری فیصلے کرنے کی سعی کی۔

چوہدری محمد صدیق سالار: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر یہ قومی اسمبلی کے سپیکر کی بات کر رہے ہیں ان کو تو اپنی تحریک استحقاق کے منظور ہونے کے بارے میں stetement دینی چاہیئے اور وہ بھی مختصر انہوں نے غیر متعلقہ stetement دینی شروع کر دی ہے۔

جناب سپیکر: فاضل رکن کا پوائنٹ آف آرڈر جائز اور درست ہے فاضل رکن سے درخواست ہے کہ وہ اپنی مختصر stetement دیں۔ اور وہ صرف اپنی تحریک کے بارے میں ہو۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا اس بات کا حوالہ دینے کا میرا مقصد صرف یہ تھا کہ میں حکمران جماعت کے کردار پر روشنی ڈالنا چاہتا تھا کہ وہ منتخب سیاسی اداروں کو کس طرح اپنے ذاتی اغراض و مقاصد کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ جناب والا جس طرح انسداد رشوت ستانی کمیٹیوں میں opposition کو نمائندگی دیئے بغیر ان لوگوں نے تشکیل دیا ہے اگر ان کمیٹیوں میں حزب اختلاف کو اسی طرح نظر انداز کیا گیا تو پھر ان کمیٹیوں کی حیثیت ایسے کھلونے کی ہو جائے گی جو حکمران پارٹی کے ممبروں کو ان کا دل بہلانے کے لئے ان کے ہاتھوں میں پکڑا دیا گیا ہے۔ جناب والا میری گذارش یہ ہے کہ ان اداروں کو استحکام نصیب ہو ان کی عظمت میں ان کے وقار میں اضافہ ہو تو پھر حکمران جماعت کا یہ فرض ہے کہ وہ حزب اختلاف سے اور ان کے نقطہ نظر سے اختلاف رکھنے والے لوگوں کو بھی اپنے ساتھ لے کر چلے ورنہ پھر ہم یہ کہنے پر مجبور ہوں گے۔

وہ جو دوستی میں خلوص تھا وہ رفاقتیں ہی نہیں رہیں
وہ جو دشمنی کے اصول تھے وہ رقابتیں ہی نہیں رہیں
کہاں جائیے کہ حق رسی ہے عجیب عالم بے بسی
وہ غریب شہر بھی مٹ گیا وہ عدالتیں ہی نہیں رہیں۔

وزیر صنعت (غلام حیدر وائیں): جناب سپیکر! فاضل رکن نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے میں اس سے اختلاف کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ جس نکتہ کو فاضل رکن نے اٹھایا ہے اور جس استحقاق کا انہوں نے مطالبہ کیا ہے وہ قاعدہ 55 (i) کے مطابق فاضل رکن کا کوئی آئینی حق نہیں بنتا اس لئے یہ تحریک استحقاق قواعد اور آئینی دائرہ اختیار میں نہیں آتی۔ دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ فاضل رکن نے اظہار خیال کرتے ہوئے ویٹ نام کا تذکرہ کر دیا جس سے یوں محسوس ہوا جیسے فاضل رکن اس ایوان میں اپنے ملک اور قوم کی بات نہیں بلکہ کسی بیرونی حکومت کی بات

کر رہے ہیں۔ جس سے ہماری کوئی محاذ آرائی ہو۔ مجھے اس انداز کے اظہار خیال پر افسوس ہے۔ اور میں اس طرز خیال سے اختلاف کرتا ہوں۔ یہ بات اندرون گھر کی ہو رہی ہے۔ اپنی قوم کی بات ہو رہی ہے اور کسی بیرون ملک کے ساتھ محاذ آرائی کی بات نہیں ہو رہی۔ فاضل رکن نے جو مثال دی ہے وہ بالکل ناقابل فہم اور ناگوار تھی تاہم یہ تحریک دائرہ اختیار میں نہیں آتی۔

میاں محمد افضل حیات:۔ جناب وزیر صاحب بھی جو غیر مسلم لیگی ہیں ان کو بھی پاکستانی سمجھیں۔

وزیر صنعت:۔ جناب سپیکر جہاں تک حزب اختلاف کے اراکین کی جمہوری اقدار پر ان کے حقوق کا تعلق ہے میں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ مسلم لیگ کی حکومت اور یہ ایوان جمہوری اقدار کی بالادستی کو تسلیم کرتا ہے اور ان روایات کی پوری پاسداری کی جائے گی۔ اور یہ ایوان اچھی روایات قائم کرنے کا اضافہ کرتا رہے گا۔ لیکن حزب اختلاف کو بھی جمہوری روایات کے مطابق اکثریتی پارٹی کے استحقاق کو اقلیتی پارٹی کے ارکان کا خیال رکھنا ہوگا۔ اگر ہم جمہوریت کی بات کرتے ہیں۔ تو جمہوریت میں حزب اختلاف کے کردار کا یہ اہم عنصر ہے کہ وہ کردار کو تسلیم کرے جو کہ جمہوریت کی روح ہے یہ جمہوریت کی بالادستی کی بات ہے۔ اس لئے جب ہم کوئی بات کرتے ہیں اور جمہوریت کی بات کرتے ہیں تو ہمیں جمہوریت میں اکثریت کی بالادستی جو آئین کے اندر رہ کر ہو اس کی بالادستی کو عملاً تسلیم کرنا ہوگا۔ دوسری بات جو انسداد رشوت ستانی کی کمیٹیوں کی تشکیل کے بارہ میں کی گئی ہے۔ یہ وزیراعلیٰ کے ناظم اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے ان کا یہ ایک حق ہے (exclusive right) ہے اور اسی حق کو استعمال کرتے ہوئے انہوں نے اینٹی کرپشن کمیٹیوں کو تشکیل دیا ہے اور میں یہ بات فاضل رکن کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر ان کا نام کسی کمیٹی میں نہیں آیا تو ان کو یہ بھی محسوس کرنا چاہیے کہ ان میں جن دیگر ایم۔پی۔اے حضرات کا نام بھی نہیں آیا ان میں صوبائی وزراء بھی شامل ہیں آخروہ بھی ایم۔پی۔اے ہیں۔ اس میں کئی ایم این اے جو فیڈرل منسٹرز ہیں ان کا بھی نام نہیں آیا آخر وہ بھی قومی اسمبلی کے فاضل رکن ہیں۔ ان کمیٹیوں میں منسٹر آف سٹیٹ کا نام بھی نہیں آیا وہ بھی ایم این اے اور قومی اسمبلی کے فاضل رکن ہیں۔ اس لحاظ سے ان کمیٹیوں کی تشکیل میں کوئی آئینی خلاف ورزی نہیں ہوئی۔ یہ وزیراعلیٰ کا انتظامی حق (exclusive right) ہے جو کہ ان کو بطور وزیر

لئے اور صوبے کے ناظم اعلیٰ کے حاصل ہیں۔ انہوں نے جن اراکین کو مناسب سمجھا ہے ان کو ان کمیٹیوں میں شامل کیا ہے ۔ ان کمیٹیوں کی تشکیل میں اگر کبھی کسی کمی بیشی کی ضرورت جناب وزیر اعلیٰ نے محسوس فرمائی تو وہ اس کے مجاز ہیں ۔ اس لئے میں آپ سے عرض کروں گا کہ آئینی طور پر اس فیصلے سے کسی ممبر کے آئینی حق کی خلاف ورزی نہیں ہوئی ۔ اس لئے یہ بات تحریک استحقاق کے دائرہ کار میں نہیں آتی جسے خلاف قاعدہ قرار دیا جائے ۔ جناب سپیکر میں یہ بھی بات گذارش کروں گا کہ اسی قسم کی تحریک استحقاق نمبر ۳ بھی پیش ہوئی تھی جس میں میرے فاضل رکن میاں اسحاق صاحب نے اسی قسم کے خیالات کا تذکرہ کیا تھا کہ ہم نے کمیٹی آبادیوں کی جو تشکیل دی ہے اس میں ان کو نہیں لیا گیا ۔ وہ تحریک پہلے ہی خلاف قاعدہ قرار دی جا چکی ہے ۔ مگر حقیقی صورت حال یہ ہے کہ

That is not a constitutional right of any member and there is no infringement of any constitutional nature of any member of this "Mo'azaz Ewan."

اس لئے میں یہ گذارش کروں گا کہ ان حالات میں اس تحریک استحقاق کو خلاف ضابطہ قرار دیا جائے کیونکہ یہ تحریک ضابطہ کار کے دائرہ کار میں نہیں آتی ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود :۔ جناب سپیکر ! ایک منٹ میں لینا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر :۔ آپ اس کی admissibility پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود :۔ جی ہاں ۔

جناب سپیکر :۔ فرمائیے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود :۔ ہمارا پوائنٹ اور کوئی نہیں ہے ۔ ہمارا پوائنٹ صرف یہ ہے کہ اگر ایک ممبر کو کسی چیز میں discriminate کیا جائے تو :۔

It amounts to intimidation in the due process of his working as member of the Assembly . . . .

وزیر صاحب کو چاہئے تھا کہ وہ وزیر قانون کو موقع دیتے کہ وہ اس کا جواب دیتے ۔ انہوں نے یہ اختیارات خود lay کئے ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ Chief Executive کو کلی

اختیار رہے ۔ لیکن یہ اختیار کہاں سے ہے کہ تمیز برتی جائے کہ یہ حکومت کا آدمی ہے یا حزب اختلاف کا ۔ ایم پی اے سب برابر ہیں ۔ اس میں یہ ایک discrimination کی گئی ہے ۔ ہماری Privilege Motion اس پر تھی ۔

جناب سپیکر :۔ آپ admissibility کے بارے میں کیا ارشاد فرمائیں گے؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود :۔ جناب والا ۔ جہاں Discrimination آئے گی وہ admissible ہو جاتی ہے ۔

We are right to participate in public functions on equal basis,

جناب سپیکر :۔ آپ اس سلسلے میں رول کا حوالہ دیں گے؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود :۔ جناب والا ۔ آج میں کتابیں کمرہ میں رکھ آیا ہوں ۔ آئندہ تیار رکھوں گا ۔ لیکن آپ خود سمجھ لیں کہ آیا ۔

Discrimination amounts to intimidation or not.

جناب سپیکر :۔ جناب جنجوعہ صاحب کیا آپ اس کی admissibility پر کچھ کہنا چاہیں گے؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :۔ جی ۔ جناب والا ۔ تحریک استحقاق پیش کرنے کا میرا مقصد یہ تھا کہ جمہوری قوموں اور جمہوری اداروں کی یہ روایات رہی ہیں ۔

جناب سپیکر :۔ جنجوعہ صاحب اس کی admissibility پر بات کریں ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :۔ جناب والا ۔ میں اسی پر بات کر رہا ہوں ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ جمہوری قوموں اور جمہوری اداروں کی یہ روایات رہی ہیں کہ انتظامیہ ہمیشہ جمہوری اداروں کے سامنے جواب دہ ہوتی ہیں لیکن جناب وزیراعلیٰ صاحب نے اپنے اختیارات کو جس طرح استعمال کرتے ہوئے ایک سیاسی پارٹی کے سامنے انتظامیہ کو جوابدہ بنانے کی کوشش کی ہے ۔ اس سے ایک جمہوری ادارے کے استحکام پر ایک کاری ضرب لگی ہے اور یہ جمہوری اداروں کے استحکام کے منافی اقدام ہیں ۔ میری یہ خواہش نہیں ہے کہ مجھے کسی Anti Corruption کمیٹی میں نامزد کیا جائے ۔ جناب والا ۔ ایک انسان کا کردار سب سے بڑا اختیار ہوتا ہے ۔ اگر ہمارے پاس کردار ہے تو ہم انشاء اللہ اپنے اختیارات خود استعمال کر لیں گے اور اس کے لئے ہم کسی حکمران جماعت کے محتاج نہیں ۔ لیکن ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہم

یہاں اس لئے آئے ہیں کہ ان جمہوری اداروں کو استحکام بخشیں لیکن یہ حکومت ان جمہوری اداروں کے استحکام کو ختم کرنے کی سازش کر رہی ہے۔ میرا تحریک استحقاق پیش کرنے کا مقصد بھی صرف یہ ہے۔ آگے جناب والا۔ آپ کی صوابدید پر منحصر ہے کہ آپ جو چاہیں فیصلہ کریں۔ بہر حال میں نے اپنا مقصد آپ کے سامنے بیان کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: جناب چوہدری غلام رسول صاحب کیا آپ اس کی admissibility پر

*(iv) the matter shall be such as requires the intervention of the Assembly.

(v) the question shall not reflect on the personal conduct of the Governor.

ارشاد فرمائیں گے۔؟

چوہدری غلام رسول: جناب والا۔ جہاں تک اس تحریک استحقاق کا تعلق ہے وہ رول 55 کے مطابق تحریک استحقاق کسی طرح بھی نہیں بنتی۔

Rule 55. The right to raise a question of privillege shall be governed by the following conditions namely :—

(i) the questian shall relate to a privilege granted by the Constitution, any law or rules made undeŕany law ;

(ii) not more than one question shall be raised by the same member at the same sitting ;

(iii) the question shall relate to a specific matter of recent occurrencr.

جناب والا، میری گذارش یہ ہے کہ یہ تحریک استحقاق کسی طرح بھی in order نہیں ہے۔ تو جہاں تک ان کا ممبر ہونے کا استحقاق ہے اس کے متعلق میں یہ عرض کرونگا کہ Justice of Peace بھی حکومت نے بنائے ہوئے ہیں۔ تو Justice of Peace کے سامنے اگر کوئی cognizable offence commit ہو تو He can take action against him. اگر ان کے سامنے کوئی بدعنوانی یا رشوت وصول کرتا ہے تو Justic of Peace کے تحت He has got the

انسدادِ رشوت ستانی کمیٹیوں میں حزب اختلاف کے ارکان کو نمائندگی نہ دینا

Out of order اس لیے ان کا کوئی استحقاق نہیں بنتا لہٰذا اسے right to arrest the man قرار دیا جائے۔ شکریہ۔

جناب محمد صدیق انصاری :- جناب سپیکر۔ یہ صاف ظاہر ہے کہ یہ تحریک استحقاق رول 55 کے تحت نہیں بنتی۔ اس رول کے کسی جز کے تحت بھی نہیں آتی۔ میری بات صرف یہ ہے کہ ہمارے یہ فاضل ممبر کل کو یہ claim نہ کر دیں کہ میں بھی ایم پی اے ہوں اور مجھے چیف منسٹر صاحب نے منسٹر کیوں نہیں بنایا۔ پھر کل کو یہ claim بھی نہ کر دیں کہ ڈپٹی منسٹر کیوں نہیں بنایا۔ اس لئے میری submission یہ ہے کہ میرے فاضل ممبر تحریک استحقاق واپس لے لیں۔

چوہدری محمد رفیق :- جناب سپیکر۔ جناب انصاری صاحب کو ضرور دکھ ہوا ہوگا کہ انہیں منسٹر کیوں نہیں بنایا گیا تھا۔

جناب سپیکر :- کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں ؟

چوہدری محمد رفیق :- نہیں جناب۔ میں اس تحریک کی admissibility پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

Mr. Speaker : Chaudhri Sahib the discussion is closed on admissibility.

چوہدری محمد رفیق :- جناب والا۔ کیا آپ یہ حق بھی مارنا چاہتے ہیں۔ ؟

جناب سپیکر :- اس کی admissibility پر کل فیصلہ دوں گا۔ اگلی تحریک استحقاق جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی ہے۔ (فاضل ممبر تشریف فرما نہیں تھے) دوسری تحریک نمبر 6 بھی مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی ہے۔ تحریک نمبر 7 جناب لالہ مہر لال بھیل صاحب کی ہے۔ (معزز ممبر تشریف فرما نہیں تھے) اگلی تحریک جناب لفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین صاحب کی ہے۔ جی فرمائیے۔

محکمہ تعلیم کے حکام کی جانب سے وزیر اعلیٰ کی طرف سے دی گئی جائز رعایت سے عدم توجہی

لفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین :- جناب سپیکر۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص معاملہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو

اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے بحیثیت رکن اسمبلی اپنے حلقہ کی ایک طالبہ مس راشدہ بیگم کو بی ایڈ میں داخلہ دلوانے کے لیے جناب وزیر اعلیٰ صاحب کو درخواست دی تھی جسے موصوف نے منظور فرماتے ہوئے محکمہ تعلیم کو ہدایات جاری فرمائیں اور محکمہ تعلیم نے بحوالہ چٹھی نمبر (کاپی لف ہے) متعلقہ افسران کو جناب وزیر اعلیٰ کے احکامات پر عمل درآمد کرنے کے لئے حکم دیا۔ اس چٹھی کے سیریل نمبر 13 پر مذکورہ طالبہ کا نام بھی درج ہے۔ ان احکامات کے پیش نظر مذکورہ طالبہ اپنے والد کو ہمراہ لے کر کالج میں داخلہ کے لئے حاضر ہوئی تو کالج کی پرنسپل نے پہلے کچھ دنوں تک تاخیری حربے اختیار کئے اور بعد میں داخلہ دینے سے انکار کر دیا۔ مذکورہ طالبہ اور اس کے والد نے دوبارہ مجھ سے رابطہ قائم کر کے جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے داد رسی کی درخواست کی۔ میں مذکورہ چٹھی لیکر جناب وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں دوبارہ پیش ہوا تو انہوں نے واضح ہدایات بحوالہ چٹھی نمبر (کاپی لف ہے) دیتے ہوئے مذکورہ طالبہ کو داخل کرنے کی ہدایت کی۔ مذکورہ طالبہ کا والد پھر یہ چٹھی لے کر محکمہ تعلیم کے متعلقہ حکام کے ایک ایک دروازہ پر دستک دی لیکن وہ بچی کو داخلہ دلوانے میں کامیاب نہ ہو سکا۔

مذکورہ واضح احکامات اور واقعات کے پیش نظر میں یہ سمجھتا ہوں کہ محکمہ تعلیم کے متعلقہ حکام نے میرے حلقہ نیابت کے ایک انتہائی پسماندہ علاقہ کی ایک طالبہ کو میری درخواست پر قائد ایوان کی طرف سے ایک جائز دی ہوئی رعایت چھین کر نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ مسئلہ کی اہمیت اور متعلقہ حکام کی دانستہ بے حسی اور عدم توجہی اس امر کی متقاضی ہے کہ مناسب کاروائی کے احکامات صادر فرما کر میرا استحقاق اور اس ایوان کا وقار بحال کیا جائے۔

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین): جناب والا۔ اس تحریک استحقاق کی کاپی مجھے ابھی تک مہیا نہیں کی گئی ہے اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر یہ کاپی مجھے مہیا کی جائے تو میں اس کا جواب خوش اسلوبی سے دے سکوں گا۔ اور اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں اس کا جواب تفصیلاً کل دے دوں گا۔

وزیر قانون (راجہ خلق اللہ خان): یہی بہتر ہے گا کیونکہ متعلقہ محکمہ سے منگوائی جانی ہے تاکہ حقائق کا صحیح علم ہو سکے۔

محکمہ تعلیم کے حکام کی جانب سے وزیر اعلیٰ کی طرف سے دی گئی جائز رعایت سے عدم توجہی

جناب سپیکر:۔ کرنل صاحب، آپ کو اس پر کوئی اعتراض تو نہیں اگر اس کو کل تک کے لئے ملتوی کر لیا جائے اور اس سلسلہ میں معزز وزیر تعلیم رپورٹ منگوا لیں۔

جناب کرنل محمد یامین: جناب والا! مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر:۔ تو اسے کل تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

جناب عثمان ابراہیم:۔ جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ طلباء اور طالبات کو جو داخلہ بغیر merit کے دیا جاتا ہے۔ تو کیا اس سے ہزاروں مستحق طلبا اور طالبات کا استحقاق مجروح نہیں ہوتا ہے۔؟

جناب سپیکر:۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ اب ضمنی بجٹ پر بحث ہوگی، اس بحث میں حصہ لینے کے طریقہ کار کے سلسلہ میں میں اپنی طرف سے یہ تجویز پیش کروں گا۔ کہ دس دس منٹ کا وقت میرے خیال میں ضمنی بجٹ پر بحث میں حصہ لینے کے لئے کافی ہوگا، تو جو صاحبان اس ضمنی بجٹ کی بحث میں حصہ لینا چاہیں وہ اپنے اسماء گرامی کی چٹ مجھے بھیج دیں اور آج اور کل کا جو دن آپ پسند کریں، آپ اس میں لکھ دیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود:۔ جناب سپیکر! کیا میرا شمار بھی دس منٹ کے وقت میں ہوگا۔؟

جناب سپیکر:۔ جی نہیں، آپ کا شمار دس منٹ والی لسٹ میں نہیں ہوگا۔

مولوی محمد غیاث الدین:۔ جناب سپیکر! میں نے پندرہ تاریخ کو ایک تحریک استحقاق پیش کی تھی، یہ میرا حق بنتا تھا کہ میری تحریک استحقاق آج ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جاتی۔ شاید اس کی اجازت اس لئے نہیں دی گئی کہ اس تحریک استحقاق کا تعلق رمضان المبارک کے ادب و احترام سے ہے۔

جناب سپیکر:۔ مولانا صاحب، وہ کسی لحاظ سے تحریک استحقاق نہیں بنتی ہے۔ اس سلسلے میں جو بھی آپ کا ارشاد ہے، اس میں میں اپنی طرف سے آپ کی تحریک استحقاق کی روشنی میں، معزز اراکین کی خدمت میں، یہ گزارش پیش کرنا چاہتا ہوں، میرے خیال میں یہی ایک مناسب طریقہ ہوگا اور اس سلسلہ میں میں آج اس اجلاس کے ختم ہونے سے پہلے اپنی گزارش پیش کروں گا۔ اب درخواست ہائے رخصت پیش ہوں گی۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر :- اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گے ۔

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست جناب غلام سرور خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ میں بوجہ بیماری مورخہ 23 اور 24 فروری 1986 کو اجلاس میں شرکت نہ کر سکا۔ ازراہ کرم مذکورہ تواریخ کی رخصت منظور فرمائی جائے ۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے ۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست جناب رفیق حیدر خاں لغاری صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گزارش ہے کہ میرے چچا وفات پا گئے تھے جس کی وجہ سے میں مورخہ 21-2-1986 تا 27-2-1986 اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا ۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے ۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست راؤ مراتب علی خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

I am admitted in the National Institute of Cardio vascular diseases Rafique (HJ) Shaheed Road at Karachi so that I am unable to attend the Ijlass of Punjab Provincial Assembly being held from 10th instant.

It is therefore, requested before the house that the leave till recovery of my health and attendance leave may very kindly be granted.

I shall be highly obliged for it.

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔
(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد الطاف خان صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

چند روز ہوئے میرا اپریشن سروسز ہسپتال لاہور میں ہوا ہے۔ میرے معالج نے میرے چلنے پھرنے پر سخت پابندی لگا دی ہے۔ اس لئے تا صحت رخصت عطا فرمائی جائے ۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے ۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔
(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد یوسف شیخ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

آج مؤرخہ 15 مئی 1986 ضمنی بجٹ کا اہم اجلاس ہے لیکن بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر اس میں شامل ہونے سے قاصر ہوں معذرت خواہ ہوں میری آج کے دن کی رخصت تصور فرمائی جائے ۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے ۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے ۔
(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست مخدوم زادہ سید ابرار حسین شاہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ میں بوجہ بیماری مورخہ 17 فروری 1986 تا 24-2-1986 اجلاس میں شرکت نہ کرسکا۔

براہ کرم ان ایام کی رخصت منظور فرمائی جائے نوازش ہو گی۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست چوہدری محمد اعظم چیمہ صاحب رکن اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

مجھے سخت بخار ہے اس لئے مؤرخہ 15 مئی 1986 کی رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست ملک مختار احمد صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

میں بوجہ علالت 26 اور 27 فروری کو حاضر ہونے سے قاصر ہوں

براہ کرم 2 یوم کی رخصت عنایت فرمائیں۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

ضمنی میزانیہ برائے سال 86-1985 پر عام بحث

جناب سپیکر :۔ صاحبان میرے پاس عام بحث میں حصہ لینے کے لئے جو چٹیں آئی ہیں یہ ساری چٹیں 19 مئی 1986 کے لئے ہیں، ان میں سے آج کے دن کے لئے میں جن حضرات کو مناسب سمجھوں گا، انہیں اظہار خیال کے لئے دعوت دوں گا، کیونکہ اس کے بغیر میرے پاس کوئی اور چارہ کار نہیں ہے۔ تو سب سے پہلے میں مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کو اس بحث کا آغاز کرنے کی دعوت دوں گا۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود :۔ جناب صدر ضمنی میزانیہ اصولاً ایک ایسا بجٹ ہوتا ہے کہ جس کو اضافی بجٹ کہا جاتا ہے۔ اور اس ایوان کو کلی اختیار ہے کہ وہ اپنے صوبے کے اخراجات اور آمدنی پر پورا control رکھے، اور اس کام کے لئے اس ایوان کی ایک Public Accounts Committee بھی بنی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! پنجاب کے موجودہ سال کے ضمنی میزانیہ پر ایک نسبتاً کم ضخیم دستاویز پیش کرنے پر نوجوان وزیر مالیات یا Minister of Finance کو میں مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین) جہاں تک صفحات کا تعلق ہے۔ تو صفحات پچھلے سال بجٹ سے کم ہیں لیکن جہاں تک رقومات کا تعلق ہے، یہ پچھلے سال سے بہت زیادہ ہیں۔ مثلاً گزشتہ سال تو کچھ مجبوریاں تھیں، کہ ریفرنڈم کا خرچ تھا۔ کچھ مارشل لا کی administration کے اخراجات تھے، پھر اس حکومت کا قیام ایسے وقت میں آیا، جبکہ ان کا control بجٹ پر نہیں تھا اور بجٹ پہلے مرتب ہو چکا تھا لہٰذا ہم نے ان وجوہات کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت پر تنقید نہیں کی تھی، لیکن اس سال کا جو بجٹ ہے، اگر اس کی رقوم دیکھی جائیں، تو Items میں خاصہ اضافہ ہوا ہے۔ اور اس کے اعداد و شمار پہلے ضمنی بجٹ سے تقریباً doubIe ہیں یعنی اس دفعہ تقریباً 3 ارب 71 کروڑ 7 لاکھ 25 ہزار چار سو ستر روپے کے مطالبات پیش کئے گئے ہیں۔ تقسیم برصغیر سے پہلے یہ رقم شاید صوبے کے پورے بجٹ کی رقم سے بھی زیادہ ہوتی۔ اور یہ رقم موجودہ سالانہ بجٹ کی رقم کا چوتھا حصہ ہے، یعنی 25 فیصد ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محکمہ خزانہ کا کوئی control محکمہ جات پر نہیں۔ کیونکہ تمام محکمہ جات کو بجٹ کی تیاری سے قبل تین چار ماہ دیئے جاتے ہیں، تاکہ وہ اپنے اخراجات کے تخمینے وزارت خزانہ کو مہیا کر دیں اور ان کی ضرورتوں

کے مطابق وہ بجٹ تجویز ہو کر آتا ہے ۔ جب وہ بجٹ یہ ایوان پاس کرتا ہے تو جو ضمنی بجٹ کی رقومات ہوں وہ temporarily unauthorised یعنی غیر منظور شدہ رقومات تصور کی جاتی ہیں ۔

جناب والا ! یہ نکات جو میں نے اٹھائے ہیں، میں یہ چاہتا ہوں کہ محکمہ فنانس ان پر پورا غور و خوض کرے، تاکہ آئندہ جو بجٹ یہ حکومت پیش کرنے والی ہے، وہ صحیح ہو اور اس میں یہ گنجائش نہیں ہونی چاہیئے کہ آئندہ سال پھر ایک ضمنی بجٹ آجائے ۔ ویسے ضمنی بجٹ ایک کروڑ، دو کروڑ، چار کروڑ دس کروڑ کی حد تک تو ٹھیک ہے، لیکن جہاں معاملہ اربوں تک چلا جائے، وہ ہماری سمجھ سے باہر ہے کہ اس کی justification کیا ہے ۔

جناب والا ! جیسا میں نے عرض کیا ہے کہ پچھلا ضمنی میزانیہ ایک ارب 72 کروڑ 56 لاکھ 21 ہزار 370 روپے کا تھا، اب تین کروڑ سے بڑھ کر کچھ رقم اضافی ہو گئی ہے جو تقریباً double ہے ۔

جناب سپیکر ! میں جناب کی توجہ ضمنی بجٹ کے صفحہ 7 کی طرف دلاؤں گا ۔ اس میں آپ دیکھیں گے کہ جنگلات کے لئے، ایک نئی ٹائپ رائٹر، اور ایک نئی موٹر کے لئے رقم مختص کی گئی ہیں ۔ ان کا کنزرویٹر آف فارسٹ کو پہلے اندازہ ہونا چاہیئے تھا اور یہ ڈیمانڈ سالانہ بجٹ کی بجائے ضمنی بجٹ میں پیش نہیں کی جانی چاہیئے تھی ۔

اس کے بعد میں ڈیمانڈ نمبر 8 کے متعلق عرض کروں گا جو کہ پولیس کے متعلق ہے، پولیس کی ٹرانسپورٹ کی خرید کے لئے ایک کروڑ 80 لاکھ روپے ڈیمانڈ کئے گئے ہیں۔ اسی طرح باقی محکموں میں جہاں کچھ بچتیں ہوئی ہیں ان کا بھی ضمنی بجٹ میں کوئی حوالہ نہیں دیا گیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سالانہ بجٹ شروع ہی سے غلط تیار کیا گیا تھا اور بعض مدات جان بوجھ کر سالانہ بجٹ میں نہیں رکھی گئیں اور بعد میں محکمہ مالیات پر دباؤ ڈال کر ضمنی بجٹ میں منظور کرائی جا رہی ہیں فنانس ڈیپارٹمنٹ کو چاہیئے کہ وہ ان محکموں سے باز پرس کرے کہ سالانہ بجٹ میں ایسے مطالبات کیوں پیش نہیں کئے گئے ۔

جناب والا، میں آپ کی توجہ General Administration کی طرف دلانا چاہتا ہوں، صفحہ 16 پر ایک ڈیمانڈ ہے :

(9) Additional Appropriations to meet anticipated excess.

ضمنی میزانیہ برائے سال ۸۶-۱۹۸۵ برعام بجٹ

اور اس کی explanation صفحہ 20 پر ہے ۔ اس میں 32 لاکھ 57 ہزار 620 روپے کا مطالبہ کیا گیا ہے ۔

An amount of Rs. 32,57,620 is required for the creation of certain posts and purchase of vehicles, typewriters, furniture etc. during the current financial year.

A Supplementary demand of Rs. 32,57,620 is accordingly presented.

اتنی بڑی رقم کس عوض کے لئے رکھی جا رہی ہے ، یہ چیزیں خریدی جا رہی ہیں اس کی justification کیا ہے اس کی وضاحت اس ایوان میں پوری طرح آنی چاہیئے تھی لیکن ایسا نہیں کیا گیا ۔ اس کے بعد اگلی ڈیمانڈ ۔

(6) Additional appropriations to meet anticipated excess — Rs. 74,75,260 (Recurring)

Additional amount of Rs. 74,75,260 is required to meet the additional liability due to revision of Privileges Order of Ministers and Parliamentary Secretaries. The excess is also due to the establishment of Chief Minister's discretionery grant (Utilization) fund during the current financial year.

جناب والا ! میرے پاس رجسٹر موجود ہے کہ پاکستان بننے کے بعد کون کون صدر رہے اور ان کی وزارتیں کیا تھیں یہ میں آپ کو سالانہ بجٹ پر بحث کے دوران پڑھ کر سناؤں گا ۔ لیکن یہ اتنی بڑی کابینہ اور اسی پر کروڑوں روپے کا خرچ اس صوبے کے لئے ناقابل برداشت ہے یہ کروڑوں روپے کہاں سے آئیں گے ؟ عوام کے ٹیکسوں سے آئے گا ۔ اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جب سے پاکستان بنا ہے United Pakistan متحدہ پاکستان کے وزیر اعظم کا اتنا بجٹ نہیں تھا جو آج ہمارے امیر ترین وزیر اعلیٰ کے اپنے سیکریٹریٹ کا خرچ ہے ۔ جو اس ضمنی بجٹ میں پیش کیا گیا ہے ۔ یہ تو اضافی بجٹ کی بات ہے ۔ آگے سالانہ بجٹ میں اللہ کیا کچھ نمودار ہوتا ہے وہ ابھی دیکھنے والی بات ہے اس کے

بعد میں discretionary grants کے متعلق عرض کروں گا۔ کہ جہاں تک مجھے علم ہے کسی چیف منسٹر کو یا پرائم منسٹر کو اتنی discretionary grants نہیں دی گئیں جو ہمارے وزیراعلیٰ پنجاب کو دی جا رہی ہیں پرائم منسٹر کو زیادہ سے زیادہ 5 لاکھ روپے کی گرانٹ دی جاتی ہے۔ اور پنجاب کے صوبائی بجٹ میں زیادہ سے زیادہ ایک ڈیڑھ لاکھ روپے discretionary grants ہوتی تھیں مگر ہمارے نوجوان چیف منسٹر نے اپنے خرچ کے لیے جس کا کوئی حساب اس اسمبلی میں پیش نہیں ہوگا جس کا کوئی حساب اکاؤنٹنٹ جنرل کے پاس نہیں جائے گا discretionary grants کی رقم 30 لاکھ روپے کے قریب رکھی ہے۔ جناب والا یہ اس صوبے کے ساتھ ظلم نہیں ہے تو اور کیا ہے۔ ممبران کو اس فضول خرچی کا احساس نہیں ہے اور یہ کروڑوں اربوں روپے اس طرح خرچ کرنا اور پھر جس طرح سے یہ محکمے تقسیم کیے گئے ہیں اور جسطرح سے مچھلیوں کے لئے علیحدہ اور وائلڈ لائف کے لئے علیحدہ وزیر مقرر کئے گئے ہیں اور وائلڈ لائف کی جائے رہائش کا تعلق ہے تو وہ جنگلات ہیں مگر جنگلات کا محکمہ کسی اور وزیر کے پاس ہے۔ اس طرح سے یہ فضول خرچی فرما رہے ہیں کتنی مچھلیوں کے اضافے سے نفع ہوگا جو اس خرچ کو پورا کرے گا، سور تو رہتے ہیں جنگلوں میں اور جنگل کسی اور وزیر کے پاس ہیں وزیر وائلڈ لائف کا محکمہ جنگلات میں کیا دخل کم از کم ان پر یہ تو مہربانی کی جائے کہ جنگلات تو ان کو دیے جائیں جہاں پر وائلڈ لائف کی آبادی محدود ہے۔

جناب سپیکر صاحب مجھ سے اتفاق فرماتے ہیں یا نہیں لیکن یہ حقیقت ہے کہ اگر جنگلات کا وزیر ان کو منع کر دے تو نہ یہ سور مروا سکتے ہیں اور نہ یہ ہماری فصلیں بچوا سکتے ہیں۔ کم از کم کچھ تو اعتدال پسندی ہونی چاہیے تھی۔ ڈاکٹر صاحب آپ مجھ سے متفق ہوں گے۔ (قہقہے) اس طرح سے کروڑہا روپے کا اسراف میں سمجھتا ہوں کہ صریحاً ناجائز ہے اور جناب وزیراعلیٰ کے سیکرٹریٹ کے خرچ کے متعلق آپ کو بتاؤں تو میرے خیال میں وزیر اعظم جونیجو صاحب مستعفی ہو کر پنجاب کا چیف منسٹر بننا پسند کریں گے اس لیے کہ وزیراعظم کے پاس تو ایک سیکرٹری ہے اور ہمارے وزیراعلیٰ کے پاس چار سیکرٹری ہیں۔ جناب والا مجھے کوئی بھی سابق وزیراعلیٰ ایسا بتا سکیں گے۔ یہاں سیکرٹری صاحب بھی تجربہ کار آدمی بیٹھے ہیں کہ پاکستان بننے کے بعد کسی وزیراعلیٰ کے پاس اس قدر سیکرٹری رہے ہوں۔ کسی بھی

ضمنی میزانیہ برائے سال ۸۶-۱۹۸۵ پر عام بحث

چیف منسٹر کے پاس ایک سیکرٹری (سی - ایس - پی) ایک پرائیویٹ سیکرٹری ایک - پی - اے کے علاوہ کوئی مزید سٹاف نہیں ہوتا تھا۔ جناب سپیکر چیف سیکرٹری بھی انہیں کا سٹاف ہے، سیکرٹری اسٹیبلشمنٹ بھی انہی کا سٹاف ہے، پھر دو دو کوٹھیوں میں فاتر ہیں۔ ایک سی ایس پی۔ سیکرٹری موجود ہے لیکن اس کے ساتھ دو ایڈیشنل سیکرٹری بھی موجود ہیں اور وہ بھی سی۔ ایس۔ پی ہیں اور اس کے علاوہ چار ڈپٹی سیکرٹری بھی موجود ہیں سیکشن آفیسرز اس کے علاوہ ہیں۔ یہ پرائیویٹ آفس اور یہ ادارہ چیف منسٹر نے کیسے قائم کیا ہے۔ آخر کوئی حد ہوتی ہے۔ تین تین چار چار سٹینو رکھے ہوئے ہیں، مجھے وہ کم از کم روز کے dictation کی نوٹ بک بھیج دیں۔ تاکہ میں بھی دیکھوں کہ کتنی محنت ہوئی ہے اور کتنا ان افسروں سے کام لیا گیا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ وزیر اعلیٰ کو یہ اسمبلی اختیار دینا چاہتی ہے کہ وہ اس صوبے کے اخراجات پر اتنے حادی ہوں کہ وہ ایسے اخراجات بھی کرتے رہیں جو فضول خرچی کی مد میں آئیں۔

اس کے بعد جناب والا میں یہ عرض کروں گا کہ کسی زمانے میں بھی چیف منسٹر کا اپنا جہاز نہیں رہا۔ اللہ نے انہیں بڑی دولت دی ہے اس لئے اگر انہیں جہاز رانی کا شوق ہے تو وہ اپنی جیب سے جہاز خرید لیں ورنہ گورنر کا جہاز ہی ہمیشہ چیف منسٹر استعمال کرتا ہے۔ ایک exclusive چیف منسٹر کے لئے جہاز خریدنے کی کیا ضرورت تھی۔ اس طرح کروڑوں روپے ضائع کرنا کس حد تک ٹھیک ہے۔ یہ ایک غریب ملک ہے۔ غریب صوبہ ہے اور اس کے اتنے وسائل نہیں ہیں کہ اس قدر تعیش ہو، اتنے عیش ہوں اور پھر بھی جناب کروڑہا روپیہ مانگا گیا ہے " برائے

Escort duties or services rendered or commodities.

مجھے یہ پتہ نہیں کہ کون سی سروسز render ہوتی ہیں۔ سروسز تو کئی طرح کی ہوتی ہیں۔ خدا نہ کرے کہ یہ کوئی ایسی بات ہو لیکن ایئرکنڈیشنرز پر لاکھوں روپے خرچ کرنا تمام دفاتر کو re-equip کرنا یہ اس صوبے کے ساتھ صریحاً ناانصافی ہے۔

Secret Service Expenditure

جناب! اب میں ڈیمانڈ 8 پر آتا ہوں۔ پولیس کے لئے 30 لاکھ روپیہ recurring ہے جس کی explanation صفحہ نمبر 29 پہ ہے۔ جناب والا اب آپ اس میں دیکھیں کہ اس میں recurring expenditure

2 لاکھ 12 ہزار روپے اور

A sum of Rs. 2,12,000 is required for meeting additional demand of the department during 1985-86.

یہ بجٹ کے جو موجودہ fund ہیں اس سے یہ اضافی funds ہے اور ٹرانسپورٹ کے انہوں نے جو کیا ہے۔ اس میں 6 لاکھ 38 ہزار

Non-recurring is required for the transport again.

جو بھی well equipped police force ہے اس کا کم از کم ضمنی بجٹ میں مطالبہ نہیں کرنا چاہیئے تھا اور اس میں

Augmentation of force in Rawalpindi

کی ہمیں کیا ضرورت تھی وہاں کون سی آفت آگئی ؟ وہاں مرکزی حکومت موجود ہے اور اس کے لئے کیا 2 کروڑ 28 لاکھ مانگنے کا کوئی جواز موجود ہے ۔ ؟ اس کے لئے تو تھا Federal Capital بھی موجود ہے تو وہاں کون سے ایسے واقعات رونما ہوئے ہیں کہ اضافی رقم 2 کروڑ 28 لاکھ مانگ رہے ہیں ۔ اور تین کاریں escort duty اور پروٹوکول کے لئے مانگ رہے ہیں ۔ کیا پہلے وزراء کے لئے escort کاریں ہوتی تھیں ؟ مسٹر سپیکر اس وقت تو آپ بچے ہوں گے اور کالج میں پڑھتے ہوں گے ۔ ہمیں شرم آتی تھی اگر ایک موٹر سائیکل بھی ہماری گاڑی کے آگے ہوتی تھی اور ہم لوگ اپنے پرائیویٹ کاموں کے لئے جھنڈے بند کر کے ذاتی موٹروں میں جاتے تھے ۔ یہ اب عیاشی ہے ۔ حنیف رامے صاحب جو کہ یہاں چیف منسٹر رہ چکے ہیں ۔ اور اس وقت وہ یہاں حاضر نہیں ہیں ۔ اور یہ غیر پارلیمانی چیز ہے جب وہ escort کے عادی ہو گئے تو پھر ان کو ایئرپورٹ سے اترتے ہوئے بھی دقت ہوتی تھی ۔ اور جب وہ چیف منسٹر نہ رہے تو کم از کم 6 یا 8 طلباء کو موٹر سائیکل پر اپنی گاڑی کے آگے لگا لیتے تھے تاکہ انا پوری ہوتی رہے ۔ آپ انسان ہیں ۔ وزیر بن کر بھی آپ انسان رہیں ۔ کیا فائدہ ہے کہ آپ کے آگے جیپیں زوں زوں کرتی ہوئی چلیں ۔ (قہقہے)

جناب یہ escort کاریں غیر مناسب ہیں ۔ کیا آپ کا راستہ صاف نہیں ہوتا یا پولیس موجود نہیں ہوتی ہے ۔ اس لیے ان اخراجات کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ لیکن چونکہ brute majority ہے یہ ضمنی بجٹ تو ضرور پاس ہو گا اور پھر وزیر قانون کے مطابق وزیر

اعلیٰ جو چیف ایگزیکٹو ہیں جو چاہیں کریں اور پھر جو دوسرے وزیر بھی یہی کہتے ہیں کہ ان کے پاس کلی اختیار ہے وہ جو چاہیں کریں جتنا چاہیں خرچ کریں اس کے لئے کسی voting کی ضرورت نہیں ہے۔ جناب والا میں یہ figure بھول گیا تھا جو مجھے اب نظر آئی ہے۔ یہ 14 لاکھ 55 ہزار کا تین escort کاروں کا By the Police Departmen. مطالبہ ہے 14 لاکھ 55 ہزار کوئی تھوڑی رقم نہیں ہے۔ یہ Convertable Cars ہیں۔ جس میں سپاہی رائفلز لے کر بیٹھے ہوئے ہوتے ہیں اس۔ لئے یہ مہنگی ہوتی ہیں جناب اب میں مختصراً طور پر تھوڑا سا ایجوکیشن کی طرف آتا ہوں جہاں اضافی رقم 36 کروڑ 97 لاکھ مانگی گئی ہیں اور اس پر مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہ کچھ ladexation کچھ سکولوں میں اضافے کے لئے ہے لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ دیہاتوں میں تو لوگ چٹائیوں پر بیٹھتے ہیں وہاں فرنیچرز کہاں ہوتا ہے فرنیچرز کہاں سے مہیا ہوتا ہے بعض سکولوں کو تو تنخواہ بھی فرضی دی جاتی ہے۔ بعض گرلز سکولوں میں تو استانیاں بھی نہیں ہوتیں۔ کون اس حقیقت کو تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوگا کہ جتنے بجٹ میں سکول درج ہیں واقعی یہ زمین پر بھی exist کرتے ہیں۔

جناب اب میں آپ کی توجہ صفحہ نمبر 55 ڈیمانڈ 17 کی طرف مبذول کرانا ہوں۔ یہ 16 کروڑ 56 لاکھ 5 ہزار گرانٹ 30 subsidy ہے اور اس کی explanation نہیں ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ وزیر خزانہ جب اپنا جواب دیں تو اس کی explanation ضرور دیں۔ کہ یہ کن اخراجات کے متعلق ہے تاکہ ہم main بجٹ کے وقت اس پر بحث کر سکیں جناب والا ڈیمانڈ نمبر 22 لیجئے اس میں انہوں نے Special Development development programe against Federal grant کے لئے 26 کروڑ 59 لاکھ 48 ہزار کی رقم رکھی ہوئی ہے اور اس کی explanation صفحہ نمبر 85 پر ہے۔ یہ By MNAs development programe ہے۔ یہ بات کئی کروڑوں میں جا پڑتی ہے اور شاید ایک دو ارب میں اور جب میں مدات پڑھوں گا تو یہ اس سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے کاش کہ وزیر مال صاحب کو اور وزیر اعلیٰ کو اس کی سمجھ آتی اور مجھے افسوس یہ ہے کہ آج اس اہم موقع پر جبکہ اسمبلی کا بجٹ اجلاس ہو رہا ہے۔ وزیر خزانہ صاحب تو تشریف لے آئے ہیں لیکن وزیر اعلیٰ صاحب کا نہ ہونا ایوان کی توہین ہے۔ پارلیمانی آداب کا یہ تقاضا ہے کہ بجٹ میں تو کم از

کہ وزیراعلیٰ اپنے بنچ پر ضرور بیٹھیں۔ کیونکہ زیادہ تر تنقید انہیں کی حکومت پر ہوتی ہے۔ اور ان کی اس غفلت سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ انہیں کسی چیز کی پرواہ نہیں کہ کوئی کیا کہتا ہے۔ ہم تو وہی کریں گے جو ہمارا جی چاہتا ہے۔ تو کم از کم سپیکر صاحب آپ ہی ان سے گذارش فرما دیں کہ پارلیمانی practice میں ایسے معاملات پر جب وزیراعلیٰ اظہار خیال فرما رہے ہیں تو ان کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے بنچ پر موجود رہیں اسی طرح حکومت کی پارٹی کا بھی یہ فرض ہے کہ جب بجٹ پر تقریر ہو یا جب میزانیہ پر کوئی تجویز پیش ہو، یا کوئی ملکی مسائل ہوں، وزیراعلیٰ صاحب کا ایوان میں حاضر ہونا بے حد ضروری ہے۔

اب جناب پنجاب کو share out of taxes ملتا ہے۔ اور مجھے اس بات کا خدشہ ہے کہ MNA's اور سینٹرز کے نام پر پنجاب کو جو رقومات دی گئی ہیں یہ اسی حصہ میں سے کاٹی جائیں گی اور پنجاب اپنے جائز حصے اور حق سے محروم ہو جائے گا۔ جناب سپیکر غور فرمائیں اب میں آپ کی توجہ ڈیمانڈ نمبر 23 کی طرف دلاتا ہوں

(1) Loans to Punjab Road Transport Corporation. 11 کروڑ 34 لاکھ روپے

(2) Loans to Punjab Cooperative Consumers Society 10 لاکھ روپے

(3) Loans to Punjab Agriculture Development and Supplies Corporation, 36 کروڑ روپے

(4) Loans to Punjab Seed Corporation. 2 کروڑ روپے

(5) Loans to Faisalabad Development Authority (WASA) 4 کروڑ روپے

(6) Lons to Lahore Development Authority (WASA). 2 کروڑ روپے

یہ کل 56 کروڑ روپے بنتے ہیں۔ جناب والا ان کی وضاحت صفحہ 29 پر درج ہے۔ میں حکومت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ ادارے منافع بخش ادارے ہیں۔ ان کو قرضہ دے کر آپ کو interest بھرنے کی کیا ضرورت ہے؟ ملک میں banks موجود ہیں اور ان کی کارگزاری اچھی طرح سے چل سکتی ہے۔ یہ خود بینک سے قرضہ لیں۔ اپنے آپ کو profitable institution سمجھیں۔ اور اپنی افادیت ثابت کریں ورنہ یہ حکومت پر ناجائز بوجھ ہیں اور جناب سپیکر یہ بھی ملاحظہ فرمائیں آپ کو حیرت ہوگی کہ روڈ ٹرانسپورٹ کو ہر سال کروڑوں کا نقصان ہو رہا ہے۔ اس سال کے دوران میں

۱۱ کروڑ کا نقصان ہوا ہے یہ کروڑ کا نقصان ملک کیونکر برداشت کرے اور پھر ہماری حکومت اس کو مزید 3 کروڑ کا قرضہ دے رہی ہے یہ کیا میزانیہ ہے؟ یہ کیا جواز ہے؟ یہ کیا اخراجات ہیں یہ ہماری سمجھ سے باہر ہیں اگر Privatetransport ٹرانسپورٹ چلا کر لوگ کروڑپتی بن گئے ہیں تو اس محکمہ کو ۱۱ کروڑ کا خسارہ ہونے کے باوجود مزید 3 کروڑ کا قرضہ دینے کی کیا justification ہے جناب سپیکر کم از کم آپ تو ہماری طرف ہمدردی کی نگاہ سے دیکھیں کہ ہم کس عذاب میں مبتلا ہیں۔ عوام پر اتنا بوجھ ڈالنا کس قدر ناانصافی ہے۔ جناب سپیکر۔ آپ ہماری طرف کم از کم مسکرا کر ہی حوصلہ افزائی کر دیا کریں تو وہی ہمارے لیے کافی ہوگا۔

(3) **Loans to Punjab Agriculture Development and Supplies Corporation — Rs. 36m 34, 20,000 (Non.recurring).**

An amount of Rs. 36,34.20,000 has been paid by Federal Government on behalf of Punjab Govrnment for retiring loans taken from commercial banks.

(4) **Loans to Punjab Seed Corporation — Rs. 2,53,54,000 (Non-recurring).**

An amount of Rs. 2,53,54,000 has been paid by the Federal Government on behalf of Punjab Government for retiring loans taken from commercial banks.

(5) **Loans to (Water & Sanistation Agency)/Faisalabad Development Authority Rs. 4.00 00,000 (Non Recurring).**

An amount of Rs4,00.00,000 isrequired for WASA/FDA to make up for the accumulated deficit in their capital which was diverted towards Revenue.

جناب والا! چاہیے بجلی اور پانی کے محکمے انکم ٹیکس اور ایکسائز کے محکمے کی طرح چوٹی کے محکمے ہیں۔ اس میں 40 فیصد حصہ گورنمنٹ کو ملتا ہے اور 60 فیصد حصے کی چوری ہو جاتی ہے۔ وزیر خزانہ اپنے ایکسائز ڈیپارٹمنٹ کو خیرباد کہہ کے اسے اچھے ہاکی پلیئر کے حوالے کر چکے ہیں۔ جن کی بہت بڑی بڑی meeting ہوتی ہیں۔ اگر وہی اس محکمے کی کارکردگی پر کنٹرول کریں تو کم از کم اس نقصان سے تو ہم بچ جائیں گے۔ اگر یہ ایکسائز کی چوری کو روک لیں جو کہ بعد چوری ہوتی ہے۔ اور یہ کبھی کبھی کی بات نہیں ہے۔ اس کے لیے اگر انہیں ثبوت چاہئے

یا انہیں انفارمیشن چاہیئے تو ہم لوگ ان کو اس کا ثبوت دینے کے لئے تیار ہیں ۔ اور اگر وہ خود اس چیز کو دیکھنا چاہیں تو اس سے کروڑوں کا ٹیکس کا اضافہ ہو سکتا ہے مگر ایسا نہ ہو کر وہ غصہ میں مجھ پر ہی الزام لگا دیں ۔

جناب کروڑوں روپے کا قرضہ گندم کی خریداری کے لیے رکھا گیا ہے، جو کہ غلط ہے ٹھیک ہے آپ ملک کے لئے گندم procure کرتے ہیں ۔ سٹوریج لیکن اس کے نظام میں گڑبڑ ہے، اور اس میں کروڑوں روپے کا غبن ہوتا ہے ۔ کروڑوں روپے غلط سٹوریج کی وجہ سے ضائع ہو جاتے ہیں ۔ اس محکمے کی کارکردگی کو ذرا زیادہ بہتر بنانے کی ضرورت ہے ۔

جناب سٹاف کے معاملے میں Irrigation کو لیتا ہوں ۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ سٹاف پہ تو کروڑ ساڑھے روپیہ خرچ ہو رہا ہے ۔ مگر یہ بات زمینداروں کو تو گا معلوم ہے جس کو وزیر آبپاشی نے بجٹ میں حصہ سوالات کے دوران تسلیم بھی کیا تھا ۔ کہ 50 فیصد سے زیادہ سکارپ کے ٹیوب ویل ناکارہ پڑے ہیں اس میں کروڑ ساڑھے روپے establishment کا خرچ ہے ۔ جو رقم ٹیوب ویلوں کے مرمت کے لئے مانگی گئی ہے وہ ۱ لاکھ 13 ہزار روپے تو صرف ایک ٹیوب ویل پہ خرچ ہوگی، اس لئے میرا خیال ہے کہ بجٹ کی یہ تجویز غلط ہے ۔ اور میں وزیر آبپاشی سے درخواست کروں گا کہ وہ دوبارہ اس پہ نظر ثانی کریں ۔ اکروڑ اور کچھ لاکھ سٹاف پہ خرچ ہو رہا ہے ، جبکہ 75 فیصدی ٹیوب ویل بند ہیں ، سٹاف پورا موجود ہے مگر مرمت کے لئے ۱ لاکھ 13 ہزار رکھے گئے ہیں ۔ یہ تو مضحکہ خیز ضمنی بجٹ ہے ۔ اور اس گھنٹی کے بجنے کے بعد میں سوچتا ہوں کہ یہ آپ کی عنایت ہے کہ آپ نے مجھے اتنا وقت دیا ۔ میں مفید باتیں کرتا ہوں کوئی غیر مفید بات نہیں کرتا ۔ اس سے متعلقہ بہت بہت کچھ سیکھیں گے ۔ میں نے کوئی ایسی چیز criticise نہیں کی سوائے اس کے کیبنٹ جو یہاں بیٹھی ہوئی ہے ۔ اور جو وہاں اس رینج تک ختم ہو جایا کرتی تھی ۔ اور پھر وزیر اعلیٰ کے سیکرٹریٹ پر ، وزیر اعظم کے سیکرٹریٹ سے زیادہ خرچ ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے اور ہم اس کے شدید خلاف ہیں ۔

جناب سپیکر : جناب سرفراز صاحب ۔ مسز شاہدہ ملک ۔

مسز شاہدہ ملک : جناب والا ! میں سب سے پہلے تو یہ کہوں گی کہ یہ ضمنی بجٹ ایک غیر ضروری کارروائی ہے ، کیونکہ ایک اچھا وزیر خزانہ اور محکمہ خزانہ اس کے بغیر بخوبی کام چلا سکتا ہے ۔ لیکن وزیر خزانہ نے فرمایا کہ اس کی

ضرورت صرف وہیں جواز رکھتی ہے جہاں یہ ناگزیر ہو۔ جناب والا! مگر ہمارے ملک میں ضمنی بجٹ ایک مسلسل عمل بن گیا ہے۔ جو کسی بھی وزیر خزانہ، کسی بھی محکمہ خزانہ اور وزارت کے لئے کوئی قابل فخر بات نہیں ہے کیونکہ اس کا جواز صرف اس وقت پیدا ہوگا جب قیمتوں میں اضافے کی وجہ سے یا شرح سود بڑھنے کی وجہ سے یا ملازمین کی تنخواہوں اور مراعات کی وجہ سے اخراجات میں کوئی ایسا اضافہ رونما ہو جو گذشتہ بجٹ کے دوران پیش نظر نہ رکھا گیا ہو یا اس وقت اس کی پیشنگوئی نہ کی جاسکی ہو۔ جناب والا! موجودہ ضمنی بجٹ 86-1985 میں علامتی مطالبات زر ہیں جو کہ کل 36 مطالبات زر ہیں جن میں سے گیارہ ایسے ہیں جن کی پیشن گوئی ممکن نہ تھی مگر بہت سے ایسے مطالبات پیش کئے گئے ہیں جن کا تعلق عام بجٹ سے ہونا چاہئے تھا اور جن کو ضمنی بجٹ کی شکل میں اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرنے کا بالکل کوئی جواز نہیں ہے۔ جناب والا سب سے پہلے علامتی مطالبات۔ یہ وہ اخراجات ہیں جو منظور شدہ بجٹ 86-1985 سے پورے کر لئے گئے ہیں اور اس طرح یہ بجٹ کے زمرے میں آتے ہیں۔ جنہیں reappropriation کے طور پر استعمال کرنے کے لئے ایک مد سے دوسری مد میں لگانے کے لئے اس ایوان کی اجازت درکار ہے۔ وزیر خزانہ نے اپنی تقریر میں آخر میں اس کا جواز یوں پیش کیا ہے کہ یہ اقدام ایک سست رو سکیم کے مقابلے میں تیز رو سکیم کی جانب [illegible] مہیا کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں جناب والا کئی سوال پیدا ہوتے ہیں پہلا سوال یہ ہے کہ کیا اس کا مطلب یہ ہے کہ کچھ سست سکیمیں ایسی موجود تھیں جن کے لئے ضرورت سے زیادہ رقم مانگی گئی اور اب اس کو بجٹ کی شکل میں ظاہر کیا جا رہا ہے نمبر ۲ اگر ان سست رو سکیموں کے لئے رقم کی ضرورت کے مطابق منظور کرایا گیا تھا تو وہ رقم پوری کی پوری خرچ کیوں نہ کی جاسکی؟ نمبر ۳ جب نئی مدات پر یہ رقمیں خرچ ہو چکی ہیں جن کی منظوری اب اس معزز ایوان سے لی جا رہی ہے کیا ان میں کچھ ایسی سکیمیں شامل تھی جن کو بجٹ میں شامل کرنے میں تامل تھا اور اس کے لئے ضمنی بجٹ fait accompli کے طور پر پیش کیا گیا ہے جناب والا یہ نئے اخراجات جو بجٹ سے کئے گئے ہیں ان کی کچھ ایسی مثالیں میں پیش کرتی ہوں۔

نئی آسامیاں پیدا کرنا صفحہ نمبر 101۔

چوہدری محمد صدیق سالار: جناب والا! یہ محترمہ تقریر فرما رہی ہیں یا دیکھ کر پڑھ رہی ہیں۔

مسز شاہدہ ملک :- جناب والا! کیا میں اس نوٹس میں facts and figures دیکھ سکتی ہوں کیونکہ میں صفحہ نمبر یاد کر کے نہیں آئی ؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود - (قائد حزب اختلاف) :- ان کو تقریر کرنے کی اجازت دی جائے یہ under the rules بول رہی ہیں اور یہ آئین کے حصص کی تعمیل کر رہی ہیں۔

مسز شاہدہ ملک :- جناب والا یہ بجٹ کا معاملہ ہے اس میں تھوڑی بہت غلطی کی بات معنی رکھتی ہے اس لئے facts and figures کو دیکھ کر پڑھنے کی مجھے اجازت دی جائے۔ یہ ہیئے اخراجات جو بجٹ سے کئے گئے ہیں ان کی کچھ مثالیں پیش کرتی ہوں۔ نئی آسامیاں پیدا کرنا صفحہ نمبر 101 ، الحمرا لائبریری اور آڈیٹوریم کے لئے سامان کی خریداری صفحہ نمبر 101 ڈرامہ کے فن پر تحقیق صفحہ نمبر 101 ، باغ جناح اور برنی گارڈن کو بہتر بنانے کے انتظامات صفحہ نمبر 110 ، جناب والا اگر یہ اخراجات ضروری ہیں تو بھی ان کی فوری ضرورت کی وجہ ہماری سمجھ میں نہیں آتی، جس کے لئے یہ ضمنی بجٹ ناگزیر ہو جاتا، جناب والا اس قسم کی باتوں سے مالی معاملات میں غیر ذمہ داری fiscal irresponsibility بڑھتی ہے یعنی پہلے تو ضرورت سے زیادہ رقم منظور کروانا اور پھر بجٹ کو اپنی من پسند سکیموں پر خرچ کرنا اور وہ بھی اس خیال سے کہ ضمنی بجٹ میں ہم اس کی منظوری لے لیں گے،

میں جناب والا، ضمنی بجٹ کے دوسرے حصے یعنی ان اخراجات کا ذکر کرتی ہوں، جن کی پیشگوئی واقعی نہ ہو سکتی تھی مثلاً سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کی indexation لیکن یہ صرف جناب والا اس سال کے لئے ہی جواز ہے مگر آئندہ برسوں میں عام بجٹ میں اس کا انتظام رکھنا ہوگا۔ اور اسی طرح قیمتوں اور شرح سود میں اضافے کی وجہ سے زائد اخراجات کا بھی انتظام رکھنا ہوگا، جناب والا کتنا اچھا ہوتا کہ بجٹ کی مدات سے ان اخراجات کو پورا کر لیا جاتا اور ضمنی بجٹ کو نہ پیش کیا جاتا۔

تیسرے حصے میں وہ مدآت ہیں جن کو ہر حال میں عام بجٹ ہی میں پیش کرنا چاہیئے تھا اور جو کسی اہمیت کی حامل نہ تھیں اور نہ ہی ان کو 86-1985 میں شامل کرنا ناگزیر تھا۔ مثلاً سرکاری افسروں کے لئے کاروں اور موٹر سائیکلوں کی خرید جو صفحہ 6 اور 7 پر ہے اور جس کی پیشن گوئی بھی ہو سکتی تھی اور اسے 86-1985 یا 87-1986 کے بجٹ میں شامل کیا جا سکتا تھا۔ جناب والا دوسرے اخراجات مثلاً ٹینڈر کے اشتہارات پر خرچ صفحہ نمبر 2 اور 44 ، ٹائپ رائٹرز

کی خرید صفحہ نمبر 7 اور 99، جنگلات میں درختوں کی replacement صفحہ نمبر 7 ، اسمبلی کے لئے قالین پر 76 ہزار روپے صفحہ نمبر 19 ، نئی آسامیاں صفحہ 20 ، 50 اور 52 ، بار ایسوسی ایشن کی لائبریری کو عطیہ صفحہ نمبر 22 ، راولپنڈی پولیس کے لئے سامان کی خریداری پر 66 لاکھ روپے کا خرچ صفحہ نمبر 28 ، سکاؤٹ ریلنگ یوم آزادی کی تقریبات ، تعلیمی اداروں کی up grading اور محکمہ تعلیم میں نئی آسامیاں پیدا کرنے پر خرچ صفحہ نمبر 41 اور 39 ، قائداعظم لائبریری کے لئے ایک کروڑ روپیہ صفحہ نمبر 42 ، مقامی کونسلر اور خاتون کونسلرز کنونشن پر خرچ صفحہ نمبر 59 اپنی جگہ پر جائز تو ہیں لیکن ان کی صحیح جگہ ضمنی بجٹ نہیں بلکہ وہ بجٹ ہے جو کہ وزیر خزانہ نے اس کے بعد پیش کرنا ہے۔

اسی طرح جناب والا اپنے فرائض کی ادائیگی کے دوران مارے جانے والے سرکاری ملازم اور غیر سرکاری ملازم اور سرکاری ملازموں کے بیرون ملک علاج کے لئے بھی خرچ ہونے والے رقوم کا صحیح اندازہ لگا کر بجٹ میں شامل کیا جانا چاہیئے تاکہ ان کے لئے پھر کوئی ضمنی بجٹ بنانے کی ضرورت محسوس نہ ہو کیونکہ ضمنی بجٹ پیش کرنا کوئی قابل تحسین یا قابل فخر عمل نہیں ہے۔ شکریہ!

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر :- جناب مظہر علی گل صاحب۔ نواب زادہ مظفر علی خان صاحب۔

نواب زادہ مظفر علی خان :- جناب والا گزشتہ سال بحث کرتے ہوئے متعدد معزز اراکین نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ جب ضمنی بجٹ پیش کیا جائے تو اس کے ساتھ ایک ایسی سٹیٹمنٹ بھی ہو جس میں یہ بتایا جائے کہ اصل بجٹ میں کس قدر رقوم مختص کی گئی تھیں اور اب ذاتی رقم کس قدر درکار ہے اور اس کی کیا وجوہات ہیں؟ لیکن جب آپ اور ہم اس ضمنی بجٹ کو دیکھتے ہیں تو اس میں اس بات کو بالکل ملحوظ خاطر نہیں رکھا گیا بلکہ اس میں صرف ایک فہرست دے دی گئی ہے اور اس میں ایوان سے یہ توقع کی گئی ہے کہ وہ اس کے اوپر انگوٹھا لگا دیں۔ جناب والا جس طرح کہ محترمہ شاہدہ یاسمین صاحبہ نے فرمایا ہے کہ ضمنی بجٹ اس وقت پیش کرنے کی ضرورت ہوتی ہے کہ جب کوئی ناگزیر واقعات پیش آجائیں یا کوئی unforesseen چیز آجائیں۔ یا اخراجات آجائیں یا جب توقع سے زیادہ آمدن ہو جائے یا خدانخواستہ توقع سے بہت کم آمدن ہو۔ ان

حالات میں ہی بجٹ کو revise کرنے کی ضرورت ہوتی ہے اور ضمنی بجٹ پیش کیا جاتا ہے ہمیں اس ضمنی بجٹ میں وہ وجوہات بالکل نہیں بتائی گئیں جن کی بنا پر یہ ضمنی بجٹ پیش کیا جا رہا ہے ۔

پھر جناب والا میرے خیال کے مطابق ضمنی بجٹ کو پیش کرنے اور اس کی منظوری حاصل کرنے کا یہ وقت بالکل مناسب نہیں ۔ اس کے لئے یہ طریقہ کار ہونا چاہیئے کہ جب تقریباً سال کے چھ ماہ گزر جائیں یعنی دسمبر کے آخر میں اور ہمیں کچھ پتہ چل جائے جو تخمینہ ہم نے لگایا تھا ۔ اس کے مطابق ہمیں یہ توقع ہے کہ آمدن ہوگی یا کمی بیشی ہوگی تو اس کو مدنظر رکھتے اور اس کے مطابق دسمبر کے آخر میں ہم ضمنی بجٹ پیش کریں اور اس کی پہلے سے منظوری حاصل کرنے کے بعد اخراجات کریں ۔ مگر اب تو وہ سب اخراجات ہو چکے ہیں اور ضمنی بجٹ کو پیش کرنا صرف ایک رسمی کارروائی ہی ہے ۔

پھر جناب والا ضمنی بجٹ میں بہت ضروری چیزیں جن کو ہم اگلے سال تک نہیں لے جا سکتے ان کے لئے رقوم مختص کر لی ہوتی ہیں لیکن ہم سے پونے چار ارب روپے کی ڈیمانڈ کی گئی ہے ۔ میں معذرت سے عرض کروں گا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یا تو ہم نے جو اصل بجٹ بنایا تھا وہ ہم بہتر طور پر نہیں بنا سکے تھے ۔ اور یہ ہماری ناقص کارکردگی ہے ایک بجٹ میں بنانے کے بعد ہم ضمنی بجٹ میں چار ارب روپے کی ڈیمانڈ کرتے ہیں ۔

پھر جناب والا اس میں کچھ ایسی چیزیں شامل ہیں جن کو ہم آئندہ بجٹ میں یعنی ۱۹۸۶-87 میں لے جا سکتے تھے اور ان کے لئے یہ ضروری نہیں تھا ۔ ان رقوم کی ضمنی بجٹ میں ہی منظوری حاصل کی جاتی ۔ جناب والا جب ہم ایسا کر رہے ہیں یعنی چار ارب روپے کے ضمنی بجٹ کی منظوری لے رہے ہیں تو میں اس خدشے کا بھی اظہار کروں گا کہ کہیں ہم فوری طور پر کوئی سیاسی مقاصد حاصل کرنے کے لئے سرکاری خزانہ کا بے دریغ ضیاع تو نہیں کر رہے تاکہ بعد میں ہمیں کسی قسم کی پشیمانی یا پریشانی نہ ہو ۔ جناب والا ان حالات کے پیش نظر اس ضمنی بجٹ کو کسی طور پر بھی قابل تحسین قرار نہیں دیا جا سکتا ۔

ضمنی میزانیہ برائے سال ۸۴-۱۹۸۵ء پر عام بحث

میاں محمد افضل حیات :- جناب والا ، جیسا پہلے ذکر ہو چکا ہے ۔ اور میرے کافی فاضل دوست اس کو بار بار دہرا بھی چکے ہیں ۔ کہ ضمنی بجٹ ایک ایمرجنسی بجٹ ہوتا ہے ۔ جس میں ایسی رقوم کی ضرورت ہوتی ہے ۔ جو کسی آفت ناگہانی کی وجہ سے پیش آ جاتے ہیں ۔ یا سال کے دوران ایسے عوامل پیدا ہو جاتے ہیں جب اس رقم کو خرچ کرنے کے علاوہ اور کوئی صورت نظر نہیں آتی ۔ لیکن اس ضمنی بجٹ میں زیادہ زور ایسی مدات پر دیا گیا ہے ۔ جو کہ غیر ضروری ہیں اور جن کا ایمرجنسی سے کوئی تعلق نہیں تھا ۔ کئی ایسی ضروریات موجود اب بھی ہیں جن پر اگر اخراجات کئے جاتے تو ہم ان کو خوش آمدید کہتے اور انہیں welcome کرتے ۔ جیسے کہ آپ دیکھیں گے کہ سکولوں میں خاص طور پر جو دیہاتوں کے سکول ہیں وہ استاد سے محروم ہیں ۔ اور اگر اخراجات اس طریقے سے کئے جاتے کہ وہاں نئے استاد بھرتی کرتے ہیں تاکہ بچوں کا سال ضائع نہ ہو تو ہم اس کو خوش آمدید کہتے ۔ یا ڈاکٹروں کی کمی تھی اور مریضوں کی دیکھ بھال کے لئے ان کے علاج کے لئے ڈاکٹروں کو بھرتی کرنا فوری طور پر ضروری تھا ہم کہتے کہ یہ بھی ٹھیک ہے ۔ لیکن یہ ضمنی بجٹ یا تو میلوں ٹھیلوں کا بجٹ ہے یا فضول خرچی کا ۔ یہاں پر ایک کروڑ 42 لاکھ روپے ہارس شو کے لئے رکھے گئے ہیں جو کہ پہلے سے ایک planned چیز ہے ۔ کیونکہ ہمیشہ سے یہ میلہ ایک self sustaining function رہا ہے لیکن اس دفعہ اس پر ایک کروڑ 42 لاکھ روپے کا اضافی خرچ کیا گیا ہے ۔

رانا پھول محمد خان :- پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب والا میں جناب کی وساطت سے ڈپٹی لیڈر آپوزیشن کو بتانا چاہتا ہوں کہ جب بھی یہ میلہ ہوتا ہے تو کسی نہ کسی کا سر لیتا ہے ۔ اب شاید یہ سپیکر قومی اسمبلی کا لے رہا ہے ۔ کیونکہ یہ کبھی خیر سے نہیں گذرا ۔

میاں محمد افضل حیات :- جناب والا اس دفعہ شاید یہ ہمارا سر لے رہا ہے ۔ ان فضول خرچیوں کی وجہ سے ۔

جناب والا :- دوسری طرف 4 کروڑ سے زائد کی کاریں خرید ی گئیں ۔ جس کے لئے یقیناً مزید چھ مہینے انتظار کیا جا سکتا تھا ۔ حکومت نے (7) سات مرلہ سکیم جیسے بڑے پراجیکٹ کے لئے تو صرف ۱۰ کروڑ روپے رکھے ہیں جبکہ پانچ کروڑ کی صرف کاریں ہیں ۔ جیسے کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ یہ ایک فضول خرچی ہے اگر اسے جنرل ایڈمنسٹریشن کی مد کے علاوہ ایک نئی مد میں شامل کر دیا جاتا جو کہ فضول خرچی کی مد ہے تو اس میں یہ سب چیزیں عائد کی جا سکتی تھیں ۔

جناب والا۔ ہمارا سب سے اہم شعبہ زراعت ہے۔ لیکن زراعت میں کوئی ایمرجنسی پیش نہیں، اور اس میں اضافی رقم نہیں رکھی گئی۔ یہی حال محکمہ آبپاشی کا ہے۔ اس کی ڈویلپمنٹ کے لئے کسی قسم کا کوئی expenditure نہیں رکھا گیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ محکمہ آبپاشی میں سب سے ضروری چیز سیم اور تھور کا مسئلہ ہے۔ اگر سیم اور تھور کا مسئلہ حل نہ ہو تو نہ ہی ہماری سڑکیں قائم رہ سکتی ہیں۔ نہ عمارتیں قائم رہ سکتی ہیں۔ نہ سکولوں اور ہسپتال کی عمارتیں قائم رہ سکتی ہیں۔ اگر اس بجٹ میں سیم اور تھور کے لئے بھی رقم رکھی جاتی۔ اور حکومت اس کی اہمیت کو تسلیم کرتی ہے تو چونکہ یہ ایک ایسا کام ہے جو کہ ضروری ہونا چاہئے۔ اس لئے ہم اس کو ضرور خوش آمدید کہتے۔ لیکن جہاں پر عوام کی سہولتوں اور ان کی بہبود کا سوال ہے تو اس کے لئے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی۔ لیکن دوسری طرف luxury items یا آسائش و تعیش کے سامان کے یہ رقومات بے تحاشا مختص کی گئی ہیں۔

جناب والا میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ کسی ایک وقت کی بات نہیں ہے اور اس لئے میں کسی ذات پر حملہ نہیں کر رہا۔ مقصد یہ ہے کہ اگر یہ رقومات رکھنی ہیں تو یہ سالانہ بجٹ میں آنی چاہئیں۔ دوسرے یہ کہ اس طرح ایک نظام چل پڑے گا اور ہمیشہ کے لئے یہ فضول خرچیاں ہر بجٹ میں شامل ہوتی رہیں گی۔ اس لئے ضروری ہے کہ ان کو بند کیا جائے تاکہ کم از کم آئندہ کے لئے ان کو روکا جا سکے۔ اگر ایک دفعہ ایسا بجٹ پیش ہو گیا۔ اور پاس ہو گیا جس میں اتنی luxury items ہیں تو پھر یہ ایک ایسا رواج بن جائے گا۔ جس کی مستقبل میں کوئی روک تھام نہیں ہو سکے گی۔ اور ہمیشہ اسکا حوالہ دے کر کہا جائے گا کہ اتنی رقوم ان items پر خرچ ہو سکتی ہیں۔

جناب والا میری دوسری گزارش یہ ہے کہ ہمیشہ سے یہ طریقہ رہا ہے کہ مرکزی بجٹ کے بعد صوبائی بجٹ پیش کئے جاتے ہیں کیونکہ وہ ہمیشہ صوبائی بجٹوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ وہ جو قانون بناتے ہیں یا گرانٹ دیتے ہیں وہ صوبائی بجٹوں میں خرچ ہوتی ہیں۔ اگر سالانہ بجٹ پہلے آئے اور اس کے بعد صوبائی بجٹ آئے تو اس کے اوپر صحیح قسم کی بحث و تمحیص ہو سکتی ہے لیکن ادھر صورت حال یہ ہے کہ ہم پہلے صوبائی بجٹ منظور کر رہے ہیں اور اس کے بعد سالانہ بجٹ آئے گا اور جو سالانہ بجٹ کے اثرات صوبے پر پڑیں گے اس کے متعلق ہمیں کوئی پتا نہیں ہوگا۔ اس کا علاج آخر میں یہ ہوگا کہ سال کے آخر میں ایک بہت لمبا چوڑا ضمنی بجٹ ہمارے سامنے آ جائے گا۔

اور اس میں بہانہ صرف یہ بنایا جائے گا کہ چونکہ مرکز نے یہ کام کئے ہیں ، جیسا کہ اس ضمنی بجٹ میں بھی بار بار یہ کہا گیا ہے کہ ہمیں کئی اخراجات مرکز کی وجہ سے کرنا پڑ رہے ہیں۔ پھر تو یہ جواز اور بھی زیادہ اس لئے پیش آئے گا کیونکہ ہم پہلی دفعہ/صوبائی بجٹ مرکزی بجٹ سے پہلے منظور کر رہے ہیں۔ دوسری صوبائی حکومتیں بھی یہ کام نہیں کر رہی ہیں جو کہ پنجاب میں ہو رہا ہے۔ معلوم نہیں، اتنی جلدی کیوں کی گئی ہے اور ہمیشہ بجٹ اجلاس شروع ہونے کی اطلاع پندرہ بیس دن پہلے دی جاتی ہے۔ لیکن اس دفعہ ایمرجنسی کے طور پر صرف سات دن کے نوٹس پر یہ اجلاس شروع کیا گیا ہے اور وہ بھی اس وقت کہ جب کسان اور زمین دار بھائی اپنی فصلوں کو کاشت کر رہے ہیں اور پھر روزوں کا مہینہ بھی ہے۔ جتنے ممبر صاحبان یہاں تشریف لائے ہیں اور جو زمیندار ہیں اور خود کاشتکاری کرتے ہیں وہ سب اس سے پریشان ہیں۔ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس اجلاس کو ملتوی کر کے روزوں کے بعد رکھا جائے تاکہ سب پوری یکسوئی کے ساتھ اس میں حصہ لے سکیں اور اس کے اوپر گل درآمد کرا سکیں۔ شکریہ

رانا پھول محمد خان : جناب سپیکر، میری گزارش ہے کہ گو بجٹ اجلاس کے دوران کوئی اور چیز آ تو نہیں سکتی۔ لیکن اگر صوبے یا ملک کے حالات ایسے ہوں کہ کوئی چیز ضروری محسوس ہو تو وہ آ جانی چاہئے۔ گو میں وقت کے بعد بات کر رہا ہوں، کیونکہ مجھے بخار تھا۔ کلرکوں کی ہڑتال کے متعلق میری بھی ایک تحریک التوائے کار تھی جس کی وجہ سے صوبے میں نظم و نسق/تباہ ہو رہا ہے اور اس کو نقصان پہنچ رہا ہے۔ اگر آپ اپنے خصوصی اختیارات استعمال کرتے ہوئے اس کو زیر بحث لانے کی اجازت فرما دیں تو اس سے اس بجٹ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا، کیونکہ اس میں کوئی خاص بات نہیں ہے۔ لینے دینے کے سر پر خاک ڈالو، کیونکہ محبت بڑی چیز ہے۔ یہ تو منظور ہو ہی جائے گا، کیونکہ اس میں کچھ ہے یا نہیں ہے۔ اگر جناب آپ اس پر غور فرمائیں اور اپنے خصوصی اختیارات استعمال میں لائیں تو یہ بہتر ہوگا اور اس طرح صوبے کا؟

جناب سپیکر : آپ ضمنی بجٹ پر بحث کے دوران ان سب معاملات کو لے سکتے ہیں کیونکہ قواعد کے مطابق سالانہ بجٹ یا ضمنی بجٹ پر عام بحث کے روز تحاریک التوائے کار کو نہیں لیا جا سکتا۔ جی صاحب! آپ ضمنی بجٹ پر کچھ کہنا چاہیں گے؟

(چوہدری نعیم حسین چٹھہ) : جی ہاں، میں صرف دو تین منٹ لوں گا۔ جناب والا

میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے ضمنی بجٹ پر اپنے خیالات کے اظہار کے لیے مجھے وقت عنایت کیا۔ دوسرے مقررین اور فاضل ممبران نے اختصار کے ساتھ اس کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی ہے۔ تو میں ان کی تائید اور حمایت میں مزید عرض کرنا چاہتا ہوں کہ گو وزیر خزانہ جواں سال مخدوم صاحب نے شروع ہی میں اپنی تقریر میں کہا کہ میں صرف انہی مدات کو زیر بحث لانا چاہتا ہوں جو ناگزیر قسم کی ہیں۔ لیکن شاید انہوں نے یہ بات رسماً کہی۔ جیسا کہ مقررین نے تفصیل کے ساتھ اس پر روشنی ڈالی ہے تو محسوس یہ ہوتا ہے کہ کسی قسم کے کوئی ناگزیر حالات موجود نہ تھے جن کے لئے وہ ضمنی بجٹ پیش کرتے۔ بہر حال یہ ایک رسم بن چکی ہے جس کو پورا کرنے کے لیے انہوں نے یہ ضمنی بجٹ پیش کیا ہے جو کہ خاصی بڑی مقدار اور روپوں میں ہے۔ جناب والا، میں اس ضمن میں یہ عرض کروں گا کہ محکمہ پولیس کے لئے مزید کافی رقم مانگی گئی ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں کہ لاء اینڈ آرڈر کے لئے شاید ضروری ہوگی۔ لیکن اس غریب ملک کے غریب عوام کے ٹیکسوں سے وصول شدہ رقم کا ضیاع محض اس لئے کر دیا جائے کہ یہ ضروری ہے۔ اور پھر ان اخراجات پر کڑی نظر نہ رکھی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی اپنے فرائض منصبی سے غفلت برتنے کے مترادف ہے۔ اتنی بڑی رقم دینے اور جدید آلات سے مسلح کرنے کے باوجود صوبے میں امن و امان کی حالت ناگفتہ بہ ہے۔ کسی کی عزت، جان اور مال محفوظ نہیں۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ جرائم میں بے پناہ اضافہ ہو رہا ہے۔ حکومت کی یہ بنیادی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ شہریوں کے جان و مال کا تحفظ کرے لیکن حکومت اس میں ناکام رہی ہے۔ میں اس بڑے بنیادی مسئلے کی طرف خاص طور پر حکومت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ وہ اپنے اس فرض کی ادائیگی کو اولیت دے۔ اور اسے پہلی فرصت میں امن و امان کی طرف خاص طور پر غور کرنا چاہیئے۔ کیونکہ محض پولیس کو زیادہ سے زیادہ پیسے دینے، یا زیادہ سے زیادہ کاریں اور زیادہ سے زیادہ تیز رفتار وھیکلز اور وائرلسوں سے مسلح کرنے سے ہی لاء اینڈ آرڈر نافذ نہیں ہو جاتا۔ بہر حال میں یہ سمجھتا ہوں کہ پیسے دینے کے ساتھ ساتھ ان اخراجات کی افادیت کے بارے میں تسلی کرنا بھی حکومت کے فرائض میں شامل ہے۔ اخراجات پر بھی انہیں لازماً نظر رکھنی چاہیئے۔ ہمارا ملک ایک زرعی ملک ہے اور اس میں آبپاشی اور سکارپ ٹیوب ویل ایک بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ لیکن جیسا کہ میرے فاضل محترم دوست نے فرمایا ہے کہ بہت سے ٹیوب ویل بند پڑے ہیں اور اس سے معاشی حالت

خراب ہو رہی ہے ۔ یہ ٹھیک ہے کہ اللہ کے فضل وکرم سے گندم کی فصل اچھی آ رہی ہے کیونکہ اس میں آب پاشی کے لئے اتنا وافر پانی درکار نہیں ہوتا ۔ کافی لوگوں کے پاس اپنا بھی انتظام بھی ہے جس سے وہ پانی کی کمی کو حل کر لیتے ہیں۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہمیں اس مسئلے پر کوئی غور نہیں کرنا چاہیئے ۔ میں جس ضلع سے تعلق رکھتا ہوں، اس کی زیادہ تر معیشت کا انحصار ٹیوب ویلوں اور سکارپ پر ہے ۔ جناب والا ، میں آپ کو یقین سے بتا سکتا ہوں اس میں سے تقریباً پچاس فی صد ٹیوب ویل بند پڑے ہیں اور ان کے لئے ناگزیر طور پر مزید رقم کی ڈیمانڈ کرنی چاہیئے تھی ۔ لیکن اس طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی جبکہ غلط اور بلا وجہ اخراجات کی طرف زیادہ توجہ دی گئی ہے اسی ضمن میں ایک اور گزارش میں آپ کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں کہ جناب چودھری محمد اقبال وزیر آبپاشی سے پہلے جناب رائے عبدالرزاق صاحب وزیر آب پاشی تھے ۔ انہوں نے میری درخواست پر نورانہ راجباہ کا ہیڈ جو اپر گوگیرہ سے نکلتا ہے ، جا کر بنفس نفیس دیکھا اور آٹھ دس دیہاتوں کی زبوں حالی اور پریشان معیشت کا بنفس نفیس جائزہ لیا اور ہیڈ شفٹ کرنے کے لئے کہا ۔ کیونکہ تجزیہ یہ ہے کہ اپر گوگیرہ برانچ کی پانی کی سطح جب گر جاتی ہے تو وہ راجباہ پانی لینا بند کر دیتا ہے جس سے نو دس دیہاتوں کی معیشت خراب ہوتی ہے اور وہ پانی سے محروم رہتے ہوئے اپنی فصلوں سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں ۔ اس مسئلے سے بہت سے لوگوں کی معیشت وابستہ تھی لیکن اس کے لیے جو بجٹ بنایا گیا وہ محض تیس لاکھ روپے کا تھا اور اس کے لئے اس وقت کے وزیر آب پاشی سے مطالبہ بھی کیا ۔ لیکن انہوں نے کہا کہ ضمنی بجٹ میں یا اگلے بجٹ میں پیسہ دیا جائے گا ۔ لیکن اس قسم کی ضروری چیز کے لئے ، جو ناگزیر بھی تھی ، اس ضمنی بجٹ میں کوئی پیسہ نہیں مانگا گیا میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان غریب عوام کے ساتھ ناانصافی ہے ۔ اگر اس قسم کی ناگزیر چیزوں کے لیے پیسہ مانگا جاتا تو حق بجانب بھی ہوتا ۔

جناب والا ، اب تیسرے نمبر پر میں محکمہ تعلیم کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ اور وہ یہ ہے کہ اکثر دیہاتوں کے خاص طور پر پرائمری سکولوں میں اساتذہ کرام (مرد اور خواتین) موقع پر تشریف نہیں لاتے ۔ تعیناتی تو ہر جگہ ہوتی ہیں لیکن کوئی شنوائی نہیں اور کوئی پرسان حال نہیں ۔ والدین بے چارے پریشان رہتے ہیں کہ ان کے بچے آوارہ پھر کر ضائع ہو رہے لیکن اس کے باوجود انتظامیہ اس قدر مفلوج اور بے بس نظر آتی ہے کہ وہ کہہ دیتی ہے کہ آدمی لگایا ہوا تو ہے ۔ تو آپ کوئی اور آدمی بتا دیں ۔ کوئی اور لگا دیتے ہیں ۔ لیکن یہ اس مسئلے

کا کوئی حل نہیں اس پر اتنا وافر پیسہ خرچ کیا جا رہا ہے لیکن اس کی کسی قسم کی کوئی افادیت نظر نہیں آ رہی۔ جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے، حکومت کے لیے پیسہ دینے کے ساتھ ساتھ اس کے صحیح مصرف کی نگرانی کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ اور انہیں زیادہ مستعدی اور خلوص کے ساتھ اس کی نگرانی بھی کرنی ہو گی۔ بجائے اس کے کہ مزید نئے سکول کھولے جائیں، بہتر ہو گا کہ پہلے سکولوں کے معیار کو بہتر کیا جائے اور وہاں اساتذہ کی تعداد کو پورا کیا جائے اور اس طرح والدین کو اس پریشانی سے نجات دلائی جائے جس سے مجبور ہو کر وہ دن رات authorities کے پاس جاتے ہیں اور پھر بھی ان کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ نئے سکول کھولنے سے پہلے پنجاب میں جو پرائمری سکول ہیں ان کو عمارتیں مہیا کرنا زیادہ ضروری ہے۔ محکمہ تعلیم کا بنیادی خرچ پرائمری سکولوں کی عمارتوں کی تعمیر پر زیادہ سے زیادہ ہونا چاہیئے۔ یہ ضمنی بجٹ کافی حد تک ٹھیک ہے۔ لیکن اس کی افادیت، اس پر عمل درآمد اور محکموں کی کارکردگی کے متعلق بھی حکومت کو ذرا غور کرنا چاہیئے اور اس پر سنجیدگی کے ساتھ نظر رکھنی چاہیئے۔ السلام علیکم۔

جناب سپیکر: مجھے جتنی چٹیں موصول ہیں ان پر ۱۹ تاریخ کو بحث میں حصہ لینے کے لئے درج ہے۔ تو اس کے لئے طریقہ کار یہی ہو سکتا ہے کہ یا تو ان کو میں فرداً فرداً آج ہی بحث میں حصہ لینے کے لئے دعوت دوں اور یا پھر آپ میں سے جن صاحبان کی چٹیں میرے پاس نہیں آئی ہیں اور ان میں سے جو صاحبان آج بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنی خواہش کا اظہار فرمائیں۔

رانا پھول محمد خان: میں بھی حاضر ہوں۔

جناب سپیکر: جناب رانا صاحب

رانا پھول محمد خان: جناب والا! کسی صوبے کی حکومت کے کاروبار کو چلانے کے لئے ضمنی بجٹ بھی ضرورت کے مطابق پیش کیا جانا ضروری ہوتا ہے۔ جیسا کہ وزیر خزانہ صاحب نے ضمنی بجٹ پیش کر کے ضروریات کو پورا کرنے کے لئے ایک مد سے دوسری میں رقم منتقل کر کے اپنے اخراجات کو پورا کرنے کے لئے اور اپنے ان ترقیاتی کاموں کو خاص طور پر کاروں وغیرہ کی ضروریات کو پورا کرنے کے لئے بجٹ میں اہتمام کیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس صوبے میں بلکہ اس ملک میں سب سے زیادہ با اعتماد محنتی اور

وہی دار طبقہ کلرک ہے ۔ یعنی خفیہ سے خفیہ فائل وزرا صاحبان بھی جناب بھی افسران بھی ان کلرکوں کے سپرد کرتے ہیں مگر ان کے نان و نفقہ کے لیے اس ضمنی بجٹ میں کوئی گنجائش نہ رکھی گئی یا وجود اس کے کہ وہ بھوک سے مر رہے ہیں ۔ ایک قیدی پر 13 روپے خرچ آتے ہیں ۔ لیکن ایک جونیئر کلرک کو کیا ملتا ہے ؟ صرف 520 روپے بنیادی تنخواہ ملتی ہے ۔ جبکہ جناب والا ایک مزدور بھی 35 روپے روز کماتا ہے ۔ یہ ہڑتال 15 دن سے جاری ہے ۔ لیکن آج تک حکومت نے اس کی طرف کوئی دھیان نہیں دیا اس لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ شاید یہ سارا معاملہ صوبائی حکومت کے دائرہ اختیار میں نہیں ہے ۔ سکیل اور گریڈ کا معاملہ مرکزی حکومت سے تعلق رکھتا ہے اور چونکہ وزیر اعلیٰ صاحب تشریف نہیں رکھتے ۔ اس لئے ان کی جگہ جو بھی سینئر منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں میں جناب کی وساطت سے ان کی خدمت میں یہ عرض کرونگا کہ اسکا صحیح حل ڈھونڈنے کے لئے حکومت کو پوری کوشش کرنی چاہیئے ۔ اگرچہ آپ نے کے تدبر کی وجہ سے اسمبلی کا عملہ ایسا فعل تو نہیں کر سکتا ، خدانخواستہ اگر اسمبلی کے عملے نے بھی ہڑتال میں شمولیت اختیار کرلی تو پھر ہمارا یہاں بیٹھنا بھی ممکن نہ ہوگا اس لیے میں یہ ضروری سمجھتا ہوں کہ اس کا حل تلاش کرنے کے لئے حکومت کو بالخصوص وائیں صاحب کو خاص توجہ دینی چاہیئے ۔ کیونکہ مسلم لیگ کی حکومت ہے اگر مسلم لیگ کی حکومت عوام کی بہتری کے لئے چھوٹے بڑے ہر طبقے کو یکساں سہولتیں دینے کے لئے بنی ہے ۔ کیونکہ اس نے پاکستان حاصل کیا ہے اس لئے میری تجویز یہ ہے کہ وہ آج ہی ایک کمیٹی تشکیل دیں یا وزیر اعلیٰ صاحب خود کمیٹی تشکیل دیں جو یہ رپورٹ تیار کرے کہ ہمیں ایک قرارداد کے ذریعے مرکزی حکومت سے یہ مطالبہ کرے کہ ان کے نمائندگان سے گفت و شنید کے ذریعے اس کو حل کرے چونکہ ایسے معاملات کو گفت و شنید سے حل کرنا سیاسی حکومت کے لیے ضروری ہے ۔ کسی چیز کو ڈنڈوں سے حل نہیں کیا جا سکتا اور نہ برخاستگی سے حل کیا جا سکتا ہے اس لئے یہ ضروری ہے کہ ایک کمیٹی تشکیل دیں ۔ جو کلرک ایسوسی ایشن کے نمائندگان سے گفت و شنید کرے اور ٹھنڈے دل سے ان کے مطالبات سنے ۔ اور اس کی مرکزی حکومت کو سفارش کریں ۔ ان گریڈوں میں اور ان سکیلوں میں اضافہ اس طریقہ سے ہی کیا جا سکتا ہے اس کے لئے آپ کے سامنے میں ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ سندھ کی حکومت نے اپنے کلریکل سٹاف کے لیے ساڑھے چار روپے فی گھنٹہ زائد الاؤنس سے زائد وقت کام کرنے کا مقرر کیا ہے ۔ اس لیے اوور ٹائم کے لئے ہمیں بھی فوری طور پر

یہ اعلان کر دینا چاہیئے کہ سندھ کے برابر اپنے کلریکل سٹاف کو اس صوبے میں بھی ساڑھے چار روپے فی گھنٹہ ہم ادا کریں گے اور چونکہ یہ معاملہ صوبائی حکومت کے اختیار میں ہے اس لئے انہیں اس سے گریز نہیں کرنا چاہیئے۔ سندھ کے کلرک ہمارے کلرکوں سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا اور ہمارے کلرک ان سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتے کیونکہ پاکستان کے تمام شہریوں کے حقوق برابر ہیں۔ یہاں یہ کہا جاتا ہے کہ پنجاب کھا گیا جبکہ میں کہتا ہوں پنجاب لٹ گیا ہے پنجاب کے کلرکوں، مزدوروں وزیروں کو کسی کو وہ مراعات حاصل نہیں، جو دوسر صوبے والوں کو ہیں۔ حالانکہ دوسرا ملازمت کے طبقات کو بھی سندھ بلوچستان اور سرحد میں زیادہ رعائتیں دی گئیں ہیں لیکن ہمیں پتہ نہیں کہ وہ کیوں تنگدستی یا تنگ دلی سے کام لے رہے ہیں اور ہمیں خوشحال صوبہ کہا جاتا ہے اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ ایک کمیٹی بنائی جائے جو ان سے گفت و شنید کرے اور صوبے میں اس ہڑتال کو اور اس قسم کے رجحانات کو روکنے کے لئے کوشش کرے ہمارے لئے یہ اور ضروری ہے۔ مجھے قوی امید ہے کہ ان کے لئے یہ اوور ٹائم کے لئے ساڑھے چار روپے فی گھنٹہ مقرر کر دیں گے۔ اس لیے انہیں بھی سندھ کی طرح آج یہ اعلان کرنا چاہیئے اس سے کلریکل سٹاف میں ایک خوشی کی لہر دوڑی جائے گی، اور ان میں ایک نیا جذبہ پیدا ہوگا۔ اور وہ محنت سے کام کریں گے۔ کیونکہ ان سے زیادہ وفادار کوئی طبقہ نہیں، وہ ملک کے خفیہ رازوں کی فائلیں بھی اپنے پاس رکھتے ہیں۔ اور اس کو ضائع نہیں کرتے جیسا کہ آپ جانتے ہیں وہ وزراء صاحبان پرائیویٹ سیکرٹریوں، PAs اور دوسرے تمام کے تمام آنے والوں کے ساتھ اسی طرح وفاداری کا ثبوت دیتے ہیں۔ جیسے کہ جانے والوں کے ساتھ دیتے تھے۔ اس لئے ان سے زیادہ وفادار طبقہ اور مہیا نہیں ہو سکتا، اس لئے میری یہ گذارش ہے اور پھر دو گذارش ہے بلکہ میں کہتا ہوں کہ انسانیت کے نام پر میں اپنی صوبائی حکومت سے یہ رحم کی اپیل کرتا ہوں کہ ایک کمیٹی مقرر کر کے تین دن کے اندر ان سے گفت شنید کے بعد ایک قرارداد مرکزی حکومت کو بھیجے، میں صرف اس سلسلے میں اتنا ہی عرض کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔

چوہدری محمد صدیق سالار: جناب والا ضمنی بجٹ ہر حکومت اپنا ہمیشہ وقت میں پیش کرتی آئی ہے۔ اور شاید ایسا چلتا رہے اس لیے کہ پورے سال کے اخراجات کہیں زیادہ اور کہیں یعنی کم کسی مد میں کم اور کسی مد میں زیادہ ہو جاتے ہیں اور اس کے لیے

ضمنی میزانیہ برائے سال ۸۶-۱۹۸۵ پر عام بحث

حکومت ضمنی بجٹ پیش کرتی ہے۔ میں اس بجٹ کو بہت اعلیٰ قرار دیتا ہوں۔ اس میں ہر اسکیم کے لئے دس کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اور میں وزیر خزانہ سے یہ توقع رکھوں گا کہ دیہی آبادیوں میں آباد کاری کے لئے اس دس کروڑ کی رقم میں اضافہ کیا جائے تاکہ دیہاتوں میں زیادہ سے زیادہ رقم خرچ کر کے آبادکاری کی جائے اس میں یہ بات بھی ملحوظ خاطر رکھی گئی ہے۔ جس کو میرے فاضل دوست نے کہا کہ میلہ جات اگرچہ دیہی آبادیوں میں میلے پہلے بھی ہوا کرتے تھے جو دیہات سدھار کے نام پر ہوتے ہیں۔ دیہاتوں میں جانوروں کی نمائش دیہاتی آبادیوں میں کبڈی اور فٹ بال کے مقابلوں کا اہتمام کر کے حکومت نے صحت مند ماحول پیدا کرنے کے لیے کوشش کی ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ آپ حیران ہوں گے کہ اس دفعہ گندم کے بھاؤ میں بھی اور خریداری میں بھی اضافہ کیا گیا ہے اور اس کو خریدنے کے ہدف کو 20 لاکھ ٹن سے 21 لاکھ ٹن کیا گیا ہے اس پر بھی رقم خرچ کی جا رہی ہے تو اس کے لئے حکومت کے اس پیش کئے ہوئے ضمنی بجٹ کی تائید کرتے ہوئے میں یہ عرض کروں گا کہ میرے ملک کا ایک کلرک طبقہ بھی ہے جس کے لئے جناب رانا صاحب نے بھی کہا ہے اور یہ پورے ملک کا مسئلہ ہے۔ حکومت پنجاب اور حکومت پاکستان کو ان کے مسائل کو اپنے بجٹ کے وسائل طے کرنا چاہیئے نہ کہ کسی سے ڈر کر بلکہ انہیں ملک کا ایک حصہ سمجھتے ہوئے ان کی جائز ضروریات کو پورا کرنا چاہیئے۔

آخر میں وزیر خزانہ سے یہ توقع رکھتا ہوں کہ انہوں نے اپنے بجٹ کے اندر جو پولیس کی بات کی ہے وہ بھی سنیں۔ کہتے ہیں کہ پولیس کے لئے بجٹ کے اندر سات کروڑ روپیہ کیوں رکھا گیا ہے۔؟ آپ کے دیہات میں جو تھانہ ہے اس میں جب ایک دیہاتی اپنی چوری کی رپٹ درج کرانے کے لئے پہنچتا ہے تو پولیس کے پاس وہاں بیل گاڑی بھی نہیں ہوتی، جس میں وہ چور کا پیچھا کر سکے۔ جبکہ اس زمانے میں ڈاکو تیز رفتار کاروں پر ڈکیتیاں کر رہے ہیں، بد دیانتی موجود ہے۔ چوریاں بھی ہو رہی ہیں۔ اور شاید بڑے سے بڑے لوگ ان کی پشت پناہی کر رہے ہیں۔ تو جب تک پولیس کے پاس وائرلیس سیٹ اور تیز رفتار چلنے والی گاڑیاں مجرموں سے بہتر نہیں ہوں گی اس وقت تک پولیس سے اچھی توقعات رکھنا بھی مناسب نہیں ہے۔ ہاں پولیس کی کارکردگی پر نظر رکھی جائے۔ ان کی کوتاہیوں پر بھی نظر رکھی جائے۔ جہاں جہاں وہ زیادتیاں کرتے ہیں وہاں بھی نظر رکھی جائے۔ نگران کے جائز

مطالبات ملنے چاہئیں۔ اور انہیں مطلوبہ سامان مہیا کیا جانا چاہیئے۔

جناب والا۔ اس طرح ٹرانسپورٹ کا مسئلہ ہے۔ میں بہت خوش ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بہترین وزیر ٹرانسپورٹ کو دیا ہے۔ جو اس کی طرف توجہ کر رہا ہے۔ ٹرانسپورٹ کے الجھے ہوئے حالات انہیں وراثت میں ملے ہیں، لیکن پھر بھی اگر آپ شہروں سے دیہاتوں اور قصبوں تک بہترین ٹرانسپورٹ مہیا نہیں کریں گے تو یہ الجھے ہوئے حالات جوں کے توں رہیں گے۔ وہ ٹرانسپورٹ یا بسیں جو خراب پڑی ہیں۔ انہیں درست حالت میں لانے کے لیے اگر آپ پرزہ جات خرید کر انہیں ٹھیک نہیں کریں گے تو تین لاکھ روپے کی بس بیس ہزار روپے میں پرزوں کی وجہ سے بے کار پڑی رہے گی۔ لہٰذا یہ ضروری ہے کہ بجٹ میں انہیں زیادہ سے زیادہ رقم دی جائے تاکہ بے کار بسوں کے لئے سامان لایا جا سکے اور جو بسیں ناکارہ ہو چکی ہیں ان کو نیلام کر دیا جائے تاکہ وہ روز بروز مزید خراب نہ ہوتی چلی جائیں۔

جناب والا۔ میں آخر میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ سبھی لوگ اپنے صوبے کے حالات سے واقف ہیں۔ جہاں جہاں بھی کمزوریاں ہیں ہم نے آپ سے اور حکومت سے مل کر انہیں رفع کرنا ہے۔ حکومت کے پاس الہ دین کا چراغ نہیں ہے کہ وہ جہاں دکھائے اور جو جی چاہے کر دے۔ حکومت کی نظر میں حکومت کا دل اور حکومت کی آنکھ ایم پی اے حضرات ہیں۔ یہی حضرات جب کوئی بات حکومت تک پہنچائیں گے تو انشاء اللہ حکومت کے تمام وزراء ان کی آواز کو سنتے ہوئے اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر:۔ جناب چودھری گل نواز خان صاحب۔

چودھری گل نواز خان (وزیر): جناب سپیکر۔ میں نے بجٹ کو توسٹڈی نہیں کیا اس لئے میں نے 19 تاریخ لکھی تھی لیکن میں آپ کے حکم اور ارشاد کے مطابق جو کچھ میرے دل میں ہے وہ کہہ دیتا ہوں۔ میرے کئی معزز ممبران نے ضمنی بجٹ کے متعلق فرمایا ہے ضمنی بجٹ میونسپلیٹوں میں بھی ہوتا ہے۔ لوکل باڈیز میں بھی ہوتا ہے اور اسمبلیوں میں بھی ہوتا ہے اور یہ کوئی اچنبے کی بات نہیں ہے۔ میرے محترم بزرگ مخدوم صاحب تشریف لے گئے ہیں۔ ورنہ میں انہیں بتاتا کہ کئی ایک حکومتیں بنی ہیں جن میں ضمنی بجٹ ذاتی اغراض کے لئے بنائے جاتے تھے اس لئے یہ ضمنی بجٹ کوئی اچنبے کی بات نہیں ہے۔ اعتراض وہ ہونا چاہیئے جو جائز ہو۔ (اس مرحلہ پر مخدوم زادہ سید حسن محمود ہاؤس کے اندر تشریف لے آئے) ۔ وہ آ گئے ہیں تو بات

~~کر ہی لیتے ہیں ۔ جناب والا ۔ فی الوقت میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ۹۰ فیصد ممبران زراعت~~ سے تعلق رکھتے ہیں (اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے) مجھے بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ وہ ضمنی بجٹ بناتے ہیں ۔ انہیں بنانے چاہئیں ۔ یہ قابل ستائش بات ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ گورنمنٹ عوام کے لئے کچھ خرچ کر رہی ہیں اور خرچ کرنا چاہئے ۔ یہ کوئی لالے کی دکان نہیں ہے ۔ کہ سرمایا بچا کے ہی رکھے ۔ اسے لوگوں کی بہتری کے لئے خرچ کریں ۔ کیونکہ یہ تو اچھی بات ہے ۔ لیکن اس میں زمیندار کے لئے ایک پائی بھی نہیں رکھی ۔ آپ کہتے ہیں کہ چینی مہنگی ہو گئی ہے ۔ نایاب ہو گئی ہے اور چینی باہر سے منگوا رہے ہیں ۔ زمیندار کو گنے کی قیمت کیوں نہیں زیادہ دی جاتی ؟ گندم باہر سے امپورٹ کی جاتی ہے ۔ گندم کی قیمت زمیندار کو کیوں نہیں زیادہ دی جاتی ؟ میں اس لئے نہیں کہہ رہا کہ میں ایک زمیندار ہوں ۔ بلکہ اس لئے کہہ رہا ہوں کیونکہ ہمارے ملک اور پنجاب کی معیشت کا انحصار زراعت پر ہے ۔ ان ممبر صاحبان کی اکثریت زراعت پیشہ ہیں اور ان کا ذریعہ معاش زراعت ہے ۔ ان حالات میں ان کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے بجٹ میں خاص رقم مختص کی جائے ۔ تاکہ سیم کا بندوبست ہو سکے ۔ پانی کا مناسب انتظام ہو سکے ۔ کئی ایک ایسے زمیندار ہیں ۔ جن کی زمینوں کے لئے ابھی تک انہار کا پانی میسر نہیں ۔ نہریں ہیں ۔ لیکن موگے نہیں دیئے گئے ٹیل پر پانی نہیں ۔ میں چوہدری اقبال صاحب سے امید کرتا ہوں ۔ چونکہ خود بھی زمیندار ہیں انشاء اللہ ہماری تکالیف رفع کریں گے ۔ جناب والا ۔ ہمارے کئی بزرگ کہہ گئے ہیں کہ کالاباغ ڈیم بننا ہی نہیں چاہیئے جبکہ اس پر پنجاب کی بجلی اور پانی کا انحصار ہے ۔ لہٰذا اس کے لئے ضمنی بجٹ میں گنجائش رکھیں ۔ جناب میری استدعا ہے اور میں نے بار ہا سفارش کی ہے کہ اس پنجاب میں کوئی ضلع نہیں جس سے دریا نہ گذرتا ہو ۔ اور اس ضلع کی زمین برد نہ ہوتی ہو ۔ یا تباہی نہ ہوتی ہو ۔ اور گاؤں برباد نہ ہوتے ہوں ۔ آپ زمیندار کو چھوڑیں ۔ دوسرے تمام انسان جو گاؤں میں رہتے ہیں ان کے پاس نہ زمین رہتی ہے اور نہ مکان رہتا ہے ۔ نہ ہی ان کا کوئی ذریعہ معاش ہوتا ہے جس سے وہ روٹی کما سکے ۔ مجھے بڑا افسوس ہے کہ اس ضمنی بجٹ میں برد کے لئے ایک پائی بھی نہیں رکھی گئی ۔ یہ بے انصافی ہے ۔ دریا جو زمین برد کرتا ہے اور جو بیچارے لوگ بے گھر ہوتے ہیں ان کے پاس نہ صرف زمین رہتی ہے نہ مکان رہتے ہیں اور نہ ہی کوئی ذریعہ معاش ہوتا ہے

وہ بیچارے سامان سر پر اٹھا کر اپنے رشتہ داروں کے پاس دھکے کھاتے پھرتے ہیں۔ منسٹر صاحب تو چلے گئے ہیں اور وہ شاید گھبرا کر چل دیتے ہیں بہر حال میں استدعا کروں گا کہ آئندہ بجٹ آرہا ہے اس میں خدا کے لئے زمین بردی کے لئے کچھ تو رقم رکھیں! اور رقبہ بھی رکھیں اور وہ دریا جو زمینوں کو تباہ کر رہے ہیں ان کے پانی کے راستے کو درست کیا جائے اور ان پر بند باندھے جائیں۔ ٹھوکریں بنائی جائیں تاکہ وہ غریب زمیندار، اور دیہاتی جو وہاں رہتے ہیں بچ سکیں۔ اور اپنے گھروں میں آباد ہو سکیں وہ زمین بچے گی تو ان میں جنگلات بھی لگ سکتے ہیں۔ اور وہ زمین کارآمد ہو سکتی ہے۔ لیکن اس وقت کیا ہے کہ زمین ضائع ہے اور ریت ہی ریت پڑی ہے۔ اس لئے میں استدعا کروں گا کہ بجٹ کی تفصیلیں تو میں نے سن لی ہیں اور پڑھی بھی ہیں اور میرے کئی عزیز ایسے ہیں، جنہیں وزارت نہیں ملی اور وہ بجٹ کے خلاف بول رہے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن زمیندار کے لئے، جن کے یہاں 75 فیصد ممبر ہیں ان کی بہتری کے لئے بجٹ میں مزید کچھ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ ہم اپنے ان بھائیوں کی نمائندگی کرتے ہیں جنہیں یہ تکالیف پہنچ رہی ہیں۔ السلام و علیکم۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ میاں محمد اسحاق صاحب۔

میاں محمد اسحاق:۔ جناب والا۔ میں کل تقریر کروں گا۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ:۔ جناب والا۔ میری استدعا ہے اور انشاءاللہ سارے ہاؤس کی بھی یہی استدعا ہے کہ میں وزیر بھائیوں، مشیر بھائیوں اور دیگر صاحبان کو وہ موٹریں دی جائیں جو اس ملک میں بنتی ہیں۔ یعنی ان کو سوزوکی کاریں دی جائیں تاکہ وہ اس میں گھومیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ چوہدری صاحب تشریف رکھیں۔

رانا پھول محمد خان:۔ چوہدری صاحب نے وزیروں کو جو اپنا بھائی کہا ہے یہ درست نہیں ہے، کیونکہ ان میں کئی ان کے بزرگ ہیں، کئی برخوردار بھی ہیں اس لیے سارے بھائی نہیں ہو سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ انہوں نے مسلمان ہونے کے ناطے سے بھائی کہا ہے۔

چوہدری گل نواز وڑائچ:۔ جناب والا، رانا صاحب تو کسی کے بھائی نہیں ہیں، لیکن

میرے تو سب بھائی ہیں اور مسلم لیگی بھائی ہیں، کیوں کہ میں ہر بھائی کے لئے قربانی دینے کے لئے تیار ہوں، اور میں نے اب ان کے خلاف کچھ نہیں کہنا ہے کیوں کہ یہ میرے دوست ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چوہدری غلام رسول۔

چوہدری غلام رسول: جناب سپیکر، میں بہت مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے تقریر کا موقع فراہم کیا ہے۔ تو میں سب سے پہلے یہ کہوں گا اور میرے دوستوں نے پہلے بھی ذکر کیا ہے، کہ یہ ضمنی بجٹ کوئی نئی بات نہیں ہیں۔ ہر سال، ہر حکومت میں ضمنی بجٹ پیش ہوتے ہیں اس لئے یہ بھی ضرورت کے تحت پیش کیا گیا ہے۔ جہاں تک اس میں ہماری دیہاتی آبادی کا تعلق ہے، تو اس میں ہمارے بہت سے مسائل کو نظر انداز کیا گیا ہے، مثلاً ہمارے جتنے دیہات ہیں اور وہاں پر جتنے پرائمری سکول ہیں، طلباء اور طالبات کے لئے ان کی عمارتیں تقریباً گر چکی ہیں، اور ان کے لئے بالکل کوئی funds مہیا نہیں کئے گئے ہیں۔ اس طرح سیم اور تھور کے لئے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی ہے اس کے علاوہ جو چھوٹی چھوٹی رابطہ سڑکیں ہیں، ان کے لئے بھی بہت تھوڑی رقم رکھی گئی ہے۔ جہاں تک کینال ڈیپارٹمنٹ اور اریگیشن کا تعلق ہے، تو اس میں کھالوں کی اصلاح بہت لازمی ہے، کیونکہ کھالوں میں بہت سارا پانی ضائع ہو جاتا ہے، اصلاح کھال کا پروگرام گورنمنٹ نے شروع کیا تھا۔ بہت سے علاقوں میں اس کی تکمیل ہو چکی ہے اور بہت سے علاقوں میں اس کا کام شروع ہے۔ مگر ہماری تحصیل پھالیہ میں اس کا کام نہایت سست رفتاری سے ہو رہا ہے اور اس کے لئے اس بجٹ میں مزید کوئی رقم نہیں رکھی گئی ہے۔ ہماری تحصیل پھالیہ تقریباً canal irrigated area (نہری علاقہ) ہے اور اس میں پانی کا ضیاع بہت ہو رہا، مثلاً نہروں کی نگرانی نہیں ہو رہی ہے، اور راجباہ ٹوٹے ہوئے ہیں، ان میں کاغذی کارروائی اور فرضی کارروائی ڈال کر وصول کر لئے جاتے ہیں۔ اور پانی کی کوئی نگرانی نہیں ہو رہی ہے جگہ جگہ کھال ٹوٹے پڑے ہوئے ہیں۔ اور اس میں ان لوگوں کے ناحق چالان کر دیئے جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ میں یہ گزارش کروں گا کہ دیہاتی ڈسپنسریوں اور ہسپتالوں کے لئے بھی کوئی رقم نہیں رکھی گئی ہے۔ وہاں پر نہ تو ادویات ملتی ہیں، اور نہ ڈاکٹر ہیں، اگر کسی ہسپتال میں ڈاکٹر ہے تو لیڈی ڈاکٹر نہیں، اور اگر لیڈی ڈاکٹر ہے تو ڈاکٹر نہیں، اور یہ زیادتی ہے اور اس لئے ان دیہاتی

شفاخانوں کے لئے بھی رقم رکھنی چاہیئے تھی، جہاں تک ہمارے فاضل دوست مخدوم زادہ صاحب نے اپنی تقریر کے شروع میں چیف منسٹر صاحب کے عملہ پر، ان کے دفتر پر اور ان کی کارکردگی پر اعتراض کیا تھا تو میں ان سے یہ گزارش کروں گا اگر وہ یہاں پر تشریف فرماہیں، کہ گزشتہ چالیس سال کا موازنہ کرکے کہا ہے کہ گزشتہ چالیس سالوں میں اتنا خرچہ نہیں ہوا ہے۔ تو میں ان کی توجہ اس امر پر دلانا چاہتا ہوں کہ پچھلے چالیس سالوں میں دیہاتوں میں اتنی ڈیویلپمنٹ کا بھی کام نہیں ہوا ہے جتنا کہ ایک سال میں اس حکومت نے کیا ہے میں یہ بات دعوے سے کہتا ہوں کہ ہمارے اس دیہاتی ایریا میں نہ ہی رابطہ سڑکیں تھیں، اور نہ یہ سکولز کی up gradation اور نہ ہسپتال اور ڈسپنسریاں تھیں اور کہیں بھی اتنا کام نہیں ہوا تھا۔ جتنا کام چالیس سال کا اس ایک سال میں اس منتخب حکومت نے کیا ہے آپ پیپلز پارٹی کا پانچ سالہ دور دیکھیں، کہ اس میں کسی طرح کی کوئی بھی ڈیویلپمنٹ نہیں ہوئی، اس حکومت نے جتنا زیادہ کام کیا ہے۔ تو اس کے لئے عملہ کی ضرورت تھی جہاں تک مخدوم زادہ صاحب نے کہا ہے کہ انہوں نے زیادہ سٹاف رکھا ہوا ہے۔ تو پہلی حکومتوں کا کوئی رابطہ ہی دیہاتی عوام سے نہیں تھا۔ اور نہ ہی وہاں کوئی کام ہو رہا تھا۔ تو میں جناب والا دوبارہ یہی گزارش کروں گا کہ اب تو یہ بجٹ بن گیا ہے، اور اس نے تو پاس ہونا ہی ہوتا ہے جناب والا اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ آئندہ جو فائنل بجٹ یا ضمنی بجٹ آئے اس میں ٹیوب ویل، اصلاح کھال، دیہاتوں کے سکولوں کی مرمت، دیہاتی شفاخانوں اور ہسپتال کے لئے ادویات کی فراہمی اور ان کے لیے سٹاف کی فراہمی یا مکمل کرنا اور سیم اور تھور کے لئے رقوم فراہم کرنا وغیرہ جو کہ بہت اہم چیزیں ہیں کے لئے رقوم ضرور مختص کئے جائیں 80 فیصد دیہاتی آبادی ہے، ممبر ہمارے ممبرز بھی 80 فیصد دیہاتی ہیں اور ہم تمام ممبران حضرات ہر بجٹ کے وقت تقاریر بھی کرتے ہیں۔ لیکن پتہ نہیں کیوں ان کو کوئی importance (اہمیت) نہیں دی جاتی ہے۔ اور پھر اس طرح سے بجٹ جوں کا توں ہی بن جاتا ہے۔ اور ہمارے جو دیہاتی مسائل ہیں وہ ویسے کے ویسے رہ جاتے ہیں، تو میں ان الفاظ کے ساتھ شکریہ ادا کرتا ہوں۔

(جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا منظور احمد چنیوٹی۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا میں مولانا سے آپ کی وساطت سے بڑے

ضمنی میزانیہ برائے سال ۸۶-۱۹۸۵ پر عام بحث

ادب سے کہوں گا۔ کہ وہ بھی روشنی ڈالیں کہ آیا ضمنی بجٹ شریعت کے مطابق ہے یا خلاف

مولانا منظور احمد چنیوٹی :۔ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین

اما بعد . . . .) جناب سپیکر! میں پہلی گذارش تو یہ کروں گا کہ گذشتہ سال بھی ضمنی بجٹ انگریزی میں پیش کیا گیا تھا۔ اور ہم لوگ جو کہ انگریزی نہیں جانتے ہیں۔ ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری قومی زبان جو کہ اردو ہے، اس میں کارروائی کی جائے۔ پچھلی دفعہ یہ وعدہ کیا گیا تھا کہ آئندہ بجٹ اردو میں پیش کیا جائے گا۔ لیکن میں نہایت افسوس سے یہ عرض کروں گا کہ یہ وعدہ پورا نہیں کیا گیا اور اب یہ ضمنی بجٹ پھر انگلش میں پیش کیا گیا ہے۔ جو کہ ہم لوگ نہیں سمجھ سکتے ہیں تو کیا اس پر عمل درآمد ہوگا یا نہیں ہوگا؟ یا ہم ہر سال اسی طرح بات کرتے رہیں گے اور آپ ہر سال اسی طرح انگریزی میں پیش کرتے رہیں گے۔ جب آپ کی اکثریت اردو جانتی ہے، ہماری قومی زبان اردو ہے اور آپ کی اسمبلی کی کارروائی اردو میں ہوتی ہے تو بجٹ اردو میں کیوں نہیں پیش کیا جاتا؟ میں گذارش کروں گا کہ آئندہ جو دوسرا سالانہ بجٹ آ رہا ہے وہ اردو میں پیش کیا جائے اور آئندہ سے اس کا اہتمام کیا جائے کہ یہ ساری کارروائی اردو میں پیش کی جائے۔ جو انگریزی کا زیادہ شوق رکھتے ہیں، ان کو آپ انگریزی کی کاپی دے دیں، لیکن تمام کارروائی اردو میں ہونی چاہیے۔

دوسری گذارش میں یہ کروں گا کہ شاید آپ کے تاریخوں کے حساب سے گذشتہ سال بھی اجلاس رمضان میں ہوا تھا اور اب بھی رمضان میں اجلاس ہو رہا ہے اس لئے آپ رمضان کا پورا پورا احترام کرائیں۔ جو کہ ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ہے ہمارا یہ ایک معزز ایوان ہے اور یہ تمام منتخب نمائندے ہیں۔ ملک کے اندر احترام رمضان کا آرڈیننس موجود ہے اور ایک غریب آدمی اگر اس کی خلاف ورزی کرتا ہے تو اس کو پکڑ کر جیل میں بھیج دیا جاتا ہے۔ لیکن معزز ارکان احترام رمضان نہیں کرتے ہیں اور یہاں پر سگریٹ چل رہے ہیں۔ پانی چل رہا ہے، کیفے ٹیریا چل رہا ہے تو اس سے بہتر ہے کہ آپ اس اجلاس کو بجائے رمضان المبارک میں کرنے کے یا رمضان سے پہلے کر لیں، یا رمضان کے بعد کر لیا کریں۔ یہ دو تین رمضان ابھی آئیں گے آپ کے اس سیزن میں، تو اس کے لئے بہتر یہ ہی ہے کہ آپ یا تو اجلاس رمضان المبارک سے پہلے طلب کیا کریں۔ یا رمضان کے بعد، اگر آپ اس میں احترام نہیں کر سکتے ہیں

یا نہیں کرا سکتے ہیں۔ دوسری تجویز یہ ہے کہ اگر آپ رمضان سے قبل یا بعد میں نہیں کر سکتے ہیں اور اس میں آپ کو کوئی دقت ہے کیونکہ یہ کوئی قرآنی صحیفہ نہیں ہے کہ اس کے لئے تاریخیں مئی کے اندر ہی ہونی چاہئیں، اس لئے یہ آگے پیچھے بھی ہو سکتی ہیں۔ لیکن اگر یہ ضروری ہے تو پھر بجائے دن کے آپ رات کو یہ اجلاس رکھا کریں، تاکہ کم از کم دن میں جو بے احترامی اور بے حرمتی ہوتی ہے اس سے ہم بچ جائیں گے، جنرل بحث میں ہم ہر بات کر سکتے ہیں،

تیسری بات یہ ہے کہ یہ بجٹ جیسا کہ فاضل اراکین اس پر اظہار خیال کر چکے ہیں اربوں تک پہنچ گیا ہے۔ اور یہ بات ہماری سمجھ سے بالاتر ہے، اگر کچھ اخراجات ضروری ہیں تو وہ تو ہو سکتے ہیں۔ یہ بجٹ میری سمجھ سے بالاتر ہے، کیونکہ اتنی کثیر رقومات رکھی گئی ہیں لیکن امن وعامہ کا مسئلہ ابتر سے ابتر ہوتا جا رہا ہے۔ پورے ملک کے اندر اور خاص طور پر ہمارے پنجاب کے اندر ڈکیتی، چوری اغواء کی وارداتوں میں روز بروز اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔ رشوت کی لعنت جو کہ ہمارے معاشرے کا ناسور بن چکا ہے اس پر جتنی بھی تجاویز پیش ہوتی ہیں ان تجاویز پر تو پتہ نہیں عمل ہوتا ہے یا نہیں ہوتا لیکن رشوت دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ مرض بڑھتا گیا۔ جوں جوں دوا کی والا معاملہ بنا ہوا ہے۔ ابھی آپ نے انسداد رشوت ستانی کے لئے کمیٹیاں بنائی ہیں اور ان کمیٹیوں میں سوائے ان ممبران کے جو مسلم لیگ کا فارم پُر کر چکے ہیں کے علاوہ کسی کو ان کمیٹیوں میں شامل نہیں کیا گیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ ہم لوگ بھی عوامی نمائندے ہیں اور ہم وہ لوگ ہیں جن کی ساری زندگی رشوت خور افسروں کے خلاف جہاد کرنے گزر گئی ہے۔ نہ آج تک کسی کو پیسہ دیا ہے اور نہ ہی کسی کو پیسہ دینے دیا ہے بلکہ رشوت دی ہوئی واپس کروائی ہے اس لئے ہم لوگ تو نااہل ہیں، شودر ہو گئے ہیں ہم میں سے کسی کو بھی جس نے مسلم لیگ کا فارم پُر نہیں کیا۔ انسداد رشوت ستانی کی کمیٹیوں میں نہیں رکھا گیا اور میں نام لئے بغیر یہ دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ایسے ممبران بھی ہیں جو رشوت لیتے دیتے رہتے تھے لیکن اب وہ انسداد رشوت کمیٹیوں اور محاسبہ کمیٹیوں اور سربراہ بنا دیئے گئے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بھی بہت بڑی زیادتی ہے (قطع کلامیاں)

میاں ممتاز متیانہ: جناب والا! مولانا صاحب اپنے آپ کو سب سے

بہتر مسلمان سمجھتے ہیں. یعنی ان جیسا یہاں پر کوئی ایسا ممبر موجود نہیں ہے ۔ مولانا صاحب ہمیں بتائیں کہ کونسے ایسے ممبران ہیں جو رشوت لیتے اور دیتے ہیں۔ ورنہ مولانا صاحب اپنے الفاظ واپس لیں ۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ متیانہ صاحب آپ تشریف رکھیں ۔

مولانا صاحب آپ برائے کرم ضمنی بجٹ کے متعلق اپنے ارشادات فرمائیں اور غیر متعلقہ باتیں نہ کریں ۔ باقی باتیں سالانہ بجٹ کے موقع پر عام بحث میں کریں کیونکہ یہ ضمنی بجٹ ہے اور آپ ضمنی بجٹ تک ہی محدود رہیں ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی:۔ جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو نے اجازت دی تھی کہ ہم اس ضمنی بجٹ پر عام بحث کے دوران اپنے مسائل پیش کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ یہ ضمنی بجٹ ہے اور آپ ضمنی بجٹ کے متعلق جو کچھ کہنا چاہتے ہیں وہ فرمائیں ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی:۔ جناب والا میں آخری بات کے لئے اجازت چاہوں گا۔ جیسا کہ رانا پھول محمد خان نے یہ مسئلہ پیش کیا ہے اور یہ مسئلہ ہمارے صوبے اور یہ ملک کا اہم مسئلہ ہے۔ اور وہ کلرکوں کا مسئلہ ہے ۔ جناب والا ہمارے تمام ضروری کام ٹھپ پڑے ہوئے ہیں ہم جس دفتر میں جاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ کلرک ہڑتال پر ہیں ، بڑے بڑے اہم کام رکے پڑے ہیں اور کوئی کام نہیں ہو رہا۔ جسطرح ڈاکٹروں نے ہڑتال کی تھی اور معاملہ بڑھتے بڑھتے یہاں اسمبلی تک پہنچ گیا تھا اور سارا کٹائی ہوئی ۔ اس لیے ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس مسئلہ کو فوری طور پر حل کیا جائے اور ابھی اس مسئلے کے لئے کمیٹی بنائی جائے اور اس مسئلے کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے ۔ اس کے ساتھ ہی میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ شکریہ ۔ چوہدری محمد صدیق ۔

چوہدری محمد صدیق :- بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط
میرے دوستو بزرگو ۔ خواتین و حضرات ۔ السلام علیکم
جناب والا! میں آپ کے سامنے بات یہ کروں گا کہ جس وقت ہم حلف اٹھاتے ہیں تو خدا تعالیٰ کو ہم ہاتھ دیتے ہیں کہ ملک کے قوم اور عوام کے خیر خواہ رہیں گے۔ یہ پتہ نہیں چلتا کہ کیوں کوئی کسی کی لات کھینچ رہا ہے اور کوئی کسی کی ٹانگ کھینچ رہا ہے؟

رانا پھول محمد خان :- جناب والا معزز رکن اردو بول رہے یا پنجابی بول رہے ہیں؟

چوہدری محمد صدیق :- اردو ہے یا پنجابی رانا صاحب آپ اسے تسلیم کریں

جناب ڈپٹی سپیکر :- آرڈر پلیز ۔ چوہدری صاحب جس زبان میں بھی بات کرنا چاہتے ہیں ۔ براہ کرم آپ انہیں بات کرنے دیں ۔

چوہدری محمد صدیق :- جناب والا بات یہ ہے کہ ہم دیکھتے ہیں کہ کوئی کسی جگہ کھس کھس کر رہا ہے اور کوئی کسی جگہ کھس کھس کر رہا ہے ۔ (قہقہے) ۔
کہ وزیر اعلیٰ کی کیسے ٹانگ کھینچی جائے ۔ یا فلاں وزیر کی ٹانگ کیسے کھینچی جائے ۔ پہلے آپ اپنے گریبان میں تو جھانکیں کہ آپ خود کیا شے ہیں؟
اس کے بعد میں یہ عرض کروں گا کہ جب ایک پیر کو ہم ہاتھ دے دیتے ہیں تو پھر دوسرے پیر کو ہم تسلیم نہیں کر سکتے ۔ جب ہم نے خدا کو ہاتھ دے دیا ہے تو پھر خدا تعالیٰ ہمیں پوچھے گا ۔ کہ آپ نے صدر کو بھی ہاتھ دے دیا، وزیر اعظم کو بھی ہاتھ دے دیا، اور وزیر اعلیٰ کو بھی ہاتھ دے دیا تو اب پیچھے کیا گنجائش رہ گئی ہے ۔ آپ نے تو پہلے دن ہی حلف اٹھالیا تھا ۔ اور کیا حلف اس قسم کا ہوتا ہے؟ آپ خدا تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں ۔ اس لئے اب آپ نوے تک صبر کریں ۔ (قہقہہ)
معاف کرنا میرے بھائیو میں بھی بے علم ہوں اس لئے میرے ٹوٹے پھوٹے لفظوں کو ہی صحیح سمجھیں یعنی میرا مطلب یہ ہے کہ اب آپ 1990 تک انتظار کریں ۔ میں آپ کو ایک راستہ بتاؤں گا لیکن آپ اب 1990 تک صبر کریں ۔
دس کھٹے ٹربینڈ ہے نہیں کہ چلو محمد صدیق نوں وزیر اعلیٰ بنا دیو" بقایا اسی پارٹی میں 4 رہ جائیں گے ۔ کہتے ہیں کہ میں وزیر اعلیٰ ہوتا صدیق کون ہے ۔ اب اس کی ٹانگ کھینچو ۔ اور پھر وہ تو اس کی ٹانگ کھینچتے ہیں (نعرہ ہائے تحسین) ۔

ایسا نہیں ہونا چاہیئے ۔ پہلے دن ہم نے یہاں حلف اٹھائے کہ ہم ملک کے ، قوم کے ، بارڈروں کے ، اور عوام کے خیر خواہ رہیں گے ۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ کالا دھن امریکہ میں میں جا رہا ہے ۔ ہم اتنے بے وقوف نہیں ہیں اور ہم ہر بات کو جانتے ہیں ۔

میرے بھائیو حال یہ ہے کہ ایک وزیر ایک آفیسر کا تبادلہ کر دیتا ہے تو دوسرا وزیر یہ کہتا ہے کہ ہماری عزت کا سوال ہے اس لئے یہ تبادلہ رکنا چاہیئے ۔ "ساڈی عزت دا سوال اے تبادلہ رکنا چاہیدا اے" (نعرہ ہائے تحسین) کیا عزت کا مسئلہ تبادلے میں ہی آتا ہے؟ میں وزراء سے واضح طور پر یہ کہنا چاہتا ہوں جو تبادلہ ایک دفعہ ہو جائے ۔ یعنی یہ YES ہو جائے پھر اس کو NO نہیں ہونی چاہیئے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

ورنہ پھر وزراء کا بھی وقار نہیں رہے گا اور ایم ۔ پی ۔ اے حضرات کا بھی وقار نہیں رہے گا ۔ آپ سمجھ گئے ہیں یا نہیں ؟ آپ سمجھتے ہیں کہ عزت کا مسئلہ تو بہت دور ہے لیکن ہماری عزتیں یہاں تبادلے میں آ جاتی ہیں ۔ افسوس کا مقام ہے کہ اب ہماری عزت کا مسئلہ تبادلوں میں آ جاتا ہے ۔ خدا کے لئے یہ اس قوم کے لئے اور اس ملک کے لئے کام کریں ۔

جناب سپیکر! میری ایک اور اپیل یہ ہے کہ (نعرہ ہائے تحسین) ۔ ایم ۔ پی اے حضرات کے متعلق میں عرض کروں گا ، یہ ٹھیک ہے کہ میں بھی گنہگار رہوں اور میں بھی سو میں سے کوئی ایک آدھ کام کرواتا ہوں ۔ مگر وہ اپنے لئے نہیں بلکہ قوم کے لئے اور عوام کے لئے کرواتا ہوں میں یہ بھی کہوں گا کہ وزراء جتنے بھی ہیں وہ سارے یہاں ایوان میں موجود ہوں تو پھر کورم کا مسئلہ پیدا نہیں ہو سکتا ۔ جب وزراء اٹھ کر چلے جاتے ہیں تو سب لوگ شروع کر دیتے ہیں اور باری باری اٹھ کر چلے جاتے ہیں ۔ اگر وزراء یہاں موجود ہوں تو یہ ایوان کبھی بھی نہیں ٹوٹ سکتا ۔ اور اس وقت بھی صرف اکڑ ۔ دکڑ ، بھمبا ، بھوں ، بیٹھے ہیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

معاف کرنا میرے بھائیو . . . . .

آفتاب احمد خان :۔ اس وقت بھی چار پانچ وزراء بیٹھے ہیں ۔

چوہدری محمد صدیق :۔ چار بیٹھے ہیں یا دس بیٹھے ہیں بات یہ ہے میرے بھائی

صاحب جناب سپیکر ۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر :۔ آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز

چوہدری محمد صدیق :۔ چوہدری صاحب بیٹھے ہیں ، وائین صاحب بیٹھے ہیں ، راجہ صاحب بیٹھے ہیں ۔ باقی تے اللہ دا حکم " (قہقہے) ۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر :۔ چوہدری صاحب آپ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔

چوہدری محمد صدیق :۔ جناب سپیکر بات یہ ہے کہ ہم نے جو بیعت کی ہے ہمیں اس بیعت پر رہنا چاہئے ۔ جناب والا پچھلے مہینے دی تین تاریخ نوں واقعہ میں تہانوں سناناں پچھلے مہینے دی 3 تاریخ نوں اک میٹنگ ہوئی ۔ میں رانا صاحب دے کول پیپلز ہاؤس وچ گیا ۔ اوتھے دی اک آدمی بولن لگا ۔ تے میں اونوں آکھیا کہ خبردار جے نواز شریف دے متعلق یا اپنی مسلم لیگ دے متعلق کوئی گل کیتی تے میرے توں وڈا ظالم کوئی نئیں ہوئے گا ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا صاحب میری تصدیق کیتی ۔ اوناں نے آکھیا کہ جو چوہدری صدیق کہندا اے بالکل ٹھیک اے ۔ اج توں جیہڑا وی میرے کمرے وچ آوے ذرا غور تے خیال نال آکے بیٹھے ۔ اسی مسلم لیگ دے لئی دستخط کر بیٹھے آں ۔ اور آج دے بعد ایتھے مسلم لیگ دے خلاف کوئی عمل نہ کرے ۔ مینوں نئیں سمجھ لگدی کہ حلف دے کے فیر کیوں تتر بتر ہوندے نے اوہلے 90 تک تے بھگتاؤ میاں جس ناں وی بھگتدی لے اینوں بھگتاؤ ،

(قہقہے)

تو سی او دن بھل گئے او جدوں ماں آکھدی سی کہ علم دیناں کتھے گیا آکھیا او تے مٹی دا تیل لین لائن وچ گیا ۔ عادمہ پی بی کتھے او تے آکالیں گئی اے ۔ زینبے کتھے آ ۔ او تے کھنڈ لین گئی اے (قہقہے)

افسوس دی گل اے ۔

او دن بھول گئے نے جب لائن وچ راشن لیاندے سی ۔ اج بیچارہ گڈیاں نے اوس دن اوسنے بیچارہ گڈیاں وی کھیلن لیاں سان ۔ جیہڑی ہنیری چل رئی لئے ۔ کارخانے اوناں لوکاں دے گئے وڈے زمینداراں دے رقبے گئے اونے آکھیا جتھے بیٹھے او بیٹھے رہو ۔ او سالے لگدے نے دوسری دی جائیداد دے ۔ (قہقہے)

صدر ضیاء نے جس وقت دی اودی حکومت آئی اے ۔ کیہڑے کام نئیں کیتے (نعرہ ہائے تحسین) ہر کام ہو رہے نے ۔ کبھی بھی کسی حکومت نے ایسے کام کئے ۔ افسوس دی گل اے ۔ کہ اسے ایس حکومت دے وچ آکے اے چاہندے نے کہ اسی لائن سے وِچ کھانا کھائیے ۔ مینہوں اللہ دی ذات دا سہارا چاہیدے اے ۔ پرمٹوں کی ساتوں کوئی ضرورت نہیں اے ۔ نہ اسی منگاں گے اور نہ اسی لواں گے ۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر :- آرڈر پلیز

چوہدری محمد صدیق :- ہمیں نہ بیجارو کا پرمٹ چاہیئے کہ نہ ٹیوٹا کا چاہیئے۔ خدا تعالیٰ نے ہمیں بہت دیا ہے ہم بہت امیر آدمی ہیں ۔ اگر ہمارا ملک ہے تو ہمارے پاس بیجارا بھی ہے ٹیوٹا بھی ہے اور جھنڈا بھی ہے ۔ ہمارا ملک نہیں تو بیجارو کو کیا کریں گے ۔ وزیراں نوں اللہ تعالیٰ ہور دو دو دیوے ۔ اوناں نوں گڈیاں ملنیاں چاہئیں دیاں نے ستے اوناں نوں سہولتاں وی ملن ۔ ہم ان وزیروں کا احترام کرتے ہیں ۔ کیوں نہیں کرتے وزیر، منسٹر، صدر اے سب اللہ کی طرف سے ہے ۔ اللہ میاں عزت دیندا اے اللہ تعالیٰ جب عزت دیتا ہے تو ہم کیوں نہ عزت کریں ان کی ۔ ہمیں کرنی پڑے گی ۔ کریں گے ۔ وہ نہیں کرتے ۔ تو کیوں نہیں کرتے ۔ انشاء اللہ تعالیٰ میرے بھائیوں اے جیہڑا خدا دے اگے ہتھ چکیا اے ۔ اور حلف چکیا اے ۔ اوس حلف تے قائم رہو ۔ دو بیڑیاں دے وچ لتاں جیہڑیاں جان گیاں نہ ادھر کے رہیں گے اور نہ ادھر کے رہیں گے ۔ نہ گھر کے رہیں گے اور نہ گھاٹ کے رہیں گے ۔ السلام علیکم ۔

جناب محمد رفیق :- جناب سپیکر میرے فاضل دوست جو شے خطابت میں سالے یا سالوں کے الفاظ کہہ گئے ہیں ۔ میری استدعا ہے کہ ان کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے ۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر :- چوہدری رفیق صاحب ضمنی بجٹ پر آپ تقریر فرمائیں ۔

جناب محمد رفیق :- جناب سپیکر میں نے تو کل کے لئے لکھ کر دیا ہوا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر :- آپ آج کر لیں کیا فرق پڑتا ہے ۔

جناب محمد رفیق :- نہیں جناب میں تو کل ہی کچھ عرض کروں گا ۔ آپ کی مہربانی

ہو گی اگر آپ کل کے لئے میرے لئے کچھ وقت مخصوص رکھیں بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ چوہدری سجاد احمد چیمہ صاحب۔

جناب سجاد احمد چیمہ:۔ جناب سپیکر چونکہ آپ نے مجھے دعوت دی ہے لیکن نہ تو خود میں تیار تھا اور نہ ہی میں نے چٹ بھیجی تھی بہر حال میں کچھ عرض کر دیتا ہوں 3 ارب روپے سے زیادہ کا ضمنی بجٹ اس ایوان کے سامنے پیش کیا گیا تو بہت ساری چیزیں اس میں بجا تھیں اور بہت سی اس میں ضروری تھیں۔ پنجاب کے جتنے وسائل تھے اس کے اندر رہتے ہوئے ان چیزوں کے لئے یہ رقم مختص کی جاتی۔ میرا تعلق ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ سے ہے۔ جہاں سب سے زیادہ تباہی اور نقصان سیم اور تھور سے ہو رہا ہے۔ اور مجھے یہ بات بڑے افسوس کے ساتھ کہنی پڑ رہی ہے کہ سیم اور تھور کے لئے اس ضمنی بجٹ میں کوئی رقم بھی نہیں رکھی گئی۔ تحصیل گوجرہ جہاں کے عوام دیہاتی عوام ہیں اور اس ملک میں زراعت سے متعلقہ اپنی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ گذشتہ کئی سالوں سے سیم کے مسئلے نے ان کا زندہ رہنا دوبھر کر دیا ہے۔ ان کی روزی جو زمین سے وابستہ تھی وہ دن بدن ختم ہوتی چلی جا رہی ہے۔ ہم یہاں سے جانے کے بعد جب ان کو یہ خبر سناتے ہیں کہ ہم تمہارے گاؤں کے لئے ہم بجلی لے کر آئے ہیں تو وہ یہ سننے کو تیار نہیں ہوتے اور ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ ہم بجلی کا بل کہاں سے دیں گے ہمارے لئے تو زندہ رہنا اور اپنا گزارہ کرنا بہت زیادہ مشکل ہے اور اسی طرح وہ لوگ سڑکوں کو نہیں مانتے سکول اور ترقیاتی پروگرام ان کے لیے بالکل غیر اہمیت کے حامل ہیں وہ تو صرف سیم اور سیم کا حل چاہتے ہیں۔ جناب سپیکر کیا ہی اچھا ہوتا کہ اس موقع پر جہاں اتنی رقم یعنی ۳ ارب روپیہ مختلف محکموں کے سپرد کیا گیا ہے وہاں تھوڑی سی رقم ٹیوب ویلوں کے لئے بھی رکھی جاتی تا کہ اس علاقے میں سیم کا حل ہو سکتا اور لوگ معمول کے مطابق اپنی زندگی گزار سکتے، ان لوگوں کے نہ تو اتنے وسائل ہیں اور نہ ہی وہ اتنے پڑھے لکھے ہیں کہ وہ دوسرے شہروں میں آ کر کوئی کام کر سکیں نہ ہی وہ ہنر مند ہیں کہ وہ اپنی دکانیں کھول سکیں یا کوئی کاروبار کر سکیں۔ وہ چھوٹے زمیندار ہیں اور سیم کی لعنت نے ان کا زندہ رہنا مشکل کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! میں چونکہ تیار نہیں تھا۔ لیکن اب آپ نے موقع دیا ہے تو میں بس یہی آپ کے گوش گزارش کرنا چاہتا تھا۔ شکریہ

سردار نصر اللہ خان دریشک :۔ جناب والا میں مجلس قائمہ مال کی رپورٹ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

رانا پھول محمد خان :۔ کیا جناب نے اجازت بخش دی ہے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر :۔ جی ۔

رانا پھول محمد خان :۔ جناب سپیکر ضمنی بجٹ پر بحث ہوتے ہوئے کیا یہ اجازت ہے کہ مجلس قائمہ کی رپورٹ پیش کی جا سکے ؟

جناب ڈپٹی سپیکر :۔ وہ رپورٹ پیش کر سکتے ہیں ۔ اور میں نے اجازت دے دی ہے اس لئے وہ کھڑے ہوئے ہیں ۔

سردار نصر اللہ خان دریشک :۔ جناب والا !

میں مسودہ قانون پنجاب جناح آبادیاں برائے غیر مالکان اندرون دیہی علاقہ جات بابت سال 1986 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر :۔ رپورٹ پیش کی گئی ۔

رانا پھول محمد خان :۔ جناب اس میں میری بھی ایک ترمیم تھی اس پر کب اجازت ملے گی ۔ کیا اس ترمیم کو آپ نے منظور کر لیا ہے ۔ ؟ (قطع کلامی)

سردار نصر اللہ خان دریشک :۔ یہ ترمیم نوٹس میں ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر :۔ ملک ممتاز احمد خان بھچر صاحب ۔

(ایوان میں موجود نہیں تھے)

جناب ڈپٹی سپیکر :۔ سردار زادہ ظفر عباس صاحب ۔

سردار زادہ سید ظفر عباس :۔ میں تو اس سلسلے میں بالکل تیار نہیں ہوں ۔ آپ کل اگر حکم دیں گے تو کچھ عرض کر سکوں گا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر :۔ رائے جعفر خان ۔

رائے جعفر خان :۔ میں تیار تو نہیں تھا لیکن چوہدری صاحب فرما رہے ہیں کہ میں کچھ کہوں ۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ جو ضمنی بجٹ ساڑھے تین ارب روپے کا پیش کیا گیا ہے جس میں زمیندار طبقہ کے لئے بہت کم تقریباً 2 کروڑ روپیہ وہ بھی صرف

آبپاشی کے لئے رکھا گیا ہے۔ اور وہ بھی صرف اور صرف ٹیوب ویلوں کی مرمت کے لئے رکھا گیا ہے۔ اور باقی تمام رقم صوبہ کے انتظامی امور کی مد میں چلی جائے گی۔ جناب والا! ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم اپنے اس محنت کش طبقہ کو جو کاشتکار کے نام سے یاد کیا جاتا ہے کوئی مراعات نہیں دے سکے۔ آپ نے دس کروڑ روپیہ اس سال بے گھر لوگوں کے لئے رکھا ہے اور یہ ایک مثالی بات ہے۔ لیکن جو زمیندار سیم اور تھور کی وجہ سے بے گھر ہو گئے ہیں ان کے لیے آپ نے کوئی پیسہ نہیں رکھا۔ جناب والا! ہماری اتنی گزارش کہ ان لوگوں کو بھی آباد کرنے کیلئے کچھ پیسے فراہم کئے جائیں۔ میں مثال کے طور پر یہ بات کرتا ہوں کہ تقریباً ایک سال پہلے چک نمبر 559 میں جناب محترم وزیر آبپاشی صاحب خود تشریف لے گئے وہاں تقریباً 2 ہزار ایکڑ اراضی پر پانی کھڑا ہوا تھا اور اس کے لئے انہوں نے اسی وقت احکامات جاری کئے کہ اس پانی کے اخراج کے لئے ایک چھوٹی سی ڈرین بنا دی جائے جس پر زیادہ سے زیادہ 4 لاکھ روپیہ خرچ آتا تھا۔ اب تقریباً ایک سال ہونے کو ہے لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ ہم بات کرتے ہیں۔ بیورو کریٹس کی لیکن میں جناب والا گزارش کروں گا کہ وہ تو اپنی جگہ پر ٹھیک ہیں کہ جیسے بھی ہیں اور اس پر بہت بات ہوتی رہتی ہے۔ لیکن یہ technocrates ہمارے لئے بہت بڑا عذاب بنے ہوئے ہیں۔ وہ جب بھی کوئی ٹیکنیکل بات کرتے ہیں تو وزیر صاحب بھی بالکل بے بس ہو جاتے ہیں۔ چار دفعہ اس ڈرین کا estimate بنوایا۔ باوجود سابق وزیر کی آبپاشی کی کوشش کے اس ڈرین پر ابھی تک عملدرآمد نہیں ہوا۔ اس چک کے لوگ باہر سڑکوں پر ٹوکریاں اٹھا کر مزدوری کرتے پھرتے ہیں۔ ان کی اپنی زمین بے کار ہو چکی ہے وہاں نشیب کی وجہ سے پانی کھڑا ہوا ہے۔ ایک بارش ہو جائے تو دو دو سال وہاں پانی خشک نہیں ہوتا۔ اس لئے گزارش ہے کہ آپ سڑکیں اور سکول جہاں لوگ ہی نہیں ہوں گے وہاں دیں گے تو یہ سب کچھ بیکار ہوگا۔

دوسری طرف جناب والا میں گزارش کروں گا کہ ایک راجباہ نہرہ ہے جہاں وزیر موصوف رائے رزاق صاحب تشریف لے گئے۔ لیکن آج تک اس کے متعلق کوئی کام نہیں ہوا۔ میرا خیال ہے کہ تقریباً بیس estimate بن چکے ہیں۔ اور میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اس راجباہ پر ابھی تک کوئی کام نہیں ہوا۔ یہ وزیر موصوف کو ریکارڈ

بتائے گا کیونکہ میں بڑے وثوق اور یقین کے ساتھ بات کر رہا ہوں کہ تقریباً 30 سال سے اس راجباہ پر کوئی کام نہیں ہوا۔ وہ 25 میل لمبا راجباہ ہے۔ ٹیل پر پانی نہیں پہنچ سکتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب تک اس کی مرمت نہیں ہو گی اور اس کے کنارے مضبوط نہیں ہوں گی تو ٹیل پر پانی نہیں پہنچے گا۔ اسے ہماری خوش قسمتی بھی سمجھئے اور بد قسمتی بھی کہ ورلڈ بینک نے ہمیں اپنے راجباہوں کی تجدید کے لئے بے بہا پیسہ دیا ہے لیکن ہمارے technoc rats پیسہ وصول کرنے سے پہلو تہی کرتے ہیں کیونکہ ان کو چیک کرنے کے لئے ایک اور ادارہ "نیسپاک" ہے۔ جب وہ کوئی منصوبہ منظور کرتے ہیں تو ان کو اپنے آفیسرز بھی چیک کرتے ہیں اور نیسپاک بھی چیک کرتا ہے اور یہ ان کے لئے مصیبت کا باعث بن جاتا ہے۔ کیونکہ جب کوئی منصوبہ دو دفعہ چیک ہو گا تو ان کی شرح کمشن کم ہو جاتی ہے۔ اور ہم دوسری چیزوں کے متعلق نہیں کہہ سکتے کہ کیا کیا ہوتی ہیں۔ وزیر صاحب خود جانتے ہیں۔ کہ ایک راجباہ شرقپور ہے۔ اور میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ تیس سال سے اس راجباہ کی ٹیل پر پانی نہیں پہنچ سکا۔ حتیٰ کہ سابق وزیر آبپاشی کی واضح ہدایات کے باوجود وہاں آج تک پانی نہیں پہنچ سکا۔ یہ دو کروڑ روپیہ صرف اور صرف تنخواہوں اور ایکسین صاحبان کی گاڑیوں اور ان کے ٹیلیفون کے اخراجات کے لئے ہے۔ جبکہ ٹیوب ویل بے کار پڑے ہوئے ہیں، یا بند پڑے ہوئے ہیں ان کی مرمت کا کوئی خیال نہیں آیا اور جو ٹیوب ویل دو سال سے بند پڑے ہوئے ہیں ان کو نئے سرے سے چالو کرنے کے لئے بھی کسی مد میں کوئی پیسہ نہیں رکھا گیا۔ جناب والا گزارش یہ ہے کہ بجٹ تقریر کے پیرا 5 پر گندم کی subsidy کے بارے میں درج ہے جناب والا یہاں الٹی گنگا چلتی ہے۔ ہمیشہ grower subsidy کو دی جاتی ہے لیکن اس ملک میں subsidy صارف کو دی جاتی ہے۔ جناب والا گندم کی 80 روپیہ قیمت مقرر ہوئی یہ ٹھیک ہے کہ اس سال 10 سال کا جمپ لگا ہے اور ہم حکومت کے شکر گزار ہیں۔ لیکن صارف کو یہ جو subsidy دی جاتی ہے۔ اگر اس کی بجائے یہی subsidy جو اربوں روپیہ میں ہے زمیندار کو دی جائے تاکہ ان کے اخراجات کم ہو سکیں تو میرے خیال میں مہنگائی بھی کم ہو گی اور اس میں صارف بھی گھاٹے میں نہیں رہیں گے۔ اور آپ کو subsidy دینے کی ضرورت بھی نہیں رہے گی۔ اور اناج مزید سستا بھی ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ جناب والا! 7 کروڑ روپے کے لگ بھگ رقم پولیس کے اخراجات کے لئے یہ ایک اچھی بات ہے

کہ 7 کروڑ روپیہ رکھ دیا گیا لیکن جناب والا میں گذارش کروں گا کہ 7 کروڑ کی بجائے 25 کروڑ روپے رکھ دیں، یا 70 کروڑ روپیہ رکھ دیں ہم اپنے پیٹ کاٹ کر بھی اخراجات پورے کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن ہمیں پورا یقین ہونا چاہئے۔ اور ہمیں پوری ضمانت ہونی چاہئے کہ ہماری جان ہمارا مال اور ہماری عزت محفوظ ہو گی۔ گاڑیاں خریدنے اور وائرلیس سیٹ خریدنے سے میرے خیال میں پولیس کی کارکردگی نہیں بڑھ سکتی۔ یہ ایسے ہی ہے کہ توپ کے پیچھے بیٹھے ہوئے آدمی کی صلاحیت کے مطابق توپ کام کرے گی چاہے وہ توپ آٹومیٹک ہی کیوں نہ ہو۔ اور وہ صحیح کام نہیں کرے گی جب تک کہ اس کے پیچھے بیٹھنے والا آدمی صحیح نہیں ہو گا۔

جناب والا! ہماری گزارش یہ ہے کہ 7 کروڑ کی بجائے 70 کروڑ روپیہ ان کو دے دیا جائے لیکن ہمیں ضمانت دے دی جائے کہ اس کے بعد وہ کوئی چوری ہوگی نہ کوئی ڈاکہ ہوگا، نہ کوئی قتل ہوگا اور نہ کوئی گڑبڑ ہوگی۔ ٹھیک ہے وائرلیس سیٹ اور، نئی گاڑیاں ہونی چاہئیں لیکن ہمیں بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے، کہ آپ روزانہ اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ آج ہائی ویز پر ہماری ماؤں اور ہماری بیٹیوں کی چوڑیاں اتاری گئیں، کانٹے اتار لئے گئے اور ان کو زدوکوب بھی کیا گیا۔ جناب والا میں آخر میں یہی گزارش کروں گا کہ کم از کم آئندہ کے لئے، چونکہ وزیر آبپاشی تشریف فرما ہیں، جو راجباہ طویل ہیں ان کی مرمت کے لئے آئندہ بجٹ میں خاص طور پر رقم مختص کریں اور جتنے ان کو پیسے ملتے ہیں یا جو پچھلے سال رقوم مختص ہوئی تھیں، میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ وہ پوری خرچ بھی نہیں ہوئی۔ آپ پاشی کے لئے ہر راجباہ کی ٹیل پر پانی پہنچا دیں یہ ان کا غریب زمینداروں پر، اپنے ملک پر اور قوم پر بڑا احسان ہوگا۔ اس سے ہمارے زرمبادلہ کی بھی بچت ہو گی اس کے بعد میں اجازت چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ اقبال شاہ صاحب، مقبول صاحب، ممتاز احمد متیانہ صاحب

(اقبال شاہ صاحب اور مقبول صاحب حاضر نہیں تھے)

میاں ممتاز احمد متیانہ:۔ میں نے تو چٹ ہی نہیں دی۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ آپ بڑی اچھی تقریر فرماتے ہیں۔ سعید اکبر خاں صاحب۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحبان میں سے کوئی بولنا چاہے گا۔؟

جناب ڈپٹی سپیکر صاحب:۔ شاہ صاحب آپ ہی بسم اللہ کریں۔ بیگم بشریٰ رحمان بھی نہیں ہیں ورنہ وہ کچھ شعر ہی سنا دیتیں۔ کیا کوئی صاحب ایڈوائزرز میں سے تقریر کرنا چاہتے ہوں؟

جناب محمد رفیق:۔ ایڈوائزرز صاحب اپنے ہی حق میں کچھ بول دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ کسی قسم کی کوئی پابندی نہیں ہے اور جس مسئلے پر چاہے آپ بات کر سکتے ہیں۔ بیگم بشریٰ رحمان صاحبہ تشریف لائی ہیں اور یہ بڑی خوشی کی بات ہے۔ بیگم بشریٰ رحمان صاحبہ آپ کی کمی محسوس کی جا رہی تھی۔ آپ تشریف لائیں اور اب کچھ ارشاد فرمائیے۔ کوئی ضروری نہیں ہے کہ آپ ضمنی بجٹ پر ہی کچھ فرمائیں آپ کچھ بھی بیان کر سکتی ہیں۔

بیگم بشریٰ رحمان:۔ جناب والا سب سے پہلے تو میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ کچھ چیزیں اور کچھ لوگ "اوکھے ویلے واسطے رکھے ہوندے نیں" آپ نے مجھے اس طرح سے رکھا ہوا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

کہتے ہیں کہ اچھا دوست وہ ہوتا ہے جو "اوکھے ویلے" میں کام آتا ہے۔

(اور اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

رانا پھول محمد خان:۔ اخباراں دے مطابق اوکھے ویلے بندے نوں بندے دی لوڑ پیئے گی بچے جمن واسطے زنانیاں دی ہن ضرورت نہیں رہے گی، ایس واسطے اوہناں دا درجہ ہن او ہارہ گیا اے۔ جناب اسی وی ہن او کام کر سکدے ہاں۔

جناب محمد رفیق:۔ جناب والا رانا صاحب کو مبارک ہو۔

بیگم بشریٰ رحمان:۔ جناب والا رانا صاحب نے ایک بہت ہی نقطے کی بات اٹھائی ہے میرا خیال تھا کہ یہ خبر جو کل پرسوں کے اخباروں میں بڑے بڑے حاشیوں میں لگی ہے مرد حضرات اس کے اوپر بات کرتے ہوئے تھوڑا سا لجائیں گے ضرور، کیونکہ ایسے معاملے میں عورتیں شرماتی ضرور ہیں، ان باتوں کے لئے شرمانا بھی بہت ضروری ہے۔ لیکن رانا صاحب نے بڑے فخر سے یہ فرمایا ہے کہ اب مرد حضرات ایسے تخلیقی کام کرنا شروع کر دیں گے۔ تو رانا صاحب کی خدمت میں عرض ہے کہ ایک تو ان کی عمر بڑی نازک دور میں ہے دوسرا ان کی صحت ٹھیک نہیں رہتی ہے تیسرا یہ کہ ان کے نظر انتخاب ہی کچھ اور طرح کی ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

بخداوہ یہ کوشش نہ ہی کریں تو ہمارے حق میں اچھا ہے ہم ابھی ان کو زندہ سلامت دیکھنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ خبر میں یہ درج تھا اور شاید انہوں نے یہ پڑھا بھی ہوگا کہ پھر آخری مرحلہ بہت نازک ہوگا، اس میں بچے کے باپ کی زندگی کو خطرہ ہوگا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

رانا پھول محمد خان:۔ چوہدری رفیق صاحب نے تہیہ کیا ہے کہ پہلا نمبر مجھے ملے گا۔ اور نظر انتخاب تو میری واقعی غلط ہو سکتی ہے باقی باتیں تو بالکل ٹھیک ہیں۔

جناب سپیکر:۔ بیگم صاحبہ یہ آپ کی بجٹ تقریر تھی۔

(نعرہ ہائے تحسین)

بیگم بشریٰ رحمٰن:۔ جناب والا میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ میں آج بجٹ پر تقریر کروں گی لیکن مجھ سے یہ کہا گیا کہ میں کچھ کہوں میرے کہنے سے پہلے جناب رانا صاحب نے میرا موضوع مخصوص فرما دیا اور میں نے آنے والے نمانوں کے لئے تقریر کی ہے اور آپ تو صرف ایک سال کے بجٹ کی بات کر رہے ہیں۔

رانا پھول محمد خان:۔ پچھلی مرتبہ اسمبلی میں ترستے رہے اور درخواست کرتے رہے کہ جناب والا ایک دو منٹ دے دیں، پانچ منٹ دے دیں مگر نہیں دیئے گئے لیکن آج یہ پہلا موقع ہے کہ سپیکر صاحب کسی مقرر کو تلاش کر رہے ہیں اور مقرر صاحبان سر دھرنے کو تیار نہیں اور اس کی وجوہات سامنے نہیں آ رہی۔ جناب والا اس پر غور فرمائیے کہ تقریر کرنے لوگ بڑی فراخ دلی کا ثبوت دے رہے ہیں بہت بہت شکریہ

رائے جعفر خان:۔ یہ بات بجا ہے کہ تقریر کرنے والا کوئی نہیں ہے لیکن اس ہاؤس میں اکثریت مردوں کی ہے اور مرد حضرات اس خوش فہمی میں مبتلا ہو گئے ہیں اور رانا صاحب کو تو بہت ہی خوشی ہوئی ہے کہ وہ بھی بچے جنا کریں گے تو کم از کم یہ حادثات تمام رانا صاحب کے ساتھ ہی نہیں ہیں۔ کیونکہ یہ ان کی ذاتی پسند بھی ہو سکتی ہے۔ لہٰذا یہ آپ ذرا خود ہی پسند کریں اور برداشت کریں۔ یہ جن کا کام ہے یہ انہیں کو کرنے دیں، اگر آپ کو شوق ہے تو آپ ابھی باہر چلے جائیں، اگر ایسا ہوا بھی تو یہ تجویز تو ہمارے پاکستان میں تقریباً دس سال بعد ہی آئے گی۔ آپ امیر آدمی ہیں اگر آپ وہاں چلے جائیں اور یہ بات لے کر آئیں تو لوگوں سے کہیں دیکھو لوگو میں نے یہ بچہ پیدا کیا ہے۔

جناب سپیکر :- رائے صاحب ایک بات تو یہ ہے کہ آپ چیئرمین کو مخاطب کریں دوسرا یہ کہ کیا آپ اپنی بات مکمل کر چکے ہیں ؟

رائے جعفر خان :- جناب والا ابھی نہیں ۔

جناب سپیکر :- آپ پھر رانا صاحب کی طرف متوجہ ہیں ۔

رائے جعفر خان :- بات ہی رانا صاحب نے ایسی کی ہے کہ سب کی توجہ اس طرف ہو گئی ہے جناب والا گزارش یہ ہے کہ ان کی ذاتی پسند کے پیش نظر ہم غریب لوگ یہ کام نہیں کر سکتے اس لئے اگر یہ ان کو پسند ہے تو اپنے تک ہی محدود رکھیں ۔ یہ ان ہی بیوں کا ہی کام ہے کیونکہ یہی برداشت کر سکتی ہیں اور ان کو ہی کرنا چاہئے ۔

جناب سپیکر :- اچھا جناب اگر فاضل ممبران اظہار خیال نہیں کرنا چاہتے تو پھر میں ایڈوائزرز سے اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبان سے کہوں گا کہ وہ اظہار خیال فرمائیں ۔

سردار زادہ سید ظفر عباس :- ایڈوائزرز صاحبان کی طرف سے معذرت ہو چکی ہے ۔

جناب سپیکر :- یہ بات پہلے ہو چکی ہے ۔

سردار زادہ سید ظفر عباس :- جی ہاں ہو چکی ہے ۔

رانا پھول محمد خان :- صرف سردار زادہ صاحب کو پکارا گیا تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ میں تیار نہیں مگر یہ باقیوں کے لئے تو نہیں تھا ۔

جناب سپیکر :- محترم جلال دین ڈھکو صاحب آپ ہمیشہ بات کرنا پسند کرتے ہیں کیا آپ کچھ ارشاد فرمائیں گے ۔

رانا پھول محمد خان :- لیکن جناب نے وزیر بناتے وقت تو ان کو recommend نہیں کیا جب کوئی دوسرا نہ ملا، تو تقریر کے لئے بلایا ان کو مجھے ایک مثال یاد آ گئی کہ جب ہمارے مہاجر آئے تو اسے ڈی سی آر لاہور کے پاس ایک آدمی گیا ، اور اس نے کہا کہ مجھے زمین الاٹ کر دو اس نے پوچھا کہ کتنے بیلوں کی باہی کرتے ہو تو اس نے کہا کہ دو بیلوں کی اس نے پوچھا کہ بیڑہ کہتے ہیں ۔ تو اس نے کہا کہ دو ، پھر اس نے پوچھا کہ دو بیلوں کی باہی کیسے کرتے ہو تو اس نے کہا کہ جناب میں نے ایک اضافی سنڈی رکھی ہوئی ہے جدوں کسے دا ڈھگا نظر اوندا لے تے دو ھل باہ لینا ں " وہی بات ان کے ساتھ

ہوئی ہے کہ وہ وزارت دے ویلے ہوندے ہن اضافی سنڈی دے ویلے ڈھکو صاحب۔

پارلیمنٹری سیکرٹری زراعت (جناب جلال الدین ڈھکو) جناب والا میں آپ کے حکم پر چند گزارشات کروں گا میرا خیال تھا کہ میں کل گزارش کروں لیکن چونکہ آپ نے حکم دے دیا ہے اس لئے میں ضرور عرض کروں گا کیونکہ آج کھلی اجازت ہے کہ جس معاملے پر آپ بولنا چاہیں بول سکتے ہیں تو میں صرف ایک معاملے پر چند الفاظ بولوں گا۔ معاملہ یہ ہے کہ آپ کا ملک اور خاص کر آپ کا صوبہ پنجاب آج کل ہی نہیں بلکہ کافی عرصہ سے بے روزگاری کا شکار ہے بے روزگاری ایسا مسئلہ ہے جس کو حل کرنے میں سابقہ حکومتیں ناکام رہیں اور مجھے ایسا نظر آرہا ہے کہ موجودہ حکومت بھی بے روزگاری کے لئے کچھ نہیں کر رہی ہے۔ ملک کے لئے تعمیر و ترقی ہوتی رہے گی۔ سڑکیں بنتی رہیں گی۔ اور بلب بھی جلتے رہیں گے۔ لیکن عوام جو غریب لوگ ہیں ان کو نہ تو بلب کا کوئی فائدہ ہے۔ نہ پکی سڑکوں کا کوئی فائدہ ہے اور نہ انہیں سکول بنانے کا کوئی فائدہ ہے۔ جب ایک غریب کلرک کا بچہ مڈل پاس کر جاتا ہے تو وہ نوکری کی تلاش میں سرگرداں پھرتا ہے اور نوکری حاصل کرنے کے لئے اسے میرے خیال میں اتنا دردسر ہوتا ہے کہ وہ دو چار نوکریاں تلاش کرنے کے بعد بے حس ہو کر گھر بیٹھ جاتا ہے اور بالآخر چوری یا ایسی حرکات کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے جو معاشرے میں بدترین فعل ہوتے ہیں۔ اس ضمن میں میں یہ عرض کروں گا۔ موجودہ حکومت خاص طور پنجاب گورنمنٹ کو بجٹ میں بے روزگاری کا مسئلہ حل کرنے کے لئے اور لوگوں کو روزگار مہیا کرنے کے لئے اور خاص طور پر ان غریب بچوں کو جن کے پاس نہ زمین ہے نہ مکان ہے اور جو اپنے ماں باپ کا پیٹ بھی نہیں پال سکتے ان کے لئے روزگار ضرور مہیا کیا جائے اور انہیں نوکریاں مہیا کی جائیں۔ کیونکہ یہ ہمارا اولین فرض ہے۔

جناب والا میں سمجھتا ہوں کہ امن عامہ بحال رکھنے کے بعد ہر حکومت کا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ اپنے ملک میں اور اپنے صوبے میں ان لوگوں کو روزگار مہیا کرے جن کو رات کو روٹی تک میسر نہیں آتی اور وہ سرگرداں پھرتے ہیں۔ پھر ہمارے ہادی اکبر کا حکم بھی ہے کہ جیسا خود کھاؤ ویسے اپنے غلاموں اپنے نوکروں اور ان لوگوں کو کھلاؤ جو آپ کے ساتھ ہیں۔ ان کو ویسے ہی کپڑا دو جو خود پہنتے ہو۔ اس ضمن میں میں یہ عرض کروں گا اور یہ میری پر زور درخواست ہے کہ حکومت پنجاب جو موجودہ بجٹ پیش کر رہی ہے۔ اس میں

development کو ادھا کرے اور بقایا رقومات وہ ان لوگوں پر اور ان کے غریب بچوں کے روزگار کے لئے ان کی نوکریوں کے لئے مختص کرے جو کہ آج کل ہمارے اسمبلیوں کا طوائف کر رہے ہیں اور ہمارے پیچھے پڑے ہوتے ہیں کیونکہ وہ بے روزگار ہیں۔

جناب چوہدری نوازالحق چوہان :۔ جناب سپیکر انہوں نے طوائف کا لفظ استعمال کیا ہے۔ طوائف تو ایک بڑی متقدس چیز ہے۔ اسمبلی کا طوائف کرنا میں سمجھتا ہوں یہ غلط الفاظ ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (زراعت) :۔ اگر میرے بھائی دوست کو طوائف کا لفظ پسند نہیں ہے تو میں چکر کا لفظ استعمال کرتا ہوں۔

جناب والا امن عامہ کے بعد بے روزگاری کا مسئلہ ہے۔ اور پھر اس کے بعد کرپشن کا مسئلہ ہے۔ کرپشن کے متعلق آپ کو بھی معلوم ہے اور تمام حضرات کو بھی معلوم ہے کہ اس ملک میں رشوت کا خاتمہ کرنا ناممکن ہے۔ اگر کوشش بھی کی جائے تو کرپشن ختم نہیں کی جا سکتی۔ لیکن جو anti corruption کمیٹیاں بنی ہیں اور ابھی ابھی ان کے انتخابات بھی ہونے والے ہیں جب وہ عملی طور پر کام کریں گی تو anti corruption کمیٹیوں کے ممبران کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے ضلع سے تو ان کم از کم لوگوں کی جو کہ بے انتہا corrupt ہیں اور جن کی شہرت بے انتہا خراب ہے۔ اور جو انصاف مہیا نہیں کر سکتے یا جو لوگوں کو بروقت انصاف نہیں دے سکتے۔ اور لوگوں کی جائز تکالیف کا مداوا نہیں کر سکتے، رپورٹیں کریں اور ان لوگوں کو ان نوکریوں سے نکال کر جس حد تک ممکن ہو معاشرے کو صاف کریں۔

جناب والا اس ضمن میں میں یہ عرض کروں گا کہ ہر ضلع میں anti corruption کمیٹیاں بن چکی ہیں۔ اور ہمیں علم بھی ہے کہ کون کون سے لوگ خراب ہیں کون کون سے اچھے ہیں کم از کم ان لوگوں کو معاشرے میں ان عہدوں سے جن عہدوں پر وہ فائز ہیں اور بدعنوانی کرتے ہیں ہٹانا ضروری ہے۔ مہربانی۔

جناب سپیکر :۔ مولوی محمد غیاث الدین صاحب۔

مولوی محمد غیاث الدین :۔ جناب سپیکر ضمنی میزانیہ پیش ہوا۔ بزرگوں کا اور فلسفیوں کا یہ قول ہے کہ اس دنیا میں سب سے آسان بات اعتراض کرنا ہے اور جواب دینا بہت مشکل ہے۔ مثلاً اعتراض پر اگر کوئی آجائے تو یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ یہ آنکھیں سامنے دونوں

کیوں لگائی گئی ہیں۔ ایک آگے ہوتی اور ایک پیچھے ہوتی تاکہ دونوں طرف سے دیکھ لیتے اعتراض کرنا آسان ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن کی طرف سے ضمنی میزانیہ پر جو اعتراض آ رہے ہیں اور کئے جا رہے ہیں وہ بجا ہیں۔ اگر اپوزیشن اسی مقام پر آ جاتی تو پھر اپنا بنایا ہوا میزانیہ کئی قسم کی ادھر ادھر کی باتیں لگا کر پیش کیا جاتا۔ کچھ ضروریات ہوتی ہیں۔ کچھ حاجات ہوتی ہیں۔ اور کچھ ناگہانی آفات اور پھر انسان کی سوچ کوئی حتمی نہیں ہوتی۔ بجٹ بنایا گیا ہے اور یہ کوئی حتمی سوچ نہیں ہے۔ درمیان سال میں کچھ ایسی ضروریات آ جاتی ہیں۔ جن کی وجہ سے اضافی بجٹ طلب کرنا پڑتا ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کچھ چیزیں مثلاً پولیس کے لئے اگر ان کے لئے رقم رکھی گئی ہے تو جہاں ہم اعتراض کرتے ہیں کہ پولیس جو ہے وہ مرتشی بہت زیادہ ہے۔ اور رشوت بہت لیتی ہے تو وہاں میں یہ سمجھتا ہوں کہ پولیس کی کچھ مجبوریاں بھی ہیں اور ان مجبوریوں میں ایک یہ بھی مجبوری ہے کہ ضروریات کے مطابق انہیں تنخواہ نہیں دی جاتی۔ اگر رشوت کو ختم کرنا ہو تو پھر ایک آدمی کا روزینہ پوری طرح سے بحال ہونا چاہئے اور یہ شرط لگا دینی چاہئے کہ اس کے بعد اگر کوئی رشوت لے گا اس کو بھی اور اس کے خاندانوں کو بھی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے گورنمنٹ کی ملازمت سے ختم کر دیا جائیگا۔

جناب والا اس ملک کے اندر میں نے یہ دیکھا ہے۔ میرا یہ تجربہ ہے کہ رشوت کچھ لوگ تو عادتاً لیتے ہیں اور کچھ لوگ "مجبوراً" بھی لیتے ہیں۔ چنانچہ خلیفہ ثانی سیدنا فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے دور کا ایک واقعہ ہے۔ کہ آپ کے دور کے اندر ایک چور چوری کے سلسلہ میں پیش کیا گیا جب اسے پیش کیا گیا تو اس چور نے اقبال جرم کیا کہ میں نے چوری کی ہے۔ سیدنا فاروق اعظم (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اس پر حد لگانے سے پہلے اپنے اعمال کو کہا کہ اس کے محلے میں جا کر دریافت کرو کہ اس کی حالت کیسی ہے؟ چنانچہ جب دریافت کیا گیا تو پتا چلا وہ محلے میں نہایت غریب آدمی تھا۔ غربت و افلاس سے مجبور ہو کر اس نے چوری کی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ اس پر حد لاگو نہیں ہو سکتی اس لئے کہ سب سے پہلے یہ میرا حق تھا کہ میں اسکی روزی کا بندوبست کرتا۔ جو بڑے بڑے سی ایس پی ہیں ان کی تنخواہیں بہت زیادہ ہیں اور ان کی کوٹھیاں تو بڑی لمبی چوڑی ہیں لیکن آج تو چھوٹے طبقے ہیں۔ کلرک حضرات کہ مہنگائی کا اثر تو ان پر بھی پڑتا ہے۔ لہٰذا انکی تنخواہ صحیح نہیں۔ اور بالکل ٹھیک نہیں ہیں۔ بلکہ موقع و محل کے مطابق ہی نہیں ہیں اس لئے وہ بیچارے اکثر مجبور ہو جاتے ہیں۔ اس ضمنی میزانیہ میں اس کے لئے بھی رقم رکھی جاتی ایک علاقے کے اندر پولیس کے لئے اگر رقم رکھی گئی ہے تو وہ اس لحاظ سے بھی درست ہے۔ کہ آنحضرت

جدید قسم کا دور ہے۔ یعنی ترقی کا دور ہے اور چوروں۔ ڈاکوؤں کے پاس چوری کرنے کے ایسے ذرائع ہیں کہ جب ان وہ ذرائع کو استعمال کرتے ہیں تو پولیس کے لئے ان کو پکڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔ کیونکہ پولیس کے پاس وہی پرانی گاڑیاں ہیں۔ اور ان کے پاس اسباب نہیں ہیں۔ اس لئے میں یہ چاہتا ہوں کہ اعتراض نہیں کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اعتراض کرنا آسان ہے۔ لیکن اعتراض کرنے سے پہلے کچھ نہ کچھ ان کا بندوبست اور انتظام بھی کرنا چاہیئے۔ پھر اس کے بعد اگر کوئی رشوت لیتا ہے تو اس کا ضرور مواخذہ ہونا چاہیئے اور وہ مواخذہ اس طرح کا ہونا چاہیئے کہ اس کو پھر کبھی ملازمت میں رہنے کا حق نہیں ہونا چاہیئے کہ اس کو پھر کبھی ملازمت میں رہنے کا حق نہیں ہونا چاہیئے۔ میں گزارش کروں گا کہ اعتراض کرنے سے پہلے حزب اختلاف کو یہ بھی سوچ لینا چاہیئے کہ ہمیں کسی کا انتظام بھی تو کرنا چاہیئے جیسا کہ میرے فاضل دوست رانا صاحب نے فرمایا تھا کہ کلرک حضرات آج مجبور ہیں اور مجبوری کی بنا پر سڑکوں پر آئے ہیں۔ ایک بی۔ اے پاس کلرک کو پانچواں گریڈ دیا جاتا ہے جو کہ میں سمجھتا ہوں۔ ناانصافی ہے۔ اور بہت بڑی ناانصافی ہے۔ ایک ماسٹر میٹرک کے بعد پی ٹی سی کر کے لگتا ہے تو اسے ساتواں گریڈ ملتا ہے اور بی۔ اے پاس کلرک کو پانچواں گریڈ دیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ ناانصافی ہے چنانچہ کسی کو پکڑنے یا کسی کا مواخذہ کرنے سے پہلے حکومت کی یہ ذمہ داری ہے اور اس پر یہ لاگو ہوتا ہے کہ وہ اپنی رعایا کا پوری طرح سے خاطر خواہ انتظام و انصرام کرے۔ تب ہی وہ اس کا مواخذہ کر سکتی ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ ان حالات کو دیکھ کر ہمیں غربت کا خاتمہ کرنے کے لیے اور رشوت کو مٹانے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے ملازمین کی تنخواہوں کا موقع و محل کے مطابق انتظام اور بندوبست کریں۔ میرے تجربہ میں بات ہے کہ 1965 ء سے قبل سونے کی قیمت نوے روپے تولہ تھی اور اس وقت درجہ چہارم کا ملازم ڈیڑھ سو روپے تنخواہ لیتا تھا۔ آج جبکہ سونا اڑھائی ہزار روپے تولے سے زیادہ ہو چکا ہے اور درجہ چہارم کا ملازم صرف پانچ چھ سو روپے تنخواہ لے رہا ہے۔

(نعرہ تکبیر۔۔۔ اللہ اکبر)

جناب سپیکر، میں یہ گزارش کروں گا کہ ضرور بندوبست اور انتظام کرنا چاہیئے۔ تاکہ یہ سراسیمگی دور ہو سکے۔ میرے دوست نے جو نعرہ لگایا ہے، وہ شاید مجھے بٹھانا

چاہتے ہیں۔ اسلئے میں ان کے نعرے کے ساتھ ہی بیٹھ جاتا ہوں۔

ملک ممتاز احمد خان: جناب سپیکر، اگر بجٹ کی قید نہیں ہے تو مجھے کچھ کہنے کی اجازت ہے؟

جناب سپیکر: یہ ضمنی بجٹ پر بحث ہے۔

ملک ممتاز احمد خان: یہ پہلے فیصلہ ہو چکا ہے کہ جو کچھ بھی کوئی کہنا چاہے، کہہ سکتا ہے اور لوگوں نے کہا بھی ہے۔ اس لئے مجھے بھی اس حق سے محروم نہیں کرنا چاہئیے۔

جناب سپیکر: بجٹ کی بحث تمام مضامین کا احاطہ کر سکتی ہے۔

ملک ممتاز احمد خان: شکریہ۔ جناب والا، کاشتکار کو معاشرے میں ریڑھ کی ہڈی کہا جاتا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ صرف لفاظی ہے۔ اس وقت تک عملی قدم کوئی نہیں اٹھایا گیا۔ اور نہ ہی اس طبقے کے ساتھ کسی کو ہمدردی ہے۔ یہ وہ بدقسمت طبقہ ہے کہ جس کو اپنی پیداوار کی قیمت مقرر کرنے پر بھی قدرت حاصل نہیں۔ حالانکہ یہ خداوند کریم کی طرف سے روزی پیدا کرنے کا ذریعہ بنایا گیا ہے۔ بے توجہی کا یہ عالم ہے کہ ایوان زراعت، جس کو پنجاب بھر کے کاشتکاروں اور خاص طور پر چھوٹے کاشتکاروں کے مفاد کی نگرانی کرنے کے لئے قائم کرنے کا تین سال پہلے اعلان کیا گیا تھا، آج تک اس کا کچھ نہیں ہوا۔ اب تک وہ سرخ فیتے کا شکار ہے۔ ہر طبقے کی تنظیمیں موجود ہیں اور (معذرت کے ساتھ) ہیجڑوں کی بھی تنظیم موجود ہے جس کا صدر بھوپھی خدا بخش ہے۔ مگر تنظیم اگر نہیں ہے تو صرف اور صرف کاشتکار کی نہیں ہے۔ اسی ایوان کے فلور پر اس وقت کے وزیر زراعت نے برملا یہ اعلان کیا تھا کہ ۳۱ دسمبر کو ایوان زراعت قائم کر دیا جائے گا۔ جناب والا، میں آپ کی خدمت میں یہ التماس کروں گا اور آپ کی وساطت سے ان کاشتکار بھائیوں سے کہ جو اس ایوان میں اکثریت سے ہیں کہ کم از کم وہ اس بات کا ضرور انتظام کریں کہ ان کی ایک تنظیم قائم ہو سکے تاکہ ہم بھی مل بیٹھ کر اپنے مسائل پر سوچ سکیں اور اس پر عمل کر سکیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: ملک صاحب، آپ نے تو اس سلسلے میں لکھ کر بھی بھیجا ہے اور میں نے وزیر زراعت کے comments کے لئے ان کو لکھ کر بھیج دیا ہے۔ ان کے comments آنے کے بعد ہم میٹنگ کر کے اس مسئلے پر بات کر سکتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان :۔ کیا ایگریکلچرل چیمبر قائم کیا جانا چاہیئے، اس کے متعلق لکھ کر بھیجا ہے ؟

جناب سپیکر :۔ جی، اسی سلسلے میں ۔

رانا پھول محمد خان :۔ شکریہ ۔

جناب سپیکر :۔ کوئی اور صاحب ضمنی بجٹ پر کچھ کہنا چاہئیں گے؟ تو پھر اجلاس کل صبح نو بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے ۔

(اس مرحلے پر اجلاس کی کارروائی اگلے روز یعنی 19 مئی 1986 صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

سوموار ۱۹، مئی ۱۹۸۶ء

(دوشنبہ ۹، رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ)

جلد ۰۶- شمارہ ۴

سرکاری رپورٹ

مندرجات

سوموار ۱۹، مئی ۱۹۸۶ء

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ ---------- ۱۹۱

مسئلہ استحقاق ---------- ۱۹۸

(i) ایم ڈی اے کے افسران کی جانب سے ایم پی اے کو جان سے مارنے کی دھمکیاں ---------- ۱۹۸

(ii) گرلز مڈل سکول کی اپ گریڈیشن کو دوسرے حلقہ انتخاب میں منتقل کرنا ---------- ۲۰۵

(iii) مولانا منظور احمد چنیوٹی کی تقاریر میں رکاوٹیں اور انتظامیہ کا جانبدارانہ رویہ ---------- ۲۱۲

جناب سپیکر کی رولنگ ---------- ۲۲۱

ضمنی میزانیہ پر عام بحث (جاری) ---------- ۲۲۳

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس

پیر، 19 مئی، 1986ء

(دوشنبہ، 9، رمضان المبارک، 1406ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 9 بجے منعقد ہوا
جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے ۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وَاذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمِيْثَاقَهُ الَّذِيْ وَاثَقَكُمْ
بِهٖٓ اِذْ قُلْتُمْ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ
بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ۝
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ
عَظِيْمٌ ۝ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ
اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ فَكَفَّ اَيْدِيَهُمْ
عَنْكُمْ وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

(س مائدہ آیت 7-9-11)

اور اللہ نے جو تم پر احسان کئے ہیں ان کو یاد کرو۔ اور اس عہد کو بھی جس کا تم سے قول لیا تھا۔
یعنی جب تم نے کہا تھا کہ ہم نے اللہ کا حکم سن لیا۔ اور قبول کرکے اطاعت کی تو تم اللہ سے ڈرتے رہو۔
بے شک اللہ تو دلوں کی باتوں تک سے واقف ہے ۔

جو لوگ ایمان لائے اور اچھے کام کرتے رہے ان سے اللہ نے وعدہ کیا ہے کہ ان کے لیے
بخشش اور اجر عظیم ہے ۔

اے ایمان والو! اللہ نے جو تم پر احسان کیا ہے اس کو یاد کرو۔ کہ جب ایک جماعت نے یہ
ارادہ کر لیا تھا کہ تم پر دست درازی کرے تو اس نے ان کے تمہاری طرف بڑھنے سے روک دیئے۔
پس اللہ سے ڈرتے رہو۔ اور ایمان والوں کو تو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : I would like to make a short statement Sir. on the statement made by you and wish to place on record the authority you enjoy under the democratic system.

جناب سپیکر ۔ آپ کسی سٹیٹمنٹ کا حوالہ دے رہے ہیں ؟

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : You have made a statement today in regard to your independence and not being influenced by any side. It is a clear cut Parliamentary Practice which the House is aware of. It is not in keeping with your dignity or authority.

جناب سپیکر ۔ یہ سٹیٹمنٹ ہاؤس کے اندر نہیں دی گئی ۔ باہر کی کسی قسم کی سٹیٹمنٹ کے بارے میں آپ کوئی بات کرنا چاہتے ہیں تو آپ میرے چیمبر میں تشریف لائیں ۔

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : It may not be inside the House but it has been taken notice of.

Mr. Speaker : You may please come to my Chamber.

Mahhdoomzada Syed Hasan Mahmud : No Sir, but I wish to place it on the record of the proceedings of the House.

Mr. Speaker : But my statement is not on the record of the proceedings of the House.

Makhdoom zada Syed Hasan Mahmud : May not be Sir, but the question is that it is your authority or institution in regard to which all the Members must know what is the authority and the position of the Speaker in democratic system. I can make such a statement with your permission.

Mr. Speaker : You can make such a statement, but I would suggest you to do so on some other occassion. You may make a statemens about the authority of the Speaker but not on my statement outside the House. If I don't refer to your statement, can I make a statement ?

جناب سپیکر ۔ آپ دوبارہ فرمایئے Would you kindly repeat.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : If I don't refer to your statement can I make a statement.

جناب سپیکر ۔ اس کے لئے تو کوئی موقع پیدا ہو۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا آج کل تو یہی مواقع ہیں۔

جناب سپیکر ۔ اگر آپ میری statement کو refer نہیں کریں گے تو پھر کون سا موقع رہ جائے گا۔

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : I am only referring for the knowledge of the House as to how we to have to treat the Speaker and how he is above being partisan. It is essential for our knowledge to know the dignity your Chair has acquired by its own rights and privileges.

Mr. Speaker : I am so grateful.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : No, you make me grateful but I have a right to make short statement without referring to your statement outside the House. Let us begin with it. There is no harm. And under the rules I have a right to ask your permission to make a short statement.

Mr. Speaker : Would you kindly quote the rules.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Under May's Parliamentary Practice or under Practice and Procedure of Parliament of India. It will take more time . . ..

Mr. Speaker : Punjab Assembly Rules.

Makhdoozada Syed Hasan Mahmud : Sir, Punjab Assembly Rules are also subservient to certain conventions, A short statement by the Leader of the Opposition is always permissible, so is that of the Leader of the House, so is that of the Minister as I know the rules.

Ch. Abdul Ghafoor (Minister for Agriculture): Sir, the short statement made by my learned friend is not understandable in the House. It must be clear what is being said on the floor of the House.

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا سمجھ کے لیئے بھی استاد چاہیئے

جناب وزیر زراعت۔ ہم تو آپ ہی کو استاد سمجھتے ہیں۔

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud: Sir, it is a very short statement which will regulate our procedural work and we will understand how we have to give respect to the Speaker and how the Speaker is supposed under the law, under the constitution, under the Commonwealth Parliamentary Practices, to act ; which is being totally misunderstood and I will not make any reference to your statement made outside the House.

Mr. Speaker ; Now, you have mentioned that as Leader to the Oppostion you have a right to make a short statement.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Yes.

Mr. Speaker : I acknowledge your right as Leader of the Opposition and I allow you to make a short statement.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Mr. Speaker, over the last......

Minister for Agriculture : Sir, I would request ... ..

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Please don't interrupt after the Speaker has given the ruling.

Minister for Agriculture : Sir, we need information. I am not addressing the Leader of the Opposition. I am addressing the Honorable Speaker that on what subject the short statement is being made. I would like to know if there is any such matter before the House or not on which about statement is being made.

Mr Speaker : I have allowed the Leader of the Opposition to make a short statement. He is just going to tell the House.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Mr. Speaker, I will being with one thing in regard to the statement made against the

Speaker outside the House and this is on page 200 "Criticism of the Speaker in Newspaper". Let us come to this first :—

The Committee of Privileges held—

"That the Editor was guilty of . . . . .

Minister for Agriculture : Page 200 of what. ?

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : The Law of Parliamentary Privileges of India.

Minister for Agriculture : We don't find any such instance.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : You will find it in all the Commonwealth Countries of which you are trying to become a member. They are with your Mother of Parliament. Sir this Committee of Privilege . . . ,

Minister for Agriculture : Sir, is it Indian Mother of Parliament or . . . . .

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Mother of Parliament means the British Parliament.

Minster for Agriculture : But what about your Indian Parliament.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmud : Sir, don't argue, when the Leader of the Opposition stands Discipline demands that you don't interrupt him, otherwise we will interrupt your Leader. Please be careful.

The Committec of Privileves held —

That the Editor was guilty in attacking the Speaker ;

The Committee took the opportunity to explain the exalted position of the Speaker from the following citations.

I need not go into the citations. I will be brief.

"The Chief characteristics attaching to the office of the Speaker in the House of Commons are authority and impartiality. Reflection upon the character and actions of the Speaker may

be punished as breaches of privilege. His action cannot be criticised incidentally in the debate. Confidence in the impartiality of the Speaker is an indispensable condition of the successful working of procedure".

That is what we are doing. Sir, it further says :—

"The Speaker abstains from every appearance of partisanship. He never publicly discusses or voices an opinion on party issues. He never attends a party meeting. He never sets foot in a political club".

"He must not have taken part in acrimonious controversy. Once a Speaker is appointed, he divests himself of the party character. He resigns from his party. He is prevented from advocating the claims of his constituency and has no connections of a party character."

"Traditions and deliberation combine to confer on the person who sits in the Chair a dignity and authority which could hardly be surpassed".

Sir, that is your privilege. You have certain obligations, you have certain limitations, but you cannot be a subject matter in a debate or outside criticism or any aspersions cast on your ruling and orders passed.

جناب غلام حیدر وائیں (وزیر صنعت و حرفت) ۔ جناب والا میں آپ کی اجازت سے دریافت کرنا چاہوں گا کہ یہ کس حوالے سے بات ہوئی ہے ۔ اور اس کا پس منظر کیا ہے ۔ ہماری سمجھ میں تو کوئی بات نہیں آئی ۔

What is the subject matter before the House and what sort of statement has been given.

جناب سپیکر ۔ دراصل مخدوم زادہ صاحب اخبارات میں چھپی ہوئی میری آج کی statement پر بات کرنا چاہتے تھے ۔ میں نے انہیں یہ عرض کیا کہ آپ outside the House میری statement پر کوئی short statement نہ دیں ۔ مخدوم زادہ صاحب نے یہ ارشاد فرمایا کہ میں آپ کی اخبار کی statement کو quote کئے بغیر سپیکر کے جو privileges/ limitations ہیں ۔ اس short statement دینا چاہتا ہوں ۔ اور short statement

دینا بقول ان کے ان کا حق ہے کہ وہ بحیثیت قائد حزب اختلاف کسی وقت بھی short statement دے سکتے ہیں تو میں نے ان کے اس حق کو تسلیم کرتے ہوئے انہیں اجازت دے دی۔

محمد صدیق انصاری ۔ And he give the short statement. جناب والا یہ اسمبلی 1973 کے آئین کے تحت کام کر رہی ہے اور قائد حزب اختلاف نے جو حوالہ دیا ہے۔ وہ برطانیہ کی اسمبلی کا دیا ہے۔ اس بیان سے اس ہاؤس، اس ملک اور قوم کی کیا خدمت ہوئی ہے حالانکہ جو وقت لیا گیا ہے۔ اس سے اس ہاؤس اور قوم کی کوئی نہ کوئی خدمت ہونی چاہیئے تھی۔ اور جو حوالہ دیا گیا ہے۔ اس کا تعلق 1973 سے نہیں ہے۔

Minister for Agriculture ; Sir. with your honour's permission I would again submit that all what I have understood from the statement of my learned friend is that the act or decision or character or conduct of a Speaker cannot be criticised outside the House in the Newspaper.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmud ; And "Inside".

Minister for Agaiculture : And inside.

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmud : On a Point or order Sir. After the Speaker has closed the subject having accepted, and having pointed out, you have no right to raise any objection.

Minister for Agriculture : I am on a Point of Information Sir. I am not challenging the authority of the Speaker to give decision or a ruling, but I would like to know with your honour's permission in what context this Parliamentary Practice and the Indian Parliamentary Practice, and the context. and the reference has been read out in the House when it is already admitted that the conduct, the character, the decision, the ruling of the Speaker cannot be criticised. Has any body criticised your honour's decision outside the House ? Has any body criticised your honour's ruling inside the House ? What has necessitated my learned friend to make such a short statement here in the House- I would say it is not yet understandable in the House and I think Sir, this is all unnecessary. I won't say that the time of the House is being wasted but I would say that the time of the House should not have been taken away like this.

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر۔ جناب میاں مختار احمد شیخ کی ایک تحریک استحقاق pending ہے
ایم ڈی اے کے افسران کی جانب سے ایم پی اے کو جان سے مارنے کی دھمکیاں

میاں مختار احمد شیخ۔ جناب سپیکر و معزز ایوان میں آپ کا بے حد مشکور ہوں۔ کہ آپ نے مجھے یہ موقع دیا ہے۔ اس دن جب یہ تحریک پیش ہوئی تھی تو حکومت کی طرف سے یہ کہا گیا تھا۔ کہ دو دن کے بعد ہم اس کے متعلق کوئی بات بتائیں گے۔ اگر مجھے اجازت ہو تو میں پہلے عرض کروں یا حکومت کی طرف سے اس سلسلہ میں کوئی بات بتائی جائے گی۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب آپ اس پر مختصر بیان دے چکے ہیں۔ اس پر بات کر چکے ہیں۔

میاں مختار احمد شیخ۔ جی نہیں۔ تھوڑی سی بات اس دن ہوئی تھی۔ باقی میں مزید اس سلسلے میں عرض کرنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر۔ ارشاد فرمایئے۔

میاں مختار احمد شیخ۔ جناب والا! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا تھا کہ اس تحریک استحقاق کی ضرورت کب اور کس وقت پیش آئی۔ میری جو تحریک استحقاق پہلے ہاؤس نے منظور فرمائی تھی اس دوران جب تحقیقات کمیٹی اس تحریک استحقاق کی چھان بین کر رہی تھی تو یہ واقعہ وہاں پیش آیا۔ یہ اصحاب سرکٹ ہاؤس میں میرے پاس تشریف لائے۔ اور انہوں نے کہا۔ کہ آپ اپنی تحریک استحقاق کو واپس لے لیں۔ ورنہ جو بھی واقعات آپ پر گزریں گے۔ اس کے آپ خود ذمہ دار ہوں گے۔ چنانچہ میں نے یہ عرض تحریک استحقاق کمیٹی کے چیئرمین اور دوسرے ارکان سے کی اور انہوں نے کہا کہ آپ اس سلسلہ میں اپنی استحقاق کی تحریک ہمیں دیں۔ چنانچہ ان کی اس واضح ہدایت کے بعد میں نے یہ تحریک استحقاق وہاں پیش کی۔ وہاں یہ واضح ثبوت استحقاق کمیٹی کے روبرو پیش کئے ہیں۔ اور جو بیان دیئے گئے ہیں۔ ان میں سے چیف انجینئر ایم ڈی اے اور ان کے علاوہ دوسرے صاحبان کے بیانات اس بات کی واضح طور پر عکاسی کرتے ہیں۔ کہ یہ سلسلہ ایم ڈی اے میں برس ہا برس سے چل رہا ہے۔ وہاں جب بھی کسی کام کو کروانا ہوتا ہے وہ اس بات کی تلاش میں رہتے ہیں کہ کوئی نہ کوئی ایسا آدمی تلاش کیا جائے جو کہ ان کے زیر اثر رہے اور ان سے ڈرتا رہے۔ چیف انجینئر ملتان کی .... اور اس کی اپوائنٹمنٹ کی جائے۔ وہاں کے سابق ڈائریکٹر جنرل ایم

ڈی اے نے ایک کمیٹی تشکیل کی۔ جس میں یہ متفقہ طور پر فیصلہ کیا گیا کہ کوئی آدمی ایسا لایا جائے جو ان کی غلط کارروائیوں کی توثیق کرتا رہے۔ چنانچہ انہوں نے جناب ضیاء الحسن چیف انجینئر کو اس کام کے لیے متعین کیا۔ تاکہ ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی غلط کارروائیوں میں شریک کار رہیں۔ چنانچہ ۳۱ مارچ کو جب تحریک استحقاق کی انکوائری ہو رہی تھی تو ضیاء الحسن صاحب نے واضح طور پر اس بات کو تسلیم کیا کہ یہ تمام کارروائیاں جو اُن سے کروائی گئیں ہیں۔ غلط ہیں اور ان کو threat کیا گیا ہے۔ میں یہ بتانا چاہوں گا کہ بریگیڈیر صاحب اور ان کے حسنین کنسٹرکشن والے جو لوگ کنٹریکٹر تھے۔ وہ اس سے قبل بھی مجھے threat کرتے تھے۔ threat کر کے ٹھیکے بھی لیتے رہے۔ انہوں نے جب یہ بیان دیا تو میں بھی کمیٹی میں موجود تھا۔ ضیاء الحسن صاحب نے وہاں یہ کہا۔ کہ یہ تمام کارروائیاں جو کروائی گئیں یعنی کروڑہا روپے کے بغیر ٹینڈر کے ٹھیکے دیئے گئے اور اس سلسلہ میں جتنی بھی بے قاعدگیاں ان سے کروائی گئیں وہ under threat کروائی گئیں۔ اور وہ اس بات کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ کیونکہ آٹھ نو کروڑ روپے کا غبن جو وہاں ہوا۔ ٹھیکیداروں نے اور ایم ڈی اے کے اہل کاروں نے مل کر کیا۔ اور ان کا بیان اس بات کی واضح طور پر نشان دہی کرتا ہے کہ وہ یہ تمام کام ان سے threat کر کے کرواتے رہے اور کس طرح ملک و قوم کا روپیہ لوٹا جاتا رہا۔ میں کچھ اقتباس ذکر کروں گا جو ضیاء الحسن صاحب نے وہاں فرمائے۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب آپ مختصر بیان فرمائیں۔

میاں مختار احمد شیخ۔ میں مختصراً ان کے ایک دو جملے عرض کروں گا۔

بریگیڈیر تصدق حسین صاحب سے پوچھا گیا کہ آپ کا ان کے بارے میں کیا خیال ہے۔ اور ان کی شہرت ملتان میں کیسی ہے۔ تو انہوں نے اس پر عرض کیا۔ کہ بریگیڈیر تصدق حسین کی شہرت ملتان میں اچھی نہیں ہے۔ اس کے ان سے یہ پوچھا گیا تو کیوں ٹینڈر کیوں نہیں طلب کئے گئے تاکہ بریگیڈیر صاحب یہ ٹھیکہ حسنین کنسٹرکشن کو دے سکیں۔ اور تمام تر راستے اس کے لیے ہموار کئے جائیں تاکہ یہ ٹھیکہ حسنین کنسٹرکشن کو جائے۔ اس کے بعد ان سے سوال کیا گیا۔ کہ کیا آپ بتا سکتے ہیں۔ کہ ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی نے جو ۲۹ کروڑ روپے کے اخراجات کئے ان میں حسنین کنسٹرکشن کا کتنا حصہ تھا؟ جس پر انہوں نے بتایا کہ تقریباً ۹۰ فیصد حصہ حسنین کنسٹرکشن کا تھا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا، میرا پوائنٹ آف آرڈر۔

یہ ہے کہ حنین کنسٹرکشن کا اپنے مختصر بیان میں جو ذکر یہ فرما رہے ہیں۔ اس کمپنی کے مالک صوبائی اسمبلی کے ممبر شیخ محمد یوسف صاحب ہیں۔ اور چونکہ وہ اس وقت ایوان میں موجود نہیں لہذا میری گزارش ہے۔ کہ حنین کنسٹرکشن کے متعلق اگر شیخ صاحب کوئی بات کرنا چاہیں تو کم از کم ان کی موجودگی میں کریں۔ تاکہ وہ بھی اپنی وضاحت کر سکیں

میاں مختار احمد شیخ۔ جناب والا۔ میں عرض کروں گا کہ یہ ہمارے موجودہ ایم پی اے اب حنین کنسٹرکشن کے مالک نہیں ہیں۔ وہ پہلے مالک تھے۔ لیکن جب تو ایم پی اے بنے تو انہوں نے اس کی ملکیت اپنے بھائی کو دے دی۔ اس لیے ان کی موجودگی یہاں ضروری نہیں۔

جناب والا میں اس سلسلہ میں مزید یہ عرض کروں گا۔ کہ استحقاق کمیٹی کی رپورٹ بھی غالباً بن چکی ہوگی۔ اور وہ بھی پیش ہونے والی ہوگی۔ یہ ایسے واقعات ہیں جو اس بات کی نشان دہی کرتے ہیں۔ کہ ایک اتنا بڑا آفیسر اپنی نوکری کے چھوٹ جانے کے خطرے میں کروڑوں روپے کے غبن میں ان کا ساتھ دیتا رہا۔ اور یہ اس نے خود اپنی statement میں تسلیم کیا ہے۔ وہ اپنی نوکری چھوٹ جانے کے خطرے کے باعث اس بات کو برداشت کرتا رہا۔ اور کروڑوں روپے یونہی غبن ہوتے رہے۔ یہ ان کا ۳۱ مارچ کا واضح بیان استحقاق کمیٹی کے سامنے ہے۔ اس سے یہ صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے اس آفیسر کو بھی threat کیا۔ اور دوسرے احباب کو بھی جو اس سلسلہ میں تعنے رہے۔ اس پر ہمارے وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن جناب اختر رسول صاحب نے بڑا شاندار کردار ادا کیا۔ انہوں نے تمام ٹھیکیداروں کو بلا کر پوچھا۔ کہ آپ نے اس ٹھیکہ میں حصہ کیوں نہ لیا؟ تو انہوں نے کہا۔ کہ اس میں ایسی شرائط رکھ دی گئیں جس کی وجہ سے ہم ٹھیکے میں حصہ نہیں لے سکتے تھے۔ اور وہ شرائط دیدہ دانستہ رکھی گئیں۔ بعض ٹھیکیداروں نے یہاں تک بتایا۔ کہ ہمیں کوئی مراسلہ ہی نہیں بھیجا گیا۔ اور یہ ٹھیکے بالا بالا طے کر کے حنین کنسٹرکشن کو دے دیئے گئے۔ اختر رسول صاحب نے پوری اس کی چھان بین لی۔ اور انہوں نے ان ٹھیکیداروں کو بلوا کر ان سے باتیں کیں۔ اور اس پر ان کے بیانات موجود ہیں۔

وزیر قانون۔ جناب والا۔ اس تحریک کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے جو وہ بیان دے رہے ہیں۔ اس میں صرف Criminal Act (involve) ہے لہذا اس کے متعلق بات کریں کہ کس حد تک ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

ایم ڈی اے کے افسران کی جانب سے ایم پی اے کو جان سے مارنے کی دھمکیاں

جناب سپیکر۔ یہ درست بات ہے۔ میاں صاحب آپ اس تحریک استحقاق سے متعلق بات کریں۔ کیا آپ اپنی بات ختم کر چکے ہیں؟

میاں مختار احمد شیخ۔ نہیں جناب وہ تو درمیان میں پوائنٹ آف آرڈر آ گیا تھا۔

جناب سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر پر انہوں نے یہی کہا ہے کہ یہ غیر متعلقہ بات ہے اور اس تحریک سے متعلقہ نہیں ہے۔ میں آپ سے یہی عرض کر رہا ہوں۔ کہ آپ اپنی تحریک استحقاق سے متعلقہ مختصر statement دے سکتے ہیں۔ اور اب آپ کی statement مختصر نہیں رہی

میاں مختار احمد شیخ۔ وہ جو سات کنٹریکٹرز مقرر ہوئے تھے۔ انہیں وہ مراسلہ جات نہیں دیئے گئے۔ ان میں سے دو ٹھیکیداروں نے کہا کہ ہمیں وہ مراسلے نہیں ملے، ورنہ ہم اس ٹھیکے میں حصہ لیتے۔ ایک ٹھیکیدار نے بتایا کہ شرائط ایسی رکھ دی گئیں۔ جس سے ان کی منشا ہی صرف یہ تھی کہ یہ ٹھیکہ حسنین کنسٹرکشن کو دیا جائے۔ یہ عرض کرنے سے میرا مقصد یہ ہے کہ میں معزز ایوان کے نوٹس میں یہ بات لے آؤں۔ کہ اس کا پس منظر کیا ہے۔ تاکہ میرے تمام معزز بھائیوں کے علم میں یہ بات ہو۔ کہ یہ واقعات کیسے رونما ہوئے اور کیوں ہوئے۔ چنانچہ حسب عادت وہ دھمکی دے کر اپنا کام بڑھاتے رہے اور جس طرح چاہتے رہے ایم ڈی اے کا کام چلاتے رہے۔ اس طرح سے ملک و قوم کا روپیہ غضب کیا گیا۔ اور اس میں زبردست طریقے سے بدعنوانیاں کی گئیں

وزیر قانون۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ اس کے متعلق تو پہلے ہی انکوائری چل رہی ہے۔ اب جو ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اس کے متعلق بات کریں

جناب سپیکر۔ جناب وزیر قانون کچھ ارشاد فرمانا چاہیں گے۔؟

وزیر قانون۔ اس سے پہلے کہ میں استحقاق کے بارے میں کچھ عرض کروں۔ میں شیخ مختار احمد سے ضرور درخواست کروں گا۔ کہ اس میں ایک دوسرے ایم پی اے شیخ محمد یوسف صاحب بھی ملوث ہیں۔ لہٰذا میری ذاتی درخواست ہے کہ آپ اس معاملہ کا باہر بیٹھ کر فیصلہ کر لیں تاکہ اس کے بعد تحریک استحقاق پر اسمبلی میں بحث جاری رہے گی۔

جناب سپیکر۔ وزیر قانون صاحب کی تجویز پر آپ کی کیا رائے ہے۔ میاں صاحب؟

میاں مختار احمد شیخ۔ مجھے ان کی سمجھ نہیں آئی۔

جناب سپیکر۔ وزیر قانون اپنی بات کو دہرا دیتے ہیں۔

وزیر قانون۔ میں یہ عرض کر رہا تھا۔ کہ اس تحریک استحقاق میں ایک دوسرے ایم پی اے صاحب بھی ملوث ہیں۔ جن کا نام محمد یوسف ہے۔ میں ان سے یہ درخواست کرنا چاہتا تھا۔ کہ چونکہ یہ دو ایم پی اے صاحبان کا معاملہ ہے۔ تو بہتر ہوگا کہ آپ اس معاملہ کو ایوان سے باہر ختم کریں۔ نہ کہ ایوان میں۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ان کا استحقاق بھی مجروح ہو رہا ہو۔

میاں مختار احمد شیخ۔ میں بڑے ادب سے گزارش کروں گا کہ یہ دو ایم پی اے صاحبان کا معاملہ نہیں۔ بلکہ ملک و قوم کے روپے معاملہ ہے جو کہ بہت ضروری ہے۔ اگر اسی طرح دھمکیاں دی جاتی رہیں تو چھان بین کس طرح کریں گے۔ یہ اینٹی کورپشن کیٹیاں کب اور کیسے کام آئیں گی؟ میرا فرض یہ تھا کہ میں معزز ایوان کو یہ بات عرض کر دوں۔ میں نے عرض کر دی اور ان کو تمام حالات سے آگاہ کر دیا۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب کیا آپ تجویز سے اتفاق نہیں کرتے ؟

میاں مختار احمد شیخ۔ جی نہیں۔

جناب سپیکر۔ جناب وزیر قانون کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر قانون۔ جہاں تک تحریک استحقاق کا تعلق ہے۔ یہ وہ شرائط پوری نہیں کرتی جن کے تحت استحقاق بنتا ہے۔ سب سے پہلے تو یہ انفرادی مجرمانہ فعل ہے۔ اور اس کا اسمبلی سے کوئی تعلق نہیں۔ جیسے انہوں نے درج کیا ہے۔ کہ محمد یوسف صاحب سرکٹ ہاؤس میں گئے اور اس معاملہ کے بارے بات کی پھر انہوں نے انہیں کچھ دھمکیاں دیں۔ یہ تو ایسا معاملہ ہے۔ جس کی رپورٹ انہیں تھانے میں درج کروانی چاہیئے تھی۔ لیکن وہاں کسی قسم کی کوئی رپورٹ درج نہیں کروائی گئی۔ ہمارے پاس جو رپورٹ آئی ہے۔ اس میں کہا گیا ہے۔ کہ نہ ایسی کوئی رپورٹ تھانے میں درج ہوئی ہے اور نہ تحقیقات کے بعد ایسے واقعے کا ثبوت ملا ہے۔ ہمارے پاس تین بیانات آئے ہیں۔ جو کہ ڈائریکٹر یوسف صاحب اور نذیر احمد صاحب ہیں انہوں نے قطعی طور پر کہا ہے کہ نہ تو وہ سرکٹ ہاؤس گئے ہیں۔ اور نہ وہ موجود تھے۔ کیونکہ وہ ان دنوں ملتان میں ہی تھے۔ اور پھر جو واقعات انہوں نے بیان کئے ہیں۔ وہ مختلف بھی ہیں انہوں نے اس سلسلہ میں اپنے حلفی بیانات بھی دیئے ہیں اور کہا ہے کہ یہ تمام الزامات قطعی طور پر بے بنیاد ہیں۔ اس لیے میں ان سے درخواست کروں گا۔ کہ اگر ان کا استحقاق مجروح

ایم ڈی اے کے افسران کی جانب سے ایم پی اے کو جان سے مارنے کی دھمکیاں ہوا ہے۔ تو ان کی جو پہلی تحریک استحقاق ہے، یہ اس پر زور دیں اور وہاں یہ فیصلہ کروالیں۔ تو بہتر ہے۔ مگر ان کا یہاں کوئی استحقاق نہیں بنتا کہ وہ اس طرح کی استحقاق کی تحریک لائیں۔ کیونکہ قواعد وضوابط کے مطابق ان کی یہ تحریک استحقاق نہیں بنتی۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر، میری گزارش یہ ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: اس تحریک استحقاق کی admissibility پر کوئی فیصلہ نہیں ہوا۔

وزیر صنعت: میں ایک تجویز عرض کرنا چاہتا تھا۔ شاید یہ مسئلہ حل ہو جائے۔ میرا پوائنٹ آف انفرمیشن یہ ہے کہ یہ مسئلہ پہلے ہی استحقاق کمیٹی کو پیش ہو چکا ہے

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: اگر آپ اجازت فرمائیں تو نکتہ استحقاق پر میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں!۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیئے۔ جناب غلام حیدر وائیں اس مسئلہ میں کوئی بات کہنا چاہتے ہیں۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر، میں یہ عرض کر رہا تھا کہ یہ مسئلہ پہلے ہی اس ایوان میں زیر بحث آکر پرولجز کمیٹی کے حوالے ہو چکا ہے۔ اس وقت پرولجز کمیٹی اس مسئلہ کی چھان بین کر رہی ہے۔ اس دوران زیر بحث معاملہ، جس کا میرے فاضل بھائی نے تذکرہ کیا ہے۔ میرے خیال میں اس کا نوٹس بھی ہمیں لینا چاہیئے۔ اور یہ بات بھی ہم اس پرولجز کمیٹی کے حوالے کر دیں۔ تاکہ ان حالات کا بھی وہ جائزہ لے کہ فاضل رکن جو بات ارشاد فرما رہے ہیں۔ اس میں کہاں تک صداقت ہے۔ پرولجز کمیٹی کے پاس یہ اختیارات ہیں۔ کہ اگر ایسے معاملات تحقیقات کے دوران آئیں تو اس کا suo moto نوٹس وہ لے سکتی ہے۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ اس مسئلہ کو بھی ہم پرولجز کمیٹی کے حوالے کر دیں۔ یہی موزوں چیز ہوگی۔ تاکہ وہ اس پہلو کا جائزہ لے۔ کہ دوران تحقیق کیا ایسا مسئلہ پیدا ہوا ہے۔ اور اس پر انہیں کیا قدم اٹھانا چاہیئے۔ استحقاق کمیٹی مجاز ہے کہ معاملے کو متعلقہ اتھارٹی کو ریفر کر دیں۔ اور ایکشن بھی تجویز کر دیں۔ اس مسئلے کو نپٹانے کے لیئے یہ میری گزارش ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: میری رائے کے مطابق معزز وزیر قانون ایوان میں حکومت کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اور انہوں نے تحریک کی مخالفت کی ہے۔ اب ان کی کیا رائے ہے؟۔

وزیر قانون: ویسے تو میں رولز کے مطابق استدعا کر رہا تھا۔ لیکن اگر وہ میرے بھائی

وائیں صاحب کی بات منظور کر لیتے ہیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔ میرا خیال ہے کہ انہیں منظور کر لینی چاہیئے۔ اور اس پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہیئے۔

جناب سپیکر۔ شیخ صاحب، آپ کی تحریک استحقاق میں شیخ محمد یوسف صاحب کا نام درج ہے جو اس ایوان کے رکن ہیں۔ انہوں نے ہمیں لکھا ہے کہ اس پر بات کرنے کے لیے آج ایوان کی کارروائی میں وہ حصہ نہیں لے سکتے اور نہ ہی اس تحریک استحقاق پر اپنا نقطہ نظر پیش کر سکتے ہیں۔ اس لیے انہوں نے ہمیں کہا ہے کہ اس تحریک استحقاق کو سوموار تک کے لیے ملتوی کیا جائے۔ چنانچہ میں سمجھتا ہوں کہ ان کا نقطہ نظر ہمیں سننا چاہیئے۔

میاں مختار احمد شیخ۔ غلام حیدر وائیں صاحب نے جو تجویز پیش کی ہے۔ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ایک ایسی سب کمیٹی بھی تشکیل دی جائے جو اس قسم کی مختلف Offices سے دھمکیاں آتی ہیں۔ وہ ان کا تدارک بھی کرے۔

جناب سپیکر۔ کیا وزیر قانون صاحب اس سلسلے میں ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر قانون۔ چونکہ یہ ایک مطالبہ ہمارے ایم پی اے صاحب کی طرف سے آیا ہے۔ تو میرا خیال ہے کہ اس کو بھی سُن لیا جائے۔

جناب سپیکر۔ اس تحریک استحقاق کو ہم بیس تاریخ تک کے لیے ملتوی کرتے ہیں۔ تاکہ شیخ محمد یوسف صاحب کا نقطہ نظر بھی سن لیا جائے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا میرا نقطہ استحقاق یہ ہے۔ کہ دیسے تو ہمارا استحقاق ایوان سے باہر مجروح ہوتا ہے۔ لیکن جب سے یہ budget session شروع ہوا ہے۔ تو ایوان کے اندر بھی ہمارا استحقاق مجروح ہو رہا ہے اور وہ اس طرح ہے کہ ہمیں اپنے وزیر قانون کی کسی بات کی سمجھ نہیں آتی۔ آپ ہمارا ایوان کے اندر تو کم از کم ہمارے استحقاق کا تحفظ کیجیئے۔

چوہدری محمد ارشاد۔ اور لیڈر آف دی اپوزیشن کی بھی کسی بات کی ہمیں سمجھ نہیں آتی۔

جناب سپیکر۔ مولانا صاحب آپ کی تحریک استحقاق نمبر 5 ہے۔ آپ اس کو پڑھیئے۔

گرلز مڈل سکول کی اَپ گریڈیشن کو دوسرے حلقہ انتخاب میں منتقل کرنا

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری معاملہ کو زیر بحث لانے کے لیئے میں تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میرے حلقہ انتخاب چنیوٹ نمبر 57 میں چک نمبر ۲۸۱ جبہ کے گرلز مڈل سکول کو ملک خدا بخش صاحب (جو ہمارے ضلع کے انچارج ہیں) کی زیر صدارت میں ہونے والی میٹنگ میں اپ گریڈ کر کے ہائی کا درجہ دینے کی منظوری دی گئی لیکن بعد میں یہی ہائی سکول وزیر اعلیٰ کے مشیر جناب سردار زادہ ظفر عباس صاحب ایم پی اے کے حلقہ میں منتقل کر دیا گیا ہے اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے

۲۔ ڈپٹی کمشنر جھنگ کی چٹھی نمبر 3607/81 محررہ 86-3-31 کے مطابق وزیر اعلیٰ پنجاب نے 86-4-3 کو اپنی قیام گاہ لاہور میں بلدہ ممبران پر مشتمل ایک میٹنگ منعقد کرنے کا پروگرام دیا۔ یکم اپریل 1986 کو اس میٹنگ میں شمولیت کے لیئے ہم سے تعمیل کرائی گئی۔ لیکن 86-4-2 کو اطلاع موصول ہوئی کہ اس میٹنگ میں صرف اور صرف مسلم لیگی ارکان شمولیت کر سکتے ہیں۔ لہذا آپ اس میٹنگ میں شمولیت کے لیے نہ جائیں۔ میرے خیال میں ایسا غلط کیا گیا ہے۔ جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

۳۔ جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے میری آخری ملاقات 5 نومبر 1985 کو ہوئی ہے۔ اس کے متعدد بار سیکرٹری صاحبان کی وساطت سے فون پر اور پھر بذریعہ تار بھی کئی بار ملاقات کے لیئے ٹائم لینے کی کوشش کی گئی۔ آخری تار 5.4.86 کو دیا تھا۔ جس کی فوٹو کاپی لف ہذا ہے مگر تاہم تحریر کوئی جواب نہ دیا گیا جو جمہوری روایات کے خلاف ہے۔ اس سے نہ صرف میرا بلکہ دیگر معزز اراکین اسمبلی کا استحقاق بھی مجروح ہوا ہے۔ لہذا جناب سپیکر سے استدعا کی جاتی ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر میری اس استحقاق پر ایوان کے معزز اراکین کو بحث کی اجازت دی جائے۔ کہ اسمبلی ارکان کے ساتھ ایسا غیر عادلانہ اور غیر جمہوری سلوک کیوں روا رکھا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں نے اس میں تین باتیں عرض کی ہیں۔ جس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ سب سے پہلے ہمارے انچارج وزیر جناب ملک خدا بخش ٹوانہ صاحب کی زیر صدارت جو اجلاس ہوا تھا۔ اس میں میرے حلقے میں ایک مڈل گرلز سکول کو اپ گریڈ کیا گیا تھا۔ لیکن بعد

نامعلوم وجوہات کی بنا پر جناب سردار زادہ صاحب کے حلقے میں دے دیا گیا۔ جب کہ اس کی منظوری District Council نے بھی دی تھی۔ اور وہاں دیہات والوں نے اپنی مدد آپ کے تحت ہزاروں روپیہ کی مٹی بھی ڈالی اور اس کے لیے تمام تیاری بھی کی گئی۔ لیکن اس سکول کو ختم کر کے جناب سردار زادہ صاحب کو دے دیا گیا۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس کی وجہ سوائے اس کے اور کوئی نہیں ہے کہ میں نے مسلم لیگ کا فارم پر نہیں کیا۔ اور وہ پر کر کے منسٹر بھی بن گئے ہیں۔ میرے حلقہ کے سکول کو کسی اور حلقہ میں منتقل کر دینے سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

وزیر صنعت۔ جناب سپیکر میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ فاضل رکن نے جو پریولیج موشن پیش کیا ہے۔ وہ نقطہ اس کے متعلق نہیں ہے۔

He should give a brief statement on that point.

لیکن جو بات وہ ارشاد فرما رہے ہیں وہ قواعد کے دائرہ کار میں نہیں آ رہی ہے۔ جو اس وقت تحریک استحقاق زیر بحث ہے

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب سپیکر! میں تو آپ کی خدمت میں واقعات اور حقائق پیش کر رہا ہوں اس کا فیصلہ تو آپ کریں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہمیں میٹنگ کے لیئے بلایا گیا جس میں ہمارے ضلع جھنگ کے ۵ ایم پی اے اور کچھ ایم این اے حضرات شامل تھے۔ ان میں تین ایم پی اے ریاض حشمت صاحب میاں عمر علی صاحب اور ایک یہ خادم بھی تھا۔ ہمیں باقاعدہ اطلاع دی گئی اور ہم سے تعمیل کرائی گئی کہ آپ کو وزیر اعلیٰ صاحب سے ملاقات کے لیئے بلایا ہے۔ اس کے بعد دوسرے روز یہ کہہ دیا گیا۔ کہ صرف ان ممبران کو ہی بلایا گیا ہے۔ جنہوں نے مسلم لیگ کا فارم پر کیا ہے اور آپ کو نہیں بلایا گیا۔ میرے پاس یہ چیٹھی موجود ہے۔ اور میں اس کو ہاؤس میں پیش کر سکتا ہوں۔ جس پر انہوں نے ہم سے تعمیل کرائی۔ میں پوچھتا ہوں۔ کہ جب ان کو یہ معلوم ہے کہ ہم ممبران نے فارم پر نہیں کئے تو انہوں نے ہمیں اطلاع کیوں دی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس کی قصداً اطلاع کر کے بعد میں pinch کیا گیا ہے۔ کیونکہ ہم نے فارم پر نہیں کیا اس لیے ہمیں ایک دفعہ اطلاع کر کے پھر کہا گیا کہ آپ کو نہیں بلایا گیا۔ ایسا کیوں کیا گیا جب کہ انہیں یہ بات پہلے سے معلوم تھی۔ تو انہوں نے ہمیں پہلے اطلاع ہی کیوں کرائی تھی۔ میری تیسری بات یہ ہے کہ یہاں ۷ نومبر ۱۹۸۵ کو اجلاس کے دوران جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے ملاقات تھی ہمارے علاقے کے کئی کام ہیں میرا اپنا کوئی ذاتی کام نہیں ہے۔ اور نہ ہی ذاتی

گرلز مڈل سکول کی اپ گریڈیشن کو دوسرے حلقہ انتخاب میں منتقل کرنا

کام کروانے کے لیئے بات کرتا ہوں۔ جس علاقے کا میں نمائندہ ہوں اس علاقے کے کام ہیں اور وہ بھی جائز کام ہیں۔ اس کے لیے بارہا سیکرٹری صاحبان سے رابطہ قائم کیا گیا۔ اور وہ یہی کہتے رہے کہ ملاقات کرائیں گے ضرور کرائیں گے۔ اس کے بعد بھی میں نے کئی متعدد تاریں دیں اور جب میں تبلیغی دورہ پر ملک سے باہر جانے لگا تو گورنر صاحب اور وزیر اعلیٰ صاحب کو تار دیا۔ کہ میں جانے سے قبل ضرور ملاقات کرنا چاہتا ہوں۔ گورنر صاحب نے وقت دیا لیکن وزیر اعلیٰ صاحب نے ٹائم نہیں دیا اس کے بعد پھر میں نے واپسی پر ایک دو تار دیئے۔ اور ایک تار میں نے لف کیا ہے۔ جس میں میں نے عرض کیا ہے کہ جناب آپ تمام صوبے کے وزیر اعلیٰ ہیں اور آپ ہمارے بھی وزیر اعلیٰ ہیں صرف مسلم لیگ کے ممبران کے ہی وزیر اعلیٰ نہیں ہیں۔ بعض ممبران ایسے ہیں جو کہ ایک ہفتہ میں کئی کئی ملاقاتیں کرتے ہیں اور وہ بھی ذاتی کام کے لیئے

چوہدری محمد صدیق سالار۔ جناب سپیکر انہوں نے تو لمبی تقریر شروع کر دی ہے۔ اور پھر ہر فقرے کے ساتھ مسلم لیگ کا نام لے رہے ہیں۔ دراصل ہماری پارٹی meeting ہوتی ہیں۔ اور اس میں وہی ممبر شرکت کرتے ہیں جو پارٹی کے اراکین ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ جب کبھی عام میٹنگ ہوگی تو اس میں ہی ان کی شمولیت ہوگی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب سپیکر ہمیں تو علم نہیں ہے کہ انہوں نے ہمیں پارٹی میٹنگ کے لیئے بلانا تھا لیکن چونکہ انہوں نے ہمیں باقاعدہ تحریری اطلاع دی۔ اور اسی تحریری اطلاع پر ہماری باقاعدہ تعمیل کرائی گئی۔ اور پھر اس کے بعد یہ کہا گیا..........

چوہدری گل نواز خان وڑائچ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا۔ مولانا صاحب بار بار مسلم لیگ کا نام لے رہے ہیں۔ حالانکہ جب پاکستان بنا تھا۔ تو یہ اس وقت بھی پاکستان کے مخالف تھے۔ اور اگر یہ بحث شروع ہو گئی تو بات اور بڑھ جائے گی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ نام لینے سے گھبرانے کی کیا بات ہے! نام تو مسلم لیگ کا آئے گا۔

چوہدری فضل حسین راہی۔ جناب والا۔ میں ایہہ گل عرض کرنا چاہناں واں کہ مسلم لیگ کسے دی ماں بھین دا ناں نئیں۔ ایہہ سیاسی جماعت دا ناں اے سیاسی کارکن ناں لیندے ہوندے نیں۔ انہاں نوں ناں لین دیو۔ ایسی کوئی گل نئیں اے۔

وزیر آبکاری و محصولات (چوہدری اختر رسول) پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا، جیسا کہ

فاضل رکن نے فرمایا ہے کہ مسلم لیگ کسی کی ماں بہن کا نام نہیں لیکن میں یہ کہونگا کہ مسلم لیگ پاکستان کی ماں ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ بہرحال مسلم لیگ اگر سیاسی جماعت ہے تو ملک میں دوسری بھی سیاسی جماعتیں ہیں۔

جناب سپیکر۔ تشریف رکھیں۔

چوہدری گل نواز خاں ڈڑیچ۔ ایسے کئی بچے ہیں جو ماں کے نہیں ہیں۔

ملک طیب خاں اعوان۔ پوائنٹ آف آرڈر.......

جناب سپیکر۔ چوہدری صاحب آپ تشریف رکھیں۔ ملک صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

ملک طیب خاں اعوان۔ جی جناب۔ جناب سپیکر۔ میں مولانا چنیوٹی صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ ہر جمعرات کو جناب چیف منسٹر ملاقات کے لیے موجود ہوتے ہیں۔ لیکن شائد چنیوٹی صاحب کو جمعرات کو فرصت نہیں ہوتی اس لیے یہ ٹائم مانگتے ہیں۔ چیف منسٹر صاحب ہر جمعرات کو دستیاب ہوتے ہیں۔ اور جب پارٹی میٹنگ ہونی ہوتی ہے تو چیف منسٹر صاحب شائد اپنی پارٹی کے ممبران کو ہی بلاتے ہوں۔ اس میں ضروری نہیں ہے کہ ہر ممبر کی شمولیت ہو۔ کیونکہ جو اس پارٹی کا ممبر ہی نہیں ہے۔ اگر اسے نہیں بلایا گیا تو اس سے جناب مولانا چنیوٹی کا استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ اس کے علاوہ جہاں تک سکول کا مسئلہ ہے۔ تو اس میں کئی ٹیکنیکل خامیاں ہوتی ہیں۔ اور ممکن ہے کہ جناب چنیوٹی صاحب کا سکول اس معیار پر پورا نہ اترتا ہو۔ اور اس وجہ سے اسے اپ گریڈ نہیں کیا گیا۔ اس لیے اس تحریک میں سوائے وقت ضائع کرنے کے اور کوئی بات نہیں۔

جناب سپیکر۔ ملک صاحب! جو بات آپ نے فرمائی ہے یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے یہ بات وزیر قانون صاحب کو کرنی چاہیے تھی۔ اس لیے میرے خیال میں مولانا صاحب کو اپنی بات ختم کرنے دیجیے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب والا۔ میں اپنی بات تو ختم کر چکا ہوں۔ لیکن ملک صاحب خواہمخواہ اس قسم کا جواب دے رہے ہیں۔ اور وکالت کر رہے ہیں۔ میرا اعتراض اس پر نہیں ہے۔ کہ مسلم لیگ کی میٹنگ ہے اور اس میں ہمیں کیوں نہیں بلایا گیا۔ کیونکہ اس سوال پر تو کوئی اعتراض نہیں کر سکتا۔ بلکہ اعتراض یہ ہے کہ جب ہم سے تعمیل کرائی گئی ہے۔ اور ہمارا اس میں نام

لکھا گیا ہے ۔ تو ہمیں نہیں معلوم کہ وہ جماعتی میٹنگ ہے یا کسی اور مسئلے کے لیے بلایا جا رہا ہے ۔اگر اطلاع کرائی گئی ہے ۔ تو پھر ملاقات کیوں نہیں کی گئی ۔

جناب سپیکر ۔ شکریہ مولانا صاحب ۔آپ کی بات ہو گئی ہے ۔ اب آپ تشریف رکھیں ۔ جناب لاء منسٹر صاحب ارشاد فرمائیں گے

وزیر صنعت و معدنی ترقی ۔(جناب غلام حیدر وائیں) ۔جناب والا ۔ اس سلسلہ میں میں عرض کرتا ہوں ۔کیونکہ جناب ٹوانہ صاحب بیماری کے باعث چھٹی پر ہیں ۔........

جناب سپیکر ۔ یہ تحریک ٹوانہ صاحب سے کیسے متعلقہ ہے ؟

وزیر صنعت و معدنی ترقی ۔ جناب والا ۔ اس میں دو تین باتیں ہیں اور ایک بات کے متعلق ہے اور یہ محکمہ جناب ٹوانہ صاحب کے پاس ہے ۔

Sardarzada Syed Zafar Abbas ; Point of Personal Explanation Sir.

Mr. Speaker : Sardarzada Syed Zafar Abbas is on a Point of Personal Explanation.

No cross talk please.

سردار زادہ سید ظفر عباس ۔ جناب والا یہ ایک بہتان ہے ۔ جو مولوی صاحب نے یہاں میرے خلاف بیان کیا ہے ۔ کیونکہ میرے حلقے میں کوئی ہائی سکول منظور نہیں ہوا ۔ اور نہ ہی بنا ہے ۔ میں مولانا صاحب کو چیلنج کرتا ہوں ۔ کہ وہ اس بات کو ثابت کر دیں ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ۔ جناب والا ۔ چک نمبر 240 کس کے حلقے میں ہے ۔

سردار زادہ سید ظفر عباس ۔ نہیں ہے میں چیلنج کرتا ہوں ۔

جناب سپیکر ۔ No cross talk please. مولانا صاحب تشریف رکھیں ۔ جی وائیں صاحب ۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی ۔(جناب غلام حیدر وائیں) ۔ جناب سپیکر ۔ میرے فاضل رکن نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے ۔ اس کے بارے میں میرا پہلا اعتراض یہ ہے ۔ کہ انہوں نے اپنی تحریک میں ایک سے زائد امور کا تذکرہ کیا ہے ۔ مگر قاعدہ 55 (2) کے مطابق کسی تحریک استحقاق میں ایک سے زائد مسئلہ زیر بحث نہیں لایا جا سکتا ۔ اس لیے یہ تحریک استحقاق خلاف قاعدہ قرار دی جائے ۔ دوسری بات یہ ہے کہ انہوں نے کہا ۔ کہ چیف منسٹر صاحب وہاں تشریف

لے گئے اور ممبر حضرات کو وہاں پر آنے کے لیئے اطلاع دی گئی۔ بعد ازاں یہ معلوم ہوا۔ کہ وہاں پر چیف منسٹر صاحب اپنے پارلیمانی گروپ کے اراکین سے تنظیمی امور پر گفت و شنید کرنی چاہتے تھے۔ ظاہر ہے کہ اس اجلاس میں مولانا صاحب جو کہ مسلم لیگ کے ممبر نہیں ہیں۔ ان کا وہاں تشریف لے جانا نہ تو مسلم لیگی ممبران کے لیے اور نہ ہی ان کے لیئے فائدہ مند ہوتا۔ اس لیئے مولانا صاحب کو اس امر کی باقاعدہ اطلاع دی گئی۔ کہ اس اجلاس میں ان کی شرکت ضروری نہیں ہے۔ اور اسلیئے مولانا صاحب وہاں تشریف بھی نہ لے گئے۔ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ اس معاملہ میں ان کا کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوا۔ ویسے بھی اگر وزیر اعلیٰ کسی مسئلہ پر فاضل اراکین میں سے چند ایک سے گفت و شنید کرنا چاہتے ہوں۔ اور وہ مسئلہ چند احباب تک محدود ہو۔ اور وہ مسئلہ سب کے ساتھ زیر بحث لانے والا نہ ہو تو اس سے کسی فاضل رکن اسمبلی کا حق مجروح نہیں ہوتا۔ ان حالات میں یہ مسئلہ فوری اہمیت کا حامل بھی نہیں ہے۔ یہ بہت پرانی باتیں ہیں۔ اور اس میں دو تین باتیں اکٹھی ہو گئی ہیں۔ اسی لیے میں گزارش کروں گا۔ کہ یہ تحریک استحقاق قاعدے کے مطابق نہیں۔ جس ملاقات کی آپ نے بات کی ہے۔ جب آپ کا تعلق اس جماعت سے نہیں ہے۔ فاضل وزیر اعلیٰ نے وہاں پر اپنے ان اراکین سے جماعتی تنظیم کے امور پر بات کرنی تھی تو یہ درست بات نہیں کہ آپ کو ملاقات سے منع کیا گیا ہے۔ آپ کو تو بروقت اطلاع دے دی گئی کہ آپ اس مجلس میں تشریف نہ لائیں۔ اس بات پر ہمیں انتظامیہ اور وزیر اعلیٰ کا مشکور ہونا چاہیئے۔ کہ یہ بات اگر سہواً ہو گئی تھی تو اس کی بروقت تصحیح ہو گئی۔ ان حالات میں گزارش کروں گا۔ کہ یہ معاملہ ختم ہو۔

But more than one point has been discussed in the Privilege Motion. This is not the constitutional right of Member. This may kindly be ruled out. I thank you Sir.

جناب سپیکر۔ چوہدری صاحب تشریف رکھیں۔ مولانا صاحب اس پر clear rule ہیں۔ جو جناب دائیں صاحب نے quote کئے ہیں۔ رول ۵۵ (۲) میں واضح طور پر لکھا ہے۔

55 (ii) Not more than one question shall be raised by the same Member at the same sitting :

اور یہ recent occurrence کا معاملہ بھی نہیں ہے۔ اس لیے آپ کی Privilege motion کو میں rule out کرتا ہوں۔

گرلز مڈل سکول کی اپ گریڈیشن کو دوسرے حلقہ انتخاب میں منتقل کرنا

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ جناب سپیکر۔ ایوان کے باہر دو جلوس خطرناک پوزیشن اختیار کئے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر۔ ذرا اونچی آواز میں مائیک کے پاس فرمائیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ جناب سپیکر۔ ایوان کے باہر دو مشتعل جلوس آئے ہوئے ہیں اور میں آپ سے درخواست کروں گا۔ کہ آپ حکمران جماعت کے کسی نمائندے کو باہر بھیجیں تاکہ وہ ان سے کچھ negotiation کر لیں۔ یہ کلرکوں اور چائنہ بستی کے جلوس ہیں۔ جس کے گیارہ بارہ آدمی گرفتار کر لئے ہیں۔ اور لاٹھی چارج کے لیے پولیس تیار کھڑی ہے۔ اس طرح یہ کشیدگی بڑھ جائے گی۔ میں ان کے اپنے مفاد میں درخواست کروں گا۔ کہ وزیر خزانہ یا وزیر قانون باہر جا کر ان سے مل لیں۔ کیونکہ انہوں نے مجھے بلایا ہے۔ لیکن میں ان کی کیا مدد کر سکتا ہوں سوائے اس کے کہ میں اور اشتعال دلا دوں۔ تو آپ مہربانی کر کے کسی وزیر کو باہر بھیجیں۔

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور) کیا انہوں نے آپ کو بلایا ہے یا آپ نے انہیں بلایا ہے؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ انہوں نے مجھے پرچہ بھیجا ہے۔

ایک معزز ممبر۔ تاکہ جلتی پر تیل پا جاؤ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ جناب والا۔ یہ گورنمنٹ کے اپنے مفاد میں ہے۔ کیونکہ اگر لاٹھی چارج کا واقعہ ہو گیا۔ تو کشیدگی بڑھ جائے گی۔ اس لیے میں مشورہ دیتا ہوں۔ کہ ان میں سے ایک چلا جائے۔ بجائے اس کے کہ میں جاؤں اور پھر یہ مجھے مورد الزام ٹھہرائیں۔ کہ میں نے نعرہ بازی بھی کروائی ہے۔ اس لیئے یہ چٹ بھی میں آپ کے پاس بھیجتا ہوں۔ اور بہتر یہی ہوگا۔ کہ امن عامہ کے تحفظ کے لیئے آپ باہر تشریف لے جائیں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب والا۔ میں نے اپنے دو رفقاء سے گزارش کی ہے چنانچہ دونوں رفقاء جناب اختر رسول صاحب اور جناب نثار ملک صاحب معاملہ دریافت کرنے کے لیئے تشریف لے گئے ہیں۔ معاملہ تو خطرناک کیا ہونا ہے۔ لیکن ہم نے انہیں بھجوایا ہے۔ اور وہ چلے گئے ہیں

جناب سپیکر۔ مولانا صاحب۔ آپ کی دوسری تحریک استحقاق نمبر ۵ ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی کی تقاریر میں رکاوٹیں اور انتظامیہ کا جانبدارانہ رویّہ

مولانا منظور احمد چنیوٹی ۔ جناب والا۔ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری معاملہ کو زیر بحث لانے کے لیئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو کہ اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مولوی محمد افضل اور حافظ بشیر احمد صاحبان موضع کیسے تحصیل حافظ آباد ضلع شیخوپورہ اپنے گاؤں ایک تبلیغی جلسہ کرانا چاہتے تھے ۔ انتظامیہ کی طرف سے کوئی رکاوٹ نہ ہونے کی وجہ سے وہاں میری تقریر کی تاریخ 20-4-86 متعین ہوگئی تھی ۔ جلسہ کے انعقاد کی مشتہری کے لیئے اشتہارات وغیرہ چھپ کر علاقہ میں تقسیم ہوگئے تھے ۔ لیکن وہاں کے عارف شاہ نامی شخص نے اپنے عقیدت مندوں کی معیت میں علاقہ میں ہلڑبازی کر کے میری تقریر ہونے میں رکاوٹ ڈالی ۔ تو مذکورہ جلسہ کرانے والے حضرات نے موضع جانگلے کے زمیندار سے اجازت لے کر وہاں پروگرام رکھ دیا۔

مقررہ تاریخ کو منتظمین خیمے اور سپیکر وغیرہ لے کر جانگلہ جا رہے تھے ۔ کہ عارف شاہ کے آدمیوں نے ان سے وہ سامان چھین لیا ۔ اور ان کو گالیاں دیں۔ حسب پروگرام جب میں جلالپور اڈہ پر پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ لوگ مسلح ہو کر گاؤں سے باہر بیٹھے ہوئے ہیں۔ کہ ہم کسی صورت میں تقریر نہیں ہونے دیں گے ۔ چنانچہ اڑھائی بجے بعد دوپہر میں نے ایس ایچ او جلال پور کو اس صورت حال سے آگاہ کیا تاکہ وہ انتظام کرے اور پروگرام کے مطابق میری تقریر ہو جائے۔ لیکن وہ ٹال مٹول سے کام لیتا رہا کیوں کہ وہ عارف شاہ کی حمایت میں تھا۔ یہاں تک کہ شام کے ساڑھے پانچ بج گئے ۔ اور میری تقریر کا وقت جو بعد از نماز ظہر تا عصر تھا ختم ہوگیا۔ چوں کہ اسی رات مجھے ڈسکہ میں تقریر کی دعوت تھی ۔ اس لیے میں وہاں روانہ ہوگیا۔ دوسرے دن جناب ایس ایس پی گوجرانوالہ اعجاز اکرم صاحب کو اس واقعہ کی تفصیلات سے آگاہ کیا ۔ اور ساتھ ہی جناب اے سی صاحب، حافظ آباد کے نوٹس میں بھی یہ بات لائی گئی ۔ ہر دو حضرات کے سامنے میرے تین مطالبات تھے ۔

۱۔ ایس ایچ او تھانہ جلال پور کا فوری تبادلہ ہو۔

2۔ غیر قانونی کارروائی کرنے والوں کے خلاف پرچہ درج کر کے اصل مجرم عارف شاہ اور اسکے معاونین کو گرفتار کیا جائے۔

3۔ ۲۷ مئی 1986ء بعد از نماز ظہر کیسے میں میری تقریر کا بندوبست کرایا جائے ۔ کیوں کہ

مولانا منظور احمد چنیوٹی کی تقاریر میں رو کاوٹیں اور انتظامیہ کا جانبدارانہ رویہ

اس علاقہ میں اگر عارف شاہ کے عقیدت مند اپنے عقائد کی نشر و اشاعت کا حق رکھتے ہیں تو میرے عقیدت مند بھی اس کے حق دار ہیں۔

28 - اپریل ۱۹۸۶ کو جناب ایس ایس پی صاحب اور اے سی صاحب کو یادداشت بھیجی گئی تھی جن کی فوٹو سٹیٹ کاپیاں لف ہذا ہیں۔ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ میرے مطالبات کو نظر انداز کر دیا گیا ہے اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا جناب سپیکر آپ سے استدعا ہے کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر میری اس تحریک استحقاق پر ایوان کی بحث کی اجازت دی جائے کہ انتظامیہ کیوں ہمارے ساتھ جانبدارانہ سلوک کر رہی ہے۔؟

جناب سپیکر۔ ملک میں ہر آدمی جلسے اور جلوس کر رہا ہے اور کسی پر بھی کوئی پابندی نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ حاجی جمشید عباس تفہیم صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

حاجی جمشید عباس تفہیم۔ جناب والا۔ آپ سے میری یہ التماس ہے کہ جب مولانا صاحب اپنی بات ختم کر لیں تو پھر مجھے بھی بولنے کی اجازت دیں تاکہ میں اصل حالات سے آپ کو آگاہ کر سکوں۔ اس لیے کہ یہ واقعہ میرے علاقہ کا ہے۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ۔ جناب والا۔ میں آپ سے دریافت کروں گا کہ مولانا صاحب بحیثیت ایم پی اے وہاں گئے تھے، یا وہ بحیثیت مولوی صاحب تشریف لے گئے تھے۔ اگر وہ بحیثیت ایم پی اے دار گئے تھے۔ تب تو یہ تحریک استحقاق پیش کر سکتے ہیں۔ اور اگر بحیثیت مولوی صاحب گئے تھے۔ جیسا کہ (* * * * *) جاتے ہیں، تو پھر یہ استحقاق نہیں ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ یہ چوہدری صاحب، ذاتی حملہ کرتے ہیں۔ اور اگر کرائے کی بات ہے تو گورنمنٹ بھی ہمیں تبلیغ کے لیے ......

جناب سپیکر۔ چوہدری محمد رفیق پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہتے ہیں۔

چوہدری محمد رفیق۔ جناب سپیکر، چوہدری گل نواز صاحب، اخلاقی حدود سے کچھ تجاوز کرتے ہیں۔ ایک عالم دین کی تضحیک جو ابھی ابھی انہوں نے کی ہے۔ میں اس کا شدید نوٹس لیتا ہوں۔ اور شدید اعتراض اور غصہ کا اظہار بھی کرتا ہوں، ایک ایم پی اے اور مولوی صاحب کو الگ الگ بیان کرنے سے تضحیک کا پہلو نکلتا ہے۔ اس طرح معزز ایوان میں ان کا استحقاق مجروح کیا جا رہا ہے اور میں اس پر احتجاج کرتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ چوہدری اصغر علی گوجر پوائنٹ آف آرڈر پر بولنا چاہیں گے۔

* * * * * بحکم جناب سپیکر الفاظ حذف کر دیئے گئے۔

ابھی تک اس تحریک کی admissibility پر کوئی بات نہیں ہو رہی ۔

چوہدری اصغر علی گجر ۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا ۔ کہ جب بھی کوئی رکن اس ایوان میں اپنی بات پیش کرتا ہے ۔ تو ضروری نہیں ہے کہ اس کی بات تمام اراکین کے دل کو لگے ۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ اس کی بات کو اطمینان اور با عزت طریقے سے سنا جائے ۔ یہ بات غلط ہے ۔ کہ اس کی تقریر کے دوران کوئی شخص اس کو interrupt کرے اور اس پر غلط قسم کے بہتان لگانے شروع کر دے ، یہ بذات خود ایک ممبر کی توہین ہے ۔ اور یہ الفاظ کہہ دینا

بڑی زیادتی ہے ۔ ایسا نہیں ہونا چاہیئے ۔ اگر ایسی باتیں ہوتی رہیں تو متعلقہ رکن احساس کمتری کا شکار ہوگا ۔ اور یہ سمجھے گا کہ یہ لوگ واقعی اس سے زیادتی کر رہے ہیں ۔ اس لیئے جب کوئی رکن بات کرے تو اس کی بات کو آرام اور تسلی سے سننا چاہیئے ۔ تاکہ اس کا استحقاق مجروح نہ ہو

جناب سپیکر ۔ میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب والا ۔ میں آپ سے التماس کرتا ہوں کہ آپ چوہدری گل نواز خان کو ہدایت کریں ۔ کہ وہ اپنے غیر پارلیمانی الفاظ جو کہ انہوں نے ایک عالم دین کی بابت کہے ہیں ۔ واپس لیں ۔

جناب سپیکر ۔ آپ تشریف رکھیں ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ۔ جناب والا ۔ میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے ۔ کہ کچھ اصحاب اگر یہاں پر حق نمک ادا کرنا چاہتے ہیں ، تو وہ بڑے شوق سے کریں ۔ لیکن کم از کم اس طریقے سے ادا نہ کریں کہ دوسروں کی تضحیک کا پہلو نکلے ۔ اس لیے جناب والا میری گزارش ہے کہ آپ چوہدری گل نواز صاحب کو جو کہ ہمارے بزرگ بھی ہیں ۔ سخت الفاظ میں سرزنش کریں ۔ تاکہ وہ آئندہ ایسی کوئی حرکت نہ کریں ۔ ورنہ ہمارے لیے اس ایوان میں بیٹھنا بھی مشکل ہو جائیگا ۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ ۔ پوائنٹ آف آرڈر سر ۔ جناب یہ " حق نمک " والے الفاظ واپس لیں ۔ میں کسی کا نمک نہیں کھاتا سوائے خدا کے ، یہ کھاتے ہوں گے کسی کا نمک میں دعوے سے کہتا ہوں کہ خدا کے فضل سے میں سوائے خدا کے کسی کا نمک نہیں کھاتا ۔ اس لیے یہ الفاظ وہ واپس لیں ۔

جناب سپیکر ۔ چوہدری صاحب ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ شاہ صاحب آپ بھی تشریف رکھیں ۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی تحریک استحقاق میں ان کی short statement

---

* * * * * * *

بحکم جناب سپیکر صاحب الفاظ حذف کر دیئے گئے ۔

کے دوران چوہدری گل نواز صاحب نے جو ریمارکس * * * * * * *
یہ bad taste میں ہیں۔ لہذا میں چوہدری صاحب سے کہوں گا۔ کہ وہ یہ
الفاظ واپس لیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چوہدری گل نواز وڑائچ ۔ اگر جناب سپیکر یہ بات غلط سمجھتے ہیں۔ تو میں اس کا
ثبوت دے سکتا ہوں کہ میں نے جلسہ کرایا۔ اگر آپ فرمائیں تو
میں یہ الفاظ واپس لینے کے لیے تیار ہوں۔ مگر میرے پاس documentary proof ہے۔
* * * * * * * * * اگر آپ کہیں تو میں اسمبلی کی
عزت کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اپنے الفاظ واپس لینے کے لیے تیار ہوں۔

جناب سپیکر۔ آپ الفاظ واپس لیں ۔

چوہدری گل نواز وڑائچ۔ جی میں تیار ہوں واپس لینے کے لیے ۔

جناب سپیکر۔ شکریہ، تشریف رکھیں .. اور یہ الفاظ اسمبلی کی کارروائی سے expunge
کئے جاتے ہیں ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ اس کے ساتھ انہوں نے جو یہ فرمایا ہے کہ چنیوٹی صاحب
وہاں ایم پی اے کی حیثیت سے یا مولوی کی حیثیت سے گئے ہیں۔ تو میں ان سے یہ پوچھوں گا۔۔۔

جناب سپیکر۔ مولانا صاحب آپ اپنا بیان دے چکے ہیں ،اب ہر بات کے جواب کی میں
اجازت نہیں دے سکتا ۔آپ تشریف رکھیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ۔ مگر آپ انہیں ہدایت کریں کہ وہ اس قسم کے الفاظ استعمال نہ
کیا کریں ۔کیونکہ یہ الفاظ غلط ہیں

جناب سپیکر۔ جناب وزیر قانون اس تحریک استحقاق پر کچھ فرمانا چاہیں گے ؟۔

وزیر صنعت (جناب غلام حیدر وائیں)۔ جناب سپیکر اس تحریک استحقاق کے بارے میں
عرض کرنا چاہوں گا ۔

جناب جمشید عباس تھہیم ۔ جناب سپیکر میں بھی اس تحریک استحقاق کے بارے میں
گزارش کرنا چاہوں گا ۔کہ ....

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔ اگر آپ بھی
پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں تو فرمائیں ۔

* * بحکم جناب سپیکر صاحب الفاظ حذف کر دیئے گئے

جناب جمشید عباس تھہیم۔ جناب سپیکر! میں نے آپ سے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ جب مولانا صاحب کی بات ختم ہو جائے تو اس کے بعد مجھے بھی اس مسئلے پر بات کرنے کا موقع دیا جائے۔ کیونکہ یہ میرے علاقے کا واقعہ ہے تاکہ میں آپ کو حالات سے آگاہ کر سکوں۔ لیکن معلوم نہیں کیا وجہ ہے کہ آپ ہماری طرف نظر کرم فرماتے ہی نہیں۔

جناب سپیکر۔ حاجی صاحب بات یہ ہے کہ اس واقعہ پر بات اس طرح ہو سکتی ہے۔ کہ میں اس تحریک استحقاق کو admit کر لوں۔ لیکن جب تک یہ تحریک استحقاق admit نہیں ہو جاتی اس وقت تک اس پر بات نہیں ہو سکتی۔ جس وقت تک اس تحریک استحقاق کی admissibility پر decision نہیں ہو جاتا۔ اس وقت تک صرف admissibility پر بات ہو سکتی ہے۔ واقعات پر بات نہیں ہو سکتی۔

جناب جمشید عباس تھہیم۔ ٹھیک ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ جناب سپیکر میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ Cabinet's Joint Responsibility کے اصولوں پر function کرتی ہے۔ دائیں صاحب کے پاس محکمہ صنعت ہے اور جبکہ ہمارے پاس قابل وزیر قانون بھی موجود ہیں۔ تو یہ ان کی بار بار توہین کر دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ تحریک استحقاق کی admissibility پر وزیر قانون کی موجودگی میں بات کرتے ہیں۔ اس طرح وزیر قانون کو بولنے سے محروم کر دیتے ہیں اور خود اُٹھ کر دعویدار بن جاتے ہیں۔ اس لیے ......

Kindly allow the Law Minister to deal with the subject and let the Industries Minister deal with his own portfolio.

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا متعلقہ وزیر تحریک استحقاق کا جواب دیتا ہے۔ اس تحریک استحقاق کے متعلقہ وزیر دائیں صاحب ہیں۔ اس لیے وہ جواب دے رہے ہیں۔

جناب لیاقت علی۔ جناب والا۔ ان حضرات سے کہیں کہ یہ اپنی باتوں کا انداز تو بدلیں تاکہ ہمیں ان کی بات سمجھ تو آسکے۔

جناب سپیکر۔ اس سلسلے میں پریکٹس یہی رہی ہے کہ تحریک استحقاق ہو یا تحریک التوائے کار۔ وزیر قانون جو کہ پارلیمانی امور کے بھی وزیر ہیں۔ وہ اس ایوان میں حکومت کی

نمائندگی بھی کرتے ہیں۔ اور ان کے علاوہ تحریک ہائے استحقاق پر یا تحریک ہائے التواء پر وزیر قانون و پارلیمانی امور یا اس محکمے کا متعلقہ وزیر جن کے محکمے کے متعلق بات ہو وہ یہاں پر اپنا موقف بیان کرتے ہیں۔ یہاں بھی practice رہی ہے۔ اور جو practice رہی ہے ہمیں اس سے اجتناب نہیں کرنا چاہیئے۔ وزیر قانون صاحب اس سلسلے میں ارشاد فرمائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب تحریک استحقاق Origionally متعلقہ وزیر کو بھیج دی گئی ہے۔ اور اس تحریک استحقاق کے متعلق وزیر جناب وائیں صاحب ہیں۔ اور وہی اس کا جواب دیں گے۔

وزیر صنعت۔ جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کے متعلقہ وزیر جناب ٹوانہ صاحب ہیں۔ اور انہوں نے ہی اس کا جواب دینا تھا۔ لیکن ٹوانہ صاحب بیمار ہیں۔ اپنی بیماری کی وجہ سے انہوں نے مجھے فرمایا تھا۔ کہ میں اس تحریک کا جواب دوں گا۔ اسی وجہ سے میں عرض کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر۔ ارشاد فرمایئے۔

وزیر صنعت۔ جناب سپیکر! زیر بحث تحریک استحقاق کے متعلق پہلے میں اس کی admissibility پر بات کروں گا۔ کہ ابھی ابھی آپ نے اس تحریک استحقاق سے پہلے ایک تحریک استحقاق کو اس بناء پر خلاف ضابطہ قرار دیا۔ کہ اس میں ایک سے زیادہ واقعات کو زیر بحث لایا گیا تھا۔ اس تحریک استحقاق میں بھی فاضل رکن نے ایک سے زائد واقعات کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک پیش کی ہے۔ ایس ایچ او۔ تھانہ جلال پور کا فوری تبادلہ غیر قانونی کارروائی کرنے والوں کے خلاف پرچہ درج کرنا اصل مجرم عارف شاہ اور اس کے معاونین کو گرفتار کرنا۔ اور ۱۲ مئی 1956ء بعد نماز ظہر جو جلسہ نہیں ہو سکا اس جلسے کا دوبارہ اہتمام کروانا۔ یعنی اس تحریک استحقاق میں تین باتوں کا تحرک کیا گیا ہے۔ جناب والا میں اس کی admissibility کے نقطہ نگاہ سے یہ عرض کروں گا۔ کہ یہ واقعہ 20 اپریل کو وقوع پذیر ہوا اور اس کی اطلاع میرے فاضل بھائی نے ۱۲ مئی کو اسمبلی میں بھجوائی ہے۔ اس لحاظ سے یہ قاعدہ 55 (3) کے مطابق یہ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والا واقعہ نہیں بنتا۔ دوسری بات یہ کہ آپ نے پچھلی تحریک استحقاق کو قاعدہ نمبر 55 (3) کے مطابق جس میں درج ہے۔ کہ

Not more than one matter can be discussed in one Privilege Motion.

rule out کیا۔

اس تحریک استحقاق میں بھی ایک سے زیادہ موضوعات کو زیر بحث لایا گیا ہے ۔ لیکن میں آپ کی اطلاع کے لیے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ کہ اس واقعہ کے متعلق تحقیق کی گئی ۔ اور ہمارے تحقیقاتی آفیسر نے اس سلسلہ میں رپورٹ پیش کی ہے ۔ جس کے مطابق وہ مہتمم تھانہ جلال پور بھٹیاں قصور دار نہیں پائے گئے ۔ اس لیے ان کے خلاف کوئی کار روائی نہیں کی گئی ۔

نمبر۲ میں یہ عرض کروں گا کہ جلسہ کو روکنے والے افراد کے خلاف مقدمہ نمبر 61 مؤرخہ 20-4-86 بجرم 541 : 500 ، 147 کے تحت ث پ تھانہ جلال پور بھٹیاں سے چالان عدالت کو پیش کر دیا گیا ہے ۔ مولانا صاحب اگر پھر کوئی جلسہ کرنے کی ضرورت محسوس کرتے ہیں تو وہ آزاد ہیں ۔ اور اس پر کوئی پابندی نہیں ہے ۔ حکومت کی طرف سے کوئی جبر نہیں ہے ۔ اگر وہ وہاں پر جائیں گے اور انتظامیہ کو اطلاع دیں گے تو انتظامیہ اپنی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لیے وہاں موجود ہوگی ۔ ان واقعات کی روشنی میں قانون کے مطابق جو کار روائی ہونی چاہیئے تھی وہ پہلے ہی کی جا چکی ہے ۔ مولانا صاحب اگر پھر وہاں تشریف لے جانا چاہتے ہیں تو حکومت کی طرف سے ان کو اس بات کی اجازت ہے ۔ اور کوئی قانون ان کی راہ میں حائل نہیں ۔ اگر مولانا صاحب وہاں جانے کے لیے اپنے لیئے کوئی احتیاطی تدابیر کرانا چاہتے ہیں ۔ تو وہاں کی انتظامیہ کو جب آپ اطلاع کریں گے تو وہ اس پر پوری کار روائی کرے گی ۔ لیکن admissibility کے نقطہ نگاہ سے میں یہ گزارش کروں گا کہ ....

This is not a recent occurrence and more than one points have been raised. This needs to be ruled out under the Rules.

جناب سپیکر ۔ اس تحریک استحقاق میں ایک چیز نہایت واضح ہے ۔ اور میں یہ بات سارے ایوان کو بتانا چاہتا ہوں ۔ کہ ایک ہی نشست میں کوئی بھی فاضل رکن ایک سے زیادہ Privilege question کا ایوان میں Raise نہیں کر سکتا ۔ قاعدہ نمبر 55 (2) دراصل صحیح معنوں میں اس بات پر apply ہوتا ہے ۔ کہ ایک نشست میں کوئی فاضل رکن ایک سے زیادہ Privilege Question کا ایوان میں raise نہیں کر سکتا ۔ اسلیئے آپ کی دوسری تحریک قاعدہ 55 (2) کی رو سے Out of Order ہے ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ۔ جناب والا گزارش یہ ہے کہ میں نے جو تحریک ہائے استحقاق بھیجی ہیں ۔ ان کی تاریخوں میں فرق ہے ۔ اگر اسمبلی کی انتظامیہ نے ایک ہی تاریخ میں دونوں تحریک ہائے

استحقاق رکھ دی ہیں تو اس میں میرا تو کوئی قصور نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ کی یہ بات درست ہے۔ اور اس معاملہ کو take up ہی نہیں کیا جانا چاہیئے تھا۔ کیونکہ یہ کل take up ہو سکتا تھا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب اس میں قصور میرا تو نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ اس میں صرف یہ ایک بات ہی نہیں ہے بلکہ اور بات یہ ہے۔ کہ یہ معاملہ کافی out dated ہے۔ اور یہ recent occurrence بھی نہیں ہے۔ یہ اپریل کا واقعہ ہے اور مئی کے اجلاس میں آپ یہ مسئلہ پیش کر رہے ہیں۔ تحریک استحقاق اور تحریک التوا میں تو دو دن کی تاخیر بھی ناقابل برداشت ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی۔ جناب سپیکر! اس واقعہ کے بعد اجلاس اسی مہینے میں ہو رہا ہے۔ اور اس سے پہلے تو کوئی اجلاس نہیں ہوا۔ پھر ہمیں یہاں کے کارپردازوں نے بتایا ہے۔ کہ کوئی تحریک آپ اس وقت تک پیش کر سکتے ہیں جب اجلاس کی تاریخ کا اعلان ہو جائے۔ لہذا اس واقعہ کے بعد اجلاس تو اب ہو رہا ہے۔ اس لیے اسی اجلاس میں یہ تحریک استحقاق پیش ہونی تھی۔ اور اس سے پہلے تو کوئی موقع بھی نہ تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ جناب وائیں صاحب فرماتے ہیں کہ یہ دو تین واقعات ہیں۔ حالانکہ دو تین واقعات نہیں ہیں بلکہ واقعہ تو ایک ہی ہے۔ کہ ایک تقریر کا پروگرام رکھا گیا۔ جب بے نظیر پورے ملک میں جلسے جلوس کر رہی ہے تو ہماری تقریر پر کیا اعتراض ہے۔ ہماری تقریر کے جب اشتہار چھپ چکے تھے۔ ......

مولانا محمد غیاث الدین۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میں یہ گزارش کروں گا کہ مولانا منظور احمد چنیوٹی کی طرح میں بھی تقاریر کے لیے بیشتر جگہوں پر جاتا رہتا ہوں۔ لیکن میرے جلسے کو کبھی کسی نے درہم برہم کرنے کی کوشش نہیں کی۔ دیکھنا یہ چاہیئے کہ مولانا صاحب جہاں کہیں بھی جاتے ہیں۔ وہاں پر لوگ کیوں سراسیمگی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ کیا ان میں کوئی ایسی حرکات موجود نہیں۔ جن کے باعث لوگ ناراض ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ میرا تجربہ ہے۔ کہ جب مولانا صاحب ہمارے شکرگڑھ تشریف لے گئے۔ تو ہمارے آدمی بذات خود وہاں پر لڑائی کے لیے تیار ہو گئے تھے۔ کیونکہ ان کا شکرگڑھ میں جو تقریر کا رویہ تھا۔ وہ اس کی وجہ سے لڑنے کے لیے تیار ہو گئے۔ اور میں نے ان لوگوں کو وہاں پر روکا کہ یہ ہمارے معزز مہمان ہیں۔ اس لیے ان کی تقریر سنیں اور لڑائی نہ کریں۔

جناب سپیکر۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

مولانا محمد غیاث الدین ۔ آخر ان کی وجہ سے عوام کیوں سراسیمگی میں مبتلا ہو جاتی ہے ؟....

جناب سپیکر ۔ چونکہ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔ اس لیئے میں اس بات کی اجازت نہیں دیتا ۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی ۔ اس ضلع میں اور اس مہینے میں میری جتنی بھی تقریریں ہوئی ہیں ان میں کہیں کوئی رکاوٹ پیدا نہیں ہوئی ۔

جناب سپیکر ۔ مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں ۔ کیونکہ آپ کی تحریک استحقاق پر میں اپنا فیصلہ سنا چکا ہوں ....

اب ہم باقی تحاریک استحقاق کو کل take up کریں گے ۔ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی تحریک استحقاق پر میرا pending ہے ۔ اسے میں سنا دیتا ہوں ۔

Mr. Riaz Hashmat Janjua raised a question of Privilege involving a breach of privilege . . . .

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud: Sir, before you give your ruling . . . .

معزز ایوان ۔ جناب آواز نہیں آ رہی ۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی ۔ جس وقت جناب سپیکر ارشاد فرما رہے ہوں ۔ تو اس وقت کسی فاضل رکن کو اور پھر خاص طور پر مخدوم زادہ صاحب جیسے رکن کو تو اس میں interrupt نہیں کرنا چاہیئے

جناب سپیکر ۔ وائیں صاحب کی یہ بات درست ہے کہ مخدوم زادہ صاحب کو interrupt نہیں کرنا چاہیئے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب درست ہے ۔ لیکن میرا interruption کا ارادہ نہیں تھا ۔ لیکن چونکہ آپ یہ کہہ چکے ہیں ۔ کہ اب یہ تحاریک استحقاق کل آئیں گی ۔ تو اس لیئے میں غافل ہو گیا ۔ ورنہ میں آپ کی خدمت میں ایک دو چیزیں پیش کرنا چاہتا تھا ۔ پیشتر اس کے کہ آپ یہ رولنگ دیں ۔

جناب سپیکر ۔ جی میں نے یہ رولنگ پڑھنی شروع کر دی ہے ۔ اس لیے آپ تشریف رکھیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ پڑھیے پڑھیے جناب ۔

جناب سپیکر کی رولنگ

Mr. Riaz Hashmat Janjua, M.P.A. raised a question involving a breach of privilege on 12-5-1986, stating that while constituting Anti-Corruption Committees by the Provincial Government, the M.P.As. from Government party alone have been nominated to these Committees and the M.P.As. from the Opposition Group have been denied representation.

Besides taking into account the merits of the case, I have to examine this privilege motion purely on technical grounds. The right to raise a question of privilege is governed by the following conditions :—

(a) A member wishing to raise a question of privilege shall give notice in writing and if the question raised is based on a document, the notice shall be accompanied by such document ;

(b) the question shall relate to a privilege granted by the Constitution and law or rules made under any law ;

(c) the question shall relate to a specific matter of recent occurrence ;

(d) the matter shall be such as requires the intervention of the Assembly ; and

(e) the matter is being raised at the earliest opportunity.

After hearing the mover and the Government side, I have come to the following conclusions :—

(1) The M. P. A. has failed to attach or produce a copy of the Notification constituting Anti-Corruption Committee referred to in his motion, in order to as certain whether the question relates to a specific matter of recent occurrance and the M.P.A. has availed first opportunity available to him. Thus the motion is deficient of pre-requisite essential ingrediants.

(2) Apparently the question does not relate to a privilege granted by the Constitution or any law.

(3) In case such Committees have been constituted, it appears that it is an administrative action of the Provincial Goverment to streamline the administration. It does not bestow any right on any M.P.A. to be nominated to these Committees. These Committees are not the Parliamentary Committees of the Assembly and it does not seem appropriate to interfere in every action of the executive unless the law so requires.

In view of the above, I am of the opinion that primafacie the question raised does not involve a breach of priviiege. I, therefore, withhold my consent and rule it out of order.

ضمنی میزانیہ پر عام بحث (جاری)

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب سپیکر
جناب سپیکر۔ جناب جنجوعہ صاحب کوئی پوائنٹ آف آرڈر ہے۔
جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا
جناب سپیکر۔ ارشاد فرمایئے
میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔

ساقی تیرے خلوص پہ بہت ناز تھا مجھے
ناکام جا رہا ہوں مقدر کی بات ہے

(واہ، واہ)

چوہدری فضل حسین راہی۔ سر میں اے عرض کرنا چاہناں کہ بار جیوئے گورنمنٹ سائیڈ توں بندے بھیجے گئے نے اوناں دی گل سنن واسطے۔ کلرک تیار نہیں ہوئے۔ او کہندے نے۔ کہ تساں با اختیار نئیں گے۔ اختر رسول صاحب او تھے گئے جی۔ کلرکاں وا کہنا اے دے کہ تہاڈے کول اختیار دی کوئی نئیں۔ تے تسی ایتھے جو دی کہہ کے جاؤ گے۔ او دے تے عمل دی کوئی نئیں ہونا۔ اوناں دی ڈیمانڈ اے آ کہ چیف منسٹر تو تھلے او کسے دی گل نئیں سنناں چاہندے۔ او بہت وڈا اجتماع وا۔ اگر اسمبلی توں باہر اللہ تعالیٰ نہ کرے اینہاں نال کوئی گورنمنٹ سائیڈ ولوں ایسی گل ہو گئی تے او خطرناک دی ہو سکدی اے۔ اے پورے ملک دے لوکاں دا مسئلہ اے۔ اور اگر ایسی کلاشنکوفاں دے لائسنس بنوا کے دیندے آن۔ یا ایہو جئیاں گل کر دے آن۔ تے سانوں ایہہ دی چاہی دا اے کہ جیڑیاں عوام دی betterment واسطے گلاں نے۔ اسی اودے واسطے وقت دی کڈیئے۔ اے سارے request دی کریئے کہ چیف منسٹر صاحب، اوناں تے کول جان اونہاں دی گل سنن۔ اور ایس مسئلے نوں جنی جلدی ہو سکدا اے۔ اینوں مکان۔ بڑی مہربانی جی۔

جناب سپیکر۔ شکریہ۔ اب ہم سپلیمنٹری بجٹ پر بحث کے دوسرے دن ....

رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر! اگر ضمنی بجٹ پر ارکان اسمبلی بحث کرنا نہیں چاہتے اور آپ کے پاس کچھ تحریک ہائے استحقاق یا تحریک التوائے کار ہیں تو پھر ان کو نمٹا لیں۔ کیونکہ خاموشی ہاؤس تو ٹھیک نہیں ہوتا۔ آپ کو اختیار ہے کہ آپ اس ہاؤس کی رضامندی سے وقت

بڑھا سکتے ہیں. کیونکہ ضمنی بجٹ پر تو کافی لوگ بول چکے ہیں .

جناب سپیکر . میرے پاس کافی لوگوں کے نام آئے ہیں. جو کہ ضمنی بجٹ پر بات کرنا چاہتے ہیں.
جناب غلام شبیر صاحب .

(موجود نہیں تھے)

جناب سپیکر . جناب مظہر علی گل صاحب .

(موجود نہیں تھے)

جناب سپیکر . جناب سرفراز نواز صاحب .

(موجود نہیں تھے)

جناب سپیکر . محترمہ بیگم فرحت رفیق صاحبہ .

(موجود نہیں تھیں)

جناب سپیکر . جناب سید اقبال احمد صاحب.

سید اقبال احمد . بسم اللہ الرحمن الرحیم . جناب سپیکر ! میں آپ کا مشکور ہوں. کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقعہ دیا . ضمنی بجٹ میں سب سے پہلے میں زرعی ترقیاتی کارپوریشن کی بات کرتا ہوں. ضمنی بجٹ اس کے لیے 48 کروڑ 87 لاکھ 74 ہزار روپے رکھے گئے ہیں . میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں. کہ اس کارپوریشن کو کس وجہ سے اتنا روپیہ دیا جا رہا ہے.
اس محکمہ کا کام کیا ہے . پہلے صرف ایک محکمہ زراعت ہوتا تھا . اس سے نکل کر توسیع شدہ یہ محکمہ بنا . پھر اس کے علاوہ سیڈ کارپوریشن بنی . اور پھر زرعی کارپوریشن بنی. یہ چار محکمے ایک محکمے سے بنے ہیں . حالانکہ جب یہ ہمیں بیج دیتے ہیں تو یہ مونجی کے بیج کی قیمت ڈیڑھ سو روپے وصول کرتے ہیں . اور ہم سے جب مونجی لی جاتی ہے تو 92 روپے فی من لی جاتی ہے . اس طرح 58 روپے فی من یہ ہم سے زیادہ وصول کرتے ہیں . اسی طریقے سے جب ہمیں گندم بیج کے لیئے دی جاتی ہے . تو اس کے لیے ہم سے 120 سے 125 روپے تک وصول کیئے جاتے ہیں . جبکہ ہم سے جو گندم خریدی جاتی ہے . وہ 80 روپے فی من کے حساب سے خریدی جاتی ہے . اور اس میں 45 روپے فی من کا فرق ہے . اب ایک من کے پیچھے 58 روپے اور 45 روپے یہ محکمہ ایک کاشت کار سے زائد وصول کرتا ہے . تو مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ اس کے لیے اتنا روپیہ کیوں رکھا گیا ہے . جب کہ یہ ہم سے اتنا روپیہ بھی وصول کرتے ہیں . تو ان پر کون سا ایسا خرچ آ پڑا ہے کہ انہوں نے اس کے لیے 48 لاکھ روپیہ

ضمنی میزانیہ پر عام بحث (جاری)

اس بجٹ میں مختص کر دیا ہے۔ یہ کاشتکار سے بہت زیادتی ہے۔ کیونکہ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ سیم تھوز کے لیئے کاشت کار کے لیئے سڑکوں کے لیئے، تعلیم کے لیئے روپیہ زیادہ رکھا جاتا مگر یہاں تو الٹ معاملہ ہے کیونکہ سرکاری اخراجات کو بڑھا دیا گیا ہے اور ترقیاتی کاموں کے لیئے یہاں کوئی روپیہ نہیں رکھا گیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

چاہیئے تو یہ تھا کہ اس میں کاشت کار کے لیئے جو کہ اس ملک میں ایک ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے کچھ روپیہ رکھا جاتا مگر اس کے لیئے جتنا روپیہ بھی رکھا گیا۔ اس کا بھی فاضل بچ گیا۔ جب کہ دوسرے سرکاری محکمہ جات مثلاً پولیس وغیرہ کے محکموں کے لیے کس حساب سے رقم بڑھا رہے ہیں۔ کیا یہ افسر شاہی ہے یا نفرت شاہی ہے۔ یہ بہت زیادتی ہے کہ 4 ارب روپیہ ضمنی بجٹ میں رکھا گیا ہے۔ میں یہ مانتا ہوں کہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ہماری حکومت نئی نئی معرض وجود میں آئی ہے۔ اور اس کو بجٹ بنانے کا پتہ نہیں تھا۔ شائد اس لیے اس میں پیسے زیادہ رکھے ہوں۔ آخر میں میں ایک بات اپوزیشن کے بارے میں کرنا چاہتا تھا۔ اور وہ یہ کہ وہ یہاں پہ تقریریں تو بہت کرتے ہیں۔ مگر کل میں نے دیکھا۔ کہ اپوزیشن کے صرف ایک یا دو ارکان ہی ہاؤس میں تشریف رکھتے تھے۔ جبکہ باقی سب غیر حاضر تھے۔ ان کا تقریر کرنے کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ ان کا نام اخبار میں چھپ جائے۔ انہیں یہ معلوم نہیں ہے۔ کہ یہاں بجٹ پیش ہو رہا ہے اور اس پر بات کرنی چاہیئے۔ ہمارے جتنے ممبران نے تقریریں کی ہیں۔ اس دوران وہ ایوان سے باہر رہے ہیں۔ حالانکہ ہم حکومتی پارٹی ہیں۔ اگر حکومت کوئی غلط کام کرتی ہے تو ممبران کا یہ فرض ہے کہ ہم اس پر تنقید کریں۔ اور میں بھی اسی لیے تنقید کر رہا ہوں۔ مگر یہ اپوزیشن جو تنقید کرتی ہے۔ وہ صرف تنقید برائے تنقید ہوتی ہے۔ جب کہ ہم جو تنقید کرتے ہیں۔ وہ برائے اصلاح کرتے ہیں۔ کل ممبران نے جو تنقید کی تھی۔ وہ صرف اس لیے کی تھی۔ کہ اس میں زیادہ پیسہ رکھا گیا ہے۔ مگر اپوزیشن جو تنقید کرتی ہے وہ محض تنقید برائے تنقید ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ہیں اجازت چاہوں گا۔

جناب سپیکر۔ حاجی جمشید عباس تجیم۔

(ایوان میں موجود نہیں تھے)

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا! میں ایک نکتہ وضاحت چاہتا ہوں۔ اس ضمنی بجٹ میں 10 کروڑ روپیہ 7 مرلہ سکیم کے لیئے رکھا گیا ہے۔ وہ بل ابھی اسمبلی کے سامنے پیش ہے۔ اور یہ روپیہ ایک ماہ تک خرچ ہو سکتا ہے۔ مگر ایک ماہ میں تو اس کے فارم ہی چھپ کر آئیں گے۔ ابھی

کوئی سکیم بھی نہیں بنی۔ پھر اس 10 کروڑ روپیہ کو کدھر منتقل کیا جائے گا۔ کیونکہ ضمنی بجٹ نئے بجٹ سے پہلے پہل استعمال ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد وہ رقم کہاں جائے گی۔ ابھی قانون بنا نہیں۔ پھر اس کے لیے 10 کروڑ کی رقم کس طرح مختص کر دی گئی ہے۔ ایک آرڈیننس کی حثیت ختم ہو جاتی ہے۔ جب وہ ہاؤس میں پیش ہو جائے۔ تو جناب والا میں یہ وضاحت چاہتا ہوں۔ کہ اگر اس آرڈیننس کو اس اسمبلی نے منظور نہ کیا۔ تو 10 کروڑ روپیہ کس کی جیب میں جائے گا۔ وہ کس خزانے میں جائے گا۔ اور کیا کسی چیک کے ذریعے جائے گا۔ بہرحال وہ کہاں جائے گا۔ میرا یہ سوال ہے کہ وزیر خزانہ صاحب یا چوہدری عبدالغفور صاحب بیٹھے ہیں۔ اور چونکہ یہ ماہر قانون بھی ہیں۔ اس لیئے اگر یہ اس کی وضاحت فرما دیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ تاکہ ہماری تسلی ہو سکے۔ آج وہ صیح صیح بتائیں کہ وہ 10 کروڑ روپیہ کہاں جائے گا۔ کیونکہ ایک ماہ میں خرچ نہیں ہو سکتا۔ ابھی کوئی سکیم بھی نہیں بنی۔ کوئی زمینیں acquire نہیں کی گئیں۔ لہٰذا وہ بتائیں کہ اس 10 کروڑ کی رقم کو وہ کس مد میں لے جائیں گے۔ اور یہ کہاں جائے گا۔؟ میں اس کی وضاحت چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ شکریہ راناصاحب۔ وزیر خزانہ صاحب اپنی اختتامی تقریر میں اس کی وضاحت کر دیں گے۔ .... جناب حاجی جمشید عباس تھیم صاحب۔ یہ میں آپ کو بتا دوں کہ یہ بجٹ تقریر تمام معاملات کا احاطہ کر سکتی ہے۔ اس میں آپ صرف مولانا صاحب کی بات نہ کریں آپ بجٹ پہ بھی بات کیجیئے اور باقی باتیں بھی کیجیے۔

حاجی جمشید عباس تھیم۔ جناب والا! مولانا صاحب کی ہم تہہ دل سے عزت کرتے ہیں۔ اور وہ ہمارے لیئے واجب الاحترام ہیں۔ لیکن جیسا کہ انہوں نے ارشاد فرمایا۔ کہ میرے ہزاروں عقیدت مند..........

جناب سپیکر۔ حاجی صاحب! بجٹ پہ بات کریں۔

حاجی جمشید عباس تھیم۔ جناب والا آپ کی اجازت سے بات کر رہا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو..........

جناب سپیکر۔ ضمناً دوسرے معاملات پر بھی بات ہو سکتی ہے۔ اس صوبہ کے امن و امان کا جن سے تعلق ہو..........

حاجی جمشید عباس تھیم۔ جناب سپیکر۔ یہ امن و امان ہی کی بات کر رہا ہوں۔ کیونکہ اگر ہم مداخلت نہ کرتے تو نہ جانے کتنا نقصان ہو جاتا۔

جناب سپیکر۔ آپ آج بجٹ تقریر کے لیے تیار نہیں ہیں

حاجی جمشید عباس تبسم۔ نہیں جناب والا! میں نے تو چٹ ہی نہیں بھیجی۔

جناب سپیکر۔ تو جب آپ بجٹ پر تقریر کرنا چاہیں۔ تو اس وقت باقی باتیں بھی کر لیں۔

جناب عثمان ابراہیم۔ جناب سپیکر۔ اب تک ضمنی بجٹ پہ جن ممبران نے اظہار خیال کیا ہے۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انہوں نے کم از کم ایک نکتے پر ضرور اتفاق کیا ہے۔ اور وہ یہ کہ ضمنی بجٹ میں جو اخراجات شامل کئے گئے ہیں ان میں سے چند ایک کو چھوڑ کر باقی سب کے متعلق پہلے سے ہی نشاندہی ہو سکتی تھی۔ ان اخراجات کو رواں سال کے بجٹ میں شامل کیا جا سکتا تھا۔ اور کچھ بقایا اخراجات تو اس نوعیت کے ہیں۔ کہ انہیں آئندہ بجٹ تک کے لیے بڑی آسانی سے ملتوی کیا جا سکتا تھا۔ اس لیے ان دونوں قسم کے اخراجات کو اس ضمنی بجٹ میں بلاجواز شامل کیا گیا ہے۔ پھر ان اخراجات کے علاوہ کچھ ایسے اخراجات بھی اس میں شامل ہیں۔ جو فضول خرچی کی منہ بولتی تصویر ہیں۔ ان میں میلہ مویشیاں واسپان کا خرچ آئٹم 9 میں درج ہے۔ یعنی اس پہ 1 کروڑ 42 لاکھ روپے کی رقم خرچ ہوئی ہے۔ جناب سپیکر میری گزارش ہے کہ کیا ہی اچھا ہوتا کہ یہی رقم ان ایڈہاک لیکچررز کو تنخواہ کی شکل میں ادا کر دی جاتی جن کو چھٹیوں سے پہلے صرف اس وجہ سے فارغ کیا جا رہا ہے۔ کہ انہیں چھٹیوں کی تنخواہ نہ ادا کرنی پڑے۔ اس کے بعد دوسری فضول خرچی کی مثال آتش بازی کی ہے۔ اس سلسلہ میں میں یہ عرض کروں گا۔ کہ ابھی کل کے روز نامہ مشرق میں فیچر رپورٹر جناب ریاض بٹالوی نے آتش بازی پہ ایک بڑا تفصیلی فیچر لکھا ہے۔ جس میں انہوں نے آتش بازی کے نقصانات کے متعلق تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ اور آخر میں حکومت سے یہ سوال کیا ہے۔ کہ کیا حکومت اس غیر شرعی کھیل پر پابندی عائد نہیں کر سکتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اخبار نویس حضرات بہت سمجھدار ہوتے ہیں۔ لیکن ریاض بٹالوی صاحب بڑے بھولے اخبار نویس ہیں۔ انہیں اب تک یہ نہیں پتہ کہ صوبائی حکومت کے محکمہ سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن اینڈ انفارمیشن نے 14 اگست 1985 کو آتش بازی کا جو کھیل کھیلا گیا تھا۔ اس پر اس محکمہ نے ایک لاکھ روپیہ خرچ کیا تھا۔ اور یہ ڈیمانڈ صفحہ 63 پر درج ہے۔ تو جناب والا۔ جب حکومت خود اس غیر شرعی کھیل کو کھیل رہی ہو۔ تو وہ کیسے دوسرے لوگوں کو اس کھیل کے کھیلنے سے منع کر سکتی ہے۔ بلکہ کیسے اس کھیل پر پابندی لگا سکتی ہے۔ اس لیے میں جناب وزیر اعلیٰ سے گزارش کروں گا کہ وہ اس سلسلہ میں انکوائری کروائیں اور پتہ کریں۔ کہ کس صاحب نے یہ آرڈر دیا تھا

کہ 14 اگست کے موقع پر یہ آتش بازی پر ایک لاکھ روپیہ خرچ کیا جائے ۔ اور اس کے بعد وہ ایک لاکھ روپیہ اس شخص کی جیب سے وصول کیا جائے ۔ ورنہ میں سمجھتا ہوں ۔ کہ اگر یہ معاملہ نہ لیا گیا تو آتش بازی کے کھیل میں ہم سب برابر کے شریک ہوں گے ۔ جہاں تک دوسری مثالوں کا تعلق ہے تو دیگر اراکین بڑی تفصیل سے بتا چکے ہیں ۔ اور میں مزید تفصیل میں نہیں جانا چاہتا ۔ لیکن جہاں تک ایجوکیشن کا تعلق ہے جناب وزیر خزانہ نے ضمنی بجٹ میں تقریباً 37 کروڑ کی ڈیمانڈ دی ہے ۔ اگر رواں سال کے بجٹ کی رقم کو بھی اس میں شامل کیا جائے ۔ تو تقریباً 4 ارب سے زیادہ بن جاتی ہے ۔ بجٹ پیش کرتے وقت تو وزیر خزانہ صاحب نے بڑے بلند و بانگ دعوے کئے تھے ۔ کہ ہم نے بجٹ کی 25 فیصد رقم ایجوکیشن کی مد کے لیے رکھی ہے ۔ اور ہمارا ارادہ ہے ۔ کہ ہم صوبہ میں خواندگی کی شرح بڑھائیں گے ۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے ۔ کہ اتنی خطیر رقم خرچ کرنے کے بعد بھی صوبائی حکومت اس سال تعلیم کے شعبہ میں کوئی خاطر خواہ نتائج برآمد نہیں کر سکی ۔ اس کے علاوہ اتنی خطیر رقم رکھنے کے باوجود بھی صوبہ بھر میں ہزاروں طلباء اور طالبات تعلیمی اداروں میں داخلہ حاصل کرنے میں ناکام رہے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں : کہ یہ بھی حکومت کی ناکامی ہے کہ اتنی رقم صرف ہونے کے بعد بھی وہ کوئی ایسی جامع پالیسی نہیں بنا سکی ۔ کہ طلباء کو تعلیمی اداروں میں داخلہ دلوا سکتی ۔ اس کے علاوہ جناب والا وزیر خزانہ نے رواں سال کے بجٹ میں ذکر کیا تھا کہ ہم نے ایک سکیم جاری کی ہے ۔ کہ جس میں ہائی سکولوں کو اپ گریڈ کر کے انٹر کالج کا درجہ دے دیا جائے گا ۔ لیکن پھر افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے ۔ کہ اتنی اچھی سکیم پر بھی پوری طرح عملدرآمد نہیں ہو سکا ۔ ہمارے گوجرانوالہ شہر میں ایک سکول کو اپ گریڈ ہونا تھا ۔ لیکن اسے اپ گریڈ نہیں کیا گیا ۔ میں نے اس سلسلہ میں اس وقت جناب وزیر اعلیٰ کو یہ تجویز پیش کی ۔ کہ آپ ایک دوسرے گرلز ہائی سکول کو اپ گریڈ کر دیں ۔ اور 10 لاکھ روپیہ ہے اسے اس مد سے transfer کر دیں ۔ لیکن انہوں نے بھی اس مد کوئی توجہ نہ دی تو پھر اس وقت میں نے اپنے گوجرانوالہ شہر کے ایم این اے سے پانچ لاکھ روپے تعلیم کے لیے حاصل کئے ۔ کیونکہ میرا خیال تھا کہ اگر ایسا نہیں ہو سکتا ۔ تو پھر گوجرانوالہ میں کم از کم ایم اے کی کلاسوں کا ہی اجراء کیا جائے ۔ لیکن جناب والا بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ محکمہ تعلیم پر چار ارب روپیہ خرچ ہو رہا ہے مگر وہ اپنے فرائض پوری توجہ اور تندہی سے سرانجام نہیں دے رہے ۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا کہ حکومت اتنی رقم محکمہ تعلیم پر خرچ کرنے کے ساتھ ساتھ اس بار

ضمنی میزانیہ پر عام بحث (جاری)

پر بھی توجہ دیتی کہ تعلیم کا معیار بلند ہو اور محکمہ تعلیم کی کارکردگی بھی اچھی ہو جب پانچ لاکھ کے سلسلہ میں یہ سکیم ڈی آئی پی کالجوں کو گئی تو انہوں نے ایم اے کی کلاسوں کے اجراء کے لیئے اجازت دینے سے صرف اس لیے انکار کر دیا کہ ان کے پاس اتنے قابل اساتذہ نہیں جو ایم اے کی کلاسوں کو پڑھا سکیں۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم نے گوجرانوالہ شہر میں دو کالجوں کو پانچ پانچ لاکھ روپے ایم این اے صاحب سے دلوائے تھے۔ ان میں سے بقول ان کے ایک کالج میں تو اساتذہ قابل ہیں اور وہ اس قابل ہیں کہ ایم اے کی کلاسوں پڑھا سکیں۔ اور دوسرے کالج میں وہ اساتذہ پر یہ الزام لگا رہے ہیں۔ کہ وہ اس قابل نہیں ہیں کہ وہ ایم اے کی کلاسوں کو پڑھا سکیں۔ میں اس سلسلہ میں وزیر خزانہ سے گزارش کروں گا۔ کہ وہ ہمارے اساتذہ اور محکمہ تعلیم کے اکابرین کا رویہ تبدیل کریں۔ یا پھر ہمارے اساتذہ کی تربیت کا معقول انتظام کریں۔ اور انہیں باہر بھیجیں۔ تاکہ وہ باہر سے بڑی بڑی سندیں لے کر آئیں اور پاکستان میں ہمارے طالب علموں کو ایم اے کی کلاسوں کا لیکچر دے سکیں۔ اس سلسلہ میں گزارش کروں گا۔ کہ ناخواندگی کو ختم کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ سکول کھولنے چاہئیں۔ اور جب سکول نہیں کھولے جاتے۔ اس وقت تک جو موجودہ تعلیمی ادارے ہیں ان کی توسیع کرنی چاہیئے۔ تاکہ نئے سکول کھولنے کے لیے جو وقت اور روپیہ درکار ہوتا ہے۔ اس کو بچاتے ہوئے ان توسیع شدہ تعلیمی اداروں سے فائدہ اٹھایا جا سکے۔

جناب سپیکر۔ عثمان صاحب یہ جو آپ اقدامات تجویز کر رہے ہیں۔ یہ خواندگی ختم کرنے کے لیئے یا ناخواندگی ختم کرنے کے لیئے ہیں۔

عثمان ابراہیم۔ جناب والا۔ خواندگی کو بڑھانے کے لئے۔

جناب سپیکر۔ آپ نے خواندگی ختم کرنے کو کہا ہے۔

عثمان ابراہیم۔ جناب والا۔ خواندگی کو بڑھانا میرا مقصد تھا۔ کیونکہ وزیر خزانہ نے بتایا تھا۔ کہ ہمارے ملک میں خواندگی کی شرح ۱۷ فیصد ہے۔ علاوہ ازیں حکومت uneducated employment کو ختم کرے۔ اور یہ جو ایڈہاک لیکچرار کی ملازمت کو ختم کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں میری تجویز یہ ہے۔ کہ کم از کم ان کو ملازمت سے فارغ نہ کیا جائے۔ بجائے اس کے کہ چھٹیوں کے بعد نئے لیکچرار ایڈہاک بنیاد پر بھرتی کئے جائیں۔ انہیں بھی چھٹیوں کی باقاعدہ تنخواہ دی جائے اور ان کو موقع دیا جائے۔ کہ وہ چھٹیوں کے بعد اپنی ملازمت جاری رکھ سکیں۔ آخر میں میں وزیر خزانہ صاحب سے دریافت کرنا چاہوں گا۔ گو کہ وہ یہاں پر موجود نہیں۔

کہ انہوں نے ضمنی بجٹ کی تقریر میں یہ نہیں فرمایا کہ یہ ضمنی بجٹ پاس ہونے کے بعد رواں سال کے کل بجٹ میں حکومت کو کتنے ارب روپے کا خسارہ ہوگا۔ تو میں ان سے یہ امید کرتا ہوں کہ جب وہ بجٹ کو wind up کریں گے تو وہ ہمیں یہ ضرور بتائیں گے کہ اس سال حکومت کو کتنے ارب روپے کا خسارہ ہوگا۔ شکریہ!

جناب سپیکر۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ۰ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ اللہ رب العزت کی حمد وثنا کے بعد ذی جاہ و ذی وقار جناب سپیکر بصد شکریہ! میں 1985-86 کے ضمنی میزانیہ پر اپنی معروضات کا آغاز کرتا ہوں۔ سب سے پہلے تو میں وزیرخزانہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ کہ انہوں نے بڑی سعادت مندی، بڑی کریم النفسی، بڑے ادب اور بڑی انکساری کے ساتھ وزارت خزانہ کے افسروں کے لکھے ہوئے ضمنی بجٹ کو اس ایوان کی عدالت میں پیش کیا۔ جناب والا اعداد و شمار کا یہ پلندا جسے بجٹ سٹیٹمنٹ کی شکل میں پیش کیا گیا ہے اسے شہادت کے طور پر پیش کرتے ہوئے میں یہ عرض کروں گا۔ کہ بقول وزیرخزانہ ضمنی بجٹ ان مطالبات زر پر مشتمل ہے جو اشد ضروری اور ناگزیر تھے اور ہنگامی ضرورت کے پیش نظر آئندہ بجٹ کا انتظار کئے بغیر انہیں تصرف میں لانا ضروری تھا۔ زیر بحث میزانیہ کل 36 مطالبات زر پر مشتمل ہے۔ مجموعی مطالبہ زر تین ارب اکہتر کروڑ سات لاکھ پچیس ہزار چار سو ستر روپے پر مشتمل ہے۔ اس میں سے اڑتالیس کروڑ پچاس لاکھ اٹھہتر ہزار ایک سو تیس روپے کے چار اخراجات ایسے ہیں۔ جن پر اس ایوان کی رائے لی جانی مقصود نہ ہے۔ جب کہ بقایا تین ارب بیالیس کروڑ اکیس لاکھ سنتالیس ہزار تین سو چالیس روپے کی منظوری حاصل کرنے کے لئے اس ایوان کی رائے لی جا رہی ہے۔

جناب والا۔ اگر ضمنی میزانیہ کا تفصیلی جائزہ لیا جائے تو یہ شہر لاہور کی حدود سے باہر نکلتا ہوا نظر نہیں آتا۔ البتہ کہیں کہیں میاں چنوں کا ذکر ضرور ملتا ہے اور میں نے بجٹ کی سٹیٹمنٹ کو بڑی عرق ریزی کے ساتھ پڑھا ہے۔ مگر مجھے اپنے پسماندہ اور بدقسمت ضلع جھنگ کا نام کہیں نظر نہیں آیا۔ یا پھر پسماندگی ہمارا مقدر ہو۔ لیکن یہ بات بڑی افسوس ناک ہے۔ کہ اس ضمنی بجٹ کا دس یا بارہ فیصد حصہ ترقیاتی مقاصد پر خرچ کیا گیا ہے اور باقی نوے فیصد حصہ غیر ترقیاتی مقاصد کی نظر کر دیا گیا ہے۔

جناب والا ہم دیہاتوں کے رہنے والے ہیں اور ہم پنجاب کی کل آبادی کا 72 یا 75 فیصد ہیں۔ اور ہمارے صوبے کی معیشت بنیادی طور پر ایک زرعی معیشت ہے۔ لیکن اربوں روپے

ضمنی میزانیہ پر عام بحث (جاری)

اس ضمنی بجٹ میں زرعی مقاصد کو فروغ دینے کے لیئے جو رقم خرچ کی گئی ہے۔ وہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ آپ یقیناً حیران ہوں گے کہ محکمہ زراعت نے جم خانہ کلب لاہور کو 7 لاکھ 58 ہزار 7 سو 10 روپے کی بھاری رقم کیوں امداد دی ہے: میں کہتا ہوں کہ محکمہ زراعت اور جم خانہ کلب لاہور کا آپس میں کیا رشتہ ہے؟ یہ بات کم از کم میرے جیسے انسان کی سمجھ سے باہر ہے۔ اور میں یہی کہوں گا۔ کہ

کاش کوئی مجھ کو سمجھاتا
میری سمجھ میں کچھ نہیں آتا

میری اس بات سے کسی کو بھی اختلاف نہیں ہو سکتا۔ کہ ہمارا تعلق جس قوم کے ساتھ ہے۔ اس کا بچہ بچہ غیر ملکی قرضے کے بوجھ تلے کراہ رہا ہے اور ہمارے معاشی حالات و واقعات کسی طور بھی قابل تحسین نہیں مگر جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے۔ کے مصداق مجھے پورے ضمنی بجٹ میں کاریں ہی کاریں نظر آتی ہیں۔

جناب والا اس سلسلے میں یہ کہوں گا کہ یہ ضمنی بجٹ کاروں اور آرائش و زیبائش کا بجٹ ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق کروڑوں روپے کی کاریں وزیروں اور مشیروں اور بڑے بڑے سرکاری افسروں کے استعمال کے لیئے خریدی گئی ہیں۔ جسے پوری قوم نفرت اور تشویش کی نگاہ سے دیکھ رہی ہے۔ یہ لمبی اور ٹھنڈی کاریں جن میں سارا دن میرے صوبے کے مزدوروں، کسانوں اور غریبوں کا خون جلتا ہے۔ یہ کاریں میرے ملک کی مقروض زدہ معیشت پر بوجھ ہیں۔ اور ہماری آزادی کے لیے موت کا پیغام ہیں۔

جناب سپیکر۔ آپ میری اس گزارش سے یقیناً اتفاق فرمائیں گے۔ کہ صوبے کے مزدور اور کسان کا بچہ ننگے پاؤں سکول جاتا ہو تو اس صوبے کے وزیر اعلیٰ کو کروڑوں روپے کے Aircraft پر سفر کرنا زیب نہیں دیتا۔ جس صوبے میں لاکھوں انسانوں کو سر چھپانے کے لیئے جگہ تک میسر نہ ہو۔ اور جس صوبے کے لاکھوں انسان فٹ پاتھ پر اپنی راتیں بسر کرتے ہوں۔ اور اس صوبے کے وزیروں کے بنگلوں کی آرائش و زیبائش پر لاکھوں روپیہ خرچ کرنا یقیناً اچھا نہیں لگتا۔

جناب والا جس صوبہ میں ہزاروں پرائمری سکول بغیر عمارتوں کے ہوں اور غریبوں کے بچے آسمان کی چھت کے نیچے ننگی اور تپتی ہوئی زمین پر علم حاصل کرنے کے لیئے مجبور ہوں تو اس صوبہ میں اگر 83 لاکھ روپے کی خطیر رقم افسروں کے لیئے میس کی تعمیر پر لگا دی جائے تو کم از کم میرا سر

تو شرم سے ضرور جھک جائے گا۔

جناب والا۔ جس صوبہ کے نادار مریض ہسپتالوں کے دروازوں پہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر جائیں۔ اور ان کی جیب میں بستر فیس کی ادائیگی اور دوائیں خریدنے کے لیے بھی رقم موجود نہ ہو۔ اور اس کے برعکس صوبے کے بڑے بڑے افسروں کو بیرون ملک علاج کے لیے بھیجنا اور اس پر لاکھوں روپے کی خطیر رقم خرچ کرنا کم از کم میں تو اس بات سے تڑپ اٹھتا ہوں۔ دوسرے لوگوں کے دلوں پر کیا گزرتی ہوگی۔ مجھے اس کا کچھ علم نہیں۔

جس صوبے کے چڑیا گھر کے بے جان جانور محض اس لیے گھٹ گھٹ کر جائیں کہ چڑیا گھر کا عملہ ان کی خوراک خود کھا جاتا ہے۔ تو پھر اس چڑیا گھر کی تجدید پر 25 لاکھ روپے خرچ کرنا میرے نزدیک انسانوں کے ساتھ ساتھ جانوروں سے بھی ایک مذاق ہے

جناب والا۔ جس صوبے میں لاکھوں بے روزگار نوجوان صاحب اقتدار لوگوں کے دامن اس طرح کھینچتے ہوئے نظر آئیں۔ جیسے یہ بھیک مانگنے والے لوگ ہوں۔ تو اس صوبہ کے وزیروں اور مشیروں کی تنخواہوں پہ لاکھوں روپے خرچ کر دینا ناقابل تلافی جرم ہے۔ اور اس صورت حال پر ہر غیور پنجابی کا سر شرم سے جھک جاتا ہے۔

جناب والا! جس صوبہ میں تھانے نیلام گھر بن جائیں۔ جس صوبہ میں تھانوں میں لوگوں کی عزت کو کچلا جا سکے۔ جس صوبہ میں انصاف کا معیار یہ ہو کہ اگر کوئی بڑا آدمی جرم کرے تو اس کو تھانے میں کرسی ملے اور اگر کوئی غریب آدمی جرم کرے تو اسے گالیوں سے نوازا جائے قابل مذمت نہیں تو اور کیا ہے۔ اس صوبہ میں 9-10 کروڑ روپے پولیس کی مد میں خرچ کرنا اور صرف ایک ضلع راولپنڈی میں 66 لاکھ روپے کی خطیر رقم پولیس کو جدید ساز و سامان سے لیس کرنے پر خرچ کرنا ایسے لگتا ہے کہ جیسے صوبہ پنجاب کے خزانہ میں پنجابیوں کا خون نہیں بلکہ کوئی لوٹ کا مال ہو۔

جناب والا! جس صوبے کے عوام انصاف کے لیے ترس گئے ہوں۔ جس صوبے کے عوام تحصیلوں اور تھانوں میں لٹتے رہتے ہوں۔ جس صوبے کے عوام کو ضلع کچہریوں میں دن دھاڑے ان کی جیبیں کاٹ کر مال و اسباب سے محروم کیا جاتا ہو تو پھر اس صوبے میں تقریباً ایک کروڑ روپے کی خطیر رقم مختلف اضلاع کے انتظام کے لیے گاڑیوں کی خرید پر خرچ کی جائے تو اس صورت حال پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے۔ ایسے اخراجات کی منظوری دیتے ہوئے مجھے کم از کم اپنے ضمیر پر بوجھ محسوس ہوتا ہے۔

ضمنی میزانیہ پر عام بحث (جاری)

جناب والا جس صوبہ کی امن وامان کی صورت حال یہ ہو کہ صوبہ میں دن دھاڑے ڈکیتی، چوری فحاشی، غنڈہ گردی اور قتل کی وارداتیں ہوتی ہوں۔ اس صوبہ کے حکمرانوں کے آگے اور پیچھے Escort کاروں کا گھومنا بڑا کریہہ اور بھیانک منظر پیش کرتا ہے۔

جناب والا اب میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں الحمراء آرٹ سنٹر پر تقریباً 14 لاکھ کی خطیر رقم خرچ کی گئی ہے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتا کہ یہ حکومت فنون لطیفہ کی سرپرستی کرنا چاہتی ہے یا اس جگہ پر مسلم لیگ کا اجلاس منعقد کرنے کے لیے کوئی آراستہ آڈیٹوریم بنانا چاہتی ہے۔ کم از کم اس کی وضاحت بھی اس ایوان میں ہونی چاہیئے۔

جناب والا اب میں کلرکوں کی ہڑتال کے متعلق عرض کرتا ہوں۔ کلرک ہمارے دفتری نظام میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ آج ہمارا دفتری نظام درہم برہم ہو چکا ہے۔ ہزاروں انسان کچہریوں میں اپنے جو ضروری کام کے سلسلے میں آتے ہیں، وہ پریشان ہو کر واپس چلے جاتے ہیں۔ اب عید کی آمد آمد ہے اور اگر ان لاکھوں ملازمت پیشہ لوگوں کی تنخواہیں عید سے پہلے نہ ملیں تو اس کے بعد پھر کلرک اس احتجاج میں تنہا نہیں ہوں گے۔ بلکہ لاکھوں دوسرے ملازمت پیشہ افراد بھی سڑکوں پر ان کے ساتھ ہوں گے۔ اور اس صورت حال سے نپٹنے کے لیے ضروری ہے۔ کہ حکومت سب سے پہلے ان کلرکوں کے جائز مطالبات اور ان کی جو منصفانہ جد و جہد اپنے حقوق کے لیئے ہے اس پر سنجیدگی سے غور کرے

جناب والا۔ میں اپنی باقی گزارشات کو آئندہ بجٹ تقریر پر ملتوی کرتے ہوئے اس ضمنی بجٹ کے حوالے سے ایک دو شعر عرض کرنا چاہتا ہوں۔

؎ جو تشنہ جاں بلب ہوں یہ کیا کرتے ہیں کام آخر
کہ بڑھ کر چھینتے ہیں دوسرے ہاتھوں کے جام آخر
یہ شان کج کلاہی ہو کہ شان دلربائی ہو
ہر اک صبح درخشاں کی ہوا کرتی ہے شام آخر

(نعرہ ہائے تحسین)

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

جناب طاہر احمد شاہ ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر ۔ ضمنی میزانیے پر بجٹ کا دوسرا دن ہے ۔ کہنے کو تو میرے پاس بے شمار مواد ہے ۔ لیکن سب سے پہلے میں کلرک صاحبان کی بات کروں گا ۔ چونکہ صرف آج ہی نہیں ، بلکہ یہ روزمرہ کا معمول ہے کہ جب بھی ہم اپنے فرائض کی ادائیگی کے سلسلے میں اس ایوان میں حاضری دینے کے لئے آتے ہیں ۔ تو ہمیں بیچارے کلرک صاحبان سڑکوں پر اور اس ایوان کے باہر اپنے مطالبات کے سلسلے میں پرامن جدوجہد اور مظاہرہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں ۔ جناب سپیکر ۔ یہ بات باعث افسوس ہے کہ حکومت کی طرف سے کلرک صاحبان کے مطالبات کو ابھی تک سرد مہری سے دیکھا جا رہا ہے ۔ کلرک ہماری انتظامیہ کا ایک پسماندہ طبقہ ہے ، جس کی ہم لوگ اس معزز ایوان میں نمائندگی کرتے ہیں ۔ ان کے مطالبات بالکل جائز ہیں ۔ آخر وہ کیا کہتے ہیں ؟ یہ بے چارے ہمارے معاشرے کے ستم رسیدہ اور کم تنخواہ دار لوگ کیا مانگتے ہیں ؟ ۔ یہی نہ کہ تنخواہ کے بنیادی سکیل 5 سے ہٹا کر انہیں بنیادی سکیل 9 دے دیا جائے اب ان دونوں سکیلوں کا موازنہ کریں ۔ پانچواں سکیل یہ بنیادی تنخواہ مقرر کرتا ہے :

520-18-890 ۔ جب ہم سکیل ۔ 9 کو ملاحظہ کرتے ہیں تو وہ 629-29-1200 کی حد مقرر کرتا ہے ۔ اگر ان کا فرق نکالیں تو وہ صرف اور صرف ایک سو روپے نظر آئے گا ۔ وہ سو روپے کی اضافی تنخواہ کا مطالبہ کرتے ہیں ۔ اور اس کے علاوہ جن ملازمین کو کرایہ الاؤنس 45 فیصد نہیں ملتا تو ان کے لیے وہ 45 فی صد کا بھی مطالبہ کرتے ہیں ۔ جب میں خلوص نیت اور غور سے اس کو دیکھتا ہوں تو مجھے ان کا مطالبہ بالکل قرین انصاف نظر آتا ہے ۔ وہ حق بجانب ہیں کہ مطالبہ کریں اور اس معزز ایوان کے ہر معزز رکن کو کلرکوں کے جائز مطالبے کی حمایت کرنی چاہیے ۔ حکومت جو عوام کے حقوق کی Custodian ہونے کی دعویدار ہے ، اپنی ہی انتظامی مشینری کے چھوٹے طبقات کے مطالبات پر جو بے اعتنائی کا مظاہرہ کر رہی ہے ۔ وہ قابل افسوس بھی ہے اور شرمناک بھی ۔ اس لیے اس پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا چاہیئے ۔ اس کے علاوہ جناب سپیکر یہ ضمنی بجٹ جو کہ پونے چار ارب پر محیط ہے ۔ جس کو اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے اس بجٹ کو معزز ایوان نے یعنی عوام کے نمائندگان نے مرتب نہیں کیا ۔ بلکہ نوکر شاہی ، افسران اور بااختیار اور ظالم افسران نے اس کو مرتب کیا ہے ۔ ان کی مثال اس معزز ایوان کے اراکین کی خدمت میں اس طریقے سے پیش کروں گا ۔ کہ جن افسران کی تنخواہ بنیادی سکیل ۔ 18 اور اس سے

اوپر ہے، انہیں ماضی میں پچاس روپے سپیشل پے ملتی تھی اور سپیشل پے سے انکم ٹیکس کی بھی کٹوتی ہوتی تھی۔ اسے تنخواہ میں شامل کیا جاتا تھا، اس میں سے جی پی فنڈ کی بھی کٹوتی ہوتی تھی، اور بہبود فنڈ کی بھی کٹوتی ہوتی تھی۔ اپریل 1983 سے ان افسران کے لیے ایک اور رعایت دی گئی۔ چونکہ یہ نہ صرف بجٹ کی تقدیر کے مالک ہیں۔ بلکہ عوام کے محاصل سے اکٹھے کئے ہوئے فنڈز پر سانپ بن کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اس لیے اپنی مرضی سے اپنی زندگی کو پرتعیش طریقے سے گزارنے کے لیے اس قسم کی سکیمیں مرتب کرتے ہیں۔ تو مارچ اپریل سے انہوں نے ایک آرڈر جاری کیا۔ کہ جناب، سپیشل پے کی بجائے سپیشل الاؤنس جو کہ بنیادی سکیل کی تنخواہ کا 20 فیصد رقم بنتا ہے دیا جائے گا۔ اسی پر ہی اکتفا نہیں کیا۔ بلکہ اس بیس فی صد کی اضافی رقم کو انکم ٹیکس، جی پی فنڈ، گروپ انشورنس اور بہبود فنڈ کی کٹوتی سے بھی مستثنٰے قرار دے دیا۔ جناب، یہ نہایت افسوسناک اور قابل شرم بات ہے کہ ایک ایسا با اختیار طبقہ، جس کے پاس تنخواہ کے علاوہ بے شمار مراعات ہیں، ان کے پاس ٹھنڈی لمبی کاریں ہیں، ان کے پاس عملہ ہے۔ وہ اس قسم کی ناجائز مراعات اپنے لیے تو حاصل کرتا ہے مگر اپنے ان چھوٹے ملازمین کے لیے جو اس انتظامیہ کی عمارت میں بنیاد کی حثیت رکھتے ہیں وہ ان کے جائز حقوق کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔ بلکہ ناانصافی کا مرتکب ہوتے ہوئے ان کو نظرانداز کر دیتا ہے۔ جناب سپیکر، اسی پر اکتفار نہیں کیا گیا۔ اس سے پہلے سکیل۔ 18 اور اس سے اوپر تنخواہ پانے والے افسران کو یہ استحقاق حاصل تھا۔ کہ ان کے گھریلو کاموں کے لیے ایک ملازم ہو، جسے آپ اردلی کا نام دیتے ہیں۔ انہیں یہ آپشن دی گئی کہ اگر آپ چاہیں تو آٹھ سو روپے ماہوار زائد رقم حاصل کر لیں، اور اس اردلی کو چھوڑ دیں۔ میری اطلاع کے مطابق یہ ہوا کہ تمام افسران نے یہ کہا کہ ہم آپشن دیتے ہیں۔ انہوں نے اس رضامندی کا اظہار کیا۔ کہ ہم آٹھ سو روپے ماہوار لیں گے اور ہم اردلی نہیں رکھنا چاہتے۔ مگر بعد ازاں یہ افسران اپنے اختیارات کا ناجائز استعمال کرتے ہوئے اپنے سرکاری ملازمین کو ہی ذاتی غلام سمجھتے ہوئے اپنی کوٹھیوں پر اپنے ذاتی کام کے مصرف میں لا رہے ہیں۔ جناب والا۔ یہ اس صوبائی مقننہ کے اراکین کے لیے لمحہ فکریہ ہے۔ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ بلا لحاظ جماعتی وابستگی کے بجٹ سازی کرتے وقت اراکین اسمبلی سے مشورہ کیا جاتا بلکہ عوام کے نمائندگان ہی بجٹ کو مرتب کرتے۔ مگر آپ ہمیں تو چھوڑ دیجئے۔ اور ہمارے استحقاق کو بھی تسلیم نہ کیجئے کیونکہ ہمارے ملک میں روایتی سیاست ہی جاری و ساری ہے۔

(وقت ختم ہونے کی گھنٹی)

جناب سپیکر۔ ابھی تو میں نے ابتدا کی ہے

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ضمنی بجٹ کے متعلق بھی کچھ فرمائیں گے؟

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا۔ میں ضمنی بجٹ کے متعلقہ بات کر رہا ہوں۔ میں نے کوئی بات ایسی نہیں کی جو غیر متعلقہ ہو۔ چونکہ میں متعلقہ بات کر رہا ہوں اس لیے مجھے از راہ کرم اجازت دیجیے کہ میں بات کروں

جناب ڈپٹی سپیکر: فرمائیے

سید طاہر احمد شاہ: جناب والا، آپ کی گھنٹی بج چکی ہے۔ جناب نے مجھے توضمنی بجٹ کے لیے حکم دے دیا اور یہاں پر میں نے ایک ایسے فاضل رکن کی تقریر سنی ہے۔ جس میں مسلم لیگ کی بات ہوتی رہی اور وزیر اعلیٰ کی خوشامد کی بات ہوتی رہی۔ وہاں توکسی نے دھیان نہ دیا۔ وہاں تو ڈیسک بھی بجتے رہے۔ اور ڈھول بھی بجتے رہے۔ لیکن اگر میں اپنے طبقے کی غریب عوام کی بات کرتا ہوں۔ اگر میں انصاف کی بات کرتا ہوں۔ اور اگر میں حالات کے بدلنے کی بات کرتا ہوں تو آپ کی انگلی فوراً گھنٹی پر چلی جاتی ہے۔ جناب سپیکر اینٹی کرپشن کمیٹیاں بنائی گئیں جس میں ہمیں شامل نہیں کیا گیا۔ اس لیے اصولی طور پر ہم ان کی مخالفت کرتے ہیں۔ کیونکہ روایتی طور پر اور اخلاقی طور پر ہمیں ان اینٹی کرپشن کمیٹیوں میں شامل کیا جانا چاہیئے تھا۔ ٹھیک ہے اگر یہ اختیارات ان کے پاس ہیں تو ہمیں بے شک شامل نہ کیجیئے۔ مگر خدا را ایسے اقدامات کیجیئے۔ کہ یہ جو رشوت ہمارے معاشرے کو ناسور بن کر چمٹی ہوئی ہے اور جو ہمارے غریب عوام کی جیبوں سے حاصل کردہ محاصل کی صورت میں کروڑوں اربوں روپے ضائع ہو رہے ہیں ان کا تدارک ہو سکے۔ آج کل کیا ہوتا ہے کہ صرف ایک پٹواری کو پکڑا جاتا ہے یا کلرک کو پکڑا جاتا ہے۔ بڑے افسران کی طرف کوئی نہیں دیکھتا اس لیے کہ ان کے اختیارات، وسائل، ناجائز ذرائع اور اثر و رسوخ ہوتے ہیں۔ کروڑوں روپے ہمارے محاصل سے ترقیاتی کاموں کے لیے وقف کیے جاتے ہیں۔ میں صرف مثال کے طور پر اس ضمنی بجٹ میں فیصل آباد کے ترقیاتی ادارہ جسے میں فیصل آباد کا ترقیاتی ادارہ نہیں بلکہ ایک غیر ترقیاتی ادارہ کے نام سے منسوب کرتا ہوں کی آپ کو ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ ایک شخص نے ایف ڈی اے کے دفاتر میں فون کیا اور پوچھا کہ کیا ڈائریکٹر جنرل موجود ہیں تو انہوں نے کہا کہ وہ کسی کام کی غرض سے اسلام آباد گئے ہوئے ہیں۔ تو انہوں نے کہا منیجنگ ڈائریکٹر سے بات کرا دیجیئے اس پر انہوں نے کہا کہ منیجنگ ڈائریکٹر صاحب کروڑوں روپے کا آئرن پائپ جو فیصل آباد کی گریٹر واٹر سپلائی اور سیوریج کے لیے

ضمنی میزانیہ پر عام بحث (جاری)

درآمد کیا گیا ہے۔ اس کی انسپکشن کے لیے جاپان گئے ہیں۔ جناب والا یہ انسپکشن کا مسئلہ نہیں ہے درحقیقت جو زر مبادلہ کی صورت میں بیرونی فرمیں پاکستانی افسران کو انڈر گراؤنڈ کمیشن اور رشوت پیش کرتی ہیں۔ یہ اپنے فارن بنکس میں وہاں انسپکشن کرنے کے نام پر اس رقم کے حصول کے لیے جاتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ڈائریکٹر صاحب سے بات کرا دیجیے تو جواب ملا کہ وہ تو کمشنر صاحب کے پاس گئے ہوئے ہیں۔ تو پھر انہوں نے کہا کہ ڈپٹی ڈائریکٹر سے بات کرا دیجیے۔ جواب ملا۔ کہ وہ فیلڈ میں گئے ہیں۔ پھر انہوں نے کہا کہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر سے بات کرا دیجیے تو انہوں نے کہا کہ وہ ابھی کسی کام سے باہر گئے ہیں۔ پھر ان سے سوال کیا گیا کہ آپ کون بول رہے ہیں تو انہوں نے کہا کہ میں ڈی ڈی بول رہا ہوں انہوں نے کہا کہ ڈی ڈی سے مراد آپ کی ڈپٹی ڈائریکٹر ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں میں ڈور ڈائریکٹر ہوں۔ جس طریقے سے ہماری صوبائی انتظامیہ نے ایک وزیر بار کی فوج ظفر موج کی تقرری کر کے ہمارے صوبائی محاصل پر بہت بڑا burden ڈال دیا ہے۔ جناب سپیکر۔ فیصل آباد کے ترقیاتی بلکہ درحقیقت غیر ترقیاتی ادارہ نے روایتی طور ڈائریکٹر اور منیجنگ ڈائریکٹر ڈپٹی ڈائریکٹر اسسٹنٹ ڈائریکٹر حتیٰ کہ ڈور ڈائریکٹر نامزد کر کے ہمارے فیصل آباد کے شہریوں پر بے شمار مالی بوجھ ڈال رکھا ہے۔ اور وہ ادارہ ایک نیم سرکاری ادارہ ہے یعنی وہ شہریوں کا ادارہ ہے۔ یہاں پر اس وقت پارلیمانی سیکرٹری جناب صدیق سالار صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ میں ایک مثال آپ کو دینا چاہتا ہوں۔ یہ ابھی ماضی قریب کی بات ہے کہ میٹنگ ہو رہی تھی آپ حیران ہوں گے کہ جو بجٹ پاس کیا گیا ہے۔ وہ اس مہینے کی 7 تاریخ کو پاس کیا گیا اور وہ پاس نہیں کیا گیا بلکہ بلڈوز کیا گیا ہے۔ دوپہر کے کھانے تک میٹنگ ہوتی رہی اور ماضی کے ایام کی کارروائی بد لظر ثانی ہوتی رہی کیونکہ اس کی توثیق کرنا مقصود تھی اور جب پینگبہ سے کے بعد اکٹھے ہوئے اور میں صرف گیا اور واپس آیا تو جناب وزیر محنت صاحب نے جنہیں میں وزیر منت و سماجت کا نام دیتا ہوں وہ صرف اس وقت فیصل آباد میں کونسلروں کی منت و سماجت کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ بجٹ تو پاس ہو گیا۔ میں نے کہا کہ کب پاس ہوا۔ اور کس طریقے سے پاس ہوا۔ یہ چیزیں سوچنے کی ہیں۔ پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا گیا جناب سپیکر میں یہ کہوں گا۔ کہ اگر آپ ایل ڈی اے / ایف ڈی اے اور ایم ڈی اے کا عمیق گہرائیوں سے جائزہ لیں اور ان کے معاملات کی تحقیقات کرائیں تو جناب والا آپ کو ایک پٹواری کی ایک کلرک کی ایک سپرنٹنڈنٹ کی دو سو یا 5 سو کی رشوت تو نظر آئے گی۔ لیکن کروڑوں روپے کی جو مجرمانہ طریقہ سے ڈکیتی کی جا رہی ہے وہ پردہ پوشی رہے گی یہ سب مہذب ڈکیت ہیں۔

جو ہمارے خزانے کو لوٹ رہے ہیں اور ہمارے شہریوں پر بوجھ ڈالا جا رہا ہے۔ جناب سپیکر حکومت اگر واقعتاً رشوت کو ختم کرنا چاہتی ہے تو میں آپ کی وساطت سے حکومت وقت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ آپ انٹی کرپشن میں وزراء کی طرح ان کی تعداد کو بڑھائیں بلکہ میں کہتا ہوں جو منظور نظر لوگ ہیں۔ ان کو بھی ناجائز اختیارات دینے کے لیے ان کمیٹیوں کے ارکان نامزد کر دیں۔ ہم ان پر اعتراض نہیں کریں گے مگر خدارا یہ جو ڈاکو ہیں۔ ان کا محاسبہ کریں۔ انتظامیہ کی طرف دیکھیں تو آج کتنے افسوس کی بات ہے کہ ہم لوگ مراعات یافتہ ہیں۔ اور پھر عوام کا منتخب نمائندہ ہونا بہت بڑا اعزاز ہے لیکن قابل افسوس اور شرم ناک بات یہ ہے کہ اس معزز ایوان کے میری اطلاع کے مطابق اعداد و شمار کا فرق تو ہو سکتا ہے۔ 49 ارکان کو خطرناک کرائمز اور ان کی دفعات کے تحت قتل جیسے سنگین جرم میں ملوث کیا جا رہا ہے۔ چونکہ ارکان اسمبلی اپنے فرائض منصبی ادا کرتے ہوئے جب انتظامیہ کی راہ میں رکاوٹ بنتے ہیں۔ جب ان کی رشوت کی دلالی نہیں کرتے ہیں تو وہ ان کے خلاف رپورٹیں بھیجتے ہیں۔ ان کے خلاف تادیبی کارروائیاں کرتے ہیں۔ اور وزیر اعلیٰ کو ان کے خلاف اکساتے ہیں۔ (اس مرحلہ پر جناب راجہ محمد خالد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا۔ اس پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ اگر آپ اپنی کلاس کو defend نہیں کر سکتے تو میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ ارکان اسمبلی کا ایک ٹربیونل مقرر کیا جائے اور ایک کمیشن نامزد کیا جائے۔ جو ان ارکان اسمبلی جن کے خلاف اس قسم کے سنگین قسم کے مقدمات بنائے گئے ہیں ان کی تحقیقات کریں۔ اور اس کمیٹی کے معزز ارکان وزیر اعلیٰ یا حکومت کو رپورٹ پیش کریں۔ تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے۔ اب جناب والا فضل حسین راہی کے ساتھ یہ رویہ اختیار کیا گیا۔ کیونکہ ان کا تعلق ایک ننھی منی اپوزیشن سے ہے۔ اور وہ اللہ کے فضل و کرم سے ہمیشہ حق کی بات کرتے ہیں۔ کہ ان کے خلاف پولیس نے ضمنی میں لکھ دیا کہ جناب ملزمان کو اس لیے گرفتار نہیں کیا گیا کیونکہ فضل حسین راہی صاحب کی پناہ میں تھے۔ انہوں نے ضمانت کرلنے سے قبل تک ان کو اپنی پناہ میں لیے رکھا تھا۔ یہ بے چارے چھوٹے طبقے کے ہم جیسے لوگ ہیں۔ ایک کمرے میں ان کا اوڑھنا اور بچھونا ہے۔ اور وزیر اعلیٰ صاحب ازراہ ہمدردی ان کے والد کی فوتگی پر وہاں فاتحہ خوانی کے لئے گئے۔ اور ان کی کٹیا کو انہوں نے ملاحظہ کیا تھا۔ جناب سپیکر ان کے لیے تو وہاں خود بیٹھنے اور سونے کی جگہ نہیں ہے۔ یہ ملزمان کو بیچارے کہاں پر پناہ دے سکتے ہیں۔ اور یہ تمام باتیں

سوچنے کی ہیں، جناب چیئرمین ۔ آپ کی اطلاع کے لیئے عرض کئے دیتا ہوں ۔ کہ ایک تھانیدار نے باقاعدہ روز نامچے کے صفحات کو تبدیل کرکے ایک رکن اسمبلی کے خلاف انتقامی کاروائیاں کرتے ہوئے اس کے خلاف ناجائز رپورٹوں کا اندراج کرکے اسے بدنام کرنے کی کوشش کی تھی ۔ حالانکہ کسی بھی پولیس ریکارڈ کو tamper کرنے کی سزا dismissal سے کم نہیں ہے ۔ ہماری حکومت پچھلے مالی سال میں جو صوبائی محکموں میں خرید کا کام ہوتا تھا ۔ وہ محکمہ انڈسٹری میں سپلائی ونگ جو سنٹرلائزڈ تھا کے ذریعے کرتی تھی ۔ تمام محکمے اپنے انڈنٹ سپلائی ونگ محکمہ انڈسٹری کو بھیجتے تھے اور اس ونگ کے تمام اہل کاران اپنے فرائض کی بجاآوری کرتے تھے اور حکومت کے کروڑوں روپے مقابلہ کی وجہ سے بچتے تھے ۔ اس میں حکومت کی مصلحت تھی تو ہم نے بھی کہا ۔ کہ شاید خرید بہتر ہوگا ۔ اس کو ڈی سنٹرلائزڈ کر دیا اور یہ اختیارات اپنے اپنے محکموں کے صوبائی سکرٹری صاحبان کو دے دیا گیا ۔ تاکہ اس میں تاخیر نہ ہو ۔ لیکن اب تاخیر کا یہ عالم ہے ۔ کہ کوئی خریداری وقت پر نہیں ہوتی ۔ جناب کی وساطت سے میں وزیر خزانہ کو یہ کہوں گا کہ از راہ کرم اپنی اختتامی تقریر میں اس کا بھی تجزیہ پیش کر دیں ۔ کہ کتنے محکموں کو سازو سامان کی ضروریات کے لیئے کس قدر رقوم تفویض کی گئی تھیں انہوں نے جو اپنے اپنے محکموں میں پرچیز سیل قائم کئے ہیں ۔ ان میں کتنے کروڑ روپے ہیں جو ابھی تک lapse ہو رہے ہیں ۔ اور ان کی کارکردگی کیا ہے ۔ تو ان محاصل کا صحیح خرچ کرنے کے لیئے ان cells کی کارکردگی کو بہتر بنایا جائے یا پھر میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ حکومت اس پرچیز سیل کو پھر توڑ کر دوبارہ ایک سنٹرلائزڈ پرچیز ایجنسی قائم کر دے ۔ تاکہ باضابطہ طریقے کے ساتھ حکومت کا روپیہ خرچ ہو سکے ۔

جناب سپیکر ۔ اب میں تعلیم کی طرف آتا ہوں ۔ حکومت کہتی ہے کہ جناب تعلیم عام ہونی چاہیئے اور خواندگی کی شرح میں اضافہ ہونا چاہیئے ۔ یہ ٹھیک ہے کہ حکومت کے وسائل کم ہیں ۔ مگر یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آپ میٹرک کو چھوڑ دیجئے ۔ نویں کلاس کو چھوڑ دیجئے ۔ چھٹی کلاس کو چھوڑ دیجئے ۔ حتیٰ کہ Preparatory Class کلاس میں فرسٹ کلاس میں قوم کے بچوں کو داخلہ دینے سے انکار کر دیا جاتا ہے ۔ یہ سنجیدگی سے غور کرنے کی بات ہے ۔ اور حکومت کو چاہیئے کہ ان پر غور کرے ۔ میں کہتا ہوں کہ اگر انہوں نے 23 وزراء مقرر کئے ہیں تو یہ 23 وزراء اور مقرر کرلیں ۔ لیکن یہ اگر عوام کے مسائل حل کریں تو ان پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اگر یہ عوام کے مسائل حل نہیں کرتے اور قوم کے بچوں کو Preparatory Class کلاس

میں داخلہ نہیں ملتا۔ یا فرسٹ کلاس میں داخلہ نہیں ملتا تو پھر ہم اعتراض کرنے میں حق بجانب ہیں۔ فیصل آباد میں ایک Divisional Public School ہے۔ آپ حیران ہوں گے۔ کہ اس سکول میں بلڈنگ فنڈ کے نام سے داخل ہونے والے بچے پر یہ شرط عائد کردی گئی ہے کہ وہ پانچ ہزار روپیہ سکول میں جمع کرائے تو اسے داخلہ ملے گا۔ جناب سپیکر۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ بچے تعلیم حاصل کرنے کے لئے آپ سے اپنا حق مانگتے ہیں۔ اور آپ ناجائز اور ناروا ٹیکس ان پر اور ان کے والدین پر عائد کرتے چلے جاتے ہیں اس طرح سے تو حالات بہتر نہیں ہو سکتے۔ حالت یہ ہے کہ تقریباً ایک ہفتہ یا دس دن کی بات ہے کہ وہاں پر بچوں کو جو ٹیکے لگائے جاتے ہیں۔ ان کے لیے Syringe کو صحیح طریقے سے disinfect یا Steralize کرنا چاہیئے تھا۔ لیکن Syrenge کو Steralise نہیں کیا گیا۔ جس کے نتیجہ میں فرسٹ کلاس کا بچہ ٹیکہ لگنے کے چند لمحات میں اپنی جان دے گیا۔ اس کے باوجود حکومت کے کانوں تک جوں تک نہیں رینگی۔

جناب سپیکر۔ فیصل آباد میں ایک شاداب کالونی ہے۔ جو کہ ساڑھے تین یا پونے چار مربعے کے رقبے پر محیط ہے۔ آپ حیران ہوں گے کہ کروڑوں روپیہ فیصل آباد کے غیر ترقیاتی ادارہ کے شعبہ Water and Sanitation Agency کو قرضوں کی صورت میں دیا جاتا ہے۔ اور جب ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ انہیں پینے کا پانی دو۔ تو وہ کہتے ہیں پینے کے پانی کی کمی ہے لہذا اسی لیے لاکھوں افراد پر مشتمل آبادی کو پانی میسر نہیں کیا جا سکتا۔ جب ہم یہ کہتے ہیں۔ کہ یہاں پر پانی کی نکاسی کے لیے سیوریج پائپ لائن بچھائی جائیں۔ تو وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس تو فنڈز نہیں ہیں۔ لیکن فنڈز کا یہ بے دریغ استعمال اس طریقہ سے کرتے ہیں کہ آپ حیران ہوں گے کہ وہاں پر فیصل آباد غیر ترقیاتی ادارہ میں انہوں نے ایک Directorate of Contrac قائم کیا ہے جبکہ Directorate of Procurement and Stores پہلے ہی وہاں موجود ہے۔ اور یہ صرف ایک افسر سابق کرنل خیر محمد کو accommodate کرنے کے لیئے ایک پورا ڈائریکٹوریٹ قائم کرکے فیصل آباد کے شہریوں پر بے جا مالی بوجھ ڈال دیا گیا ہے۔ ایک ایس پی فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں ڈائریکٹر ایڈمنسٹریشن اینڈ کوارڈینیشن پہلے ہی موجود ہے۔ اور اس کے واسا کے شعبہ کے لیئے ایک علیحدہ ڈائریکٹر ایڈمنسٹریشن قائم کر دیا گیا ہے۔ ایک پہلے ہی ڈائریکٹوریٹ آف کنسٹرکشن موجود ہے۔ اب

یہ کہتے ہیں کہ ڈائریکٹوریٹ آف کنسٹرکشن نمبر دو بھی بھیں دیا جائے۔ اور جناب والا جو پائپ لائن Iron pipe باہر سے منگوایا گیا تھا۔ اس کی غلط منصوبہ بندی کر کے 45 لاکھ روپیہ کا اس ادارے کو نقصان پہنچایا گیا۔ میں یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ حکومت اس بات کی تحقیقات کرائے کہ پائپ چونکہ میونسپل کے اندر تو استعمال نہیں ہونا تھا۔ بلکہ تقریباً بارہ تیرہ میل دور اس کی laying کرنی تھی۔ اب اس کو پہلے تو فیصل آباد شہر میں ایک warehouse بنایا گیا جس پر چونگی ادا کی گئی اور اس پر اتفاقیہ چھ پیسے شیڈول ریٹ ہے۔ فیصل آباد میونسپل کا فی کلوگرام کے حساب سے اور فیصل آباد کی واسا کی انتظامیہ نے ٹھیکے دار کی ملی بھگت کی وجہ سے ناجائز طور پر چھ پیسے فی کلوگرام کی جگہ 12 پیسے فی کلوگرام کے حساب سے اسے ادائیگی کر کے 45 لاکھ روپے کا فیصل آباد کے شہریوں پر ناجائز بوجھ ڈال دیا۔ اور اس رقم کو انہوں نے ٹھیکے دار کے ساتھ مل کر آپس میں تقسیم کر لیا۔ اگر یہ کارپوریشن کے پاس جاتا تو ہم کہتے کہ یہ ایک ادارے سے دوسرے ادارے کے پاس جا رہا ہے۔ مگر پیسہ ٹھیکے دار کے پاس جا رہا ہے۔ اور ٹھیکے دار بے ایمان بھی ہے اور با اثر بھی ہے اور یہ سارے مل جل کر کھیلا کرتے ہیں۔ آپ اندازہ لگائیں کہ پہلے ہی وہاں ساٹھ انچ ڈائیا میٹر کی پائپ لائن ہے اور تیس فٹ اس کی لمبائی ہے۔ اب اس کے وزن کا اندازہ لگا لیجیے۔ کیونکہ وہ Freighter پر آتی ہے۔ کرین کے ذریعے ہی اس کی loading and unloading کی جاتی ہے۔ اب چاہیئے تو یہ تھا کہ صحیح منصوبہ بندی اس طریقے سے کرتے کہ جس جگہ پر وہ پائپ لائن lay کرنی تھی۔ اس جگہ پر میونسپل باؤنڈری کے باہر اس کا warehouse بنا دیتے۔ مگر ایسا نہیں کیا گیا۔ اور وہاں پر un loading لاکھوں روپے کے حساب سے ادا کی گئی۔ اب جب کہ وہ پراجیکٹ پھر شروع ہونے والا ہے۔ تو اسے اب وہاں سے اٹھائیں گے اور چونکہ ایک یا دو یا دس یا تیس یا سو انسان اس ایک پائپ لائن کے ٹکڑے کو نہیں اٹھا سکتے اس لیے اب اس کو دوبارہ ٹرانسپورٹ کرنے کے لیے فریٹر کی بڑے بڑے ٹرکوں کی اور اس کے علاوہ کرین کی ضرورت ہے۔ اس میں بھی لاکھوں روپے۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین (راجہ محمد خالد خان) شاہ صاحب! اور بھی بہت سے معزز حضرات ہیں مجھے چٹیں مل رہی ہیں۔ اس لیے آپ سے گزارش کروں گا۔ کہ آپ اپنی بحث کو مختصر فرمائیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ اگر آپ کی شفقت ہو تو کیا مجھے اسے wind up کرنے کی اجازت

ہے؟ جناب والا۔ میں آپ کی وساطت سے اور اس معزز ایوان کے ارکان کی وضاحت کے لئے آپ سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ پارلیمانی سیکرٹری جناب محمد صدیق سالار صاحب سے کس کی وضاحت طلب کی جائے کہ جب میں بجٹ اجلاس کے دوران باتھ روم میں گیا ہوں تو صرف پانچ منٹ میں بغیر پڑھے ہوئے اسے پاس کر دیا گیا۔ کیسے کارپوریشن میں کہتے ہیں کہ یہ بجٹ ہے، پاس، تو وہ کہتے ہیں، کہ پاس ہاس، پاس اور جاوے ہی جاوے اور وہ کہتے ہیں پاس پاس۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا۔ میں جناب کی وساطت سے فاضل ممبر سے درخواست کروں گا کہ وہ جاوے ہی جاوے کی منظوری کی وضاحت فرمائیں۔ بجٹ تو جاوے ہی جاوے نہیں ہو سکتا۔ بجٹ تو منظور ہی منظور ہو سکتا ہے۔ یہ جاوے ہی جاوے کا مطلب کیا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین۔ No cross talk

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ ان سنگین بدعنوانیوں کی اور کروڑوں روپے کے ضیاع کی، اگر یہ کرپشن کو ختم کرنے کا دعوہ کرتے ہیں۔ اور اپنے اس دعوے پہ مخلص ہیں تو تحقیقات کروائیں، اور پھر ان بدعنوانیوں کے مرتکب افراد کے خلاف اس قسم کی عبرتناک کارروائی کی جائے تاکہ پھر کسی سماج دشمن، قوم دشمن، عوام دشمن افسر کو کسی کے ساتھ ناانصافی، زیادتی اور قوم کو لوٹنے کا موقع میسر نہ آئے۔ آخر میں آپ سے مطالبہ کروں گا کہ جناب محمد صدیق سالار صاحب یہ وضاحت فرمائیں کہ فیصل آباد ڈیویلپمنٹ اتھارٹی کا سالانہ بجٹ جو کہ جون میں ہونا تھا یا جولائی میں ہوتا تھا یہ مئی میں کیسے پاس ہوا، اور وہ بھی صرف انہی لمحے میں، جب کہ میں باتھ روم میں گیا اور واپس آیا تو وہ صرف اسی دوران میں کیسے پاس ہو گیا۔ اور صرف انہی کی تحریک پر اس لیے کیوں کہ انہوں نے کہا ہے کہ بس جی پاس ہو گیا، پاس ہو گیا، پاس ہو گیا تو جناب والا، اگر آپ نے یہاں پر بھی اکثریت کی بنیاد پر اسی پونے چار ارب کے بجٹ کو پاس کرنے کا وہی طریقہ اختیار کرنا ہے تو یہ صوبے کے عوام کے ساتھ بہت بڑی ناانصافی ہوگی، میں آپ کا بہت ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے wind up کرنے پر تھوڑا سا وقت عنایت فرمایا۔ بہت بہت شکریہ۔

چوہدری محمد صدیق سالار۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس ضمنی بجٹ میں ایک کونے سے دوسرے کونے تک پنجاب کے ہر محکمے کو بد دیانت کہا گیا ہے جب کہ ہم پنجاب کے نمائندے ہیں۔ اور ضمنی بجٹ ایک لازمی چیز ہے، یہ بنتا ہے اور ہمیشہ بنتا ہے، ابھی ابھی میرے

ضمنی میزانیہ پر عام بحث (جاری)

کسی فاضل دوست نے کہا تھا کہ الحمرا سینٹر اس گورنمنٹ نے بنایا ہے۔ حالانکہ وہ جس جماعت کے رکن ہیں۔ اس نے الحمرا سینٹر بنایا ہے ہم نے نہیں بنایا۔ میں نے ذرا وضاحت کرنی ہے

جناب فضل حسین راہی۔ جناب چیئرمین۔ نا ان کی سمجھ میں یہ نکتہ آیا ہے اور نہ ہی وہ یہ سمجھا سکیں گے۔

جناب چیئرمین۔ راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔

چوہدری محمد صدیق سالار۔ جناب والا یہ تھوڑی تھوڑی وضاحتیں ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ الحمرا سینٹر اس گورنمنٹ نے بنایا ہے جب کہ میں کہتا ہوں۔ کہ جس کے یہ ہم نوا ہیں۔ یہ انہوں نے بنایا۔ باقی بات رہی بجٹ کی۔

جناب چیئرمین۔ سالار صاحب۔ آپ بجٹ پر بات کرتے ہیں۔ تو اور بھی بہت سے مقرر ہیں۔ میں گزارش کروں گا۔ آپ تشریف رکھیں۔

چوہدری محمد صدیق سالار۔ سر بات یہ ہے کہ میں مختصر بات کروں گا۔ اور پھر میں نے ابھی وضاحت ہی نہیں کی ہے۔

جناب چیئرمین۔ سالار صاحب آپ تشریف رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب چیئرمین، چھاج تو بولے، چھلنی کیا بولے

(قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین۔ No interruption please

رانا پھول محمد خان۔ جناب چیئرمین۔ میں جناب کی وساطت سے اپنے ایک نہایت فاضل اور قابل رکن سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ پیر بھی ہیں اس لیے وہ اپنے چھاج اور چھلنی والے الفاظ واپس لے لیں۔ کیوں کہ یہ انہیں زیب نہیں دیتے۔ اور پھر چوہدری سالار صاحب کو بھی تشریف رکھنی چاہیئے۔ کیونکہ یہاں پر کارپوریشن کے بجٹ کو زیر بحث لانا ان کے لیے مناسب نہیں تھا۔ اور نہ ہی پیر شاہ صاحب کے لئے مناسب تھا۔ آپ اس جھگڑے کو ختم کرتے ہوئے ہمیں پارٹی میٹنگ میں جانے کی اجازت دیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر۔ میں نے کوئی غیر پارلیمانی لفظ نہیں کہا ہے۔ میں اپنی بات کو پھر دہراتا ہوں۔ اور اس پر insist کرتا ہوں۔ کہ چھاج تو بولے۔ چھلنی کیا بولے۔

چوہدری محمد صدیق سالار۔ اب اس کا فیصلہ کون کرے گا۔ کہ چھاج کون ہے اور چھلنی کون ہے۔

ان سے تو جناب آپ یہ پوچھئے کہ بے وقت غسل خانے میں کیوں گئے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا۔ انہیں بات کو ٹالنا نہیں چاہیئے۔ اور جو میں نے استفسار کیا ہے۔ اس کا جواب دینے کے لیئے محترم چوہدری صدیق سالار صاحب کھڑے ہوئے ہیں۔ لہذا انہیں اس کی وضاحت کرنی چاہیئے۔ تاکہ اس معزز ایوان کو یہ پتا چل سکے کہ۔۔۔۔۔۔

جناب چیئرمین۔ سالار صاحب، آپ تشریف رکھیں، ابھی بہت سے مقرر باقی ہیں۔ ان کو بھی اظہار خیال کرنے دیں۔

چوہدری محمد صدیق سالار۔ جناب والا۔ افتتاحی کا اجلاس صبح نو بجے شروع ہوا۔ اور اکثریت میرے ساتھ تھی جب کہ یہ اکیلے تھے۔ اس پوری اکثریت میں ممبر قومی اسمبلی، ڈپٹی کمشنر کمشنر اور ایم پی اے حضرات موجود تھے۔ اور انہوں نے یہ بجٹ پاس کیا تو تب ہی وہ پاس ہوا۔ اب چونکہ یہ بے وقت غسل خانے میں گئے تھے اس لیئے یہ ان کا قصور ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا، ۔۔۔۔۔۔ نقطہ وضاحت

جناب چیئرمین۔ شاہ صاحب، آپ تشریف رکھیں، اب میں دعوت دیتا ہوں جناب محمد صدیق انصاری صاحب کو۔۔۔۔۔۔۔ نہیں ہیں

اب میں دعوت دوں گا جاوید اقبال چیمہ صاحب کو کہ وہ ضمنی بجٹ پر اظہار خیال کریں۔

جناب محمد جاوید اقبال چیمہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب راجہ صاحب،

جناب چیئرمین۔ جی، اب میں چیئرمین ہوں، راجہ صاحب کی حیثیت میں (قہقہہ)

جناب محمد جاوید اقبال چیمہ۔ جناب چیئرمین، میں آپ کا انتہائی مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا۔ جب یہ ضمنی بجٹ اس ایوان میں پیش کیا گیا تو ہمیں یہ دیکھ کر سخت دکھ ہوا کہ جو رقومات ترقیاتی کاموں پر صرف ہونی تھیں۔ انہیں بڑی بے دردی سے ایسے کاموں پر خرچ کیا گیا جو کہ بالکل غیر ضروری تھے۔ صرف کاروں کی خرید، کلبوں، آرٹس کونسلوں اور کوٹھیوں کی آرائش و زیبائش پر یہ رقوم خرچ کی گئی ہیں۔ جب کہ چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ ان رقومات کو صوبہ پنجاب کی سیم زدہ زمینوں کو ٹھیک کرنے کے لیئے صرف کیا جاتا۔ زراعت جو کہ پنجاب کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ اگر اس کی ترقی کے لیئے اخراجات کیئے جاتے اور ان رقومات کو ہمارے شہروں کی ترقی پر خرچ کیا جاتا تو ہمیں خوشی ہوتی۔ لیکن یہ دیکھ کر ہمیں سخت دکھ ہوا ہے۔ کہ ان رقوم کو آرائش و زیبائش اور لمبی لمبی گاڑیوں کی خرید پر خرچ کیا گیا ہے۔ میں اپنے شہر کا ذکر کرتا چلوں جس کی حالت یہ ہے کہ سڑکیں ٹوٹی

ہوئی ہیں۔ اور سیوریج کا پانی بہتا ہوا نظر آتا ہے۔ اور پینے کے پانی کی بوند بوند کو ترستے ہوئے شہری اس بات کی دھائی دے رہے ہیں۔ کہ یہ رقومات شہر کی ترقی، اور ان کے صوبے کی ترقی کے لیے خرچ ہونی چاہیئے تھیں۔ جناب والا میں یہ عرض کروں گا کہ آئندہ بجٹ اس طریقہ سے بنایا جائے کہ غیر ضروری اخراجات کو ختم کر کے ڈیویلپمنٹ کے لیے رقوم خرچ کی جائیں۔

اسی طرح ہمارے کلرکوں کے مسئلے کو جتنی جلدی ممکن ہو حل کرنا چاہیئے۔ ہم بجٹ میں جو غیر ضروری اخراجات کر رہے ہیں۔ ان کے اجتناب کرنا چاہیئے۔ جیسا کہ پچھلے دنوں یہاں لاہور میں جو میلہ اسپاں و مویشیاں ہوا ہے۔ اس پر ایک کروڑ 42 لاکھ روپے خرچ کیا گیا ہے۔ جو کہ عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا جا سکتا تھا۔ اسی طرح دوسرے غیر ضروری میلوں اور آرٹ سنٹروں پر خرچ کی جانے والی رقومات ہیں۔ ان کو اگر ہم کلرکوں کی فلاح پر خرچ کریں تو وہ زیادہ بہتر ہوگا کیونکہ یہ کلرک بڑی معمولی سی تنخواہ بڑھانے کے لیے ہڑتالیں کر رہے ہیں۔ اور ان کی وجہ سے پورے پنجاب کا دفتری نظام اس وقت ابتر حالت میں ہے۔ اگر ان کے مطالبات حکومت پنجاب مان لے اور دوسرے غیر ضروری اخراجات کو ان پر خرچ کیا جائے تو یہ انتہائی مناسب اقدام ہوگا۔

اسی طرح تعلیم کے مسئلے پر میں یہ عرض کروں گا کہ یہ تو ہم جگہ جگہ کہتے ہیں کہ تعلیم کے لیے اور شرح خواندگی بڑھانے کے لیے کافی رقم خرچ کی جا رہی ہے۔ لیکن اس کی عملی صورت آپ کے سامنے ہے۔ کالجوں اور سکولوں کا معیار ہم دیکھ رہے ہیں۔ پرائمری سکول بغیر عمارتوں کے درختوں اور کھلے آسمان کے نیچے قائم ہیں۔ اس کے علاوہ تین سو کے قریب ایڈہاک لیکچراروں کو گرمیوں کی چھٹیوں سے پہلے فارغ کیا جا رہا ہے اور یہ بات اخبار میں بھی آ چکی ہے۔ یہ محض اس لیے کیا جا رہا ہے کہ ان کو تنخواہوں کی ادائیگی نہ کرنی پڑے اور ان کی جگہ نئے لوگ بھرتی کیے جائیں۔ اس طرح سے بھی بیروزگاری پیدا کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس لیے اس مسئلے کی طرف بھی آپ توجہ کریں۔ غیر ضروری اخراجات کم کریں اور ان کی تنخواہوں کا جو مناسب خرچ ہے وہ کیا جائے

ہمارے شہروں میں یونیورسٹیاں اور میڈیکل کالج بنانے پر اخراجات کیے جائیں۔ میں اپنے شہر سرگودھا کا بھی ذکر کرتا چلوں۔ کہ یہ ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہے لیکن یہاں پر کوئی یونیورسٹی اور میڈیکل کالج نہیں ہے۔ جب کہ باقی پنجاب کے جتنے بھی ڈویژنل ہیڈ کوارٹر ہیں۔ وہاں یونیورسٹیاں اور میڈیکل کالج قائم ہیں۔ اس لیے یہ سرگودھا کے شہریوں کے ساتھ انتہائی ناانصافی ہے کہ وہ کسی بھی یونیورسٹی اور میڈیکل کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے سینکڑوں میل سفر کر کے دوسرے شہروں

میں جاتے ہیں۔ انجینئرنگ یونیورسٹی، زرعی یونیورسٹی یا کوئی جنرل یا کوئی میڈیکل کالج وغیرہ اس شہر میں موجود نہیں ہے صرف ایک ڈگری کالج ہے۔ اور وہ ہمارے نوجوانوں کی تعلیمی ضروریات کو پورا نہیں کر سکتا۔ اس لیے میں عرض کروں گا کہ یہ اخراجات ان معاملات پر خرچ کرنے چاہئیں نہ کہ کوٹھیوں کی تعمیر کی آرائش و زیبائش پر خرچ کئے جائیں۔

اس کے بعد رشوت کے متعلق میں عرض کروں گا کہ یہ صرف پنجاب کا ہی نہیں بلکہ پورے پاکستان کا مسئلہ ہے۔ اور خود صدر پاکستان بھی اس بات کو تسلیم کرتے ہیں۔ کہ رشوت کے ریٹ پہلے سے بہت زیادہ بڑھ گئے ہیں۔ انسداد رشوت ستانی کے لئے جو کمیٹیاں بنائی جا رہی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کو کام کرنے کا صحیح موقع نہ ملا تو یہ پھر یک جماعتی نظام قائم کرنے والی بات ہو جائے گی۔ کیونکہ اپوزیشن کا کوئی نمائندہ انسداد رشوت ستانی کی کمیٹیوں میں شامل نہیں ہے۔ ہم یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ پہلی گورنمنٹ نے محکمہ انٹی کرپشن اور اس طرح کی کمیٹیاں بنائی ہیں۔ لیکن انہوں نے آج تک کچھ نہیں کیا۔ اور اب پتہ نہیں یہ جو کمیٹیاں بنائی جا رہی ہیں۔ ان کا رول کیا ہوگا؟۔ آیا یہ رشوت کو بڑھانے میں مدد دیتی ہیں یا رشوت کو ختم کرنے کے لئے کوئی رول ادا کرتی ہیں۔ میں اس سلسلہ میں یہ گزارش کروں گا۔ کہ بلاتمیز اس کے کہ کوئی رکن کس پارٹی سے تعلق رکھتا ہے۔ چونکہ اس ایوان تمام ارکان عوام کے نمائندے ہیں اس لئے سب ممبران کو ان کمیٹیوں کا رکن ہونا چاہیئے۔ اور ان سب اپنا رول ادا کرنے کا موقع ملنا چاہیئے۔ بہت بہت شکریہ۔

رانا پھول محمد خان۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب والا۔ میں نے کلرکوں کے متعلق ایک تحریک التوا پیش کی ہے مگر کل یہ وقت کی کمی کی وجہ سے پیش نہ ہو سکی لیکن اس ضمنی بجٹ کے سلسلے ہیں، میں نے یہ گزارش کی تھی۔ کہ ایک ایسی کمیٹی تشکیل دی جائے جو کل آنے والے جلوس سے پہلے ہی کلرکوں کے نمائندگان سے گفت و شنید کر کے اس معاملے کو طے کرے .... میں اس تحریک کا محرک ہوں لیکن مجھے کم از کم اب تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ میری اس اپیل پر حکومت نے یا وزراء صاحبان نے کیا فیصلہ کیا ہے اور آج جو باہر جلوس آیا ہے اس سے کیا گفت و شنید ہوئی ہے، اگر اس ایوان میں بیٹھے ہوئے نمائندگان کو اپنے ان باہر کے عزیزوں اور بھائیوں کا احساس نہیں ہے تو پھر ہمیں خود اپنا بھی احساس نہیں ہو سکتا۔

جناب والا اس ایوان کو باخبر رکھنا وزراء صاحبان کا فرض ہے۔ وائیں صاحب چونکہ تشریف لے آئے ہیں۔ اور وہ "اسپرو" کی طرح ہر مرض کی دوا بھی ہیں اور اس بات کو ہم بھی تسلیم کرتے ہیں۔

اس لیئے اس بات کے متعلق ایوان کو آگاہ کیا جائے گا کہ انہوں نے اس سلسلہ میں کیا کارروائی کی ہے۔

ملک نثار احمد ۔ جناب چیئرمین صاحب میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا۔ کہ جیسا کہ رانا پھول محمد خان صاحب نے فرمایا ہے ۔ جناب والا جلوس کے آنے کے بعد میں اور اختر رسول صاحب باہر تشریف لے گئے تھے اور ان سے تفصیلاً گفتگو ہوئی ۔......

آوازیں ۔ کون صاحب ؟

جناب ملک نثار احمد ۔ جناب میں اختر رسول صاحب کی بات کر رہا ہوں ۔

جناب فضل حسین راہی ۔ ہاکی والے ۔ ؟

ملک نثار احمد ۔ جی ہاں ۔ ہاکی والے ۔ تو جناب والا ان سے تفصیل سے بات ہوئی ہے اور ان سے کہا گیا ہے کہ اپنے مطالبات بتائیں اور بجائے اس کے کہ جلوس کی صورت میں آپ وزیر اعلیٰ سے ملیں ۔ آپ کی ایک کمیٹی بنا دی جائے اور وہ کمیٹی ......

جناب فضل حسین راہی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔

ملک نثار احمد ۔ جناب تشریف رکھیں میں آپ کے سامنے رپورٹ پیش کر رہا ہوں ۔

جناب چیئرمین ۔ وہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں ۔

جناب فضل حسین راہی ۔ جناب میں لئے عرض کرنا چاہنا کہ میرے دوست فاضل ممبر اس ہاؤس نوں [redacted] کرن دی کوشش کر دے پئے نیں ۔ میں ، تے میاں افضل حیات صاحب ، میاں اسحاق صاحب ، جس ویلے اختر رسول صاحب باہر نکلے ، اسی وی نالو نال باہر چلے گئے ۔ میں اس گل دا عینی شاہد آں کہ سارے کارکاں نے اک زبان ہو کے کیا کہ تیرے کول کوئی اختیار نہیں ۔ نہ توں ساڈے مسئلے نوں حل کر سکدا ایں اور نہ تینوں اسی کوئی گل سنانا چاہندے آں ۔ اسی کیبنٹ دے کسی ممبر نوں کوئی گل سنانا نہیں چاہندے ۔ اسی صرف چیف منسٹر نوں گل سنانا چاہندے آں ۔ لہذا چیف منسٹر صاحب نوں باہر لے کے آؤ ۔ کیونکہ اوہی سانوں تھوڑے جئیں با اختیار لگدے نیں ، او شاید ساڈا مسئلہ حل کر دین ۔ اے اینہاں دا کہنا سی تے انہاں نے واپس جاؤ دے نعرے لائے آں ۔ "ہم آپ کی بات نہیں سنتے ، ہم آپ کی بات نہیں مانتے "......

جناب چیئرمین ۔ راہی صاحب یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے یہ غیر متعلقہ ہے ۔ اس لیے آپ ان کو رپورٹ پڑھنے دیں ۔

جناب فضل حسین راہی ۔ جناب چیئرمین ، میں صرف لئے کہناں چاہندا کہ ہاؤس وچ

ہون والی گل بھی ہوئے .....

جناب چیئرمین۔ راہی صاحب آپ کا پوائنٹ آف آرڈر relevant نہیں ہے اس لیئے آپ انہیں رپورٹ پڑھنے دیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر میں اسے کہنا چاہتا کہ ٹرُوسس مچ بولیا جائے جھوٹ نہ بولیا جائے۔

جناب چیئرمین۔ راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔

ملک نثار احمد۔ جناب والا پہلی بات تو یہ ہے کہ میں لفظ misguide پر سخت احتجاج کرتا ہوں۔ کیونکہ یہ کہتے ہیں کہ میں ایوان کو misguide کرتا ہوں۔ حالانکہ ہم ان سے بات کرکے آئے ہیں اور اسی کے facts and figures ایوان کے سامنے پیش کر رہے ہیں۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آرہی کہ راہی صاحب یہ کیسے کہہ رہے ہیں کہ ہم ایوان کو misguide کر رہے ہیں۔ جناب والا یہ بات بلا جواز ہے بلکہ میں تو یہ کہوں گا کہ یہ ایوان کو misguide کر رہے ہیں ہم نہیں کر رہے۔

جناب والا۔ ان سے بات صرف اتنی ہوئی ہے کہ ان سے request کی گئی ہے۔ کہ وہ اپنے مطالبات properly لکھ کر ایک کمیٹی کے ذریعے پیش کریں۔ چاہے وہ کمیٹی 20 آدمیوں پر مشتمل ہو یا دس آدمیوں پر مشتمل ہو یا 40 آدمیوں پر مشتمل ہو۔ وہ اپنے مطالبات ان کے ذریعے ہمیں دے دیں یا ڈپٹی کمشنر لاہور کو دے دیں۔ اس کے چیف صاحب سے باقاعدہ طور پر ملاقات کروا دی جائے گی۔ اور جو ممکنہ رعایتیں دی جا سکتی ہیں۔ انشاءاللہ ان پر ہمدردانہ غور کیا جائے گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین۔ اب میں جناب محمد یوسف صاحب کو دعوت دیتا ہوں۔

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب والا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس جلوس میں ضلع لاہور کی حدود سے باہر کے کلرک بھی شامل ہیں۔ اور ڈپٹی کمشنر لاہور کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنے ضلع سے اوپر کی سطح کے کلرکوں اور سپرنٹنڈنٹ کے مطالبات سن سکیں۔ یہ اختیار صرف صوبائی حکومت کو حاصل ہے۔ اس لیئے ڈپٹی کمشنر کا اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔

ضمنی میزانیہ پر عام بحث (جاری)

جناب چیئرمین ۔ رانا صاحب وہ اس کی وضاحت کریں گے آپ تشریف رکھیں ۔

ملک نثار احمد ۔ جناب والا میں یہ عرض کروں گا کہ رانا صاحب نے بالکل درست فرمایا ہے کیونکہ یہ بات ضلع کی حد تک نہیں تھی بلکہ باہر سے بھی لوگ آئے ہوئے تھے ۔

وزیر خزانہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر سر

جناب چیئرمین ۔ ایڈوائزر صاحب مخدوم صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ۔ میں آپ کے توسط سے اپنے بھائیوں کو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ خوامخواہ کا وقت ضائع ہو رہا ہے ۔ کیونکہ چیف منسٹر صاحب اور کلرکوں کے نمائندگان کی میٹنگ کل کے لیے طے ہو چکی ہے ۔ اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے پر مزید بات چیت کل تک کے لیے ملتوی رکھی جائے ۔ میٹنگ کے بعد جو نتائج نکلیں گے اس پر یہ بحث کر لیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین ۔ شکریہ ۔ اب میں دعوت دوں گا جناب محمد یوسف صاحب کو کہ وہ بجٹ کی عام بحث میں حصہ لیں ۔

جناب محمد یوسف شیخ ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر ! میں آپ کا شکرگزار ہوں کہ آپ نے مجھے ضمنی بجٹ پر بولنے کی اجازت دی اور وقت دیا ۔ جو ضمنی بجٹ پیش کیا گیا ہے ۔ اس کی حقیقتاً ضرورت تھی ۔ کیونکہ یہ گورنمنٹ جتنی ڈویلپمنٹ کر رہی ہے اس کے لیے یہ بجٹ ضروری تھا ۔ میں اللہ تعالیٰ کا شکرگزار ہوں کہ کوئی بھی شخص یا کوئی بھی شہری جو ہم سے بات کرتا ہے وہ اس بات کی داد دیتا ہے کہ یہ حکومت ڈویلپمنٹ میں سب سے آگے ہے تو اس کے لیے ضمنی بجٹ کا آنا بھی ضروری تھا ۔ جہاں تک اینٹی کرپشن کمیٹیوں کا تعلق ہے یا کرپشن کا تعلق ہے ۔ اس کے متعلق میں یہ عرض کروں گا ۔ کہ اگر اس نظام میں تبدیلی کی جائے ۔ تو مسائل حل ہو سکتے ہیں ۔ مثلاً جیسا کہ ایکسائز کے محکمہ میں ایک تبدیلی کی گئی کہ اس میں سکوٹر کے لیے جو ٹیکس تھا وہ مقرر کر دیا گیا ۔ اس سے یہ ہوا ہے ۔ کہ سب لوگ اپنے مقررہ وقت پر ٹیکس ادا کرتے ہیں ۔ اور اس میں کسی کو کوئی تکلیف نہیں ہوتی ۔ اسی طرح اگر گین ٹیکس کا سسٹم بھی تبدیل کر دیا جاتے ۔ اور جو ریونیو گورنمنٹ پہلے لیتی ہے اگر اس کو ڈبل کر دیا جائے ۔ تو یہ لعنت بھی ملک سے ختم ہو سکتی ہے ۔ اور رشوت بھی بند ہو سکتی ہے ۔ اس کے علاوہ جہاں تک ملازمتوں کا تعلق ہے تو میں اس سلسلہ میں گزارش کروں گا کہ گریڈ 1 سے گریڈ 5 تک کے لیے ڈسٹرکٹ لیول پر پبلک سروس کمیشن قائم کیا جائے جس کے نمائندے ایم پی اے

اور ایم این اے حضرات میں سے ہوں۔ اور گریڈ 6 سے گریڈ 16 تک ڈویژن لیول پر پبلک سروس کمیشن قائم کیا جائے اس طرح سفارشوں کی بچت بھی ہو گی اور ایم پی اے صاحبان بھی اپنا کام کر سکیں گے نہ کہ سفارشیں لیکر پھرتے رہیں گے۔ کیونکہ ان کا کوئی کام نہیں ہو سکتا ہے۔ چند سیٹیں ہوتی ہیں مگر ایم پی اے صاحبان کے پاس کافی ڈیمانڈ ہوتی ہے اور بے روزگاری بہت ہے اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس معاملہ پر غور کیا جائے۔ تاکہ ایک ایسا طریقہ وضع ہو جائے۔ جس سے ہر رکن اپنے عوام کو بتا سکے۔ کہ سب نے پبلک سروس کمیشن کے سامنے پیش ہونا ہے اور انہوں نے جہاں جہاں جس جس ڈیپارٹمنٹ میں ملازمین بھیجنے ہیں وہ خود بھرتی کر کے بھیجیں گے۔ اس کے علاوہ داخلوں کا مسئلہ ہے جس میں سارے ایم پی اے صاحبان، وزراء صاحبان اور چیف منسٹر پریشان رہتے ہیں۔ تو میں گزارش کروں گا۔ داخلوں کا طریق کار صرف میرٹ پر ہونا چاہیے۔ اس کے علاوہ کسی کی کوئی سیٹ نہیں ہونی چاہیے۔ اگر ایسا ہو جائے گا۔ تو نہ ہی کوئی ہمیں سفارش کرے گا اور نہ ہی ہم آگے جا کر سرشار ہوں گے۔ کیونکہ صرف چند سیٹیں ہوتی ہیں۔ (قطع کلامیاں)

جناب چیئرمین۔ شیخ صاحب آپ جاری رکھیں۔

جناب محمد یوسف شیخ۔ اگر ایک تھرڈ ڈویژن والے کو داخلہ ملتا ہے اور دوسروں کو نہیں ملتا تو وہ تو ہم لوگوں کا گریبان پکڑتے ہیں۔ اس لیے میں گزارش کروں گا۔ کہ اس کا طریق کار طے ہونا چاہیئے۔ جس سے عوام کو بھی پتہ ہو اور ہمیں بھی پتہ ہو کہ صرف اس طریق کار سے ہی داخلے ملیں گے۔ اور سفارشوں سے داخلے نہیں ملیں گے۔ اسی طرح ٹرانسفر کا مسئلہ درپیش ہے۔ کہ بعض ٹرانسفریں تو ایک مہینہ میں دو دو مرتبہ ہو جاتی ہیں اور بعض لوگ سات سات سال تک ایک جگہ پر تعینات رہتے ہیں۔ اس لیے بھی میں گزارش کروں گا کہ کوئی طریق کار وضع ہونا چاہیئے۔ کیونکہ زیادہ تر ایم پی اے صاحبان کے ذمہ ٹرانسفرز اور داخلوں کے کام ہی لگے ہوئے ہیں اگر ان کے لیے کوئی طریق کار طے ہو جائے۔ تو ہم سب لوگ سکون کے ساتھ ڈویلپمنٹ اور قانون سازی کے کام کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ شیخ صاحب میرے خیال میں تو اس بجٹ سے ٹرانسفر اور داخلوں کا کوئی تعلق نہیں ہے جس بحث کو آپ لیے بیٹھے ہیں۔

رانا پھول محمد خان۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب سپیکر اس ہاؤس کے آپ custodian ہیں اور اس کو انصاف دینا آپ کے فرائض میں شامل ہے۔ اس ہاؤس کا

نقصان سارے صوبے کا نقصان ہے ۔ اور تمام منتخب ارکان کا نقصان ہے ۔جناب ہمارے سامنے جو بنچ ہے ۔اس پر سب ہماری بھرکم وزیر ملک قیوم صاحب سمیت اکٹھے کر دیئے گئے ہیں۔ خدشہ ہے کہ اگر یہ بنچ ٹوٹ گیا تو اس ہاؤس کا سخت نقصان ہوگا۔ ....(قہقہہ) اس لیے اس وزن کو الگ الگ سیٹوں پر اگر تقسیم کر دیں تو بنچ نقصان سے بچ جائے گا۔ (قہقہے)

جناب محمد یوسف شیخ۔ جہاں تک کلرکوں کی ہڑتال کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں اپنی طرف سے حکومت سے پرزور سفارش کرتا ہوں کہ ان کے مطالبات غور سے سنے جائیں ۔اور ہمدردی سے ان کے مطالبات مانیں جائیں ۔کیونکہ یہ مہنگائی کا دور ہے ۔اس کے علاوہ ملازمین کے لیے رہائش، تعلیم ، طبی علاج اور ان کے بچوں کو باہر بھیجنے کی سہولتیں بھی ضرور مہیا ہونی چاہئیں۔ میں آخر میں آپ کا تہہ دل سے مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بولنے کا وقت دیا۔

جناب چیئرمین۔ اب میں جناب محمد رفیق صاحب کو دعوت دیتا ہوں ۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ان سے یہ بھی گزارش کروں گا ۔ کہ میرے پاس ابھی آٹھ نو مقرر باقی ہیں ۔جبکہ وقت صرف پون گھنٹہ باقی ہے ۔جناب وزیر خزانہ نے wind up بھی کرنا ہے ۔تو میں آپ سے گزارش کروں گا۔ کہ آپ اس بجٹ پر اپنی تقریر مختصر فرمائیں۔

چوہدری محمد رفیق۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ۔بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

جناب سپیکر! ضمنی بجٹ پر عام بحث کا یہ دوسرا دن ہے ۔ مجھ سے بیشتر معزز ارکان نے خیالات کا اظہار کیا۔ ان سے بھی میں مستفید ہوا اور اعداد و شمار کا کتابچہ شائع کیا گیا۔ اس کا بھی بغور اور تفصیلی مطالعہ کیا ۔جس کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ یہ ضمنی بجٹ نہ صرف اخراجات کا تصرف ہے ۔بلکہ اختیارات کا تصرف بھی۔ میں اس کو دونوں طرح سے فضول خرچی سمجھتا ہوں۔

چوہدری خادم حسین۔ جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر ۔ انہوں نے جو لفظ تصرف کہا ہے اس کا مطلب ہمیں سمجھ نہیں آیا کہ اس لفظ کی بجٹ کے ساتھ کس طرح وابستگی ہوئی ہے۔ یہ صرف اس کی وضاحت کر دیں ۔

چوہدری محمد رفیق۔ حضور میں نے تصرف عرض کیا ہے ۔

جناب چیئرمین۔ انہوں نے تصرف کہا ہے ۔

چوہدری محمد رفیق۔ آپ کو شاید لفظ سمجھنے میں غلطی لگی ہے ۔میرے خیال میں اب وضاحت

کی بھی ضرورت نہیں رہی ہو گی۔ بلکہ آپ کی سمجھ میں یہ بات آگئی ہو گی۔

جناب چیئرمین ۔ چوہدری صاحب آپ جاری رکھیں۔

چوہدری محمد رفیق ۔ جناب سپیکر سب سے پیشتر جو مطالبہ زر ہے جس میں تنخواہوں کا ذکر کیا گیا ہے میں اس کو لیتا ہوں۔ وفاقی حکومت کی سفارشات پر تنخواہوں میں اضافہ جس کے تحت صوبائی حکومت نے بھی اضافہ کیا ۔ اسمیں درج ہے کہ 1500 روپے تک 5 ، 13% اضافہ منظور کیا گیا ۔ اور 1500 روپے سے زائد تنخواہ پر 10% منظور کیا گیا۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ گریڈوں کا یہ جو فرق ہے گریڈ 17 سے اوپر تک 5 ، 5 ہزار تک تنخواہیں بن جاتی ہیں ۔ ان کا 10 فیصد اگر آپ لیں تو 5/4 سو روپیہ مہینہ ان کو فائدہ پہنچایا گیا ۔ اور 1500 سے جو کم تنخواہوں والے لوگ ہیں ۔ ان کے لیئے صرف 13.5 فیصد کا اضافہ کیا گیا ۔ جو صرف 40/50 روپے ماہانہ بنتا ہے ۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں ۔ کہ ان کے ساتھ انتہائی ناانصافی ہے ۔ اور یہ کوئی ایسا اضافہ نہیں ہے جس کو ہم کہہ سکیں کہ ان کی اشک شوئی ہوئی ہے ۔ میں عرض کرتا ہوں کہ اس ضمنی بجٹ میں اگر ناگزیر تھا کہ 4 ارب روپیہ کا بجٹ پیش کیا جائے تو کم تنخواہوں والے اور چھوٹے گریڈوں والے ملازمین کو بھی مفاد پہنچانا لازم تھا ۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ بھی ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ کلرکوں کی ہڑتال جو بہت دنوں سے چل رہی ہے ان کی پر زور الفاظ میں حمایت کرتا ہوں ۔ اور کہتا ہوں کہ یہ جو کم تنخواہ والے کلرک حضرات یا ان سے بھی کم تنخواہ والے ملازمین ہیں ۔ ان کا گزارہ کتنا مشکل ہے آپ بخوبی سمجھ سکتے ہیں ۔ اس لیے فوری طور پر ان کی بات سنی چاہیئے ۔ میں تو اس حق میں بھی ہوں جیسا کہ اس معزز ایوان میں بارہا یہ مطالبہ بھی کیا گیا کہ کوئی کمیٹی مقرر کی جائے ۔ مجھے اس بات پر بھی حیرت ہوئی ہے کہ کمیٹی مقرر کرنے کی کیا ضرورت ہے ۔ کیا اس معزز ایوان میں اتنی بھی اہلیت نہیں ہے کہ یہاں پر ہم کوئی فیصلہ کر سکیں ۔ کیا یہ ہاؤس سپریم نہیں ہے ، یہ سپریم اتھارٹی نہیں ہے کہ یہاں ہم خود بھی کسی معاملے کو Take up کر سکیں ۔ اس پر بحث کر کے کوئی فیصلہ صادر کر سکیں ۔ ہر بات کو ٹالنے کے لیے یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ کوئی کمیٹی مقرر کر دی جائے جو وقتی طور پر مسائل کو ٹال دینے والی بات ہے ۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس معاملے کو فوری طور پر اس معزز ایوان میں پیش کیا جائے بلکہ اس معزز ایوان میں اس کا فیصلہ کیا جائے ۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب والا میں عرض کروں کہ کمیٹی بنانے کی تجویز کل میں نے پیش کی تھی بلکہ اس میں محترمہ بشریٰ رحمان صاحبہ کا وقت بھی کچھ میں نے لے لیا تھا ۔ اس لیئے ان کا حق

ہے کہ آپ ان کو وقت دیں وہ کمیٹی اس لیئے قائم کرنے کے لیے کہا تھا۔ کہ کلرکوں کی ہڑتال کے بارے میں میں نے یہ تجویز پیش کی تھی۔ کہ یہ صرف صوبہ کے بارے میں ہی نہیں ہے بلکہ گریڈ سکیل وغیرہ مرکزی حکومت نے ہی دینے ہیں، صوبے کچھ مراعات دے سکتے ہیں وہ جہیں دینی چاہئیں۔ لیکن کمیٹی کا بنانا ضروری اس لیے تھا۔ کہ وہ کمیٹی ان سے بات کرے اور وزیر اعلیٰ صاحب کو بھی مطلع کرے۔ وزیر اعلیٰ صاحب یا سینیئر وزیر جو یہاں موجود ہیں۔ وہ کمیٹی بنائیں۔ تاکہ وہ مضمون تیار کرے مرکزی حکومت کو پیش کرنے کے لیئے۔ کمیٹی صرف مضمون تیار کرنے اور گفت و شنید کے لیے تھی...........

جناب چیئرمین ۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھیں چوہدری صاحب کو بولنے دیں۔

چوہدری محمد رفیق ۔ جناب سپیکر! کلرک ہماری سوسائٹی کا ایک بہت مظلوم طبقہ ہے۔ یہ طبقہ کم تنخواہ دار ہے۔ نہ ان کو رہائش نہ طبی اور نہ ہی روز مرہ کا کھانا پینا اس تنخواہ سے میسر ہے۔

جناب محمد صدیق سالار ۔ جناب سپیکر

جناب چیئرمین ۔ جی چوہدری صاحب

جناب محمد صدیق سالار ۔ جناب سپیکر! وزیر خزانہ صاحب نے آپ کے سامنے کہا ہے۔ کہ کل کلرک صاحبان کے لیڈر اور جناب چیف منسٹر صاحب اس بات کا فیصلہ کریں گے لہذا اسمبلی میں اس بارے میں بحث نہیں ہونی چاہیئے۔ کیونکہ اس بات کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

جناب چیئرمین ۔ سالار صاحب یہ عام بحث کا دن ہے۔ اس لیے ان کو یہ حق پہنچتا ہے۔ وہ بات کر سکتے ہیں۔

چوہدری محمد رفیق ۔ مجھے آپ اس بات سے نہیں روک سکتے۔ چیف منسٹر صاحب سے جو فیصلہ ہوگا وہ تو ہوگا ہی۔ مجھے توقع ہے کہ وہ ہمدردی سے اس معاملے کو سنیں گے۔ اور مجھے یہ بھی توقع ہے کہ وہ اس کا کوئی نہ کوئی حل نکالیں گے تاہم اس مسئلے کی اہمیت کے لحاظ سے اس کا اظہار کرنا میں اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ میں عرض کر رہا تھا۔ کہ کم تنخواہ دار کا اس مہنگائی کے دور میں گزارا بے حد مشکل ہے۔ یا تو ان کی تنخواہیں بڑھائی جائیں۔ یا منافع خور اور ذخیرہ اندوز حضرات جن کو اختیار ہے کہ وہ جس بھاؤ چاہیں اپنی اشیاء کو فروخت کریں۔ ان پر پابندی لگائی جائے تاکہ مہنگائی جو روز بروز بڑھتی جا رہی ہے اس کو روکا جائے۔

جناب والا اس کے ساتھ ہی ایڈہاک لیکچررز کا معاملہ ہے۔ برس ہا برس سے یہ لوگ تعلیم دے رہے ہیں۔ چونکہ وہ اتنے سالوں میں کافی تجربہ بھی حاصل کر چکے ہیں۔ اس لیئے اس سٹیج پر

ان کو نکال باہر کرنا بھی میں انصاف نہیں سمجھتا۔ یہ بھی ہماری منصوبہ بندی کی نااہلی ہے کہ جس وقت ان لوگوں کو بھرتی کیا جاتا ہے۔ تو ایڈہاک بنیادوں پر کیا جاتا ہے۔ بیروزگاری بھی اس قدر ہے۔ کہ لیکچررز اور عام لوگ بھی روزگار کے حصول کے لیئے مارے مارے پھرتے رہتے ہیں۔ جب ان لیکچررز کو بھرتی کیا جاتا ہے۔ تو اس وقت پبلک سروس کمیشن کے امتحان کی شرط رکھی جائے۔ بلکہ یہ اس وقت ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ یہ لوگ کافی سالوں سے کام کرتے کرتے تجربہ کار ہو چکے ہوتے ہیں۔ حکومت کا یہ فیصلہ کر لینا کہ ان کو نوکری سے نکال دیا جائے گا بلکہ ان کو برطرفی کے نوٹس بھی مل چکے ہیں۔ جو میں سمجھتا ہوں کہ یہ سراسر ناانصافی ہے۔ بلکہ ان کے ساتھ بہتر سلوک ہونا چاہیئے۔ اور روزگار کا ان سے چھین لینا مناسب بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر! آب پاشی کی مد میں جو مطالبہ زر ہے اس میں تو کروڑوں روپیہ کا مطالبہ کیا گیا ہے لیکن کاشت کار کے لیے صرف چند ٹیوب ویلوں کا ذکر ہے۔ اس سے زائد اس کو ریلیف دینے کے لیئے، کاشت کار کی بہتری کے لیے اور اس کی حالت کو بہتر بنانے کے لیئے کوئی بھی رقم خرچ نہیں کی گئی ہے۔ نہ تو اجناس کی قیمتوں کے بارے میں کوئی ذکر کیا گیا ہے کہ اسکو کوئی ریلیف دیا گیا ہے۔ زرعی ادویات جو میرے خیال میں چار گناہ مہنگی ہو چکی ہیں۔ اور یہ کاشت کار کی دسترس سے باہر ہیں ان کے لیے بھی کوئی رقم نہیں رکھی گئی۔ قیمتوں کو کم کرنے یا ان کو کوئی subsidy دینے کے لیے کچھ نہیں کیا گیا۔ قبل ازیں زرعی ادویات محکمہ زراعت کے کنٹرول میں ہوتی تھیں اور یہ ادویات رعایتی قیمت پر فروخت ہوتی تھیں۔ بعد ازاں یہ ادویات پوری قیمت پر فروخت ہونے لگیں۔ اور اب جب کہ یہ کاروباری ہاتھوں میں چلی گئی ہیں اور جو لوگ ان ادویات کو امپورٹ کرتے ہیں وہ دوہرا فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ وہ باہر ہی سے اپنا کمیشن وصول کرتے ہیں۔ اور دوسرے اپنی من مانی سے زرعی ادویات بازار میں فروخت کرتے ہیں۔ آج کل موسمی حالات کے تحت کوئی فصل بھی ادویات کے استعمال کے بغیر کاشت نہیں کی جاتی، اگر ایسا کیا جائے تو وہ فیل ہو جاتی ہے۔ جو کاشت کار اپنی فصل پر زائد رقم خرچ کرتا ہے وہ اپنی فصل کامیاب کر لیتا ہے۔ اور اس کے برعکس جو نہیں کر سکتا اس کی فصل ناکام ہو جاتی ہے۔ اس لیے میں عرض کروں گا۔ کہ کاشت کار کو ریلیف دینے کے لیئے بجٹ میں کچھ رقم اس مد میں رکھی جائے۔ صرف غیر پیداواری اخراجات میں تمام رقوم کو خرچ کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر۔ زراعت کے مطالبات زر میں مجھے حیرت ہے کہ جمخانہ کلب کو ۲ لاکھ

روپے کی رقم کس طرح سے ادا یا منظور کی گئی ہے۔

جناب سپیکر جنرل ایڈ منسٹریشن کے سلسلے میں یہ عرض کروں گا۔ کہ تحصیل شورکوٹ کے لوگ چیف منسٹر صاحب سے ملنے کے لیئے ایک وفد کی صورت میں آئے ہوئے ہیں۔ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ کے بارہ دیہات جن کو تحصیل شورکوٹ میں شامل کرکے ضلع جھنگ کے ساتھ لگایا گیا ہے۔ اس وقت ان کا ریونیو کا ریکارڈ تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ میں موجود تھا۔ اور تھانوں کا ریکارڈ تحصیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں موجود تھا۔ برسہا برس کے مطالبے کے بعد ان تمام لوگوں کو واپس ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں لگا دیا گیا۔ لیکن ان کے ساتھ ستم ظریفی یہ ہوئی ہے کہ تھانے کا ریکارڈ نامعلوم وجوہ کی بنا پر دوبارہ تحصیل شورکوٹ میں شامل کر دیا گیا ہے۔ اب ریونیو ریکارڈ کے متعلق پیشیاں لوگ ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بھگتتے ہیں اور تھانوں کے ریکارڈ سے متعلق تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ میں۔ اب جب کہ وہ دونوں جگہوں میں پھنسے ہوئے ہیں۔ اس لیئے میں یہ بھی عرض کروں گا۔ کہ ان کے تھانوں کا ریکارڈ تحصیل و ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں لایا جائے۔

جناب چیئرمین۔ میں گزارش کروں گا کہ ابھی اسٹھ مقررین باقی ہیں۔ میں آپ سے مختصر بات کرنے کی گزارش کروں گا۔

چوہدری محمد رفیق - جناب چیئرمین! میرے وقت میں سے نو کافی وقت جناب رانا صاحب نے لے لیا تھا۔ جنرل ایڈمنسٹریشن اور اسمبلی بشمول وزرار اتنی زیادہ رقم خرچ کی گئی ہے کہ اس کی تفصیل معزز ایوان میں پیش کی جانی ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ کتنی کتنی خرچ ہوئی اور کن کن حضرات نے کتنا کتنا ڈرا کیا۔ متفرق اخراجات میں 13 کروڑ سے زائد اور 10 کروڑ کی رقم 7 مرلہ سکیم کے لیے رکھی گئی ہے۔ ہم 7 مرلہ سکیم کے پرزور حامی ہیں۔ کیوں کہ ان بے گھر لوگوں کو سر چھپانے کے لیے کوئی نہ کوئی جگہ ملنی چاہیئے۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہی کہ یہ سال ختم ہونے میں صرف چند ماہ باقی ہیں۔ اور یہ ایک کروڑ کی رقم کہاں خرچ کی جائے گی۔ ہونا تو یہ چاہیئے تھا۔ کہ ہر سال کے نئے بجٹ میں 10 کروڑ سے بھی زائد رقم رکھی جائے۔ تاکہ ایک ہی مرتبہ سب لوگوں کو سر چھپانے کی جگہ مل جائے۔ ان کو کوئی آسرا ہو جائے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس مد میں دس کروڑ کی رقم کا خرچ ہونا ممکن نہیں ہے۔ اس لیئے یہ ضروری ہے کہ کلرکوں کی تنخواہوں کو بڑھانے کے لیئے اس رقم کو اس مد میں منتقل کر دیا جائے جناب سپیکر۔ بیرون ملک علاج کے لیے بھی لاکھوں روپے مختص کئے گئے ہیں۔ اور

اس بات کا بڑا دکھ ہوتا ہے۔ کیونکہ کچھ لوگوں کو تو یہ سہولتیں میسر ہیں۔ کہ وہ بیرون ملک جا کر اپنا علاج کرواسکیں۔ جب اندرون ملک لوگ دوائیوں کے لیے ترستے رہتے ہیں بلکہ لوگ ہسپتالوں میں داخلے کے لیے ترستے رہتے ہیں۔ اور پھر یہ جو دس روپے فی یومیہ کی فیس رکھی گئی ہے یہ غریب لوگوں کے بس سے ہی باہر ہے۔ جو لوگ کبھی ہسپتالوں میں جانے کے متعلق سوچتے تھے اب ہسپتالوں کا رخ ہی نہیں کرتے کیونکہ دس روپیہ یومیہ کی فیس ان لوگوں کے بس کی بات نہیں۔ چہ جائیکہ وہ وہاں جا کر دوائیاں خریدیں اور اپنا علاج کرواسکیں۔ جناب والا چڑیا گھر کے جانوروں کی خوراک کے لیے بھی لاکھوں روپے رکھے گئے ہیں۔ ہماری اطلاع تو یہ ہے کہ پرندوں اور جانوروں کی خوراک بھی لوگ ہی کھا جاتے ہیں۔ بلکہ ان کے لیے جو لاکھوں روپے رکھے گئے ہیں وہ ان پر مزید کس طرح سے خرچ ہوں گے۔ جناب والا۔ اب میں آخر میں یہ عرض کرتا چلوں کہ ہمیں ایسے بجٹ کی ضرورت ہے جو اعداد و شمار پر مشتمل نہ ہو، غیر پیداواری نہ ہو بلکہ بجٹ پیداواری ہونا چاہیئے۔ جس کے ذریعے ملک کے اندر تعمیر و ترقی کا کام ہو اور عوام کو تسکین پہنچے تاکہ اعداد و شمار کا مجموعہ یہاں ایوان میں پیش کر دیا جاتے۔ بلکہ یہ تأثر دیا جائے کہ ہم یہاں بہت کچھ کر رہے ہیں اس ضمنی بجٹ میں بھی 90% جو حصہ ہے وہ غیر پیداواری ہے اور اس میں سے صرف دس فیصد حصہ پیداواری اخراجات کے لیے ہے۔

جناب چیئرمین۔ میں فاضل ممبران سے درخواست کروں گا کہ وہ دوران اجلاس جناب وزیر اعلیٰ کے پاس تشریف نہ لائیں کیونکہ ہاؤس کی کارروائی میں خلل پڑتا ہے۔ اب میں دعوت دیتا ہوں بیگم بشریٰ رحمٰن صاحبہ کو کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار فرمائیں۔

بیگم بشریٰ رحمان۔ جناب والا میں آپ کی بے حد مشکور ہوں۔ کہ آپ کو میرا نام یاد تو آیا۔ کل کی بات ہے کہ تمام اراکین سے زبردستی کہہ کہہ کر تقریریں کروائی جا رہی تھیں۔ آج ہم انتظار میں بیٹھے رہے اور آپ ہمارا نام لینا ہی بھول گئے۔ اس مہربانی کے لیے میں مشکور ہوں۔ اب وقت کی قلت بھی مخل نظر ہے اور باتیں بے شمار رہ گئی ہیں۔ بہت سی ایسی باتیں بھی ہیں جو کرنے والی ہیں۔ لیکن میں اس بجٹ کے بارے میں ضمنی طور پر تھوڑی سی باتیں عرض کرنا چاہوں گی۔ اس پر سب سے پہلے مجھے ایک لطیفہ یاد آ رہا ہے کہ دو مردوں میں آپس میں بحث ہو رہی تھی۔ ایک کہہ رہا تھا کہ میری بیوی اچھی ہے، تیز ہے، ذہین ہے اور دوسرے نے کہا کہ بھائی میری بیوی تمہاری بیوی سے کہیں زیادہ تیز، ذہین اور فطین ہے۔ پہلے مرد نے پوچھ

کہ تمہاری بیوی میں کیا خوبی ہے تو اس نے کہا کہ میری بیوی نے میری 1990 تک کی تنخواہ اب ہی خرچ کر دی ہے۔ یہ مختصر سا خاکہ ہے بجٹ کے متعلق۔ کہتے ہیں کہ عورتیں ضمنی بجٹ یا گھر کا بجٹ بنانے میں تجاوز کرتی ہیں۔ لیکن اس میں صرف پردہ نشینوں کے ہی نہیں بلکہ کچھ خزانہ نشینوں کے بھی نام آتے ہیں۔

(فقرہ ہائے تحسین)۔

جناب والا صفحہ نمبر 2 پر جناب وزیر خزانہ کی تقریر کا چوتھا پیراگراف ہے۔ ان مطالبات زر میں سے ایک ارب ایک کروڑ 29 لاکھ 80 ہزار سات سو 40 روپے کا سب سے بڑا مطالبہ زر گندم کی خرید و فروخت کے متعلق ہے۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ اس کی بنیادی وجوہات یہ ہیں کہ گندم کی سرکاری قیمت خرید -/1750 روپے سے بڑھا کر -/2000 روپے فی ٹن کر دی گئی۔ گندم کی خریداری اور برداشت کے اخراجات ہماری قوت سے باہر ہوتے جا رہے ہیں۔ پچھلے سال تقریباً 33 فیصد اضافہ کیا گیا۔ اور اس سال -/547 روپے فی ٹن سے بڑھا کر -/631 روپے فی ٹن کر دیا گیا ہے۔ اس اضافی رقم کی انتہاء کہاں پر جا کر ختم ہوگی، یہ رقم کس کے کھاتے میں جائے گی اور کس کس کے ماتھے لگے ہوئے ہیں۔ میں اس معزز ایوان کی خدمت میں یہ تفصیل پیش کرنا چاہتی ہوں۔ کہ گندم کی خرید میں تو اضافہ کارِ خیر ہے۔ کیونکہ ہمارے جو کاشت کار بھائی ہیں ان کی بھی اس میں شب و روز کی محنت شاقہ لگی ہوتی ہے اگر گندم کی قیمت بڑھے گی تو کاشت کار کو بہتر معاوضہ ملے گا۔ چونکہ بچوں کو پالنے، کچہریاں تھانے بھگتانے اور شادی وغیرہ میں شریک ہونے کے لیئے ان کو خرچہ درکار ہے۔ اس کے علاوہ موسموں کی ستم ظریفی کا مقابلہ کرنے، اور وفاقی حکومت یا بینکوں کے قرضے کا سود ادا کرنے کے لیئے بھی روپیہ چاہیئے۔ میں بہت معذرت کے ساتھ عرض کروں گی کہ خنزیر کے گلے پر تین تکبیر شرعی چھری پھیر دینے سے وہ حلال نہیں ہو جاتا۔ سود کا صرف نام ہی بدلا ہے لیکن یہ لعنت اب پہلے سے دو تین فیصد زیادہ ہو گئی ہے آپ گندم کی خریداری اور اخراجات پر ذرا غور فرمائیں۔ -/1750 سے -/2000 روپے فی ٹن کی گندم کی خریداری پر -/631 روپے کا جرمانہ اللہ معافی اس ایوان کے معزز اراکین ذرا غور فرمائیں، کہ کوئی بھی کاروباری صاحب اگر اس ایوان میں کھڑے ہو کر بیان فرما دیں کہ وہ دو ہزار روپے کی جنس خرید پر -/631 روپے خرچ کر کے کوئی کاروبار کر سکتے ہیں۔ تو میں ان سے درخواست کروں گی کہ وہ کاروبار سے تائب ہو جائیں اور وہ ان ملازموں کو برخواست کر دیں۔ جو ان کو ایسے گوشوارے پیش کرتے ہیں۔ یہ وہی مد ہے جناب والا جس میں ہر سال کروڑوں

روپے کے سکینڈل ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ حال ہی میں گندم کا ایک بہت بڑا فراڈ انٹی کرپشن نے رجسٹر کیا ہے کیا وزیر موصوف نے اس کا کبھی مطالعہ فرمایا، اور کیا ان کے علم میں اس کی پراگرس رپورٹ ہے ؟ برداشت کا ایک ایسا ہی ناقابل برداشت اور ناقابل یقین کیس کچھ عرصہ پہلے حکومت کی گرفت میں آیا تھا۔ اس ٹھیکے کی تفصیلات کچھ اس طرح سے ہیں ۔ ریلوے کے ڈبوں سے گندم اتارنے کے لئے اتنے پیسے فی بوری وزن کرنے کے لئے اتنے پیسے فی بوری، اسے دوبارہ ریل کے ڈبے میں لادنے کے لئے اتنے پیسے فی بوری ؛ آپ خود ہی اس کا اندازہ لگائیں۔ کہ کون ایسا پاگل ہوگا۔ کہ جو پہلے بوریاں اتارے پھر تولے اور پھر ان کو لادے ۔ اس عمل بے عملی میں کتنی رقم اور کتنی جنس خرد برد ہوتی ہے اس کا جناب والا آپ اندازہ فرما سکتے ہیں۔ اہل کاران جو خریداری گندم پر مامور ہوتے ہیں ۔ انہوں نے ایک بڑا ہی آسان سا نسخہ تلاش کیا ہوتا ہے۔ کہ گندم تو وہ کہیں قریب سے ہی خریدتے ہیں۔ لیکن بار برداری ٹرکوں اور ٹرانسپورٹیشن کے لئے بہت دور کی جگہ بتاتے ہیں اس طرح کروڑوں روپے راہ حرام میں چلے جاتے ہیں۔ پھر جناب نے کبھی اندازہ فرمایا۔ کہ کتنی گندم بارشوں اور کترنے والے چوہوں کی نظر ہو جاتی ہے ۔ اگر آپ فرمائیں تو گندم کی ایسی خریداری سے متعلق اہلکاروں کی ایک تفصیلی رپورٹ میں جناب والا کی خدمت میں صرف چار ہفتوں کے اندر اندر پیش کر سکتی ہوں۔ وضاحت کے طور پر مثال پیش کرتی ہوں۔ کہ سرکاری انتظام میں کلیاں والی ایک ٹیکسٹائل مل جس کو حکومت پنجاب نے حال ہی میں فروخت کرنے کا فیصلہ کیا ہے ، سرکاری طور پر اس کا ہر سال کروڑوں روپے کا نقصان declare کیا گیا ہے۔ اب اگر کوئی پرائیویٹ آدمی کروڑوں روپے دے کر اسے خریدنا چاہتا ہے۔ تو وہ پاگل ہو سکتا ہے ، بیوقوف ہرگز نہیں ہو سکتا۔

جب ہم نے اس کی تفصیلات کے بارے میں پتا چلایا تو ہمیں معلوم ہوا ۔ یہ سیدھی سی بات ہے کہ کپاس کی قیمت خرید تو سرکاری رکھی۔ کاغذات میں اس کے مطابق چیک جاری کئے ۔ دینڈر کے کمیشن kick backs کی صورت میں وصول کر لیا۔ " نہ دین والا مُجھلے نہ لین والا مجھلے "

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب والا گندم کی خریداری کے بارے میں جو داستانیں زبان زد عام ہیں۔ ان کے لیے دفتر درکار ہیں ۔ لیکن میں یہ دیکھ رہی ہوں کہ آپ مجھے بار بار وقت کی کمی کا احساس

ضمنی میزانیہ پر عام بحث (جاری)

والا رہے ہیں۔ گندم کی خریداری کے متعلق مختصراً اہل کار یہ کہتے ہیں۔ کہ صرف ایک سیزن لگ جاتے تو پھر عمر بھر کے لیے کمائی کافی ہو جاتی ہے۔ یہاں پر پھر آپ کی اجازت سے ایک چھوٹا سا لطیفہ عرض کرنا چاہوں گی۔

جناب والا! ایک پاکستانی شہزادہ لندن تشریف لے گئے۔ لندن میں ان کو کلبوں میں اخبار بیچتی ہوئی ایک فرنگی دوشیزہ پسند آ گئی۔ تو انہوں نے اسے اپنا محرم بنایا اور پیرس سیر کروانے کے لیے لے گئے۔ پیرس میں جب وہ کسی فائیو سٹار ہوٹل میں بیٹھے تو کھانا کھانے کے بعد فرنگی دوشیزہ نے آہ بھر کر کہا کہ مجھے تو آئس کریم لندن کی فلاں گلی فلاں نکر اور فلاں دوکان کی پسند ہے تو پاکستانی شہزادے فرمانے لگے کہ یہ ایسی کون سی مشکل بات ہے۔ انہوں نے اسی وقت ایک جہاز بھیجا جو لندن کی اسی دکان سے فرمائش شدہ آئس کریم لے کر اس دوشیزہ کے لیے وہاں پہنچا۔

(قہقہہ)

جناب والا بعد میں پتا چلا کہ موصوف شہزادے نہیں بلکہ ان کے والد پاکستان میں گندم کے کسی سرکاری محکمے میں بیوپاری تھے۔ اور وہ ان کے اکلوتے فرزند تھے۔

جناب والا۔ آپ کے توسط سے میں اتنا عرض کرتی ہوں کہ اب تو جنرل سعید قادر صاحب ریٹائر ہو کر سنیٹر میں عہدہ جلیلہ پر فائز ہو گئے ہیں۔ انہی سے پوچھ لیا جائے۔ کہ کیا زیادہ مناسب نہ ہوگا کہ ہر منڈی اور قصبہ میں گندم کے سائبان بنائے جائیں۔ تاکہ چھوٹا بڑا جیسا بھی علاقہ ہو۔ اس کے مطابق اس پرائیویٹ سیکٹر کو امداد دی جائے۔ اور ان سے یہ گودام کرائے پر لیے جائیں۔ اگر اس ہاؤس کے منتخب شدہ سنیٹر سے رائے لینے پر کسی صاحب دل کو اعتراض ہو تو کسی اور صاحب رائے سے بہتر رائے حاصل کی جا سکتی ہے۔

آخر میں حضور والا یہ بھی عرض کروں گی کہ کسی نے کسی دانشور سے پوچھا کہ ہاتھی کیا ہوتا ہے۔ تو دانشور نے جواب دیا۔ کہ ہاتھی ایک چھوٹا سا چوہا تھا۔ جو سرکاری اہل کاروں کے incidental charges. کے اضافے کے ساتھ ساتھ ہاتھی بن گیا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

رانا پھول محمد خان۔ پوائنٹ آف انفارمیشن۔ جناب والا میں جنابہ محترمہ سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا۔ آپ کی وساطت سے کہ پاکستانی شہزادہ اور وہاں کی دوشیزہ کی تنہائی کی گفت گو ان تک کیسے پہنچ گئی۔ (قہقہہ)

بیگم بشریٰ رحمٰن۔ جناب والا۔ایک تو یہ ہے کہ رانا صاحب کو دوسروں کی تنہائی میں خلل انداز ہونے کی بڑی عادت ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ جب جہاز ایک حکم لیکر ایک ملک سے دوسرے میں جاتا ہے۔ تو پھر وہ جلوت بن جاتی ہے خلوت نہیں رہتی۔

تقریر کے صفحہ 4 پر پیرگراف 9 ہے۔جو انتظامی امور کے اخراجات کے بارے میں ہے۔اس میں ایک کروڑ ستر لاکھ باسٹھ ہزار پانچ سو تیس روپے رکھے گئے ہیں۔لیکن یہ اپنے ہی معاملات اور ذاتی امور ہیں۔اس بارے میں میں اب زیادہ وقت نہیں لینا چاہتی۔ اگرچہ میں ان اخراجات پر بات بھی کرنا چاہتی تھی۔مگر چونکہ بات اپنی ہے اس لیے میں صرف یہ کہہ کر ختم کرتی ہوں کہ ؎

نظر کا تیر جگر میں رہے تو اچھا ہے
یہ گھر کی بات ہے گھر میں رہے تو اچھا ہے

جناب سپیکر۔ چوہدری گل نواز خاں وڑائچ صاحب۔...... موجود نہیں ہیں۔ چوہدری اصغر علی صاحب۔

چوہدری اصغر علی گجر۔ شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا رحمٰن اور رحیم ہے۔

جناب سپیکر۔اس سے پیشتر بھی ضمنی بجٹ پر بہت سے مباحثے سنے جا چکے ہیں۔اور بہت سی مدلل قسم کی تقریریں بھی سنی جا چکی ہیں۔ لطیفے اور افسانے بھی سنے جا چکے ہیں۔اب کہنے کو تو کوئی بات باقی نظر نہیں آتی۔لیکن میں کوشش کروں گا کہ خود کچھ کہوں گا۔اور کسی کہی گئی بات کو دہراؤں نہیں۔

جناب والا میں اس بات پر جناب وزیر خزانہ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے ماضی کی نسبت موجودہ ضمنی بجٹ کو بہتر بنانے کی کوشش کی ہے۔میں اس بات سے بھی اتفاق کرتا ہوں کہ کسی بھی بجٹ کے زیادہ یا کم ہونے کی کوئی بات نہیں ہوتی۔اس بات پر مذمت نہیں کی جانی چاہیئے کہ یہ بجٹ زیادہ کیوں ہے یا کم کیوں نہیں۔میں کسی بجٹ کو اس کے اخراجات کی اور کارکردگی پر پرکھنا چاہتا ہوں۔اس کی خرچ کی کارکردگی جو نظر آئے۔اس کو اس کا معیار out put سمجھتا ہوں۔

ضمنی میزانیہ پر عام بحث (جاری)

جناب والا۔ میں چند ایک گزارشات کروں گا۔ سب سے پہلے میں پولیس کو لیتا ہوں۔ حکومت نے یا محکمہ خزانہ نے جو رقم پولیس پر خرچ کی ہے اسے حق حاصل ہے کہ وہ پولیس پر خرچ کرے۔ پولیس کو گاڑیاں، وائرلیس سیٹ اور جدید آلات لے کر دے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ اس خرچے کے بعد اس کا out put کیا ہے اور اس سے نتیجہ کیا برآمد ہوتا ہے۔ امن عامہ میں کس حد تک فائدہ ہوتا ہے۔ جرائم میں کس حد تک کمی ہوتی ہے۔ اگر اس کا out put کوئی نظر نہ آئے۔ اگر جرائم میں کمی نظر نہ آئے۔ اگر امن عامہ کی صورت حال میں بہتری واقع نہ ہو تو میں یہ سمجھتا ہوں۔ پولیس پر خرچ ہونے والا پیسہ ناجائز اور غلط ہے۔ میں موجودہ پولیس کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ ہمیشہ بجٹ میں اور ضمنی بجٹ میں بھی اس پر بے شمار پیسہ خرچ کیا جاتا ہے۔ لیکن اس کی کارکردگی کی طرف کوئی بھی توجہ نہیں دی جاتی اگر دیکھا جائے تو موجودہ پولیس جس پر اتنا پیسہ خرچ کیا جا رہا ہے۔ وہ ایک عرصہ سے قاری اشرف اور اسلم قریشی کے ملزموں کو ابھی تک گرفتار نہیں کر سکی۔ گرفتار کرنا تو در کنار بلکہ ان کا پتا تک نہیں چلا سکی۔ کیا یہ بات ہمارے لیے شرمناک نہیں ہے کہ پنجاب کا اتنا بڑا ادارہ صرف دو اشخاص کے قاتلوں کو یا اغوا کنندگان کو گرفتار کرنے میں ناکام رہا ہے۔

جناب والا جہاں ہم ایک ادارے پر اتنی رقوم خرچ کرتے ہیں۔ ان کو بے شمار مراعات دیتے ہیں۔ وہاں ہمارے لیے ضروری ہے کہ پیسہ خرچ کرتے وقت یا ان کو مراعات دیتے وقت ان کی کارکردگی پر کڑی نظر رکھیں اور ان کو بتانا چاہیے کہ آپ پر اتنا روپیہ صرف کیا جا رہا ہے اور آپ کو اس قدر مراعات دی جا رہی ہیں۔ اس کے باوجود آپ کے فرائض کا کیا حال ہے؟ آپ کی کارکردگی کیا ہے؟ آپ کو اپنی کارکردگی بہتر سے بہتر بنانی ہوگی۔

جناب والا اس کے ساتھ ہی میں ٹرانسپورٹ کے متعلق بھی عرض کروں گا۔ وزیر موصوف نے میری طرف دیکھ کر گردن ہلائی ہے۔ مجھے یوں محسوس ہو رہا ہے کہ وہ بڑی دلچسپی لے رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ بلکہ میں اپنے ایک ممبر ساتھی کی بات بھی عرض کرتا چلوں۔ جو کہ اب ہمارے مشیر بھی ہیں۔ اور پنجاب کے سب سے بڑے ٹرانسپورٹر بھی ہیں۔ انہوں نے ایک دفعہ ہمیں بتایا۔ کہ جب ہم نے ٹرانسپورٹ کا کام شروع کیا۔ تو ہم نے صرف دو گاڑیوں سے یہ کام شروع کیا۔ لیکن اب خدا کے فضل و کرم سے ہم پنجاب کے سب سے بڑے ٹرانسپورٹر ہیں۔ فی الواقعی یہ بات بالکل درست ہے ہم نے کروڑوں روپیہ اس وقت تک ٹرانسپورٹ پر خرچ کیا ہے آئے دن جو نتیجہ آتا ہے وہ منفی ہوتا ہے۔ ہزاروں نہیں لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں کا ہمیں خسارہ برداشت کرنا پڑتا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہو سکتی

ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہم خرچ کرتے وقت یہ نہیں سوچتے کہ ہم کتنا پیسہ خرچ کر رہے ہیں۔ اور بلادریغ خرچ کرتے چلے جاتے ہیں۔ ہمیں ان کی کارکردگی کے متعلق بھی سوچنا چاہیئے کیونکہ ہم یہ دیکھنے کی تکلیف گوارہ ہی نہیں کرتے اور یہ دیکھیں کہ ان کی کارکردگی میں کتنا فرق آگیا ہے۔ میں ریکارڈ کی بھی بات کرتا ہوں کہ وزیر موصوف اگر دیکھیں تو دو اسٹیشن ایسے ہیں۔ جن کو اس وقت کی حکومت نے اس وقت کی یونین کے حوالے کر دیئے تھے۔ اور یہ ریکارڈ میں ہے کہ ان اسٹیشنوں کی آمدنی نے خسارہ کو پورا کر دیا تھا۔ اور جب خسارہ پورا ہو گیا تھا تو حکومت یا افسران بالا یا ذمہ دار لوگوں کو چاہیئے تو یہ تھا۔ کہ جس طریقے سے خسارہ پورا ہوا ہے۔ اس کو مزید develop کیا جاتا۔ اس کو آگے لے جاتا۔ لیکن ہوا یہ کہ جس سسٹم کے تحت وہ خسارہ پورا ہوا اس کو بھی ختم کر دیا گیا۔ وہی چال بے ڈھنگی جو پہلے تھی سو اب بھی ہے۔ پھر اسی طرح سے اس نظام کو بحال کر دیا گیا۔ میں جناب سپیکر کی وساطت سے قائد ایوان تک یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں۔ کہ مجھے اس بات پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جیسا کہ فاضل دوستوں نے وزراء، مشیروں اور پارلیمانی سیکرٹریوں کی تعداد پر اعتراض کیا۔ میں کہتا ہوں۔ کہ کیوں نہ اس سے بھی بڑی تعداد ہو؟ ہمیں دیکھنا صرف یہ ہے کہ ہمارے وزراء، مشیروں اور پارلیمانی سیکرٹریوں کی کارکردگی کس حد تک بہتر ہوئی ہے۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ماسوائے چند وزراء کے باقی تمام وزراء بے چارے بے اختیار ہیں۔ مسائل کو حل کرنے سے قاصر ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) میں جناب سپیکر کی وساطت سے قائد ایوان تک صرف یہ بات پہنچاتا ہوں ....

چوہدری گل نواز خان وڑائچ ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب یہ ہماری پارٹی کے تمام وزراء کی بے عزتی ہے۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ ہمارے تمام وزراء کو پورے اختیارات حاصل ہیں۔ اور وزیر اعلیٰ صاحب نے انہیں پورے اختیارات دے رکھے ہیں۔ لہذا وہ اپنے الفاظ واپس لیں۔ کیونکہ یہ کہنا پارٹی کی بے عزتی ہے کہ وزراء سے اختیارات چھین لیئے گئے ہیں۔ ہم ممبران اپنے وزراء سے روزانہ کام لیتے ہیں۔ چاہے وہ اپوزیشن میں ہوں چاہے ان کے ساتھ ہوں۔ ان کے پاس اختیار ہے۔ وہ کرتے ہیں، کام کرتے ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے تمام اختیارات وزراء صاحبان کو تفویض کر رکھے ہیں۔ اور باقاعدہ اصول کے تحت دے رکھے ہیں۔ بلکہ یہ تو وزراء اور چیف منسٹر صاحب کی بے عزتی ہے۔ عوام کیا کہے گی کہ وزیر اعلیٰ صاحب نے سب اختیارات اپنے پاس رکھے ہوئے ہیں۔ اس لیے میں آپ سے استدعا کروں گا۔ کہ وہ یہ الفاظ واپس لیں اور یہ الفاظ کارروائی سے بھی حذف کئے جائیں۔

جناب سپیکر۔ آپ تشریف رکھیں۔ یہ بات Procedural Matter کے بارے میں نہیں ہے۔ اس لیے یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ (نعرہ ہائے تحسین) چوہدری اصغر علی صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

چوہدری اصغر علی گجر۔ چونکہ میرے دوست نے یہ بات کی ہے۔ اس لیے مجھے بڑی خوشی محسوس ہو رہی ہے اور میرے علم میں بھی یہ بات اضافے کے طور پر آئی ہے۔ کہ تمام وزراء واقعی با اختیار ہیں۔ میں آج سے انشاء اللہ ایسا ہی سمجھوں گا۔ کہ واقعی وہ بااختیار ہیں۔ بہرحال میرے علم میں یہ بات نہ تھی کہ ماسوائے چند وزراء کے باقی با اختیار ہیں۔ بلکہ یہ ممبر جو یہ کہتے ہیں کہ یہ ہماری پارٹی کی بات ہے، اور ہماری پارٹی کی بے عزتی ہے۔ اس کے باوجود انہیں کی طرف سے تحریک استحقاق پیش کی جاتی ہے۔ ابھی ابھی ملتان کے تصدق کے خلاف تحریک آئی ہے۔ کبھی کسی افسر کے خلاف آتی ہے اور کبھی کسی سیکرٹری کے خلاف آتی ہے تو اس سے یہ بات بھی ظاہر ہوتی ہے کہ آپ کے پاس اختیارات نہیں ہیں۔ اور آپ کی بات بیوروکریٹس نہیں مانتے۔ اگر وہ مانتے ہیں تو خدارا کہئے۔ میں تو کہتا ہوں کہ یہ اچھی بات ہے کہ لوگوں کے مسائل حل ہوں۔ اگر ایسی بات ہے تو اپنے وزراء ہیں اور ان کے پاس محکمے ہیں۔ کیا وہ مجھے بتا سکتے ہیں کہ کوئی باقاعدگی کسی ڈائریکٹر کے خلاف یا کسی منیجر کے خلاف یا کسی پٹواری کے خلاف یا کسی تحصیل دار کے خلاف ان کے نوٹس میں لائی گئی اور انہوں نے کوئی ایکشن لیا ہو؟ کیا وہ سب صالح ہیں؟ کیا ان میں سے کوئی آدمی برا نہیں ہے۔ نہیں، ہرگز نہیں۔ ان میں ضرور برے آدمی ہیں۔ لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہ بے چارے ایکشن لینے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ خدا کرے کہ ایسا ہو تاکہ ملک کے مسائل حل ہوں، پنجاب کے مسائل حل ہوں، ہمارے مسائل حل ہوں۔ میں تو صرف ایک حقیقت بتا رہا ہوں۔ اور اگر میری بات غلط ہے تو اس کی تردید کریں۔

وزیر مال (اسرار محمد عارف نکئی): پوائنٹ آف آرڈر۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ کوئی ایسی مثال دیں۔ کہ جہاں کوئی بے قاعدگی ہوئی ہو اور ایکشن لیا گیا ہو تو میں انہیں بتاتا ہوں۔ کہ میں نے ریکوری آفیسر معطل کئے ہیں اور ٹرانسفر بھی کئے ہیں۔ اسی طرح جہاں بھی میں جاتا ہوں پٹواریوں کے خلاف شکایات سنتا ہوں۔ اور اگر الزام درست ہو تو اسی وقت معطل بھی کرتا ہوں اور ایکشن بھی لیتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا، میں چوہدری صاحب کی اطلاع کے لیے یہ عرض کر

دوں۔ کہ وزیر مال صاحب نے ایک تحصیل دار گورایہ کو بھی معطل کیا ہے۔ اور وہ اس لیئے کہ اس نے واپڈا کا آٹھ کروڑ روپے کا غبن پکڑ لیا تھا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر مال۔ میں چیلنج کرتا ہوں کہ اگر وہ یہ بات ثابت کریں تو میں مستعفی ہو جاؤں گا۔

چوہدری محمد اصغر گجر۔ یہ بڑا اچھا انکشاف ہے کہ غبن پکڑا گیا۔ شکر ہے۔ آٹھ کروڑ کا غبن پکڑا تو گیا۔ ورنہ یہاں تو غبن پکڑا ہی نہیں جاتا۔ بہرحال، میں شکریئے کے ساتھ اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جناب سید محمد عظیم شاہ صاحب

سید محمد عظیم شاہ بخاری۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم

جناب سپیکر۔ ضمنی بجٹ مالی سال 1985-86ء جو وزیر خزانہ صاحب نے ایوان میں پیش کیا ہے، وہ کافی حد تک درست ہے۔ میں صرف دو تین آئٹمز پر اظہار خیال کرنا چاہتا ہوں۔ عرض یہ ہے کہ یہ درست ہے کہ بجٹ ہمیشہ تخمینہ اندازی کے لحاظ سے ترتیب دیا جاتا ہے اور کچھ عرصے کے بعد ناگزیر حالات اور ضرورت کے تابع اخراجات بڑھ جاتے ہیں۔ مگر اس کی کوئی حد ہوتی ہے۔ اس ضمنی بجٹ میں مطالبہ زر تین ارب اکہتر کروڑ سات لاکھ پچیس ہزار چار سو ستر روپے کا دکھایا گیا ہے جو حد بیشی سے تجاوز کر چکا ہے تو اس کے متعلق میں ارباب اختیار کی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ آئندہ ایسی احتیاط برتیں کہ اخراجات حد بیشی سے تجاوز نہ کریں۔ دوسری آئیٹم یہ ہے کہ زرعی ترقیاتی کارپوریشن کو کھاد اور بیج خرید کرنے کے لیئے اڑتیس کروڑ، ستاسی لاکھ چوہتر ہزار روپے دیئے گئے ہیں۔ لیکن عملی طور پر کھاد اور بیج کی فراہمی بلحاظ ضرورت کاشتکاروں کو نہیں ہو رہی۔ کاشتکار کو وقت پر نہ کھاد ملتی ہے اور نہ صحیح بیج ملتا ہے بلکہ اس وقت 160 روپے فی بوری کے حساب سے کھاد کاشت کار بلیک مارکیٹ سے خرید کر رہے ہیں۔ اگر اتنی کثیر رقم دینے کے باوجود محکمہ صحیح کھاد اور بیج کا انتظام کاشت کار کی ضرورت کے مطابق نہ کر سکے تو یہ بہت دکھ کی بات ہے کہ زمیندار اور کاشتکار کو اتنی بھی سہولت نہیں دی جا رہی جس سے کہ اس کی ضرورت پوری ہو سکے۔ اس کے بعد میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سیڈ کارپوریشن کو بھی اچھا بیج خرید کرنے کے لیے کثیر رقم دی جاتی ہے۔ لیکن سیڈ کارپوریشن نے اچھا بیج اس مقدار میں مہیا نہیں کیا جس سے کاشت کاروں کی ضرورت پوری ہو سکے۔ اس کے متعلق میں عرض کروں گا کہ اس ڈیپارٹمنٹ کو متنبہ کیا جائے کہ وہ اچھا

ضمنی میزانیہ پر عام بحث (جاری)

بیج خرید کر کے کاشتکاروں کو مہیا کرے۔ ایک اور آئیٹم ہے جس کے تحت میلہ مویشیاں کے انعقاد پر ایک کروڑ 82 لاکھ 79 ہزار 760 روپے خرچ کئے گئے ہیں۔ یہ خرچ بلاجواز کیا گیا ہے۔ اتنی کثیر رقم کو اگر تفریحی پروگراموں پر خرچ کرنے کی بجائے دیہی علاقوں کی ترقی rural areas development پر خرچ کیا جاتا تو یہ اس سے زیادہ سود مند ہوتا۔ کیونکہ ہمارے ملکی وسائل اس چیز کی اجازت نہیں دیتے کہ ہم تفریحی پروگرام پر اتنا روپیہ خرچ کریں۔ جس کو ہمارا خزانہ برداشت نہ کر سکے۔ لہذا میں اس کے متعلق عرض کروں گا کہ آئندہ کے لیے ارباب اقتدار اتنی کثیر رقم خرچ کرنے سے اجتناب کریں۔

جناب سپیکر۔ چوہدری فضل حسین راہی۔

چوہدری فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر مجھے پنجابی میں تقریر کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر۔ اجازت ہے۔

چوہدری فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر۔ شکریہ۔ کجھ آفتاں ہوندیاں نیں۔ کجھ ناگہانی قسم دیاں آفتاں ہوندیاں نیں۔ کجھ آسماناں توں آفتاں اتردیاں نیں۔ کجھ زمیناں تے آفتاں پیدا ہوندیاں نے جیویں بارشاں آجندیاں نے یا طوفان آجاندے نیں۔ جدوں کوئی سیلاب آجاوے تے اوہ ساریاں نوں روڑھ کے لے جاندا اے تے سب کجھ تباہ برباد کر جاندا اے۔ اسیطرح جدوں فصلاں اگدیاں نیں تے اناں تے ٹڈی دل دا حملہ ہوندا ایہہ۔ او فصلاں نوں تباہ برباد کر دیندا اے۔ اسی قسم دی آفت اج کل ساڈے پنجاب تے دی آئی ہوئی آ۔ جس طرح ٹڈی دل فصلاں نوں تباہ کر جاندا اے ایسے تراں ساڈے پنجاب دے بجٹ نوں وزیر تے مشیر چمٹی جاندے نیں۔ اینیں وزیر پیدا ہو گئے آ۔ اینیں وزیر مشیر پارلیمانی سیکرٹری زیادہ کیتے گئے نیں۔ کہ پنجاب دے بجٹ نوں دیمک دنگر جٹی تے تباہ و برباد کری جاندے نیں۔ میں ایہہ چاناں کہ اسی سارے رل کے ایس وزیر دل نوں اڑائیے تے پنجاب نوں بچائیے۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ۔ میں جناب راہی صاحب کی خدمت میں یہ عرض کروں گا۔ کہ وہ پارلیمانی لفظ اپنی تقریر میں استعمال کریں۔ اور ہتک آمیز الفاظ استعمال کرنے سے گریز کریں۔ اور ان کو فوری طور پر واپس لئے جائیں۔

چوہدری فضل حسین راہی۔ چیمہ صاحب میںوں کوئی ہتک آمیز لفظ کڈ کے دکھاؤ۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ۔ میرا خیال تھا کہ عقلمند کو اشارہ ہی کافی ہے۔ اور اہیں پاس

کی وضاحت نہیں کرنی چاہیئے تھی۔ انہوں نے لفظ" چاٹنے کا،، بولا ہے ۔ تو کیا یہ پنجابی زبان بولنے میں ماہر ہیں ۔ اور کیا ان کو اصولی طور پر یہ لفظ زیب دیتا ہے ۔

جناب سپیکر ۔ کون سا لفظ

چوہدری محمد اعظم چیمہ ۔ ~~چاٹ رہے ہیں۔~~

چوہدری فضل حسین راہی ۔ ~~جناب سپیکر!~~ میں نے یہ کہا تھا کہ دیمک کی طرح چاٹ رہے ہیں ۔ یہ لفظ غیر پارلیمانی کبھی بھی نہیں ہو سکتا ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر ذاتی وضاحت ۔ جناب انڈیا میں ویٹ لفٹر کو درشنی پہلوان کہتے ہیں ۔ اب اگر چاٹنے کا لفظ پنجابی میں صحیح ہے تو یہ غیر پارلیمانی الفاظ نہیں ہے ۔ اسی لیے اعظم چیمہ صاحب کو اعتراض نہیں کرنا چاہیئے ۔

چوہدری فضل حسین راہی ۔ جدوں بجٹ بنایا جاندا اے ۔ بجٹ بنان والے لوگ جس صوبے واسطے بجٹ بنا رہے آں اتھے وسن والی آبادی جیہڑی اے اودے مسائل دا جائزہ لیندے آں ۔ انہاں دے بارہ غور کردے آ ۔ اور اودی ایسی منصوبہ بندی کردے آں کہ آبادی دے مسئلے حل ہو جاون تے حکومت مضبوط ہووے اور لوکاں دیاں توقعات اپنے لیڈراں دے کول پوریاں ہوون ۔ ایس سارے عمل دے وچ بنیادی چیز اے آ کہ جس حکمران نے حکومت کرنی ہووے ۔ اودا اے فرض ہے کہ اپنی عوام نوں روٹی مہیا کرے ۔ او اپنی عوام نوں کپڑا مہیا کرے ۔ او اپنی عوام نوں مکان مہیا کرے ۔ او اوتھوں دے وسن والے لوکاں دے بچیاں نوں تعلیم مہیا کرے ۔ او تے روزگار مہیا کرے ۔ علاج معالجے دیاں سہولتاں مہیا کرے ۔ تے انہاں سارے مسئلیاں نوں حل کرن واسطے بجٹ بنایا جاندا اے ۔ بجٹ دی منصوبہ بندی ایس طرح کیتی جاندی ایہہ کہ تعلیم دے مسئلے بھی حل ہو جان ، صحت دے مسئلے بھی حل ہو جان ۔ لوکاں دا روٹی دا مسئلہ وی حل ہووے ۔ لوکاں دے روزگار دے مسئلے بھی حل ہوون ۔ تاں جا کے بہتر بجٹ کہا جا سکدا اے ۔ جناب سپیکر! میں اینوں ایس طرح دیکھاں گا کہ اگر اے بجٹ محنت کشاں واسطے بجٹ آ ۔ اگر بجٹ پنجاب دے مزدوراں واسطے بجٹ اے ۔ اگر اے پنجاب دے وچ وسن والے غریب لوکاں دا بجٹ اے تے انہاں دے مسئلے حل کردا دی نظر آناں ۔ چاہیدا اے اودے اندر نوکر شاہی تفصیل نہیں ہونی چاہیئے دی ۔ اودے اندر اے نہیں ہوناں چاہی دا کہ کنیاں کاراں تے کناں خرچہ ہو گیا

ضمنی میزانیہ پر عام بحث (جاری)

جس دی بحث دے وچ پرووژن نہیں ہوئی او چیزاں بجٹ دے وچ رکھ کے ساڈی رقم نوں اسطرح بالکل غیر قانونی طریقے دے نال اپنی جیباں دے وچ منتقل کیتا جاندا اے یا اپنے منظور نظر لوکاں دیاں جیباں دے وچ منتقل کیتا جاندا اے۔ جناب سپیکر ساڈا ایہہ مسئلہ اے کہ اسی ایہدے اتے غور کر سکئے۔ ساڈے وزیر خزانہ صاحب ایس قسم دا بجٹ پیش کر سکن جیدے نال مہنگائی گھٹ جائے جیدے نال لوکاں دی قوت خرید دے وچ اضافہ ہووے۔ پر انہاں نے بجائے مہنگائی گھٹان دے مہنگائی ہور ودھائی اے۔ ضمنی بجٹ جیڑے وقتاً فوقتاً پیش ہوندے رہندے نیں۔ ایہہ اسمبلی دے علم وچ لیاندے بغیر قیمتاں ودھاندے رہندے نیں۔ اے دی لوکاں دے اتے اثر انداز ہوندا آ۔ اودے نال جناب سپیکر لوکاں دے مسئلے ودھیک پیدا ہوندے نیں۔ ایس بجٹ نوں اودس ویلے اسی مزدوراں دا بجٹ کہہ سکدے ہاں جس ویلے مزدور دی تنخواہ انی کر دیتی جاوے کہ جیدے نال انہاں دے گھر دے خرچ چلن۔ آج کلرکاں نیں مسئلہ پیدا کیتا ہویا اے۔ صرف ایس کر کے کہ اپنے بچیاں نوں روٹی دینا چاہندے اں بڑے بڑے لوک ہوندے جیڑے با ضمیر طریقے دے نال جائز طریقے دے نال اپنی زندگی بسر کرنا چاہندے نیں اوتہیہ کر لیندے نیں کہ اساں کوئی بے ایمانی نہیں کرنی۔ کوئی منافقت تے کوئی زیادتی نہیں کرنی۔ تے اس انداز نال اپنی زندگی چلاناں چاہندے آں۔ اس قسم دے لوکاں دی آسانیاں بنان واسطے بجٹ بنائے جاندے ہاں۔ میں اے کہنا اسی اسلامی معیار مقرر کر دیئے۔ اسی اے طے کر دیئے کہ ایس ملک دے وچ وسن والے مزدور دی تنخواہ کلرک دی تنخواہ جیڑی اے اوہ ایک تولہ سونے دے برابر ہووے۔ ایہہ اجرت دا اسلامی معیار اے۔ اگر اسی ایک تولہ سونے دے برابر ہر گھر دے وچ تنخواہ پہنچا دیئے تے فیر ہر گھر دے مسئلے حل ہو سکدے آں۔ جناب سپیکر! میں ایہہ جاناں جیڑے لوگ اچھے اقدامات کرن دے حامی آں انہاں دی حمایت ہونی چاہیدی اے۔ جیڑے لوک ایس ملک دے اندر رہ کر قانون دی بالادستی چاہن آئین دی بالادستی چاہن انہاں دی حمایت ہونی چاہیدی اے نہ کہ انہاں لوکاں دے خلاف ایسطرح دے فیصلے ہون جے فخر امام ریفرنس نوں قانونی تے آئینی طریقے نال چیف الیکشن کمیشن نوں بھیجدا اے تے اوہنوں لاہن دا فیصلہ نہیں آناں چاہیدا۔

ملک طیبہ خان اعوان۔ جناب والا جناب نے راہی صاحب نوں بجٹ تے بحث واسطے اجازت دیتی اے نہ کہ فخر امام دے لئے بحث کرن دی اجازت دیتی آ۔ اگر انہاں نوں فخر امام تے بحث کرن دا شوق ہے تے قومی اسمبلی تشریف لے جاون اوتھے جا کر بحث کرن۔

جناب سپیکر ۔ پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے ۔ راہی صاحب آپ اپنے آپ کو اپنے موضوع سے وابستہ رکھیں ۔ اور اپنے موضوع کے مطابق بات کریں ۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب والا میں راہی صاحب نوں عرض کراں گا کہ اوہ پنجابی دی بے عزتی نہ کرن ۔ روٹی نوں پنجابی دے وچ ٹکڑ آکھدے نیں ۔ اور معاملات جیڑے نیں ایہہ کھڑپ دے دیندے نیں ۔ ایس واسطے لفظ صحیح کر لینا چاہئیے

جناب فضل حسین راہی ۔ بیانے بندے تے روٹی ٹکڑ کہندے نیں کلا ٹکڑ نہیں کہندے ۔ جناب سپیکر ! میں ایمان داری نال ایہہ گل سمجھدا داں کہ ساڈے جیہڑے کلرک نیں جنہاں نے اج ساڈی ایڈمنسٹریشن واسطے مسئلہ پیدا کیتا ہویا اے اگر اسیں اوہنوں انسانی پہلواں دی نظر نال ویکھدے تے انہاں نے جس دن ایہہ مسئلہ شروع کیتا سی اوسے دن اسیں اوہنوں حل کرن واسطے کوئی کمیٹی بناندے یا کجھ لوکاں نوں با اختیار کر کے اوہناں دے نال بٹھا کے انہاں دا مسئلہ حل کر دیندے تے شاید ایجی ٹیشن دا ایہہ سلسلہ نہ ہوندا ۔ پر روّیہ اپنا لیا گیا حکومتی سطح تے کہ جنی دیر تک بھن توڑ نہ ہووے ۔ جنی دیر تک لاٹھاں نہ ٹٹن ۔ اگاں نہ لگن ۔ انہاں دی گلاں لتے کن ای نہ دھرے جان گے ۔ جناب سپیکر ۔ اسیں کسے دی ایجی ٹیشن دی حمایت نہیں کردے ۔ ایس کر کے اگر حکومت جیہڑی اے اوس ایجی ٹیشن دے رستے نوں بند کر سکدی ہووے تاں اوہنوں بند کر دینا چاہی دا اے ۔ لیکن حکومت ایجی ٹیشن دے رستیاں نوں اس طرح بند نہیں کردی کہ پہلے ڈاکٹراں نوں چکر دے دتا ۔ پھر نرساں نوں چکر دے دتا ۔ ایڈہاک لیکچراراں نوں چکر دے دتا ۔ تے ہن کلرکاں نوں چکر ....

ملک طیب خان اعوان ۔ جناب والا ۔ بات تو وہیں کی وہیں ہے جہاں سے چلی ہے ۔ بجٹ کی بات کہیں بھی نہیں ہے ۔ کبھی تو نرسوں کی بات ہے ، کبھی کلرکوں کی بات ہے ، کبھی فخر امام کی بات ہے ۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا کہ بجٹ پر بحث ہو رہی ہے یا ڈاکٹروں پر ہو رہی ہے یا نرسوں پر ہو رہی ہے یا کلرکوں پر بحث ہو رہی ہے

چوہدری فضل حسین راہی ۔ جناب والا ۔ یہ بجٹ پر جنرل ڈیبیٹ ہے ۔

جناب سپیکر ۔ بجٹ تقریر میں ڈاکٹروں کی بات کی جا سکتی ہے ۔

چوہدری فضل حسین راہی ۔ جناب سپیکر ! میں اپنے فاضل ممبر نوں ایہہ دساں چاہواں گا ۔ کہ اگر اسیں جیلاں دے اتے ایس مختص شدہ رقم دے بارے گل کردے آں تے پھر اسیں

ضمنی میزانیہ پر عام بحث (جاری)

قیدیاں دے اتے وی گل کر سکدے آں۔ ایسیں حوالاتیاں دے اتے وی گل کر سکدے آں۔ ایس کر کے کہ جیلاں دا جیہڑا بجٹ ہوندا اے اوہ حوالاتیاں تے قیدیاں واسطے دی ہوندا اے۔ انہاں نوں بہتر طور تے رکھن واسطے ہوندا اے۔ انہاں نوں سہولتاں دین واسطے ہوندا اے۔ جیلاں دا بجٹ ایس واسطے نئیں ہوندا کہ سیاسی قیدیاں دے پیراں وچ بیڑیاں پا دیو۔ انہاں نوں بیڑیاں پا کے موت دے سیلاں وچ بند کر دیو۔ ڈیتھ سیل وچ بند کر دیو تے مڑ کے اوہنوں بھل ای جاؤ کہ ساڈی جیل دے اندر کوئی بندہ وی آیا سی۔ ساڈیاں جیلاں دے اندر ایہہ ہو رہیا اے۔ کہ جیہڑا بندہ جیل دے اندر جائز گل کردا اے۔ اپنے حق دی گل کردا اے اوہنوں پھڑ کے Punishment cell دے اندر بند کر دیندے نیں۔ اوہنوں ادھے ادھے گھنٹے واسطے دھپ تک نئیں لگن دیندے۔ تے اوہنوں مجبور کیتا جاندا اے کہ اوہ ذلت آمیز زندگی بسر کرے۔ ساڈے اپنے ملک دے وچ میرے اپنے صوبے پنجاب دے اندر بڑے لوگ ہین۔ میرے اپنے شہر دا اک صوفی امین اے۔ ایہہ میرے علاقے تے میرے شہر دا بندہ اے۔ ایڈا جوان آدمی سی۔ ایڈا قد آور آدمی سی۔ اوہنوں جدوں جیل وچ سٹیا گیا تو اوہ بیمار ہو گیا۔ شوگر دا مریض ہو گیا۔ اوہ ٹی بی دا مریض ہو گیا۔ اوہنوں ساریاں بیماریاں لگ گیاں۔ اوہنوں اج تک دوائی نہیں دیتی گئی۔ میڈیکل بورڈ ایہہ سفارش کردا اے کہ صوفی امین نوں تسیں چھڈ دیو۔ ایہنوں ہسپتال وچ داخل کرو۔ بجٹ جیہڑا جیل نوں سپلائی کیتا جاندا اے اوہدے وچوں صوفی امین نوں دوائی تک نئیں دیتی جاندی۔ ایہدے وچوں پرویز اقبال نوں دوائی نئیں دیتی جاندی۔ ایہدے وچوں عطا محمد نوں دوائی نئیں دتی جاندی۔ اوہدے وچوں رفیع ملک نوں دوائی نئیں دتی جاندی۔ جیہڑا بجٹ تسیں جیلاں نوں دیندے جے۔ تے اوہ سارا سپرنٹنڈنٹ جیل مل کے کھا جاندا اے۔ اوہ آئی جی رل کے کھا جاندا اے۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ رل کے کھا جاندا اے۔ ایتھے جیہڑے عملے دے لوگ کم کردے نیں اوہ کھا جاندے نیں لوکاں دی بھلائی واسطے ساڈے مختص کیتے ہوئے پیسے استعمال ہی نئیں ہوندے۔ میں ایہہ کہناں کہ جے تساں اوہناں لوکاں نوں جیل وچ رکھناں چاہندے او تاں اوہناں نوں بنیادی سہولتاں فراہم کرو جیہڑیاں جیل مینوئل وچ ہین۔ صوفی امین نوں دوائی دینی چاہی دی اے۔ میں ایمانداری نال ایہہ گل کہناں واں کہ جے صوفی امین جیل دے اندر مر گیا تے فیصل آباد دے وچ ایسے مظاہرے ہون گے کہ جیہڑے حکومت نوں روکنے مشکل ہو جان گے۔ ایس کر کے کہ ساڈے فیصل آباد دے لوک جیہڑے نیں اوہ جواناں نوں پسند کردے نیں۔ انہاں دے

پچھے ٹُرکے اپنے مسئلیاں نوں حل کر دے نیں۔ میں ایہہ چاہندا ہاں کہ جیہڑے انسان نوں تسیں جس سطح تے رکھدے او۔ اوہنوں کم از کم انسانی بنیاداں تے رکھو۔ اوہدیاں جیہڑیاں طے شدہ پالیسیاں یا اصول نیں اوہدے مطابق رکھو۔ ایس طرح نہ رکھو کہ جیہو ہی دل کرے۔ جس دے ہتھ لاٹھی اوس دی بھینس۔ انج ای نال لا کے ٹور ی جاؤ۔ جناب سپیکر۔ میں ایہہ چاہندا ہاں کہ اسیں اپنے مزدوراں دے کساناں دے، چھوٹے طبقیاں دے تے غریب لوکاں دے فلاح و بہبود واسطے کم کریئے۔ اگر اسیں اس ملک دے اندر، اپنے صوبے دے اندر منصوبہ بندی نال غربت نوں ختم نہیں کر سکدے تاں اسیں بیماریاں نہیں گھٹا سکدے تے پھر ایڈے وڈے اکٹھ دا فائدہ کوئی نہیں۔ اسیں جدوں ایہہ دسدے آں کہ تسیں جناب ایہناں چیزاں دی ایس طرح منصوبہ بندی کرو تے ساڈوں ایہہ کیہا جاندا اے کہ ایہہ سیاسی پہلو تے مخالفت کر رہے نیں۔ حالانکہ ساڈا ایہہ مقصد نہیں۔ اسیں جیہڑیاں وی گلاں کر دے آں سچیاں کر دے آں تے اوہ تہاڈی بہتری واسطے ہین۔ اگر حکومت ایہناں تے عمل کرے تے ساکھ ایہناں دی بنی اے۔ ساڈی تے صرف ایہہ ہونی اے کہ ایہناں لوکاں نے کیہا سی۔ ایہناں لوکاں تے کہن تے کوئی ہل جل ہوئی۔ جناب میں تہاڈا بڑا مشکور ہاں۔ باقی گلاں انشاءاللہ تعالیٰ اگلے بجٹ تے ہونگیاں۔ تہاڈا بہت شکریہ کہ تساں ہینوں ٹائم دتا۔

جناب سپیکر۔ جناب مخدوم صاحب! آپ اپنی تقریر کو wind up کرنے کے لیے کتنا وقت لیں گے؟

وزیر خزانہ۔ جناب والا۔ میں اپنی تقریر کوئی پانچ دس منٹ میں ختم کر دوں گا۔

جناب سپیکر۔ ٹھیک ہے۔ جناب چوہدری خادم حسین۔

چوہدری خادم حسین۔ جناب سپیکر۔ بجٹ پر کل بھی عام بحث ہوئی۔ آج بھی صبح سے جاری ہے۔ اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ حزب اقتدار تو یہی کہتا ہے کہ بجٹ بہت اچھا ہے۔ لیکن جو اراکین اپوزیشن میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں۔ کہ یہ بجٹ اچھا نہیں ہے۔ دیکھنا صرف یہ ہے۔ کہ کسی چیز کے اچھا یا برا ہونے کے لیے کچھ نہ کچھ ثابت کرنا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر تعلیم کو سب سے زیادہ زیر بحث لایا گیا ہے کہ یہ ہمارے ملک اور عوام کی بنیادی ضرورت ہے اگر ہم نے تعلیم سے صحیح طرح فائدہ اٹھایا۔ تو قوم کی تقدیر بن جائے گی۔ ضمنی بجٹ اس لیے پیش کیا جاتا ہے کہ کسی مد میں ضرورت سے زیادہ خرچ کرنا پڑتا اور کسی مد میں رقم بچ جاتی ہے۔ اس لیے ضمنی بجٹ لازم و ملزوم ہے۔ اس سے پہلے بھی حکومتیں ضمنی بجٹ پیش کرتی رہی ہیں۔ اب بھی

ضمنی میزانیہ پر عام بحث (جاری)

ایسا کیا گیا ہے۔ اور مستقبل میں ہوتا رہے گا۔ جہاں تک اس ضمنی بجٹ کا تعلق ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وزیر خزانہ صاحب نے بہترین بجٹ پیش کیا ہے۔ مگر اپوزیشن میں سے بھی یا کسی رکن نے یہ نہیں کہا کہ جو تعلیمی معیار روز بروز کیوں گرتا جاتا ہے۔ اور اتنی رقم لگانے کے باوجود اسی کی شرح خواندگی کیوں نہیں بڑھ رہی۔ یا تعلیمی معیار جو روز بروز گرتا جا رہا ہے اس کے سدباب کے لیے ہم بطور ممبران صوبائی اسمبلی یا قومی اسمبلی یا لوکل کونسل کس میں کیا کردار ادا کر سکتے ہیں۔ میں ایسی تجاویز آپ کو پیش کرتا ہوں کہ اس تعلیمی معیار کو گرنے سے ہم کس طرح بچا سکتے ہیں۔ آپ نے دیکھا ہے۔ کہ جگہ جگہ سکول کھل رہے ہیں۔ لیکن وہاں پورا عملہ نہیں دیا جا رہا ہے۔ دو دو تین تین فرلانگ کے فاصلے پر پرائمری سکولوں کا اجراء ہو رہا ہے مگر وہاں صرف دو ماسٹر ہوتے ہیں۔ اور انہوں نے روٹین یہ بنائی ہوئی ہے کہ ایک دن ایک کی چھٹی کی درخواست ہوتی ہے اور دوسرے دن دوسرے کی چھٹی کی درخواست ہوتی ہے۔ اگر کوئی آدمی چیکنگ پر آگیا۔ تو وہ چھٹی بن گئی۔ اگر کوئی نہ آیا تو دوسرے دن وہ درخواست پھاڑ دی جاتی ہے۔ اس سلسلے میں کہتا ہوں کہ Parents education Committee ہر گاؤں کے سطح پر بنی چاہیئے اور اس میں ممبر یونین کونسل، چیئرمین یونین کونسل ممبر ڈسٹرکٹ کونسل کو نمائندگی دی جائے۔ اور ان پر مشتمل parents committees بنائی جائیں تاکہ اپنے گاؤں میں ہر روز سکول کی دیکھ بھال کریں۔ اس طرح ماسٹر صاحبان کی حاضری بھی صحیح ہو جائے گی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ سکول کی چھوٹی موٹی مرمت یا لپائی کا کام یا اور کوئی چھوٹا موٹا کام ہے تو وہ parents committees اپنی مدد آپ کے تحت بھی کر سکیں گی اور سکولوں کی حالت بہتر ہو سکے گی۔ کیونکہ سارا بوجھ حکومت نہیں اٹھا سکتی۔ اسی طرح کی ایک اور قباحت ہو رہی ہے مثال کے طور پر میٹرک کا رزلٹ یا میٹرک سے جو داخلے بھیجے جاتے ہیں اس میں ہیڈ ماسٹر صاحبان اور ہیڈ مسٹریسز یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں۔ کہ جو اچھے لڑکے ہیں ان کا تو سکول کی طرف سے داخلہ بھیج دیا جاتا ہے اور جو نالائق اور کمزور قسم کے طالب علم ہوتے ہیں۔ ان کا پرائیویٹ داخلہ بھیج دیتے ہیں۔ وہ صرف اپنی percentage کو قائم رکھنے کے لیے ایسا کرتے ہیں۔ اس لیے میں حکومت سے اور خاص طور پر محکمہ تعلیم سے یہ گزارش کروں گا۔ کہ وہاں اس وقت جو رزلٹ آٹھویں کا یا دسویں کا آیا ہے اس کی percentage کو چیک کیا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ سکول کی طرف سے کتنے طلباء کا داخلہ بھیجا گیا ہے۔ کتنی Envol vement پرائیویٹ طور پر داخلوں کی ہوتی ہے۔ اگر اس چیز کو کنٹرول کر لیا جائے اور اس کی شرح فیصد پرائیویٹ داخلے کی

سکول سے بھیجے گئے داخلے کی شرح کے حساب سے مقرر کی جائے۔ اور جن اساتذہ کرام کے سکول کا رزلٹ کمزور ہو گا۔ ان کی سالانہ ترقی بند کر دی جائے تو اس طرح سے بھی تعلیمی معیار بہتر ہو جائے گا۔ ایک اور بات یہ ہے کہ پرائمری سطح کا جو امتحان ہوتا ہے اس کے لیئے مڈل سکول یا سیکنڈری سکول جو بھی نزدیک ہو اس کے ہیڈ ماسٹر صاحب پرائمری جماعت کا امتحان لیا کریں تاکہ وہ دیکھ لیں کہ ان کے معیار کے مطابق وہ بچے پاس ہوتے ہیں یا کہ متعلقہ پرائمری سکول کا ہیڈ ماسٹر ان کو رعایتی پاس کر کے بھیج دیتا ہے۔ اور مڈل سکول والے بچوں کا ٹیسٹ لیتے ہیں تو ان کو کوئی چھٹی یا ساتویں جماعت میں داخلہ نہیں ملتا۔ اس طرح سے بھی اس معیار کو بہتر بنایا جا سکتا۔ دوسرا میں سمجھتا ہوں کہ جب تک صحیح منصوبہ بندی نہیں ہو گی، تعلیم کا معیار بہتر نہیں ہو گا۔ دو دو فرلانگ یا تین تین فرلانگ پر پرائمری سکول ہیں۔ جہاں پر صرف دو دو ماسٹر یا دو دو استانیاں ہیں۔ اگر دو یا تین سکولوں کو ملا کر ایک سکول کر دیا جائے تو اس سے بھی کچھ معیار بہتر ہو سکتا ہے۔ ایک مد ہمارے سامنے ایک کروڑ پینتالیس لاکھ روپے کی آئی ہے اور یہ میلہ مویشیاں کی ہے۔ میں اس کی مخالفت نہیں کرتا کہ یہ زیادہ ہے، بلکہ یہ اس سے بھی زیادہ ہونی چاہیئے کیونکہ یہ ہماری ثقافت ہے، یہ ہمارا کھیل ہے، اس سے ہمارے جانوروں کی دیکھ بھال ہوتی ہے اور لوگوں میں اس کا شوق پیدا ہوتا ہے لیکن اس وقت، یہ جو گزشتہ میلہ ہم نے دیکھا ہے، ان لوگوں کو بھی تکلیف ہوئی تھی جنہوں نے اس میں شمولیت کے لیے قیمتاً ٹکٹ خریدے تھے۔ اور ان کو بھی جگہ نہیں ملی تھی تو میں حکومت سے یا انتظامیہ کمیٹی سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ آئندہ میلے میں جتنے ہی پاس چھاپے جائیں۔ جتنی کہ وہاں سیٹیں ہوں، تھوک کے حساب سے کارڈ چھاپ کر لوگوں میں تقسیم کر دینے سے اور جن لوگوں نے پیسے دے کر ٹکٹ خریدے ان کو جگہ نہ ملنے سے لوگ بہت مایوس ہو کر واپس لوٹے تھے۔ اس لیئے اس کا بندوبست کیا جائے اور آئندہ کے لیئے اس کا انسداد کیا جائے اور ٹکٹ بنانے کا یا جاری کرنے کا، یا جگہ دینے کا صحیح طریقہ کار بنایا جائے۔ اگر ہمارے پاس جگہ کم ہے اور لوگ زیادہ ہیں۔ تو میں کہتا کہ یہ میلہ سات دن کی بجائے دس دن کا کر دیا جائے۔ تاکہ جس تاریخ کے لیئے لوگوں نے ٹکٹ خریدے ہوئے ہوتے ہیں، ان کی سیٹ ریزرو ہونی چاہیئے۔ خواہ وہ لوگ کسی وقت بھی آئیں۔ دوسری بات تعمیرات کی ہے، ہمارے سکول اور سڑکیں بن رہی ہیں، اس کے متعلق ہر رکن نے یہ کہا ہے۔ کہ رشوت دی جا رہی ہے اور کمشن دی جا رہی ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ کیونکہ پاکستان بننے سے پہلے بھی کمشن تھی، اور اب بھی کمشن ہے لیکن پاکستان بننے سے پہلے جو کمشن کی شرح تھی وہ کمشن ٹھیکیدار کے منافع سے ادا کی جاتی تھی۔ لیکن آج کے دور یا اس سے پہلے جو دور گزرے ہیں،

ضمنی میزانیہ پر عام بحث (جاری)

ان میں کام کی quality کو کم کرکے ٹھیکیدار افسران کو کمیشن دیتے ہیں۔ تو اس کا ایک حل یہی ہے کہ جس گاؤں میں کوئی کام ہو رہا ہے، سکول بن رہا ہے یا ہسپتال بن رہا ہے، وہاں کے چیئرمین یونین کونسل، ممبر ڈسٹرکٹ کونسل معززین یا دیگر اچھی شہرت رکھنے والے لوگ ہیں، ان کی ایک نگران کمیٹی بنا دی جائے تاکہ کمیشن کی لعنت ختم ہو اور کام کی کوالٹی معیار کے مطابق ہو۔ اگر ٹھیکیدار اپنے منافع سے کمیشن دیتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ گورنمنٹ کو اس صورت میں کوئی نقصان نہیں ہے مگر گورنمنٹ کو تو موجودہ طریقہ سے نقصان ہو رہا ہے۔ آپ نئی تعمیر شدہ جو بلڈنگ بھی دیکھیں، ایک سال کے اندر اندر وہ اس طرح سے دکھائی دیتی ہے کہ جیسے دس سال پہلے کی بنی ہوئی تھی۔ جناب چیف منسٹر صاحب جو کہ اس وقت تشریف فرما ہیں، میں ان سے یہ گزارش کروں گا کہ سرکلر جاری کریں کہ ہر پراجیکٹ کے لیے اس علاقہ کے ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جائے جو کہ اس کی دیکھ بھال کرے اور اس کے سرٹیفکیٹ کے بغیر اس منصوبہ کی فائنل ادائیگی یا دیگر ضروری ادائیگیاں نہ کریں، جب تک وہ کمیٹی یہ تصدیق نہ کرے کہ معیار کے مطابق کام ہو رہا ہے۔ ٹوٹل کمیشن کے متعلق تو میں نہیں کہہ سکتا لیکن 50 فیصد کمیشن اس طرح سے ختم ہو جائے گا۔ اب چونکہ میرا وقت ختم ہوا چاہتا ہے، تو باتیں تو اور بھی تھیں لیکن وہ بجٹ کے وقت کریں گے۔ لہذا انہیں الفاظ کے ساتھ میں آپ سے اجازت چاہتا ہوں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر۔ جناب محمد صفدر شاکر

جناب محمد صفدر شاکر۔ جناب سپیکر، ضمنی بجٹ پر بحث ختم ہونے والی ہے اور فاضل ممبران نے بڑے مدلل اور موثر انداز سے اس پر بحث کی، میں زیادہ وقت لینا نہیں چاہتا، اور صرف اتنی گزارش کروں گا کہ اگر ہم نے اس عزم کو پورا کرنا ہے، جو کہ ہم اس الیکشن میں لے کر آئے ہیں کہ ہم نے اپنے اپنے دیہات اور اپنے شہروں کو ترقی دینی ہے، تو اس کے لیے ہمیں بچت کرنی ہوگی۔ اور اس بچت کے لیے ہمیں اس طرح سے کام کرنا ہوگا کہ ہمارے جو وزراء صاحبان ہیں ان کے پاس جو بڑی بڑی ہونڈا ایکارڈ کاریں ہیں، ان کی بجائے ان کو سوزوکی کاریں دی جائیں تو اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ ایک تو ہمارے بجٹ پر بوجھ کم ہوگا اور دوسرا ہمارے پنجاب کے عوام یہ سوچیں گے کہ ہماری حکومت کو بچت کی عادت ہو گئی ہے۔ اور ان کو ہمارے مسائل کا احساس ہو گیا ہے تو میں یہ التماس کروں گا کہ ہمیں اس بچت میں حصہ لینا چاہیئے اور آخر میں یہ سکیم دوں گا کہ اگر ہم ہر محکمہ کے اخراجات کی پوری طرح نگہداشت کریں اور یہ عزم کر لیں کہ ہم نے یہاں سے کرپشن اور زیادہ اخراجات کو ختم کرنا ہے تو انشاءاللہ آپ دیکھیں گے کہ یہ پنجاب اتنی زیادہ ترقی کرے گا کہ یہ مثالی دور ہوگا۔ اور یہ دور دوسرے ادوار سے

بہت آگے ہوگا، میں اس شعر کے ساتھ اپنی بات ختم کرتا ہوں ۔

خون دل دے کے نکھاریں رخ برگ گلاب
ہم نے گلشن کے تحفظ کی قسم کھائی ہے

جناب سپیکر ۔ محترمہ شاہین منور صاحبہ ۔

Begum Shaheen Manawar Ahmad ; Mr. Speaker Sir, I ask your permission to address the House in English.

(INTERRUPTIONS)

Mr. Speaker : Yes please.

Begum Shaheen Manawar Ahmad : Sir, I am very grateful to you for granting me the last few minutes to discuss the Supplementary Budget. I am very happy that my dear brothers are still here to discuss the Supplementary Budget for 1985-86. Looking at this Supplementary Budget once again it is evident that total processing of the pre-budget exercise is entirely fruitless and it is really surprising that my dear brothers on those benches and my dear brothers on these benches have been discussing and debating the budget without realising that they have no say in the making of the Budget which should have been their right. They should have been associated with the making of this budget. Since we have not been associated, and I am sure my brothers on the treasury benches, if they have really taken this budget seriously, would have realised what was happening to them and they would not have been in this hilarious mood. They would be a little more serious and they would think that it is once again the budget of the privileged class and that is your bureaucracy. You have not been associated with the making of this budget. You may be sitting on the treasury benches, but believe me, brothers, it is just benches and treasury is not with you, and I don't know why the people don't think about it. It is about time we bring a change in it. We all talk about the big cars we got here in this budget. I suppose time is limited and every body sitting here is alarmed. I would just like to say this that if you refresh your memory, in this very House, some years ago, a budget was passed in June which also got a lot of TOYOTA CROWN, but believe me the budget was in 1977 June and in July, 1977 the cars had to be handed over to some one else.

So I really think that you should keep your things across, because the storm that is building up outside I hope you are aware of that. When it comes it is going to wash away your luxury items which have been given to the bureaucracy as a bribe to perpetuate your rule and it is the rulers who have to think what is happening. Well if you think that by giving people the 'Marlaz', you are giving them the China Basti Awami Hakoomat I congratulate you, because this is the way you present your budget. This is a budget of Awami China Basti. * * * * * * * *
* * * * * * *

Minister for Finance Mukhdum Altaf Ahmed : Sir, I think it is highly objectionable what ....

Begum Shaheen Manawar Ahmed : I think I have every right to discuss this here.

Minister for Finance : No it has never been a part of public record and you have no right to discuss it here. You will have to prove it, otherwise this is absolutely against all the conventions.

APPLANSE

Begum Shaheen Manawar Ahmed : Mr. Speaker Sir, I think two days ago the papers have published it and I have a right to discuss any thing in the House. . . .

**** (The words have been Expunged by order of Mr. Speaker).

Minister for Finance ; You will have to produce the evidence I would say we are also capable of making allegations.

APPLANSE

Begum Shaheen Manawar Ahmad ; This is my right to discuss any thing in this House.

Minister for Finance : We can also make allegations like that.

Mr. Speaker : Makhdoom Sahib please take your eate.

چوہدری محمد افضل چن ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔
جناب سپیکر میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ جو باتیں یہاں پر ہوئی ہیں، ہمیں ان کی کوئی سمجھ نہیں آرہی ۔ آپ اردو میں بات کریں تاکہ ہم بھی اس بات کا جواب دے سکیں ۔

* * * * (The words are expunged by the order of Mr. Speaker).

Mr. Speaker : You will have to be careful.

بیگم شاھین منور احمد۔ آپ کی سمجھ کا نشانہ بجٹ بھی نہیں بنا

Sir, may I carry on with my speech.

پارلیمانی سیکرٹری خوراک۔ جناب سپیکر! اگر یہ تقریر آپ نے سنی ہے تو سنیں۔ ہاؤس کی سمجھ میں کچھ نہیں آیا ......

Begum Shaheen Manawar Ahmad : Sir, I would like to address you but once again they have raised the issue of language. I would like to ask my dear brothers . . . (Interruption) . . . It is a shame for you . . .

Mr. Speaker : Please don't interrupt the speaker. Begum Sahiba you will have to be careful in your statement about . . . . .

Minister for Finance : Mr. Speaker I would request you Sir.

جناب سپیکر! میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ محترمہ اپنے الفاظ واپس لیں اور معافی بھی مانگیں۔

Begum Shaheen Manawar Ahmed : Sir, no unparliamentary language has been used so I refuse to withdraw.

وزیر خزانہ۔ یہ غلط بات ہے۔

Begum Shaheen Manawar Ahmad : Let the Prime Minister hold an inquiry and after that I will withdraw it.

جناب سپیکر۔ بیگم صاحبہ آپ کو قائد ایوان کے بارے میں الفاظ کے استعمال میں احتیاط کرنی چاہیئے ....

بیگم شاہین منور احمد۔ میں نے کوئی غلط بات نہیں کی ہے۔ میں نے تو کہا ہے

"Illustrious brother"

جناب سپیکر۔ جس طریقے سے ....

Begum Shaheen Manawar Ahmad : I have not used any wrong language.

Mr. Speaker : You please firist listen.

Begum Shaheen Manawar Ahmad : "Illustrious brother" is not unparliamentery.

جناب سپیکر ۔ مخدوم صاحب آپ تشریف رکھیں۔ بیگم صاحبہ جس طریقے سے آپ expect کرتی ہیں ۔ اور اس سلسلہ میں لیڈر آف اپوزیشن نے آج ہی یہ اظہار کیا ہے۔ کہ لیڈر آف دی اپوزیشن کی بات کو توجہ سے سنا جاتے اور ان کے بارے میں بات کرتے ہوئے احتیاط سے کام لیا جائے ۔ اسی طرح سے لیڈر آف دی ہاؤس کے بارے میں بات کرتے ہوئے آپ کو احتیاط کا دامن تھامنا چاہیئے ۔

Begum Shaheen Manawar Ahmad : I accept your point of view. I have changed my words. I will say ' the illustrious brother of one Chief Minister according to the press, according to "Jasarat" of yesterday, has quoted that the Prime Minister hasalready ordered an inquiry into this. But I don't know the Chief Minister. If this is not our Chief Minister then I am sorry for this statement. But I thought may be it was our Chief Minister. It is not that I deny my words. I said it is a brother of a Chief Minister of a Province and inquiry has been ordered in the matter. It has been reported in the press, I am quoting from the Press here. If it is not desirable to to the Government ; then I will just carry on with my budget speech.

Mr. Speaker : You feel sorry for the words.

Begum Shaheen Manawar Ahmad : No I don't feel sorry.

Mr. Speaker : You have just said this.

Begum Shaheen Manawar Ahmad : Not words. I meant, I was sorry if it was not our Chief Minister's brother.

Mr. Speaker ; Yes.

وزیر صنعت (غلام حیدر وائیں) پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر! وہ الفاظ جو محترمہ نے استعمال کئے ۔ اور آپ انہیں نامناسب خیال فرماتے ہیں ۔ اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ آپ اس پر رولنگ دیں کہ ان الفاظ کو اجلاس کی کارروائی سے خارج کر دیا جائے ۔

جناب سپیکر۔ ایوان کی یہ رائے ہے کہ ان الفاظ کو حذف کر دیا جائے۔

آوازیں۔ حذف کر دیئے جائیں۔

بیگم شاہین منور احمد۔ جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہوں گی کہ وہ الفاظ کون سے ہیں جن کو حذف کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر۔ یہ الفاظ کاروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

Begum Shaheen Manawar Ahmad : Sir, I would like to know which words have been expunged from my speech ?

Mr. Speaker : Order please :

آپ اپنی بات جاری رکھیں لیکن......

بیگم شاہین منور احمد۔ جناب سپیکر کون سے الفاظ expunge ہوئے ہیں۔ یہ تو مجھے پتہ ہونا چاہیئے۔

آوازیں۔ اردو میں بات کریں

بیگم شاہین منور احمد۔ جناب سپیکر: میں بھائیوں سے اور آپ سے یہ درخواست کروں گی کہ آپ خدا کے واسطے ان کے لیے اردو میں بجٹ تیار کروایا کریں۔ مجھے حیرت ہے کہ یہ اس بجٹ پر تقریریں کیسے کرتے رہے ہیں۔ اس document پر آپ نے دو دن مختص کئے اور عوام آپ کی بات سن رہی ہے۔ اخبار والے رپورٹنگ کر رہے ہیں۔ یہ بجٹ انگریزی میں ہے اگر آپ انگریزی نہیں سمجھ سکتے تو اس کا مطلب ہے آپ بجٹ کو سمجھتے نہیں ہیں؟ اگر آپ نے میری سیدھی سادھی انگریزی زبان کو نہیں سمجھا تو اس بجٹ کو آپ نے کیا پڑھا مجھے تو حیرت ہے آپ پر.........

وزیر صنعت۔ جناب سپیکر! کتنی اچھی اور خوب صورت زبان میں یہ بات ہوئی ہے۔ اور کتنی خوبصورت اردو میں بات ہوئی ہے

بیگم شاہین منور احمد۔ پھر بجٹ بھی خوبصورت زبان میں لکھوا لیجیئے۔

جناب سپیکر۔ بیگم صاحبہ مجھے آپ کے انگریزی بولنے پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اگر آپ ایوان کی آرا کے احترام میں اردو بولیں تو.......

ضمنی میزانیہ پر عام بحث (جاری)

Begum Shaheen Manawar Ahmad : Sir, this is my privilege. This is my right to express myself on the budget or on any other topic in English. The Budget has been printed in English, therefore I am discussing it in the same language.

وزیر صنعت ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔
جناب والا ۔ رولز یہ کہتے ہیں ۔کہ جناب سپیکر کی اجازت سے کسی فاضل رکن کو اردو کے علاوہ کسی اور زبان میں بولنے کی اجازت دی جاسکتی ہے ۔بشرطیکہ "There is a very big 'if'" اگر وہ اپنی قومی زبان اردو میں اپنے مافی الضمیر کو بیان نہ کرسکتے ہوں ۔ This is the Rule Sir. چونکہ فاضل ممبر اردو میں بہت اچھی تقریر فرماتی ہیں ۔ اور ابھی انہوں نے خود اس کا ثبوت پیش کر دیا ہے اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ رولز کا وہ قاعدہ جس کے تحت فاضل رکن کو اردو کے علاوہ کسی اور زبان میں بولنے کی اجازت دی جائے ۔ یہ قاعدہ میری فاضل بہن پر بالکل لاگو نہیں ہوتا ۔.........

Begum Shaheen Manawar Ahmad : There is no 'if'. It is my right to express in the language I feal convenient. If I can't express myself adequately then the House would not be in a postion to apprciate my speech.

Mr. Speaker : Begum Sahiba, Mr. Ghulam Hayder Wyne is on point of order.........

وائیں صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے ۔لیکن چونکہ میں محترمہ کو انگریزی زبان میں تقریر کی اجازت دے چکا ہوں ۔اس لیے وہ اپنی تقریر جاری رکھیں ۔لیکن میں پھر محترمہ کو یہ عرض کئے دیتا ہوں ۔کہ وہ ایوان کی آرا کو احترام کے طور پر ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اردو زبان میں بات کریں ۔کیونکہ وہ اردو زبان بہت اچھی طرح بول سکتی ہیں ۔

میاں محمد اسحاق ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔
جناب سپیکر ! میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ پوچھنا چاہوں گا ۔کہ اگر وہ اردو میں اتنی دلچسپی رکھتے ہیں تو پچھلے بجٹ اجلاس میں بھی یہی معاملہ درپیش آیا تھا ۔ تو پھر حکومت نے کیوں نہیں اس بجٹ کو اردو میں شائع کیا ۔ اور کیوں نہیں یہ بجٹ اس معزز ایوان میں اردو میں پیش کیا ۔ اگر وہ بجٹ انگلش میں پیش کرتے ہیں ۔ تو پھر انگلش میں بولنے کا حق بھی ممبر کو دینا چاہیئے ۔ان کو خود پہلے اپنا محاسبہ کرنا چاہیئے کہ جب کہ بیشتر باتیں اردو میں کی جاتی ہیں ۔باقی معاملات اردو میں پیش کئے جاتے ہیں

مگر بجٹ کی جب باری آتی ہے تو نہ جانے یہ لوگ کہاں ہوتے ہیں۔ کیا ان کو اردو نہیں آتی۔ کیا آپ ان کو یہ نہیں کہہ سکتے کہ اگر آپ اردو زبان کی حوصلہ افزائی چاہتے ہیں تو پھر اس بجٹ کو بھی اردو میں پیش کریں تاکہ اردو زبان میں بات کی جا سکے۔

میاں مختار احمد شیخ۔ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب! آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں مختار احمد شیخ۔ جی سر

جناب سپیکر۔ ارشاد فرمائیے۔

میاں مختار احمد شیخ۔ سر گزارش یہ ہے کہ انہوں نے یہ جو بحث اردو اور انگریزی کی شروع کی ہے۔ وہ فضول ہے کیونکہ آپ تو انگلش میں ان کو بولنے کی اجازت دے چکے ہیں۔ لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ یہ جو زبان استعمال کر رہی ہیں۔ وہ قائد ایوان اور اس معزز ایوان کے خلاف ہے۔ ہمیں اعتراض یہ نہیں ہے کہ یہ انگلش میں بولنا چاہتی ہیں وہ ضرور بولیں لیکن اس کا یہ تو مطلب نہیں ہے کہ قائد ایوان کے خلاف اس قسم کی غلط باتیں یہاں پر ہاؤس میں کریں۔ جو کہ انہیں زیب نہیں دیتیں۔

جناب سپیکر۔ وہ بات ختم ہو چکی ہے۔ جی بیگم صاحبہ

Begum Shaheen Munawar Ahmad : Finally I would just like to say this because every body..................

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر میں احتجاج کرتا ہوں کہ treasury benches پر بیٹھے والے معزز ارکان اسمبلی ایک محترمہ رکن اسمبلی کی تقریر میں ڈیسک بجا کر مداخلت کر رہے ہیں آپ کو اس کا نوٹس لینا چاہیئے۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا! آپ کی رولنگ کا احترام نہیں کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ جب آپ نے اجازت دے دی ہے تو پھر ان کو سننا چاہیئے۔ یا آپ اجازت نہ دیتے.........

(قطع کلامیاں)

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ (جناب غلام حیدر وائیں) جناب سپیکر میرا یہ خیال ہے۔ کہ جس وقت کوئی معزز رکن ایوان کے احساسات کا خود احترام نہ کرے تو اس وقت ردعمل کے طور پر ایسی باتیں بھی ناگزیر ہو جایا کرتی ہیں۔ میرے خیال میں میری فاضل بہن کو اردو میں تقریر کرنے کی

بات کو ضد کا مسئلہ نہیں بنانا چاہئے۔ اور وہ اردو میں تقریر فرمائیں تاکہ تمام ارکان ان کی باتوں سے مستفید ہو سکیں ہم ان کے شکر گزار ہوں گے۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر جب آپ اجازت دے چکے ہیں تو پھر ان کو اعتراض کرنے کا کوئی حق نہیں ہے

(قطع کلامیاں)

بیگم شاہین منور احمد۔ میں اپنے بھائیوں کی بات مانتے ہوئے ان کو اردو میں چند لفظ کہنا چاہتی ہوں۔ میں کہتی ہوں کہ آپ کو مبارک ہو۔ آپ کا یہ سپلیمنٹری بجٹ شاید یہ آپ کا آخری بجٹ ہی ہے۔

(اس موقعہ پر معزز رکن ہاؤس سے باہر تشریف لے گئیں)

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ جناب حاجی محمد بوٹا صاحب۔

(قطع کلامیاں)

جناب غلام حیدر وائیں۔ (وزیر صنعت و معدنی ترقی) جناب سپیکر! کل حمید ہدکڑی صاحب نے پیچھے سے ایک شعر ارشاد فرمایا ہے

کہ بہت بے آبرو ہو کر تیرے کوچے سے ہم نکلے۔

(واہ واہ)

حاجی محمد بوٹا۔ جناب سپیکر! میں پنجابی دچ عرض کراں گا۔ بجٹ ہمیشہ اندازے نال بنایا جاندا اے۔ اور اندازہ جیہڑا اے بالکل ٹھیک نہیں ہوندا۔ پیسے اودے وچ وده گھٹ خرچ ہوندے نیں۔ ضمنی بجٹ ایسے واسطے ضروری ہوندا اے۔ کئی ایسے غلط منصوبہ بندی نال کم کیتے گئے نیں۔ کہ جیہڑے لاگت واسطے پیسے مقرر کیتے سان تے اوہ بچ گئے سن۔ اوہدے واسطے میں اے آکھاں گا کہ محکمہ تعلیم جیہڑا اے ایہدے واسطے سانوں شہراں والیاں دوستاں نوں پرائمری سکول دتے سان۔ مینوں دس گیارہ سکول دتے گئے سان۔ ایہدے وچ شرط اے وے کہ تساں ایہدے واسطے زمین اپنی خرید کرنی اے ہن شہراں وچ ایہدے واسطے زمین کون دے وے۔ دیہاتاں دے وچ تے زمیندار کنال کنال دو دو کنال دے دیندے نے۔ پرائمری سکول بنا دیندے نیں۔ شہراں دے وچ اسی کوئی سکول نئیں بنا سکے کیونکہ زمین اساں دینی سی تے بلڈنگ گورنمنٹ نے بنانی سی۔ ایس واسطے اے غلط منصوبہ بندی اے

او سارے پیسے بچ گئے نے۔ جس طرح کہ ساڈے اوتھے اک علاقہ سنیجا آباد دے ملتان دا ۔ ۔ ۔ دے واسطے ساڈے او تھے علاقے دے ممبر نے تے میں دی چیف منسٹر صاحب آکھیا کہ او تھے سیور وچھانلے، سیور بچ وچھان واسطے اوناں لکھاں روپیہ دی منظوری دے دتی تے ساڈے لئی بڑی مہربانی کیتی۔ لیکن نال اوناں نے اے آکھیا کہ ڈسپوزل پمپ واسطے خریدن لئی لکھاں روپیہ چاہی دا اے اوناں نے تے بڑی مشکل نال 50,64.35 ہزار روپیہ خرچ کیتا اے۔ لیکن او لکھاں روپیہ دی زمین بن دی اے۔ ایس کر کے اوہ منصوبہ اہی فیل ہو گیا۔ منصوبہ بنان لگیاں اے سوچنا چاہی دا اے کہ اوہ ڈسپوزل پمپ واسطے وی زمین اوناں نوں مہیا کرن۔ نہیں تے سیور تے لکھاں روپیہ ضائع جان گے۔ ڈویلپمنٹ واسطے ساڈوں شہراں دے وچ کوئی کسے قسم دا پیسہ نہیں دتا گیا۔ حالانکہ جیڑے دوسرے ایم این اے حضرات نے اوناں نوں گورنمنٹ نے 50.50 لکھ روپیہ دتا اے۔ سکولاں دے وچ جاندے نے او ہر سکول دے وچ اعلان کردے نے کہ بھئی تیرے سکول دے وچ چار کمرے دیواں گا۔ او اوناں دے 16 بچے داخل کر لیندے نے۔ اسی جیڑے سکول گئے، اسی وچ اک بچہ داخل نہیں کرا سکے۔ کیونکہ سکولاں دے وچ کمریاں دی کمی آ۔ او اوتھے اعلان کردے نے کہ جناب اسی تہانوں اپنے کمرے دیتے ہاں تے او بچے داخل کرا کے آجاندے نے۔ تے اسی بڑے مایوس واپس آنے آں۔ ایس واسطے جیڑا نواں بجٹ آ رہیا اے۔ ایدے وچ ساڈیا دی رقم مقرر کیتی جاوے کہ جس طرح بلوچستان دے وچ 85 لکھ روپیہ فی ممبر نوں دتا اے۔ چلو ساڈوں کم از کم قومی اسمبلی دے ممبراں دے برابر 50، 50 لکھ روپیہ ضرور ایناں کماں واسطے دیناں چاہی دا اے۔ ایس توں علاوہ ایدا ہور کوئی حل نہیں ہیگا۔ تعلیم دے واسطے میں ایک ہور عرض کراں گا۔ میری ایک تجویز اے کہ جیڑے ہائی سکول نے اوتھے دو شفٹاں کر دتیاں جان۔ چھوٹے بچے جیڑے نے پہلی توں ستویں جماعت تک او صبح دی شفٹ وچ آن۔ جیڑے ستویں تو دسویں تک نے او دوسری شفٹ وچ آن۔ کیونکہ ہائی سکولاں واسطے شہراں وچ کوئی جگہ نہیں اے ہائی سکول کوئی دو چار یا دساں مرلیاں وچ نہیں بندا اے۔ ایدے واسطے گھٹ توں گھٹ دو چار پنج ایکڑ جگہ ہوے تے فیر اوتھے اک سکول بندا اے۔ سکول شہراں وچ بننے بالکل ناممکن نیں بلکہ شہراں وچ پوزیشن اے ہو رئی اے کہ جیڑی ساڈی اولاد اے او اپنے بچے داخل نہیں کرا سکے گی۔ اسی تے ۔۔۔ اوکھے سوکھے ہو کے کرا لاں گے۔ ایس واسطے ہائی سکولاں دے وچ ڈبل شفٹ کر دتی جائے۔ جیڑا پیسہ بلڈنگ تے خرچ کرنا اے او استاداں دیاں تنخواہاں تے خرچ کیتا جاوے۔ تاکہ تعلیم دا معیار

ضمنی میزانیہ پر عام بحث (جاری)

ڑا دے او برقرار روے۔ پولیس واسطے جیہڑے پیسے خرچ کیتے نے بالکل ٹھیک کیتے نے۔ پر ایدے واسطے ایہہ آکھاں گا کہ سپاہیاں دی بھرتی ہور زیادہ ہونی چاہی دی اے۔ اگلے بجٹ وچ جیہڑا 87-86 دا اے ایس کم واسطے رقم زیادہ رکھو۔ ہن پوزیشن ایہہ آ۔ کہ جیہڑے سپاہی نیں او بڑی مشکل نال جلسے جلوساں وچ کم کر دے نیں۔ جے کوئی رپٹ لکھان جائیے تے تھانیاں وچ کوئی بندہ نظر نئیں آندا۔ نہ شہراں دے وچ رات نوں گشت ہوندی آ۔ نہ وڈیاں سڑکاں تے رات نوں کوئی سپاہی یا تھانیدار ملدا اے۔ پولیس دی بہت زیادہ کمی آ۔ اینہاں دی نفری نوں بھرتی کرن واسطے پولیس دا زیادہ بجٹ ہونا چاہی دا اے۔ تے ہر تھانے دے وچ جس طرح کہ اک تجویز سی کہ جیپ ہونی چاہی دی اے اودا ہونا ضروری آ۔ جس دیلے کوئی ایسی کاروائی ہو جاندی آ۔ تھانے دے وچ زمیندار یا کوئی آدمی جاندا اے تے پہلے تھانیدار اے آکھدا اے کہ جاؤ جی چوہدری صاحب پہلاں کوئی کار دا انتظام کرو۔ چھ دن تے کار نئیں لبدی تھانیدار نوں کد سے تے لے کے جائیے۔ ایس واسطے تھانے دے وچ اک اک جیپ دا ہونا بہت ضروری اے۔ پچھلے بجٹ دے وچ وی میں عرض کیتی سی۔ ضمنی بجٹ وی دیکھیاں ایدے وچ خرچ ہے نے لیکن چھوٹے جیہڑے گھریلو صنعتاں والے لوگ نے پاور لوم یا دستی کھڈی والے یا قالیناں والے اینہاں واسطے کوڈی نئیں رکھی۔ نہ کوئی خرچ کیتا اے۔ میں وزیر خزانہ نوں لے گزارش کراں گا کہ جیہڑا آن والا 87-86 دا بجٹ اے۔ ایدے وچ جیہڑی معقول رقم اے چھوٹیاں گھریلو صنعتاں جیہڑیاں نے دستی کھڈی ہوئی۔ پاور لوم ہوئی یا قالین بافی دا کم ہویا اینہاں دی ترقی واسطے اینہاں دی بہتری واسطے ضرور ایس بجٹ وچ کجھ پیسے رکھن۔ میلہ مویشیاں دے وچ خرچہ ٹھیک ہویا لیکن آتش بازی جیہڑی اے سارے ٹھیک نئیں اے۔ اینوں شرعی طور تے وی شیطانی کم کہندے نے۔ آتش بازی تے جیہڑا خرچہ کیتا گیا اے۔ اے بالکل ضائع کیتا گیا ایدی کوئی ضرورت نئیں۔ اے پیسہ ہور بہتر کماں تے لایا جانا چاہی دا اے۔ ضمنی بجٹ دے پہلے صفحے تے لکھیا اے کہ ہائی کورٹ واسطے تنخواہاں لئی اینے پیسے رکھے گئے۔ ہائی کورٹ یا دوسرے لوکاں نوں تنخواہاں تے پنجاب اسمبلی منظور کر کے دیندی اے۔ لیکن جیہڑے میرے بڑے پڑھے لکھے دوست نیں وکیل نیں اچھے ممبر نیں او کوئی ترمیماں کر کے قومی اسمبلی نوں سفارشاں بھیجن کہ جیہڑا عدالتاں دا رویہ اے او درست کیتا جاوے۔ ایس ویلے اے پوزیشن اے کہ اک آدمی سویرے تاریخ تے جاندا اے۔ اوتھے ڈیڑھ سو بندیاں دی لسٹ لگی ہوندی اے اوس وچارے نوں جے پیشاب دی آندا اے تے او پیشاب کرن وی نئیں جاندا کہ کدرے مینوں آواز نہ پے جائے۔ آخر 4 بجے تک بیندا اے تے اونوں پتہ لگدا اے کہ تاریخ اگلے مہینے دی 13 پے گئی اے۔

کوئی شنوائی نئیں ہوندی۔ کوئی کم نئیں ہوندا تے کیس ہزاراں لکھاں دی تعداد وچ جمع نے۔ سانے ہوئی پوزیشن ہائی کورٹ دی اے۔ ایہے ہوئی پوزیشن دوسریاں عدالتاں دی اے۔ جتھے اسی ایہناں نوں تنخواہاں دینے آں۔ چھوٹے کلرکاں مل یا دوسریاں ول دھیان کرنے آں۔ ایہناں عدالتاں ول دھیان کرنا چاہی دا اے۔ مینوں کہندے سی کہ عدالت دی گل کیتی تے توہین عدالت ہوئی گی۔ میں آکھیا کہ اسمبلی وچ نئیں ہوندی اے۔ اے جنہاں دی عدالتاں نے اینہاں وچ اچھے لوگ وی ہے نے لیکن جناب سپیکر ایمانداری دی گل اے وے کہ اے عدالتاں دے وچ دوکاناں لا کے بیٹھے ہوئے نے۔ کلرکاں واسطے میں اے گزارش کراں گا۔ چیف منسٹر دی منت کراں گا۔ میں دو دن ملتان رہ کے آیا واں میں جیڑے محکمے وچ گیا اوناں بارہ بوہے اگے تمبو لایا ہے تے اوتھے کلرک پیٹیاں بن کے بیٹھے نے۔ جیڑے اصل آفسر نے او اندر بیٹھے نے۔ اوناں آکھیا کہ حاجی صاحب کجھ کلرکاں دا کرو۔ او دی بستے نے تے او دی ستے نے۔ اے مشینری نوں چلان واسطے چلو کلرکاں دے اگر دس مطالبے نے تے پنج چار ای من لو کوئی ضروری نئیں کہ دس دے دس ای منے آں۔ اوناں دے پنج چار مطالبے من کے اوناں نال صلح کرنی چاہی دی اے۔ ساڈے او اپنے برخوردار نے۔ اور ایدے وچ کوئی شک نئیں کہ تنخواہاں بڑیاں تھوڑیاں نے گزارہ نئیں ہوندا۔ گزارہ تے بیشمار تنخواہاں وچ لیکے۔ ستے نادی نئیں ہوندا اے۔ لیکن اوناں دے کجھ نہ کجھ اتھرو ساتوں پونجنے چاہی دے نے تے بڑی جلدی پونجنے چاہی دے نے۔

بلدیات دے متعلق عرض کراں گا کہ 1973 وچ پابندی لگی کہ تہہ بازاری دی کوئی پرچی نئیں کٹی جانی۔ تہہ بازاری دی پوزیشن اے آ کہ جیڑے کھوکھے لگے نے جیڑا عملہ اے او پیسے لے جاندا اے لیکن پرچی نئیں کٹ سکدا۔ ایس واسطے اے تہہ بازاری دی پرچی کٹن دی اجازت دتی جائے تاکہ بلدیات دی آمدن ودھے۔ ایس طرح سارے پیسے عملہ کھا جاندا اے۔ تے کھوکے اوسے طرح لگے نے اور تہہ بازاری ودھ رہی اے۔ گین ٹیکس جیڑا اے اینوں بالکل ختم کرنا چاہی دا اے۔ کیونکہ گورنمنٹ کول صرف 15 یا 20% آندا اے باقی سارا پیسہ عملہ اپنے طریقے نال کھا جاندا اے۔ 7 مرلے واسطے پیسے رکھے نے بڑی اچھی گل آ لیکن شہراں دے وچ 3 مرلے دی سکیم ضروری ہونی چاہی دی آ۔ اگر 3 نئیں ہو سکدی تے کم از کم ڈھائی مرلے دی سکیم ضرور ہونی چاہی دی آ۔ شہر جیڑے نے اوناں نوں دیہاتاں نالوں زیادہ پریشانیاں نے دیہاتاں دے وچ تے کئی اچھے زمیندار دوست نے او پنجاں دساں گھراں نوں اپنی حویلیاں وچ واڑ لیندے نے

ضمنی میزانیہ پر عام بحث (جاری)

لیکن شہر دے وچ تے کوئی کرائے تے مکان نئیں ملدا اے ۔ لوگ بڑے پریشان نے ۔ معمولی جیا جیڑا پلاٹاں لئی اعلان ہویا تے کچہریاں دے وچ بڑا رش سی تے ایڈیاں ایڈیاں لمبیاں قطاراں ساں 80 فیصد لوگ شہر دے سن جیہڑے پلاٹاں واسطے درخواستاں دے رہے سن ۔ حالانکہ اوہناں وچاریاں نوں ایہہ پتہ نئیں سی لیکن چونکہ اوہ ستائے ہوئے نیں ۔ اوہناں نوں رہائش دی تکلیف سی ۔ ایہہ کم تے دیہاتاں دا سی تے درخواستاں شہراں والے دے رہے سن ۔ ایس لئی اوہناں دے بڑے روپے ضائع ہوئے نیں ۔ اوہناں واسطے تین مرحلے سکیم لازمی ہونی چاہی دی اے ۔ شکریہ ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر ۔ میں آپ کے علم میں یہ امر لانا چاہتا ہوں ۔ کہ میری ایک قرارداد پر سابقہ اجلاس میں آپ نے رولنگ دی تھی کہ یہ ملتوی کی جاتی ہے اور آئندہ اجلاس میں پرائیویٹ اراکین کے دن پہلے نمبر پر اس کو لیا جائے گا ۔ 21 مئی کے پرائیویٹ ممبرز ڈے کے لیے ایجنڈا وصول ہو چکا ہے مگر اس پر میری قرار داد جو کہ مؤخر کی گئی تھی ۔ اس کا اندراج نہیں ہے ۔ از راہ کرم سیکرٹری صاحب کو آپ حکم صادر کریں کہ آپ کے فیصلے کے مطابق میری قرار داد کو اوّل نمبر پر درج کیا جائے تاکہ وہ زیر بحث لائی جائے ۔

جناب سپیکر ۔ ہم اس کو examine کر لیتے ہیں ۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب سپیکر ! طریق کار یہ رہا ہے کہ اگر کسی رکن کی کوئی قرار داد زیر غور ہے اور اس کو آئندہ کے لیے مؤخر کر دیا گیا ہے تو اس سے پہلے کوئی قرار داد پیش نہیں ہو سکتی ۔ اس لئے اس میں اوّل حق میرا ہے اور میں اپنی خواہش کو شاہ صاحب کی خواہشات پر قربان کرنے کے لیے ہرگز تیار نہیں ۔ چونکہ میری اس قرار داد پر کبھی نہیں بنی اس لیے سب سے پہلے میری قرارداد آئین ، قانون اور یہاں کے قواعد و ضوابط کے مطابق اور رواج کے مطابق پیش ہوگی ۔ اس لیے شاہ صاحب کو اس پر فوقیت نہیں مل سکتی ۔

جناب سپیکر ۔ جناب مخدوم صاحب وزیر خزانہ ۔

وزیر خزانہ ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر ! میں اپنی بات شروع کرنے سے پہلے جناب سے اجازت چاہوں گا ۔ کہ کہیں اگر مجھے پڑھنے کی ضرورت پڑے ۔ یا اعداد و شمار quote کرنے کی ضرورت پڑے تو اس کی مجھے اجازت ہونی چاہیئے ۔

جناب والا ! جب کسی ایوان میں ضمنی بجٹ پیش کیا جاتا ہے تو اس کے دو مقاصد ہوتے

ہیں۔ اس کا ایک مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ اخراجات جو ضمنی طور پر ناگزیر تھے۔ ان کی اس معزز ایوان سے منظوری لی جائے اور اس کا دوسرا مقصد یہ ہوتا ہے کہ جب معزز ایوان اس پر بحث کرے تو جن جن محکمہ جات یا جن جن رقومات پر اعتراض ہو ان محکمہ جات کے لیے مالی طور پر اپنے آپ کو discipline establish کرنے کے لیے اس معزز ایوان کی تنقید ان کے لیے مددگار ثابت ہو۔ ان دو مقاصد کے لئے سپلیمنٹری بجٹ پیش کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد جو یہاں میرے بہت سے فاضل دوستوں اور بھائیوں نے تقاریر کی ہیں ان سے انہوں نے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے۔ کہ ضمنی بجٹ بھی شاید کوئی ترقیاتی قسم کا بجٹ ہوتا ہے۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا۔ کہ ضمنی بجٹ کا ترقیاتی مقاصد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ضمنی بجٹ تو چند رقومات کو appropriate کرنے کے لیے ایک مد سے دوسری مد میں adjust کرنے کے لیے ہوتا ہے۔ اس لیے کہیں کم ، کہیں زیادہ خرچ ہو جاتا ہے۔ اس کی توثیق کر لینے کے لیے یہ بجٹ پیش کیا جاتا ہے۔ جناب والا! یہ ضمنی بجٹ 3 ارب 71 کروڑ روپے سے کچھ زیادہ کا ہے۔ میرے بہت سے بھائی اس تاثر میں ہیں۔ کہ 3 ارب 71 کروڑ روپیہ شاید حکومت پنجاب نے اپنے خزانے سے خرچ کیا ہے حالانکہ یہ بات صحیح نہیں ہے۔ جیسے میں اپنی بجٹ تقریر میں عرض کر چکا ہوں۔ کہ مختلف قسم کی رقومات ایسی ہیں جن پر ہمارا کنٹرول نہیں بلکہ وفاقی حکومت کا کنٹرول ہوتا ہے۔ یا وہ رقومات جو ہمیں وفاقی پروگراموں کے لیے وصول ہوتی ہیں۔ اس کو ہم اپنے اکاؤنٹس کا حصہ بناتے ہیں۔ جب وہ ہمارے اکاؤنٹس کا حصہ بنتی ہیں۔ تو ان کو بھی یہاں ظاہر کیا جاتا ہے کیونکہ ہم کسی قسم کے اندراجات چھپا نہیں سکتے۔ 3 ارب 71 کروڑ سے کچھ زیادہ کے ضمنی بجٹ میں زیادہ تر رقومات جو خرچ کی گئی ہیں۔ وہ گندم کی خرید کے بارے میں ہیں۔ اور محکمہ خوراک کو یہ قرضہ مہیا کیا جاتا ہے پھر جب وہ اپنی خرید و فروخت سے فارغ ہو جاتا ہے تو یہ رقم واپس آ جایا کرتی ہے۔ اسی طرح پنجاب سیڈ کارپوریشن یا پنجاب ایگریکلچرل سپلائی کارپوریشن کو بھی قرضہ جات دیئے جاتے ہیں۔ وہ بھی اپنا کام کرنے کے بعد یہ قرضہ جات واپس کر دیتی ہے۔ تو یہ ایسی رقومات جن پر پنجاب حکومت کا اپنا کوئی کنٹرول نہیں ہے کیونکہ وہ قرضے کی صورت میں دی گئی ہیں۔ جو ہمیں واپس دی جائیں گی۔ اگر ان رقوم کو ایک طرف ہٹا لیا جائے تو جناب والا! اس سال کا ضمنی بجٹ پچھلے سال کی نسبت بہت کم ہے۔ یہ 25 کروڑ روپے تک ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ پچھلے سال کی نسبت یہ آدھے سے بھی کم ہے۔ اس کی وجہ فقط یہ ہے کہ جہاں تک ہم سے ممکن ہو سکا۔ ہم نے ہر جگہ کفایت شعاری کرنے کی کوشش

کی ہے۔ اور سخت مالی نظم وضبط کا نفاذ کیا ہے۔

میرے نہایت محترم اور بزرگ سیاستدان نے یہاں اراکین قومی اسمبلی کے پروگرامز کے بارے میں کچھ شکوک وشبہات [illegible]ار کیا تھا۔ مجھے ان سے اس قسم کے اعتراض کی توقع نہیں تھی۔ کہ وہ اتنا تجربہ کار ہونے کے باوجود اس قسم کا اعتراض کریں گے۔ جناب والا! اراکین قومی اسمبلی کا پروگرام سالانہ ترقیاتی پروگرام کا حصہ ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کے پروگراموں کو ہمارے صوبائی محکمہ جات execute کرتے ہیں۔ اس لیے وفاقی حکومت ان منصوبہ جات کے لیئے پیسے ہمیں دیتی ہے اور ہمارے محکمہ جات وہ پیسے خرچ کرتے ہیں۔ جب وہ پیسے ہمارے خزانے میں آتے ہیں تو ان کا اندراج ضروری ہوتا ہے۔ اگر اندراج ضروری ہوگا تو ان کا یہاں پیش ہونا بھی ضروری ہوگا۔ انہوں نے خدشہ یہ ظاہر کیا تھا۔ کہ شاید پنجاب کے Federal divisible taxes کے پول میں سے جو حصہ بنتا ہے اس میں سے وہ کاٹ لئے جائیں گے۔ میں ان کی خدمت میں یہی گزارش کرنی چاہ رہا تھا۔ کہ ضمنی بجٹ میں ہم نے صرف وہ رقومات دکھائی ہیں۔ جو موجودہ بجٹ کا حصہ ہیں۔ اور اس کے ساتھ اے ڈی پی کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ کسی لحاظ سے بھی پنجاب کے حصے سے نہیں کاٹی جا سکتیں۔ یہاں میری ایک محترم بہن نے کل یہاں تک فرما دیا تھا۔ کہ ضمنی بجٹ کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اور اسے پیش ہی نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ یہ افراط زر میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ میں ان کی خدمت میں گزارش کروں گا۔ کہ یہ افراط زر ہی ہوتی ہے جو ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم ضمنی بجٹ بنائیں۔ ضمنی بجٹ افراط زر میں کبھی مددگار ثابت نہیں ہوتا۔ ہمیشہ افراط زر ہمیں مجبور کرتی ہے کہ ہم ضمنی بجٹ کی صورت میں رقومات یہاں سے منظور کروائیں۔ اب جیسے انڈیکسیشن ہے تو اس کی بنیاد افراط زر پر ہے۔ اس وجہ سے انڈیکسیشن کی رقومات کو ہمیں لازماً اس میں شامل کرنا پڑتا ہے۔ انہوں نے ساتھ ساتھ یہ بھی فرمایا تھا کہ ضمنی بجٹ میں رقومات رکھنے کی بجائے ہم پہلے سے ہی یہ اندازہ کر کے ان کو اپنے مین بجٹ میں شمار کر لیا کریں۔ تو ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا۔ کہ یہ humanly possible نہیں ہے۔ کیونکہ مجھے کوئی پتہ نہیں ہے کہ اگلے مہینے میں اپنے گھر پر کتنا خرچ کروں گا۔ ہر گھر میں جہاں بھی بجٹ بنتا ہے، ایک مہینے کا بنتا ہے یا سال کا بنتا ہے unforeseen expenses ضرور آتے ہیں۔ ترقیاتی اخراجات میں رد و بدل لازمی ہے جہاں اے ڈی پی میں پیسے خرچ ہو رہے ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک سڑک کہیں بن رہی ہوتی ہے۔ اگر وہ کسی مقدمے کی وجہ سے رک جاتی ہے تو وہی فنڈز ہم منتقل کر کے ہم کسی اور منصوبے کو دے

دیا کرتے ہیں۔ یہ مالی حکمت عملی کا ایک حصہ ہے اور ہم ایسا ضرور کرتے ہیں۔ اس لیے میں عرض کروں گا کہ یہ ہمارے لیے ممکن نہیں ہے کہ ہم اندازہ کر کے اگلے آنے والے بجٹ میں رقومات یک لیا کریں۔ اور سپلیمنٹری بجٹ حصے سے غائب ہی کر دیا کریں یہ بالکل ممکن نہیں ہے۔ یہ ہمیشہ ہر جگہ، ہر ادارے اور ہر حکومت میں ہوتا ہے کہ سپلیمنٹری بجٹ میں بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر کچھ رقمیں کہیں کم خرچ کرنا پڑتی ہیں۔ اور کہیں زیادہ خرچ کرنا پڑتی ہیں ان کو appropriation کر کے اس معزز ایوان میں ہمیشہ ان کی approval لی جاتی ہے۔ میری ایک اور محترم بہن نے یہاں گندم کے بارے میں بڑی اچھی تقریر فرمائی ہے اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ وفاقی حکومت گندم کی قیمت خرید مقرر کرتی ہے۔ جو قیمت وہ مقرر کرتی ہے اور جن مقاصد کے لیے کرتی ہے۔ اس پر ہمارا کوئی کنٹرول نہیں ہے۔ اس بات کا جواب وفاقی حکومت ہی دے سکتی ہے۔ بہر حال جو بھی قیمت وہ مقرر کرتی ہے اس کے مطابق ہمیں رقم خرچ کرنی پڑتی ہے۔ جہاں تک انہوں نے incidental charges کے بارے میں کہا تھا۔ تو اس سلسلے میں میں اتنا عرض کروں گا۔ کہ incidental charges جو ہم ادا کرتے ہیں وہ subsidy کی صورت میں ہوتے ہیں۔ اور subsidy ہم آٹے کی صورت میں دیتے ہیں تاکہ غریب آدمی کو مزدور کو آٹا سستا ملے۔ حکومت اپنی جیب سے subsidy ادا کر کے گندم کی قیمت پر سستا آٹا مہیا کرتی ہے اس لیے یہ incidental charges ہمیں برداشت کرنے پڑتے ہیں۔ میں ایوان کا زیادہ وقت نہیں لوں گا۔ جناب والا! میں اپنی بات کو آگے بڑھانے کے لیے آپ سے صرف ایک صفحہ پڑھنے کی اجازت چاہوں گا۔ اور اس کے بعد میں اپنی تقریر ختم کروں گا۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا اجلاس کا وقت دو بجے تک ہے، اگر آپ توسیع نہیں کرتے تو پھر ہم اس سے ایک منٹ بھی آگے نہیں جا سکتے۔

Mr. Speaker : The time is extended by 15 minutes.

جناب وزیر خزانہ۔ جناب والا! جاریہ بجٹ پر کل اخراجات 1533.34 کروڑ روپے کا نظر ثانی شدہ۔ بجٹ میں رواں اخراجات 1680.11 کروڑ روپے رکھے گئے۔ اگر نظر ثانی شدہ بجٹ میں بھی وفاقی حکومت نے قابل تقسیم 707.30 کروڑ روپے ہٹا رکھے ہیں اور net capital receipts کو مدنظر رکھا جائے تو مطلوبہ وفاقی گرانٹ کی تخمینہ شدہ رقم یعنی 402.93 کروڑ روپے بڑھ کر 549 کروڑ روپے ہو جاتے ہیں۔ ہم وفاقی حکومت

سے یہ اضافی رقم لینے میں کامیاب ہوئے ہیں جو کہ 146 کروڑ روپے سے زائد ہے۔ لیکن وفاق کی رقم جاریہ بجٹ کے لیے ہے۔ جیسے کہ تجویز کیا گیا ہے۔ اسے لے ڈی پی کی جانب استعمال کرنا ممکن نہیں تھا۔ بلکہ اسے capital. اور revenue budget کی مدات کے تحت ہی خرچ کرنا لازم تھا۔ چنانچہ indexation ہو یا servicing subsidy ہو یا پی آر ٹی سی اور واسا وغیرہ کے واجبات کی ادائیگی ہو یا ہمارے اگلے سپلیمنٹری کے اخراجات ہوں یہ سب اس اضافی گرانٹ یا بچتوں میں سے پورے کئے جاتے ہیں۔ آپ مجھ سے اتفاق فرمائیں گے کہ اس اضافی گرانٹ کو لینے سے انکار یا اس سے ضروری ادائیگیوں یا اضافی سہولیات کو پس پشت ڈالنا کس طرح سے صوبہ کے مفاد میں تھا۔ جناب والا! اس کے بعد میں صرف اتنی گزارش کروں گا کہ موجودہ حکومت نے پوری کوشش کر کے سخت مالی پالیسی اپنا کر جہاں تک بھی ممکن ہو سکا ہے اخراجات میں کمی کرنے کی کوشش کی ہے اور ایوان کے سامنے میں ایک بار پھر وعدہ کرتا ہوں کہ آئندہ کے لیے بھی انشاء اللہ ہماری یہی کوشش ہوگی کہ ہمیشہ جائز طریقے سے اور جائز مدات میں جائز رقم ہی خرچ کی جائے اور اس کا ناجائز تصرف نہ کیا جائے۔ اس کے بعد آخر میں میں معزز ایوان سے درخواست کروں گا کہ اس ضمنی بجٹ کو اتفاق رائے سے منظور فرما لیا جائے۔

نعرہ ہائے تحسین

جناب سپیکر۔ اجلاس کل صبح (9) بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

منگل، ۲۰ مئی ۱۹۸۶ء

(سہ شنبہ، ۱۰ رمضان المبارک، ۱۴۰۶ھ)

جلد ۶ — شمارہ ۵

سرکاری رپورٹ

مندرجات

منگل، ۲۰ مئی ۱۹۸۶ء

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ ۲۹۱

اراکین اسمبلی کی رخصت ۲۹۲

مسئلہ استحقاق ۲۹۵

(i) محکمہ جنگلات کے افسران و عملہ کا ایم پی اے کے ساتھ ناروا سلوک ۲۹۵

(ii) ڈی سی جھنگ کی طرف سے اراکین کے استحقاق کے حقوق کی پامالی ۲۹۷

ضمنی میزانیہ پر رائے شماری ۳۰۴

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس)

منگل، 20 مئی 1986
سہ شنبہ، 10 رمضان المبارک 1406

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر، لاہور میں صبح 9 بجے منعقد ہوا،
جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ
اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا ۝ لَا يُحِبُّ اللّٰهُ الْجَهْرَ بِالسُّوْٓءِ مِنَ الْقَوْلِ
اِلَّا مَنْ ظُلِمَ وَكَانَ اللّٰهُ سَمِيْعًا عَلِيْمًا ۝ اِنْ تُبْدُوْا خَيْرًا اَوْ تُخْفُوْهُ
اَوْ تَعْفُوْا عَنْ سُوْٓءٍ فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَفُوًّا قَدِيْرًا ۝ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ وَلَمْ يُفَرِّقُوْا بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْهُمْ اُولٰٓئِكَ سَوْفَ
يُؤْتِيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝
اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَاِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا
وَيُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا ۝

(سورۃ النساء آیت ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۲ اور ۴۰)

اگر تم اللہ کے شکر گزار ہو اور اس پر مکمل ایمان رکھتے ہو تو اللہ تم کو سزا دے کر کیا کرے گا؟ اور اللہ تو بڑا قدر شناس و دانا ہے۔

مظلوم کے سوا اللہ اس بات کو بالکل پسند نہیں کرتا کہ کوئی کسی کو دشنام طرازی یا علانیہ برا کہے اور اللہ تو سب کچھ سنتا جانتا ہے۔

اگر تم کھلم کھلا برائی کرو گے یا چھپا کر، یا برائی سے درگذر کرو گے تو اللہ بھی معاف کرنے والا صاحب قدرت ہے۔

اور جو لوگ اللہ اور اس کے پیغمبروں پر ایمان لاتے اور ان میں سے کسی میں فرق نہ کیا۔ (سب کو مانا) ایسے لوگوں کو وہ عنقریب ان کی اچھائیوں کے صلے عطا فرمائے گا اور اللہ تو بخشنے والا بڑا مہربان ہے۔

بیشک اللہ کسی کی ذرا بھی حق تلفی نہیں کرتا اور نیکی و اچھائی کی ہوگی تو وہ اس کو دو چند کر دے گا اور اپنے پاس سے اجر عظیم عطا کرے گا۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

اراکین اسمبلی کی رخصت!

جناب سپیکر :- اب اراکین اسمبلی کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

ملک محمد اشرف بارا

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست ملک محمد اشرف بارا صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوتی ہے۔

بندہ مورخہ ۸۶-۵-۱۸ کو بوجہ تفتیش مقدمہ اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔ مہربانی فرما کر بندہ کی چھٹی منظور کی جاوے۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی۔)

جناب غلام فرید چشتی

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست جناب غلام فرید چشتی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

بندہ کل مورخہ ۸۶-۵-۱۸ منعقدہ اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔ اس دن کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی۔)

چوہدری خادم حسین

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست چوہدری خادم حسین صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

گذارش ہے کہ مجھے ایک ضروری کام تھا جس کی وجہ سے کل مورخہ ۸۶-۵-۱۸ کو اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ اس لیے ۸۶-۵-۱۸ کی رخصت منظور کی جائے۔

جناب سپیکر:۔ اب سوال یہ ہے ۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے
(تحریک منظور کی گئی)

جناب اللہ یار چشتی

سیکرٹری اسمبلی:۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب اللہ یار چشتی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

بندہ کل مورخہ ۸۶-۵-۱۸ کو منعقدہ اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا، اس لیے رخصت منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر:۔ اب سوال یہ ہے
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے
(تحریک منظور کی گئی)

میاں انتظار حسین بھٹی

سیکرٹری اسمبلی:۔ مندرجہ ذیل درخواست میاں انتظار حسین بھٹی صاحب صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ میری بچی ۸۶-۵-۱۵ کو وفات پا گئی تھی۔ اس لیے میں ۱۵- تاریخ کا اجلاس اٹینڈ نہیں کر سکا۔ اس لیے آپ مہربانی فرما کر میری درخواست منظور کی جائے۔

جناب سپیکر:۔ اب سوال یہ ہے:۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے
(تحریک منظور کی گئی۔)

جناب منور حسین منج

سیکرٹری اسمبلی:۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب منور حسین منج صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

بندہ ۸۶-۵-۱۸ کو بوجہ بیماری اجلاس میں حاضر نہیں ہو سکا۔ مہربانی فرما کر بندہ کی طرف کو غیر حاضر نہ سمجھا جائے۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے :

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب محمد خان جیپال

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست جناب محمد خان جیپال صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے :-

مؤدبانہ گذارش ہے کہ فدوی نے اپنی ٹانگ کا آپریشن کرایا ہوا ہے اور اس وجہ سے اسمبلی کے بجٹ اجلاس میں شرکت نہیں کر سکتا۔ آپ سے درخواست ہے کہ میری رخصت منظور فرمائیں۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی۔)

ملک ارشد حسین

سیکرٹری اسمبلی :- مندرجہ ذیل درخواست ملک ارشد حسین صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Respectfully it is submitted that due to sudden illness of my grand mother, I could not attend Assembly Session for 14th and 15th May, 1986. It is, therefore, requested that my absence from the House for 14th and 15th of May, 1986 may kindly be excused.

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے :-

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی۔)

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر :۔ یہ تحریک استحقاق میاں مختار احمد شیخ صاحب کی طرف سے ہے جسے ہم نے کل شیخ محمد یوسف صاحب کی عدم موجودگی کی وجہ سے التوا میں رکھ دیا تھا۔ آج جناب شیخ صاحب تشریف لاتے ہیں۔ لیکن مجھے ان کی طرف سے ایک چٹ موصول ہوئی ہے جس میں انھوں نے تحریر کیا ہے کہ وہ آج گورنر صاحب سے ملاقات کے باعث بروقت تشریف نہیں لا سکتے۔ اس لیے وہ کہتے ہیں کہ اس تحریک کو کل تک کے لیے مزید التوا میں ڈال دیا جاتے۔

رانا خلیق اللہ خان (وزیر قانون) :۔ جناب والا اسے دو تین یوم کے لیے التوا میں ڈال دیا جاتے تاکہ بعد میں ہم اس پر کوئی سمجھوتہ کرا سکیں۔

جناب سپیکر :۔ میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں اور اسے دو تین روز کے لیے التوا میں رکھ دیتا ہوں۔ کیا یہ تحریک استحقاق مورخہ ۲۵ مئی کو take up کی جا سکتی ہے ؟ ہاں یہ ۲۵ مئی کو نہیں لی جا سکتی اس لیے اسے ۲۷ مئی تک التوا میں رکھا جا سکتا ہے۔ جناب لالہ جہرلال بھیل صاحب اب آپ کی تحریک استحقاق ہے، کیا آپ کو کاپی چاہیے ؟

سردار عارف رشید (وزیر سیاحت و ثقافت) :۔ جناب والا ! لالہ صاحب سے اس تحریک استحقاق پر بات ہوئی تھی۔ لالہ صاحب نے اور میں نے طے کر لیا تھا کہ اس کو باہمی طور پر سلجھائیں گے۔ اگر لالہ صاحب یہ تحریک استحقاق واپس لیتے ہیں تو پھر ہم بیٹھ کر اس معاملے کو نپٹائیں گے۔

جناب سپیکر :۔ پہلے انھیں پیش کرنے دیجیے۔ کیا لالہ صاحب آپ اسے پیش کرنا چاہتے ہیں ؟ فرمایئے۔

محکمہ جنگلات کے افسران و عملے کا ایم پی اے کے ساتھ ناروا سلوک

لالہ جہرلال بھیل :۔ میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری معاملہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جاتے۔ معاملہ یہ ہے کہ

اقلیتی فرقہ کے تقریباً ۱۵۲ گھر چک نمبر ۱۰۰ ڈی این بی تحصیل و ضلع بہاولپور میں 1978 سے آباد ہیں۔ انھوں نے قدیم چولستانی باشندے ہونے کی بناء پر وہاں حصول اراضی کے لیے درخواستیں دیں لیکن حکام بالا نے وہ درخواستیں گم کر دیں۔ اپنے حقوق کی خاطر سائلان نے ہائی کورٹ سے رجوع کیا جس نے ان کے حق میں رٹ نمٹا دی۔ اور stay order ان کے حق میں جاری کر دیا گیا۔ مگر حکومت نے عدالتی احکامات کی خلاف ورزی کرتے ہوئے چک مذکور کی اراضی محکمہ جنگلات کو منتقل کر دی۔ محکمہ جنگلات نے بلا جواز بلڈوزر استعمال کر کے ان کے جھونپڑوں اور سازو سامان کو تباہ کر کے بے گھر کر دیا اور آگ بھی لگا دی۔ میں موقع دیکھنے مورخہ ۶ مئی کو وہاں گیا تو محکمہ جنگلات کے افسران اور عملہ نے مجھے وہاں جانے سے روک دیا۔ مجھے دھمکیاں دیں اور کہا کہ ہم تمہیں ایم پی اے نہیں مانتے۔ میں نے ضروری قانونی کارروائی کرنے کے لیے جناب ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بہاولپور اور ایس پی بہاولپور کو تحریری درخواستیں دیں لیکن ان پر کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ نتیجتاً اقلیتی فرقہ کے یہ بے گھر لوگ ابھی تک بے یارو مددگار کھلی جگہ پر دھوپ میں بیٹھے ہیں اور ان کی کوئی داد رسی نہیں ہو سکی۔ اس طرح میرا اور اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ ہائی کورٹ کے فیصلے اور ڈی ایم اور ایس پی کو دی جانے والی درخواستوں کی نقول لف ہیں۔

اس بارے میں میری گذارش یہی ہے کہ کل محکمہ جنگلات کے منسٹر صاحب نے مجھے یقین دہانی کروائی ہے کہ وہ وہاں جا کر موقع دیکھیں گے اور جنھوں نے بھی ظلم کیا ہے وہ ان کے خلاف کارروائی بھی کریں گے۔ ان کی اس یقین دہانی پر میں اپنی تحریک استحقاق واپس لیتا ہوں۔

وزیر جنگلات (سردار عارف رشید) جناب والا! میں نے معزز رکن کو یقین دہانی کروائی ہے کہ موقع پر جا کر یہ تحقیقات کی جائے گی اور جس طرف سے بھی یہ ظلم ہوا ہے اسے اس کی سزا دی جائے گی۔

جناب سپیکر: لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) محمد یامین صاحب! موجود نہیں ہیں۔ ان کی تحریک کو ملتوی کر لیتے ہیں۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ۔

ڈی سی جھنگ کی طرف سے اراکین کے استحقاق کے حقوق کی پائمالی۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ:

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم   بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب سپیکر! میں ایک مخصوص معاملہ کو جو اسمبلی کی خصوصی توجہ کا متقاضی ہے' زیر بحث لانے کے لیے تحریکِ استحقاق پیش کرتا ہوں۔ معاملہ یہ ہے کہ قانون کے مطابق ہر بالغ شہری جو اچھی شہرت رکھتا ہو غیر ممنوعہ بور کا لائسنس حاصل کرنے کا مجاز ہے۔ حکومتِ پنجاب نے ہر ممبر صوبائی اسمبلی کے لیے ۱۰ لائسنس ماہانہ کا کوٹہ متعین کر رکھا ہے۔ جو ممبر کی سفارش پر ضلع کا ڈپٹی کمشنر جاری کرتا ہے۔ مگر میرے ضلع میں ڈپٹی کمشنر ۳۰ سال سے کم عمر کسی بھی شہری کو لائسنس جاری نہیں کرتا اور نہ ہی ۷ ایم ایم اور پستول کا لائسنس جاری کیا جاتا ہے۔ یعنی ضلع جھنگ میں صرف بارہ بور گن کا لائسنس' ۳۰ سال سے زائد عمر شخص کو جاری کیا جاتا ہے۔ خواہ صوبائی اسمبلی کا ممبر ہی اپنے کوٹہ میں سے لائسنس جاری کرنے کو کہے یا کسی صوبائی یا وفاقی وزیر کی سفارش بھی ہو۔ ڈی سی صاحب مذکورہ بالا صورت کے علاوہ کوئی رعایت نہیں دیتے۔ علاوہ ازیں لائسنس حاصل کرنے والے ہر شخص سے ۵۰۰/- روپے بطور فنڈ حاصل کیے جا رہے ہیں۔ اور یہ فنڈ ایم پی ایز صوبائی اور وفاقی وزراء کے سفارش کردہ اسلحہ فارموں پر بھی وصول کیا جاتا ہے۔ حکومت پنجاب نے کچھ عرصہ قبل ہزار روپیہ فی لائسنس فیس مقرر کی تھی جو بعد ازاں عوام کے مطالبہ پر واپس لے لی تھی مگر اہلِ جھنگ پر ایک طرح یہ بوجھ ابھی تک جاری ہے۔ اس طرح اب تک جھنگ جیسے غریب اور پسماندہ ضلع سے پچاس ساٹھ لاکھ روپے جمع کیے جا چکے ہیں۔ جناب والا ہر رکن صوبائی اسمبلی کو یہ استحقاق حاصل ہے کہ وہ قانون کے مطابق ہر بالغ اور اچھی شہرت کے حامل شہری کے لیے غیر ممنوعہ بور کا لائسنس حاصل کرنے کی سفارش کر سکتا ہے اور ڈپٹی کمشنر پر لازم ہے کہ وہ رکن اسمبلی کی سفارش کے مطابق لائسنس جاری کرے مگر ضلع جھنگ کا ڈپٹی کمشنر ایسا نہ کر کے مجھے حکومت کی طرف سے عطا کردہ استحقاق کو پامال کر رہا ہے۔ لہٰذا میری استدعا ہے کہ اسمبلی کی دخل اندازی کے متقاضی اس معاملہ کو زیر بحث لا کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! اس تحریک استحقاق کو پیش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ قانون کے مطابق ہر وہ شخص جو بالغ ہے اور اچھی شہرت کا حامل ہے اس بات کا مجاز ہے کہ وہ اسلحہ لائسنس حاصل کرنے کے لیے درخواست دے سکتا ہے۔ حکومت پنجاب نے ہر رکن اسمبلی کو ۱۰ لائسنس ماہانہ جاری کرنے کی رعایت دے رکھی ہے لیکن ہمارے ضلع میں تیس سال سے کم عمر کسی بھی شہری کو لائسنس جاری نہیں کیا جا رہا اور ہر لائسنس پر ۵۰۰ روپے فیس فنڈ کی صورت میں وصول کی جا رہی ہے۔ اور اس کے علاوہ غیر ممنوعہ بور جس میں ۷ ایم ایم پستول اور ریوالور وغیرہ بھی شامل ہیں اس کا لائسنس بھی جاری نہیں کیا جاتا۔ اس لیے میری گذارش ہے کہ ان حالات میں ممبر حضرات کو، خاص کر میرے ضلع کے جتنے ممبر صوبائی اسمبلی ہیں ان کو دوسروں کے ساتھ جو مراعات حکومت پنجاب نے دے رکھی ہیں، ایک طرح سے عملی طور پر ضلع کے ڈپٹی کمشنر نے وہ واپس لے لی ہیں۔ اس لیے میری یہ گذارش ہے کہ میری تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب والا! یہ درست ہے کہ ہر بالغ شہری جو اچھی شہرت رکھتا ہے غیر ممنوعہ بور کا لائسنس حاصل کرنے کا مجاز ہے۔ مگر یہ لائسنس جاری کرتے وقت ملکی اور مقامی حالات کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے۔ تیس سال سے کم عمر کے جوانوں کو ڈپٹی کمشنر جھنگ اسلحہ نہیں دیتے تھے۔ لیکن اب انھوں نے نظر ثانی کر کے اس پالیسی میں لچک پیدا کر لی ہے۔ یہ پالیسی ضلع جھنگ کی فرقہ وارانہ کشیدگی کی وجہ سے اختیار کی گئی ہے۔ لیکن اب بحمداللہ حالات بہتر ہیں اور اب ڈپٹی کمشنر جھنگ 7 ایم ایم رائفل اور پستول کا لائسنس بھی جاری کرتے ہیں۔ قبل ازیں یہ لائسنس جاری نہیں کیے جاتے تھے کیونکہ اس بارہ میں احتیاط کی ضرورت محسوس کی گئی تھی۔

مبلغ ۵۰۰ روپیہ جو چندہ رضاکارانہ طور پر لیا جاتا ہے، وہ انجمن ہلال احمر کو باقاعدگی سے رسیدات وصول کر کے دیا جاتا ہے۔ یہ رقم متعدد مقامی ضرورتوں کے لیے اور بالعموم کار خیر کے لیے صرف کی جاتی ہے۔ اس کی تازہ ترین مثال یہ ہے کہ صابہ یونین کونسل کے لیے جو جنریٹر دیا جا رہا ہے کیونکہ وہاں ابھی تک بجلی نہیں پہنچی اور محکمانہ کارروائی میں مسلسل تاخیر ہو رہی ہے۔

جناب والا! اگر آپ یہ نہیں چاہتے کہ اس کار خیر میں آپ کا بھی کوئی حصہ ہو تو

اس سلسلے میں ہم ڈپٹی کمشنر صاحب کو لکھ سکتے ہیں کہ وہ یہ رقوم وصول نہ کریں۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! جہاں تک جناب وزیر قانون کی اس بات کا تعلق ہے کہ یہ چندہ رضاکارانہ طور پر لیا جاتا ہے تو میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ڈپٹی کمشنر کو یہ ہدایات جاری کی جائیں کہ جو لوگ رضاکارانہ طور پر چندہ دینا چاہتے ہیں، ان سے وصول کریں لیکن جو نہیں دینا چاہتے ان سے جبراً چندہ وصول نہ کیا جائے۔ اگر ایسا کیا گیا تو پھر میں اپنی تحریک استحقاق پر زور نہیں دوں گا۔

وزیر خزانہ (مخدوم الطاف احمد صاحب): میں جناب کی وساطت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ چندہ رضاکارانہ طور پر دینے یا نہ دینے سے فاضل ممبر کا استحقاق کیسے مجروح ہوتا ہے؟

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا! جب حکومت نے مجھے ۱۰ لائسنسوں کے سفارش کرنے کی رعایت دے رکھی ہے۔ اور پھر اگر میرے سفارش کردہ اسلحہ لائسنس پر چندہ وصول کیا جاتا ہے تو اس سے میرا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔

وزیر قانون: صرف ۱۰ لائسنسوں پر استحقاق مجروح ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! آپ کچھ فرمانا چاہیں گے۔ کیا یہ محکمہ آپ کے پاس ہے؟

وزیر اوقاف (ملک خدا بخش ٹوانہ) جناب والا! یہ محکمہ تو میرے پاس ہے لیکن وزیر قانون صاحب نے ہی اس کا جواب دے دیا ہے جس سوال پر فاضل رکن بات کر رہے ہیں کہ ۵۰۰ روپیہ چندہ رضاکارانہ طور پر لیا جاتا ہے وہ کچھ اس طرح سے ہے کہ جب یہ ٹیکس لگایا جاتا ہے تو مقامی لوگوں اور ایم پی اے حضرات کے باہمی مشورے سے لگایا جاتا ہے اگر اکثریت وہاں پر کہتی ہے کہ اسے بند کر دیا جائے تو اسے بند کر دیا جائے گا۔ کیونکہ اس کے لیے ایک ایم پی اے حضرات کی کمیٹی بیٹھتی ہے۔ اور وہ ڈویلپمنٹ پروگرام بناتی ہے۔ اسی رقم سے ترقیاتی پروگرام ہوتے ہیں۔ اگر اسے بند کروانا ہے تو اگر اکثریت کہہ دے تو ہم اسے بند کروا دیں گے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر جہاں تک وزیر اوقاف کی اس بات کا تعلق ہے

کہ ہمارے مشورے سے یہ چندہ لاگو کیا گیا ہے یا ایم پی اے کی کوئی کمیٹی فیصلہ کرتی ہے کہ ان رقوم کو کن مدوں پر خرچ کیا جائے تو اس بات کا حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ میرے ضلع کے ممبر صوبائی اسمبلی جو اس وقت ایوان میں موجود ہیں، ان میں سے اگر ایک بھی یہ کہہ دے کہ ان کی رضامندی سے یہ چندہ وصول کیا جا رہا ہے تو میں اپنی تحریک فوراً واپس لے لوں گا۔

وزیر خزانہ : جناب سپیکر! میرا سوال ابھی موجود ہے کہ چندہ رضاکارانہ طور پر دینے یا نہ دینے سے فاضل ممبر کا استحقاق کیسے مجروح ہوتا ہے۔ فاضل ممبر نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ اس کے متعلق وہ ہمیں یہ سمجھائیں کہ چندہ دینے یا نہ دینے سے ان کا استحقاق کیسے مجروح ہوتا ہے؟

جناب سپیکر : ابھی اس کی admissibility پر بات نہیں ہو رہی۔ ابھی تو understanding کی بات ہو رہی ہے کہ اگر حکومت کی طرف سے فاضل رکن کے grievances redress ہوتے ہیں تو وہ اپنی تحریک واپس لینے کے لیے تیار ہیں۔ ابھی admissibility کی بات نہیں ہے کہ استحقاق مجروح ہوا ہے یا نہیں ہوا۔ ابھی میں admissibility سے پہلے کسی فاضل رکن کو بولنے کی اجازت نہیں دے سکتا ماسوائے جو متعلقہ صاحبان ہیں۔

دیوان عاشق حسین بخاری : مجھے ان کی اس بات کا جواب دینا ہے کہ جو انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ کہیں عوامی فائدہ ہو رہا ہے؟ تو میں اس کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ ملتان میں پبلک سکول کے لیے اسی طرح دو سو روپیہ جمع کیا جاتا ہے اور اس سے پوری ڈویژن کی پبلک کا فائدہ ہے۔

جناب سپیکر : مختلف اضلاع میں مختلف پوزیشن ہے۔ جنجوعہ صاحب! آپ سے ملک صاحب نے کہا ہے کہ جھنگ کے جو ممبر صاحبان یہاں تشریف رکھتے ہیں، ان میں سے کوئی صاحب یہ بتا سکیں گے کہ وہ چندہ ان کی رضامندی سے وصول کیا جا رہا ہے؟ یا نہیں؟ سردار زادہ صاحب تشریف رکھتے ہیں، وہ اس سلسلے میں کیا فرمائیں گے؟

سردارزادہ سید ظفر عباس :- جناب کے حکم کے مطابق میں اس کے متعلق یہ عرض کروں گا کہ ممبران سے پوچھنے کا تو مجھے علم نہیں ہے کہ ممبران نے یہ فیصلہ کیا تھا یا نہیں، بہرحال مجھ سے ڈپٹی کمشنر صاحب نے یہ چیز پوچھی تھی تو میں نے انھیں یہ مشورہ دیا تھا کہ اگر آپ چندہ مقرر کردیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔ دیگر ممبران کے متعلق مجھے علم نہیں ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جناب سپیکر! مجھے یاد ہے کہ جناب سردارزادہ صاحب میں، ریاض حشمت صاحب اور کچھ سات دوسرے اراکین اکٹھے ڈپٹی کمشنر صاحب سے اکٹھے ملے تھے اور ان سے دو باتیں کی تھیں۔ ایک فیس کی تھی اور دوسرے ریوالور وغیرہ کے لائسنس کی۔ ہم نے یہ درخواست کی تھی کہ یہ فیس ختم کردیں کیونکہ یہ دوسرے اکثر اضلاع میں لاگو نہیں ہے۔ اس پر انھوں نے کہا کہ نہیں یہ تو لازمی ہے اور یہ میں نے وصول کرنی ہے تو شاید انھوں نے بعد میں کہیں ملاقات کی ہو لیکن جب وہ ہمارے وفد میں تھے اور ہمارے ساتھ مل کر گئے تھے تو اس وقت ان کی رائے تھی کہ یہ فیس ختم ہونی چاہیے۔

جناب سپیکر :- جناب ملک صاحب کیا ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر اوقاف :- میں نے تو عرض کر دیا ہے کہ اگر اکثریت یہ چاہتی ہے کہ یہ فیس نہیں لگنی چاہیے تو بند کروا دینگے کیونکہ یہ تو ان کی مرضی پر ہے۔ یہ تو ان سب کے فائدے کے لیے تھا۔ اس میں ڈسٹرکٹ کا فائدہ ہے اور پھر باقی اضلاع میں بھی یہ سلسلہ چل رہا ہے۔ اس طرح سے کافی رقم جمع ہوئی ہے اور اس سے بڑے مفید کام ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر :- میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات ملک صاحب نے طے کر دی ہے۔ اور انھوں نے یہ فیصلہ فرما دیا ہے کہ اگر وہاں کے فاضل اراکین اسمبلی کی اکثریت یہ چاہتی ہے کہ یہ چندہ نہ لیا جائے تو نہیں لیا جائے گا۔ اب اس بات کا انحصار آپ پر ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- جھنگ سے تعلق رکھنے والے ممبران یہاں تشریف فرما ہیں تو آپ ان سے فرداً فرداً پوچھ لیں۔ اگر وہ یہ کہتے ہیں تو ٹھیک ہیں۔ مجھے تو دس

لائسنس ہی ملتے ہیں مجھے تو زیادہ تکلیف نہیں ہے جو زیادہ لائسنس وصول کرتے ہیں انہیں زیادہ پریشانی ہوگی اور ان کے حلقہ نیابت کے رہنے والے لوگوں کو زیادہ تکلیف ہوگی

جناب سپیکر :- میرے خیال میں اصولی طور پر بات طے ہوگئی ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- جناب والا ، میرے خیال میں فیصلہ آپ کی طرف سے ہو جائے تو مجھے زیادہ اعتماد ہوگا۔کیونکہ جن ممبر صاحبان کا جھنگ سے تعلق ہے وہ سارے بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر :- جہاں تک آپ کا پسٹل اور رائفل کے بارے میں اعتراض تھا، وہ تو لاء منسٹر صاحب نے بتا دیا ہے کہ اس کے لائسنس جاری ہو رہے ہیں۔چندے کے بارے میں جو آپ کا اعتراض ہے ، اس کے بارے میں وزیر متعلقہ نے واضح الفاظ میں یہ بتا دیا ہے کہ اگر ضلع جھنگ کے ممبران اسمبلی کی اکثریت یہ نہیں چاہتی کہ چندہ وصول کیا جائے تو چندہ وصول نہیں کیا جائے گا ۔ اب اس کے آگے تو کوئی بات رہ ہی نہیں جاتی ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- جناب سپیکر ، یہ کیسے پتہ چلے گا ، کس طریقے سے آخر ہم طے کریں گے کہ ہم چاہتے ہیں یا نہیں چاہتے ۔ جو اراکین یہاں موجود ہیں ، ان سے آپ پوچھ لیں اور فیصلہ یہیں ہو جائے تو بہتر ہے ۔

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور) آپ ان کی ایک میٹنگ بلا لیں ۔

وزیر اوقاف :- مجھے ان کی میٹنگ بلانے کی ضرورت نہیں ہے ۔ اس لیے کہ ہر ماہ اس کمیٹی کی ایک میٹنگ ہوتی ہے جس کا نام غالباً ڈسٹرکٹ ڈویلپمنٹ کمیٹی ہے ۔ اس میں ڈی سی بھی موجود ہوتا ہے اور تمام ایم پی اے صاحبان اس کے ممبر ہیں ۔ وہاں اس معاملے پر بحث فرما لیں اور اس کو دیکھ لیں ۔

جناب سپیکر :- یہ اس طرح بھی طے ہو سکتا ہے کہ آپ فرداً فرداً ان سے دریافت فرما لیں اور اس پر بھی فیصلہ ہو سکتا ہے ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- جناب والا ! جس کمیٹی کی میٹنگ کا یہ ذکر فرما رہے ہیں ، بدقسمتی یا خوش قسمتی سے ہم لوگ اس میں موجود نہیں ہوتے ۔ نہ ہی ہمیں اس میٹنگ میں بلایا جاتا ہے ۔

چوں کہ ان لوگوں کے اکٹھے ہونے کا ایک یہی فورم ہمیں میسر ہے ۔ اس لیے یہیں، فیصلہ ہونا چاہیے

جناب سپیکر:۔ جناب جنجوعہ صاحب ، جناب ملک صاحب نے یہ بات اس انداز میں طے کی ہے کہ آپ میں سے جو ممبران اسمبلی جھنگ سے تعلق رکھتے ہیں ، وہ فرداً فرداً ان سے دریافت کرلیں گے ۔ ممبران کی اکثریت نہیں چاہے گی تو چندہ نہیں لیا جائے گا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :۔ ٹھیک ہے جناب جس میٹنگ میں یہ طے کیا جائے گا ، کیا آپ ہمیں یقین دلاتے ہیں کہ اس میٹنگ میں ملک صاحب ہمیں بلائیں گے ؟

وزیر اوقاف :۔ یقیناً ان کو زحمت دی جائے گی۔

جناب سپیکر :۔ جی آپ کو بھی بلائیں گے۔ اب تحریک کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے ؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :۔ میں نے تو پہلے ہی گذارش کر دی ہے کہ میں پریس نہیں کرتا ۔

میاں محمد اسحاق :۔ پوائنٹ آف آرڈر :۔ جناب والا ! ہمارے علاقوں میں اکثر ایسے متنازعہ واقعات مقامی طور پر طے نہیں ہو سکتے جس کے لیے ہمیں آپ کی مدد درکار ہوتی ہے۔ اگر آپ یہاں یہ فیصلے نہیں کریں گے تو پھر دوسری میٹنگوں میں جن میں ہمیں بلایا ہی نہیں جاتا۔ یا ہمیں اطلاع ہی نہیں دی جاتی تو وہ معاملات وہاں کیسے طے ہوں گے ؟ ہم آپ کے نوٹس میں یہ معاملات اس لیے لاتے ہیں کہ آپ غیر جانبدار، لیسا ندارانہ اور منصفانہ طور پر ان کو طے کریں ۔ ہمارا حق ہمیں دیا جائے ۔ اگر ہم غلطیاں کرتے ہیں تو ہم اپنی غلطی تسلیم کرنے کے لیے تیار ہیں لیکن جو ہمارے جائز حقوق ہیں ، اگر ان میں ہمیں نظر انداز کیا جاتا ہے تو پھر ہم آپ کے نوٹس میں لائیں تو کہاں لے جائیں ؟ اگر یہ معاملہ یہاں پر طے نہیں کرتے تو ریاض حشمت صاحب کو جب گورنمنٹ میٹنگ میں نہیں بلایا جاتا تو پھر یہ کس کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے ؟

جناب سپیکر :۔ میاں صاحب ، آپ نے دیکھ لیا کہ یہ معاملہ یہاں نوٹس میں لایا گیا اور یہ معاملہ طے ہوگیا۔

میاں محمد اسحاق :۔ وہ تو اس بات پر اصرار کر رہے تھے کہ آپ کی موجودگی میں یہ معاملہ طے ہونا چاہیے۔ تاکہ سب ممبران کو پتہ چلے کہ آپ معاملہ کیسے طے کرتے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ صحیح اور مناسب فیصلہ صادر فرمائیں تو آئندہ کے لیے یہ معاملات وہیں صحیح طے ہو سکیں۔

جناب سپیکر :۔ یہ معاملہ صحیح طے ہو گیا ہے۔ آپ جنجوعہ صاحب سے پوچھ لیں۔ جناب اقبال احمد شاہ صاحب بخاری کی تحریک استحقاق ہے جو انھوں نے واپس لے لی ہے۔ کرنل صاحب، آپ کی تحریک آئندہ تاریخ پر لیں گے۔ آپ تشریف نہ رکھتے تھے۔ ہم نے ملتوی کر دی ہے مگر اس کو ختم نہیں کیا۔

جناب محمد یامین :۔ جناب سپیکر، مجھے چیف منسٹر صاحب نے بلایا تھا۔ اس لیے میں وہاں گیا ہوا تھا۔ اگر اسے کل زیر بحث لایا جائے تو پھر ایک دن اور لیٹ ہو جائے گی۔ اس لیے آپ مناسب سمجھیں تو اسے آج ہی زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر :۔ آج نہیں، اگلے روز

سید اقبال احمد :۔ جناب والا! یہاں نام کا مغالطہ لگتا ہے۔ میرا نام سید اقبال احمد ہے۔ دوسرے شاہ صاحب کا نام سید محمد اقبال احمد ہے۔ میں نے تو کوئی تحریک نہیں دی۔ اور نہ ہی واپس لی ہے۔ نام تو میرا بولا گیا ہے۔ ان کا نام محمد اقبال ہے اور میرا نام اقبال احمد ہے۔

جناب سپیکر :۔ میں نے بھی جو نام پکارا ہے، سید محمد اقبال احمد شاہ صاحب کا پکارا ہے اور بخاری بھی کہا ہے۔

ضمنی میزانیہ پر رائے شماری !!

جناب سپیکر :۔ اب ضمنی بجٹ پر رائے شماری ہو گی۔ میں چاہوں گا کہ طریق کار میں آسانی پیدا کر لی جائے تاکہ فریقین اور سب اراکین اسمبلی کے لیے سہولت ہو جائے گی۔ میں میاں محمد اسحاق صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ آپ کی طرف سے کتنی تخفیف زر کی تحاریک ہیں۔ کیا آپ بتا سکیں گے کہ آپ کون سی ڈیمانڈز پر بات کرنا چاہیں گے؟ اگر آپ اس بات کا

فیصلہ کرلیں کہ کون سے سبجیکٹس پر اور ڈیمانڈز پر آپ بات کرنا چاہتے ہیں تو مجھے ڈیمانڈ نمبر اور اپنے نام کی چٹیں ارسال کردیں تو اس پر آپ اپنی بات کرسکیں گے اور دوسری تخفیف زر کی تحاریک واپس تصور ہونگی۔ اس طریق کار سے آسانی پیدا ہوگی، آپ کے لیے بھی اور ہمارے لیے بھی۔

دوسرے آپ کے علم میں ہوگا کہ ہمارے پاس بحث کے لیے وقت محدود ہے۔ میں ایک بجے سے سب ڈیمانڈز پر رائے شماری شروع کردوں گا۔ اس سے پہلے ہی آپ جن مضامین کا انتخاب کرنا چاہتے ہیں، اس کی چٹیں اگر آپ مجھے بھجوا دیں یا جو معزز اراکین اسمبلی کے ناموں کے ساتھ تو ان کو میں take up کرلیتا ہوں۔

میاں محمد اسحاق :- جناب سپیکر، جیسا کہ پچھلے سال بھی ہوا تھا، اس ایوان کی یہ روایت بھی رہی ہے کہ جناب سپیکر کے کمرے میں جناب قائد حزب اختلاف اور حکومت کی طرف سے وزیر قانون یا کسی اور صاحب کو بلایا جاتا ہے اور وہاں ایک یا دو روز پہلے تصفیہ ہوجاتا ہے کہ ہمیں کون سی ڈیمانڈز پر بولنا ہے تو ہم اراکین انتظار کرتے رہے کہ آپ کی طرف سے ہمیں بلاوا آئیگا۔ ہمارے قائد حزب اختلاف اور دوسرے اراکین بھی انتظار کرتے رہے تاکہ ہم یہ فیصلہ کرلیں۔ اس آسانی کو مدنظر رکھا جاسکے۔

اس لیے اب آپ ہمیں مہلت دیں تاکہ ہم فیصلہ کرلیں کہ ہم کون کون سی ڈیمانڈز پر بولنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر :- آپ فیصلہ کرلیں یہ پہلی ڈیمانڈ جو ہے ہم اس کو شروع کرتے ہیں اور اس دوران آپ اگر کسی نتیجہ پر پہنچیں تو مجھے اطلاع کردیں

میاں محمد اسحاق :- ہمیں مہلت دی جائے

جناب سپیکر :- ٹھیک ہے جیسے یہ ڈیمانڈز ہیں اور کٹ موشن ہیں۔ ہم ان کو شروع کرتے ہیں۔ ہم اس کے مطابق معاملات کو نبٹائیں گے۔ ایک بجے یہ معاملہ ختم ہوجائے گا اور میں اس پر رائے شماری کراؤں گا۔

میاں محمد اسحاق :- جناب والا اگر یہ پہلے طے ہوجاتا ہے تو بہت بہتر تھا۔ اگر آپ دو تین منٹ مجھے دیں تو میں اپنے ساتھیوں سے پوچھ کر آپ کو بتاتا ہوں۔

جناب سپیکر :- آپ ضرور دریافت کریں۔

جناب عثمان ابراہیم :- آپ بجٹ کے سلسلے میں کام شروع کر رہے ہیں تو ہماری تخفیف زر کی تحاریک، ڈیمانڈ نمبر ا پر ہیں - ایسا نہ ہو کہ ہم وہاں یہ فیصلہ کرتے رہیں اور اس دوران یہ ڈیمانڈ پاس ہو جائے - اگر ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ ہم اس ڈیمانڈ پر بولنا چاہتے ہیں تو پھر کیا ہوگا ؟

جناب سپیکر :- اگر آپ دو منٹ میں فیصلہ کر سکتے ہیں تو ٹھیک ہے - جن صاحبان کی طرف سے نمبر ا ڈیمانڈ پر cut motions ہیں، وہ اگر تشریف رکھتے ہیں تو وہ اپنا معاملہ پیش کر سکیں گے اور بات بھی کر سکیں گے - درست ہے آپ بات کریں - میں اس کو شروع کرتا ہوں -

وزیر خزانہ :- جناب سپیکر میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں -

کہ ایک ضمنی رقم جو سولہ لاکھ سترسٹھ ہزار تین سو نوے روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جاتے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۶ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ صوباتی آبکاری برداشت کرنے پڑیں گے

جناب سپیکر :- یہ تحریک پیش کی گئی ہے -

کہ ایک ضمنی رقم جو سولہ لاکھ سترسٹھ ہزار تین سو نوے روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جاتے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۶ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ صوباتی آبکاری برداشت کرنے پڑیں گے -

جناب عثمان ابراہیم :- opposed

جناب سپیکر :- اس ڈیمانڈ پر مخدوم زادہ سید حسن محمود، میاں افضل حیات، میاں محمد اسحاق جناب طاھر احمد شاہ، جناب عثمان ابراہیم، جناب محمد رفیق، بیگم شاہین منور احمد، جناب ریاض حشمت جنجوعہ -

میاں محمد اسحاق :- جناب والا - ہم نے جو تخفیف زر کی تحاریک دی ہیں، اگر ہم میں سے ایک رکن اس کو opposed کرتے ہیں تو اسے ہم سب کی طرف سے opposed سمجھا جائے گا -

جناب سپیکر :- اس میں طریقہ کار یہ ہے کہ میں نے جس ترتیب کے ساتھ cut motions کے سلسلے میں نام پکارے ہیں اسی ترتیب کے ساتھ یہ تحاریک آئی ہیں۔ ان میں سے جو اراکین موجود نہیں ہیں وہ تو ظاہر ہے کہ cut motion پیش نہیں کریں گے۔ جو موجود ہیں وہ اپنی cut motion پیش کریں گے اور ان ہی کی طرف سے وہ پیش کردہ تصور ہوگی۔ اور اس کے بعد جو ممبران موجود ہوں اور جنھوں نے تخفیف زر کی تحاریک دی ہیں، ان سب کو اس پر بات کرنے کا حق ہوگا اور سب تقاریر کر سکتے ہیں۔ آپ میں سے کون صاحب cut motion پیش کرنا چاہتے ہیں۔ ترتیب کے ساتھ۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب۔ میاں افضل حیات صاحب، میاں محمد اسحاق صاحب۔

میاں محمد اسحاق :- میں یہ cut motions پیش کرتا ہوں کہ :-

مطالبہ نمبر ۱، گرانٹ نمبر ۳ صوبائی آبکاری کی شق نمبر (۳) کی کل رقم ایک لاکھ اکہتر ہزار آٹھ سو اسی روپے میں سے ۱۰ ہزار روپے کم کر دیے جائیں۔

Mr. Speaker :

The motion moved is that the item of Rs. 1,71,880 on account of total Item No. 3 Medical Treatment abroad of Mr. Muhammad Aslam E & T Inspector Excise Deptt. be reduced by Rs. 10,000.

وزیر آبکاری و محصولات (چوہدری اختر رسول) : میں مخالفت کرتا ہوں۔

میاں محمد اسحاق :- جناب سپیکر مسٹر محمد اسلم انسپکٹر آبکاری و محصولات کے علاج معالجہ کے لیے یہ رقم رکھی گئی ہے۔ میں اس سلسلے میں عرض کروں گا کہ کیا اس کا علاج پاکستان میں نہیں ہو سکتا تھا۔ جبکہ ۹ کروڑ عوام کا علاج ملک میں ہو رہا ہے تو اس کو خصوصی طور پر علاج کے لیے باہر بھیجنا کیوں مقصود ہے۔ ہمارے ملک میں جدید ترین طبی سہولتوں کے باوجود۔

یہ ایک قسم کا فیشن بن گیا ہے کہ جب کسی شخص کو حکومت نوازنا چاہتی ہے تو اس کو باہر بھیجنے یا سیر کرانے کے لیے بطور رشوت کوئی ایسا بہانہ بنا کر یہ رقوم رکھی جاتی ہیں۔ یا وہ افسر جو حکومت کو زیادہ کارکردگی دکھاتا ہے، زیادہ خوشامد کرتا ہے، تو اس کو اس طریقے سے نوازا جاتا ہے۔

جناب والا! اگر ان صاحب کو باہر بھیجنا ہے تو ایسے اور لوگ بھی ہیں جو اس سے زیادہ امداد کے مستحق اور حق دار ہیں پھر انھیں بھی باہر علاج معالجہ کے لیے بھیجا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ناانصافی پر مبنی ہے۔ ہمیں عوام کے پیسے سے اس طرح نہیں کھیلنا چاہیے بلکہ ان کو یہاں ہی علاج کی ہر طرح کی سہولتیں مہیا کرنا حکومت پاکستان کا فرض ہے۔ بجائے اس کے کہ یہ پیسہ باہر بھیج کر ضائع کیا جائے، یہاں جو جدید قسم کے ہسپتال تعمیر کروا رہے ہیں۔ یہ کس لیے تعمیر کیے جا رہے ہیں۔ یہ ایسے ہی اصحاب کے لیے تعمیر کروا رہے ہیں کہ ان کا علاج یہاں کروایا جائے۔ اور یہ جو باہر پیسہ ضائع کیا جاتا ہے، وہ یہاں ہمارے ملک میں خرچ ہونا چاہیے۔ اور جو equipments ضروری ہیں، وہ منگوائے جائیں تاکہ ایک کی بجائے سب مریضوں کو علاج معالجہ کی تمام سہولتیں میسر آسکیں۔

جناب والا! اب میں نے محکمہ ٹیکسیشن کے متعلق عرض کرنا ہے اور خاص کر میں وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کو یہ بات ذہن نشین کروانا چاہوں گا کہ جو ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن والے assessment کر رہے ہیں یہ خاص کر رشوت پر ہو رہی ہے۔ اگر کسی صاحب کی سالانہ assessment دس ہزار روپے کی ہے تو موقع پر ہی پاس کر کے ان کی assessment کم کر دی جاتی ہے۔ اس محکمے میں جتنی دھاندلی اور رشوت کا..........

وزیر قانون Point of order Sir.

جناب سپیکر :۔ وزیر قانون Point of order پر بولنا چاہتے ہیں۔

وزیر قانون :۔ جناب والا! رول میں یہ صاف طور پر لکھا گیا ہے۔

Rule 116 (c) . . ., the discussion thereon shall be confined to the particular grievance specified in the motion.

تو صرف اسی حد تک یہ بحث کر سکتے ہیں، اس سے آگے نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر :۔ یہ کس رول کا آپ حوالہ دے رہے ہیں ؟

وزیر قانون :۔ جناب والا یہ رول ۱۱۶ (c) ہے۔ ٹوکن کٹ، اکانومی کٹ کے متعلق آپ بات کر سکتے ہیں کہ کس طرح اکانومی کٹ ہو سکتی ہے۔ آپ جنرل بحث

نہیں کر سکتے ۔

Rule 116 (b) . . . "The notice shall indicate briefly and precisely that particular matter on which discussion is sought to be raised . . ."

جناب سپیکر :۔ آپ Disapproval of Policy Cut کے متعلق بات کر رہے ہیں ۔

وزیرِ قانون :۔ یہ اکانومی کٹ کے متعلق ہے ۔ Rule 116 (b)

جناب سپیکر :۔ میاں صاحب ! آپ اپنی بات جاری رکھیں، میں اس پر بات کرتا ہوں ۔

میاں محمد اسحاق :۔ جناب والا! میں نے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے متعلق cut motion دی ہے تو اس کے متعلق میں یہ عرض کرنا چاہ رہا تھا، نیز ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے وزیر صاحب کے ذہن نشین کروانا چاہوں گا کہ خاص طور پر لاہور میں جو assessment کی جا رہی ہے اس میں تو اتنی دھاندلی ہے کہ لاکھوں روپے کا غبن ہو رہا ہے اور اگر یہ بذاتِ خود اس سلسلے میں انکوائری کروائیں تو خفیہ طور پر جن مکانات کی assessment ہوتی ہے ۔ آپ دیکھیں گے کہ وہاں پر میرے خیال میں سو میں پچیس روپے کی بھی assessment صحیح نہیں ہوتی ۔

جناب سعید اکبر خان :۔ Point of order Sir.

جناب سپیکر :۔ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

جناب سعید اکبر خان :۔ جی جناب !

جناب سپیکر :۔ ارشاد فرمائیے !

جناب سعید اکبر خان :۔ جناب والا وزیرِ قانون صاحب نے پوائنٹ اٹھایا ہے ، اس میں ان کا مقصد یہ تھا کہ میاں صاحب کی جو کٹ موشن cut motions ہے وہ اس کے متعلق بات کریں ۔ آپ نے ان کو اجازت فرما دی ہے کہ وہ بات کریں ۔ پہلے ان کا جو اعتراض ہے ، اسے آپ منظور کریں یا رد کریں ۔ پھر اس کے بعد انہیں بولنے کی اجازت دیں ۔ کیونکہ وہ تو cut motion کے متعلق بول ہی نہیں رہے ۔ وہ تو

cut motion کے علاوہ بات کر رہے ہیں اور جنرل بحث کر رہے ہیں

جناب سپیکر :۔ بعض دفعہ بات کا نوٹس نہ لینے سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ اس بات کو منظور نہیں کیا گیا۔

وزیر زراعت :۔ جناب والا! آپ کی رولنگ آچکی ہے اگر آپ اجازت فرمائیں تو میں یہ عرض کروں گا کہ یہ بات واضح ہو جانی چاہیے۔

میاں محمد اسحاق :۔ پوائنٹ آف آرڈر سر :۔ جناب والا! میں چوہدری صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وہ پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کر رہے ہیں یا اپنی مرضی سے کھڑے ہیں۔

وزیر زراعت :۔ جی میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر :۔ جی چوہدری صاحب۔

وزیر زراعت :۔ جناب والا! میں عرض کروں گا کہ گزشتہ سال بھی یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ میرے فاضل ممبران جو اپوزیشن کے بینچوں پر بیٹھے ہوتے ہیں، ان کا ذہن clear ہونا چاہیے کہ جو کٹ موشن وہ move کر رہے ہیں، ان سے ان کا مقصد کیا ہے اور اگر وہ ایک چیز چُن لیتے ہیں تو پھر

Then they must restrict themselves within that specified field under the procedure of the Assembly.

تو میں اس بارے میں عرض کروں کہ گزشتہ سال جناب کی رولنگ آچکی ہے کہ موجودہ جو کٹ موشن move ہوئی ہے اس بارے میں دو طرز کے استدلال ان کے سامنے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ :۔

That the item of Rs. 1,71,880 on account of Total Item No. (3) Medical Treatment Abroad of Mr. Muhammad Aslam, E & T Inspector, Excise Department be reduced by Rs. 10,000.

اور نمبر دو یہ ہے جو کہ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے ہے۔

"... be reduced by Rs. 100.00.

تو میں عرض کروں کہ یہ دونوں جو ڈیمانڈز ہیں یہ ۱۱۶ (اے)۔ (بی) اور (سی) میں آتی ہیں۔ اگر یہ نمبر (اے) میں آتی ہیں یعنی :۔

"Disapproval of policy Cut"

Then the entire policy of the Department could be taken into consideration or brought under discussion.

Disapproval of Policy Cut میں ان کے لیے میدان بڑا وسیع ہے کہ دنیا جہان کی چیزوں پر یہ بولتے جائیں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن جہاں تک (بی) کا تعلق ہے۔

Rule 116 (b) That the amount of the demand be reduced by a specified amount"...

جس طرح انھوں نے specified amount mention کر کے کہا ہے کہ اس کو اس حد تک کم کر دیا جائے تو یہ Economy Cut ہوتی۔

That will be called 'Economy Cut". Economy Cut means that the Department must have acted most.

If they have chosen this field then they must restrict themselves within that specified field.

They must have confined themselves to that particular reference.

اس میں انھوں نے ایک مخصوص ریفرنس دیا ہے کہ جناب فلاں آدمی کو جو آپ نے باہر بھجوایا تھا اس کو آپ باہر نہ بھجواتے تو۔

They must have confined themselves to that particular reference.

جو اس اکانومی کٹ کے تحت وہ لائے ہیں اور اگر لاتے ہیں تو اس حد تک ہی محدود رہیں اس بارے میں وہ اپنی متبادل تجاویز بھی دے سکتے ہیں کہ آپ اس کو نہ بھجواتے۔ آپ اس کو گنگا رام ہسپتال میں داخل کرواتے یا اس کو سروسز ہسپتال میں داخل کرواتے تو اس پر جو وہ بولنا چاہیں، وہ اس بارے میں اپنی تجاویز دیں اور اس کو وہ disapprove کریں کہ اس شخص کو جو بھیجا گیا ہے وہ غلط بھیجا گیا ہے۔ یہ نہیں کہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن والوں کی assessment کی بات کریں۔ اس assessment کا میڈیکل سے قطعاً کوئی تعلق نہیں بنتا اور اگر انھوں نے assessment کی بات کرنی تھی تو "Disapproval of Policy Cut" لاتے تاکہ اس بارے میں جس طرح سے ان کو یہ اجازت ہے

کہ وہ مین بجٹ میں لائیں اور محکمہ کی پالیسی کو زیر بحث لائیں۔ اس لیے اکانومی کٹ میں یہ ہر بات زیر بحث نہیں لا سکتے ہیں، علاوہ ازیں کلاز کا سب کلاز (c) جو ہے

That the amount of demand be reduced to Rs. 100.00

اگر ایک سو روپے کم کرنے کی حد تک ہے تو اس کو ٹوکن کٹ کہتے ہیں اور اس ٹوکن کٹ میں پھر ان کو PRECISE ہونا پڑے گا To the same extent جس طرح سے یہاں پر بیان کر دیا گیا ہے کہ:-

That the amount of demand be reduced to Rs. 100.00.

جناب سپیکر:- آپ صرف اکانومی کٹ کی بات کر رہے ہیں۔

وزیر زراعت:- نہیں جناب اس کے دوسرے نمبر پر ان کا ٹوکن کٹ بھی ہے اور اس ڈیمانڈ میں ٹوکن کٹ بھی ہے۔

جناب سپیکر:- اس ڈیمانڈ میں میاں اسحاق صاحب جس کٹ موشن پر بات کر رہے ہیں اس میں وہ اکانومی کٹ کی بات کر رہے ہیں۔

وزیر زراعت:- درست ہے جناب مگر میں یہ عرض کروں گا کہ چونکہ انھوں نے اکانومی کٹ دیا ہے تو وہ اپنے آپ کو Within the four walls of the economy cut. ہی رکھیں۔

میاں محمد اسحاق:- پوائنٹ آف آرڈر سر۔

Mr. Speaker : Minister for Agriculture is on a point of order Will you please take your seat.

وزیر زراعت:- تو میں جناب والا یہ عرض کروں کہ یہ بات بڑی واضح الفاظ میں کر دی گئی ہے۔

The notice shall indicate briefly and precisely the particular matter for which permission is sought to be raised for which it is confined to discussion as to to how the economy cut is effected.

اس لیے میں یہ عرض کروں کہ ایک مخصوص ریفرنس جو انھوں نے دے دیا ہے ایک آدمی کو باہر بھجوانے کا، وہ اس حد تک ہی اپنے آپ کو محدود رکھیں اور اس بارے میں ہی جناب والا کی

رولنگ درکار تھی۔ جناب والا گزشتہ مرتبہ بھی آپ نے اس بارے میں اپنی رولنگ دی تھی۔

جناب سپیکر:۔ آپ کا جو پوائنٹ آف آرڈر ہے وہ درست ہے لیکن میں اس پر اپنی رولنگ دے چکا ہوں اور میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ رولنگ دینے کے بعد اس رولنگ پر کسی قسم کی اور کسی بھی طریقہ سے جو تنقید نامناسب ہے اور پھر یہ کہ یہ اکانومی کٹ کی بات ہے، اس میں ایک specific matter کو زیر بحث لایا گیا ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ جس آدمی کی بات کی گئی ہے، تحریک پیش کرنے والے اراکین اسی کو ہی دہراتے چلے جائیں۔ کیونکہ اس میں یہ چیز درج ہے کہ:۔

It shall be confined to the discussion as to how the economy cut be effected.

تو اس سلسلہ میں یہ subject تھوڑا سا vast بھی ہو جاتا ہے۔ اس لحاظ سے کہ اکانومی کیسے effect ہوتی ہے تو اس لیے میاں اسحق صاحب اپنی بات جاری رکھیں گے۔

میاں محمد اسحاق:۔ جناب سپیکر، سب سے پہلے میں آپ کی اجازت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ کل محترمہ شاہین منور صاحبہ نے جب انگریزی میں تقریر کی تھی تو ان حضرات نے اس پر اعتراض کیا تھا، تو آج میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ وزیر زراعت چودھری عبدالغفور صاحب بھی انگریزی میں کیوں تقریر کرتے ہیں۔ اگر یہ ہمارے مقرر پر اعتراض کرتے ہیں تو کیا ہمیں بھی ان پر اعتراض کرنے کا کوئی حق ہے یا نہیں؟ جناب والا! یہ ساری چیزیں کیوں نہیں اردو میں پیش کرتے؟

جناب سپیکر:۔ میاں صاحب، بیگم صاحبہ کی بات اور ہے، چوہدری صاحب کی بات اور ہے۔

میاں محمد اسحاق:۔ جناب سپیکر، میں آپ کے بہ گوش گزار کرنا چاہوں گا کہ ایک قول اور فعل میں تضاد ہوتا ہے کہ یہ لکھتے کچھ ہیں اور بولتے کچھ ہیں۔ اور ہمیں اس پر اعتراض ہے۔ تو اس لیے میں گزارش کروں گا کہ جو یہ بولتے ہیں اگر وہی لکھا جائے، اور جو لکھتے ہیں

وہی بولا جاتے تو یہ مناسب ہوگا۔

چوہدری محمد رفیق :۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب سپیکر! کم از کم آپ سے تو ہمیں یہ توقع نہ تھی، کہ آپ بھی امتیازی سلوک کریں گے جس طرح جناب نے ابھی ابھی فرمایا ہے کہ ان کی بات اور ہے اور ان کی بات اور ہے۔

جناب سپیکر :۔ تو کیا آپ بیگم صاحبہ کو ہر معاملہ میں چوہدری عبدالغفور صاحب کے برابر سمجھتے ہیں؟۔

Begum Shaheen Manawar Ahmad : On a point of Personal Explanation Sir. I am equally a Member of the House and I would reply to Ch. Ghafoor in English.

اگر چوہدری صاحب اردو میں بولیں تو میں بھی اردو میں جواب دوں گی لیکن میں سمجھتی ہوں کہ اس میں فرق یہ ہے کہ شاید میرے ممبر بھائی میری بات سمجھنا چاہتے تھے۔ حالانکہ چوہدری صاحب کا تعلق حزبِ اقتدار سے ہے لیکن اراکین سمجھتے ہیں کہ چوہدری عبدالغفور صاحب کی بات کو سمجھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سعید اکبر خان :۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب! جناب والا! معاملہ انگریزی سمجھنے یا سمجھانے کا نہیں تھا۔ یہ spead کا معاملہ تھا۔ کیونکہ بیگم صاحبہ بڑی روانی سے انگریزی بولتی ہیں لہٰذا ان کی سمجھ کم آتی تھی اور اس کے برعکس چوہدری عبدالغفور صاحب آہستہ بولتے ہیں ان کی بات بآسانی سمجھ آجاتی ہے۔ اصل بات سپیڈ کی تھی کہ بیگم صاحبہ کے انگریزی بولنے کی رفتار بہت تیز تھی۔

بیگم شاہین منور احمد صاحبہ :۔ میرے خیال میں یہ تلفظ کی بات ہے سپیڈ کی بات نہیں ہے۔

میاں محمد اسحاق :۔ جناب والا! میں ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن منسٹر صاحب کی خدمت میں لاہور کا معاملہ پیش کر رہا ہوں۔ اگر وہ اس Assessment کے معاملہ کی پڑتال فرمائیں تو ان کو اس میں اتنا بڑا غبن ملے گا کہ یہ خود سوچیں گے کہ اگر اس کا تدارک کیا جاتے تو محکمہ کی آمدن میں مزید اضافہ ہو سکتا ہے اور اگر اس میں عملہ کم بھی کر دیا جاتے تو بھی اس آمدنی میں کثیر اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ بس جناب والا! میں اسی پر اکتفا

کرتا ہوں۔

جناب سپیکر :۔ سید طاہر احمد شاہ۔

سید طاہر احمد شاہ :۔ جناب سپیکر، ضمنی بجٹ کے مطالبہ زر نمبر ۱، گرانٹ نمبر ۳ اور آئیٹم نمبر ۳ جو کہ ایک لاکھ اکہتر ہزار آٹھ سو اسی (۱,۷۱,۸۸۰) روپے ہے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے ایک آفیسر کے علاج معالجہ کی غرض سے جو بیرونی ممالک میں فارن ایکسچینج کی صورت میں ادا کیا جاتا ہے، وہ رقم ادا کر کے ایک مخصوص سرکاری ملازم کو محکمہ کے افسران بالا نے ناجائز مراعات دی ہیں۔ پاکستان میں ہمارے صوبے پنجاب میں کروڑوں روپے کے medical equipments درآمد کر کے ہسپتالوں کو modern treatment technology سے equipped کیا جا رہا ہے اور نوکر شاہی افراد کی بڑی بڑی میں ہمارے متوسط و غریب طبقہ سے تعلق رکھنے والے لوگ اور خاص طبقہ سے تعلق رکھنے والے لوگ بھی اس سے مستفید ہوتے ہیں اور ان کا علاج پاک سرزمین پر ہی کیا جاتا ہے۔ چونکہ ویسے تو ہر محکمہ میں بدعنوانیاں بام عروج پر ہیں اور سرکاری اہل کاران ملک کے اور صوبے کے عوام کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ کر Not only they are making money but they are minting money.

میں ایک مخصوص انسپکٹر پر اعتراض نہیں کرتا مگر پالیسی کے طور پر اس حقیقت سے اس معزز ایوان کا کوئی بھی رکن انکار نہیں کر سکتا کہ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی بدعنوانیوں کا چرچا زبان خاص و عام پر ہے۔ اور وقتاً فوقتاً اخبارات کی شاہ سرخیاں، اور ذیلی سرخیاں اس حقیقت کی نشاندہی کرتی رہتی ہیں

جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ جو اہلکاران یا افسران عوام کو دونوں ہاتھوں سے لوٹتے ہیں وہ ناجائز ذرائع سے دولت جمع کر کے اپنے افسران بالا کی مٹھی گرم کرتے ہیں اور ان کے منظور نظر افراد میں شمار ہوتے ہیں، حالانکہ اس حقیقت سے معزز ایوان کا کوئی رکن بھی انکار نہیں کر سکتا کہ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے ایکسائز انسپکٹران کے پاس اتنی ناجائز آمدن سے دولت جمع ہو چکی ہے کہ ایک لاکھ اکہتر ہزار آٹھ سو اسی روپے کی بجائے اگر وہ چاہیں تو دس لاکھ اکہتر ہزار آٹھ سو اسی روپے بھی اپنی جیب سے ناجائز ذرائع سے پیدا کردہ دولت سے بیرونی ممالک میں جا کر علاج کروا سکتے ہیں۔ یہاں ہمارے غریب عوام کو، عام طبقے کے انسانوں کو، مزدوروں کو

دہقانوں کو، محنت کشوں کو ہسپتالوں میں دوائی تک نہیں ملتی۔ اور اگر دوائی ملتی ہے تو جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کے علم میں یہ بات لانا چاہوں گا کہ وہ دوائیاں date expired ہوتی ہیں اور محکمہ صحت کے افسران سے مل کر بڑی بڑی کمپنیاں ان دوائیوں پر لیبل تبدیل کر کے date expired دوائیاں ہسپتالوں کو فراہم کر دیتی ہیں۔ آپ اگر سرکاری ہسپتال سے وہی دوائی حاصل کرلیں اور Private Medical store سے وہی دوائی حاصل کر کے سرکاری ہسپتال کی دوائی سے موازنہ کریں تو سرکاری ہسپتال میں اسی کمپنی کی بنائی ہوئی دوائی، اسی لیبل سے، اسی قیمت پر خریدی ہوئی دوائی مؤثر نہیں ہوتی۔ جتنی کہ قیمتاً بازار سے حاصل کردہ دوائی اثر کرتی ہے۔

جناب والا! انسانیت کے ساتھ زیادتی کی جا رہی ہے۔ اگر اس قسم کے ناجائز اخراجات کی یہ ایوان منظوری کی اجازت دیتا ہے تو ہمارے ملک کے غریب عوام یہ سوچنے اور یہ نتیجہ اخذ کرنے پر مجبور ہونگے کہ ہماری حکومت، ہمارے نمائندے اور عوامی حکومت کا دعوے کرنے والی حکومت قومی سرمایہ کا صحیح تصرف نہیں کر رہی ہے۔

جناب والا! چونکہ اور بھی بے شمار کٹوتی کی تحریکیں بحث کے لیے موجود ہیں۔ میرے پاس دلائل کافی ہیں مگر میں اپنی بات کو انہی خیالات پر ختم کرتا ہوں اور یہ کہوں گا کہ اس قسم کے اللّے تللّوں پر، اس قسم کی اقرباء نوازیوں پر، اس طریقے سے اپنے منظور نظر افسران کو اور اہل کاروں کو سہولیات دینے کا سلسلہ بند ہونا چاہیے اور عوامی روپے کے زیاں کو روکنا چاہیے شکریہ!

جناب سپیکر:۔ میاں صاحب جو تجویز پیش ہوئی تھی، اس کے بارے میں کوئی فیصلہ ہوا؟

میاں محمد اسحاق:۔ جناب والا! آپ نے اچانک کارروائی شروع کر دی تھی اور ہمیں مشورہ کرنے کا بھی موقع نہیں ملا۔ اس لیے اگر آپ مناسب سمجھیں تو تھوڑی دیر کے لیے اجلاس ملتوی کر دیں تاکہ ہم آپس میں مشورہ کر سکیں۔

جناب سپیکر:۔ آپ جن اراکین یا وزراء سے مشورہ کرنا چاہتے ہیں، مشورہ کریں، باقی اراکین اپنی کٹوتی کی تحریکوں پر بات کر لیں گے۔

جناب عثمان ابراہیم:۔ جناب سپیکر! میرے خیال میں آپ ایجنڈے کے مطابق اجلاس

کی کارروائی جاری رکھیں۔ اور اس دوران ہمیں اگر یہ محسوس ہوا کہ اس کٹ موشن پر ہم نے بات نہیں کرنی ہے تو ہم اس پر زور نہیں دیں گے۔

جناب سپیکر :۔ ٹھیک ہے جناب عثمان ابراہیم صاحب۔

جناب عثمان ابراہیم :۔ جناب سپیکر! بڑے افسوس کا مقام ہے کہ آج ہم سے ایک سرکاری آفیسر کے بیرون ملک علاج کے لیے ایک لاکھ اکہتر ہزار آٹھ سو اسی روپے کی منظوری لی جا رہی ہے جبکہ اس ملک کے عوام کو اپنے ملک میں پوری طبی سہولیات میسر نہیں ہیں اور غریب لوگوں کو تو ہسپتال میں داخلے کے لیے بھی فیس ادا کرنا پڑتی ہے۔ یہ معاملہ گزشتہ بجٹ میں بھی زیر بحث آیا تھا اور ہم نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ سرکاری ملازمین کو علاج کے لیے باہر بھیجنے کی بجائے اپنے ملک کے ڈاکٹروں کو تربیت کے لیے بیرون ملک بھیجا جائے اور اپنے ملک میں Modern equipment کا انتظام کیا جائے تاکہ لوگ اپنے ملک میں بیماریوں سے نجات حاصل کر سکیں۔

جناب سپیکر! پچھلے مالی سال کے بجٹ میں پچاس لاکھ روپے کی lump sum provision بیرون ملک علاج کے لیے رکھی گئی۔ اس کا مطلب ہے وہ رقم بھی utilize ہو گئی اور اس رقم کے ختم ہونے پر ہی ان اخراجات کی ضرورت پڑی ہے۔ اس کے علاوہ اسی بجٹ میں صفحہ ۷۱ پر، ۳ لاکھ تراسی ہزار ۵۰۰ روپے کی رقم بھی شامل ہے جو کہ آفیسرز کے بیرون ملک علاج کے لیے رکھی گئی ہے اور اس رقم سے آفیسرز کا بیرون ملک علاج کیا گیا ہے۔

جناب والا! یہ بہت بڑی رقم ہے اور اس کو بجٹ میں مختص کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے کہ صرف افسروں کے لیے اتنی بھاری رقم رکھی جائے اور عوام کی ضروریات کو یکسر نظر انداز کر دیا جائے۔ اس سلسلہ میں حکومت سے یہی گزارش ہوگی کہ آئندہ بجٹ بناتے وقت کم از کم lump sum کی یہ پروویژن جو بجٹ کا حصہ بن گئی ہے، اسے بالکل ختم کر دینا چاہیے۔ ہاں البتہ اگر بعد میں کسی افسر کو ضرورت پڑی اور اس کا واقعی علاج یہاں پر ناممکن ہو تو اسے بیرون ملک بھیج دینا چاہیے۔ کیونکہ اس رقم کی موجودگی میں ہر آفیسر چاہتا ہے کہ اس کا علاج بیرون ملک ہو۔ شکریہ!

جناب سپیکر :۔ جناب چوہدری محمد رفیق صاحب۔

چوہدری محمد رفیق :۔ جناب سپیکر، بیگم بشریٰ رحمان صاحبہ سے معذرت کے ساتھ ایک

لطیفہ عرض کرتا ہوں۔

آوازیں : نہیں ! نہیں !

چوہدری محمد رفیق :- آپ سنیں تو سہی بات متعلقہ ہے - ایک پاکستانی شہزادہ لندن تشریف لے گیا ......

جناب سپیکر :- چوہدری صاحب یہ آپ کٹ موشن پر بات کر رہے ہیں ؟

چوہدری محمد رفیق :- جناب والا بالکل کٹ موشن پر ہی کر رہا ہوں لیکن اس کے متعلق ایک لطیفہ سنانا چاہتا ہوں۔

وزیر محصولات و آب کاری :- پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر ! یہ کوئی لطائف کی محفل نہیں ہے کہ لطیفے سنا کر اس معزز ایوان کا وقت ضائع کیا جائے۔

جناب سپیکر :- چوہدری صاحب ! آپ اپنی کٹ موشن پر بات کریں۔

چوہدری محمد رفیق :- ٹھیک ہے اگر آپ لطیفہ نہیں سننا چاہتے تو میں بھی اصرار نہیں کرتا (قطع کلامیاں)

وزیر زراعت :- جناب سپیکر کیا ان کی موجودگی میں کسی اور لطیفے کی ضرورت ہے ؟

(قہقہے !!)

چوہدری محمد رفیق :- جناب سپیکر : محمد اسلم ایکسائز انسپکٹر صاحب کی ذات سے ہمیں قطعی کوئی اختلاف نہیں کہ ان کو کیوں بغرض علاج بیرون ملک بھیجا گیا اور ان کے لیے کیوں بجٹ میں اتنی خطیر رقم مخصوص کی گئی ؟ آپ اس کو یوں تصور کریں کہ کوئی زید ہو یا بکر، ہمیں تو صرف اصولی بنیادوں اور امتیازی سلوک پر اختلاف ہے۔ اس غیر مساوی سلوک کے خلاف ہم سوچتے ہیں، کچھ عرض کرتے ہیں کہ یہ غیر منصفانہ سلوک پاکستانی قوم کے ساتھ اور عوام کے ساتھ کیوں روا رکھا جا رہا ہے ؟

ایک طرف تو بیورو کریٹس کو، اعلیٰ افسران کو سرکاری خرچ پر خطیر رقم زر مبادلہ کی شکل میں دے کر بیرونی ممالک میں علاج کی غرض سے بھیجا جاتا ہے اور اس کا comparison and contrest اس کی تصویر اس کی جھلک آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کا پیش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے عوام کو علاج کے لیے بنیادی طبی سہولتیں تک بھی میسر نہیں

ہیں۔ خاص طور پر دیہی آبادی جو کہ ۷۷ فی صد عوام پر مشتمل ہے، جن میں مزدور، کاشتکار کا تناسب زیادہ ہے، وہاں پر دس ہزار فی کس آبادی کو ایک ڈاکٹر بھی میسّر نہیں ہے۔ نہ ان کو ادویات ملتی ہیں۔ اور اکثر اوقات ڈاکٹر صاحب کی شکل بھی ان کو دیکھنے کے لیے نہیں ملتی۔ صرف کبھی کبھار ان کو کوئی ڈسپنسر نظر آجاتا ہے۔ یہ وہ صورت حال ہے جس کا موازنہ میں اس کٹ موشن کے ذریعے کرنا چاہتا تھا کہ ایک طرف تو اس ملک کی اکثریت کے لیے بنیادی طبی سہولتیں بھی میسّر نہیں ہیں، ان کو ادویات نہیں ملتیں۔ اس کے علاوہ آپ نے ہسپتالوں میں بیڈ فیس دس روپے روزانہ مقرر کر رکھی ہے جس کی وجہ سے غریب لوگ ہسپتال کا رخ ہی نہیں کرتے اور اپنے گھروں میں ہی چارپائی پر ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مر جاتے ہیں۔

آخر یہ فرق، یہ امتیازی سلوک کیوں ہے؟ اس کے لیے میں نے اس معزز ایوان کے سامنے یہ عرضداشت پیش کی ہے کہ خدارا اس امتیازی سلوک کو ختم کیا جائے اور عوام کے ساتھ یکساں سلوک روا رکھا جائے۔

جناب سپیکر :۔ محترمہ بیگم شاہین منور صاحبہ

بیگم شاہین منور احمد :۔ جناب سپیکر! آج جو کٹوتی کی تحریکیں پیش ہوئی ہیں۔ یہ ہم اس خزانے کے پیسے میں سے sanction کرنا چاہتے ہیں، منظور کرنا چاہتے ہیں یا نامنظور کرنا چاہتے ہیں جو عوام نے ٹیکسوں سے اس Treasury کو بھرا ہے۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ صرف اپوزیشن کا ہی فرض نہیں ہے کہ وہ اس کی حفاظت کریں بلکہ یہ پورے ہاؤس پر فرض عائد ہوتا ہے کہ اس کا خیال رکھیں۔ یہ روپیہ آپ کے پاس ایک امانت ہے اور اس کو آپ نے کس طریقے سے استعمال کرنا ہے۔

آپ دیکھیں کہ ایک سرکاری افسر کے بیرون ملک علاج کے لیے اتنی بڑی رقم مخصوص کی گئی ہے۔ میں یہ مانتی ہوں کہ شاید ان کا کوئی ایسا علاج ہو جو اس ملک میں نہیں ہو سکتا تھا لیکن یہ حیرت کی بات ہے کہ کون سا ایسا علاج ہے جو اس ملک میں نہیں ہوتا۔ ہمارے ہسپتالوں میں Modern equipment کی تنصیب ہو چکی ہے۔ آئے دن جب کسی ہسپتال کی افتتاحی تقریب ((opening)) ہوتی ہے تو کہا جاتا ہے کہ اس ہسپتال میں یہ یہ ہوگا۔ اب جب آپ ان ہسپتالوں کو دیکھتے ہیں۔ خواہ وہ بہت بڑے

ٹیچنگ ہسپتال ہیں۔ شاید اس شخص کا علاج وہاں ہو سکتا۔ لیکن اگر آپ دوسری طرف سرکاری ہسپتالوں پر نظر ڈالیں تو آپ کو بڑا دکھ ہوگا۔ میں سمجھتی ہوں کہ میرے سارے بھائی، ان کا تعلق بھی جن جن Constituencies سے ہے، وہاں چھوٹے چھوٹے ہسپتال ہیں اور ان ہسپتالوں کی حالت کو دیکھ کر میرے ساتھ اتفاق کریں گے۔ اگر یہ پیسہ ان ہسپتالوں کے تصرف میں لایا جاتا اور اس شخص کا وی آئی پی روم جو ہم لوگوں کے لیے مخصوص ہے میں رکھ کر ان کا علاج ہو جاتا تو یقیناً بہتر ہوتا اور ہم عوام کے ادا کردہ ٹیکسوں کا پیسہ اس طرح سے ضائع نہ کرتے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ پیسہ ضائع کرنے کے مترادف ہے اگر ہم اس کو sanction کریں۔ ہم تو minarity میں ہیں۔ ہم تو صرف اتنا کہہ سکتے ہیں کہ یہ تخصیص درست نہیں ہے۔ باقی تو آپ کی مرضی ہے کہ اس کو پاس کریں لیکن میں آپ کی توجہ ایک چھوٹے سے ہسپتال کی طرف دلاتی ہوں جس کے متعلق مجھے کل پرسوں ایک ڈاکٹر نے بتایا کہ پھالیہ میں ایک ہسپتال ہے جس کا سالانہ بجٹ ۷۰ ہزار روپے ہے۔ اب اگر ستر ہزار کو تقسیم کریں تو تقریباً چھ ہزار روپیہ ایک ہسپتال کو چلانے کے لیے مہینے کا ملتا ہے۔ جس ہسپتال کو آپ نے تیس چالیس بستر کا بنایا ہوا ہے۔ اس میں equipment بھی ہے اور بھی دیگر آلات ہیں۔ اس سے کہیں بہتر ہوتا اگر میرے بھائی یہ سوچ لیتے کہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے ایک انسپکٹر کو بھیجنے کی بجائے اگر اس طرح کے کسی ہسپتال میں فنڈز لگا دیتے جبکہ صوبہ بھر میں اس طرح کے کئی ہسپتال موجود ہیں۔ میں نے تو صرف ایک ہسپتال کی مثال دی ہے۔ ان میں اگر یہ پیسہ Life saving Drugs کے لیے خرچ کیا جاتے آپ صرف دیہاتوں کے یا چھوٹے ہسپتالوں کو چھوڑیے، گورنمنٹ کے ہسپتالوں، جہاں کئی ہزار لوگ Treatment لیتے ہیں، ان میں بھی life saving Drugs کی وجہ سے ہمارے غریب عوام آئے دن اس حالت میں ہوتے ہیں کہ وہ وفات پا جاتے ہیں۔ اگر ہم لوگ اس مسئلہ پر توجہ نہ دیں گے تو میں سمجھتی ہوں یہ ہماری کوتاہی ہوگی۔ کیونکہ جو شخص بھی اس ہاؤس میں بیٹھا ہے وہ یہی کہتا رہا ہے کہ میں عوامی نمائندہ ہوں اور آپ یہاں عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ تو میں آپ سے پوچھتی ہوں کہ آپ کن عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں۔ اگر آپ عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں تو آپ اس طرح کی فضول خرچیوں میں نہ پڑیں۔ آپ وہ رقم عوام کی بنیادی ضروریات پر خرچ کریں اگر آپ کا یہی عوامی اسٹائل ہے۔ تو آپ کو مبارک ہو اور آپ اس کو ضرور پاس کیجئے لیکن جہاں تک میرا تعلق ہے میں تو آپ

اپیل کروں گی کہ یہ مت سوچیے کہ میں ایک اپوزیشن کی ممبر ہوں اس لیے میں یہ کہہ رہی ہوں لیکن آپ ٹھنڈے دل سے سوچیے کہ یہ آپ سب کا مسئلہ ہے۔آپ کے انتخابی حلقوں کے ہسپتال دوائیوں اور ڈاکٹروں کے بغیر ہیں، اگر یہی رقم اُدھر خرچ ہو جائے جو خزانے سے نکلے گی تو آپ کے انتخابی حلقوں کے عوام کی بہتری ہو گی جن کی آپ یہاں نمائندگی کر رہے ہیں۔

میری گزارش ہے کہ اس طرح کی ڈیمانڈز کو آپ منظور نہ کریں اور آپ ایک ممبر کی حیثیت سے اور ایک نمائندہ کی حیثیت سے اس طرح کی ڈیمانڈز کو مسترد کر دیں۔

جناب سپیکر :۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :۔ جناب سپیکر، مطالبہ زر نمبر ا پہ اپنی تحریک تخفیف زر برائے کفایت شعاری کے حق میں کچھ کہنے سے پہلے میں آپ کی اجازت سے اپنی کٹ موشن نمبر ۹ جو تنظیم و نسق عامہ کے سلسلے میں ہے اور میری کٹ موشن نمبر ۱۴ جو کہ ماہی پروری کے بارے میں ہے اور کٹ موشن نمبر ۲۵ جو کہ امداد باہمی کے بارے میں ہے واپس لیتا ہوں۔

جناب والا! میری یہ تحریک تخفیف زر برائے کفایت شعاری، صوبائی آبکاری کے ایک ایکسائز انسپکٹر کے علاج کے بارے میں ایک لاکھ اکہتر ہزار آٹھ سو اسّی روپے خرچ کرنے کے سلسلے میں ہے۔ یہ تحریک پیش کرنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ حکومت کی توجہ کفایت شعاری کی طرف دلائی جائے۔ اور حکومت کی شاہ خرچیاں جو کہ صوبہ کے عوام پر ایک بوجھ بن گئی ہیں، ان کی طرف اس ایوان کی توجہ دلائی جائے۔

جناب سپیکر! صرف ایک شخص کے علاج کے لیے جو کہ محکمہ آبکاری میں ایک اعلیٰ عہدے پر فائز ہے، اتنی بھاری رقم خرچ کر دینا کسی طرح بھی قرین انصاف نہیں ہے اور میں تو حیران ہوتا ہوں کہ جب بھی کسی شخص کو بیرون ملک علاج کے لیے بھیجا جاتا ہے تو کسی محکمہ کا بڑا افسر ہی ہوتا ہے۔ میری سمجھ میں یہ نہیں آتا کہ اس محکمہ کے نچلے درجہ کے ملازمین کیا بیمار نہیں ہوتے؟ کسی مصلحت کے تحت ان افسران کو بیرون ملک بھیجا جاتا ہے۔ جناب والا! اس وقت ہمارے صوبہ کے اندر ایشیا کے نامور فزیشن اور سرجن اپکسپرٹس موجود ہیں، اور ان کی موجودگی میں کسی شخص کو بیرون ملک علاج کے لیے بھیجا جانا کم از کم میں سمجھتا

ہوں اس بات کا اعتراف ہے کہ ہمارے صوبے میں لوگوں کے علاج معالجہ کے لیے جدید سہولتیں میسر نہیں ہیں۔

جناب والا! ہمارے صوبہ کے اندر جو بیڈ فیس گزشتہ ایک برس سے لاگو کی گئی ہے، اس کے بارے میں میں ایوان میں کئی بار عرض کر چکا ہوں کہ وہ ایک غیر منصفانہ اور غیر ضروری بوجھ ہے جو حکومت نے عوام پر نافذ کر رکھا ہے۔ اور اس بوجھ کی وجہ سے صوبہ کے عوام ہسپتالوں میں جانے کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے۔ بلکہ صوبائی وزارت صحت نے غریبوں کو عطائیوں اور نیم حکیموں کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا ہے۔

جب ایک طرف حکومت کی فراخدلی کا یہ عالم ہے کہ وہ لاکھوں روپیہ افسران کے بیرون ملک علاج پر خرچ کرتی ہے تو دوسری طرف اس کے قول وفعل میں تضاد ہے کہ وہ عام آدمی سے دس روپے بیڈ چارجز کے طور پر وصول کرے، جناب والا اس تضاد اور اس تفاوت کو دور ہونا چاہیے۔ اس کے علاوہ ہمارے جتنے بھی ہسپتال ہیں خواہ وہ دیہاتوں میں ہیں یا شہروں میں، ان میں دواؤں کی قلت ہے اور ان کی دوائیں محکمہ صحت کا عملہ پرائیویٹ میڈیکل اسٹورز پر فروخت کر دیتا ہے۔ آپ حیران ہوں گے کہ دیہات میں Basic Health Unit کے عملہ کی تنخواہوں پر سالانہ ۶۰، ۷۰ ہزار روپیہ خرچ کیا جاتا ہے لیکن ایک Basic Health Unit کو جو دواؤں کی شکل میں امداد دی جاتی ہے، وہ تقریباً ۶، ۷ ہزار روپے ہوتی ہے۔

میں نے جو یہ باتیں اس ایوان کے سامنے رکھی ہیں، ان حالات کی وجہ سے کم از کم کوئی بھی شخص اس بات کی منظوری نہیں دے سکتا کہ ایک لاکھ اکہتر ہزار آٹھ سو اسی روپے کی رقم صرف ایک شخص کے بیرون ملک علاج پر خرچ کر دی جائے۔ شکریہ!

جناب سپیکر: میاں افضل حیات صاحب

(وزیر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کھڑے ہوئے)

جناب سپیکر: آپ کچھ بولنا چاہتے ہیں؟

وزیر آبکاری ومحصولات (جناب اختر رسول): جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ چوہدری محمد اسلم ایکسائز انسپکٹر طول کے عارضے میں مبتلا،

میڈیکل بورڈ نے ان کے باقاعدہ معائنے کے بعد تصدیق کی کہ اس اہلکار کی صحت کے لیے ضروری ہے کہ اس کی ہارٹ سرجری کسی بیرونی ملک میں کی جائے اور یہ مطلوبہ رقم جو ایک لاکھ اکہتر ہزار آٹھ سو اسی روپے ہے، تمام قانونی تقاضے پورے کرنے کے بعد منظور کی گئی ہے۔ لہذا میں یہ کہوں گا کہ میرے معزز دوست حکومت کے فیصلے کی تعریف کریں کہ اس نے لوگوں کی فلاح کے لیے، سرکاری افسروں کی بہبود کے لیے اور ان کی بحالیٔ صحت کے لیے یہ قدم اٹھایا ہے۔ معزز ممبران کو حکومت کے اس اقدام کی تعریف کرنی چاہیے کہ انھوں نے ایک سرکاری، کم تنخواہ پانے والے افسر کے لیے ایسا مستحسن قدم اٹھایا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

یہ رقم اس علاج کے لیے ضروری تھی۔ یہ کارِ خیر ہے اور یہ کوئی غیر ضروری خرچہ نہیں ہے۔ جناب والا! میں یہ کہوں گا کہ اس کٹوتی کی تحریک کو نامنظور کیا جائے اور اصل مطالبہ زر کو منظور کیا جائے۔ شکریہ!

وزیر خزانہ :۔ جناب والا! اگر آپ کی اجازت ہو تو میں تھوڑی سی وضاحت مزید کردوں!

جناب سپیکر :۔ جناب مخدوم صاحب۔

وزیر خزانہ :۔ جناب والا بیرون ملک کسی سرکاری ملازم کو بھیجنے کے لیے حکومت نے ایک Medical Board قائم کیا ہوا ہے۔ اس بورڈ کی سفارشات سے ہی کسی سرکاری ملازم کو بیرون ملک بغرض علاج بھیجا جاتا ہے۔ اس کے لیے بھی ایک Medical Board قائم کیا ہوا ہے۔ صرف اس حالت میں جبکہ جان کا خطرہ ہو اور ملک میں اس بیماری کا علاج نہ ہو سکتا ہو اور بیماری ایسی ہو کہ جس سے جان کا خطرہ ہو اس سلسلے میں بورڈ ان نکات کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی سفارشات مرتب کرتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری چوہدری محمد صدیق سالار :۔ جناب والا! چونکہ ایک چھوٹے اہلکار انسپکٹر پر بات چل نکلی۔ کلرک صاحبان جن کے ہم بھی ہمدرد ہیں۔ کل جن کے لیے بڑی باتیں کر رہے تھے کہ چھوٹے ملازمین کے لیے حکومت کچھ نہیں کرتی، اب ہماری حکومت نے ایک انسانی جان کو بچانے کے لیے جن کو ڈاکٹر نے علاج کے لیے سرٹیفکیٹ دیا ہے اور یہ رقم

مہیا کی ہے۔ پاکستان کے ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ یہ علاج یہاں نہیں ہو سکتا تو آپ کو حکومت کے اس کارنامے پر فخر کرنا چاہیئے تھا کہ حکومت نے ایک ایسے انسپکٹر کو علاج معالجہ کے لیے سہولتیں مہیا کی ہیں۔ میں ہاؤس سے درخواست کروں گا کہ آج آپ ایسے ملازمین کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے اس کٹوتی کی تحریک کی مخالفت کریں اور بجٹ کو منظور کریں۔

چوہدری محمد رفیق :۔ اگر جناب والا آپ کی اجازت ہو تو یہ ضروری ہو گیا ہے کہ میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں۔ جناب وزیر خزانہ کی وضاحت کے بعد کہ حکومت نے ایک میڈیکل بورڈ مقرر کر رکھا ہے جو واقعی اس بات کی سفارش کرتا ہے کہ لوگوں کو بیرون ملک علاج کے لیے بھیجا جائے تو میری عرض یہ ہے کہ میں ایک ایسے کلرک کو جانتا ہوں جو کہ پی اینڈ ٹی ڈیپارٹمنٹ میں ملازم ہے۔ اس کے بیٹے کے دل میں سوراخ ہے۔ اور وہ بار بار راولپنڈی، لاہور کے Medical Specialists کے پاس جا کر سر کھپا چکا ہے لیکن محض ایک کلرک ہونے کی حیثیت سے اس کے بیٹے کو بیرون ملک بھیجنے کی سفارش کسی نے نہیں کی۔ یہ فرق اور تفاوت کیوں ہے؟ یہ امتیازی سلوک کیوں برتا جا رہا ہے؟ افسروں کے لیے تو یہ سہولتیں فراہم ہو سکتی ہیں اور رقم ان پر خرچ کی جا سکتی ہے مگر ایک کلرک کے بیٹے کے لیے بیرون ملک علاج کی سہولت کیوں نہیں دی گئی؟

میاں محمد اسحاق :۔ جناب والا! میں وزیر موصوف سے عرض کروں گا کہ جہاں انہوں نے یہ دوسری وضاحت کی ہے کہ جب یہ وزیر بنے تھے تو لاہور میں کافی لمبا جلوس نکلا تھا جس پر اخبار والوں نے تحریر کیا تھا کہ جناب والا جب آپ کسی محکمے میں رشوت کو ختم کرنے میں کامیاب ہوں گے تو اہل لاہور آپ کو خراج تحسین پیش کریں گے۔ تو اس کے متعلق انہوں نے وضاحت نہیں کی کہ اس محکمے میں انہوں نے رشوت کم کرنے میں کس حد تک کام کیا ہے جبکہ رشوت پہلے سے بڑھی ہے کم نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر :۔ میاں صاحب متعلقہ بات ہونی چاہیئے۔ چوہدری صاحب آپ تشریف رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ :۔ جناب والا چوہدری صدیق سالار صاحب نے جو وضاحت فرمائی ہے

اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں بھی وضاحت کر دوں ؟

جناب سپیکر :- اس کی ضرورت نہیں ہے۔

چوہدری محمد رفیق :- جناب والا! جس کلرک کی میں نے بات کی ہے ، وزیر خزانہ کچھ فرمائیں گے کہ اس کلرک کے بیٹے کے دل میں سوراخ ہے اس کے علاج کے لیے اسے بھی بیرون ملک بھیجا جائے ؟

جناب سپیکر :- چوہدری صاحب آپ اپنی سیٹ پر تشریف رکھیں گے

تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ شق نمبر(۳) ، کی کل رقم ایک لاکھ اکہتر ہزار آٹھ سو اسی روپے میں سے دس ہزار روپے کم کر دیے جائیں "

جناب سپیکر :- جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- جناب والا ! میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ ایک لاکھ تین ہزار آٹھ سو روپے کی کل رقم بسلسلہ شق نمبر (۴) محکمہ آبکاری و محصولات کے عملہ کو قابل قدر خدمات کے صلہ میں نقد انعام کی رقم میں سے ایک سو روپے کی کمی کر دی جائے ۔

جناب سپیکر :- یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ ایک لاکھ تین ہزار آٹھ سو روپے کی کل رقم بسلسلہ شق نمبر(۴) ، محکمہ آبکاری و محصولات کے عملہ کو قابل قدر خدمات کے صلہ میں نقد انعام کی رقم میں سے ایک سو روپے کی کمی کر دی جائے " جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب آپ اس پر اظہار خیال فرمانا چاہیں گے ؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- جناب والا ! مطالبہ زر نمبر(۱) ، کی آئیٹم (۴) کے تحت محکمہ صوبائی آب کاری و محصولات کے ملازمین کی قابل ستائش خدمات کے صلہ میں معاوضہ کے طور پر ایک لاکھ تین ہزار آٹھ سو روپے کی رقم رکھی گئی ہے ۔ محکمہ ایکسائز کے فرائض میں یہ بات شامل ہے کہ وہ صوبہ میں منشیات ہر قسم ، شراب ، چرس ، ہیروئن اور افیون وغیرہ کا ناجائز اور قابل نفرت دھندہ کرنے والوں کی سرکوبی کرے ۔ مگر دیکھنے میں یہ آیا ہے کہ منشیات کا غیر قانونی ، غیر شرعی اور غیر اخلاقی کاروبار حد سے زیادہ بڑھ چکا ہے میں پوری ذمہ داری کے ساتھ چیلنج کرتا ہوں کہ یہ کاروبار محکمہ ایکسائز کے ملازمین کی اعانت ،

ساز باز اور ملی بھگت سے صوبہ میں ہو رہا ہے اور اس محکمہ کے افسران کروڑوں روپے ماہانہ رشوت کے طور پر منشیات فروشوں سے حاصل کرتے ہیں ۔ محض کارروائی دکھانے کے لیے اور عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے غریب اور بے سہارا لوگوں کو پکڑ کر اور اپنے پاس سے منشیات ڈال کر ان کا چالان کروا دیا جاتا ہے ۔ جناب والا ! صوبہ میں شراب ، اور منشیات کھلے بندوں فروخت ہو رہی ہیں ۔ مگر یہ قابل ستائش خدمت کے سادھنے وصول کرنے والے محکمہ ایکسائز کے ملازمین کہاں سوئے ہوتے ہیں ؟ ۔

جناب سپیکر :۔ جنوعہ صاحب ! ٹوکن کٹ کے طور پر آپ نے اپنی کٹ موشن دی ہے ۔ اس میں Rules یہ ہیں کہ آپ اپنی بات specific matter کے لیے confine کریں گے ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :۔ liqcur کے بارے میں ۔

جناب سپیکر :۔ اسی specific matter کے بارے میں جس کی آپ نے کٹوتی کی تحریک دی ہے ۔ اس پر strictly confine کریں گے

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :۔ جناب والا liqour کے بارے میں میری کٹ موشن ہے اس کی سمگلنگ اور اس کی کشید حد سے زیادہ بڑھ چکی ہے اور یہ محکمہ اسے روکنے میں ناکام رہا ہے ۔

جناب والا ! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ چوری صرف اسی صورت میں ہوتی ہے ، جب چور اور کتا آپس میں مل جاتے ہیں ۔ جب تک شراب پینے والے ، شراب فروخت کرنے والے اور شراب کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے والے اور محکمہ ایکسائز کا عملہ آپس میں مل نہ جائیں ، اس وقت تک نہ تو شراب کشید ہو سکتی ہے ، نہ شراب پی جا سکتی ہے ، نہ ہی شراب فروخت ہو سکتی ہے ۔ جناب والا ! شراب جسے اُمّ الخبائث کہا گیا ہے جس علاقہ سے برآمد ہو ، میرا یہ مطالبہ ہے ، اس علاقہ کے ایکسائز کے عملہ کے ذمہ دار افسران کو سزائے موت دی جائے ۔ کیونکہ یہ ہماری موجودہ نسل کو تباہ و برباد کرنے کے ذمہ دار ہیں ۔ جناب والا ! میری یہ گزارش ہے کہ چونکہ یہ محکمہ ایکسائز شراب اور دیگر منشیات کو کنٹرول کرنے میں اپنے فرائض سے غافل ہو چکا ہے ۔ اس لیے میں یہ علامتی

تحریک تخفیف زیر آپ کے اور اس ایوان کے رُوبرو پیش کر رہا ہوں اور میری یہ علاقی تحریک تخفیف زر قابل منظور ہی ہے۔

مولوی محمد غیاث الدین :- جناب والا میرے فاضل دوست جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب نے جہاں سے شراب نکلے، اس علاقے کے افسروں کے لیے سزائے موت تجویز کی ہے، میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ شریعت کے قوانین خود تجویز کرتے ہیں یا قرآن و حدیث کے مطابق انھوں نے عمل کیا ہے؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- جناب والا! میں مولانا صاحب سے پوچھتا ہوں کہ اگر ان کی غیرت زندہ ہے تو مجھے بتائیں کہ اس صوبہ میں جتنے بھی کام ہو رہے ہیں کیا وہ قرآن اور شریعت کے مطابق ہو رہے ہیں؟ کیا وہ قرآنی احکامات کے تحت ہو رہے ہیں؟ اس کے متعلق یہ مجھے بتائیں۔

مولوی محمد غیاث الدین :- جناب سپیکر! ہماری غیرت شریعت کے تابع ہے۔ ہماری غیرت شریعت سے باہر ہو کر کبھی اجاگر نہیں ہو سکتی۔

جناب سپیکر :- اس پر منسٹر صاحب کچھ کہنا چاہیں گے۔ ایک چیز میں واضح کرنا چاہوں گا کہ گیلری میں چھوٹے بچوں کا داخلہ ممنوع ہے۔ کسی بھی شکل میں چھوٹے بچے گیلری میں نہیں لائے جا سکتے۔ براہِ مہربانی اس کے مطابق عمل کیا جائے اور فوری طور پر اس کو خالی کیا جائے۔

وزیر آبکاری و محصولات (جناب اختر رسول) :- جناب سپیکر! میں اس تحریک کی مخالفت کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ ایک لاکھ تین ہزار آٹھ سو کی یہ رقم نقد انعامات کے لیے ہے۔ محکمہ ایکسائز کی طرف سے اچھا مقدمہ پکڑنے پر دی گئی ہے، منظور کی گئی ہے۔ intellegante staff لاہور نے گوجرانوالہ پولیس کی مدد سے سیالکوٹ میں گیارہ کروڑ روپے کی ہیروئن پکڑی جو ایک جرأت مندانہ قدم تھا محکمہ ایکسائز اور پولیس کے افسران کے لیے یہ رقم وزیر اعلیٰ پنجاب نے منظور کی۔ ملزمان کا مارشل لاء کورٹ میں کیس پیش ہوا اور ان کو تین سال قید اور جرمانے کی سزا بھی سنائی گئی۔ جناب والا یہ ضروری نوعیت کا خرچ تھا جس کا مقصد صرف پولیس اور ایکسائز کے عملہ کی حوصلہ افزائی کرنا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ اس کٹوتی کی تحریک کو نا منظور کیا جائے

اور اصل مطالبہ زر کو منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے :-

کہ ایک لاکھ تین ہزار آٹھ سو روپے کی رقم بسلسلہ شق نمبر(۴) محکمہ آبکاری و محصولات کے عملہ کو قابل قدر خدمات کے صلہ میں نقد انعام کی رقم میں سے ایک سو روپے کی کمی کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر :- اب اصل ڈیمانڈ پر رائے شماری ہوگی۔

سوال یہ ہے :-

کہ ایک ضمنی رقم جو سولہ لاکھ سترسٹھ ہزار تین سو نوے روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۶ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "صوبائی آبکاری" برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

(مطالبہ زر ۔۲۱)

وزیر خزانہ :- جناب والا! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :-

کہ ایک ضمنی رقم جو پانچ لاکھ سینتیس ہزار ایک سو اسی روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۶ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ "اشتام" برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب سپیکر :- تحریک پیش کی گئی ہے :-

کہ ایک ضمنی رقم جو پانچ لاکھ سینتیس ہزار ایک سو اسی روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات

کی کفالت کے لیے عطا کی جاتے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۶ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ اسٹام برداشت کرنے پڑیں گے؛

ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے کٹ موشن ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :- جناب سپیکر! میں اپنی کٹ موشن کو پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر :- اب سوال یہ ہے :-

"کہ ایک ضمنی رقم جو پانچ لاکھ سینتیس ہزار ایک سو اسی روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جاتے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۶ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ اسٹام برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی۔)

جناب سپیکر :- جناب فنانس منسٹر!

وزیر خزانہ :- میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں :-

"کہ ایک ضمنی رقم جو اسی لاکھ دو ہزار دو سو ستر روپے سے متجاوز نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جاتے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۶ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے"

جناب سپیکر :- یہ تحریک پیش کی گئی ہے۔

"کہ ایک ضمنی رقم جو تراسی لاکھ دو ہزار دو سو ستر روپے سے
متجاوز نہ ہو، گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے
لیے عطا کی جاتے جو مالی سال مختتمہ ۳۰ جون ۱۹۸۶ء کے دوران
صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات
کے طور پر بسلسلہ جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

اس پر ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی کٹ موشن ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! میں پریس نہیں کرتا۔

جناب سپیکر: اب اس میں مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب، میاں محمد افضل حیات، میاں محمد اسحاق، جناب محمد رفیق، جناب ریاض حشمت جنجوعہ، جناب طاہر احمد شاہ، جناب عثمان ابراہیم، اور بیگم شاہین منور احمد صاحبہ کی طرف سے کٹ موشن ہیں۔

میاں محمد اسحاق: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں۔
"کہ چالیس لاکھ روپے کی شق بسلسلہ کل شق (۸) بابت بوائی شجرکاری
و باز پیدائش جنگلات متوقع اضافی اخراجات پورے کرنے کے لیے
اضافی مدبندی میں دس ہزار روپے کی کمی کر دی جائے۔"

وزیر ثقافت و سیاحت: میں اس کٹ موشن کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ کٹوتی کی تحریک پیش کی گئی ہے۔
"کہ چالیس لاکھ روپے کی شق بسلسلہ کل شق (۸) بابت بوائی شجرکاری و
باز پیدائش جنگلات متوقع اضافی اخراجات پورے کرنے کے لیے اضافی
مدبندی میں دس ہزار روپے کی کمی کر دی جائے"

میاں صاحب اس پر آپ کچھ فرمانا چاہیں گے؟

میاں محمد اسحاق: جناب سپیکر، ہمارے ملک میں زراعت اور جنگلات کے دو ایسے شعبے ہیں جن سے قدرت نے ہمیں نوازا ہے۔ لیکن اس سے صحیح افادیت حاصل کرنے کے لیے نہ تو ابھی تک کوئی موزوں وزیر مل سکا ہے اور نہ ہی سٹاف مہیا ہو سکا ہے کہ جو اس سے صحیح معنوں میں ملک کو افادیت دی جاتی۔ میں آپ سے عرض کرتا چلوں کہ ۱۹۸۵-۸۶ء

میں اس کے لیے جو رقم رکھی گئی تھی، صفحہ ۲۴ پر یہ پندرہ کروڑ چوہتر لاکھ اٹھانوے ہزار دوسو روپے تھی اور اس ضمنی بجٹ کے صفحہ ۴۲ پر جو اضافی رقم مانگی گئی ہے، یہ تراسی لاکھ دو ہزار دوسو ستر روپے ہے۔

جناب والا میرا بھی اس شعبے سے کچھ تعلق ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس کی صحیح معنوں میں نگرانی کی جاتے اور صحیح معنوں میں اس کی دیکھ بھال کی جاتے تو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اس ملک کی زمین سے نکلنے والی دولت سے پاکستان کے لوگوں کو مالامال کیا جاسکتا ہے۔ مگر ہوتا یہ ہے کہ اس میں جتنی آمدنی ہوتی ہے، اس سے دوگنا غبن پایا جاتا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف کے ذہن نشین کرنا چاہوں گا کہ اس محکمے میں ایک نیا سلسلہ نرسریوں کا شروع کیا گیا ہے۔ جب یہ نرسریاں بنائی جاتی ہیں تو ان پر لاکھوں روپیہ خرچ کیا جاتا ہے لیکن جب فروخت کے لیے پودے تیار ہوتے ہیں تو اس محکمے کے پاس اس کا کوئی حساب کتاب نہیں ہوتا۔

آپ دیکھیے کہ محکمے سے جو رقم نرسریاں بنانے پر خرچ کی جاتی ہے، وہ سرمایہ عوام کا ہوتا ہے اور اس لیے خرچ کیا جاتا ہے کہ اس سے ہمیں کچھ فاضل رقوم ملیں گی اور وہ رفاہ عامہ کے لیے خرچ کی جائیں گی۔ لیکن اس کے برعکس نرسریوں میں خسارہ ظاہر کیا جاتا ہے۔ اگر اس کا صحیح معنوں میں حساب رکھا جاتے اور صحیح طریقے سے organise کیا جاتے تو میں یہ سمجھتا ہوں اور میں یہ چیلنج کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے فضل وکرم سے یہ محکمہ سب محکموں سے زیادہ منافع پر جاسکتا ہے۔ مگر ہوتا کیا ہے کہ اس کی صحیح معنوں میں نگرانی نہیں کی جاتی اور اس میں دھاندلیاں ہوتی ہیں۔ اور وہ اس طرح کہ برسہا برس کے بعد جب ایک جنگل تیار ہوتا ہے اور حکومت کے خزانے میں آنا ہوتا ہے تو باہر ہی باہر اس کی لاٹ کی لاٹ غیر سرکاری طور پر فروخت کردی جاتی ہے۔ اور پورے جنگل کے درخت باہر ہی باہر کاٹ کر فروخت کر دیے جاتے ہیں جس کا آج تک کوئی وزیر، کوئی سیکرٹری، کوئی ڈی ایف او جن کے لیے یہ کاریں رکھی جارہی ہیں، کاریں خریدی جارہی ہیں اور ائرکنڈیشنڈ کمرے مہیا کیے جارہے ہیں، غبن کا سدباب نہیں کرسکا۔ اگر اس محکمے کی طرف صحیح معنوں توجہ دی جاتے تو میں آج دعوے سے کہہ سکتا ہوں یہ محکمہ دوسرے محکموں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ آمدن میں اضافہ کر سکتا ہے۔ مگر اُلٹا نقصان ہوتا ہے۔ اصولاً وزیر

اور سیکرٹری ٹیکنیکل ماہر ہونا چاہیے۔ مگر ایسا نہیں ہوتا، کسی نہ کسی کو پکڑ کر سیکرٹری بنا دیا جاتا ہے، کسی نہ کسی کو پکڑ کر وزیر بنا دیا جاتا ہے جس کو یہ نہیں پتہ کہ Forest کے معنی کیا ہیں Forest کیا ہے۔ اگر ان کو صحیح معنوں میں جنگلات کا تجربہ کار انسان کو اس پر لگایا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ جنگلات اگاتے ان کی صحیح پرورش سے آمدن میں کافی اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ مگر ناتجربہ کاری کی وجہ سے محکمہ کو نقصان ہوتا ہے ایک سی ایس پی سیکرٹری کو کیا معلوم کہ جنگلات کیا چیز ہیں۔ اس کو کیا پتہ کہ پودوں کو کیسے اگانا ہے۔ کہاں رکھنا ہے اور کیسے ان کی دیکھ بھال کرنی ہے۔

وزیر جنگلات ۔ پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر ۔ مسٹر عارف رشید صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر جنگلات (مسٹر عارف رشید) جناب سپیکر یہ بالکل غیر متعلقہ بات کر رہے ہیں بات یہاں 40 لاکھ روپے کے اضافی فنڈ کی ہو رہی ہے۔ اور فاضل رکن الجھ گئے ہیں کہ آیا وزیر ٹیکنیکل ہیں یا نہیں میں یہ مانتا ہوں کہ معزز ممبر چالیس سال سے نرسریاں کھا کر امیر ہو گئے ہیں۔ اور یہ مانتا ہوں کہ ان کو واقعی technical knowledge ہے۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ ان کی ان کی نرسری بنانے یا نہ بنانے میں میرا بہت ہاتھ ہے۔ یہ بھی ان کو پتہ ہے۔ کہ میں کافی تجربہ کار ہوں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ جو 14 یا 15 کروڑ کے بجٹ کا ذکر کر رہے ہیں یہ وہ بات نہیں ہے۔ یہ technical بات ہے۔

جناب سپیکر ۔ مجھے بہت افسوس ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے

میاں محمد اسحاق ۔ جناب والا میں وزیر موصوف کو داد دیتا ہوں کہ وہ ایک زراعت پیشہ ہیں۔ اور.........

جناب سپیکر ۔ میاں صاحب آپ اپنی کٹوتی کی تحریک پر بات کریں۔

میاں محمد اسحاق ۔ تو میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اس میں صحیح معنوں میں technical staff کو صحیح معاوضہ دیا جائے اور صحیح طریقہ سے contract پر پودے اگانے کے لیے بہتر طریقہ کار وضع کیا جائے۔ تو اس میں مزید آمدن بڑھ سکتی ہے بجائے اس کے کہ ان نرسریوں کو کھلا چھوڑ دیا جائے دھاندلی سے پودوں کی صحیح تعداد رجسٹر میں درج نہیں کی جاتی اور sale سے حاصل شدہ آمدنی اہلکاران اور افسران کی جیبوں میں چلی جاتی ہے اس لئے میری عرض ہے کہ محکمہ نے جو نرسریاں شروع کی ہیں یا تو ان کو بند کیا جائے یا ان کو صحیح معنوں میں

چلایا جائے۔ دوسرے میں یہ عرض کروں گا کہ نرسری والے جو پودے بیرون ملک بھیجتے ہیں۔ ان کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ محکمہ جنگلات کو پودے درآمد کرنے کی بجائے زرمبادلہ کمانے کی کوشش کرنی چاہیے نہ کہ ملک کے اندر سے ہمارے کمائی ہوئی دولت باہر جانی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے اتنے وسائل ہیں کہ ہم یہاں اچھے پودے اگا کر بیرون ممالک کو بھیج سکتے ہیں۔ محکمہ جنگلات نے کچھ عرصہ سے باہر سے پودے منگوانے شروع کئے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اسطرح بھی قومی دولت کا ضیاع ہو رہا ہے۔ اس جانب بھی وزیر موصوف کو اپنی توجہ دینی چاہیے اور جو درخت Auction کیے جاتے ہیں ان کی نیلامی کے لئے کمیٹیاں تشکیل دی جائیں اور ان کمیٹیوں میں عوام کے منتخب نمائندوں کو نمائندگی دی جائے۔ جب نیلامی ہو تو اراکین اسمبلی کی کمیٹی ان کو نیلام کرائے نہ کہ محکمہ۔ جب محکمہ نیلامی کرتا ہے تو پہلے ہی بولی دی جا چکی ہوتی ہے۔ اور صحیح معنوں میں مال کی نیلامی نہیں ہوتی لہذا اس طرح ساری آمدنی ضائع ہو جاتی ہے جنگلات ایک ایسا محکمہ ہے جس سے ہزاروں بلکہ کروڑوں روپے کی اس ملک کے لئے آمدن ہو سکتی ہے۔ اگر وزیر موصوف اسکا بڑا نہ منائیں تو اپنی پوری صلاحیت بروئے کار لاتے ہوئے ان گذارشات کو مدنظر رکھیں تو میں ان کا شکر گذار ہوں گا اگر میرے لائق کوئی کار خدمت ہو تو میں بلا معاوضہ حاضر ہوں۔

جناب سپیکر ۔ ابھی مزید کٹ موشنز پر محرکین بولنے والے ہیں ان کو موقع دوں گا۔ مخدوم صاحب آپ کچھ کہنا پسند کریں گے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب خلاف توقع کی جاتی ہے کہ جو تجاویز دی گئی ہیں یا تو ان کو قبول کریں یا مسترد کریں اور اپنے جواب سے ہمیں نوازیں

جناب سپیکر ۔ کیا آپ کٹ موشن واپس لیتے ہیں ۔ یا پریس نہیں کرتے یا آپ محرکین حضرات اس پر بات نہیں کرنا چاہتے ؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جی نہیں۔

وزیر جنگلات ۔ جناب سپیکر 40 لاکھ روپے کی رقم ایک ٹیکنیکل مد میں ہے جب بھی جنگل میں کوئی درخت بوڑھا ہو جاتا ہے یا جو چیز بھی جب بوڑھی ہو جاتی ہے وہ اندر سے کھوکھلی ہو جاتی ہے معاف کرنا میں کسی کی طرف اشارہ کر کے نہیں کہہ رہا ہوں بہرحال میں درخت کی بات کر رہا ہوں جب یہ درخت کھوکھلا ہو جائے تو اس کو کھوکھلا ہونے سے قبل کاٹ دیا جاتا ہے۔ اگر یہ کھوکھلا ہو جائے تو پھر اس کی بازار میں قیمت نہیں ملتی اور اس کی Market value

نہیں رہتی بات یہ ہے کہ جب بھی یہ درخت اپنی Maturity پر پہنچتا ہے تو اس کو کاٹنا پڑتا ہے۔ تاکہ جب بھی یہ market value صحیح ملے۔ اور اس کی جگہ پر دوسرا درخت ضرور لگانا پڑتا ہے۔ اس کو re-generation کہتے ہیں۔ جب re-generation آتی ہے تو اس میں تو چھوٹے پودوں کے لئے irregation and irregation chennal نرسری کی بجائے Weading and cleaning of the forest. ضروری ہو جاتی ہے۔ یہ رقم ہر دفعہ ضمنی بجٹ میں مختص کی جاتی ہے کیونکہ ہمارا sowing season cutting season کے ساتھ نہیں ملتا کٹائی کا موسم دسمبر سے لے کر مارچ تک ہوتا ہے اور لوائی 15 اپریل سے لیکر 15 ستمبر تک ہوتی ہے لہذا جو درخت ہم جون کے بعد لگاتے ہیں وہ ہمارے بجٹ میں آجاتے ہیں لیکن جب ہم کٹائی کرتے ہیں تو ہمیں یہ پتہ نہیں ہوتا کہ کتنا رقبہ کٹے گا اس target کو پورا کرنے کے لئے پھر ہمیں اضافی رقم اپریل میں ضمنی میزانیے میں شامل کرنی پڑتی ہے۔ اسی لیئے یہ 40 لاکھ روپے لئے گئے ہیں تاکہ ہم اپنے targat کو مکمل کریں جو سات ہزار ایکڑ سے زیادہ رقبہ پر محیط ہے۔ کیونکہ دسمبر سے لے کر مارچ تک ہمیں یہ پتہ نہیں لگ گیا کہ کتنی sale ہوتی ہے اور ہمیں re-generation کے لئے کتنے درخت چاہیں۔ ہمارا یہ

Regeneration period of cutting period of regeneration coincide

نہیں کرتا۔ لہذا ہمیں ضمنی بجٹ میں یہ پیسے مختص کرنے پڑتے ہیں۔

جناب سپیکر۔ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے۔

"کہ 40 لاکھ روپے کی شق لیسلہ کی شق (8) بابت بوائی شجرکاری و بازپیدائش جنگلات متوقع اضافی اخراجات پورے کرنے کے لئے اضافی مدبندی میں 10 ہزار روپے کی کمی کر دی جائے۔"

(تحریک نامنظور کی گئی)

مطالبہ زر کے لئے تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے۔

"کہ ایک ضمنی رقم جو تراسی لاکھ دو ہزار دو سو ستر روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1986 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر لیسلہ جنگلات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک نامنظور کی گئی)

وزیر خزانہ ۔ جناب سپیکر میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ۔
" ایک ضمنی رقم جو دو کروڑ 30 لاکھ 38 ہزار 9 سو 60 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطار کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1986 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ آبپاشی برداشت کرنے پڑیں گے "۔
جناب سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ ۔
" ایک ضمنی رقم جو دو کروڑ 30 لاکھ 38 ہزار 9 سو 60 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطار کی جائے جو مالی سال 30 جون 1986 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ میں سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ آب پاشی برداشت کرنے پڑیں گے "

No one is going to oppose this motion ?

Syed Tahir Ahmad Shah : I oppose it.

Mr. Speaker : Your Leader says 'no'.

Syed Tahir Ahmad Shah : I my leader orders me to say 'no', then I shall have to say 'no', otherwise I have a right to oppose this motion. Even now if he orders me I will withdraw it.

چوہدری گل نوازخان وڑائچ ۔ جناب والا ۔ میں میاں افضل حیات صاحب نوں عرض کروں گا کہ اوہ اوہناں دلوں پڑھ چھڈن ۔
(قطع کلامیاں)
جناب سپیکر ۔ شاہ صاحب ۔ اس میں دو کٹ موشنز ہیں ۔ ایک کٹ موشن آپ آٹھ اراکین کی طرف سے ہے ۔ اور دوسری اکیلے جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے ہے جو آپ کی طرف سے کٹ موشن پیش ہوئی ہے وہ ایک نمبر پر ہے ۔
سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر ۔ گذارش یہ ہے کہ اب میں تو کوئی ابہام کی بات نہیں ہے ۔

printed cut motions تمام آراکین اسمبلی کو تقسیم کی جا چکی ہیں ۔ اگر میں نے دو کروڑ 30 لاکھ 38 ہزار 9 سو 60 روپے کی بجائے دو کروڑ 30 لاکھ 29 ہزار 7 سو 20 روپے پڑھا ہے تو یہ ویسے بھی میرا privilege ہے کہ اگر کوئی لفظ روانی میں یا غلطی سے میں یہاں پر بول جاؤں تو اس کی تصحیح کرنے کا میں استحقاق رکھتا ہوں

جناب سپیکر ۔ تو آپ تصحیح کیجئے گا ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر ۔ اگر ایسا ہی رویہ اس ایوان میں اختیار کیا گیا تو معاف کیجئے ۔ کہ وزراء کرام اس قسم کے الفاظ کی غلطیاں کریں گے تو ہم سختی سے نوٹس لینگے اور ایک point out کریں گے ۔

وزیر اوقاف (ملک خدا بخش خاں ٹوانہ) ۔ ہر دم ۔

چوہدری ارشاد علی ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب سپیکر ۔ میرے فاضل دوست دھمکیاں دے رہے ہیں ۔ ہاؤس کا وقت ضائع کرنے کی بجائے انہیں اپنی غلطی درست کر لینی چاہیئے ۔ چار دفعہ انہوں نے پڑھا ہے اور چاروں دفعہ غلط پڑھا ہے ۔ تو کیوں نہیں وہ اسے مان لیتے ہیں اور اسے درست کرتے ۔ اس طرح تو وہ ہمارا وقت ضائع کر رہے ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر ۔ یہ میرا استحقاق ہے ۔ میں چوہدری ارشاد احمد صاحب کی عالمانہ اور فاضلانہ صلاحیتوں کا اس وقت اعتراف کروں گا جب یہ اس ایوان میں اپنے آراء کا اظہار کریں گے ۔ انہیں میں نے آج تک سوائے پوائنٹ آف آرڈر کے اور کسی معاملہ میں participate کرتے ہوئے نہیں دیکھا وہ مجھ پر الزام لگا رہے ہیں کہ میں ایوان کا وقت ضائع کرتا ہوں ۔ Authough this is my privilege.

چوہدری ارشاد علی ۔ مجھے موقع ملا تو میں انشاء اللہ آپ کو سب کچھ دکھا دوں گا ۔

Mr. Speaker : Chaudhri Sahib will you please take your seat ?

شاہ صاحب ! آپ relavant بات کیجئے ۔ اور اپنی کٹ موشن پیش کیجئے ۔

Syed Tahir Ahmad Shah : Sir, I move.

"That the item of Rs. 2,30,39,720 on account of Total Item (1) Additional appropriation required to meet the anticipated excess expenditure be reduced by Rs. 1,00,000."

Mr. Speaker : The motion moved is :—

"That the item of Rs. 2,30,39,720 on account of Total Item (1) Additional appropriation required to meet the anticipated excess expenditure be reduced by Rs. 1,00.000".

Minister for Revenue : I oppose it Sir.

جناب سپیکر ۔ شاہ صاحب ! آپ کچھ فرمائیں گے ؟

سید طاہر احمد شاہ ۔ جی ہاں ۔ جناب سپیکر ۔ محکمہ آبپاشی میں سرکاری ٹیوب ویل لگانے کے دو مقاصد ہیں ۔ ایک مقصد تو صرف پنجاب کی قیمتی زرعی زمینوں کو سیم و تھور کے اثرات سے محفوظ کرنا تھا اور دوسرا مقصد زرعی زمینوں کو فصلوں اگانے کے لئے پانی مہیا کرنا پڑتا ہے ۔ جہاں تک میرا تجربہ ہے ......

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر سر ۔ میں آپ کی توجہ قواعد و انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب کی طرف مبذول کرنا چاہتا ہوں ۔ جناب سپیکر ، میرا نکتہ اعتراض یہ ہے کہ میں آپ کی توجہ قواعد انضباط کار پنجاب اسمبلی کی طرف دلاتے ہوئے قاعدہ نمبر 197 کی جزو دوم کی طرف دلانا چاہتا ہوں ، جس میں درج ہے کہ :-

"کسی رکن کی تجویز کے دوران بے ربط فقروں یا تبصرہ کے ذریعہ یا کسی دیگر بے ضابطہ طریق کار اس کی تقریر میں مداخلت نہیں کرے گا ۔"

جناب والا ۔ حکومتی بنچوں پر تشریف فرما ہمارے دوست ، ہمارے بھائی ، ہمارے کرم فرما ۔ ہر وقت ہماری تقاریر کے دوران آوازیں اور بے ربط قسم کے فقرے کستے رہتے ہیں جناب والا ، اگر آپ کو اس ایوان کے وقار کا خیال ہے تو پھر انہیں کم از کم اس حرکت سے باز رکھیں ۔

جناب سپیکر ۔ جنجوعہ صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر جائز ہے ، اور مجھے امید ہے کہ معزز اراکین اسمبلی اس بات کو ملحوظ خاطر رکھیں گے ۔

چوہدری محمد صدیق سالار ۔ جناب والا۔ پوائنٹ آف آرڈر ، مجھے آپ کی رولنگ کے بعد بات تو نہیں کرنی چاہیے تھی مگر میں دریافت کرنا چاہوں گا کہ اگر مقرر بات غلط کر رہا ہو تو کیا پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعہ اس کو سیدھی لائن یا سیدھے راستہ پر نہیں لایا جا سکتا؟

جناب سپیکر ۔ پوائنٹ آف آرڈر صرف اس ایوان میں کی جانے والی کارروائی پر کسی Procedural Matter یا آئینی معاملہ پر اٹھایا جا سکتا ہے ، پوائنٹ آف آرڈر کے متعلق یہ غلط فہمی ابھی تک دور نہیں ہوئی ہے چوہدری گل نواز صاحب کیا آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کریں گے یا پروسیجرل میٹر پر ۔۔۔ ؟

چوہدری گل نواز خان وڑائچ ۔ جی ہاں پوائنٹ آف آرڈر پر اور پروسیجرل میٹر پر عرض کروں گا ، میرے بھائی جنجوعہ صاحب نے 197 دفعہ پڑھا ہے ، اس کے نمبر 5 شق پر درج ہے کہ "ہمیشہ صاحب صدر کو مخاطب کرے گا" تو کیا شاہ صاحب اس ایوان کو مخاطب کر رہے ہیں ؟ ہم نے تو یہ پوائنٹ آؤٹ کیا ہے کہ صاحب صدر کو مخاطب کریں شاہ صاحب ایوان سے مخاطب ہو رہے تھے ۔

جناب سپیکر ۔ چوہدری صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر درست ہے ۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ ۔ جناب سپیکر ، کیا ان کا پوائنٹ آف آرڈر اٹھانے کا طریقہ بھی درست ہے ۔ ؟ کہ یہ بیٹھے بیٹھے اعتراض کرتے رہیں اپنی سیٹ پر بیٹھے بیٹھے یہ سب کچھ کر سکتے ہیں ؟

جناب سپیکر ۔ نہیں کر سکتے ۔

No cross talk is allowed in the House.

سید طاہر احمد شاہ ۔ شاہ ۔ جناب سپیکر ، میں نے چوہدری گل نواز صاحب کی خدمت میں ایک شعر عرض کرنا ہے ۔

جناب سپیکر ۔ آپ اپنی کٹ موشن پر بات کریں ، شعر سنائیے اور کٹ موشن پر آ جائیے

سید طاہر احمد شاہ ۔ میں آپ کی وساطت سے ان کی خدمت میں عرض کروں گا ،

آں نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من

آں منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے

چوہدری گل نواز خان وڑائچ ۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب والا میں اس کا مطلب نہیں سمجھا۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب بھینس کے آگے بین بجائے بھینس کھڑی ڈکر لئے جناب والا میں نے تو شعر فارسی میں پڑھ دیا ہے۔

جناب سپیکر ۔ شاہ صاحب، آپ نے شعر پڑھ دیا ہے، اب کٹ موشن پر آجائیں۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ ۔ جناب والا، یہ غیر پارلیمانی الفاظ ہیں، یا تو یہ بجری کہہ دیتے تو میں سمجھ لیتا، ٹیڈی بکری کہتے تو میں سمجھ لیتا۔ لیکن میں نے شاہ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کیا ہے کہ میرے محترم شاہ صاحب، ہاؤس کو ایڈریس نہ کریں، چیئر کو ایڈریس کریں۔

جناب سپیکر ۔ چوہدری صاحب، آپ تشریف رکھیں، اس بات کو یہیں ختم ہو جانا چاہیئے، یہ ایک phrase ہے جسے سید طاہر احمد شاہ صاحب نے بھینس کے ساتھ پڑھا ہوا ہے اور چوہدری گل نواز صاحب نے بکری کے ساتھ پڑھا ہوا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

شاہ صاحب اپنی کٹ موشن پر بات کریں۔ Strictly on your cut motion.

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب والا، نہایت ادب سے ایک اور شعر پڑھنا چاہوں گا۔

جناب سپیکر ۔ نہیں جناب شاہ صاحب I would not allow you.
میں آپ کو شعر پڑھنے کی اجازت نہیں دیتا Please confine yourself to the subject.

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر میں سمجھتا ہوں کہ وقت کی مناسبت اور موقع محل کی نزاکت سے اگر اشعار کہے جائیں تو کسی کی دلآزاری نہیں ہوتی بلکہ دانا کہتے کہتے ہیں کہ عقل مند را اشارہ کافی است ...... ایک شعر کی اجازت دیں۔

جناب سپیکر ۔ آپ کی اس بات سے میں اتفاق کرتا ہوں، چوہدری صاحب آپ تشریف رکھیں، مولانا تشریف رکھیں، شاہ صاحب، آپ اپنی بات کٹ موشن تک

محدود رکھیں۔

I am repeating time and again that the member should be relavant to his cut motion.

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر، میں عرض کر رہا تھا کہ محکمہ آب پاشی کی طرف سے ٹیوب ویل لگانے کے دو مقاصد ہیں، جن کے صوبہ پنجاب کی حکومت نے وقتاً فوقتاً کثیر رقوم جو کہ اربوں روپوں پر محیط ہیں ۔ خرچ کی ہیں ایک ان میں زمینوں کو پانی مہیا کرنا اور دوسرا سیم اور تھور کو دور کرنا ہے۔ اب جناب والا، اس ایوان میں اکثر اوقات بیشتر حضرات اپنے آپ کو زمیندار کہتے ہیں اور پیش آمدہ مسائل پر اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہیں، مطالبات کی شکل میں حکومت کی توجہ مبذول کراتے ہیں اور میں تو یہ کہوں گا کہ اس معزز ایوان کی اکثریت کا تعلق دیہی آبادی سے ہے اور وہ کاشتکار یا زمیندار طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں جو مجھ سے زیادہ اس حقیقت سے باخبر ہیں کہ جتنے بھی ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں ۔ ان میں سے میری معلومات کے مطابق تقریباً 80 فیصد ٹیوب ویل یا تو بالکل ناکارہ ہو چکے ہیں یا وہ اس حد تک بے کار پڑے ہیں کہ مرمت نہ ہونے کی وجہ سے زمینداروں کاشتکاروں اور پنجاب کی دھرتی کی پیاسی زمینوں کو پانی میسر نہیں آرہا، حالانکہ کروڑوں روپے کی کثیر رقوم اس مد پر، اس شعبہ پر ہر سال خرچ کی جاتی ہیں ۔ جناب والا، آپ کی وساطت سے وزیر آبپاشی سے، میں یہ بھی گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں ان کا صدق دل سے احترام کرتا ہوں ۔ وہ نہائیت شریف انسان ہیں، نہایت دیانت دار ہیں، اور ان کا ارکان اسمبلی کے ساتھ برتاوٴ بلا لحاظ پارٹی affiliation کے ایک جیسا ہے، ان الفاظ کا بیان کرنا یا میں آگے چل کر جو کچھ کہوں گا اس سے میرا ان کی تضحیک یا ان پر تنقید برائے تنقید کا قطعی طور پر مقصد نہیں ہے، بلکہ میں تنقید برائے اصلاح کرتا ہوں اور ان کی اطلاع کے لئے بھی کہوں کہ وہ اور کئی کاموں میں بہت زیادہ مصروف رہتے ہیں، انہیں عوام کی بہتری کے لئے شعبہ کے محاصل کو جائز طریقہ سے خرچ کرنے کے لئے انہیں ان باتوں کو غور سے سننا چاہیے اور اگر وہ اس نتیجہ پر پہنچیں کہ میں نے صحیح باتیں کی ہیں۔ بہتری کے لئے نشاندہی کی ہے تو مجھے اس بات کا یقین ہے کہ وہ اس پر عمل کریں گے

جناب سپیکر تقریباً 80 فیصد ٹیوب ویل تقریباً ناکارہ ہو چکے ہیں، حالانکہ یہ ٹیوب ویل موجودہ وزیر کے زمانے میں نصب نہیں کئے گئے نگران میں sub-standard meterial استعمال ہوا ہے۔ میں ایک فنی بات بھی بتاتا چلوں کہ ٹیوب ویل کے نیچے جو stainer استعمال کیا جاتا ہے وہ metal کا بھی بنتا ہے اور وہ coconut threed کا بھی بنتا ہے۔ یہ ٹھیکیدار حضرات جب افسران کی ملی بھگت سے work order حاصل کرتے ہیں تو وہ اس میں brass stainer استعمال کرنے کی بجائے ناریل کی ڈوری لگا دیتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جب ٹیوب ویل کا کام شروع کرتا ہے تو فوری طور پر ناریل کی ڈوری سے نصب کیا گیا stainer پانی کی سپلائی میں اور اس کے مقابلے میں پیتل کی یا brass کے stainer میں کوئی فرق نہیں پڑتا مگر جو brass metal کا stainer ہے وہ دیرپا ہوتا ہے اور اس کے برعکس ناریل کا stainer تقریباً سال یا زیادہ سے زیادہ دو سال کے عرصہ میں choke ہو جاتا ہے۔ کیونکہ اس میں جو rods لگائے جاتے ہیں وہ mild steel کے rod ہوتے ہیں اور وہ جلد زنگ آلود ہو کر ختم ہو جاتے ہیں تو stainer collapse کر جاتا ہے۔ اس طریقے سے ایک چھوٹی سی چوری کے لئے پورے ٹیوب ویل کا سسٹم ناکارہ ہو جاتا ہے۔ میں پورے دعوے سے یہ بات آپ کے علم میں لا رہا ہوں اور یہ امر مسلمہ ہے اور پھر یہ جو ٹیوب ویل کی مرمت کے لئے پیسے مانگے گئے ہیں۔ اگر اس حقیقت کی تحقیقات کروائی جائے تو یہ بات ثابت ہو جائے گی کہ وہ ٹیوب ویل جو بالکل ناکارہ ہو چکے ہیں یا ناکارہ قرار دیئے جا چکے ہیں یا جو اس وقت مرمت طلب پڑے ہیں وقتاً فوقتاً بوگس طریقے سے ان کی مرمت کے سلسلے میں رقوبات کی وصولی کرتے ہیں، ٹھیکے دیتے ہیں اور اس طرح ٹھیکیداروں کو بھاری رقوم کی ادائیگی ظاہر کر کے ناجائز طریقے سے اپنا حصہ بھی بانٹ لیتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے حکومت اور متعلقہ وزیر سے استدعا کروں گا کہ جہاں تک سیم وتھور کے انسداد کا تعلق ہے اس کی منصوبہ بندی صرف ٹیوب ویلوں تک محدود نہیں رہنی چاہیے بلکہ میں نے اس کا بغور مطالعہ کیا ہے، اور میں نے جو سمجھا ہے کہ فرنگی کے دور میں صوبہ پنجاب میں بنجر زمینوں کو آباد کرنے کیلئے کالونیز سسٹم نافذ کیا گیا ہے کالونیز بنائی گئی تھیں وہاں پر آپ بھی آپ دیکھیں گے کہ کھیتوں میں بہت بڑے

بڑے راستے بنائے گئے تھے جنہیں عرف میں base line کہا جاتا ہے اس وقت کے حکمرانوں نے سوچا ہوا اور اس قسم کی منصوبہ بندی کی ہو کہ اتنے عرصے کے بعد اس نہری آب پاشی کے نظام کے تحت ماجب پانی کی seapage کی وجہ سے زیر زمین پانی کی سطح بلند ہو کر سیم وتھور سے ہماری یہ قیمتی زمینوں برباد ہونی شروع ہوں گی تو اس کے لئے انہوں نے یہ بڑے بڑے راستے base line کی صورت میں رکھے ہوں تو پھر وہ سیم نالوں کی صورت میں اس کی کھدائی کر کے پانی کی سطح کی نیچے لے جاکر ہماری زمینوں کو بربادی سے بچا سکیں گے۔ جناب والا ضرورت اس امر کی ہے کہ اس قسم کی منصوبہ بندی کی جائے اس قسم کا نظام عمل میں لایا جائے کہ ایک مرتبہ اس پہ non recurring expenditure ہو جائے تو پھر اس کے بعد recurring expenditure ہماری دساری نہ ہوں۔ اسی طرح ہر سال ہم کروڑوں روپے کا خرچ کر کے رقم کو ضائع کر رہے ہیں۔ اس لئے چاہیے ہے کہ drains پر سے زیادہ پیسہ خرچ کیا جائے پھر اس طرح مرمت پر بہت کم پیسے ضائع ہوں گے۔

دوسری بات یہ ہے کہ سرکار نے آب پاشی کے لئے جو ٹیوب ویل لگائے ہوئے ہیں ان کے لئے میری تجویز یہ ہے کہ جس طریقے سے محکمہ زراعت نے زمینداروں کی بہتری کے لئے اور چھوٹے کاشت کاروں کی بہتری کے لئے رعایتی نرخوں پر ٹیوب ویل مہیا کئے ہیں۔ اسی طریقہ سے public secter میں بھی زمینداروں کو ٹیوب ویل subsidised rates پر مہیا کئے جائیں یا کم از کم جو ٹیوب ویل علاقہ کے زمیندار خریدنا چاہتے ہیں انہیں قیمتاً دے دیئے جائیں تاکہ اس سے دو فائدے حاصل ہو سکیں ۔

ایک فائدہ یہ ہے کہ ایک تو اس سے انتظام وانصرام بہتر ہو سکے گا اور یہ جو ہمارے محاصل پر ہر سال کروڑوں روپے کا بوجھ ڈال دیا جاتا ہے اس سے ہم اپنے خزانے کا بچاؤ کر سکیں گے۔ اور دوسرا فائدہ یہ ہے کہ زمینوں کو پانی ملے گا۔

اس کے علاوہ جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ مطالبہ کرتا ہوں کہ اسی بات کی تحقیقات کروائی جائے کہ 80 فیصد ٹیوب ویل جو بے کار پڑے ہیں اور جو پانی تو نہیں دے رہے مگر ان کاشت کاروں سے جو سردی میں گرمی میں کڑکتی دھوپ میں ما دھرتی کا سینہ چیر کر اپنے لئے اور قوم کے لئے اناج پیدا کرتے ہیں ان سے ناجائز آبیانہ

بھی وصول کیا جا رہا ہے۔ جناب والا۔ یہ ایک بے زبان طبقے کے ساتھ ظلم ہے اور وقتاً وقتاً اس بات کی نشاندہی بھی کی جاتی ہے۔ مگر اصلاح کی طرف کسی دھیان نہیں دیا جاتا ہر حکومت عوام کے حقوق پورا کرنے کا دعویٰ کرتی ہے مگر میں افسوس کے ساتھ یہ کہوں گا کہ میرا تجزیہ یہ ہے۔ اور مشاہدہ بھی یہ ہے کہ جو بھی حکومت آتی ہے وہ اپنی کرسی کو اپنی حکومت کو مضبوط، پائیدار اور دیرپا رکھنے کے لئے ہمیشہ منصوبہ بندی کرتی رہتی ہے۔ مگر وہ صحیح اور حقیقی معنوں میں نوکر شاہی کے رحم و کرم پر ہوتی ہے اور ان کی محتاج ہوتی ہے اور وہ نوکر شاہی جو ان کو غلط غلط منصوبہ بندی کر کے دیتی ہے ان کو بغیر پڑھے ان پر thumb impression لگا کر من وعن پیش کر دیا جاتا ہے۔

جناب والا۔ اگر ہم عوام کے محاصل کو جائز طریقے سے استعمال نہیں کریں گے اور ان کا ضیاع نہیں روکیں گے تو پھر یہ سلسلہ نہ جانے کب تک چلتا رہے گا۔

جناب والا۔ اس ضمن میں، میں وزیر موصوف کی خدمت میں یہ بھی عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ آپ کی جو بھاری مشینریاں excavation ، levelling اور bulldozing کے لئے استعمال ہوتی ہیں ان کے پرزہ جات میں ایک carbocharge کی قیمت 50 ہزار روپے سے 75 ہزار روپے تک ہے اور جس کی ایک crank shaft کی قیمت ایک لاکھ روپے تک ہے وہ جناب والا کس طریقے پر مرمت کے لئے جاری کی جاتی ہیں اور لاکھوں روپے کے پرزہ جات مارکیٹ میں بیچ کر اور دوبارہ ٹھیکیداروں سے خرید کر استعمال کئے جاتے ہیں۔ اور اس کا آپس میں پھر حصہ بانٹ لیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر۔ اس ضمن میں میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں کہ حکومت کی بہتری کے لئے اور عوام کا پیسہ محفوظ کرنے کے لئے جتنے بھی پرزہ جات ہیں اگر تمام نہیں تو کم از کم جو قیمتی پرزہ جات ہیں un-used پرزہ جات کی باقاعدہ سٹوریج کی جائے اور ان کا باقاعدہ ریکارڈ رکھا جائے تاکہ یہ ایک ہی پرزہ کے نام پہ بار بار خریدتے اور عوام کا پیسہ ضائع نہ کریں اور میں اس بات کو چیلنج کرتا ہوں کہ اگر وزیر موصوف اس بات کی تحقیقات کروا لیں کہ کتنے اس قسم کے قیمتی پرزہ جات خریدنے گئے ہیں اور درآمد کئے گئے ہیں اور کتنی بار خریدے گئے ہیں اور کیا وہ ناکارہ پرزے ان کے سٹوروں میں موجود ہیں؟

وہ بد دیانت افسروں اور بد دیانت انتظامیہ کے کل پرزوں کا محاسبہ نہیں کریں گے، ان کو قرار واقعی سزائیں نہیں دیں گے تو پھر کوئی بھی عبرت حاصل نہیں کریں گے۔ ظلم کی بات یہ ہے کہ ہمارے معاشرے خوف تعزیر ختم ہو چکا ہے۔ جب خوف تعزیر نہیں ہوگا تو کوئی بھی قانون کی بات نہیں کرے گا کوئی بھی قانون کی عزت نہیں کرے گا اور پھر قانون کے شکنجے سے ہر شخص آزاد پھرتا رہے گا۔

جناب والا! کسی معزز رکن نے اس امر کا پچھلے اجلاس میں اس ایوان میں مطالبہ کیا تھا کہ جو ٹیوب ویل سکارپ میں آبپاشی کی غرض سے لگا رکھے ہیں وہ زمینداروں کو قیمتاً دے دیئے جائیں تو اس ضمن میں آپ دیکھ لیجئے کہ یہ بالکل ضروری اقدامات ہیں جن سے ہمارے حاصل ہو سکتے ہیں۔ جناب سپیکر! آخر میں میں یہ عرض کر دوں گا۔

حق بات کریں سر دار کریں گے۔

اور جناب والا میں اب ایک فارسی کے شعر میں آپ سے گذارش کروں گا کہ۔

حگ۔ اسپ تازی میاں بکار آید نہ کہ گاب فربہ

وزیر آبپاشی و برقیات۔ جناب سپیکر۔

جناب سپیکر۔ ارشاد فرمائیے۔

وزیر آبپاشی و برقیات۔ جناب سپیکر۔ اس میں کچھ اعداد و شمار ہیں جو میں آپ سے پڑھنے کی اجازت چاہوں گا۔ جناب شاہ صاحب نے بڑی مفید تجاویز فرمائی ہیں۔ اس مطالبہ زر کی میں تھوڑی سی تفصیل عرض کروں اس میں کینال کے لیے 80 لاکھ 75 ہزار 550 روپے اور سپشل زرونیو میں 19 لاکھ 74 ہزار 230 روپے اور ٹیوب ویل میں 1 کروڑ 80 لاکھ 89 ہزار 910 کی تفصیل ہے۔ میں اپنے فاضل دوست کی اطلاع کے لیے انہیں یہ تفصیل دے رہا تھا۔ باقی جناب والا ان اعداد و شمار میں ٹیوب ویلوں کیلئے ملازمین کی ماہانہ تنخواہ اور دیگر الاؤنس وغیرہ کے لیے رقوم بھی شامل ہیں

جن خرابیوں کے بارے شاہ صاحب نے فرمایا ہے میں آپ کی وساطت سے گذارش کرنی چاہوں گا کہ اس بارے میں حکومت پہلے ہی encourage کر رہی ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر سے زمیندار آئیں اور اس سلسلہ میں ٹیوب ویلوں کو خریدنے کے لیے response بھی آ رہا ہے لیکن یہ بھاری ٹیوب ویل ہیں۔ اور کو آپریٹو سسٹم اس ملک میں ابھی تک اتنا کامیاب نہیں ہے۔ اور لوگ کو آپریٹو سسٹم پر کوئی چیز خریدنے یا چلانے کے متحمل نہیں ہو سکتے یہ بات تجربے سے ثابت ہوئی ہے۔ اس لیے یہ بڑا مشکل کام ہے لیکن جہاں سے بھی کوئی response آتا ہے تو ہم انہیں ٹیوب ویل دینے کے لیے تیار ہیں۔ بلکہ جو چھوٹا زمیندار ٹیوب ویل لگانا چاہتے انہیں تو بہت سی سہولیات فراہم کی جائیں گی

مثلاً بجلی کی سہولت اور ہر قسم کے قرضے سے ان کی مدد کی جائے گی۔ ان ساری تجاویز پر حکومت غور کر رہی ہے اور جیسا کہ شاہ صاحب نے فرمایا کہ پچھلی دفعہ ایک ممبر نے فرمایا تھا کہ زمیندار ٹیوب ویل خریدنے کے لئے تیار ہیں تو اس سے میں سمجھتا ہوں حکومت کی معاونت ہوگی اور حکومت ایسی تجاویز میں مکمل طور پر تعاون کا ہاتھ بڑھائے گی۔ اس کے علاوہ جناب والا انہوں نے stainer کی بات کی ہے میرے خیال میں فاضل دوست بھول رہے ہیں کہ اس میں اس قسم کا stainer استعمال نہیں ہوتا۔ جو کہ یہ فرما رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ان ٹیوب ویلوں کی کافی عمر ہو چکی ہے یہ کافی عرصہ سے لگے ہوئے ہیں اور اپنی عمر وہ کھو بیٹھے ہیں۔ اس لئے ان میں ریت کا بھر جانا اور ان کا خراب ہو جانا ایک فطری سا امر ہے۔ لیکن جہاں تک محکمے کا تعلق ہے تو ان کی مرمت میں اس کے جائز اخراجات میں اور بر وقت اقدامات اٹھانے میں محکمے کو کوتاہی برتنے کا نہ کوئی حق ہے اور نہ ہی محکمہ کوتاہی برت رہا ہے۔ میں اپنے فاضل دوست کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ جہاں کہیں بھی ایسے واقعے کی نشاندہی کریں گے۔ انشاء اللہ وہاں ہمارا عملہ پہنچ کر اسے خرابی سے دور کرنے کی فوری کوشش کریگا۔ ویسے میں شاہ صاحب کا مشکور ہوں گا انہوں نے چند معاملات کی نشاندہی کی ہے جو ہماری معاونت کے مترادف ہے۔ اس لیے میں ان سے عرض کروں گا۔ کہ وہ اس تحریک کو پریس نہ کریں۔

جناب غلام شبیر جوئیہ ۔ جناب سپیکر! میں نے 18 تاریخ کو ایک تحریک التوا پیش کی تھی۔ کیونکہ وہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ وہاں لوگوں نے بھوک ہڑتال کر رکھی ہے۔ 18 تاریخ سے آج تک میری گذارش نہیں سنی گئی۔ اجازت دیں تو میں اس تحریک کو پڑھ سکتا ہوں۔

جناب سپیکر ۔ جناب جوئیہ صاحب آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ سپلیمنٹری بجٹ یا بجٹ پر بحث یا ووٹنگ کے دن تحریک التوائے کار پیش نہیں ہو سکتی۔ صرف اسی وجہ سے . . .

جناب غلام شبیر جوئیہ ۔ مسئلہ بہت اہم ہے . . . .

جناب سپیکر ۔ مسئلہ اہم یا غیر اہم ہے کسی اور انداز سے اٹھایا جا سکتا ہے لیکن بجٹ یا سپلیمنٹری بجٹ میں بحث کے روز یا ووٹنگ کے روز پیش نہیں ہو سکتا۔ لیکن اس کو کسی لیول پر take up کیا جا سکتا ہے۔

کٹوتی کی تحریک پیش کی گئی اب سوال یہ ہے کہ 2 کروڑ 30 لاکھ 39 ہزار 720 روپے کی شق بلسلہ کل شق نمبر ہے بابت اضافی مدبندی جو متوقع اضافی اخراجات پورے کرنے کے لیے مطلوب ہے جس میں سے ایک لاکھ روپے کی کمی کر دی جائے۔

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر ۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے بھی کٹوتی کی ایک تحریک ہے ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ۔ جناب سپیکر ! میں تحریک پیش کرتا ہوں :۔

"کہ 2 کروڑ 30 لاکھ 38 ہزار 962 روپے کی کل رقم بسلسلہ شق نمبر (1) "جو متوقع اضافی اخراجات" پورا کرنے کیلئے مطلوب ہے ، کی اضافی مد بندی میں ایک سو روپے کی کمی کر دی جائے ۔

جناب سپیکر ۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے :۔

"کہ 2 کروڑ 30 لاکھ 38 ہزار 960 روپے کی روپے کی کل رقم بسلسلہ شق نمبر (1) جو متوقع اضافی اخراجات" پورا کرنے کے لیے طلوب ہے ، کی اضافی مد بندی میں ایک سو روپے کی کمی کر دی جائے ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ۔ جناب سپیکر مطالبہ زر نمبر 14 آئیٹم نمبر (1) کے تحت محکمہ انہار کے لیے مخصوص متوقع اخراجات کے لیے 2 کروڑ 30 لاکھ 38 ہزار 960 روپے کی رقم درکار ہے ۔ اس سلسلہ میں میں ایک علامتی تحریک تخفیف زر پیش کر رہا ہوں ۔ کیونکہ ایک تو یہ محکمہ نہری پانی کی چوری کو روکنے میں ناکام رہا ہے اور دوسرا یہ محکمہ پنجاب کے کئی دوسرے علاقوں میں نہری پانی سپلائی کئے بغیر ہی دوہرا آبیانہ وصول کر رہا ہے ۔ جناب والا اس کی میں ایک مثال پیش کرتا ہوں کہ نہر لوئر جہلم سے ایک راجباہ مسن ڈسٹری بیوٹری نکلتا ہے جو کہ ضلع جھنگ کے بہت بڑی سیاسی شخصیات کی اراضیات کو سیراب کرتا ہوا مسن تک چلا جاتا ہے ۔

جناب والا ! بااثر اور بڑے زمیندار اس راجباہ سے پانی چوری کرتے ہیں ۔ محکمہ انہار کے عملے نے کئی بار ان کے پائپ اور نالیں پکڑی ہیں لیکن آج تک ان کے خلاف کوئی بھی تادیبی کارروائی نہیں کی گئی کیونکہ وہ سیاسی طور پر بہت بااثر اور بارسوخ ہیں ۔

جناب والا ! ان کے خلاف نہ تو کوئی مقدمہ درج کروایا گیا اور نہ ہی ان کے خلاف کوئی تادیبی کی کارروائی ہوئی ہے ۔ اور یہ سب کچھ شاید اس لیے ہو رہا ہے کہ ہمارے معاشرے میں انصاف کا دوسرا معیار قائم ہے ۔ اگر کسی غریب کاشتکار کی گائے یا بھینس بھی نہر میں سے پانی پینے چلی جاتی ہے ۔ تو اس کا چالان کر دیا جاتا ہے لیکن اس پوری نہر کا

پانی اس علاقہ کے زمیندار چوری کرکے استعمال کر رہے ہیں لیکن آج تک محکمہ انہار نے ان کی نالیں اور پائپ پکڑنے کے باوجود ان کے خلاف مقدمہ تک بھی درج نہیں کروایا۔ جناب والا بنگلہ حسن خان سے آگے جو علاقہ ہے وہ اس نہر کے ذریعے سے سیراب ہوتا ہے۔ وہ اب بنجر ہو چکا ہے اور وہاں پر اب کوئی فصل کاشت نہیں ہوتی 76-1975 کے سیلاب میں نہر کا یہ حصہ بہہ گیا تھا اور اس کے بعد سے آج تک تقریباً بارہ تیرہ سال کا عرصہ گزر چکا ہے محکمہ انہار نے اس نہر کو دوبارہ بحال کرنے کی کوئی کوشش نہیں کی بلکہ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ محکمہ انہار بے دردی کے ساتھ ان لوگوں سے پورا آبیانہ بھی وصول کر رہا ہے جناب والا پچھلے دس بارہ سال سے یہ لوگ چیخ رہے ہیں اور مطالبہ کر رہے ہیں لیکن ان کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی اس علاقہ کے بااثر لوگ اس سے فائدہ اٹھا رہے ہیں اور ان کے حصے کا پانی بھی چوری کرکے وہ اپنی فصلوں کے لیے استعمال کر رہے ہیں۔ میں جناب شاہ صاحب کی طرح جناب وزیر آبپاشی کی متانت دیانت اور سنجیدگی کی تعریف اس لیے نہیں کروں گا کیونکہ وہ اس وقت ایوان میں موجود ہیں۔ البتہ میں ان سے یہ توقع ضرور رکھتا ہوں کہ وہ Missan Distributory کی بحالی اور اس علاقہ میں دوسرے آبیانہ کی وصولی اور Missan Distributory سے چوری ہونے والی پانی کے حساب کیلئے کوئی نہ کوئی سنجیدہ اقدام ضرور کریں گے شکریہ!

جناب محمد اقبال (وزیر آبپاشی و برقیات) ۔ جناب والا شاہ صاحب کی طرح ریاض جنجوعہ صاحب نے بھی بڑے تلخ حقائق پیش کیے ہیں، میں ان کی خدمت میں احتراماً عرض کرتا ہوں کہ کسی کو بھی کھلی چھٹی نہیں ہے۔ پانی چوری کرنے والے کے خلاف محکمہ پورا action لیتا ہے اس لیے اگر کوئی ایسی کوتاہی ہوتی ہے تو پھر یہ اس کی نشاندہی کریں انشاء اللہ ہم اس کا نوٹس لیں گے اور اس آدمی کو کیفر کردار تک پہنچایا جائے گا۔ اگر بڑے اور بااثر لوگ چھوٹے زمینداروں تک پانی نہ پہنچنے دیں تو یہ بڑے ظلم کی بات ہے اگر سابقہ دور میں کوئی ایسی کوتاہی ہوئی ہے تو انشاء اللہ اس کا پورا پورا ازالہ کیا جائے گا۔ پولیس فورس محکمہ کی پوری پوری معاونت کرتی ہے اور باقاعدہ پرچے درج ہوتے ہیں انشاء اللہ میرے فاضل دوست کو آئندہ ایسی کوئی شکایت نہیں ہوگی۔ باقی راجباہ کے بارے میں جو انہوں نے فرمایا ہے۔ تو مجھے اس محکمہ میں آئے ہوئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا

ہے۔ انشاءاللہ میں اس راجباہ تک جاکر خود معائنہ کروں گا۔ اور جو بھی وہاں ٹیل پر پانی پہنچنے میں مشکل ہے اس کو انشاءاللہ دور کرنے کی کوشش کی جائے گی۔ اس کے ساتھ ہی میں اپنے فاضل دوست سے گذارش کروں گا کہ وہ اپنی اس تحریک کو پریس نہ کریں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا میں اپنی تحریک تخفیف زر کو پریس نہ کرتے ہوئے ایک اور تلخ حقیقت جناب وزیر صاحب کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ پولیس فورس نہروں پر موجود ہوتی ہے مگر چوری کرنے والوں کے خلاف مقدمات درج نہیں کیے جاتے۔ جناب والا دو سال قبل ایک ایکسین نہر نے چوری کی نالیں اس نہر سے پکڑی تھیں لیکن جب وہ تھانہ قادر پور میں ان بااثر شخصیات کے خلاف مقدمہ درج کروانے گیا پولیس نے مقدمہ درج کرنے سے ہی انکار کر دیا۔

جناب سپیکر۔ آپ اس پر کچھ فرمانا چاہئیں گے۔

جناب وزیر آبپاشی و برقیات۔ جناب والا انہوں نے ایک مخصوص واقعہ کی بات کی ہے اسلیے اب مجھے یہ نہیں پتہ کہ یہ کتنے عرصے کا واقعہ ہے۔ مجھے اس کی صورت حال کا اس وقت تو علم نہیں ہے کہ ایسا کیوں ہوا لیکن میں یہ یقین دلاتا ہوں کہ آئندہ چوری کرنے والا آدمی پرچے سے بچ نہیں سکے گا اور اس کے خلاف پرچہ ضرور کروایا جائے گا۔ اگر وہ یہ بتا دیں کہ اس بات کو کتنا عرصہ ہو گیا ہے تو شاید میں اس کے متعلق کچھ عرض سکوں۔ جناب والا اگر یہ پچھلے دس سال کی بات ہے تو پھر اس پر کیا کارروائی ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر۔ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی کٹوتی کی تحریک ہے It will be taken as withdrawn. اب اصل مطالبہ زر جو ہے اس کی یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ ایک ضمنی رقم جو دو کروڑ 30 لاکھ 38 ہزار 9 سو 60 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1986 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ آبپاشی برداشت کرنے پڑیں گے۔ جو صاحبان اس کے حق میں ہیں وہ ہاں کہیں گے جو مخالف ہیں وہ ناکہیں گے۔

(قطع کلامیاں)

چوہدری گل نواز خان ڈاہڈہ۔ جناب والا یہ ہاؤس نے نہیں سُنا اس لیے مہربانی فرما کر

ایک مرتبہ دھرا دیا جائے۔

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : "NOES" have it' Let them challenge and again ask for vote. ان سب تو ہماری آواز بلند ہے۔

چوہدری گل نواز خاں وڑائچ۔ یہ تو ایسے لگتا ہے کہ جیسے کسی اسٹیشن پر کوئی چھابڑی والا کچھ بیچ رہا ہو۔

جناب سپیکر۔ چوہدری صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میرے خیال میں فیصلہ ہاں والوں کے حق میں ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ جناب والا دیکھیں سب سے اونچی آواز تو ہماری تھی۔ ایک مرتبہ فیصلہ ہمارے حق میں دے دیتے تو پھر وہ چیلنج کرتے تو وہ جیت جاتے لیکن فیصلہ بہر حال صحیح ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر۔ جو صاحبان اس تحریک کے حق میں ہیں وہ اپنی سیٹوں میں کھڑے ہو جائیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ ہاں اب تو کھڑے ہو ہی جائیں گے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ تشریف رکھیے اب جو صاحبان اس تحریک کے مخالف ہیں وہ اپنی سیٹوں میں کھڑے ہو جائیں۔

(نعرہ ہائے تحسین) اور (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ یہ فیصلہ ہاں کرنے والوں کے حق میں ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ یہ فیصلہ تو کھڑے ہونے والوں کے حق میں ہے۔

جناب سپیکر۔ وزیر خزانہ

وزیر خزانہ۔ جناب والا میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں:

کہ ایک ضمنی رقم جو 9 کروڑ 58 لاکھ 61 ہزار 2 سو چالیس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1986 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ نظم و نسق برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب سپیکر۔ یہ تحریک پیش کی گئی ہے:

کہ ایک ضمنی رقم جو 9 کروڑ 61,058 ہزار 2 سو چالیس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1986 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ نظم و نسق عامہ برداشت کرنے پڑیں گے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ کیطرف سے ایک کٹ موشن ہے۔

Mr. Riaz Hashmat JanJua : Sir, I don't move it.

Mr. Speaker : It will be treated as with urawn.

مسٹر اسپیکر مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ میاں محمد افضل حیات۔ میاں محمد اسحاق۔ جناب محمد رفیق صاحب۔ جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب۔ جناب طاہر احمد شاہ صاحب۔ جناب عثمان ابراہیم اور بیگم شاہین عتیزا احمد صاحبہ کی طرف سے ہے

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Sir, I move :—

That the item of (a) Rs. 4,09,000 and (b) Rs. 28,48,620 - on account of Total Item (5)—Additional appropriation to meet anticipated excess be reduced by Rs. 7,00,000,

Mr. Speaker : The motion moved is :—

That the item of (a) Rs. 4,09,000 and (b) Rs. 28,48,620 - on account of Total Item (5)—Additional appropriation to meet anticipated excess be reduced by Rs. 7,00,000,

Minister of Industries : I oppose it Sir.

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ جناب سپیکر یہ ہماری بات مانیں گے تو نہیں مگر وزراء کیلئے کاروں اور ائیرکنڈیشنرز۔ فرنیچر وغیرہ کے لیے اتنی خطیر رقم یہ صوبہ پر بہت بڑا بوجھ ہے۔ اور عوام سے ٹیکسوں کی وصولی کا ناجائز استعمال ہے۔ اگر وہ یہ رقم کاٹنے کیلئے تیار نہیں ہیں تو میں ایک تجویز پیش کرتا ہوں کہ قدو قامت کے مطابق اگر یہ دو وزیروں کو ایک موٹر دے دیں تو بھی کمی واقع ہو سکتی ہے جناب کو تو معلوم ہے جنگ کے دنوں میں برطانیہ میں موٹریں بند کر دی گئی تھیں اور بس استعمال کرنے پر لوگوں کو مجبور کیا گیا تھا تاکہ پٹرول کی بچت ہو۔ اگر فوکس یا سوزوکی منی وین لے لیں اور جیسے وہ سکول میں بچوں کو پہنچاتے ہیں تو وزیروں کو بھی کو اپنے اپنے دفاتر میں

پہنچا دیں تو اس میں حرج ہی کیا ہے۔

(قطع کلامیاں)

ان کے لیے میں کہوں گا۔ جیسے وائیں صاحب اور رزاق صاحب کے مختصر وجود ہیں ۔ اگر یہ ایک ہی موٹر میں دو بیٹھ جائیں تو بھی shock absorber صحیح رہیں گے ۔ اور گاڑی کو کوئی نقصان نہیں ہوگا ۔ لیکن اس کے ہم خلاف ہیں کہ ہنڈا کار ہر ایک وزیر کو دی جائے ایک میرے وزیر صاحب دوست آ گئے ہیں اگر وہ مرسیڈ کے بغیر اور کسی گاڑی میں جائیں تو اسکے سپرنگ ہی ختم ہو جائیں گے۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ ۔ جناب والا اگر وزیر صاحب اور آپ ایک کوٹھی میں اکٹھے نہیں رہ سکتے تو یہ بیچارے ایک موٹر میں اکٹھے کیسے بیٹھ سکتے ہیں

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ یہ بات وزیر خزانہ پر میں چھوڑتا ہوں کہ وہ الاونس کٹ کے ذریعہ ایسا طریقہ اختیار کریں مثلاً جیسے چوہدری عبدالغفور صاحب کے ساتھ ظفر صاحب بیٹھ جائیں ۔ اسی طرح کم ازکم دو دو وزیروں کو ایک موٹر میں ہونا چاہیے۔

(قہقہہ)

اس سے بڑی بچت ہو گی ۔ اللہ کے لیے ایک ائرکنڈیشنر کم کر دیں اس میں دونوں وزیروں کو ایک جگہ رہنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن کم ازکم موٹریں تو کم کر دیں ۔ یہی صورت حال بہتر ہو گی اگر بجی سوزوکی بس ان وزیروں کو دفتر لے جائے اور ان کو دفتر سے واپس لے آئے ۔ یہ میری درخواست ہے ۔

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ ۔ دو روں کا کیا ہوگا۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ آپ کے لیے تو میں موٹر بھیج دوں گا۔

(قہقہہ)

جناب والا میری گذارش یہ ہے کہ یہ بہت بڑا بوجھ ہے ۔

بیگم بشریٰ رحمٰن ۔ جناب سپیکر مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب نے فرمایا ہے کہ محترمہ ساجدہ نیر عابدہ صاحبہ کیلئے میں موٹر بھیج دوں گا ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ آپ بھی مانگیں گی تو بھیج دوں گا

جناب سپیکر ۔ آپ ذرا اونچی آواز میں بات کیجیے ۔

بیگم بشریٰ رحمٰن ۔ جناب والا ابھی تھوڑی دیر پہلے انہوں نے کہا تھا کہ دو وزیروں کے لیے ایک موٹر کافی ہے ۔ اس پر میں نے سوچا تھا کہ اگر یہ بات بڑھتی گئی تو بہت سی چیزیں آجائیں گی جو دو وزیروں کیلیے ایک کر دی جائیں گی ۔

(قہقہہ)

جناب والا اس میں کچھ بڑے نازک مقامات آہ و فغاں آجائیں گے ۔ اس لیے یہ بات نہ اٹھائیں اور وزیروں کو ان کا استحقاق دیں پھر انہوں نے یہ فرمایا کہ محترمہ بیگم صاحبہ کے لیے میں موٹر بھیج دوں گا ۔ مجھے ان کی نیت پہ معافی چاہتی ہوں تھوڑا سا شک ہوا ۔ ان کا کہیں یہ ارادہ تو نہیں کہ ان کے ساتھ یہ بیٹھا کریں گی ۔

(قہقہہ)

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ نکتہ ذاتی وضاحت ۔ ان کے لیے تو میرا ڈرائیور آجائے گا لیکن اگر بشریٰ رحمٰن صاحبہ چاہتی ہیں چونکہ وہ وزیر بھی نہیں ہیں اس لیے ان کے ساتھ میں جانے کیلئے تیار ہوں ۔

(قہقہہ)

بیگم بشریٰ رحمٰن ۔ جناب والا میں بہت مشکور ہوں ان کی بہت شکر گزار ہوں انہوں نے میری بڑی عزت افزائی کی ہے ۔

(قطع کلامیاں)

جناب والا میری ایک ساتھی رکن نے کہا ہے کہ آپ نے کہنا تھا کہ یہ میرے بزرگ ہیں ۔ جو بات نظر آتی ہو وہ میں کہنا نہیں چاہتی ۔ بعض دفعہ یہ لفظ بزرگ جو ہوتا ہے اس سے لوگ کچھ برا بھی مان جاتے ہیں ۔

جناب سپیکر ۔ میاں افضل حیات صاحب ۔

میاں محمد افضل حیات ۔ جناب والا ۔ اس آئیٹم میں تیس لاکھ کی رقم مانگی گئی ہے اور اس میں کئی اشیاء ایسی ہیں جو کہ ضمنی بجٹ کی بجائے اگر سالانہ بجٹ میں مانگ لی جاتی تو شاید بہتر ہوتا ۔ Purchase of Durable Goods ہے ۔ اب یہ نہیں بتایا گیا کہ Durable goods خرید لی گئیں ۔ اسی طریقے سے یہ Commodaties and services کا آئیٹم ہے جس میں سترہ لاکھ چھہتر ہزار کی رقم مانگی گئی ہے ۔ اس کے متعلق بھی وضاحت نہیں کی گئی

کہ یہ Commodaties and services کیا چیز ہے۔ اور ان کی فوری ضرورت کیا محسوس ہوئی ہے۔ جہاں تک repair and maintence کا تعلق ہے تو ایسی چیزوں کی تو فوری ضرورت محسوس ہوتی رہتی ہے۔ لیکن یہ جو Commodaties and services اور Other Allowances ہے۔ ان کے ساتھ ہی ایک اور Purchase of Durable Goods کی آئٹم ہے۔ ان تینوں کے لیے وضاحت چاہیے تھی کہ کس لیے فوری طور پر ان کی ضرورت محسوس ہوئی۔ اس کے لیے نہ پہلے ضرورت محسوس کی گئی۔ تاکہ اس کو سالانہ بجٹ میں پیش کیا جاتا اور نہ ہی اللہ کے لیے اتنا انتظار کیا جا سکا کہ اس کو سالانہ بجٹ میں پیش کیا جاتے۔ اب جب تک ان کی وضاحت سامنے نہ آئے تو ان کے متعلق شک و شبہ تو اپنی جگہ موجود رہے گا۔

جناب سپیکر۔ میاں محمد اسحاق صاحب۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر، یہ لاکھوں کروڑوں کی رقم وزراء حضرات کے لیے رکھی گئی ہے۔ جب ہم انڈیا حکومت کی بات کرتے ہیں۔ اور انگلینڈ حکومت کی بات کرتے ہیں تو ہمارے دوست احباب یہ کہتے ہیں کہ یہ مسلمانوں کی اسمبلی ہے اور مسلم لیگ کی حکومت ہے۔ اگر آپ مسلم ہیں تو مسلم لیگ میں آئیے۔ تو میں اس موقع پر ان سے یہ عرض کرنا مناسب سمجھوں گا کہ کیا میں ان سے آج سے چودہ سو سال پہلے مسلمانوں کا حوالہ دے کر مسلمان کی بات کر سکتا ہوں کہ جو یہ اخراجات مانگ رہے ہیں، اور جو اضافی اخراجات کا مطالبہ کیا جا رہا ہے کیا یہ انہی مسلمانوں کی طرح ہے۔ جو اپنے ہاتھوں سے کمائی کر کے کھاتے تھے۔ اور جو خلفائے راشدین تھے۔ کیا وہ بھی ایسے ہی بے دریغ خرچ کرتے تھے؟ اگر اللہ تعالیٰ نے انہیں خدمت خلق کا موقع دیا ہے۔ تو کیا عوام ان سے کچھ کفایت شعاری کی امید نہیں رکھ سکتے؟ کیا انہیں یہ یاد دلانا مناسب نہ ہو گا کہ حضرت عمر خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب سرکاری کام کر رہے تھے۔ تو ایک صاحب تشریف لائے اور انہوں نے بات کرنی چاہی تو فرمایا کہ آپ بات سرکاری کرنا چاہتے ہیں یا پرائیویٹ تو انہوں نے کہا کہ یہ میری پرائیویٹ بات ہے۔ اس پر انہوں نے سرکاری دیا جو جل رہا تھا۔ وہ بجھا دیا۔ اور فرمایا کہ بات پرائیویٹ ہے۔ اور تیل جو جل رہا ہے۔ وہ سرکاری ہے۔ جب تک مسلمان ان خطوط پر نہیں سوچتے تو میں سمجھتا ہوں کہ صحیح اسلامی حکومت قائم نہیں ہو سکتی۔ اگر یہ کہتے ہیں کہ مسلم ہو تو مسلم لیگ میں آئیے۔ مسلمانوں میں آئیے تو میں بھی ان سے گذارش کر سکتا ہوں کہ اگر ہمیں مسلمان بنانا چاہتے ہیں تو پہلے آپ بھی

مسلمانوں کی طرح عمل کر کے دکھائیں۔ تاکہ ہم ان کی پیروی کر سکیں۔ یہ جتنے اخراجات دکھے جا رہے ہیں۔ مثلاً کاروں پر دفاتر پر اور اب کنڈیشنر پر کیا ان کا کچھ حصہ ہمارے مزدوروں اور متوسط طبقے کے لوگوں کے حصے میں بھی آتا ہے؟ کیا ہم مسلمان ہوکر اپنے بھائیوں کی یہ خدمت کر سکتے ہیں؟ کیا یہ ہمارے لیے مناسب نہ ہو گا کہ اگر ہم واقعی مسلمان کہلانے کے مستحق ہیں تو ہم مسلمانوں کی طرح زندگی بسر کریں؟ ہم ان مسلمانوں کی پیروی کریں جو چودہ سو سال پہلے زندگیاں گزار کر ہمارے لیے مشعل راہ بن گئے ہیں۔ ہمیں وہی راہ اختیار کرنی چاہیے جس سے انہوں نے تمام دنیا کو فتح کیا اور اسلام کا نام روشن کیا۔ اگر ہم انہی خطوط پر نہیں چلتے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم پاکستانی عوام کی کوئی خدمت نہیں کر رہے۔ بلکہ ہم نے جو طریقہ کار اختیار کیا ہے یہ صرف اپنی چوہدراہٹ اپنی آسائش اور صرف اپنی اس حکومت کو قائم رکھنے کے لیے کیا ہے۔

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئے)

میں ان وزرائے کرام سے کہتا ہوں کہ اگر وہ کفایت شعاری سے زندگی گذاریں تو ان کی زیادہ مقبولیت ہو گی۔ یہ جلسے جلوس جو نکل رہے ہیں۔ یہ ان کے اخراجات کے خلاف اظہار خیال کیا جا رہا ہے۔ اور سڑکوں پر جو لوگ آتے ہیں۔ یہ ان کے اخراجات دیکھ کر آئے ہیں۔ اس حکومت نے ابھی تک ہمارے لیے بہتری کا کوئی طریقہ کار اختیار نہیں کیا اور اگر یہ چاہتے ہیں تو میں انہیں بتا دیتا ہوں کہ وہ کفایت شعاری اختیار کریں اور عوام کی صحیح معنوں میں خدمت کر کے دکھائیں۔ تاکہ لوگ ان کی مثال دے سکیں۔ اگر انہوں نے عوام کی صحیح معنوں میں خدمت کی تو انشاء اللہ تعالے عوام ان کے بچوں کو بھی سلام کریں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کے لیے بہت اہم موقع ہے کہ اگر یہ چاہیں تو پہلے اپنے آپ کو صحیح طور پر لائیں۔ جو پہلے اور اس اس کے بعد ریفرنڈم کے وقت جو تقریریں کرتے تھے ان تقریروں پر عمل کریں۔

مولوی محمد غیاث الدین۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر صاحب، میاں صاحب کفایت شعاری کی بات کر رہے ہیں۔ اور قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی مثال دے رہے ہیں۔ میں قرون اولیٰ کے مسلمانوں کا ایک شعار یہ بھی عرض کرتا ہوں کہ قرون اولیٰ کے مسلمانوں نے اپنی جائیدادیں تقسیم کر دی تھیں۔ انصاری بھائی نے مہاجر بھائی کو آدھا باغ دے دیا تھا۔ اس لیے میں یہ گذارش کروں گا کہ میاں صاحب مثال بنیں اور اپنی آدھی زمین غریبوں میں

تقسیم کر دیں ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مہر ظفر اللہ خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا میں میاں صاحب کو آپ کی اجازت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب سے پاکستان بنا ہے ۔ یہ پہلی حکومت ہے کہ جس کے وزرا کے پاس چار سلنڈر کی گاڑیاں ہیں ۔ ورنہ پہلے جتنی حکومتیں آئی ہیں وزراء کے پاس چھ سلنڈر کی بڑی گاڑیاں ہوتی تھیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ پوائنٹ آف آرڈر پر پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہو سکتا ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ آپ توجہ فرمائیے کہ یہ مشیر صاحب اپنی مخصوص نشست پر نہیں بیٹھے ہیں ۔ اور آپ نے انہیں بات کرنے کی اجازت دے دی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ ان کی سیٹ تبدیل ہو چکی ہے ۔ آپ کی اطلاع کے لئے عرض ہے

سید طاہر احمد شاہ ۔ تو کیا ان کی ترقی ہو گئی ہے؟ اور کیا وہ وزراء کی صف میں شامل ہو گئے ہیں؟

جناب آفتاب احمد شیخ ۔ پوائنٹ آف آرڈر ۔ جناب کی وساطت سے میاں صاحب سے میری یہ درخواست ہے کہ وہ اگر صرف سرکاری اراضی ہی چھوڑ دیں تو یہ بھی ان کی بہت مہربانی ہو گی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ تشریف رکھیں ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔ جناب محمد رفیق صاحب ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر ، اگر کسی رکن کے بارے میں اس ایوان میں کوئی ریمارکس پیش کیے جائیں تو اسے اپنی ذاتی وضاحت کا استحقاق ہے ۔ اگر شیخ آفتاب صاحب کے اعتراض پر میاں اسحاق صاحب کوئی ذاتی وضاحت کرنا چاہتے ہیں تو پھر ان کا استحقاق ہے ۔ اور انہیں اجازت ملنی چاہیے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ ممبر صاحب کے خلاف ایسے کوئی ریمارکس پاس نہیں کیئے گئے ۔ جس پر ذاتی وضاحت کی جائے ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ اگر نکتہ استحقاق پر کوئی رکن اسمبلی وضاحت کرنا چاہے تو اسکا یہ حق بنتا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ چوہدری محمد رفیق صاحب ۔

چوہدری محمد رفیق ۔ جناب سپیکر ۔ ڈیمانڈ نمبر 5 آئیٹم نمبر 5 صفحہ 30 پر یہ مانگی گئی ہے ۔
(مداخلت)

جناب سپیکر ۔ یہ بڑے دکھ کی بات ہے کہ یہاں پہ نہ صرف میر اللکہ باقی اور ممبران کا بھی استحقاق مجروح کیا جا رہا ہے ۔ بات کرنا یا نہ کرنا تو اپنی اپنی صوابدید پر منحصر ہے ۔ اور میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ چوہدری گل نواز کو کچھ زیادہ ہی تکلیف ہے ۔ خود باظرف ہونا چاہیے ۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ ۔ آپ کے استحقاق کو بھلا کوئی مجروح کر سکتا ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ میں معزز ممبران سے یہ درخواست کروں گا کہ جس وقت کوئی معزز ممبر تقریر کر رہا ہو براہ کرم اپنی سیٹوں پر ان کی باتیں خاموشی سے سنیں اور یہ کوئی بات اچھی روایت نہیں ہے کہ بیٹھے بیٹھے کوئی ریمارکس کسی ممبر کے خلاف پاس کریں اور ویسے بھی یہ پارلیمانی آداب کے بھی خلاف ہے ۔ اگر کسی کو اعتراض ہو تو اٹھ کر اس اعتراض کو پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے کر سکتا ہے مگر بیٹھے بیٹھے ریمارکس دے دینا تو اچھی بات نہیں ہے ۔ چوہدری محمد رفیق صاحب آپ اپنی تقریر کو جاری رکھیں

چوہدری محمد رفیق جناب سپیکر ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ڈیمانڈ نمبر 15 آئیٹم نمبر 5 صفحہ 20 پر یہ لکھا ہے ۔

An amount of Rs. 32,57,620 is required for the creation of certain posts and purchase of vehicles . . .

جناب سپیکر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو آسامیاں پیدا کی گئی ہیں ۔ ان کا کہیں بھی اشتہار نہیں دیکھا گیا اور یہ خاموشی سے پر کی گئیں ظاہر ہے کہ پابندی لگی ہوئی ہے کہ دوسری بات یہ ہے کہ vehicales پر اتنی کثیر رقم خرچ کی گئی ہے

میں جو سمجھتا ہوں کہ غیر پیداواری اخراجات میں شامل ہے ۔ جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کہ ہمارا ملک ترقی پذیر ملک ہے ۔ اور یہاں وسائل کی کمی ہے اس لیے یہاں پہ بھی ہمیں غیر پیداواری اخراجات کم کر کے ان رقوم کو پیداواری اخراجات پر لگانا چاہیئے ۔ تاکہ ہم ترقی کر سکیں مجھ سے پہلے قائد حزب اختلاف نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ وزراء کو ایک گاڑی دی جائے ۔ تو میری طرف سے یہ تجویز ہے کہ ان کے لیے کیوں نہ ایک فلائنگ کوچ خریدی جائے جو صبح کے وقت وزراء کو دفتر لے آئے

اور دفتری اوقات کے بعد ان کو ان کی رہائش گاہوں پر چھوڑ دے۔ اس طرح بھی غیر پیداواری اخراجات میں کمی ہو سکتی ہے۔ اگر میں یہ مثال دوں کہ ترقی پذیر ممالک میں ان کے لیڈر حضرات نے اپنے اپنے وقت میں کس قدر قربانیاں دی ہیں تو اس ضمن میں میں چین کی مثال دیتا ہوں کہ چو این لائی کے زمانے تک خود وزیراعظم چو این لائی اور وہاں کا صدر سائیکل پر دفتر جایا کرتے تھے۔ آج ہو سکتا کہ اس مقام پر انہوں نے اتنی معاشی ترقی کر لی ہو کہ ان کے پاس گاڑیاں آ گئی ہوں لیکن چو این لائی کے وقت تک وہ سائیکلوں پر دفتر آتے جاتے رہے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ہمارے وزراء حضرات کیوں نہیں سائیکلوں پر آتے جاتے؟ اگر سائیکل پر یہ سفر نہیں کر سکتے تو پھر ان کے لیے فلائنگ کوچ کا بندوبست کیا جائے۔

مولانا غیاث الدین احمد ۔ میں یہ التماس کروں گا کہ اس کی بسم اللہ حزب اختلاف کی طرف سے کی جانے اگر سائیکل یہ چلائیں گے تو پھر ان کی پیروی میں وزراء کرام بھی شروع کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

چوہدری محمد رفیق ۔ جناب سپیکر اس کے علاوہ دفتروں کو فرنیچر سے آراستہ کرنے کے لیے لاکھوں روپے دیئے گئے ہیں۔ ان میں ایئر کنڈیشنز اور اسی طرح کی دوسری چیزیں بھی شامل ہیں۔ جس سے قوم کے پیسہ کا ضیاع ہو رہا ہے۔ میں استدعا کرتا ہوں کہ ان آسائش کی چیزوں کا استعمال بند کیا جائے۔ اور جیسا کہ میاں اسحاق صاحب نے فرمایا ہے کہ کفایت شعاری کی جائے۔ تاکہ ہم غیر پیداواری اخراجات میں سے رقوم بچا کر پیداواری اخراجات میں لگائیں اس سلسلے میں یہ تجویز اس معزز ایوان میں رکھتا ہوں کہ ان ناجائز اخراجات کا استعمال بند کیا جائے۔ اور اس ڈیمانڈ کو نامنظور کیا جائے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ۔ جناب سپیکر اس تحریک تخفیف زیر برائے کفایت شعاری پر میرے کافی بھائیوں نے اظہار خیال کیا ہے اور اب مزید میں اس بارہ میں کوئی تشنگی محسوس نہیں کرتا لیکن اس تحریک کی بحث کے دوران جناب مخدوم زادہ صاحب نے ایک وزیر صاحب کو کار کی پیشکش کی ہے۔ اور جناب راہی صاحب نے بشریٰ رحمان صاحبہ کی آنکھوں کے متعلق کچھ کہا ہے تو اس سلسلے میں میں یہ عرض کروں گا کہ

یہ ہے شہر ستمگر یہاں کون کس سے وفا کو خرید لے۔
اتنی آنکھوں کے موجود ہوتے ایک بھی چشم قاتل نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ سید طاہر احمد شاہ صاحب ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر اس تحریک کٹوتی پر میں لمبی بات کرنا چاہتا تھا مگر چونکہ ہمارے لیڈر نے یہ حکم دیا ہے کہ میں اختصار سے کام لوں اس لیے میں کوشش کروں کہ کم سے کم وقت میں جو بہترین تجاویز ہیں وہ وزیر خزانہ کے علم میں لاؤں

جناب والا میں یہ گذارش کروں گا کہ ہمارے ملک میں پرائیویٹ سیکٹر میں اور پبلک سیکٹر میں بے شمار ٹرانسپورٹ جن میں کاریں بھی شامل ہیں مسلسل درآمد کی جا رہی ہیں۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہمارے وطن عزیز میں سوزوکی کار کی تیاری کے لیے اسمبلنگ پلانٹ لگایا جا چکا ہے۔ آج جب ہم اپنے صوبے کی شاہراہوں پہ سفر کرتے ہیں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ سوزوکی کار ہر تیسری کار ہے اور سوزوکی ہی سوزوکی سڑکوں پر رواں دواں نظر آتی ہے ۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سوزوکی کار کفایت شعاری اور کم خرچ سفر سہولتوں کی وجہ سے ہمارے ملک کے عوام میں خاص و عام کے طبقات میں خاص مقبول ہو رہی ہے ۔ چونکہ ہمارا ملک غریب ہے اور ہمارا صوبہ بھی غریب ہے اور ہمارے صوبے کی واضح اکثریت بھی غریب عوام ہے ۔ جن کے محاصل سے ہمارے صوبے کا خزانہ مرتب ہوتا ہے ۔ تو ہمیں یہ دیکھنا چاہیے اور سنجیدگی کے ساتھ غور کرنا چاہیے کیونکہ کاروں کی درآمد پر صرف اور صرف ایک ہی مرتبہ رقوم خرچ نہیں کی جاتی بلکہ اس کی مرمت کے لیے پرزہ جات کی بھی ضرورت ہوتی ہے ۔ جب ہم کاروں کو یا کسی کو سٹینڈرڈائزڈ نہیں کریں گے ایک یا دو یا چار قسم کی کاروں کو یا ٹرانسپورٹ کی بسوں کو سٹینڈرڈائزڈ نہیں کریں گے ۔ جناب والا یہ وقتی طور پر نظر آئے گا کہ ہم نے چند لاکھ کی کاریں درآمد کر لیں اگر ان کی مرمت کیلئے مسلسل خرچ آئیگا اور جب تک وہ گاڑیاں موجود ہونگی ان کے پرزہ جات کی درآمد پر کروڑوں روپے کا زرمبادلہ صرف ہوتا رہے گا ۔ ہم اس عیاشی کے متحمل نہیں ہو سکتے کیونکہ ہم ایک غریب ملک کے باشندے ہیں ۔ اور ایک غریب صوبے سے ہمارا تعلق ہے ۔ اسلیئے ہم اس قسم کی عیاشیاں نہیں کر سکتے ۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ چیف منسٹر سیکرٹریٹ کے لیے اگر گاڑیاں واقعتاً ضروری خریدنی مقصود تھیں تو وہ گاڑیاں صرف اور صرف سوزوکی ہونی چاہییں تھیں ۔ جو کہ اس وقت پاکستان ی نی جا رہی ہیں اور بالآخر آگے چل کر یہ گاڑیاں جیسے کہ ہندوستان میں فیئیٹ کمپنی کی ایک گاڑی جس کا وہاں پہ نام ہندوستان رکھا گیا ہے وہاں پہ بنائی جاتی ہیں ۔ اور استعمال کی جاتی ہیں ۔ اسی طرح سے ہم میں بھی قومی جذبہ پیدا ہوتا

اسلیے ہمیں بھی کفایت شعاری سے کام لینا چاہیے۔ اس طرف توجہ دینی چاہیے لیکن آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری حکومت کبھی تو Daihatsu خرید رہی ہے۔ کوئی Pejaro Mitsubishi خرید رہا ہے۔ اور کوئی Toyota گاڑیاں خرید رہا ہے (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آرڈر پلیز۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا۔ میں اس ضمن میں یہی عرض کروں گا کہ ہمارا مشاہدہ اور ہماری معلومات یہ ہیں کہ افسران کے استعمال کے لیے بڑی قیمتی کاریں جو کہ ہنڈا اکارڈ ہیں خریدی جاتی ہیں۔ اگر ہنڈا ایکارڈ۔ سے نیچے کار خرید نہیں سکتیں تو ہنڈا اسوک بھی بہتر تھیں۔ ہمارے ملک کا وہ طبقہ جو کاریں رکھنا afford کرتا ہے تو ہنڈا اکاڈ کی بجائے اگر ہنڈا اسوک کاریں خریدتے تو پھر بھی اس سے کفایت شعاری کا مظاہرہ کیا جا سکتا تھا۔ اس طریقے سے ہمارے صوبے کے محاصل کو بچایا جا سکتا تھا۔ تو میری اس ضمن میں یہ تجاویز ہیں کہ آئندہ کاریں خریدنے کے لیے یا اس قسم کی مشینری خریدنے کے لیے ایک کمیٹی بنائی جائے جو کہ ان کی ٹیکنالوجی کو دیکھتے ہوئے اور اپنے ملک میں ان کی ٹیکنالوجی کی مرمت کے انتظامات کو دیکھتے ہوئے اور پھر جو ان کے فاضل پرزہ جات ہیں ان کا سروے کرنے کے بعد وہ ایسی گاڑیوں کو سٹینڈرڈائز کریں جن کے لیے سپیئر پارٹس غیر ملکی کرنسی کے عوض درآمد کرنے پر ہمارے ملک کا زرمبادلہ ضائع نہ ہو سکے۔ اور اگر سوزوکی کاریں حکومت استعمال نہیں کر سکتی اور ہنڈا اکاڈ ہی استعمال کرنی ہے یا ہنڈا اسوک ہی استعمال کرنی ہے یا کوئی اور بڑی گاڑی ہی استعمال کرنی ہے۔ تو ان کو پاکستان میں اسمبل کرنے اور بالآخر پاکستان میں بنانے کی منصوبہ بندی کی جائے تاکہ ہمارے ملک میں پرزے بنانے اور اسمبل کرنے کی فیکٹریاں لگیں جس سے لوگوں کو روزگار میسر ہو سکے۔ اور ہمارے ملک میں سے بے روزگاری ختم ہو سکے چونکہ اس میں غلط قسم کی منصوبہ بندی کی گئی ہے اس لیے میں اس مطالبہ زر کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ جناب عثمان ابراہیم صاحب۔

جناب عثمان ابراہیم۔ جناب سپیکر۔ اس کٹوتی کی تحریک پر میرے دوست بڑی تفصیل سے اپنا نقطہ نظر بیان کر چکے ہیں اور میں اس وقت کی کمی کے باعث ان کے خیالات سے اتفاق کرتا ہوں اور وزیر خزانہ سے امید کرتا ہوں کہ وہ آئندہ بجٹ بناتے وقت کفایت شعاری کے اصول کو مدنظر رکھیں گے۔ فاضل رکن اور فاضل رکن جو کہ میرے ساتھ بیٹھے ہیں وہ بھی اسمبلی کے قواعد اور انضباط کار کا مطالعہ کریں گے خاص طور رول 197 کا اور آئندہ بے جا کسی تقریر کو

لڑکے لڑے اعتراض کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ بیگم شاہین منور صاحبہ۔

محترمہ بیگم شاہین منور۔ جناب سپیکر! یہ جو مطالبہ زر آپ کے روبرو ابھی پیش ہوا ہے اور اس کی کٹوتی کی تحریک ہم نے دی ہے۔ اس کا اگر آپ ملاحظہ کریں تو یہ دیکھیں گے کہ یہ سب چیف منسٹر کے سیکرٹریٹ کے ہیڈنگ کے نیچے آتا ہے۔ اب یہ حیرت کی بات ہے کہ اتنی بڑی رقم اس ڈیمانڈ میں رکھی گئی ہے۔ اس میں صرف چیف منسٹر سیکرٹریٹ کا ایک چھوٹا سا آئیٹم جو کہ آئیٹم نمبر پانچ ہے۔ جس میں سب سے پہلے میں آپ کی توجہ purchase of durable goods کی طرف دلواؤں گی اس کے لیے انہوں نے 4 لاکھ 9 ہزار روپے ڈیمانڈ کیے ہیں۔ یہ درست ہے کہ ہم لوگوں کا واقعی سٹینڈرڈ بہت اونچا ہو گیا ہے لیکن یہ خزانہ قوم کا ہے۔ ملک کا ہے۔ یہ کسی کا ذاتی نہیں کہ اس کو ہم لٹا دیں یا اسے اپنے سٹینڈرڈ کے مطابق خرچ کریں۔ ہمارا ملک بڑا غریب ہے۔ اور ہم اس طرح کی چیزیں afford نہیں کر سکتے کہ ہم صرف durable gooda جن کی ہمیں نہ کوئی تفصیل دی ہو نہ اور کچھ ہو تو وہ ایک ہاؤس سے جو منتخب ارکان پر مشتمل ہو۔ اس سے کہیں کہ اس کو آپ بغیر سوچے سمجھے پاس کر دیں میں اپنے بھائیوں اور اپنی بہنوں سے یہی اپیل کروں گی کہ آپ اسکا مطالعہ کیجیے اور دیکھیے کہ کیا ڈیمانڈ ہے اور یہ کون سی purchase ہے جس کے لیے ہم نے اتنی بڑی رقم کا مطالبہ کیا ہے۔ اس کی انہوں نے صرف ایک لائن میں وضاحت کی ہے اور یہ کہا ہے۔ آپ سب سے معذرت کے ساتھ انگریزی میں کہوں گی کیونکہ آپ کا بجٹ انگریزی میں ہے۔ اس میں یہ لکھا ہے۔

For creation of certain posts and purchase of vehicles . . . .

جناب سب سے پہلے میں آپ سے یہ پوچھتی ہوں کہ کون سی ایسی اہم ضرورت تھی جس کے لیے اتنی بڑی ڈیمانڈ کی گئی ہے۔ کون پیدل جا رہا تھا۔ جس کیلیے آپ نے ضمنی بجٹ میں purchase of vehicales کو اتنی اہمیت دے کر اس کو یہاں شامل کیا۔ جب یہ وہیکل کی بات ہوتی تو ابھی میرے بھائی سید طاہر احمد شاہ صاحب نے آپکو بتایا کہ آپ کے ملک میں گاڑیاں تیار ہوتی ہیں۔ میری گذارش صرف یہی ہے کہ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ یہ گاڑیاں آپ کی شان کے مطابق نہیں تو آپ اپنی ذاتی کاریں استعمال کریں۔ اور اگر آپ ذاتی کاریں استعمال کرنا نہیں چاہتے تو آپ ایسے کیجیے کہ سوزوکی کار کا ماڈل ذرا بہتر بنالیں اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ ہمارا فارن ایکسچینج بچ جائے۔

گا۔ آپ اپنے ذاتی شوق کے لیے بڑی سے بڑی گاڑی منگوا لیجئے مگر اپنے ذاتی پیسہ سے منگوائیے اور قوم کا پیسہ ان کاروں کی عیاشیوں پر نہ لگائیے۔ کیونکہ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ قوم آپ کو بڑی کاریں دکھنے کے لیے داد دیتی ہے تو یہ آپ کی غلط فہمی ہے۔ دوسری بات اس میں ٹائپ رائٹر کی ہے۔ یہاں میری گذارش ہوگی سب وزراء سے اور خاص طور پر چیف سیکرٹری سے کہ یہ ٹائپ رائٹر اردو کے منگوائیے انگریزی کے نہ منگوائیے کیونکہ آپ نے جو کام کرنا ہے۔ وہ اردو میں کرنا ہے۔ اس ہاؤس کے آدھے سے زیادہ منتخب ممبران کو انگریزی کی سمجھ نہیں آتی۔ اس لیے اردو کے ٹائپ رائٹر منگوائیے۔

جناب والا۔ اب میں فرنیچر کے متعلق بات کروں گا کہ کون شخص تھا جو سیکرٹریٹ میں زمین پر بیٹھا تھا اور جس کے لیے آپ نے فوراً فرنیچر آرڈر کرنا تھا اور ضمنی بجٹ میں اس کے لیے ڈیمانڈ رکھی تھی پوسٹ کی creation کے متعلق میں صرف مختصر الفاظ میں کہوں گا کہ ایک دوکان میں میں گیا تو ایک شخص وہاں پر وٹامن خرید رہا تھا اور سب سے مہنگی وٹامن مانگ رہا تھا تو میں نے اس سے پوچھا کہ بھائی یہ کیا ہے۔ تو اس نے کہا کہ میں ایک سرکاری افسر ہوں اور میں یہ وٹامن اپنے کتے کے لیے خرید رہا ہوں تو میں نے اس سے پوچھا کہ آپ نے یہ اتنی مہنگی وٹامن کتے کے لیے کیوں لی۔ تو وہ کہنے لگے کہ بات یہ ہے کہ میرے افسر نے مجھے ڈانٹا ہوتا ہے۔ میں نے اپنی بیوی کو ڈانٹا ہوتا ہے۔ بیوی نے بچوں کو ڈانٹا ہوتا ہے۔ اور بچوں نے کتے کو ڈانٹا ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کے پاس کوئی اور ہوتا نہیں ہے۔ لہٰذا اپنے گھر کا نظام درست کرنے کے لیے میرے لیے یہ وٹامن بہت ضروری ہے۔ میں یہاں یہ گذارش کروں گا کہ یہ درست ہے کہ آپ نے تو یہ لے لیے اور آپ نے ان کے لیے یہ پوسٹ create کر دی۔ لیکن اس نظام کو آپ ان رشوتوں سے نہیں چلا سکیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ اب کٹوتی کی یہ تحریک ہاؤس میں پیش کی جاتی ہے۔

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور) جناب والا! میں عرض کرتا چاہوں گا کہ اس بارے میں ویسے تو کافی گرم سرد باتیں ہوئیں ہیں کئی چیزیں ایسی کہی گئی جن کے بارے میں کافی وضاحت موجود ہے لیکن میں عرض کروں گا کہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ گذشتہ سال جب ضمنی بجٹ پیش ہوا تو یہاں اسی ایوان میں میں یہ نہیں کہتا کہ غلط طور پر یا بجا طور پر اس کے لیے ہم ذمہ دار بھی نہیں تھے۔ ہمارے بھائیوں میں سے بہت سارے اصحاب ذمہ دار ہونگے کہ جب مارشل لاء کا Expenditure یہاں پیش ہوا تو اس بارے میں بجا طور پر ہاؤس میں آوازیں اٹھیں۔

کہ یہ اخراجات مارشل لاء پر کیسے ہوئے۔ کیوں ہوئے اور کس طرح یہ ضمنی بجٹ میں آئے۔ تو آج جب میں یہ تقاریر سن رہا تھا تو میں نے سمجھا کہ اس میں تھوڑا سا ردو بدل کر لیا ہے کہ ایک طرف مارشل لاء کے اخراجات پر جواز بجا طور پر پیش کیا گیا۔ کیا جانا چاہیے تھا لیکن یہ سمجھ نہیں آتی کہ میرے دوستوں نے جمہوریت کے آغاز پر جمہوریت کی بحالی پر جو اخراجات اٹھے ہیں اور اس بارے میں کابینہ بنی ہیں اور اگر بنظر غائر یہ ساری باتیں سنی جائیں تو گزشتہ سے پیوستہ اجلاس میں جب پریولیج کے بل پیش ہوئے جس میں سپیکر، ڈپٹی سپیکر اور ممبران کے بل تھے جس میں باقی متعلقہ حضرات کے بل تھے۔ جس میں منسٹرز کے بھی بل تھے۔ تو اس وقت مجھے سمجھ نہیں آئی کہ کبھی آپ نے اعتراض نہیں کیا بلکہ جب ہم ایک میز پر مخدوم زادہ صاحب کے ساتھ بیٹھے تو وہ ریمانڈز بھی ان کی طرف سے پریولیج میں آئیں جو تراجیم تیں نہیں تھیں۔ اگر آپ ان پریولیج کو کم کر کے اس amount کو کم کرنے کی کوشش کرتے کہ یہ پریولیج جو ہمیں ملے ہیں یا جو increase کئے گئے ہیں۔ انکو بھی کم کر دیا جائے تو تب ہم سمجھتے کہ ان کے دل میں بڑا جذبہ موجود ہے۔ لیکن اپنی ذات کی حد تک یہ کہنا کہ جو پریولیج زیادہ سے زیادہ ملیں ان کو تو ہم avail کریں اور دوسرے اگر اسکو استعمال کریں تو اس پہ اعتراض کیا جائے۔ یہ بات سمجھ آنے والی نہیں۔ یہ بات مسلمہ ہے کہ جمہوریت کا آغاز ہوگا اور جمہوریت آئے گی۔ کابینہ بنیں گی۔ اور منسٹرز بھی آئیں گے تو ان کیلئے باقی اخراجات کی بھی ضرورت ہوگی۔ لیکن میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جیسے آپ اس میں ملاحظہ فرمائیں گے کہ یہ ساری باتیں اور اخراجات جنرل ایڈمنسٹریشن کے ہیڈ میں کیے گئے ہیں۔ یہ تمام تر زیادہ اخراجات انہیں پریولیج کے increase کرنے پہ ہوئے ہیں جیسے۔

Privileges of Speaker, Deputy Speakers, Members of the Provincial Assembly, Leader of the Opposition.

اس کے علاوہ دیگر اخراجات اور یہ جو مد نمبر 5 میں دیا گیا ہے۔ اس میں ایک قلیل سی رقم اس بارے میں رکھی گئی ہے کہ جو اخراجات دفاتر کے لیے ان کے فرنیچر کے لیے اور کیبینٹ کے لیے رکھے ہیں یہ انتہائی justified ہیں۔ اگر ذہن پر معمولی سا زور دیا جائے تو یہ بات سمجھ میں آنے والی ہے کہ یہ ساری باتیں گذشتہ بجٹ کے بعد اور موجودہ کابینہ کے آنے کے بعد ہوئی۔ اس لیے ان کے بارے میں ضرورت محسوس ہوئی اور یہ ہوا۔ جہاں تک میاں صاحب نے فرمایا اور قرون اولیٰ کی مثالیں دیتے ہوئے دیے کی روشنی اور اسی

وقت کی ساری باتیں کیں تو میں کہوں گا کہ وہ پہلے اپنے آپ پر یہ قدغن لگا کر دیکھیں، آپ کا رہن سہن بھی مجھے ان روایات کے مطابق نظر نہیں آیا ہے۔

میاں محمد اسحاق ۔ جناب والا، میں سوزوکی کار چلاتا ہوں، آپ بھی سوزوکی چلائیں۔

وزیر زراعت ۔ جناب والا، مجھے اس پر اعتراض نہیں ہے۔ لیکن ہر بات کو پہلے اپنی ذات پر منطبق کر کے پھر سوچنا چاہیے۔ ہم تو جناب، اس بات کے خواہاں ہیں کہ خدا کرے سب لوگ اسی طور طریقہ کی طرف لوٹ چلیں، لیکن کئی چیزیں ایسی ضرورت کی ہوتی ہیں۔ جن کے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا۔ بہرحال میں یہ عرض ضرور کروں گا کہ اگر جمہوریت آئے گی، تو پھر جمہوریت کے اخراجات بھی ہوں گے، آپ کو مارشل لاء کے اخراجات بھی منظور نہیں۔ جس کے ہم ذمہ دار نہیں۔ اور اس لیے جو لوگ اس کے ذمہ ہیں ان کو ایسا کہیں لیکن اگر جمہوریت پر اخراجات ہوتے ہیں تو اس کو خوشی قبول کرنا چاہیے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو اخراجات بجٹ میں دکھائے گئے ہیں، وہ چونکہ گذشتہ سالانہ بجٹ کے بعد آئے اس لیے ضمنی اخراجات کی ضرورت محسوس ہوئی اس لیے میں یہ گذارش کروں گا کہ کوئی ایسی بات میرے دوستوں کی طرف سے نہیں کہی گئی جو کہ وزن رکھتی ہو، بہرحال ہم ان کی باتوں کو بغور سنتے رہے ہیں انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے اور یہ مؤثر اسی وقت ہوں گی جب یہ ان کو اپنی ذات پر اثر انداز کریں گے، تو میں اسی کٹوتی کی تحریک مخالفت کرتے ہوئے یہ کہوں گا کہ اسی کو رد کیا جائے اور مطالبہ زر کو منظور کیا جائے۔ شکریہ

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔

On apoint of personal exylanation and rules of permit me.

جناب والا، وزارتیں بدلتی رہتی ہیں محکمے بدلتے رہتے ہیں نام نہیں بدلتے لیکن وزیر وزراعت چوہدری عبدالغفور صاحب نے اس کمیٹی کا حوالہ دیا ہے کہ جس کی صدارت میں نے کی تھی، یہ میں مانتا ہوں کہ یہ پریویلیج ہم نے اپرووکیے ہیں۔ اور سپیکر کے ڈپٹی سپیکر کے وزراء کے یہ استحقاقات ہم نے منظور کیے ہیں، لیکن ہمیں اسی وقت یہ اندازہ ہی نہیں تھا کہ 13/12 کی بجائے یہ 23 لوگ منسٹر بن جائیں گے اگر ہمیں یہ اندازہ ہوتا تو ہم ان کی تنخواہیں نہ بڑھاتے لیکن یہ پریویلج کمیٹی کا حصہ نہیں تھا۔ اس لیے میں نے تجویز دی تھی کہ وہ وزراء کے لیے ایک موٹر ہوتی۔

وزیر زراعت ۔ جناب والا یہ پرسنل ایکسپلینیشن کی حد تک جو بات ہوئی ہے کہ جس پریولیج کمیٹی کی انہوں نے صدارت کی، اس میں سپیکر کا ذکر بھی ہے ڈپٹی سپیکر کا بھی ذکر ہے اور وزراء کا بھی لیکن اس میں نہ انہوں نے لیڈر آف اپوزیشن کا ذکر کیا ہے اپنی اسی پوزیشن میں اور نہ ہی انہوں نے اپنے ممبران کا ذکر کیا ہے جن کا پریویلج بڑھانے کے لیے وہ باتیں بھی انہوں نے منظور کیں جو کہ ان کی اپنی موشن میں بھی نہیں تھیں ۔ تو اس حد تک تو میرے خیال میں آپ نے کوئی اعتراض نہیں کیا ہے لیکن میں پوچھتا ہوں کہ جب آپ کی صدارت میں منظور ہوئے تو اب آپ کو ان پر اعتراض نہیں کرنا چاہیے تھا کہ یہ ساری باتیں اس وقت ہوئی کیونکہ یہ مراعات آپ اپنی ذات کے لیے یا اپنے ممبران کے لیے حاصل کرنا چاہتے تھے

میاں کمال خاں ۔ جناب والا وزارتوں سے محروم اپوزیشن کسی مد میں رقم خرچ کرنے کے لیے تیار نہیں ہے ۔ نہ علاج پر اور نہ انسانی زندگی پر کبھی یہ کہتے ہیں کہ انٹی کرپشن کمیٹیوں کو ختم کر دیا جائے اور کبھی کہتے ہیں ہمیں ان میں شامل کیا جائے میں یہ ساری باتیں سمجھنے سے قاصر ہوں اس لیے مجھے سمجھا دیجیے ۔

جناب سپیکر ۔ آپ تشریف رکھیں ۔ ... تحریک پیش کی گئی ۔ اب یہ سوال یہ ہے۔ کہ 28 لاکھ 48 ہزار 6 سو 20 روپے رقم بسلسلہ کل تخمینہ (5) اضافی مد بندی جو کہ متوقع اضافہ کو پورا کرنے کے لیے مطلوب ہے میں 7 لاکھ روپے کی کمی کر دی جائے ۔

(تحریک نامنظور ہوئی)

جناب سپیکر ۔ اسی پر تحریک موشنز ہیں ۔ جو کہ مخدوم زادہ سید حسن محمود، میاں محمد افضل حیات، میاں محمد اسحاق، جناب محمد رفیق، جناب ریاض حشمت جنجوعہ ۔ جناب طاہر احمد شاہ ۔ جناب عثمان ابراہیم، اور بیگم شاہین منور احمد صاحبہ کی طرف سے میں آپ کی توجہ کے لیے عرض ہے کہ ایک بجے کا وقت باقی سارے مطالبات زیر رائے شماری کے لیے میں نے مخصوص کیا ہے ۔ مخدوم زادہ صاحب آپ کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟

جناب فضل حسین راہی ۔ جناب والا یہ جو آپ قتل و غارت کرنا چاہتے ہیں ہم نہیں دیکھ سکتے ہیں ۔

جناب سپیکر ۔ مخدوم زادہ صاحب، آپ تشریف رکھیں گے تو کوئی نیک و بند تو سمجھاتے رہیں گے اپنے ساتھیوں کو ،

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ اسی میں کٹ کا کوئی Scope ہی نہیں ہے ۔ اب تو گیلوٹین ہونا ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا میں مخدوم زادہ صاحب سے عرض کر دوں گا کہ ایک بجے گیلوٹین کٹ موشنز کا ہوگا کوئی اپوزیشن کا تو گیلوٹین نہیں ہونے لگا ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ موشنز کا بھی اسی لیے ہوگا کہ ضمنی بجٹ کے مطالبات پورے ہونے کے لیے ہی ہوگا ۔ وہ تو ہم قربانی دیتے رہیں گے ۔ لیکن یہ سب کچھ مجھ سے دیکھا نہیں جائے گا ۔ اسی لیے میں جا رہا ہوں ۔

جناب سپیکر ۔ اگلی جو کٹ موشن ہے ۔ اسی پر کوئی صاحب بھی بات نہیں کرنا چاہتے ہیں ، تو اس کو move نہیں کرنا چاہتے ہیں تو .. It will be taken as withdrawn اس کے پر اگلی کٹ موشن ہے ۔ جس میں مخدوم زادہ سید حسن محمود ، میاں محمد افضل حیات صاحب ، میاں محمد اسحاق صاحب ، چوہدری محمد رفیق صاحب ، چوہدری ریاض حشمت جنجوعہ صاحب سید طاہر احمد شاہ صاحب ، جناب عثمان ابراہیم صاحب اور محترمہ شاہین عتیق احمد صاحبہ شامل ہیں ۔ یہ کٹ موشن نمبر 2 ہے ، مطالبہ نمبر 5 سے ، اس کو آپ move کرنا چاہتے ہیں

میاں محمد اسحاق ۔ جی میں move کرنا چاہتا ہوں ۔

جناب سپیکر ۔ میاں صاحب ایک منٹ باقی ہے ۔ اسی میں آپ کیا move کریں گے اگر آپ کر سکیں گے تو ......

میاں محمد اسحاق ۔ جناب نے ہی ہمیں کہا تھا اگر آپ ہمیں کہتے ہیں تو ہم move کرتے ہیں ، ورنہ نہیں کرتے ہیں ۔

جناب سپیکر ۔ میں نے ضابطے کی کارروائی پوری کرنے کے لیے آپ کو دعوت دی ہے ۔

میاں محمد اسحاق ۔ تو پھر جناب move کرنے کا کیا فائدہ ہے ہمیں ؟

جناب سپیکر ۔ تو یہ کٹ موشن move نہیں کی گئی ہے ۔ It may be taken as withdrawn.

جناب سپیکر ۔ اس مطالبہ زر پر آخری کٹ موشن جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی ہے

ریاض حشمت جنجوعہ ۔ جناب سپیکر (۱) جھٹکا ٹائم ہو گیا ہے ۔ (۲) اسی لیے میں اسے اب پیش نہیں کر سکتا ۔

Mr. Speaker : It will be taken as withdrawn.

مطالبہ زر نمبر 5

جناب سپیکر - اب سوال یہ ہے :-

کہ ایک ضمنی رقم جو 9 کروڑ 58 لاکھ 61 ہزار 2 سو چالیس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1986ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ نظم ونسق عامہ برداشت کرنے پڑیں گے

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 6

جناب سپیکر - اب سوال یہ ہے کہ :-

ایک علامتی رقم جو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1986ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ انتظام عدل برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 7

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے :-

کہ ایک ضمنی رقم جو 2 کروڑ 5 لاکھ 93 ہزار 6 سو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1986ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ جیل خانہ جات و سزا یافتگان کی بستیاں برداشت کرنے پڑیں گے

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 8

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 7 کروڑ 7 لاکھ 4 ہزار 3 سو 80 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1986ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات

کے طور پر بسلسلہ پولیس برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 9

جناب سپیکر:۔ اب سوال یہ ہے :۔

"کہ ایک ضمنی رقم جو ایک لاکھ 48 ہزار 6 سو 80 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1986 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ عجائب خانہ جات برداشت کرنے پڑیں گے"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 10

جناب سپیکر:۔ اب سوال یہ ہے :۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 36 کروڑ 97 لاکھ 26 ہزار 5 سو 69 روپے سے تجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1986ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ تعلیم برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 11

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے :۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 11 لاکھ 24 ہزار 8 سو 30 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1986ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ صحت عامہ برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 12

جناب سپیکر:۔ اب سوال یہ ہے :۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 11 لاکھ 62 ہزار 4 سو چالیس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون

1986ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ ماہی پروری برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 13

جناب سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 4 لاکھ 44 ہزار 9 سو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1986ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ علاج معالجہ جانوراں برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)۔

مطالبہ زر نمبر 14

جناب سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 27 لاکھ 80 ہزار 9 سو پچاس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1986ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ امداد باہمی برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 15

جناب سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 20 لاکھ 62 ہزار 5 سو 90 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1986 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ سول ورکس برداشت کرنے پڑیں گے :۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 16

جناب سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے :۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 19 کروڑ ایک لاکھ 90 ہزار روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو

ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1986
کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ
پیرانہ سالی و پنشن برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 17

جناب سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ ایک ضمنی رقم جو 16 کروڑ 56 لاکھ 5 ہزار 7 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب
کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1986ء
کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور
پر بسلسلہ سب سڈیز برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 18

جناب سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے:-
کہ ایک ضمنی رقم جو 13 کروڑ 66 لاکھ 2 ہزار 8 سو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر
پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30
جون 1986ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر
اخراجات کے طور پر بسلسلہ متفرقات برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 19

جناب سپیکر ۔ یہ اب سوال یہ ہے۔
کہ ایک ضمنی رقم جو ایک ارب 60 لاکھ 7 سو چالیس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر
پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30
جون 1986ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر
اخراجات کے طور پر بسلسلہ غلہ اور چینی کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔"

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 20

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 7 کروڑ 38 لاکھ 63 ہزار 3 سو دس روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1986ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ میڈیکل سٹورز ڈپو کی سرکاری تجارت برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 21

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 32 لاکھ روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1986ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ قرضہ جات برائے سرکاری ملازمین برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 22

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 34 کروڑ 32 لاکھ 34 ہزار 70 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1986 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ ترقیات برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 23

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ ایک ضمنی رقم جو 70 کروڑ 51 لاکھ 57 ہزار 6 سو روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے۔ جو مالی

بسال مختتمہ 30 جون 1986ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ قرضہ جات برائے بلدیات پورٹ فنڈ وغیرہ برداشت کرنے پڑیں گے "

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 24

جناب سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے "

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1986ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ مالیہ اراضی برداشت کرنے پڑیں گے "

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 25

جناب سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے "

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1986ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ خدمات صحت برداشت کرنے پڑیں گے "

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 26

جناب سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے "

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1986ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ زراعت برداشت کرنے پڑیں گے "

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 27

جناب سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے "
کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1986ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ متفرق محکمہ جات برداشت کرنے پڑیں گے ۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 28

جناب سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے "
کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1986ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ معاملات برداشت کرنے پڑیں گے "

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 29

جناب سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے "
کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1986 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ سامان تحریر و طباعت برداشت کرنے پڑیں گے "

(تحریک منظور کی گئی)

"مطالبہ زر نمبر 30

جناب سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے "
کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کیلئے ادا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1986 کے صوبائی

مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ تعمیرات آبپاشی برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 31

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے کہ:

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1986ء کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ زرعی تحقیق و ترقی برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 32

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے کہ

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1986 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ سڑکیں و پل برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 33

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے کہ

کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1986 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر بسلسلہ سرکاری عمارات برداشت کرنے پڑیں گے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مطالبہ زر نمبر 34

مطالبہ زر نمبر 32

جناب سپیکر ۔ اب سوال یہ ہے ۔
کہ ایک علامتی رقم جو 10 روپے سے متجاوز نہ ہو گورنر پنجاب کو ایسے دیگر اخراجات کی کفالت کے لیے عطا کی جائے جو مالی سال مختتمہ 30 جون 1986 کے دوران صوبائی مجموعی فنڈ سے قابل ادا اخراجات کے ماسوا دیگر اخراجات کے طور پر سلسلہ پولیس پروجیکٹ برداشت کرتے پڑیں گے "

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر ۔ ظفر صاحب کیا ارشاد فرمائیں گے ۔

جناب ظفر اقبال وڑائچ ۔ یہ زبردستی اپنے حق میں فیصلہ کروا رہے ہیں کیا یہ اس طرح جمہوری فیصلہ چاہتے ہیں یا آمرانہ فیصلہ چاہتے ہیں ۔

جناب سپیکر ۔ میرے خیال میں فیصلہ ہاں والوں کے حق میں ہے ۔

جناب فضل حسین راہی ۔ جناب والا 23 منسٹر 22 پارلیمانی سیکرٹری اور 11 مشیر ہیں اگر اتنی آوازیں آتی ہیں تو ہم مان لیتے ہیں ۔

جناب سپیکر ۔ مطالبات زر منظور ہو جانے کے بعد شاید وزیر خزانہ صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں ۔

وزیر خزانہ ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط ۔ جناب والا میں اس معزز ایوان کے فاضل اراکین کا بے حد مشکور و ممنون ہوں کہ اس بجٹ کو پیش کرنے اور اس کی منظوری تک جس کمال شفقت کا انہوں نے مجھ سے مظاہرہ کیا ہے جس تعاون اور جذبے اور party discipline کا انہوں نے اظہار کیا ہے میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں ۔ میں ان تمام حضرات کا شکریہ ادا کرنے کے لیے اٹھا ہوں میں دل کی گہرائیوں سے ان کا مشکور ہوں اور توقع کرتا ہوں کہ انشاء اللہ آئندہ بھی یہ اسی جذبے کے ساتھ ہمارے ساتھ تعاون فرماتے رہیں گے، بہت مہربانی ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر ۔ ہاؤس کل صبح 9 بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے ۔

(اس مرحلہ پر ایوان کی کارروائی بروز بدھ مورخہ 21 مئی 1986 صبح 9 بجے تک کے لیے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

بدھ ۲۱ مئی ۱۹۸۶ء

(چہار شنبہ، ۱۱ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ)

جلد ۶ شمارہ ۶

سرکاری رپورٹ

مندرجات

بدھ ۲۱ مئی ۱۹۸۶ء

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ ـــــ ۳۷۵

احترام رمضان المبارک کے موضوع پر اراکین کا اظہار خیال ـــــ ۳۷۶

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ـــــ ۳۷۹

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ـــــ ۴۰۸

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ـــــ ۴۳۲

مسئلہ استحقاق ـــــ ۴۳۷

(i) محکمہ تعلیم کی جانب سے وزیر اعلیٰ کی طرف سے دی گئی جائز رعایت سے عدم توجہی ـــــ ۴۳۷

(ii) حزب اختلاف کے ارکان کیخلاف کارروائی کی کھلی دھمکی ـــــ ۴۴۴

(iii) حزب اختلاف ارکان سے ترقیاتی منصوبے تجویز کرنے کا آئینی حق چھیننا ـــــ ۴۷۳

تحاریک التوائے کار ـــــ ۴۷۵

تعلیمی اداروں میں تخریب کاری کی حوصلہ افزائی ـــــ ۴۷۶

مسودات قانون ـــــ ۴۸۰

مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون پنجاب عدالت ہائے دیوانی مصدرہ ۱۹۸۶ء ـــــ ۴۸۰

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس

بدھ، 21 مئی، 1986ء

(چہارشنبہ، 11، رمضان المبارک، 1406ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح ۹ بجے منعقد ہوا
جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

يُسَبِّحُ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۚ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ ۖ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ○ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ○ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ وَصَوَّرَكُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَكُمْ ۚ وَاِلَيْهِ الْمَصِيْرُ ○ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۚ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ○

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ اِنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۚ وَاللّٰهُ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ○ (سورۃ التغابن آیات ۱، ۲، ۳، ۴، ۱۳ اور ۱۵)

جو چیز آسمانوں میں ہے اور جو چیز زمین میں ہے سب کی سب اللہ کی تسبیح کرتی ہیں اسی کی حقیقی بادشاہت ہے اور اُسی کی بے حساب تعریف ہے۔ اور وہ ہر چیز پر قادر ہے وہی تو ہے جس نے تمہاری تخلیق کی پھر تم میں سے کوئی کافر رہا اور کوئی مومن بن گیا اور جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اسکو دیکھ رہا ہے۔

اسی نے آسمانوں اور زمین کو مبنی بر حکمت پیدا کیا اور اُسی نے تمہاری صورتیں بنائیں اور صورتیں بھی نہایت پاکیزہ و خوبصورت اور اُسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے۔

جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔ وہ سب جانتا ہے۔ اور جو کچھ تم پوشیدہ کرتے ہو اور جو کچھ علانیہ وہ اس سے بھی آگاہ ہے اور اللہ تو دل کے بھیدوں سے بھی واقف ہے اللہ جو معبود برحق ہے اس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں تو ایمان والوں کو اللہ ہی پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔ تمہارا مال اور تمہاری اولاد تو بڑی آزمائش ہے اور

احترام رمضان المبارک کے موضوع پر اراکین کا اظہار خیال

مولانا منظور احمد چنیوٹی ۔ جناب سپیکر ۔ میں ایک گزارش کرنی چاہوں گا کہ بجٹ اجلاس کے دوران میں نے آپ کی اس طرف توجہ دلائی تھی کہ ہم مسلمان ہیں اور ہمارے معزز ایوان کو اس رمضان المبارک کا احترام کرنا چاہیے اگر ہم احترام نہیں کر سکتے تو اس اجلاس کو رمضان کے بعد منعقد کیا جائے ۔ یا رات کے وقت کیا جائے ۔ آج کے اخبار "روزنامہ نوائے وقت" میں یہ خبر چھپی ہے جس سے ہمارے سارے معزز ایوان کا استحقاق بھی مجروح ہوتا ہے کہ پنجاب اسمبلی کے قائد حزب اختلاف کی پریس کانفرنس کے دوران رمضان المبارک کے تقدس کی پامالی ہوئی ہے پریس کانفرنس کے دوران حزب اختلاف کے ارکان اور اخبار نویسوں کی چائے اور بسکٹس سے تواضع کی گئی اور اگر ہم لوگ ہی رمضان المبارک کا احترام نہیں کریں گے تو دوسروں سے کیسے احترام کروا سکتے ہیں ! اگر کوئی غریب آدمی سگریٹ پی رہا ہے یا بوتل پی رہا ہے بازار میں یا ہوٹل میں تو اسے تو احترام رمضان کے آرڈیننس میں پکڑ کر مقدمہ چلایا جاتا ہے جرمانہ کیا جاتا ہے ۔ اور اسے قید کر لیا جاتا ہے ۔ لیکن اگر اسمبلی کے معزز ارکان خاص کر میاں اسحاق صاحب ایسا کریں تو مجھے بڑا افسوس ہے کہ ان جیسے مذہبی اور دینی آدمی کے ہوتے ہوئے اس قسم کی کارروائی ہوئی ہے اور رمضان المبارک کا تقدس پامال کیا گیا ہے ۔ انہوں نے کوئی نوٹس نہیں لیا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان کے اس طرز عمل کی وجہ سے ۔ ہمارے جذبات کو ٹھیس لگی ہے میں نہ حزب اختلاف میں ہوں اور نہ ہی حزب اقتدار میں آدمی جس جماعت میں بھی ہوتا ہے ۔ اسے اس جماعت کے ڈسپلن کی پابندی کرنی پڑتی ہے ۔ میاں صاحب بھی اس وجہ سے مجبور ہو گئے کہ انہوں نے بسکٹوں اور چائے سے تواضع کی اس پر میں اس اخبار نویس کو داد دیتا ہوں کہ جس نے احترام رمضان کا خیال رکھتے ہوئے اس پر احتجاج کیا اور اس پر بر ملا آواز اٹھائی ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ (قائد حزب اختلاف) جناب والا personal explanation کی بنا پر میں مولانا صاحب کا بہت احترام کرتے ہوئے ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ جتنی شریعت جانتے ہیں ۔ اس سے میں بھی واقف ہوں ۔ میں آل

رسول ہوں۔ پڑھا لکھا ہوں جبکہ ماہ رمضان کے مہینے کا احترام بہت مقدس ہے میں بائی پاس کا مریض ہوں بلکہ دن میں مجھے چھ دفعہ دوائیاں کھانی پڑتی ہیں۔ شریعت نے جتنے بھی مجھ پر احکام جاری کیے ہیں میں اُن کی روزانہ تعمیل بھی کرتا ہوں جو خود کھاتا ہوں اِس سے دوسروں کو روزہ افطار کرواتا ہوں ہیں سحری کے اخراجات بھی برداشت کرتا ہوں یہ حضرت مولانا صاحب نے مجھے ہدفِ تنقید بنایا ہے۔ یہ دیانتداری تو انہوں نے کی ہے۔ اب آپ اِن کو اِس اسمبلی کا محتسب بنادیں تاکہ یہ ایوان میں دیکھتے پھرتے رہیں یہاں پر جو سگریٹ نوشی ہوتی ہے۔ آپ نے اِس کا سوال اٹھایا ہے۔ اگر آپ دیانت دار تھے۔ تو پھر حزب اختلاف کا کمرہ نہ ریسٹورنٹ ہے اور نہ وہ پبلک آفس ہے۔ اِس کا آپ سوال نہ اٹھائیں کیونکہ وہ میرا ایک پرائیویٹ کمرہ ہے۔ میں کسی کو مجبور نہیں کرسکتا کہ وہ روزہ رکھ کر آئے۔ کیونکہ اِس کی بھی کچھ مجبوریاں ہوسکتی ہیں۔ اور اپنی کوئی وجوہات بھی ہوسکتی ہیں، شائد اِس نے روزے پورے کرنے کے لیے کوئی اور دن مقرر کیے ہوئے ہوں۔ اسطرح کا نقطہ اعتراض اٹھانا جائز نہیں۔ جب آپ یہاں پر گیلری میں گھومتے ہیں اور کسی کو سگریٹ پیتے دیکھتے ہیں۔ آپ سپیکر صاحب کو بلائیں۔ آپ کا دامن کس نے تھاما ہوا ہے کس نے پکڑا ہوا ہے میں روز دیکھتا ہوں جس سے کام پڑتا ہے۔ اُن کو تو یہ روز سگریٹ پیتے ہوئے دیکھتے ہیں تو مولانا صاحب ایسی باتوں سے احتراز کریں۔

جناب سپیکر۔ personal explanation پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب والا بڑی دردناک کہانی ہے جسکا میں نے پچھلے سال بھی رونا رویا تھا۔ لیکن اِس دفعہ چونکہ میں عمرے پر گیا ہوا تھا۔

Mr. Speaker : Please speak about the personal explanation.

میاں محمد اسحاق۔ جی۔ ہاں یہ personal explanation پر ہی عرض کرتا ہوں

جناب سپیکر۔ میاں صاحب آپ کے متعلق جو بات ہوئی ہے اِس بارے میں بات کیجئے گا اور میں اِس حد تک اِس کی اجازت دونگا۔

میاں محمد اسحاق۔ میں نے گورنر صاحب کو پہلے بھی عرض کیا تھا کہ رمضان شریف کا احترام کرتے ہوئے۔ اِس ماہ میں اجلاس منعقد نہیں ہونا چاہیے کیونکہ ممبران اکثر ماہِ رمضان کا احترام و تقدس نہیں کرتے بلکہ پچھلے سال باقاعدہ اخباروں میں

تصاویر آتی رہی ہیں اور سب کچھ آپ کے سامنے ہوتا رہا ہے میں اس ایوان میں عرض کرنا چاہوں گا اس کے ذمہ دار سپیکر وزیر اعلیٰ اور گورنر ہیں کیونکہ جب ہمارے پاس اور دوسرا وقت بھی ہے۔ تو پھر وہ کیوں جان بوجھ کر رمضان شریف میں اجلاس بلاتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں کہ ہم سفر پر ہیں۔ اور ہمارے لیے سحری کا انتظام نہیں ہے تو پھر یہ ساری ذمہ داری کس پر عائد ہوتی ہے۔ اب جناب والا کل کا جو معاملہ ہے اس میں میں نے اپنی طرف سے یہ عرض کیا تھا۔ اور میں حق بجانب تھا۔ جہاں تک کہہ سکتا تھا کہا کہ ماہِ رمضان کا احترام کرنا چاہیے۔ اور اس کے تقدس کو مدِ نظر رکھنا چاہیے۔ اگر کوئی رمضان شریف کا احترام نہیں کرتا۔ تو پھر یہ میرے بس کی بات نہیں جہاں تک کہ ہمارے قائدِ حزبِ اختلاف کا تعلق ہے۔ تو وہ بیمار ہیں انہوں نے بائی پاس اپریشن کروایا ہے۔ ابھی تک زیرِ علاج ہیں یہ شاید مولانا بہتر سمجھتے ہیں کہ جو شخص بیمار ہو زیرِ علاج ہو خود روزہ نہ رکھ سکتا ہو وہ دوسروں کو روزہ رکھوا سکتا ہے۔

جناب سپیکر۔ میاں صاحب آپ اپنے بارے میں بات کریں اور غیر ضروری باتوں کو طول نہ دیں۔

میاں محمد اسحاق۔ میں عرض کروں گا کہ اگر آپ یہ جاننا چاہیں کہ ہمارے اس ہاؤس میں بھی اب کتنے لوگ بیمار ہیں۔ اور کتنے لوگوں نے روزہ رکھا ہوا ہے۔ ان کو بھی کھڑا کر دیں اور آپ کو پتہ چل جائے گا کہ یہاں پر کتنے روزہ دار ہیں۔

Mr. Speaker : Will you please take your seat ?

You are not speaking on personal explanation. This is not relevant.

میاں صاحب جو متعلقہ بات ہے وہ آپ نہیں کر رہے۔ اور غیر ضروری باتوں کی طرف جا رہے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر۔ اس پر controversy کی ضرورت نہیں ہے مولانا صاحب نے point out کیا ہے مخدوم زادہ صاحب کے بارے میں بات تھی۔ میاں اسحاق صاحب کے بارے میں بات تھی مخدوم زادہ صاحب نے اور میاں اسحاق صاحب نے اس پر personal explanation دے دی ہے کوئی اور انہوں نے اپنا فرض ادا کر دیا ہے۔

اب اس پر controves کی ضرورت نہیں ہے مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں اس پر کوئی رولنگ نہیں آسکتی مولانا آپ بغیر کسی اجازت کے بات کرتے ہیں۔ آپ کو ہاؤس کے اداب کا کچھ خیال نہیں ہے۔ چوہدری صاحب آپ بھی تشریف رکھیں controversy پر بات ختم ہو چکی ہے Please take your seat

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سردار الطاف حسین صاحب بیان فرمائیں۔

کھرڑیانوالہ میں ناقص برف کی تیاری

*370 سردار الطاف حسین۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مرکز کونسل کھڑیانوالہ نے اپنے اجلاس ماہ مئی 1985 میں ایک قرارداد برف کی ناقص تیاری کے سلسلہ میں پاس کر کے کارروائی کے لیئے افسران بالا کو بھجوائی تھی۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ قرارداد پر آج تک کیا کارروائی عمل میں لائی گئی اور اگر کوئی کارروائی نہیں ہوئی تو اس کی وجہ کیا ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری (حاجی خادم حسین وٹو)

الف مرکز کونسل کھڑیانوالہ نے اجلاس منعقدہ 23 مئی 1985 میں برف کی ناقص تیاری کے سدِ باب کے لیئے قرارداد نمبر 11 پاس کر کے جناب اسسٹنٹ کمشنر صاحب جڑانوالہ بھجوائی

(ب) اسسٹنٹ کمشنر جڑانوالہ۔ پراجیکٹ منیجر کھڑانوالہ چیئرمین مرکز کونسل اور چیئرمین یونین کونسل کھڑیانوالہ نے کارخانہ داروں کو صحیح برف تیار کرنے کی ہدائت کی اور برف کی ناقص تیاری کا سدِ باب ہو گیا۔ اور اب صحیح برف بنانے لگے

جناب سپیکر ۔ جناب راجہ جاوید اخلاص۔

ڈھوک دہاب لنک روڈ اور گوجرخان سکھو روڈ کی تعمیر

*378۔ راجہ جاوید اخلاص ۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا درست ہے کہ گورنر پنجاب کے احکامات کے تحت دو سڑکیں دیوی سے ڈھوک وہاب لنک روڈ اور گوجر خان سکھو روڈ کی تعمیر کی منظوری کی گئی تھی جن پر تا حال عمل درآمد نہیں ہوا ۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ بالا سڑکوں کی تعمیر میں تاخیر کی وجوہات کیا ہیں اور ان کی تعمیر کب تک متوقع ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری (حاجی خادم حسین وٹو) (الف) یہ درست ہے ۔

(ب) سڑک دیوی سے ڈھوک لنک روڈ ۔

دیوی سے ڈھوک دہاب لنک روڈ کی ایک درخواست منجانب محمد اصغر جاوید پر گورنر پنجاب نے حکم فرمایا تھا " " لیکن بعد ازاں درخواست کنندہ نے نئی درخواست گورنر پنجاب کو ارسال کی جس پر سڑک کی اہمیت ضرورت اور تخمینہ لاگت وغیرہ تیار کیا گیا ۔ چونکہ گورنر پنجاب کو بذریعہ پی اینڈ ڈی مجوزہ سمری کے ذریعہ برائے احکامات پیش کی گئیں ۔ جس پر انہوں نے اس سڑک کی تعمیر منظور نہیں فرمائی اور حکم دیا کہ اگر اس علاقہ کے لوگ واقعہ سڑک بنانے میں دلچسپی رکھتے ہیں تو انہیں میچنگ گرانٹ کے تحت یہ سڑک بنانے کی کوشش کرنی چاہیے ۔

گوجر خان سکھو روڈ ۔ اس سڑک کی تعمیر کے لیے مسٹر عبدالعزیز بھٹی ایڈووکیٹ کے لیے گورنر صاحب کو درخواست دی جس پر فیصلہ ہوا اس سڑک کی تعمیر ضلع کونسل راولپنڈی دو تین سال کے عرصہ میں اپنے بجٹ سے کرے چنانچہ 86-1985 میں ضلع کونسل نے تین لاکھ روپے مختص کیے جس میں سے ایک لاکھ اسی ہزار خرچ ہو چکے ہیں 2-11 میل تک موقع پر سڑک کی تکمیل ہو چکی ہے ۔ کام ابھی جاری ہے ۔

راجہ جاوید اخلاص۔ جناب سپیکر دیوی ڈھوک وہاب لنک روڈ کے لیے راولپنڈی میں ایک وفد نے گورنر پنجاب سے ملاقات کی تھی۔ اور اس ملاقات میں جناب گورنر نے دیوی ڈھوک وہاب لنک روڈ کے لیے positive آرڈر کیے تھے۔ کہ اس سڑک کو تعمیر کیا جائے اس کے بعد ایک ہی درخواست ہے جو رد بین میں ان کے سامنے گزری ہوا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس کو جواز بنانے کا کیا مقصد ہو سکتا ہے۔ اور اس کی بنیاد پر اسے منسوخ کرنے کی کیا وجوہات ہو سکتی ہیں؟

جناب سپیکر۔ راجہ صاحب یہ ضمنی سوال کیا ہوا؟

راجہ جاوید اخلاص۔ جناب سپیکر میں نے سوال کیا ہے کہ اس سڑک کی تعمیر کیلئے گورنر صاحب نے positive آرڈر کیے تھے۔ بعد میں ایک درخواست گزار نے درخواست دی میں دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ کیا اس سڑک کی تعمیر رد کی جا سکتی ہے جب کہ اس سڑک کیلئے مثبت احکامات جاری کیے جا چکے ہوں کہ اس سڑک کو تعمیر کیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری۔ (حاجی خادم حسین وٹو) جناب سپیکر جب یہ درخواست دی گئی تھی تو اس وقت سڑک کی لاگت اور تخمینہ وغیرہ نہیں لگایا گیا تھا۔ جب پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ نے یہ رپورٹ تیار کی تھی۔ تو اس وقت آبادی کو مد نظر رکھا گیا تھا۔ اور یہ سڑک اسی وجہ سے اور اسی لیے میرٹ پر نہ آسکی اور اسی لیئے reject ہوئی ہے

راجہ جاوید اخلاص۔ جناب والا اس سوال کا جواب بھی مجھے صحیح نہیں ملا ہے۔ جس وقت اس سڑک کی منظوری ہوئی تو لوگوں نے اس پر خوشی کا اظہار کیا تھا۔ اور انہوں نے اخباروں میں گورنر صاحب اور حکومت پنجاب کا شکریہ ادا کیا تھا کیا اس وقت اس سڑک کو drop کرنے سے لوگوں کے دلوں میں نفرت پیدا نہیں ہو گئی؟ جبکہ ایک صوبہ کے سربراہ نے اس سڑک کے احکامات بھی جاری کیے تھے تو کیا صوبہ کے سربراہ کے احکامات پر اس طرح عمل درآمد کیا جاتا ہے؟۔ جناب والا کس وجہ سے اس کو منسوخ کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر۔ راجہ صاحب یہ سوال نہیں بنتا۔ اگر کوئی اور ضمنی سوال آپ کرنا چاہتے ہیں تو فرمائیے۔

چوہدری خادم حسین۔ جناب والا کس وجہ کی بنا پر اس منصوبہ کو التواء میں ڈالا

کیا یا منسوخ کیا گیا ہے، وہ اس کے متعلق جاننا چاہتے ہیں

جناب سپیکر - تو اس کا جواب تو آ چکا ہے۔

چوہدری اصغر علی گجر - جناب والا اس کے demerits بتائیں کہ اس کے demerits کون سے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی - جناب والا پانچ ہزار کی آبادی کے لیے اتنا پیسہ خرچ کرنا مناسب نہ تھا۔

راجہ جاوید اخلاص - جناب والا میں وہ کاپی پیش کر سکتا ہوں جس پر گورنر صاحب نے آرڈر کیئے تھے اور اس میں کوئی میرٹ کی بات نہ تھی انہوں نے حکم فرمایا تھا کہ اس کو مکمل کیا جائے اور اس کو تعمیر کیا جائے - اور چونکہ میرٹ کی اس میں کوئی بات نہیں تھی - تو اس کے بعد یہ میرٹ کا مسئلہ کیسے نکل آیا۔

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی - جناب والا اس سڑک پر 18 لاکھ 20 ہزار روپے خرچ بنتا تھا جب کہ اس سے صرف چار ہزار یا پانچ سو افراد کو فائدہ پہنچتا تھا گورنر صاحب کی طرف سے فیصلہ یہ ہوا تھا کہ اگر اس علاقہ کے لوگ سڑک لینے میں دلچسپی رکھتے ہیں تو اسے میچنگ گرانٹ کے تحت بنا سکتے ہیں۔

چوہدری خادم حسین -- جناب والا کیا گورنر صاحب کے ڈائریکٹیو کے بعد بھی کوئی گنجائش رہتی ہے کہ اس کی feasibility رپورٹ لی جائے گی یا اسکو منسوخ کیا جائے۔

جناب سپیکر - اس سوال کا جواب دیا جا چکا ہے

ملک طیب خان اعوان - جناب والا کوئی منصوبہ جس وقت منظور کیا جاتا ہے تو اس کی feasibility رپورٹ اصولاً پہلے منگوا لی جاتی ہے اور اس کو مدنظر رکھتے ہوئے - اس منصوبہ کی منظوری دی جاتی ہے جس منصوبہ کی منظوری دی جا چکی ہو تو اس کو روک دینا اصول اور عوام کے حقوق کے خلاف ہے - اس لیے اس کی رپورٹ پہلے منگوائی جاتی ہے - اور رپورٹ کو دیکھتے ہوئے اس کی منظوری دی گئی ہے کسی منصوبے کو منظور کر کے روک دینا ہماری حق تلفی ہے اور اس لیئے یہ غلط طریقہ ہے۔

راجہ جاوید اخلاص ۔۔۔ جناب سپیکر مجھے اس سوال کا اصولی طور پر جواب نہیں ملا ہے اور اسے وزیر بلدیات کے آنے تک ملتوی کر دیں ۔ یا مولوی صاحب اس کا کوئی معقول جواب دیں ۔

پارلیمانی سیکرٹری ۔ جناب والا یہ گورنر صاحب کے احکامات کے تحت سڑک منظور ہوئی تھی اور انہیں کے احکامات پر منسوخ ہوئی ہے ۔ اس میں وزیر بلدیات یا کسی اور کا دخل نہیں ہے ۔

دیوان عاشق حسین بخاری ۔ جناب والا ان کو بھی اس کی کاپی ملنی چاہیے تھی ۔

جناب سپیکر ۔ اس کی منسوخی کی کاپی تو راجہ صاحب کے پاس ہو گی تبھی تو انہوں نے سوال دیا ہے ۔

راجہ جاوید اخلاص ۔ اس سڑک کی تعمیر چونکہ شروع نہیں ہوئی تھی اس لیے میں نے یہ سوال دیا ہے ۔ کہ اس کی تعمیر شروع کی جائے ۔

جناب سپیکر ۔ جن احکامات کے تحت اس سڑک کی منسوخی ہوئی ہے آپ اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ان احکامات کی کاپی جناب راجہ جاوید اخلاص صاحب کو مہیا فرما دیں ۔

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی ۔ جناب والا میں اپنے محکمے کو کہتا ہوں کہ وہ اس آرڈر کی کاپی راجہ صاحب کو پہنچائیں

ضلع کونسلروں کے پراجیکٹوں کی تکمیل میں رکاوٹوں کا سدباب

*379 راجہ جاوید اخلاص ۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع کونسلروں کی مقرر کردہ پراجیکٹ کمیٹیوں کے زیر انتظام مکمل ہونے والے کام مثلاً کنوئیں پل حفاظتی دیواریں اور چھوٹے راستوں کی تعمیر نہایت احسن طریقے سے پایۂ تکمیل کو پہنچے مگر اکاؤنٹ برانچ اور انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ میں متعین عملہ مذکورہ نظام کو ناکام بنانے پر تلا ہوا ہے ؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ نظام میں پیش آنے والی رکاوٹوں کے سد باب کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(پارلیمانی سیکرٹری (حاجی خادم حسین وٹو)

(الف) پراجیکٹ کمیٹیوں کے ذریعے تکمیل پانے والے کام عمومی طور پر تسلی بخش طریقے سے سرانجام دیئے جا رہے ہیں اکاؤنٹ اور انجینئرنگ کے عملہ شاف کی طرف سے پراجیکٹ کمیٹیوں کے کام کی تکنیکی جانچ پڑتال پبلک فنڈ کے ضیاع کو روکنے کے لیے ضروری ہے اور اسے پراجیکٹ کمیٹیوں کے نظام کو ناکام بنانے کی کوشش سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔

(ب) اگر اس امر کی انفرادی شکایت گورنمنٹ کے نوٹس میں لائی جائے کہ اکاؤنٹ یا انجینئرنگ برانچوں کا کوئی آدمی کسی پراجیکٹ کمیٹی کے کام میں بلا وجہ رکاوٹ ڈال رہا ہے۔ تو حکومت اس بارے میں ضروری کارروائی کرے گی۔

راجہ جاوید اخلاص۔ جناب سپیکر ماشاءاللہ آپ بھی چیئرمین ضلع کونسل ہیں اور ہمارے دیگر ممبران ضلع کونسل بھی یہاں موجود ہیں اور وہ میری اس بات کی تائید کریں گے۔ کہ ضلع راولپنڈی میں پراجیکٹ کمیٹیوں کا طریقہ کار مشکل بنا دیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر ایک منصوبے کے لیے ۲۰ ہزار روپے کا تخمینہ ہوتا ہے۔ تو ۲۰ ہزار روپیہ مختص کیا جاتا ہے مگر جب پراجیکٹ کمیٹی بنتی ہے۔ تو اس کے لیے نصف رقم release کی جاتی ہے تاکہ اس کے لیئے سٹاک رجسٹر اور رسیدیں وغیرہ تیار کرائی جائیں اس کے بعد جب منصوبہ مکمل ہوتا ہے۔ تو اس کے بعد پھر دوبارہ رسیدیں وغیرہ لی جاتی ہیں۔ اور سٹاک رجسٹر وغیرہ چیک کیے جاتے ہیں۔ کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ جس وقت ایک منصوبہ کے لیے رقم release ہو اور جس وقت وہ منصوبہ مکمل ہو تو انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ جا کر اس منصوبہ کو چیک کرے اور اس کا ناپ تول کرے اور اس کے معیار کو پرکھے اس کے بعد منصوبہ اگر وہ اس معیار پر پورا اترتا ہے تو اس کی اسسمنٹ کر کے اس کی adjustment ہو تاکہ اس طرح کی رسیدات وغیرہ لی جائیں۔

ایک آواز۔ اتنا لمبا سوال پڑھا جا رہا ہے۔

راجہ جاوید اخلاص۔ جناب والا کیا اِس طریقہ کار کو آسان نہیں بنایا جا سکتا۔

جناب سپیکر۔ کیا آپ سوال سمجھ گئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ سوال بڑا لمبا تھا جبکہ انہیں مختصر کرنا چاہیے تھا۔

جناب سپیکر۔ راجہ صاحب آپ اختصار سے بتلائیے کہ آپ کا ضمنی سوال کیا ہے

راجہ جاوید اخلاص۔ جناب والا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس پراجیکٹ کمیٹی کے لیے رقم ریلیز کی جاتی ہے۔ اِس کے لیے رسیدات اور سٹاک رجسٹر وغیرہ تیار کرائے جاتے ہیں کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ جس وقت پراجیکٹ کمیٹی منصوبہ مکمل کر دے تو انجنیرنگ ڈیپارٹمنٹ وہاں جا کر اِس کو چیک کرے اور اِس کی assessment کرے اور اِس کے بعد ایڈجسٹ کرے یہ جو مشکل طریقہ کار ہے اور اِس سے جو جعلی رسیدیں تیار کرائی جاتی ہیں کیا اِس سے نجات نہیں مل سکتی ہے؟

جناب سپیکر۔ آپ کا مطلب یہ ہے کہ پراجیکٹ کمیٹی جس کام کو execute کرے اِس کی رسیدیں وغیرہ تیار کرنے کی ذمہ داری اِس پر نہیں ہونی چاہیے؟

راجہ جاوید اخلاص۔ جی۔ سر۔ اور جیسا کہ باقی ٹھیکوں میں ہوتا ہے انجنیرنگ ڈیپارٹمنٹ بھی موقع پر جا کر ناپ تول کرے تو اِس میں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن یہ جو قانونی پروسیجر اِن کاموں میں رکاوٹ کے لیے بنایا گیا ہے اِس کو دور کیا جائے یا حکومت اِس کو دور کرنے کے لیے کوئی تجاویز سوچ رہی ہے؟

جناب سپیکر۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی - جناب والا اِن کی تجویز معقول ہے۔ اور محکمہ کو ہدایت کر دی جائے گی۔ وہ آئندہ اِس بارے میں خیال رکھیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

چوہدری خادم حسین۔ ضمنی سوال۔ کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب از راہ کرم یہ بتائیں گے کہ جب assessment ہوتی ہے تو پراجیکٹ کمیٹیوں سے تو منصوبہ جات مکمل کروانے کا مقصد No profit, no loss ہوتا ہے تو پھر اِس وقت

ٹیڈول آف ریٹس کو کیوں مدنظر رکھا جاتا ہے۔ اور دوسرے یہ کہ جب ٹیڈول آف ریٹس کے تحت assessment کرتے ہیں تو جس طرح ٹھیکیدار ریٹ دیتے ہیں کہ اتنے فی صد above rate تو ٹھیکیدار کو تو اتنے فی صد above rate دیتے ہیں لیکن assessment کے وقت وہ ٹیڈول آف ریٹس کیوں لیتے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہیے

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ اس تجویز پر غور کیا جائے گا۔

جناب عثمان ابراہیم۔ ضمنی سوال۔ جہاں تک انجنیئرنگ سیکشن کی طرف سے تکنیکی جانچ پڑتال کا تعلق ہے۔ تو وہ بات تو سمجھ میں آجاتی ہے لیکن اکاؤنٹ کا سٹاف کیسے تکنیکی جانچ پڑتال کرتا ہے کیونکہ انہوں نے اپنے جواب میں فرمایا ہے۔

اکاؤنٹ اور انجنیئرنگ کے علاوہ کی سٹاف کی طرف سے پراجیکٹ کمیٹیوں کے کام کی تکنیکی جانچ پڑتال پبلک فنڈ کے ضیاع کو روکنے کے لیے ضروری ہے۔

انجنیئرنگ سٹاف تو تکنیکی جانچ پڑتال کر سکتا ہے۔ لیکن اکاؤنٹنٹ جو آفس میں بیٹھے رہتے ہیں اور جن کا کام فائل ورک ہے وہ پراجیکٹس کی تکنیکی جانچ پڑتال کیسے کر سکتے ہیں؟

چوہدری محمد صدیق سلار۔ اکاؤنٹ کا شاف اکاؤنٹس کے نقطہ نظر سے چیک کرتا ہے کہ کہیں کوئی غلطی تو نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر۔ سوال جائز ہے

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ اکاؤنٹس آفیسر بھی ایک ٹیکنیکل ہینڈ ہے۔ اور جس طرح انجنیئرز کے لیے ضروری ہے اسطرح اس کے لیے بھی ضروری ہے۔ کہ وہ جانچ پڑتال کریں۔

جناب سپیکر۔ سوال یہ ہے کہ کیوں ضروری ہے۔ اور اس کا کیا تعلق ہے۔ وہ projects committee والے کس چیز کی جانچ پڑتال کرتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی۔ اس وجہ سے کہ فنڈز کا ضیاع نہ ہو۔

جناب عثمان ابراہیم۔ جناب سپیکر انہوں نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ یہ تکنیکی جانچ پڑتال پبلک فنڈ کے ضیاع کو روکنے کے لیے ضروری ہے۔ ہمارا تو اب تک

یہ خیال تھا کہ عوامی نمائندے سرکاری کارندوں کی طرف سے پبلک فنڈز کے ضیاع کو روکنے کے لیئے مددگار ثابت ہو رہے ہیں کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب ایوان کو یہ یاد کروانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ سرکاری کارندے عوامی نمائندوں کی طرف سے پبلک فنڈز کے ضیاع کو روکنے کے لیے کام کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے مقامی حکومت ودیہی ترقی . . . . انجینئرنگ اور اکاؤنٹس کے سٹاف عوامی نمائندوں کی مدد کے لیے متعین کیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر ۔ یہ عوامی نمائندوں کی مدد کے لیے متعین کیئے گئے ہیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

چوہدری اختر علی ۔ میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ پراجیکٹ کمیٹیوں کو ایڈوانس دیا جاتا ہے یا نہیں ؟ کیونکہ ہمارے ضلع میں ایسے ہو رہا ہے کہ پراجیکٹ کمیٹیوں کو ایڈوانس نہیں دیا جاتا ۔ اور جب تک ایڈوانس نہ دیا جائے کوئی آدمی اپنی گرہ سے خرچ کرنے کو تیار نہیں ہے اگر دیا جاتا ہے تو چوہدری خادم صاحب کے سوال کو میں دہراؤں گا کہ جب وہ ایڈوانس دیا نہیں جاتا اور کام بھی پہلے اپنی رقوم سے کرکے پھر ان کو assessment کرانی پڑتی ہے تو وہ شیڈول ریٹس سے کرتے ہیں تو موقع پر جو assessment ہوتی ہے شیڈول ریٹس سے اس کا بڑا فرق ہوتا ہے ۔ وہ فرق کس طرح پورا کیا جائے میرے خیال میں پراجیکٹ کمیٹیوں کو ناکام کرنے کے لیے یہ سکیم چل رہی ہے

جناب سپیکر ۔ چوہدری صاحب کیا آپ آر-ڈی کے پراجیکٹس کی بات کر رہے ہیں . . . . ؟

چوہدری اختر علی ۔ صرف آر-ڈی کی نہیں بلکہ ضلع کونسل اور آر- ڈی ۔ دونوں کی ہی بات ہے۔

جناب فضل حسین راہی ۔ جناب سپیکر میں تہاڈی توجہ ایس طرف دلاناں چاہنا واں کہ ہیلتھ منسٹر اور مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کس پوزیشن وچ ہن ۔ ذرا ایہناں نوں ویکھناں ۔ قہقہے ۔

وزیر صحت ۔ جناب سپیکر یہ اپنی بات دہرا دیں۔

جناب سپیکر ۔ ہیلتھ منسٹر صاحب کو شاید اس بات کا اندازہ نہیں ہے کہ مولانا

صاحب کس انداز سے ان سے بغل گیر ہو رہے تھے۔

(قہقہے)

وزیر صحت۔ پہلے تو میں بھی پریشان ہو گیا تھا کیونکہ انہوں نے اچانک ہی پیچھے سے آکر پکڑ لیا تھا۔

جناب فضل حسین راہی۔ تہانوں ایہہ کہناں چاہی دا سی کہ اوہ مولوی نہیں تے ہیں دی پیراں۔

جناب سپیکر۔ cross talk نہیں ہونی چاہیے چوہدری صاحب آپ اپنے سوال میں اپنے ضلع کی بات کر رہے ہیں۔ اور وہاں کے پراجیکٹ ڈائریکٹر بھی ہیں تو آپ نے پراجیکٹ کمیٹیوں کو فنڈ ریلیز کرنے ہیں تو آپ خود یہ بتا سکتے ہیں کہ آپ ان کو پیشگی فنڈز کیوں نہیں ریلیز کرتے۔

چوہدری اختر علی۔ جب آڈٹ ہوتا ہے تو آڈٹ والے اس کو پاس نہیں کرنے دیں ہماری مجبوری ہے۔

جناب سپیکر۔ پراجیکٹ کمیٹیوں کو فنڈز آپ نے ریلیز کرنے ہیں۔

چوہدری اختر علی۔ جی۔ ہاں لیکن اگر وہ پاس نہ کریں تو ہمیں پیسے نہیں ملتے

جناب سپیکر۔ کون اتفاق نہیں کرتا ؟

چوہدری اختر علی۔ آڈٹ والے کیونکہ pre-audit تو ہوتا نہیں۔ اور آڈٹ والے تو ہم پر محض اس لئے مسلط کئے گئے ہیں کہ ان کا دوفی صد کمیشن ہے اور وہ یہ پراجیکٹ کمیٹیاں نہیں دے سکیں۔

جناب سپیکر۔ لیکن اس میں حکومت کی تو کوئی ہدایت نہیں کہ پراجیکٹ کمیٹیوں کو فنڈ ریلیز نہ کئے جائیں۔

چوہدری اختر علی۔ تو اس کی خلاف ورزی محکمے میں کیوں کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر۔ اس کا اعتراض آپ آڈٹ والوں پر کر سکتے ہیں لوکل گورنمنٹ پر نہیں کر سکتے۔

چوہدری اختر علی۔ یہ لوکل گورنمنٹ کی ہدائت کی ہی خلاف ورزی ہو رہی ہے کیونکہ پراجیکٹ کمیٹیاں لوکل گورنمنٹ کی ہدائت پر بنتی تھیں۔

جناب سپیکر۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب کیا آپ اس بات کا نوٹس لے سکتے ہیں۔ جو اسسٹنٹ ڈائریکٹر آڈٹ متعین ہیں وہ لوکل گورنمنٹ کے احکامات کی خلاف ورزی کیوں کر رہے ہیں اور پراجیکٹ کمیٹیوں کے کام میں رخنہ اندازی کیوں کر رہے ہیں ؟

پارلیمانی سیکرٹری بلدیات ۔ اس کے لیے ایک علیحدہ سوال درکار ہے

چوہدری اختر علی ۔ جناب سپیکر یہ متعلقہ سوال ہے اور پراجیکٹ کمیٹیوں کو ناکام کرنے کے سلسلے میں یہ سوال ہے ۔

جناب سپیکر۔ اگر آپ اس بات کا نوٹس لے سکتے ہیں اور اگر آپ فرماتے ہیں تو اس پر رپورٹ طلب کی جا سکتی ہے۔ کہ ایسا کیوں ہو رہا ہے ۔ تو کیا آپ نوٹس لینے کے لیے تیار ہیں ؟

پارلیمانی سیکرٹری بلدیات ۔ جی ۔ ہاں

جناب سپیکر ۔ پارلیمانی سیکرٹری اس کا نوٹس لینے کے لیے تیار ہیں کیا اب آپ کا کوئی سوال ہے ۔

چوہدری گل نواز وڑائچ ۔ جناب والا سوال نہیں ہے جسطرح آپ ان کو گائیڈ کر رہے ہیں اسطرح آپ ہمیں بھی گائیڈ کیا کریں ۔

چوہدری نعیم حسین چٹھہ ۔ جناب سپیکر میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ پروجیکٹ کمیٹیوں کو ہدایات کے مطابق نقد پیسے ادا نہیں کر سکتے بلکہ جس میٹریل کی انہیں ضرورت ہو یا جس ایجنسی سے جو لینا ہو وہاں ہم بل ادا کر دیتے ہیں۔ اور ان کو نقد پیسے نہیں دئیے جاتے اور یہ طریقہ کار شروع سے ہے کہ جتنا پیسہ منظور ہوتا ہے۔ اُس پروگرام کے مطابق جب میٹریل موقع پر پہنچتا ہے ۔ اس کی قیمت ادا ہوتی رہتی ہے اور میرے خیال میں یہ طریقہ درست ہے ۔ اور اس طریقے سے کسی دوسرے کے ہاتھوں میں پیسہ جانے کا اندیشہ نہیں ہوتا ہے ۔ اور پیسے کا ضیاع بھی اسطرح سے نہیں ہوتا ۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ جو کچھ ہدایات ہیں وہ موجودہ حالات کے مطابق درست ہیں ۔ اور اس پر صحیح طور پر عمل ہو رہا ہے

جناب سپیکر ۔ شکریہ

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر پارلیمانی سیکرٹری اور چٹھہ صاحب کی سیٹیں اکٹھی لگوا دیجیئے تاکہ چٹھہ صاحب ان کی تربیت کرتے رہیں ۔

چوہدری خادم حسین - جناب والا ہمارے ضلع میں ایسی کوئی رسم نہیں ہے۔ کہ ہم اس آدمی کو ادائیگی کریں جس سے مال خریدا جائے۔ اس سے تو یہ مطلب ہوا کہ ان پروجیکٹ کمیٹیوں پر چیئرمین ضلع کونسل کو اعتماد نہیں ہے۔ یا پھر ضلع کونسل اس کا حساب اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں کیا میں آپ کی وساطت سے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھ سکتا ہوں کہ کیا ان کا یہ ارادہ ہے۔ کہ وہ ایک سرکلر جاری کردیں تاکہ آڈٹ آبجیکشن نہ ہوں۔

چوہدری نعیم حسین چٹھہ - اس کمیٹی کا تنقیدی رول نہیں ہوتا بلکہ اس کا سپروائزری رول ہوتا ہے

جناب سپیکر - چٹھہ صاحب آپ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال سوال نمبر ۴۸۶ پکارا گیا اور جواب لکھا ہوا پڑھا گیا۔

شیخوپورہ روڈ کی نئی بستیوں میں بنیادی ضروریات کا فقدان

*486 میاں محمود احمد - کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

الف کیا یہ حقیقت ہے کہ پراپرٹی ڈیلرز پلاٹ بناتے وقت کالونیوں میں دس دس فٹ کی گلیاں چھوڑتے ہیں۔ لیکن سکول مسجد ڈسپنسری اور خاص طور پر قبرستان کے لیے جگہ نہیں چھوڑتے حالانکہ یہ انسانی بستیوں کی بنیادی ضروریات ہیں لیکن انہیں میت دفنانے کے لیے کوئی قبرستان نہیں ملتا۔

(ب) کیا شاہدرہ کے علاقہ اور خصوصاً شیخوپورہ روڈ پر آباد ہونے والی آبادیوں (یوسف پارک) کے مکین پراپرٹی ڈیلروں کی کوتاہیوں کا شکار ہیں۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پراپرٹی ڈیلروں کے ذریعے آباد کی ہوئی کالونیوں کے نقشے پاس کرتے وقت ان کالونیوں میں ضروریات زندگی کی سہولتوں کی فراہمی پر غور کرے گی اور جس کالونی میں مذکورہ ضروریات نہ ہوں۔ ان کے نقشے نامنظور کرنے کو تیار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (حاجی خادم حسین وٹو) (الف) یہ درست ہے کہ اکثر پراپرٹی ڈیلر اپنے اور مالکان اراضی کے مفاد کی خاطر

پرائیویٹ ترقیاتی سکیمیں خود تیار کرتے ہیں جس میں ۱۰ فٹ کی گلیاں چھوڑ دی جاتی ہیں تاکہ زیادہ سے زیادہ رقبہ پلاٹوں کی شکل میں فروخت کیا جا سکے ایسی سکیمیں کارپوریشن سے منظور نہیں کروائی جاتیں۔ اور نہ ہی ان میں مفاد عامہ کی سہولتیں فراہم کرنے کے لیے اراضی مخصوص کی جاتی ہیں۔ اگر ایسی سکیمیں بلدیہ لاہور سے منظور کروائی جائیں تو ان میں کم از کم ۲۰ فٹ چوڑی گلیوں کے علاوہ دیگر شہری سہولتیں بھی لازمی طور پر فراہم کی جا سکتی ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ شاہدرہ کے قریب ایسی کئی خود ساختہ کالونیاں معرض وجود میں آ گئی ہیں جن کے خریدار اراضی اس سے متاثر ہو رہے ہیں۔ مگر یہ معاملہ مالکان اراضی اور پراپرٹی ڈیلروں کا نجی معاملہ ہے عوام کو چاہیے کہ بروقت خریداری پلاٹ وغیرہ بلدیہ لاہور سے رابطہ قائم کریں۔

(ج) بلدیہ لاہور اصل مالکان اراضی کے نقشہ جات پر برائے منظوری غور کرتی ہے بشرطیکہ پلاٹ بندی مروجہ سکیم رولز کے مطابق ہو اگر ایسی کالونیوں کا بلدیہ لاہور نقشہ منظور کرے گی۔ اس جگہ پر ضروریات زندگی کی سہولتیں بھی فراہم کی جائے گی باقاعدہ پلاٹوں کی منصوبہ بندی کی منظوری سے قبل مالکان اراضی اور بلدیہ لاہور میں قانونی اقرارنامہ ہوتا ہے۔ جس کے مطابق دونوں فریق اس پر عملدرآمد کرنے کے لیے پابند ہوتے ہیں۔

میاں محمود احمد۔ کیا یہ علاقہ لاہور میونسپل کارپوریشن میں ہے

پارلیمانی سیکرٹری بلدیات۔ جی۔ ہاں یہ علاقہ لاہور کارپوریشن میں ہی ہے

میاں محمود احمد۔ اگر ہے تو کیا کوئی سکیم یا گھر بنانے کے لیے محکمہ بلدیات سے منظوری حاصل کرنا پڑتی ہے

پارلیمانی سیکرٹری بلدیات۔ ایسی کالونی جہاں پر لوگ اگر بلدیہ کے پاس منظوری کے لیے جائیں تو وہ منظور کرتی ہے۔ ورنہ یہ ان کا خود پرائیویٹ معاملہ ہے کیونکہ یہ خود بناتے ہیں۔ اور اگر یہ نقشہ منظور کروانے کے لیے جائیں تو اس قانون کے مطابق بلدیہ اجازت دیتی ہے ورنہ خریدار اور مالک کا آپس میں معاملہ ہے۔ وہ اپنی سہولت کے لیے۔ اور رقم کم دینے کے لیے وہ خود کروا

لیتے ہیں ۔

میاں محمود احمد ۔ اگر کوئی آدمی نقشہ منظور نہیں کرواتا تو کارپوریشن والے مکان گرانے کیوں آجاتے ۔

پارلیمانی سیکرٹری بلدیات ۔ اگر یہ encroachment ہوتی تو ان بستیوں کا وجود نہ ہوتا۔

میاں محمود احمد ۔ کیا وہاں پر کوئی گھر بنانے کے لیے یا سکیم بنانے کے لیئے محکمہ بلدیات کارپوریشن سے منظوری حاصل کرنا ضروری ہے یا نہیں ۔

پارلیمانی سیکرٹری بلدیات ۔ ضروری نہیں ہے

میاں محمود احمد ۔ جناب والا ۔ ۔ ۔ ۔

جناب سپیکر ۔ آپ اپنا سوال دہرائیے ۔

میاں محمود احمد ۔ میں نے عرض کیا تھا کہ کارپوریشن کے حلقے میں گھر بنانے کے لیے نقشہ بنانا ضروری ہے یا نہیں ۔

جناب سپیکر ۔ یہ تو آپ خود بھی جانتے ہیں کہ یہ ضروری ہے

میاں محمود احمد ۔ مولانا صاحب اس کے متعلق تحریک استحقاق آجائے گی ۔ ۔ ۔

پارلیمانی سیکرٹری بلدیات ۔ یہ ضروری ہے لیکن جو کالونیاں معرض وجود میں آگئی ہیں ۔ انہوں نے اجازت حاصل نہیں کی ہے

میاں محمود احمد ۔ اگر ضروری ہے تو کیا انہوں نے میونسپل کارپوریشن لاہور سے اجازت حاصل کی ۔

جناب سپیکر ۔ وہ اس بارے میں سوال کا جواب دے چکے ہیں کہ جو کالونیاں بن چکی ہیں انہوں نے اجازت حاصل نہیں کی ہے

میاں محمود احمد ۔ کہ وہاں کی ناجائز تجاوزات کو روک سکے کیونکہ وہاں کالونیاں اب بھی بن رہی ہیں ۔ اور خالی زمین پر تجاوزات ہو رہی ہیں

پارلیمانی سیکرٹری بلدیات ۔ سوال کیا ہے

جناب سپیکر۔ کیا کارپوریشن اس پوزیشن میں نہیں ہے کہ نئے تجاوزات کو بغیر نقشہ منظور کروائے ان کو روک سکے یا گرا سکے ؟

پارلیمانی سیکرٹری بلدیات۔ پنجاب لوکل آرڈیننس ، 1979 کی دفعہ 75 کے تحت جن شہروں کے لیے دفعہ 74 کے تحت ....

سید طاہر احمد شاہ۔ کیا متعلقہ سوال پر سیکرٹری موصوف پڑھ کر جواب دے سکتے ہیں ،،

جناب سپیکر۔ اس میں رولز اور اعداد شمار کو پڑھا جا سکتا ہے

سید طاہر احمد شاہ کیا یہ رولز پڑھ رہے ہیں ۔

جناب سپیکر۔ آپ کے پوائنٹ آف آرڈر پر میں بات کر چکا ہوں ۔ آرڈر۔ آرڈر پلیز

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر آپ کی وساطت سے میں میاں محمود صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ بیچارے مولوی صاحب کو معاف کر دیں ۔

میاں محمود احمد ۔ نہیں شاہ صاحب یہ بات نہیں ہے میں عرض کر دونگا کہ ۔ مجھے اتنی یقین دہانی کروا دی جائے

جناب سپیکر۔ آرڈر پلیز ۔ آرڈر پلیز

مولانا محمد غیاث الدین ۔ میرے فاضل رکن نے بیچارے مولوی صاحب کہا ہے انہیں مولوی کی بیچارگی کس چیز سے ظاہر ہوئی ہے

سید طاہر احمد شاہ ۔ کہیں دو ملاؤں میں مرغی حرام نہ ہو جائے

جناب سپیکر ۔ جناب راؤ مراتب علی خاں صاحب سوال نمبر 578

ملتان میں ٹریننگ سکول کا اجراء

*578 راؤ مراتب علی خاں ۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ..

الف کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ بھر میں منتخب کونسلرز صاحبان اور محکمہ لوکل گورنمنٹ کے اہلکاروں کی تربیت کے لیے صرف ایک ٹریننگ انسٹی ٹیوٹ لالہ موسیٰ ضلع گجرات میں موجود ہے جو کہ ناکافی ہونے کے علاوہ صوبہ کے آخری کونہ میں واقع ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ بہاولپور ملتان اور ڈیرہ غازی خان ہر سہ ڈویژن کے کونسلر صاحبان اور لوکل گورنمنٹ کے اہلکاروں کو بھی متذکرہ بالا ٹریننگ ۔۔ انسٹیٹوٹ میں تربیت حاصل کرنے کی خاطر جانا پڑتا ہے

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ عرصہ دراز سے یہ تجویز حکومت پنجاب کے زیر غور ہے کہ ملتان بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان ہر تین ڈویژن کے کونسلر صاحبان اور اہلکاران کی تربیت کے لیے ملتان جیسے مرکزی مقام پر ایک اور ٹریننگ ۔۔۔ انسٹیٹیوٹ کا اجراء کیا جائے ۔

(د) اگر جز (الف) تا (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو بتلایا جائے کہ کیا حکومت سال رواں میں ملتان میں دوسرا ٹریننگ انسٹیٹیوٹ جاری کرانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری (حاجی خادم حسین وٹو)

(الف) جی ہاں یہ درست ہے ۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے ۔

(ج) جی نہیں ملتان بہاولپور اور ڈیرہ غازی خان کے ڈویژنوں کے لیے ملتان کے مقام پر علیحدہ انسٹیٹوٹ قائم کرنے کی تجویز حکومت کے زیر غور نہ رہی ہے ۔

(د) رواں سال حکومت ملتان میں علیحدہ دوسرا ٹریننگ انسٹیٹوٹ قائم کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی کیونکہ بجٹ میں اس کے لیے رقم مختص نہیں ہے ۔

ملک طیب خان اعوان - جناب والا میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ۔۔۔۔۔

جناب سپیکر - ملک صاحب آپ تشریف رکھیں ۔

ملک طیب خان اعوان - جناب! کدے ساڈی گل تسیں وی سن لیا کرو گل معقول ہون تے من لیا کرو جے معقول نہ ہووے تاں نا منیا کرو ۔

جناب سپیکر - آپ ضمنی سوال کریں ۔

ملک طیب خان اعوان - جناب! میں ضمنی سوال واسطے کھڑا ہویا سی تے تساں اگلا سوال پیش کر دتا اے ۔

جناب سپیکر - آپ اگلے سوال پر آجائیں ۔

ملک طیب خان اعوان یہ اک معقول تے اہم مسئلہ اے

جناب سپیکر: وہ سوال تو گزر گیا

ملک طیب خان انگوالی جناب سن تاں ٹوکیوں ایس گل تے پکے ہو گئے ہو ادکہ . سوال گزر گیا اے ۔ جناب ناجائز تجاوزات دی چیز گل حکومت نوں خراب کرے گی ناجائز تجاوزات شہراں وچ دی تے ویہ تاں وثح وی ہوندی اے مہربانی کرکے ایس نوں روکنا چاہی دا اے ورنہ ایہہ گل حکومت واسطے مسلہ بن جائے گا جس طرح سابقہ کا لونیاں دا مسئلہ بنیا پیا اے ۔

جناب سپیکر - سوال نمبر 635 جناب خوشحال محمد ڈوگر

سیکرٹری یونین کونسل کی ترقی کے لیئے کوٹہ کی بحالی ۔

*635 جناب خوش حال محمد ڈوگر - کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ...

الف آیا یہ درست ہے کہ پیپلز ورکس پروگرام کے تحت یونین کونسلز سیکرٹری کی ترقی کے لیئے پچاس فی صد کوٹہ مقرر کیا گیا تھا جب کہ 1981 میں ترمیم کے بعد یہ کوٹہ کم کرکے 25 فی صد کر دیا گیا ہے جس کے سبب مذکورہ عہدہ کے لیے آئندہ ترقی کے مواقع کم ہو گئے ہیں

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب ہاں میں ہے ۔ تو کیا حکومت مذکورہ بالا عہدہ کے ملازمین کی فلاح کے لیئے ۵۰ فی صد کوٹہ مقرر کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں ؟

پارلیمانی سیکرٹری ۔ (حاجی خادم حسین وٹو)

(الف) جی ہاں پیپلز ورکس پروگرام کے تحت مرتب شدہ قواعد کے مطابق یونین کونسلوں کے سیکرٹریوں کی سپروائیزر کی اسامیوں پر ترقی کے لیے 50 فی صد کا کوٹہ مقرر تھا لیکن 1981 میں پیپلز ورکس پروگرام مربوط دیہی ترقیاتی پروگرام و لوکل گورنمنٹ کے شعبہ دیہی ترقی کی اسامیوں ارغام پرنئے رولز مرتب کیئے گئے ہیں جن کے تحت یونین کونسلوں کے سیکرٹری سابقہ سپروائیزر گریڈ 9 کی بجائے اب موجودہ پوسٹ پراجیکٹ اسسٹنٹ (گریڈ 10) پر ترقی پاتے ہیں اور پراجیکٹ اسسٹنٹ کی 28 فی صد اسامیاں یونین کونسل کے سیکرٹریوں میں سے ترقی کے ذریعہ پر کی جاتی ہیں یہ اسامیاں سپروائیزر کی اسامیوں سے سہ گنا زیادہ ہے لہذا کوٹہ کا 25 فی صد بڑھانا ممکن نہیں ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ - پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! سوال 635 کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ جواب موصول نہیں ہوا۔ تو کتابچے میں جواب کی عدم موجودگی میں ارکان ضمنی سوالات کیسے کریں۔

جناب سپیکر - میرے خیال میں جوابات کی کاپیاں تقسیم کی جا چکی ہیں جی پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرمائیے۔

اس مرحلہ پر پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے تحریری جواب پڑھا اور اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہوا۔

سوال نمبر 654 نہیں پوچھا گیا کیونکہ معزز ممبر موجود نہیں تھے۔

تحصیل کونسلوں کے انتخابات کا انعقاد

*654- جناب انوار الحق پراچہ - کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ - کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل کونسلوں کے انتخابات ابھی تک نہ ہوسکے اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور حکومت یہ انتخاب کب تک کرانے کا ارادہ رکھتی ہے ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں ؟

پارلیمانی سیکرٹری (حاجی خادم حسین وٹو)

تحصیل کونسلوں کا وجود بنیادی جمہوریت کے حکم مجریہ 1959 کے تحت عمل میں آیا تھا۔ جسے پنجاب لوکل گورنمنٹ ایکٹ 1975 کے تحت اور بعد ازاں پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس مجریہ ۱۹۷۹ کے تحت منسوخ کر دیا تھا موجودہ مقامی حکومت کے نظام میں تحصیل کونسل کا وجود نہ ہے البتہ تحصیل کونسل کی جگہ مرکز کونسل معرض وجود میں آ چکی ہے لہذا تحصیل کونسلوں کے انتخابات خارج از امکان ہیں۔

سوال نمبر 655 کا تحریری جواب جناب پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے پڑھا اور اس پر کوئی ضمنی سوال نہیں ہوا۔

سڑکوں پر تعمیری لاگت

*655 جناب انوار الحق پراچہ ۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ۔ ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ سال 84-1983 اور 85-1984 کے دوران ڈسٹرکٹ کونسلوں نے کل کتنے میل پختہ سڑکیں بنوائی ہیں ۔ اور ان پر کس قدر لاگت آئی ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری ۔ (حاجی خادم حسین وٹو)

صوبہ بھر کی ضلع کونسلوں نے 84-1983 میں گیارہ کروڑ اکہتر لاکھ اٹھتر ہزار دو سو پچاس روپے کی لاگت سے 339.98 کلو میٹر لمبی سڑکیں پختہ کیں جب کہ 85-1984 میں اٹھارہ کروڑ تہالیس لاکھ ترپن ہزار نو سو اٹھائیس روپے کی لاگت سے 631.87 کلومیٹر لمبی سڑکیں پختہ کی گئیں ۔

کچی آبادیوں کے مکینوں کو حقوق ملکیت دینے میں تاخیر ۔

*688 بیگم نجمہ تابش الوری ۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

(الف) صوبہ پنجاب میں مجموعی طور پر کتنی منظور شدہ اور غیر منظور شدہ کچی آبادیاں ہیں ان میں سے کتنی آبادیوں میں سے کتنے لوگوں کو حقوق کو حقوق ملکیت دیئے جا چکے ہیں اور یہ کام کتنے عرصے میں مکمل ہونے کا امکان ہے ۔

(ب) مذکورہ کچی آبادیوں میں سے بہاولپور شہر میں کس کس نام سے کتنی منظور شدہ اور غیر منظور شدہ کچی آبادیاں ہیں اور وہاں حقوق ملکیت دینے کے لیے کیا پروگرام مرتب کیا گیا ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری ۔ (حاجی خادم حسین وٹو)

الف صوبہ پنجاب میں یکم جنوری 1978 سے قبل کی قائم شدہ کچی آبادیوں کی کل تعداد 630 ہے ۔ ان میں سے 223 کچی آبادیوں کو منظور شدہ قرار دیا جا چکا ہے

194 کچی آبادیوں کے کیس مقررہ شرائط پوری نہ کرنے کی بنا پر داخل دفتر کیے گئے ہیں
غیر منظور شدہ کچی آبادیوں کی تعداد 213 ہے
جناب وزیر اعظم پاکستان کے 7 اپریل 1986 کے اعلان کے مطابق پنجاب بھر میں
کچی آبادیوں کا نئے سرے سے سروے کیا جارہا ہے۔ جو 31 مئی 1986 تک مکمل ہوگا۔
کسی سروے کی بنا پر غیر منظور شدہ کچی آبادیوں میں سے بہت سی کچی آبادیوں کی منظوری کا
امکان ہے۔ کیونکہ گھروں کی مقررہ تعداد۔ 100 سے اٹھا کر 40 کر دی گئی ہے۔ جہاں
تک حقوق ملکیت دینے کا تعلق ہے 21887 خاندانوں کو اب تک مالکانہ حقوق دیئے
جا چکے ہیں اور باقی ماندہ کو حقوق ملکیت دینے کا کام جاری ہے یہ کام سال رواں کے آخر
تک مکمل ہونے کا امکان ہے۔
(ب) مذکورہ کچی آبادیوں میں سے بہاولپور شہر میں مندرجہ ذیل 8 کچی آبادیاں منظور
کی جا چکی ہیں۔

1 - بھٹہ نمبر 1
2 - بھٹہ نمبر 2 ، 3
3 - مہاجر کالونی
4 - جاوید نذیر کالونی
5 - گوتھ گدارہ
6 - ملت کالونی
7 - میانی مندر
8 - بستی شاہدرہ

اب تک ۱۸۶۱ مکینوں کو مالکانہ حقوق دیئے جا چکے ہیں بقایا خاندان جونہی قیمت زمین۔ اور
ترقیاتی اخراجات جمع کروائیں گے۔ ان کو مالکانہ حقوق دے دیئے جائیں گے
سید طاہر احمد شاہ - کیا پارلیمانی سیکرٹری موصوف یہ فرمائیں گے کہ جو
منظور شدہ کچی آبادیاں ہیں ان کا سروے بھی کروایا جا رہا ہے۔ اور کروایا جانا مقصود
ہے یا نہیں؟
پارلیمانی سیکرٹری، مقامی حکومت و دیہی ترقی - جناب والا۔ اس کا جواب دیا

جا چکا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا میرا سوال یہ ہے کہ جو پہلے سے کچی آبادیاں منظور شدہ قرار دی گئی ہیں۔ کیا ان کا پہلے سروے ہو چکا ہے یا مالکانہ حقوق دینے کی غرض سے ابتدئے سرے سے دوبارہ سروے کروایا جائے گا؟

جناب سپیکر۔ یہ جواب لکھا ہوا ہے "پنجاب بھر میں 7 اپریل 86 کے مطابق کچی آبادیوں کا نئے سرے سے سروے کیا جا رہا ہے جو 31 مئی 1986ء تک مکمل ہوگا" کوئی اور ضمنی سوال؟

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا میں نے یہ سوال کیا ہے کہ فیصل آباد کی جو کچی آبادیاں پہلے سے منظور شدہ ہیں ان کا سروے بالکل نہیں کیا جا رہا اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ فرما دیں۔ کہ ان کا بھی سروے کیا جا رہا ہے یا کیئے جانے کے احکام صادر کیے گئے ہیں تو یہ ٹھیک ہے۔ ورنہ یہ اس کے برعکس ہے۔

جناب سپیکر۔ فیصل آباد کی کچی آبادیوں کے سروے کی بات کرتے ہیں تو اس کے لیے آپ کو نیا سوال دینا ہوگا۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جو کچی آبادیاں پہلے سے منظور شدہ ہیں ان کا سروے فیصل آباد میں نہیں کیا جا رہا ہے۔ تو یہ یقین دہانی کروا دیں

جناب سپیکر۔ جو منظور شدہ کچی آبادیاں ہیں۔ ان کے سروے کی کیا ضرورت ہے؟

سید طاہر احمد۔ جناب والا۔ کیا ان کو مالکانہ حقوق سے آپ محروم کر دیں گے؟

جناب سپیکر۔ کیا آپ اس سلسلہ کچھ بتا سکیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری بمقامی حکومت و دیہی ترقی۔ جناب والا جو 100 گھر کی آبادی ہے۔ وہ تو پہلے سے منظور شدہ ہے۔ اس کے بعد جو 40 گھروں پر آبادی مشتمل ہے۔ اس کے لیے ابھی سروے کیا جا رہا ہے۔

چوہدری محمد صدیق سالار۔ جناب والا فیصل آباد کی کچی آبادیوں کا سروے شروع ہے اور ہر جگہ ہو رہا ہے۔

جناب طاہر احمد شاہ۔ جناب والا چوہدری محمد صدیق سالار صاحب نے اس ایوان میں غلط بیانی سے کام لیا ہے انہیں اس بات کا احساس ہونا چاہیے

کہ اُن کی غلط بیانی کی وجہ سے کیونکہ وہ ایک حکومت کے ذمہ دار پارلیمانی سیکرٹریوں میں سے ایک ہیں اِن کے خلاف تحریک استحقاق بھی پیش کی جا سکتی ہے۔ میں یہ بات پوری ذمہ داری سے کہتا ہوں۔ کہ فیصل آباد میں پہلے سے منظور شدہ کچی آبادیوں کا نئے سرے سے سروے کا کوئی کام شروع نہیں کیا گیا ہے تو صدیق سالار صاحب کو اخبار میں اپنا نام چھپوانے کے لیے ایسی غلط بات نہیں کہنی چاہیے۔

چوہدری محمد صدیق سالار۔ میں نے اگر اخبارات میں اپنا نام چھپوانا ہوتا تو میں شاید آپ سے زیادہ اونچی آواز میں تقریر کر سکتا ہوں مگر میں یہ عرض کروں گا کہ حکومت کی وہ کچی آبادیاں پالیسی کے تحت جو کہ غریب لوگوں کی ہیں ان کا سروے ہو رہا ہے اور یہ کام ایف ڈی اے کر رہا ہے۔ اگر آپ کا مقصد یہ ہے کہ جیسا کہ جناب سپیکر نے فرمایا۔ ہے کہ منظور شدہ کچی آبادیوں کو قطعی مستقل deeds مل چکے ہیں جیسا کہ جہاں خاتون والا کے قریب ایک بستی ایسی ہے اگر آپ کے علم میں کوئی ایسی بستی ہے کہ جس کا سروے نہیں ہوا تو آپ اِس کی وضاحت کر دیں۔ اور اِس کا سروے کروا دیا جائے گا۔

سید طاہر احمد شاہ۔ یہ کس capacity میں بات کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر۔ آپ شاہ صاحب تشریف رکھیں اِس سلسلہ میں کسی بھی ضمنی سوال کا جواب متعلقہ پارلیمانی سیکرٹری ہی دے سکتے ہیں جناب سالار صاحب کسی حیثیت میں شاہ صاحب کے سوال متعلقہ لوکل گورنمنٹ کا جواب نہیں دے سکتے ہیں اور جہاں تک فیصل آباد کی منظور شدہ آبادیوں کے سروے کا تعلق ہے۔ اِس کے بتے میں پہلے فیصلہ دے چکا ہوں۔ کہ اِس کے لیے علیحدہ سوال درکار ہے۔

جناب غلام سرور خان۔ ضمنی سوال جناب والا جناب پارلیمانی سیکرٹری نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ 1978 سے پہلے کی آبادیاں جو کہ 100 گھرانوں پر مشتمل ہیں انہیں مالکانہ حقوق دیئے جا چکے ہیں تو اس سلسلہ میں میں اِن سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ کچھ آبادیاں جو کہ میرے حلقے میں واقع ہیں اور جن کی آبادی بھی 1978 سے پہلے کی ہے اور وہ 100 گھرانوں پر مشتمل ہے۔ تو انہیں ابھی تک مالکانہ حقوق کیوں نہیں دیئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر۔ آپ اپنے حلقے کی وضاحت بھی فرمائیں کہ آپ کون سے حلقے کی

بات کر رہے ہیں اور کس آبادی کی بات کر رہے ہیں آپ کا سوال مبہم ہے۔

جناب غلام سرور خان ۔ جناب والا میرے حلقہ میں ایک آبادی ہے لالہ رخ جو ڈسٹرکٹ راولپنڈی میں ہے۔ اور جو کہ 1978 سے قبل تعمیر ہوئی تھی اور سروے رپورٹ کے مطابق وہ آبادی 120 گھرانوں پر مشتمل ہے۔ اور میں یہ دریافت کروں گا کہ اب تک اس آبادی کے مکینوں کو مالکانہ حقوق کیوں نہیں دیئے گئے ہیں

جناب سپیکر ۔ اس کے لیے نئے سوال کی ضرورت ہے

جناب غلام سرور خان ۔ جناب والا یہ ضمنی سوال بنتا ہے ۔

جناب سپیکر ۔ اس کے لیے نیا سوال دے دیں

جناب غلام سرور خان ۔ نہیں جی یہ ضمنی سوال بنتا ہے۔ جواب میں لکھا گیا ہے کہ 1978 سے پہلے کی جو آبادیاں ہیں جو کہ 100 گھرانوں پر مشتمل ہے انہیں مالکانہ حقوق دیئے جا چکے ہیں۔ یہ انہوں نے اپنے جواب میں فرمایا ہے اور جو 100 گھرانوں سے کم یا 40 گھرانوں پر مشتمل آبادیاں ہیں ان کے لیے از سر نو سروے کروایا جا رہا ہے۔ اور وہ سروے 31 مئی کو مکمل ہوگا یہ انہوں نے جواب دیا ہے ۔

جناب سپیکر ۔ یہ کہاں پر ہے ۔ ذرا جواب پڑھیں جس کی بنیاد پر آپ ضمنی سوال کر رہے ہیں ۔

جناب غلام سرور خان ۔ سوال نمبر 688 کے جواب میں انہوں نے فرمایا ہے۔

(الف) صوبہ پنجاب میں یکم جنوری 1978 سے قبل کی قائم شدہ کچی آبادیوں کی کل تعداد 630 ہے۔ ان میں سے 223 کچی آبادیوں کو منظور شدہ قرار دیا جا چکا ہے اور 194 کچی آبادیوں کے کیس مقررہ شرائط پوری نہ کرنے کی بنا پر داخل دفتر کیئے گئے ہیں غیر منظور شدہ کچی آبادیوں کی تعداد 213 ہے

جناب سپیکر ۔ بس یہیں ختم کریں ۔ اب آپ سوال کریں ضمنی سوال کیا ہے ۔

جناب غلام سرور خان ۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ 1978 سے قبل جو آبادیاں ہوئی ہیں اور جن کے گھرانوں کی تعداد 100 سے اوپر ہے یہاں پر انہوں نے فرمایا ہے کہ انہیں کچی آبادی declare کر دیا گیا ہے

جناب سپیکر ۔ یہ بات اس میں واضح ہے کہ ان میں 223 کچی آبادیوں کو

منظور شدہ قرار دیا جا چکا ہے۔ اور 194 کچی آبادیوں کے کیس مقررہ شرائط پوری نہ ہونے کی بنا پر داخل دفتر کیے جا چکے ہیں۔

جناب غلام سرور خان۔ 194 کچی آبادیاں وہ ہیں جن کے گھرانوں کی تعداد 100 سے کم ہے۔

جناب سپیکر۔ نہیں اس میں کوئی ایسا ذکر نہیں ہے۔ آپ اپنی آبادی کی بات کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس کے لیے آپ نیا سوال دیں یہ کیسے بتا سکتے ہیں۔ اس ایوان میں یہ بات! جناب راہی صاحب فرمائیے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے صرف یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا 11 گھروں پر مشتمل کسی آبادی کو کچی آبادی declare کرنے کے بعد اسے rehabilitate کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر۔ سوال دہرائیے گا۔

جناب فضل حسین راہی۔ سر گیارہ گھروں پر مشتمل کسی آبادی کو کچی آبادی declare کرنے کے بعد اسے کسی دوسری متبادل جگہ پر بسایا جا سکتا ہے ایسا کیسے کرتے ہیں کہ گیارہ گھروں پر مشتمل آبادی کو کچی آبادی declare کیا جا سکتا ہے۔ اس میں یہ ہے کہ کچھ پردہ نشینوں کے نام بھی آتے ہیں اور وہ پردہ نشین جو ہیں۔ وہ بڑے بھاری بھر کم ہیں اور وہ بھنے خان ہیں۔

جناب سپیکر۔ یہ سوال بنتا نہیں ہے۔ شاید مخدوم صاحب آپ کے سوال کی تصحیح کر کے ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ جناب سپیکر سوال کا مقصد یہ ہے کہ انہوں نے معیار مقرر کیا ہے۔ کہ اتنے گھروں پر مشتمل کسی آبادی کو کچی آبادی declare کیا جا سکتا ہے راہی صاحب کا سوال یہ ہے کہ کیا گیارہ گھروں پر مشتمل آبادی پہ بھی کچی آبادی کا اطلاق قانونی طور پر ہو سکتا ہے۔ یا نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری (مقامی حکومت) نہیں ہو سکتا ہے جی یہ کم از کم 40 گھر ہوں تو آبادی بنتی ہے۔

جناب سپیکر - نہیں ہوتا ہے

جناب فضل حسین راہی - جناب والا فیصل آباد میں اِس قسم کی ایک مثال موجود ہے۔ کہ پیپلز کالونی کے حلقہ میں گیا وگھر موجود تھے ۔کیونکہ وہ چوہدری صدیق سالار صاحب کے حلقہ میں شامل تھے اِس لیے انہوں نے وہاں فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی سے سروے کروانے کے بعد اِن کو تبادل جگہ دلوائی

جناب سپیکر! No speech on this subject, please

Any suppimentary question عثمان ابراہیم صاحب کو ضمنی سوال کرنا چاہتے ہیں

جناب عثمان ابراہیم -۔ جناب سپیکر کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ بتائیں گے ۔ کہ بہاولپور شہر میں کتنی غیر منظور شدہ کچی آبادیاں ہیں اور کس کس نام ۔ سے ہیں ۔

جناب سپیکر - اِس کے لیئے نیا سوال چاہیے ۔

جناب عثمان ابراہیم - نہیں جناب والا یہ سوال پہلے ہی درج ہے یہ کوئی نیا سوال نہیں ہے یہ اِسی کا ضمنی سوال ہے ۔

جناب سپیکر - کیا سوال ہے ذرا دہرایئے گا ۔

جناب عثمان ابراہیم - سوال یہ ہے کہ بہاولپور شہر میں کس کس نام کی کتنی غیر منظور شدہ کچی آبادیاں ہیں۔ یہ سوال میں درج ہے اس کا جواب انہوں نے دیا ہے میں اِس کا جواب پوچھ رہا ہو سوال پہلے دریافت کیا جا چکا ہے ۔ اِس کے لیے علیحدہ سوال کی ضرورت ہی نہیں ہے جواب کے جزو (ب) میں آپ پڑھیں سوال نمبر 688 آپ یہ پڑھیں ۔

جناب سپیکر - یہ منظور شدہ آبادیوں کی لسٹ ساتھ ہے آپ غیر منظور شدہ کی لسٹ پوچھ رہے ہیں ۔

جناب عثمان ابراہیم - جی ہاں کتنی غیر منظور شدہ آبادیاں ہیں اور کس کس نام سے بسائی گئی ہیں ۔

پارلیمانی سیکرٹری (مقامی حکومت) اِس کے لیے نیا سوال دیں۔

جناب عثمان ابراہیم - سوال پہلے پوچھا جا چکا ہے آپ جزو (ب) پڑھیں میں کوئی نیا سوال نہیں پوچھ رہا ہوں بلکہ جو کچھ اس سوال میں پوچھا گیا ہے اس کا جواب بتایا نہیں گیا ہے۔

جناب سپیکر - یہ سوال کی جزو (ب) میں دیا ہوا ہے کہ مذکورہ کچی آبادی میں سے بہاولپور شہر میں کس کس نام سے کتنی منظور شدہ اور غیر منظور شدہ کچی آبادیاں ہیں یہ منظور شدہ کچی آبادیوں کی لسٹ آپ نے دی ہے غیر منظور شدہ آبادیوں کی لسٹ نہیں دی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری (مقامی حکومت) جناب والا جب یہ لسٹ مل جائے تو اس ایوان کو مطلع کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر - اس سوال کا جواب غیر تسلی بخش ہے اس سوال کو pending کیا جاتا ہے اور آپ کا محکمہ اس کا جواب تسلی بخش طور پر دے۔

چوہدری غلام رسول - سپلیمنٹری سر- جناب والا میری گزارش یہ ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بیان کیا ہے کہ 230 کچی آبادیوں کو منظور شدہ قرار دیا جا چکا ہے۔ اور ان کو مالکانہ حقوق بھی دیئے جا چکے ہیں۔
لیکن منڈی بہاؤالدین میں تین کچی آبادیاں ہیں جن کو گورنمنٹ نے کچی آبادیاں declare کیا ہے لیکن ان کو ابھی تک وہ مالکانہ حقوق نہیں دیئے جا سکے ہیں میری گزارش یہ ہے کہ کمیٹی والے تو یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی نوٹیفیکیشن ہی نہیں آیا ہے اس لیے ان کو حقوق نہیں دیئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر - چوہدری صاحب تشریف رکھیں سوال pending ہو چکا ہے جناب چوہدری گل نواز صاحب۔

حلقہ نیابت کی از سر نو تشکیل

*694 **چوہدری گل نواز خاں ڈڈابح** - کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبائی اسمبلی اور لوکل باڈیز بہت عرصہ پہلے بنائیں گئے تھے۔ تب سے اب تک آبادی بہت زیادہ بڑھ چکی ہے

اگر ایسا ہے۔ تو کیا حکومت ہر دو اداروں کے حلقہ ہائے نیابت نئے سرے سے بنانے کو تیار ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری (حاجی خادم حسین ڈلو) صوبائی اسمبلیوں کے حلقہ نیابت کی تشکیل الیکشن کمیشن کے دائرہ اختیار میں ہے اور صوبائی حکومت کا اس سے تعلق نہ ہے۔ تاہم صوبائی اسمبلیوں کے 1985 کے انتخابات سے قبل الیکشن کمیشن آف پاکستان نے چند حلقہ نیابت میں ردو بدل کیا تھا جہاں تک لوکل کونسلز کے حلقہ نیابت کا تعلق ہے صوبائی حکومت بلدیاتی انتخابات سے قبل حلقہ نیابت پر غور کرتی ہے۔ اور ان میں ضروری ردو بدل کیا جاتا ہے لوکل کونسلوں کے حلقہ نیابت کی تشکیل کا طریقہ کار پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 1979 کی دفعہ ۹ میں درج ہے۔

تاہم یہ درست ہے کہ آبادی میں اضافہ مدِنظر رکھتے ہوئے ان حلقہ نیابت میں مناسب ردو بدل ضروری ہے اور یہ بھی درست ہے کہ آبادی دن بدن بڑھ رہی ہے۔

جیسا کہ اُوپر کہا گیا ہے۔ صوبائی اسمبلیوں کے حلقہ نیابت کی تشکیل صوبائی حکومت کے دائرہ اختیار میں نہ ہے۔ تاہم لوکل کونسلوں کے آئندہ انتخابات کے لیے حکومت نئے حلقہ نیابت تشکیل کرنے نئی لوکل کونسلوں کی تشکیل۔ موجودہ لوکل کونسلوں کی حدود میں توسیع اور تخفیف پر غور کر رہی ہے اور اس سلسلہ میں صوبائی حکومت نے پنجاب لوکل کونسلز الیکشن اتھارٹی لاہور کو ایک مراسلہ کے ذریعے رائے بھی طلب کی ہے۔ اور اس معاملہ میں کاروائی جاری ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر میرا کچی آبادیوں کے متعلق ایک ضمنی سوال تھا۔

جناب سپیکر۔ اس سوال کا جواب pending ہو چکا ہے اس لیے تشریف رکھیں میں نے سوال pending کر دیا ہے اس لیئے ....

چوہدری گل نواز خان وڑائچ۔ جناب سپیکر کیا میں یہ پوچھ سکتا ہوں کہ یہ چٹھی کب الیکشن کمشنر صاحب کو بھیجی گئی ہے اور اس کا کب تک جواب متوقع ہے کیوں کہ آج سے کافی سال پہلے جب حلقے بنے تھے تو اس وقت آبادی بہت کم تھی اور اب آبادی بہت بڑھ چکی ہے اس لیے حلقے بھی بڑھ سکتے ہیں کیونکہ حلقوں کے لیے باقاعدہ ایک تناسب ہوتا

ہے کہ اتنے ووٹرز پر ایک حلقہ ہوگا۔ اس لیے نئے حلقوں کا بنانا اشد ضروری ہے اور ایسے کئی ایک حلقوں کی حدود پہلے سے کافی مختلف ہے کیونکہ کئی حلقے ایسے بھی تھے جن کو کسی دوسرے حلقے میں ملا دیا گیا ہے کیونکہ وہاں پہلے کوئی سڑک نہیں جاتی تھی اور اب خدا کے فضل و کرم سے اس گورنمنٹ نے کافی سڑکیں بنائی ہیں۔

جناب سپیکر۔ چوہدری صاحب آپ ضمنی سوال پوچھیں۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ۔ جناب سپیکر ضمنی سوال پوچھ رہا ہوں کیونکہ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ حلقے بنائیں جائیں تاکہ......

جناب سپیکر۔ یہ ضمنی سوال تو نہیں ہے۔ آپ کا چاہنا ضمنی سوال نہیں بن سکتا۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ۔ یہ چاہنے کی بات نہیں جناب میں تو عرض کر رہا ہوں کہ آبادی بڑھ چکی ہے۔

جناب سپیکر۔ عرض بھی ضمنی سوال نہیں ہوتا۔

نواب زادہ مظفر علی۔ جناب سپیکر عام طور پر اسمبلیوں کے حلقہ نیابت انتخابات کے قریب بنائے جاتے ہیں تو کیا مستقبل قریب میں انتخابات کا کوئی خدشہ یا خطرہ ہے صوبائی اسمبلیوں کے حلقہ جات کا تعلق لوکل گورنمنٹ سے نہیں ہے۔

ایک معزز رکن۔ جناب سپیکر سوال کے جواب میں صوبائی اسمبلی کا جواب دیا ہوا ہے

جناب سپیکر۔ سوال ہی غلط دیا ہوا ہے

معزز رکن۔ جناب سپیکر اگر آپ پہلے ہی فرما دیتے کہ سوال غلط ہے تو ضمنی سوالات نہ ہوتے۔

جناب سپیکر۔ سوال کا پہلا حصہ غلط ہے صوبائی اسمبلیوں کے حلقہ جات کا تعلق لوکل باڈیز سے نہیں ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر نواب زادہ صاحب کی بات کو یونہی نہیں سمجھنا چاہیے کیونکہ الیکشن موت اور اقتدار کا کوئی وقت مقرر نہیں ہوتا اور کسی کو نہیں معلوم کہ ایسا کب ہوگا۔ یہ سب آنی جانی چیزیں ہیں کسی کو یہ نہیں پتہ کہ میں یا نواب زادہ صاحب ہوں گے بھی یا نہیں الیکشن ہوں گے یا نہیں یا کوئی اور ہی آجائے کیا پتہ......

چوہدری گل نواز خان وڑائچ۔ یہ کب تک متوقع ہے۔

جناب سپیکر۔ آپ لوکل باڈیز کے حلقہ جات کی بات کر رہے ہیں۔

چوہدری گل نواز دھڑاچ ۔ جی ۔ ہاں

جناب سپیکر ۔ ٹھیک ہے پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرمائیے یہ لوکل باڈیز کے جو ادارے ہیں جس میں ضلع کونسلیں ۔ یونین کونسلیں ہیں ان کے حلقہ جات میں تبدیلی کب تک متوقع ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ ۔ انشاءاللہ ستمبر 1987 سے پہلے ہو جائے گی ۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ ۔ شکریہ ۔

حاجی محمد اصغر ۔ جناب سپیکر میرے سوال نمبر 1121 کا جواب غلط دیا گیا ہے میں ۔ اس سلسلہ میں تحریک استحقاق پیش نہیں کرنا چاہتا میں صرف ان سے تسلی بخش جواب چاہتا ہوں

جناب سپیکر ۔ کیا اس کا جواب غلط دیا گیا ہے؟

حاجی محمد اصغر ۔ جی ۔ ہاں میرے سوال کا جواب غلط دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر ۔ وقفہ سوالات ختم ہو چکا ہے لیکن چونکہ آپ غلط جواب کا ذکر کر رہے ہیں اس لیئے میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ کہوں گا کہ وہ اس بات کا نوٹس لیں اور اگر واقعی سوال کا جواب غلط دیا گیا ہے تو معلوم کریں کہ ایسا کیوں ہوا ہے اور اسکی تصحیح کروائی جائے اور چوہدری صاحب کی ذاتی طور پر تسلی کروائیں ۔

پارلیمانی سیکرٹری مقامی حکومت و دیہی ترقی ۔ ٹھیک ہے اس کی تعمیل ہو گی۔

ساناتھول محمد خان ۔ جناب سپیکر صفحہ نمبر 12 پر میرا ایک سوال نمبر 903 پیش ہوا ہے ۔ جس کا جواب وزیر موصوف نے جو دیا ہے وہ غلط ہے ۔ میں نہ تو اس سوال کو پیش کرنا چاہتا ہوں اور نہ ہی میں اس کو ایوان میں پیش کرنے کی درخواست کرتا ہوں ۔ چونکہ یہ سوال سول کورٹ اور سپریم کورٹ کے فیصلے کے متعلق ہے اور مجھے یہ خدشہ ہے کہ اگر یہ سوال اس ایوان میں پیش ہو جائے اور اس کا جواب غلط پڑھا جائے تو اس سے محکمہ لوکل گورنمنٹ توہین عدالت کا بھی مرتکب ہو سکتا ہے اس لیے اگر وزیر موصوف مناسب سمجھیں تو میں یہ سوال اور اس کا جواب اور عدالت کا

ریکارڈ جو کہ میرے پاس یہاں پر موجود ہے لے کر اِن کے دفتر میں چلا جاؤں تاکہ اِن لوگوں کے مسائل بھی حل ہو جائیں اور یہ توہین عدالت سے بھی بچ جائیں۔

جناب سپیکر۔ راناصاحب اس سلسلہ میں کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے

رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر اگر وزیر صاحب یقین دہانی کرائیں اپنے کمرہ میں مجھ سے اِس معاملہ میں بات کرکے کوئی نہ کوئی حل نکالیں گے۔ تو میں یہ سوال پیش نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر۔ کن وزیر صاحب کی آپ بات کر رہے ہیں۔

رانا پھول محمد خان۔ وزیر لوکل باڈیز۔

جناب سپیکر۔ وہ تو یہاں پر موجود نہیں ہیں۔

رانا پھول محمد خان۔ اِن کی جگہ کام تو کوئی صاحب کر رہے ہوں گے ان کی جگہ جواب کون دے رہا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور۔ جناب سپیکر! فاضل ممبر اگر میرے پاس تشریف لے آئیں تو میں اِن کی تسلی کروا دونگا۔

رانا پھول محمد خان۔ شکریہ

جناب سپیکر۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے

پارلیمانی سیکرٹری برائے لوکل گورنمنٹ۔ جناب سپیکر میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے :)

شاہدرہ ہسپتال میں ڈاکٹر کی حاضری میں بے قاعدگی کا سدباب،

895 * جناب میاں محمود احمد۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ شاہدرہ ٹاؤن کے ہسپتال/ڈسپنسری میں تقریباً دو سال سے

ایکسرے پلانٹ موجود ہے لیکن آج تک وہاں مریضوں کے ایکسرے نہیں لئے گئے کیا حکومت اسٹریچر دوسرے ہسپتالوں میں بھی اسے چلاتی ہی نہیں۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ ہسپتال کے ڈاکٹر صاحب اور ان کا عملہ بھی کئی کئی دن تک بغیر کسی اجازت نامے کے غیر حاضر رہتا ہے

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ ایکسرے پلانٹ چلانے اور ڈاکٹروں کی حاضری باقاعدہ کرنے کو تیار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (حاجی خادم حسین وٹو)

(الف) جی نہیں۔ شاہدرہ ہسپتال میں ایکسرے مورخہ 30-5-1985 سے باقاعدگی کے ساتھ ہو رہے ہیں۔

(ب) جی نہیں کیونکہ ڈاکٹر صاحب بمعہ عملہ باقاعدگی سے ڈیوٹی پر حاضر ہوتے ہیں اور بدستور کام ہو رہا ہے۔

(ج) ضرورت نہیں۔

کچی آبادی کے مکینوں کے مالکانہ حقوق۔

*707 چوہدری مشتاق احمد- کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ راولپنڈی ڈھوک رتہ بمعہ گودام کی کچی آبادی کے مکینوں نے پلاٹوں کی آلاٹمنٹ کے سلسلے میں انتظامیہ کے کہنے پر پانچ پانچ ہزار روپے حکومت کے خزانے میں جمع کروائے تھے لیکن آج تک نہ اُن کو پلاٹ آلاٹ ہوئے اور نہ ہی ان کو رقم واپس کی گئی ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ کچی آبادی کے مکینوں کو کب تک مالکانہ حقوق دینے کو تیار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (حاجی خادم حسین وٹو)

الف۔ جی ہاں۔ راولپنڈی کی ڈھوک رتہ نامی کچی آبادی محکمہ ریلوے کی زمین پر واقع ہے صدر پاکستان کی ہدایت پر اس آبادی کے مکینوں کو اسلام آباد میں

(سی۔ڈی۔ اے) کی طرف سے پلاٹ الاٹ کرنے کا فیصلہ ہوا تھا انہیں جزوی قیمت کے طور پر پانچ پانچ ہزار روپے جمع کرانے کے لیے کہا گیا تھا اب تک ۹ گھرانوں نے قیمت جمع کروائی ہے اور کیپٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی جلد ہی ان مکینوں کو پلاٹوں کی الاٹمنٹ کردے گی باقی ماندہ مکین بھی اس طرح سے اسلام آباد میں پلاٹ حاصل کر سکتے ہیں

(ب) مذکورہ فیصلہ کے مطابق متذکرہ کچی آبادی کے مکین اسلام آباد سی۔ڈی۔ اے کے پلاٹوں کی قیمت کی ادائیگی پر وہ مالکانہ حقوق حاصل کر لیں گے۔

زراعت کی ڈگری رکھنے والوں کو محکمہ زراعت میں ضم کرنا۔

*761 جناب محمد اشرف بارا۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ سال 78-1977 میں آئی آر۔ڈی۔پی کو محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی میں ضم کیا تھا۔ اور زراعت کی ڈگری رکھنے والے اہلکاران کو اس محکمہ میں بطور پروجیکٹ منیجر گریڈ نمبر 17 میں تعینات کیا گیا جو تھانہ کی سطح پر آٹھ دس یونین کونسل کو کنٹرول کرتے ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس سلسلے میں سابق صوبائی کونسل پنجاب نے ایک 40 رکنی تحقیقاتی کمیٹی تشکیل دی تھی جس نے سفارش کی تھی کہ زراعت کی ڈگری رکھنے والے اہلکاران کو محکمہ زراعت ہی میں ضم کیا جائے نیز یہ آسامی محکمہ مقامی حکومت میں بالکل سودمند نہیں ہے لیکن تاحال اس پر عمل درآمد نہیں کیا گیا۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ محکمہ میں تعینات پروجیکٹ منیجر کو صرف ملازمین کی تنخواہیں دینا اور مرکز کونسل کی کارروائی کو منضبط کرنے کے فرائض سونپے گئے ہیں جب کہ اس کام کے لیے گریڈ نمبر 10 کا ایک اسسٹنٹ منیجر پہلے ہی کام کر رہا ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ محکمہ میں گریڈ نمبر 17 کا اہلکار تعینات کرنے کی وجوہ کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (حاجی خادم حسین وٹو)

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) جی - ہاں جزوی طور پر یہ درست ہے 40 رکنی کمیٹی نے سفارش کی تھی کہ مرکز کونسل کو بطورِ انتظامی یونٹ جاری رکھا جائے البتہ سابقہ آئی۔آر۔ڈی۔پی کے گریڈ 17 کے ایسے پراجیکٹ منیجرز جو کہ زراعت میں ڈگری کے حامی ہوں کو محکمہ زراعت یا دیگر محکموں میں کھپایا جائے اور ان کی جگہ گریڈ 10 کے سابقہ سپروائزر (حال پروجیکٹ اسسٹنٹ) کو بطور سیکرٹری مرکز کونسل تعینات کیا جائے۔

(ج) تنخواہیں دینے اور مرکز کونسل کی کاروائی منضبط کرنے کے علاوہ پراجیکٹ کے فرائض میں یونین کونسل کا معائنہ اور تھانہ کی سطح پر ترقیاتی منصوبہ جات کی نگرانی تکمیل اور اتپلا بھی شامل ہیں جب کہ پراجیکٹ اسسٹنٹ ان فرائض کی انجام دہی میں اس کی معاونت کرتا ہے ۔،

(د) چیف سیکرٹری پنجاب نے گورنر پنجاب کی ہدائت پر اس معاملے کا خالصتاً انتظامی نکتہ نظر سے جائزہ لینے اور متعلقہ محکموں کے سیکرٹری صاحبان سے مشورے کے بعد سفارشات پیش کیں، اور تجویز کیا کہ مرکز سکیم کو بعینہ جاری رکھا جائے گورنر پنجاب نے اس تجویز سے اتفاق کیا اور موجودہ انتظامات جاری رہے حصہ (ج) میں پراجیکٹ منیجر کے بیان کیئے گئے فرائض کی بنا پر پراجیکٹ منیجر کے لیے 17 کے عہدہ کا جواز موجود ہے۔

بستی عیسائیاں کے مالکانہ حقوق

*783 ڈاکٹر شیلا چارلس ۔کیا وزیر مقامی حکومت دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ ۔

الف کیا یہ درست ہے کہ سلانوالی روڈ پر واقع کچی آبادی بستی عیسائیاں 190 عیسائی خاندانوں پر مشتمل ہے جو کہ آزادی سے قبل سے یہاں آباد ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے مذکورہ سڑک پر واقع کچی آبادیوں نزد گئو شالا نزد عیدگاہ اور طارق آباد وغیرہ کو مالکانہ حقوق دے دیئے ہیں۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ بالا بستی عیسائیاں کو مالکانہ حقوق نہ دینے کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (حاجی خادم حسین وٹو)

(الف) کمشنر سرگودھا کی رپورٹ کے مطابق یہ آبادی 78-1-1 سے پہلے سے آباد ہے لیکن اس میں سروے کے مطابق گھروں کی تعداد 100 سے کم ہونے کی وجہ سے غیر منظور شدہ ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) جزو (الف) میں درج وجہ کی بنا پر اس آبادی کو منظور نہ کیا جا سکا لیکن اب جناب وزیر اعظم پاکستان کے اعلان کے مطابق کچی آبادیوں کا نئے سرے سے سروے شروع کر دیا گیا ہے اور منظوری کے لئے گھروں کو بھی 100 سے گھٹا کر 40 کیا جا رہا ہے زیر کار سروے 31 مئی 1986ء تک مکمل کئے جائیں گے جس کے بعد اس آبادی کو چالیس سے زیادہ گھروں پر مشتمل ہونے کی صورت میں منظور شدہ قرار دیا جا سکے گا۔

بستی عیسائیاں سرگودھا کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دینے میں تاخیر کا سدباب

*788 جناب محمد جاوید اقبال چیمہ۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اراضی سرکار مندرجہ خسرہ نمبر 23 تعدادی ¾26 کنال واقعہ سلانوالی روڈ سرگودھا آزادی کے وقت سے 190 عیسائی خاندانوں کی کچی بستی آباد ہے۔ جسے بستی عیسائیاں کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا وجہ ہے کہ ابھی تک اس بستی عیسائیوں کو حقوق ملکیت نہیں دیئے گئے؟

پارلیمانی سیکرٹری (حاجی خادم حسین وٹو)

الف۔ جی ہاں سلانوالی روڈ سرگودھا پر خسرہ نمبر 249 و 244 وغیرہ میں کچی آبادی:

جس کو بستی عیسائیاں کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے 18/1/4 کنال رقبہ میں آباد ہے میٹر میونسپل کارپوریشن سرگودھا کی رپورٹ کے مطابق یہ آبادی 1978-1-1 سے پہلے سے آباد ہے لیکن ماضی میں گھروں کی تعداد . . 100 سے کم ہونے کی بنا پر منظور نہ کی جا سکی -

(ب) گھروں کی تعداد 100 سے کم ہونے کی بنا پر یہ آبادی غیر منظور شدہ رہی ہے لیکن اب جناب وزیر اعظم پاکستان کے سات اپریل 1986 کے اعلان کے مطابق کچی آبادیوں کے نئے سرے سے سروے شروع کر دیا ہے اور منظوری کے لیے کم از کم گھروں کی تعداد 100 سے گھٹا کر 40 کر دی گئی ہے - ایسے سروے 31 مئی 1986 تک مکمل کیئے جا رہے ہیں جس کے بعد اس آبادی کو 40 گھروں سے زیادہ پر مشتمل ہونے کی صورت میں منظور کیا جا سکے گا - اور مکینوں کو مالکانہ حقوق دیئے جا سکیں گے -

کچی آبادیوں کے مکینوں سے قیمتوں میں وصولی میں دھاندلی کا سدباب -

*789 جناب محمد جاوید اقبال چیمہ - کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ -

الف کیا یہ حقیقت ہے کہ سرگودھا میونسپل کارپوریشن کی حدود میں بہت ساری کچی آبادیوں کو حقوق ملکیت دیئے جانے کا کام شروع ہے -

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ کچی آبادیوں پر قابضین کو حقوق ملکیت دینے کے لیئے میونسپل کارپوریشن سرگودھا نے ایک ہی کچی آبادی میں مختلف قیمتیں رائج کر رکھی ہیں اور متعلقہ عملہ رشوت وصول کر کے قیمتیں رعایت کر دیتا ہے -

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت نے میونسپل کارپوریشن سرگودھا کو مذکورہ آبادیوں کے اندر واقع کمرشل پلاٹوں کی بھی لا محدود قیمتیں وصول کرنے کا اختیار دے رکھا ہے -

اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے۔ تو کچی آبادیوں میں قیمتوں کے بارے میں موجودہ ناانصافی کو دور کرنے کے لیئے حکومت کیا اقدامات کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (حاجی خادم حسین وٹو)

(الف) میونسپل کارپوریشن سرگودھا کی مندرجہ ذیل کچی آبادیوں میں حقوق ملکیت دینے کا کام شروع ہے۔

1۔ پرانا بوچڑ خانہ متصل عیدگاہ
2۔ انصار پورہ نمبر 1
3۔ انصار پورہ نمبر 2۔
4۔ گئو شالا بلاک نمبر 22
5۔ بکرا منڈی
6۔ جناح کالونی

ب۔ میونسپل کارپوریشن ان آبادیوں کے مکینوں سے 172 روپے فی مرلہ جو کہ گورنمنٹ نے مقرر کی ہے وصول کر رہی ہے البتہ جن لوگوں کے پاس 1978 کے سروے کے مطابق 5 مرلے سے زائد زمین ہے یا جن کے پاس کمرشل پلاٹ ہیں ان سے سرکٹ ایمپلیمنٹیشن کمیٹی کی منظور شدہ قیمت وصول کی جا رہی ہے اور اس بارہ میں متعلقہ عملہ نے رشوت وصول کر کے قیمت میں رعایت دینے کی کوئی شکایت موصول نہیں ہوئی ہے۔

(ج) ۔جی نہیں حکومت نے کچی آبادیوں میں واقع کمرشل پلاٹوں کی قیمت وصول کرنے کا اختیار میونسپل کارپوریشن سرگودھا کے لیے دیا ہے۔ بلکہ کمرشل پلاٹوں کی وہ قیمت وصول کی جا رہی ہے۔ جو کہ ضلعی عمل درآمد کمیٹیوں نے مقرر کی ہیں۔

(د) کچی آبادیوں میں واقع کمرشل پلاٹوں اور پانچ مرلہ سے زیادہ اراضی کی قیمت ضلعی عمل درامد کمیٹی کی مقرر کردہ ہے جو کہ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کی تشخیص کے کے مطابق مقرر کی گئی ہے۔ یہ قیمت مختلف آبادیوں کے محل وقوع کے مطابق ہے۔

بلال سٹریٹ نیو شادباغ میں بجلی کی فراہمی

*819 جناب ظفر اللہ خان۔کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) یہ حقیقت ہے کہ مسلم سٹریٹ نمبر 78 جعفریہ سٹریٹ نمبر 79 بلال سٹریٹ نمبر 80 نیوشادباغ میں سٹریٹ لائیٹ نہیں ہے نتیجاً چوری چکاری کے اکثر واقعات ہوتے رہتے ہیں اور ضعیف العمر نمازیوں کو عشاء کی نماز کی ادائیگی کے لیے ملحقہ مساجد میں جانے کے لیئے سخت دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جز (الف) میں مندرج گلیوں میں سٹریٹ لائٹ لگانے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں ؟

پارلیمانی سیکرٹری (حاجی غلام حسین ڈوٹو) (الف) مسلم سٹریٹ نمبر 78 جعفریہ سٹریٹ نمبر 97 بلال سٹریٹ نمبر 80 نیوشادباغ منظور شدہ آبادیاں نہیں ہیں ان جملہ سٹریٹ لائٹ ہائے کے لیے موجودہ سال کے بجٹ میں کوئی ترقیاتی سکیم نہیں ہے تاہم ایسی آبادیوں میں ترقیاتی کاموں دیگر شہری سہولتیں سٹریٹ کے سلسلہ میں پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس مجریہ 1979 کی شق (3) 81 کے تحت اگر مالیان علاقہ اپنے حصہ کے ترقیاتی اخراجات کی ادائیگی پر رضامند ہوں تو ان کی تحریری درخواست اور رضامندی کے بعد ہی مزید کارروائی کی جا سکتی ہے ۔

(ب) جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے ۔

نیوشادباغ میں واقع گلیوں کی مرمت

*821 **جناب ظفر اللہ خان** ۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ نیوشادباغ کی مسلم سٹریٹ نمبر 78 جعفریہ سٹریٹ نمبر 79 بلال سٹریٹ 80 اور اس کی ملحقہ گلیاں جو عرصہ 2 سال قبل پختہ کی گئی تھیں بری طرح ٹوٹ پھوٹ چکی ہیں جس سے مذکورہ علاقہ کے مکین سخت مشکلات سے دوچار ہیں اگر ایسا ہے تو کیا حکومت مذکورہ گلیوں کو پختہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں ؟

پارلیمانی سیکرٹری (حاجی خادم حسین وٹو) (الف) جی ۔ ہاں یہ درست ہے ۔

(ب) لاہور میونسپل کارپوریشن مذکورہ گلیوں کو اگلے مالی سال میں از سر نو پختہ کرنے کے

لیے کارروائی کرے گی

راولپنڈی میں کرکٹ سٹیڈیم کی تعمیر۔

*828 چوہدری مشتاق حسین - کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راولپنڈی میں کرکٹ ٹیسٹ کھیلنے کے لیے کوئی سٹیڈیم نہیں ہے اور عوام کے بار بار پُر زور مطالبے پر حکومت نے کئی مرتبہ اس امر کی یقین دہانی کروائی ہے کہ راولپنڈی میں کرکٹ سٹیڈیم کی کمی کو بہت جلد پورا کر دیا جائے گا۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو راولپنڈی میں کرکٹ سٹیڈیم کی تعمیر کب تک مکمل ہوگی؟

پارلیمانی سیکرٹری (حاجی خادم حسین وٹو) (الف) جی ہاں - یہ درست ہے۔

(ب) اس مقصد کے لیئے راولپنڈی اسلام آباد میں تقریباً 107 کنال دس مرلہ زمین واقع مری روڈ عقب زرعی بارانی کالج کا انتخاب کیا گیا ہے - یہ زمین مقبوضہ محکمہ زراعت ہے اور محکمہ تعلیم کے حق میں اس کی منتقلی زیر غور ہے جس کے بعد یہ منصوبہ باقاعدہ منظوری کے بعد پایۂ تکمیل تک پہنچ سکے گا۔

مستحق مدرسین سلیکشن گریڈ سے محروم

*903 جناب رانا پھول محمد خان - کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ لاہور میونسپل کارپوریشن نے اپنے اجلاس منعقدہ 31 اگست 1965 میں ایک قرارداد نمبر 60 پاس کی تھی۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ قرارداد کو کمشنر صاحب لاہور ڈویژن کی عدالت میں چیلنج کیا گیا اور انہوں نے مورخہ 21 اکتوبر 1967ء کو مقدمہ بعنوان شیخ فضل کریم وغیرہ - بنام - ایل - ایم - سی - اپنے فیصلہ میں مذکورہ قرارداد کو قائم رکھا۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ قرارداد کے ضمن میں چٹھیاں مورخہ 11 اپریل 1968

اور 13 جنوری 1970ء جاری کردہ سیکرٹری لوکل گورنمنٹ پنجاب بمطابق فیصلہ سول جج لاہور مورخہ 13 دسمبر 1976 بمقدمہ شیخ فضل کریم بنام گورنمنٹ و فیصلہ ایڈیشنل سیشن جج لاہور مورخہ 6 جنوری 1980 فیصلہ ہائی کورٹ۔ 16 نومبر 1983 اور فیصلہ سپریم کورٹ مورخہ 9 مئی 1980 کالعدم و منسوخ ہو چکی ہیں۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مورخہ 10 جولائی 1975 کو مستحق مدرسین کو نظر انداز کرتے ہوئے 26 ایس وی مدرسین کو سلیکشن گریڈ بمطابق آفس آرڈر نمبر 112 ای ڈی مورخہ 10 جولائی 1976ء مشروط طور پر دے دیا گیا۔

(ہ) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مستحق مدرسین کو سپریم کورٹ کے فیصلہ کے بعد بھی تا حال سلیکشن گریڈ سے محروم رکھنے کی کیا وجوہ ہیں اور حکومت مذکورہ سپریم کورٹ کے فیصلہ پر کب عملدرآمد کرے گی۔

پارلیمانی سیکرٹری (حاجی خادم حسین وٹو)

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں یہ بھی درست ہے۔

(ج) اس حد تک درست ہے کہ لاہور میونسپل کارپوریشن کی طرف سے سپریم کورٹ آف پاکستان میں اپیل برخلاف موقف شیخ فضل کریم ایس وی ٹیچرز مسترد ہو چکی ہے۔

(د) اس حد تک درست ہے کہ 26 ایس وی مدرسین کو مشروط طور پر سلیکشن گریڈ دے دیا گیا ہے۔

(ہ) محکمہ قانون لاہور میونسپل کارپوریشن کی رائے میں یہ انفرادی فیصلہ شیخ فضل کریم کے حق میں تھا۔ جسے ایس۔ وی۔ سلیکشن گریڈ معہ بقایا جات ادا کر دیا گیا تھا شیخ فضل کریم کے فیصلہ کا اطلاق دیگر مدرسین پر از خود ہوتا ہے

چوک سرور شہید تحصیل مظفر گڑھ کو ٹاؤن کمیٹی کا درجہ دینا

*944 سید محمد اقبال احمد شاہ۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ تحصیل مظفر گڑھ میں منڈا عرف چوک سرور شہید کی آبادی 20-15 ہزار سے زائد ہے اور ویسے بھی ارد گرد لوگوں کا خرید اری کا مرکز ہے جس میں تجارتی منڈی کالج اور ہسپتال تھانہ وغیرہ بھی ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ عوام کے پُر زور مطالبہ پر انتظامیہ اور حکومت عرصہ دراز سے چوک سرور شہید کو ٹاؤن کمیٹی کا درجہ دینے کا وعدہ کرتی چلی آرہی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کیا حکومت مذکورہ قصبے اور دیگر ایسے قصبوں کو جنکی آبادی ایسی شرائط پوری کرتی ہیں کو ٹاؤن کمیٹی کا درجہ دینے کے لیے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجہ کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (حاجی خادم حسین دولو)

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) چوک سرور شہید کو ٹاؤن کمیٹی کا درجہ دینے کا معاملہ حکومت کے زیر غور ہے اور اس کے طے ہونے میں کچھ وقت لگے گا ایسے دیگر قصبے جن کی آبادی دس ہزار نفوس پر مشتمل ہو تو بھی ٹاؤن کمیٹی کا درجہ دینے پر غور ہو سکتا ہے۔

اسسٹنٹ ڈائریکٹر/ پراجیکٹ منیجر کی گریڈ ۱۸ کی اسامیوں میں توسیع

*979 راجہ محمد خالد خان۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی میں 17 گریڈ کے افسران (اسسٹنٹ ڈائریکٹر/ پراجیکٹ منیجر کی منظور شدہ 329 آسامیاں ہیں

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ محکمہ میں گریڈ 18 کی صرف سات ایسی آسامیاں بھی ہیں جن پر 17 گریڈ کے افسران ترقی پا سکتے ہیں۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ محکمہ میں گریڈ 18 کی مزید اسامیاں فراہم کرنے کو تیار ہے۔؟

پارلیمانی سیکرٹری (حاجی خادم حسین دولو)

(الف) جی ہاں یہ درست ہے

(ب) محکمہ کے اس شعبہ میں گریڈ 18 کی کل 14 آسامیاں ہیں جن میں سے 60 فی صد آسامیاں محکمہ لوکل گورنمنٹ ڈیہی ترقی کے رولز کے مطابق محکمانہ ترقی کے ذریعہ پر کی جاتی ہیں اس بنا پر گریڈ 18 کی 8 آسامیوں پر گریڈ 17 کے افسران ترقی پا سکتے ہیں
(ج) 1983 میں محکمہ کی طرف سے سروسز جنرل ایڈمنسٹریشن کے محکمہ کو تجویز بھیجی گئی تھی کہ گریڈ 18 کی تمام آسامیاں محکمانہ ترقی کے ذریعہ پر کی جائیں لیکن یہ تجویز منظور نہ ہو سکی اب ایسی کوئی تجویز محکمہ کے زیر غور نہیں ہے۔

مرکزی کونسلوں کو ترقیاتی فنڈز کی فراہمی

*981 راجہ محمد خالد خان ۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ مرکزی کونسلوں کا کام شروع ہو چکا ہے اور ان کے چیئرمین اور وائس چیئرمین بھی چنے جا چکے ہیں مگر ان کو مؤثر بنانے کے لیے ابھی تک انہیں ترقیاتی فنڈز نہیں دیئے گئے۔ اگر ایسا ہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری ۔ (حاجی خادم حسین وٹو) ۔ جی ہاں یہ درست ہے کہ مرکز کونسلیں کام شروع کر چکی ہیں ان کو مؤثر بنانے کے لیے سال رواں میں 1244 لاکھ روپے مینجنگ گرانٹ اور 320 لاکھ روپے سمال ویلیج لیول سکیموں کی مد میں ترقیاتی فنڈز کے طور پر مرکز کونسلوں کو مہیا کیے جا چکے ہیں جن میں سے اب تک بالترتیب 74,01 اور 89,12 ۔ خرچ بھی ہو چکے ہیں ۔

تاریخی مقامات کے پاس تجاوزات

*990 چوہدری محمد اصغر۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

الف کیا موصوف اس امر سے آگاہ ہیں کہ کثیر تعداد میں سیاح لاہور میں علامہ اقبال کا مقبرہ قلعہ، ہزر اور بادشاہی مسجد دیکھنے آتے ہیں۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ مذکورہ تاریخی عمارتوں کے پاس ہی روشنائی دروازہ سے چوک علی پارک تک فٹ پاتھ پر بے شمار تجاوزات قائم ہیں جو ناجائز قابضین نے میونسپل

کارپوریشن لاہور کے عملہ تہہ بازاری سے ملی بھگت کر کے قائم کر رکھی ہیں جو مذکورہ سیاحوں کے لیے اچھا منظر پیش نہیں کرتی۔

(ج) اگر جز (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت فوری طور پر جز (ب) میں مندرج تجاوزات کو ختم کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہ ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (حاجی خادم حسین وٹو)

(الف) جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے کہ روشنائی دروازے سے چوک علی پارک تک قلعہ کی دیوار کے ساتھ واقعہ فٹ پاتھ پر عارضی تجاوزات بشکل ریڑھیاں خوانچہ فروش موجود ہوتے رہتے ہیں لیکن یہ درست نہیں ہے کہ یہ تجاوزات کارپوریشن کے عملے کے تعاون سے قائم ہوتے ہیں کارپوریشن کا عملہ ان عارضی تجاوزات کے خلاف متواتر کارروائی کرتا رہتا ہے۔ اور ناجائز تجاوزات کنندگان کا سامان بذریعہ ریڈ زیر نگرانی کارپوریشن سپیشل مجسٹریٹ حاصل کر کے کارپوریشن کے سٹور داخل کرتا ہے اور موقعہ پر بھی مجسٹریٹ صاحب جرمانہ کرتے رہتے ہیں

(ج) لاہور میونسپل کارپوریشن کا عملہ ان عارضی تجاوز کنندگان کے خلاف مسلسل کارروائی کرتا رہتا ہے۔ اور آئندہ بھی کرتا رہے گا تاکہ تجاوزات ختم ہو جائیں۔

خانیوال شہر کی کچی آبادیوں کے مکینوں کے مالکانہ حقوق

*994 جناب عبدالرزاق ۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت خانیوال شہر کے اندر کچی آبادی کے کالونی نمبر 2,3,4 کے رہائشیوں کو مالکانہ حقوق دینے پر غور کر رہی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ کمشنر ملتان نے اپنے حالیہ دورہ خانیوال کے وقت کچی آبادیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دینے کا وعدہ فرمایا تھا۔

(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) کا جواب ثبات میں ہے تو کیا حکومت جزو (الف) میں مندرج مکینوں کو مالکانہ حقوق دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اسکی کیا وجوہ ہیں ؟

پارلیمانی سیکرٹری حاجی خادم حسین وٹو :۔

(الف) جی ہاں ۔ خانیوال شہر میں کالونی نمبر 1,2,3, کی کچی آبادیاں شامل ہیں البتہ کالونی نمبر 4 تمام کی کچی آبادی شہر کے اندر رہتی ہے مذکورہ آبادیوں کو مالکانہ حقوق دیئے جا رہے ہیں اور اب تک 170 خاندانوں کو مالکانہ حقوق دیئے جا چکے ہیں۔

(ب) جی ہاں یہ درست ہے ۔

(ج) جناب وزیراعظم پاکستان کے 7 اپریل 86 کے اعلان کے مطابق صوبہ بھر میں کچے آبادیوں کا نئے سر سے سروے شروع کیا جا چکا ہے اور اب تمام شہری علاقوں میں 1-1-78 کی بجائے 23-3-85 تک آباد ہونے والی تمام کچی آبادیوں کے مکینوں کو مالکانہ حقوق دیئے جائیں گے کم سے کم گھروں کی تعداد بھی 100 گھروں سے گھٹا کر 40 کر دی گئی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ بے گھر لوگوں کی رہائش کا مسئلہ حل ہو سکے ۔

جنرل بس اسٹینڈ خانیوال کی منتقلی

*995 ۔ **جناب عبدالرزاق** : کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ جنرل بس اسٹینڈ خانیوال کو شہر سے باہر منتقل کیا جا رہا ہے ۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ بس اسٹینڈ کو کب تک اور کہاں منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری حاجی خادم حسین وٹو :۔

(الف) جی ہاں یہ معاملہ زیر غور ہے ۔

(ب) میونسپل کمیٹی خانیوال مذکورہ بس اسٹینڈ کو جہاں نیا بائی پاس روڈ پر منتقل کرنا چاہتی ہے اور یہ تجویز ریجنل ٹرانسپورٹ اتھارٹی ملتان کو منظوری کے لئے بھی بھیجی گئی ہے ۔ جس کے موصول ہونے پر رواں مالی سال کے اختتام تک یہ کام مکمل ہو سکے گا۔

رہائشی علاقہ میں پٹرول پمپ کی تنصیب

*1005 مخدوم زادہ سید حسن محمود - کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مسٹر ایس۔ ایم۔ ایچ۔ بخاری کو سنٹرل گورنمنٹ ایمپلائز کالونی وحدت روڈ کے اندر حال ہی میں پٹرول پمپ لگانے کی اجازت دی گئی ہے۔

(ب) کیا یہ پٹرول پمپ رہائشی کالونی کے دو تین گیٹوں کے درمیان نصب کیا جائے گا۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ جس اراضی پر یہ پٹرول پمپ لگایا جا رہا ہے۔ وہ لاہور میونسپل کارپوریشن کی ملکیت نہیں ہے بلکہ یہ اراضی پاکستان پی۔ ڈبلیو۔ ڈی کی ملکیت ہے۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ پٹرول پمپ گرین بیلٹ کے اندر واقع ہے۔ اور رہائشی آبادی سے محض دس گز کے فاصلہ پر ہے۔

(ہ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ پٹرول پمپ کئی تعلیمی درسگاہوں کے قریب میں واقع ہے

(و) اگر جزو بالا کا جواب اثبات میں ہے تو لاہور میونسپل کارپوریشن نے مذکورہ پٹرول پمپ لگانے کا این۔ او۔ سی کیوں جاری کیا اور کیا وہ یہ اجازت نامہ واپس لینے کیلئے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو کیوں؟

پارلیمانی سیکرٹری (حاجی خادم حسین وٹو)

الف۔ جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) یہ پٹرول پمپ رہائشی کالونی کی دیوار کے باہر دو گیٹوں کی درمیان جگہ پر واقع ہے لیکن یہ کسی بھی طرح کالونی کے مکینوں کی آمد و رفت میں رکاوٹ کا باعث نہیں ہے

(ج) یہ درست ہے کہ وحدت روڈ پر جس جگہ مذکورہ پٹرول پمپ واقع ہے وہ لاہور کارپوریشن کی ملکیت نہ ہے۔ وحدت روڈ چونکہ حدود کارپوریشن میں واقع ہے لہذا کارپوریشن اس کی نگہداشت شکست و ریخت کی ذمہ دار ہے اسلیئے کارپوریشن نے۔ این۔ او سی دیا ہوا ہے

(د) جی نہیں وحدت روڈ پر جس جگہ پٹرول پمپ واقع ہے وہ گرین بیلٹ نہیں ہے بلکہ سڑک سے ہٹ کر کچی زمین پر واقع ہے پٹرول پمپ کے بالمقابل ۶۵ فٹ

چوڑی سڑک ہے اور اس سڑک کے مقابل دوسری جانب ۸۸ فٹ چوڑی گرین بیلٹ ہے پٹرول پمپ کی عقبی دیوار اور سنٹرل گورنمنٹ ملازمین کی کالونی کی دیوار کے مابین ۲۰ فٹ کے فاصلہ پر ہے۔

(ج) جی نہیں مذکورہ پٹرول پمپ تعلیمی درس گاہ پائیلٹ سکول سے کافی فاصلہ پر واقع ہے

(د) ضرورت نہیں۔

ضلع کونسل میانوالی کے رفاعی منصوبے

*1012 ملک غلام شبیر جوئیہ - کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ضلع کونسل میانوالی نے 1983-84 میں رفاعی کاموں کے کچھ منصوبے منظور کیے تھے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ متذکرہ منصوبوں کے لیے ٹنڈرز بھی طلب کر لیے گئے تھے

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ متذکورہ منصوبے جن علاقوں کے لئے منظور کیئے گے تھے ان کے فنڈ بھی مختص کر دیئے گئے تھے مگر بعد میں وہی فنڈ کسی دوسرے علاقوں کے لیے منتقل کر دیا گیا۔

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ایک مرتبہ جن علاقوں کے لیے منصوبہ تیار کیا جائے اس کا فنڈ کسی دوسرے مقام کے منصوبے پر خرچ کیا جا سکتا ہے اگر جواب نفی میں ہے تو مذکورہ منصوبوں کے فنڈز دوسرے منصوبوں پر خرچ کرنے کی وجوہ کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (حاجی خادم حسین دلو)

الف جی ہاں یہ صحیح ہے کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام - 1983-84 کو ضلع کونسل میانوالی مورخہ 26-6-83 کو منعقدہ اجلاس میں باقاعدہ منظور کیا جس میں رفاعی امور کے منصوبے بھی شامل تھے۔

(ب) جی - ہاں ان منظور شدہ منصوبوں کے لیے ٹنڈرز طلب کیے تھے لیکن اس وقت کے چیرمین ضلع کونسل جناب غلام شبیر جوئیہ صاحب نے انہیں منظور نہیں کیا جس کی

بنا پر منصوبوں پر کام شروع نہ ہو سکا۔

(ج) جی ہاں چونکہ ٹینڈر پانچ ماہ کا عرصہ گزر جانے کے بعد بھی منظور نہ ہو سکے لہذا ضلع کونسل نے اپنا اجلاس مورخہ 24-11-83 میں اپنے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں ترمیم کر کے فنڈز مفاد عامہ کے تحت دوسرے منصوبوں کے لیئے منتقل کر دیئے تھے۔

(د) کسی لوکل کونسل کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں کسی وقت بھی مفاد عامہ کے تحت ترمیم کی جا سکتی ہے اور فنڈز بھی ایک مد سے دوسری مد میں مالی سال کے دوران منتقل کیئے جا سکتے ہیں۔ چونکہ منظور شدہ سالانہ ترقیاتی پروگرام پر عمل درآمد ممکن نہ تھا۔ لہذا ضلع کونسل فنڈ مفاد عامہ کے تحت دوسروں منصوبوں پر خرچ کرنے کی مجاز تھی۔

غنی کالونی سے شیرا کوٹ تک فٹ پاتھ کی تعمیر

*1014 ۔ بیگم بشریٰ رحمٰن ۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ غنی کالونی سے شیرا کوٹ بند روڈ لاہور تک گندے نالے کے ساتھ سڑک پر جابجا گڑھے پڑے ہیں جس سے غنی کالونی اور شیرا کوٹ کے علاوہ ملحقہ بستیاں مثلاً نگینہ کالونی حسن پارک نیو مسلم پارک کے مکینوں کو جن کی مجموعی آبادی پچاس ہزار نفوس سے زائد ہے۔ آمد و رفت میں انتہائی دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت غنی کالونی سے شیرا کوٹ تک گندے نالے کے ساتھ ساتھ فٹ پاتھ اور سڑک بنانے کو تیار ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں۔؟

پارلیمانی سیکرٹری (حاجی خادم حسین وٹو)

(الف)۔ جی ہاں یہ درست ہے۔

(ب) لاہور میونسپل کارپوریشن کے سال رواں کے بجٹ میں گنجائش نہ ہونے کی بنا پر مذکورہ سڑک کی تعمیر کو مکمل کرنا ممکن نہیں ہے۔ البتہ جناب میاں محمد آصف صاحب۔ ایم۔ این اے۔ نے اس سڑک کی تعمیر کیلئے گورنمنٹ گرانٹ سے مبلغ تین لاکھ روپے کی منظوری جناب صدر پاکستان سے حاصل ہے۔ فراہمی فنڈز موصول ہوتے ہی ٹینڈر طلب کر کے

تعمیر سڑک کا کام شروع کر دیا جائے گا۔

گرین بیلٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ہیرٹیج ہوم کی تعمیر

*1016 سید طاہر احمد شاہ: کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ شہر میں اقبال نگر کالونی کا نقشہ حکومت کے با اختیار محکمہ کی طرف سے منظور شدہ ہے جس میں حفظان صحت کے اصولوں اور کالونی کی خوبصورتی کی خاطر باقاعدہ باضابطہ طور پر گرین بیلٹ کے لیے مخصوص رقبہ جات منظور شدہ ہیں۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ بالا گرین بیلٹ پر کسی قسم کی دیگر تعمیر نہیں کی جا سکتی۔

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا اقبال نگر کالونی کی ایک گرین بیلٹ بالمقابل گورنمنٹ کالج برائے خواتین پر ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ ایک ہیرٹیج ہوم کی عمارت تعمیر کرنا چاہتی ہے جو کہ قواعد ضوابط کے خلاف بھی ہے اور متذکرہ گرین بیلٹ کے اردگرد بسنے والے مکینوں کی خصوصی طور پر حقوق کی پامالی اور مرضی کے خلاف ہے۔

(د) اگر جزو ہائے بالا کے جوابات اثبات میں ہیں تو کیا حکومت ضلع کونسل ٹوبہ ٹیک سنگھ کو متذکرہ عمارت تعمیر کرنے سے باز رکھنے کا فوری حکم صادر کرنے کے لیے تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (حاجی خادم حسین وٹو)

(الف) جی۔ نہیں۔

(ب) جی۔ نہیں دراصل ٹوبہ جھنگ روڈ پر زمین کو صرف ترقیاتی کاموں کے لیے استعمال کیا گیا ہے جن کی منظوری ہو چکی ہے۔

(ج) جی نہیں دراصل حکومت کی منظوری کے مطابق ایک کمیونٹی سنٹر کی عمارت بنائی جانی مقصود ہے اس سلسلے میں میونسپل کمیٹی ٹوبہ ٹیک سنگھ کے متفقہ فیصلہ کے مطابق ایک پلاٹ گورنمنٹ گرلز کالج کے سامنے ٹوبہ جھنگ روڈ پر منتخب کیا گیا ہے یہ کمیونٹی سنٹر ٹوبہ ٹیک سنگھ کی عورتوں کی فلاح بہبود کے لیے بنایا جا رہا ہے اور قواعد ضوابط کے خلاف نہیں ہے۔

(د) ضرورت نہیں ہے۔

بلدیہ ڈونگہ بونگہ میں خرد برد کی تحقیقات

*1030 جناب رائے مراتب علی خان - کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ - بلدیہ ڈونگہ بونگہ ضلع بہاولنگر نے مذکورہ قصبہ کی ہر وارڈ میں از مالی سال 80-1979ء تا حال کون سے ترقیاتی و فلاحی منصوبوں کی سال وار تکمیل کی اور ہر منصوبہ پر کیا رقم خرچ ہوئی نیز دیگر اخراجات کے مقابلہ میں ترقیاتی و فلاحی منصوبوں پر خرچ کی جانے والی رقوم کی سال وار فی صد اوسط کیا ہے ؟

پارلیمانی سیکرٹری (حاجی خادم حسین وٹو) بلدیہ ڈونگہ بونگہ ضلع بہاولنگر نے مالی سال 80-1979 تا حال جو منصوبے مکمل کیے ہیں اور جو ان پر خرچ ہوا ہے اور ان کی اوسط کی مطلوبہ تفصیلات تتمہ الف میں درج ہیں۔

تتمہ الف

بلدیہ ڈونگہ بونگہ ضلع بہاول نگر کی طرف سے تکمیل ہونے والے منصوبوں کی تفصیلات

(i) 80-1979ء وارڈ نمبر 7,4,6,9,2,1 میں مٹی ڈلوائی اور پختہ کرنا 102580
وارڈ نمبر 1 میں دفتر ٹاؤن کمیٹی کی مرمت 19241
وارڈ نمبر 1 میں پانی کی سپلائی کے لیے خاردار تاروں کی خرید 4000
وارڈ نمبر 1 کی صدر چونگی کی مرمت 5388

131209

سال 80-1979ء میں دیگر اخراجات کے مقابلہ میں تعمیراتی منصوبوں پر بجٹ کا 6ء26 % خرچ ہوا۔

(ii) 81-1980 وارڈ نمبر 1 میں اندرونی دیواریں 6 دکانوں کی مرمت و تعمیر 47547
وارڈ نمبر 9 میں نالیوں کی تعمیر 7819
سیمنٹ کی برجیاں کی تعمیر خاردار تاروں کے لیے برائے وارڈ نمبر 9 5000
وارڈ نمبر 9, 11,10, 7 اور 2 میں پلیوں کی تعمیر 19239
سیم لینے مٹی ڈلوائی ڈیزن کام کے لیے برائے وارڈ نمبر 1 تا 12 21067

100672

سال 81-1980ء میں دیگر اخراجات کے مقابلہ میں تعمیراتی منصوبوں پر بجٹ کا 18% خرچ ہوا۔

(iii) 1981-82 وارڈ نمبر 2 میں زمین کی خرید برائے ہیلتھ سینٹر	34228
وارڈ نمبر 1 تا 12 مٹی ڈلوائی زمینی کام	32015
وارڈ نمبر - 2,6,1,7، اور 9 میں نالیوں اور پلیوں کی تعمیر۔	15938
وارڈ نمبر 1 پانی کی ٹینکی کی دیوار کی اندرونی تعمیر۔	8486
وارڈ نمبر 1 میں لائبریری کی مرمت۔	2000
ٹھیکیداروں کی ضمانتیں رقم کی ادائیگی	10907
سال 1981-82 میں دیگر اخراجات کے مقابلہ میں تعمیراتی منصوبوں پر کل بجٹ کا 17% خرچ ہوا۔	103574
(iv) 1982-83 وارڈ نمبر 1 میں غسل خانے کی تعمیر۔	2808
صدر دفتر چونگی کی مرمت	11639
وارڈ نمبر 1 میں پانی کی ٹینکی میں مٹی ڈلوائی زمینی کام	7661
واٹر سپلائی کی توسیع سکیم کا حصہ	50000
وارڈ نمبر 7 میں جنازگاہ میں مٹی ڈلوائی زمینی کام	2666
وارڈ نمبر 11 میں زمین کی خرید برائے جنازگاہ واقلیتوں کے لیئے	5418
وارڈ نمبر 1,2,8 میں پلیوں اور نالیوں کی تعمیراتی کام	38323
سال 1982-83 میں دیگر اخراجات کے مقابلہ میں تعمیراتی منصوبوں پر بجٹ کا 21% خرچ ہوا۔	171454
(v)(1) وارڈ نمبر 1 کے لیے 6 دکانوں کی تعمیر	33746
(2) وارڈ نمبر 1 میں صدر چونگی پوسٹ کی خاص مرمت	37087
(3) وارڈ نمبر 3 پی وی سی پائپ کی خرید	240
(4) وارڈ نمبر 1 میں تلکہ واٹر ورکس کی تعمیر	711
(5) وارڈ نمبر 7 اور 11 میں قبرستانوں کے لیے زمین کی خرید	24000
(6) وارڈ نمبر 7 ڈسپوزل سکیم کے لیے زمین کی خرید	13187
(7) وارڈ نمبر 2, 6 اور 7 میں نالیوں کی تعمیر	6059
(8) تعمیراتی کاموں کے زرضمانت کی واپسی	1099

(9) وارڈ نمبر 4,7,1,6,9,2 میں پلیوں کی تعمیر اور ٹاؤن کمیٹی آفس کی مرمت	13494
(10) وارڈ نمبر 1 تا 12 میں مٹی کی ڈلوائی برائے زمین کام	2828
(11) وارڈ نمبر ایس سٹینڈ مین بازار مین روڈ وارڈ نمبر 3,7,6 اور 5 میں سٹریٹ لائٹ کی تنصیب	39446
(12) وارڈ نمبر 7 میں نالہ کی ڈسپوزل سکیم کے لیے مٹی کی ڈلوائی (ارتھ ورک)	4452
(13) وارڈ نمبر 1 میں ٹاؤن کمیٹی کے آفس کی خاص مرمت	3160
(14) آب رسانی کی سکیم کی توسیع کے لیے بلدیہ کا حصہ	50000
(15) وارڈ نمبر 7 کی سیوریج سکیم توسیع کے لیے بلدیہ کا حصہ	50000
(16) قصبہ کی صفائی کے لیے دو بیل گاڑیوں کی خرید	2250
(17) پرانی ڈگی وارڈ نمبر 1 میں مٹی کی ڈلوائی وغیرہ (ارتھ ورک)	3700
(18) چشمہ اور پہاڑی واٹر سپلائی کی تعمیر۔	414
(19) ٹانگہ اسٹینڈ کی تعمیر دیوار	5826
1983-84 میں دیگر اخراجات کے مقابلہ میں تعمیراتی منصوبوں پر بجٹ کا 28% خرچ۔	292584

(vi) 1984-85 (1) وارڈ نمبر 2 میں فلٹریشن نمبر 8 کی تعمیر	13453
(2) وارڈ نمبر 1 میں واٹر سپلائی کی ٹینکی کے لیے پائپ خرید۔	3011
(3) سلاؤس وال واٹر ورکس کے مین ہولوں کی تعمیر۔	2941
(4) ڈگی موضع مراد موچی وارڈ نمبر 3 کی مرمت خاص	5000
(5) وارڈ نمبر پانچ اور چھ کے لیے پی.وی.سی پائپ کی خرید	7115
(6) وارڈ نمبر 1 میں مٹی کی ڈلوائی دفتر ٹاؤن کمیٹی کے نزدیک	10292
(7) تانگہ سٹینڈ کی چھت کی تعمیر	5847
(8) وارڈ نمبر 7 میں قبرستان کے لیے زمین کی خرید	20000
(9) وارڈ نمبر 2 اور 8 میں نالیوں اور دیگر سیکورٹی ورکس کی تعمیر	9386
(10) ڈسپوزل سکیم وارڈ نمبر 7 کے لیئے زمین کی خرید	13187
(11) وارڈ نمبر 7,5,4,2,1 اور 12 میں پلیوں کی تعمیر	9530

(12) وارڈ نمبر 1 تا 12 ڈونگہ بونگہ ٹاؤن میں مٹی کی ڈھلوائی بس سٹینڈ سے مین بازار تک پختہ سڑک تعمیر	24984
(13) بس سٹینڈ پر پیشاب خانہ کی تعمیر۔	7249
(14) وارڈ نمبر 5 بس سٹینڈ مین روڈ مین بازار وغیرہ میں سٹریٹ لائٹ	39929
(15) پھاٹک مویشیاں کی مرمت خاص۔	2990
سال 1984-85 میں دیگر اخراجات کے مقابلہ میں تعمیراتی منصوبوں پر بجٹ کا 22% خرچ ہوا۔	234096

(viii) 1985-86

(1) غسل خانہ ٹاؤن کمیٹی کے واجبات کی ادائیگی	11369
(2) جنازگاہ وارڈ نمبر 7 میں مٹی کی ڈھلوائی وغیرہ	9000
(3) مین بازار اور وارڈ نمبر 8 میں نالیوں کی تعمیر	24540
(4) وارڈ نمبر 1 تا 12 میں پلیوں کی تعمیر	19308
(5) وارڈ نمبر 1 تا 12 کے لئے سلیبوں کی تیاری	5000
(6) پکی سڑک کی تعمیر اور واجبات کی ادائیگی بابت بس سٹینڈ تا چوک مین بازار	125224
(7) تانگہ سٹینڈ کی تعمیر۔	10000
(8) وارڈ نمبر 3,2 اور 11 میں ہینڈ پمپوں کی تنصیب	1361
(9) وارڈ نمبر 1,9 مین بازار اور بس سٹینڈ میں مٹی کی ڈھلوائی وغیرہ	6000
(10) وارڈ ورکس میں واقع کوارٹروں کی مرمت خاص	5000
(11) قصبہ ڈونگہ بونگہ کے بس سٹینڈ کے گیٹ پر برجیوں کی تعمیر	7209
(12) دفتر چونگی پی۔ وی۔ سی۔ پائپ کی خرید۔ ہیر دسینڈ زفلٹر ہیڈز اور توسیع سٹریٹ لائٹ	ابھی کام شروع نہیں ہوا
	224011

اب سال 1985-86 میں دیگر اخراجات کے مقابلہ میں تعمیراتی منصوبوں پر بجٹ کا 23% خرچ ہوا۔

میونسپل کارپوریشن اور کمیٹیوں میں ٹاؤن پلانرز کی تعیناتی

*1076 میاں محمد فاروق۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں شہروں کی مناسب منصوبہ بندی کے لیئے حکومت پنجاب لوکل گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ نے بذریعہ چٹھی نمبر سی 50-IV-7-26/80 مورخہ 2 فروری 1983 میونسپل کارپوریشنوں اور میونسپل کمیٹیوں کے نگرانوں کو ہدایات جاری کی تھی کہ وہ اپنے اپنے اداروں میں ٹاؤن پلاننگ کا شعبہ قائم کریں اور ان میں تربیت یافتہ ٹاؤن پلانرز تعینات کریں۔

(ب) اگر جزو (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا اب تک کن کن میونسپل کارپوریشن اور میونسپل کمیٹیوں نے حکومت کی ہدایات کے مطابق ٹاؤن پلانرز بھرتی کیئے ہیں۔ اور اگر ابھی تک بھرتی نہیں کیئے گئے تو کب تک بھرتی کیئے جائیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری (حاجی خادم حسین دلو)

(الف) جی ہاں یہ درست ہے

(ب) حکومت پنجاب نے تمام کارپوریشنوں اور ضلعی سطح کی میونسپل کمیٹی ہائے کو ہدایات جاری کی تھیں کہ وہ ٹاؤن پلاننگ کا شعبہ قائم کریں صرف لاہور میونسپل کارپوریشن میں ٹاؤن پلانر تعینات کیا گیا ہے۔ دیگر بلدیات میں ابھی تک اس جانب کوئی پیش رفت نہ ہوئی ہے میونسپل کمیٹیاں اپنی کمزور مالی حالت کے سبب ٹاؤن پلانر اور آرکیٹیکٹ کی آسامیاں پیدا کرنے پر رضامند نہ ہے تاہم حکومت نے تمام کارپوریشنوں اور ضلعی سطح پر میونسپل کمیٹیوں کو دوبارہ ہدایات جاری کی ہیں کہ وہ اپنے عملہ کے شیڈول میں متذکرہ آسامیاں کا اضافہ کریں اور آئندہ مالی سال 1986-87 کے بجٹ میں ان اسامیوں کے لیے رقم فراہم کریں تاکہ ان آسامیوں پر حکومت کی ہدایات کے مطابق مناسب افراد کی بھرتی کی جا سکے۔

لالہ موسیٰ تا دولت نگر بھمبر نالہ پل کی تعمیر

*1121۔ حاجی محمد اصغر۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی میرے نشان زدہ سوال ۴۴ کے جواب کے حوالہ سے ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ --- اگر علاقے کے عوام اپنی مدد آپ کے تحت ۲۰ لاکھ روپیہ حکومت کے پاس جمع کروا دیں تو کیا حکومت متذکرہ پل بنانے کے لیے تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (حاجی خادم حسین وٹو) میچنگ گرانٹ سکیم کے تحت اپنی مدد آپ کے اصول پر منصوبے کی کل رقم کا نصف حصہ عوام کو مہیا کرنا ہوتا ہے مگر چونکہ بھبھر نالہ کے اِس پل کا تخمینہ لاگت سوا دو کروڑ روپے ہے لہذا اِسے میچنگ گرانٹ سکیم کے تحت مکمل نہیں کیا جا سکے گا۔ اور نہ ہی محکمے کا تکنیکی عملہ اتنے بڑے اور اِس نوعیت کے منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کی اہلیت رکھتا ہے مجوزہ پُل والی سڑک ڈسٹرکٹ کونسل کی ملکیت ہے محکمہ مواصلات ہی اِس کو صوبائی سڑک قرار دینے کا جائزہ لے سکتا ہے۔

دیہاتوں میں پینے کے معیاری پانی کی فراہمی

*1176 بیگم شاہدہ ملک ۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ میں بے شمار دیہاتوں میں پینے کا پانی غیر معیاری ہے نیز کئی دیہات ایسے بھی ہیں جہاں لوگ پینے کے پانی سے بھی محروم ہیں پوٹھوہار کے چند اضلاع مثلاً جہلم سرگودھا خوشاب مظفر گڑھ اور میانوالی کے علاقوں میں پانی کی کیا پوزیشن ہے۔

(ب) کیا حکومت کے زیر غور کوئی ایسی تجویز ہے جس سے وہاں پانی کے معیار کو بہتر بنایا جا سکے اور اِن علاقوں کے عوام کی صحیح اور سٹینڈرز کے مطابق پانی مہیا کیا جا سکے۔؟

پارلیمانی سیکرٹری (حاجی خادم حسین وٹو)

(الف) محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی نے سال 75-1974 تا سال 79-1978 صوبہ بھر میں کل 54,450 نلکہ جات دیہی علاقوں میں نصب کیئے جن میں سے ضلع جہلم میں 1496 ضلع سرگودھا بشمول خوشاب میں 3246 ضلع مظفر گڑھ میں 3047 اور ضلع میانوالی میں 2446 نلکہ جات نصب کئے گئے۔ علاوہ ازیں محکمہ نے فوکل پوائنٹس ۔ پروگرام 82-1981 کے تحت ضلع گوجرانوالہ میں تین ضلع سیالکوٹ میں دو ضلع بھکر میں ایک، ضلع سرگودھا میں ایک ضلع اوکاڑہ میں ایک ضلع ملتان میں دو ضلع وہاڑی میں ایک، اور ضلع میانوالی اور راجن پور میں ایک ایک واٹر سپلائی سکیم بنائی اور یہ تمام سکیمیں مکمل ہو چکی ہیں اور پینے کا پانی فراہم کر رہی ہیں۔ اس کے علاوہ

لوکل پوائنٹس 83-1982 کے تحت ضلع فیصل آباد میں ایک ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں ایک ضلع رحیم یارخاں میں ایک ضلع ملتان میں ایک ضلع وہاڑی میں ایک ضلع ساہیوال میں ایک ضلع اٹک میں ایک ضلع گجرات میں دو واٹر سپلائی سکیمیں بنائی گئیں جو تکمیل کے مراحل میں ہیں سال رواں ۔ 86-1985 لوکل پوائنٹس پروگرام کے تحت ضلع سرگودھا میں تین ضلع بہاولپور میں تین اٹک ۔ راولپنڈی جہلم ۔ چکوال ۔ گجرات ۔ گوجرانوالہ ۔ خوشاب ۔ سیالکوٹ ۔ بھکر ۔ جھنگ ۔ ٹوبہ ٹیک سنگھ ۔ لاہور ۔ شیخوپورہ ۔ قصور ۔ اوکاڑہ ۔ ملتان ۔ ساہیوال ۔ وہاڑی خانیوال ۔ ڈیرہ غازی خان ۔ مظفر گڑھ ۔ راجن پور ۔ لیہ ۔ اور رحیم یار خان کے اضلاع میں ایک ایک واٹر سپلائی سکیم مکمل کرنے کا پروگرام ہے۔

(ب) دراصل دیہی علاقوں میں پینے کا پانی مہیا کرنے کا کام محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کے سپرد ہے جو اس سلسلے میں مختلف اضلاع میں حسب ضرورت سکیمیں تیار کرتا ہے

لوکل کونسلوں کے واجبات/بقایاجات کی وصولی

*1234 چوہدری اختر علی ۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت کی طرف سے نافذکردہ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس مجریہ 1979 کی دفعہ 141 کے تحت لوکل کونسلوں کے واجبات بقایا جات بطور قانون مالگزاری وصول ہو سکتے تھے۔ لیکن عدالت عالیہ لاہور کے فیصلہ کے مطابق اب واجبات بقایا جات متعلقہ دفعہ کے تحت بطور قانون مال گزاری وصول نہیں ہو سکتے اور لوکل کونسلوں کو اپنے واجبات وصول کرنے کے لیے دیوانی عدالتوں کو رجوع کرنا پڑتا ہے۔ جس کی وجہ سے بھاری اخراجات ہوتے ہیں۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت عدالت عالیہ لاہور کے فیصلہ کے خلاف کوئی اپیل یا متعلقہ آرڈیننس میں کسی مناسب ترمیم کی خاطر کوئی عملی قدم اٹھانے پر غور کر رہی ہے تاکہ لوکل کونسلوں کے واجبات بقایا جات حسب سابق بطور مال گزاری وصول ہو سکیں؟

پارلیمانی سیکرٹری (حاجی خادم حسین وٹو)

(الف) یہ درست ہے کہ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 1979 کی دفعہ 141 کے تحت لوکل کونسلوں کے واجبات / بقایا جات بطور مال گزاری وصول ہو سکتے ہیں اور اس دفعہ کے تحت مرتبہ قواعد پنجاب کی لوکل کونسلوں کے (ٹیکسیشن) رولز 1980 کی شق نمبر 13 کے مندرجات بالکل واضح ہیں اور حکومت کا موقف اب بھی یہی ہے کہ لوکل کونسلوں کے محصولات کرائے اور دیگر رقوم جو واجب الادا ہوں کو بطور مالیہ سرکار وصول کیا جا سکتا ہے۔

(ب) اگر عدالت عالیہ کا کوئی فیصلہ پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 1979 کی مندرجہ بالا دفعات اور قواعد متعلقہ کو بے اثر کرتا ہے تو اس فیصلہ کا جائزہ لیا جائے گا اور بغور جائزہ لینے کے بعد اس کے خلاف اپیل یا متعلقہ قانون و قواعد میں ترمیم کے لئے مناسب کارروائی کی جائے گی۔

غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

چیئرمین ضلع کونسل گوجرانوالہ کے خلاف کارروائی میں تاخیر۔

200 چوہدری ظفر اللہ چیمہ۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

الف آیا یہ حقیقت ہے کہ چیئرمین ضلع کونسل گوجرانوالہ کو غلط روی کی بنیاد پر برطرف کرنے کے لئے ایک درخواست زیر دفعہ ۲۹ از پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 1979 محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کے پاس زیر التواء ہے۔

(ب) اگر جز (الف) بالا کا جواب اثبات میں ہے تو متذکرہ درخواست پر حکومت نے اب تک کیا کارروائی کی ہے اور اگر کوئی کارروائی نہیں کی گئی تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور حکومت مذکورہ چیئرمین کے خلاف کب تک کارروائی مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری (حاجی خادم حسین وٹو)

(الف) جی۔ ہاں یہ درست ہے۔

(ب) اس بارہ میں زیر دفعہ 29 پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 1979 مناسب کارروائی کی جا رہی ہے اور انکوائری آفیسر مقرر کیا جا چکا ہے۔

ہ جس کی رپورٹ موصول ہونے پر حکومت اس کی روشنی میں مناسب فیصلہ کرے گی

لوکل باڈیز کے الیکشن

121 چوہدری گل نواز خان وڑائچ ۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے۔ کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وفاقی اور صوبائی اسمبلیوں کے الیکشن کی معیاد پانچ سال ہے جب کہ لوکل باڈیز کی معیاد پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس 1979 کے تحت چار سال ہے۔

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت لوکل باڈیز کے الیکشن کے مدت بھی پانچ سال کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ۔؟

پارلیمانی سیکرٹری (حاجی خادم حسین وٹو)

(الف) یہ درست ہے کہ وفاقی اور صوبائی اسمبلیوں کے الیکشن کی معیاد پانچ سال ہے تاہم پنجاب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کی دفعہ (1) 26 کے تحت بلدیاتی اداروں کی عمومی معیاد لوکل کونسل کے پہلے اجلاس کی تاریخ سے چار سال کے لیئے مقرر کی گئی ہے اس دفعہ کے تحت حکومت معیاد میں صرف چھ ماہ تک اضافہ کرنے کی مجاز ہے ۔

(ب) قوانین کے تحت بلدیاتی ممبران پر صوبائی اور وفاقی سطح پر انتخابات میں حصہ لینے پر کوئی پابندی نہ ہے اور نہ ہی وفاقی اور صوبائی اسمبلیوں کے ممبران پر بلدیاتی اداروں کے انتخابات میں حصہ لینے پر کوئی بندش ہے ایک ہی وقت پر اور ایک ہی معیاد کے لیئے وفاقی اور صوبائی اور بلدیاتی سطح پر انتخابات کا انعقاد انتظامی طور پر ممکن نہ ہیں ایسی صورت میں امیدواروں کے لیے بھی کافی مشکلات درپیش آئیں گی ۔

لوکل کونسلوں اور میونسپل کارپوریشن کے ذمہ واجب الادا بقایاجات

۱۲۵ (الف) میاں مختار احمد شیخ ۔ کیا وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی از راہ کرم بیان فرمائیں گے ۔ کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت لوکل کونسلوں اور میونسپل کارپوریشن کے ذمہ بقایاجات جو ایک مدت سے واجب الادا ہیں بطور خاص معاف کرنے پر غور کر رہی ہے اگر ایسا ہے تو یہ بقایاجات کب تک معاف کر دیئے جائیں گے کہ

پارلیمانی سیکرٹری (حاجی خادم حسین وٹو)

(الف) (ج) نہیں حکومت ایسی کسی مجموعی تجویز پر غور نہیں کر رہی جس کی رو سے بلدیاتی اداروں کے ذمہ بقایاجات کو معاف کر دیا جائے گا۔ حکومت کی طرف سے دیئے گئے قرضہ جات لوکل کونسلوں کے تعمیراتی کاموں اور رفاعی منصوبوں پر خرچ کیئے جاتے ہیں جن کی ادائیگی طے شدہ اصولوں کے تحت متعلقہ لوکل کونسل پر لازم آتی ہے

میاں محمود احمد۔ جناب سپیکر بیگم نجمہ تابش الودی صاحبہ کی تحریک استحقاق کی رپورٹ پیش کرنے کے لیئے تاریخ مقرر کی جائے تاکہ ایوان میں اسے زیر بحث لایا جا سکے۔

جناب سپیکر۔ ایک چیز کی میں وضاحت کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ جو تحاریک ہائے استحقاق کمیٹی کے پاس pending ہیں یا جن پر استحقاق کمیٹی غور کرنے کے بعد کوئی فیصلہ کر چکی ہے اس کے لیئے آپ جس وقت تک ایوان میں نئی ہوئی تحریک پیش نہیں کریں گے رولز کے مطابق اس پر کسی قسم کی کوئی کارروائی نہیں ہو سکتی اس لیئے تحریک استحقاق کمیٹی کی رپورٹ آجانے کے بعد اگر آپ کارروائی مناسب خیال کرتے ہیں تو آپ کو نئی ہوئی تحریک پیش کرنی ہوگی۔

مجالس کی رپورٹوں کی میعاد میں توسیع

میاں محمد افضل حیات۔ جناب سپیکر میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ ہنگامی قانون (ترمیم) تمباکو نوشی نوعمر اشخاص پنجاب (مصدرہ) 1985 اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 جولائی 1986 تک توسیع کی جائے۔

جناب سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے کہ ہنگامی قانون (ترمیم) تمباکو نوشی نوعمر اشخاص پنجاب 1985 اس کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 جولائی 1986 تک توسیع کی جائے۔ (تحریک منظور ہوئی)

Sardarzada Zafar Abbas : Sir, I move :—

That the time for submission of the report of the special Committee on the conditions of Ex. P.C.S. Officers may be extended till next Session.

Mr. Speaker : and the question is :

Motion moved.

That the time for submission of the report of the special Committee on conditions of Ex. P.C.S. officers may be extended till next Session.

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر ۔ جناب سردار صاحب

سردار نصراللہ خان دریشک ۔ جناب والا میں تحریک پیش کرتا ہوں۔

مسودہ قانون ترمیم مالیہ اراضی پنجاب بابت 1985 بل نمبر 9 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 31 جولائی 1986 تک توسیع فرمائی جائے۔

جناب سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے :۔

کہ مسودہ قانون ترمیم مالیہ اراضی پنجاب بابت 1985 بل نمبر 9 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد مورخہ 31 جولائی 1986 تک توسیع فرمائی جائے۔ (تحریک منظور کی گئی)

سید طاہر احمد شاہ جناب سپیکر۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ میں استحقاق نمبر 4 پیش کردہ میاں مختار احمد شیخ ایم۔پی۔اے اور حاجی محمد بوٹا ایم۔پی۔اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں

جناب سپیکر ۔ تحریک استحقاق نمبر 4 پیش کردہ میاں مختار احمد شیخ ایم۔پی۔اے۔ اور حاجی محمد بوٹا ایم۔پی۔اے کے بارے مجلس استحقاقات کی رپورٹ ایوان میں پیش کر دی گئی ہے۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر میں آپ کی اجازت سے یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

تحریک استحقاق نمبر 8 پیش کردہ چوہدری محمد اعظم چیمہ ایم ۔ پی ۔ اے کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی معیاد میں توسیع کی جائے ۔

(توسیع کی گئی)

جناب سپیکر یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے ۔

کہ تحریک استحقاق نمبر 8 پیش کردہ چوہدری محمد اعظم چیمہ ایم ۔ پی ۔ اے کے بارے میں مجلس استحقاق کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی معیاد 31 جولائی 1986 تک توسیع کی جائے

(تحریک منظور کی گئی)

(اگلے سیشن تک توسیع کی منظوری دی گئی)

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر۔ یہ میاں مختار احمد شیخ صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔کیا میاں صاحب تشریف لائے ہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر اگر وہ موجود نہیں ہیں تو اسے pending کر دیں

جناب سپیکر۔ جناب لیفٹیننٹ کرنل محمد یامین صاحب

محکمہ تعلیم کی جانب سے وزیر اعلیٰ کی طرف سے دی گئی جائز رعائت سے عدم توجہی

لیفٹیننٹ کرنل محمد یامین ۔ اِس سے قبل بھی میں نے ایک تحریک استحقاق پیش کی تھی اور اِس دن میں نے اِس سلسلے میں ایک بریف سٹیٹ منٹ دے دیا تھا لیکن یاد دھانی کے لیے میں دوبارہ اس statement کو پڑھنا چاہتا ہوں ۔ کہ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص معاملہ کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں معاملہ یہ ہے کہ میں نے بحیثیت رکن اسمبلی اپنے حلقہ کی ایک طالبہ مس راشدہ بیگم کو بی ایڈ میں داخلہ دلوانے کے لیے جناب وزیر اعلیٰ صاحب کو ایک درخواست دی تھی ۔ جسے موصوف نے منظور فرماتے ہوئے محکمہ تعلیم کی ہدائت جاری فرمائی اور محکمہ تعلیم نے بحوالہ چٹھی جس کی کاپی اِس تحریک کے ساتھ

منسلک ہے متعلقہ افسران کو وزیر اعلیٰ کے احکامات پر عمل درامد کرنے کے لیے حکم دیا اِس چھٹی کے سیریل نمبر 31 پر مذکورہ طالبہ کا نام درج ہے اِن احکامات کے پیشِ نظر مذکورہ طالبہ اپنے والد کو ہمراہ لے کر کالج میں داخلہ کے لیے حاضر ہوئی تو کالج کے پرنسپل نے پہلے کچھ دن تو تاخیری حربے اختیار کیئے اور بعد میں داخلہ دینے سے انکار کر دیا مذکورہ طالبہ اور اِس کے والد نے دوبارہ مجھ سے رابطہ قائم کیا تو میں نے جناب وزیر اعلیٰ سے دوبارہ داد رسی کی درخواست دی اِس پر جناب وزیر اعلیٰ صاحب نے دوبارہ ایک چھٹی محکمہ تعلیم کے سیکرٹری کو لکھی اور اِس میں اپنے پہلے احکامات پر عمل درآمد کرنے کی ہدایت فرمائی مذکورہ طالبہ کا والد پھر یہ چھٹی لے کر محکمہ تعلیم کے متعلقہ احکام کے پاس پہنچا لیکن وہ بچی کو داخلہ دلوانے میں آج تک کامیاب نہ ہو سکا مذکورہ واضح احکامات اور واقعات کے پیشِ نظر میں یہ سمجھتا ہوں کہ محکمہ تعلیم کے متعلقہ حکام نے میرے حلقہ نیابت کے ایک انتہائی پسماندہ علاقے کو ایک غریب طالبہ کو میری درخواست پر قائد ایوان کی طرف سے جائز دی ہوئی رعائت چھین کر نہ صرف میرا بلکہ اِس ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے مسئلہ کی اہمیت اور متعلقہ حکام کی دانستہ بے حسی اور عدم توجہی اور امر کی متقاضی ہے کہ مناسب کارروائی کے احکامات صادر فرما کر میرا استحقاق اور اِس ایوان کا وقار بحال کیا جائے.

وزیر تعلیم - جناب والا

جناب سپیکر - آپ اِس پر کچھ ارشاد فرمائیں گے؟

وزیر تعلیم - جی جناب والا سب سے پہلے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ معاملہ recent occurrence کا نہیں ہے. چونکہ بی. ایڈ کے داخلے جنوری میں مکمل ہو چکے ہیں اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ میرے فاضل دوست کی یہ تحریک استحقاق سرے سے بنتی ہی نہیں ہے راشدہ بیگم کی یہ درخواست وزیر اعلیٰ کے سیکریٹریٹ سے ہمیں 23 جنوری 1986 کو تین بجے سہ پہر موصول ہوئی تھی 24 اور 25 کو چھٹی تھی اس لیئے 26 جنوری کو ہم نے باقاعدہ اسے process کر کے 27 جنوری کو متعلقہ حکام کے پاس بھیج دیا تھا چونکہ بی. ایڈ کے داخلے کی آخری تاریخ 24 جنوری تھی اِس لیے کالج ہذا نے ہمیں اِس سے معذوری ظاہر کی کہ چونکہ کالج میں بی ایڈ کے داخلے کی آخری تاریخ

24 جنوری تھی اِس لیے اِس میں ہم کوئی ردو بدل نہیں کر سکتے کیونکہ اِس کالج کے امتحانات اور داخلے یونیورسٹی کے تحت ہوتے ہیں اِس لیے اِس کے بعد محکمہ تعلیم نے یونیورسٹی کے حکام سے بھی رجوع کیا لیکن انہوں نے بھی یہی جواب دیا کہ ٹریننگ کورسز کے سلسلہ میں جو کالج ہے اِن میں داخلہ جات کی آخری تاریخ میں توسیع ممکن ہے اب جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ یونیورسٹی ایک خود مختار ادارہ ہے اور یونیورسٹی گرانٹس کمشن کے تحت اِس کا سارا کاروبار ہے ہمارا اِن کے

Local private administration یا administrative procedure

میں کوئی عمل دخل منہ ہے۔ ہم پوری کوششوں کے باوجود راشدہ بیگم کو اِس بنا پر کہ یونیورسٹی کے داخلہ یا یونیورسٹی کے کاروبار یا یونیورسٹی کے انتظامات میں ہمارا کوئی دخل نہیں ہے داخلہ نہیں دلوا سکے۔ اِس لیے محکمہ تعلیم اِس تحریک استحقاق کی زد میں نہیں آتا کیونکہ ہم یونیورسٹی کے داخلی معاملات میں کسی صورت میں بھی عمل دخل نہیں رکھتے اور نہ ہی ہم مجبور کر سکتے ہیں۔

لیفٹیننٹ کرنل محمد یامین۔ میں وزیر تعلیم کی اِس وضاحت سے مطمئن نہیں ہوں۔ جو انہوں نے حالیہ واقع کے متعلق کی ہے میں آپ کے توسط سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ وزیر تعلیم صاحب کے لیے تو حالیہ واقع نہیں بنتا لیکن اِس طالبہ اور اِس کا والد جو اپنی بچی کو داخل کروانے کے لیے لاہور کے گیارہ مرتبہ چکر لگا چکے ہیں ان کے لیے یہ حالیہ واقع اِس وقت تک رہے گا جب تک اِس محرومی کے تاثرات اِن کی شخصیت پر مرتب رہتے ہیں یعنی گیارہ دفعہ بچی کو داخل کروانے کے لیے امید و یاس کی کیفیت میں یہاں تشریف لائے اور اپنی بچی کو داخلہ دلوانے میں ناکام رہے اِس کے لیے یہ حالیہ واقع ہے یہ آج بھی ہے کل بھی رہے گا اور اُس وقت تک رہے گا جب تک وہ داخلے کی اِس محرومی کا شکار رہیں۔

دوسری میری گزارش یہ ہے کہ وزیر تعلیم صاحب نے فرمایا کہ 24 تاریخ کو داخلے بند ہو چکے تھے تو پھر وہ چٹھی جس کا وہ حوالہ دے رہے ہیں جو سیکرٹری ایجوکیشن کے دفتر سے نکلی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں :-

The letter is dated 27th January 1986.

Chief Minister of Punjab is pleased to order for admission of the following Candidates in B. Ed. class for the session 1985-86 in the colleges mentioned against each candidate on special fees in relaxation of relevant rules and conditions.

اگر داخلے 4 یا 25 تاریخ کو بند ہو چکے تھے تو پھر محکمہ تعلیم کا یہ 27 تاریخ کو چٹھی جاری کرنے کا کیا مقصد تھا اس چٹھی کے بھروسے پر اور اس چٹھی کی طاقت پر متعلقہ طالبہ اور اس کا والد لاہور آئے لاہور میں کچھ عرصہ وہ متعلقہ افسران کے پاس پہنچتے رہے پھر وہ کالج میں گئے اور داخلہ سے محروم ہونے کے بعد چلے گئے اس کے علاوہ دوسری چٹھی جو چیف منسٹر صاحب نے دی اس کے الفاظ یہ ہیں۔

From : The Chief Minister, Punjab

To : The VC University of the Punjab. & Col, Yamin

"It has been pointed out that the applicant has not been granted admission in B. Ed. Class despite the fact that the Secretary Education has issuesd orders on 27th January, 1986. It is therefore, requested that orders of the Chief Minister Punjab my be implemented and a report be submitted to this Sect".

جناب سپیکر۔ ان دو واضح احکامات کے پیش نظر اگر چند دن کی تاخیر محکمہ تعلیم condone نہیں کروا سکتا تو پھر میں سمجھتا ہوں چیف منسٹر صاحب کے directive کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہے۔ میں جناب وزیر تعلیم صاحب کی وضاحت سے مطمئن نہیں ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں یا تو اس قسم کے directive جاری نہ کیے جائیں اگر اس قسم کے directive issue ہو جاتے ہیں تو اس سے نہ صرف اس پورے ایوان کی توہین ہوتی ہے بلکہ یہ قائد ایوان کی بھی توہین ہے کہ چیف منسٹر صاحب کی طرف سے واضح احکامات جاری ہوئے اور ان احکامات کی وجہ سے ہمیں ایک privilege ملا اور اس کو ماتحت اداروں نے چھین لیا اس لیے میں سمجھتا ہوں یہ پورے ہاؤس

محکمہ تعلیم کی جانب سے وزیر اعلیٰ کی طرف دی گئی جائز رعایت سے عدم توجہی ۴۴۱
کی توہین ہے میں وزیر تعلیم صاحب کے بیان سے مطمئن نہیں ہوں۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس سلسلہ میں مزید کارروائی کی جائے اور انکوائری کے بعد جس پر بھی ذمہ داری عائد ہوتی ہے اس کا سدباب کیا جائے۔

وزیر تعلیم۔ جناب والا۔ میں اپنے پہلے دلائل کی حمایت میں دوبارہ یہی گزارش کروں گا کہ شائد میں فاضل رکن کو سمجھا نہیں سکا کہ یونیورسٹی کے امتحانات یا یونیورسٹی کے قواعد کے مطابق منعقد کئے جاتے ہیں ان کی داخلہ کی تاریخ مقرر کرنا۔ داخلے کروانا یہ ان کا ذاتی اور داخلی معاملہ ہے وہ ہمارے ماتحت نہیں ہے۔ وہ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے تحت کام کرتے ہیں اور اس کی سپورٹ میں آپ کے لئے دو خط بھی پڑھ کر سنا دیتا ہوں جس سے شائد میرے فاضل رکن اس معاملے کی تہہ تک پہنچ سکیں جناب اگر اجازت ہو تو میں پڑھ دوں۔

جناب سپیکر۔ اس میں کوئی confusion ہے کہ پنجاب یونیورسٹی پنجاب گورنمنٹ کے ماتحت نہیں ہے بلکہ فیڈرل گورنمنٹ کے ماتحت ہے۔

وزیر تعلیم۔ جناب والا یونیورسٹی گرانٹس کمیشن ایک autonomous body ہے اور اس کے تحت ہی یونیورسٹی as autonomous body کام کر رہی ہے۔

جناب سپیکر۔ اس میں تو کوئی confusion نہیں ہونا چاہیئے۔

وزیر تعلیم۔ تو پھر جناب والا میں نے پہلے ہی عرض کیا ہے کہ 24 جنوری سے پہلے جو انہوں نے داخلہ کی تاریخ مقرر کر رکھی تھی اس سے پہلے جناب چیف منسٹر نے جتنی بھی recommendations بھیجی تھیں وہ انہوں نے entertain کر لی تھی لیکن انہوں نے داخلہ کی تاریخ میں توسیع کرنے سے معذوری ظاہر کر دی تھی جس میں ہمارا کوئی عمل دخل نہیں ہے ہم انہیں کسی بھی صورت میں کسی بھی مرحلہ پر مجبور نہیں کر سکتے۔

لیفٹیننٹ کرنل محمد یامین۔ ٹھیک ہے اگر محکمہ تعلیم اتنا ہی بے بس ہے تو پھر یہ اتنی واضح چٹھی جاری کرنے کی کیا ضرورت ، اور پھر اس چٹھی کے حوالے سے انہیں چکر لگانے کی کیا ضرورت تھی میں یہ جناب وزیر تعلیم سے پوچھنا چاہتا ہوں؟

جناب سپیکر۔ کرنل صاحب آپ کی problem جائز ہے اور بچی کے داخلے کا بڑا Serious معاملہ ہے لیکن جہاں تک استحقاق کے مجروح ہونے کا تعلق ہے یہ آپ مجھے

سمجھائیں کہ یہ استحقاق کیسے مجروح ہوتا ہے۔ آپ نے چیف منسٹر صاحب سے بچی کے داخلہ کے بارے میں بات کی انہوں نے recommendation کی چٹھی لکھ کر دے دی اور پنجاب یونیورسٹی نے اس بچی کو داخلہ نہیں دیا معاملہ آپ کا چیف منسٹر صاحب اور پنجاب یونیورسٹی کا ہے۔ اس میں پنجاب اسمبلی کا ہاؤس کیسے آگیا اور استحقاق کیسے مجروح ہوگیا؟

لیفٹیننٹ کرنل محمد یامین۔ جناب سپیکر مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ مجھے بحیثیت ایم۔ پی اے۔ یہ کوئی حق نہیں پہنچتا کہ میں کسی بچی کو داخل کرا سکوں یا نہ کرا سکوں۔ لیکن میں نے یہ حق لینے کے لئے جناب چیف منسٹر صاحب کو ایک درخواست دی اور انہوں نے مجھے transitional طور پر یہ حق عطا کیا کہ جس بچی کے متعلق آپ نے درخواست دی ہے اسے آپ داخل کروا سکتے ہیں اِن کو اِس بات کا حق ہے کیونکہ اس صوبہ کے چیف ایگزیکٹو بھی ہیں۔

اِس لیے انہوں نے واضح آرڈر دے کر بچی کے داخلہ کے لیئے کہا میری درخواست پر عارضی طور پر ایک حق مجھے دیا گیا جو بعد میں کسی دوسرے محکمے نے چھین لیا جہاں تک ہاؤس کے استحقاق کا تعلق ہے قائد ایوان کی طرف سے واضح آرڈر دینے کے بعد جو اِس ایوان کے چیف منسٹر ہیں اگر کوئی ماتحت ادارہ اِن کے احکامات پر عمل درآمد نہیں کرتا تو اس سے بڑا اور کیا ثبوت ہوگا کہ اِس ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ جناب سپیکر آپ نے بڑا عمل اور صحیح نکتہ اٹھایا ہے دراصل استحقاق مجروح ممبر کا نہیں ہوا استحقاق مجروح چیف منسٹر کا ہوا ہے

(تالیاں)

جناب سپیکر۔ مخدوم زادہ صاحب نے یہ جو بات کی ہے کہ چیف منسٹر صاحب کا استحقاق مجروح ہوا ہے تو پھر چیف منسٹر صاحب کو یہ معاملہ ہاؤس میں لانا چاہیے۔

لیفٹیننٹ کرنل محمد یامین۔ جناب سپیکر آپ کے بات کرنے سے پہلے میں یہ کہہ چکا ہوں کہ چیف منسٹر صاحب کی طرف سے دیا ہوا استحقاق جو کہ اگرچہ عام حالات میں کسی بھی ممبر کو حاصل نہیں ہے لیکن درخواست سے لیا ہوا استحقاق جو انہوں نے مجھے عطا کیا وہ اِن کا مجروح ہوا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ درحقیقت میرا استحقاق تھا جو

کہ مجروح ہوا۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب والا وزیر اعلیٰ صاحب کا حکم نہ ماننا تو کوئی تحریک استحقاق نہیں بنتی اس لیے میں اپنے محترم کرنل صاحب سے گذارش کروں گا کہ اگر داخل کرنے والے آفیسر نے یہ کہا ہے کہ آپ ایم پی اے بن کر آ گئے ہوں تو پھر کیا ہم تو وزیر اعلیٰ کے حکم اور اسمبلی کے ممبروں کو نہیں مانتے اگر یہ کہا ہوتا تو پھر یہ تحریک استحقاق بن جاتی لیکن اگر وزیر اعلیٰ کے حکم سے کوئی انکار کرے اور وہ کہے کہ یہ حکم غیر قانونی ہے تو یہ ایک کلرک کو بھی حق پہنچتا ہے۔ لیکن اگر انہوں نے کوئی ایسی بات کی ہے تو پھر کرنل صاحب کی تحریک استحقاق بنتی ہے اگر اس کی وضاحت فرما دیں تو پھر ان کی یہ تحریک استحقاق بن جاتی ہے ورنہ پھر وہ وزیر تعلیم کی یقین دہانی پر انہیں واپس لے لینی چاہیئے

Makhdoomzada Syed Hassan Mahmud : Is Rana Phool Muhammad Khan acting on your behalf under delegated powers ?

Mr. Speaker : He is interpretting the Rules.

چوہدری محمد رفیق ۔ اس ضمن میں کچھ متعالق عرض کروں۔

جناب سپیکر ۔ ارشاد فرمائیے

چوہدری محمد رفیق ۔ جناب والا یہ معاملہ کچھ اس طرح سے ہے کہ جن دنوں میں یہ داخلے ہو رہے تھے ۔ پی ۔ ٹی ۔ سی ۔ سے لے کر یونیورسٹی کی سطح تک کے لیئے وہاں اتنے directives جاری ہوئے کہ سکول وکالج جن میں متعلقہ داخلے ہونے تھے وہاں پر گنجائش نہ رہی اور یہ بھی ہوا کہ ان اداروں کے مزید داخلے دینے سے بھی انکار کر دیا یہ محض ایک ہی کیس نہیں ہے بلکہ اس ایوان کے ہر معزز رکن کے پاس ایسے بے شمار کیس ہوں گے جن کو داخلے نہیں مل سکے اور میرے پاس ایسے کئی کیس ہیں جن کو داخلے نہیں ملے وہاں پر اتنی گنجائش نہیں رہی تھی کہ مزید داخلے مل سکتے اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ استحقاق ہوتا تو شائد میں بھی پیش کرتا کیونکہ یہ استحقاق بنتا ہی نہیں ہے اس لیے ہم نے بھی خاموشی اختیار کی ۔

جناب سپیکر ۔ کرنل صاحب آپ چوہدری رفیق صاحب نے بھی کہہ دیا ہے

کہہ دیا کہ یہ breach of privilege نہیں بنتا۔

This is not a breach of privilege in any case. The motion is ruled out of order.

مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب۔

حزب اختلاف کے ارکان کے خلاف کارروائی کی کھلی دھمکی

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ جناب والا حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملے کو زیر باعث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔

معاملہ یہ ہے کہ آج کے روزنامہ جنگ میں عزت ماب وزیر اعلیٰ پنجاب کی ایک تقریر چھپی ہے جو انہوں نے اپنی مسلم لیگ پارٹی کے ارکان کے سامنے کی ہے۔ اس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ ایسے ارکان اسمبلی کو برداشت نہیں کیا جائے گا جو مسلم لیگ کے رکن ہیں اور ان کی ہمدریاں پیپلز پارٹی کے ساتھ ہیں اب ایسے ارکان اسمبلی جن کا تعلق حزب اختلاف کے ساتھ ہے ان کی غیر قانونی سرگرمیاں پر ان کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ انہوں نے مزید کہا کہ آئندہ مالی سال کے دوران مسلم لیگ سے تعلق رکھنے والے ارکان اسمبلی کو 30 - 30 لاکھ روپے ترقیاتی کاموں کے لئے مختص کیے جائیں گے جب کہ حزب اختلاف کے ارکان کے حلقوں میں یہ رقم ان کے مخالفین سے خرچ کروائی جائے گی۔

وزیر اعلیٰ پنجاب کی اس تقریر میں حزب اختلاف کے ارکان اسمبلی کو مرعوب کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور ان کے خلاف کارروائی عمل میں لانے کی کھلی دھمکی دی گئی ہے۔ نیز وزیر اعلیٰ صاحب نے صاف الفاظ میں حزب اختلاف کو دھونس دی ہے کہ ان کے حلقہ جات نیابت میں ترقیاتی سکیموں کی رقم ان کے مخالفین کو دے دی جائے گی۔ ان کے یہ الفاظ one party rule کی نشاندہی کرتے ہیں جو جمہوری اقدار کے منافی ہے ان کے اس بیان سے عوام میں تشویش پیدا ہو گئی ہے کہ مسلم لیگ حکومت مخالف پارٹیوں کے خلاف تشدد اور ناانصافی کرنے پر اتر آئی ہے۔ اپوزیشن کے حلقوں کے ووٹروں نے اپنے

اراکین سے بذریعہ ٹیلیفون اور ذاتی طور پر آکر اس بیان کے خلاف غم و غصہ کا اظہار کیا ہے اور وہ پریشان ہیں کہ اب حکومت ان کے علاقوں کے ساتھ امتیازی سلوک اختیار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ میں استدعا کرتا ہوں کہ اس مسئلہ کو فوری طور پر زیرِ بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر۔ کچھ کہنا چاہیں گے :

مخدوم زادہ سیّد حسن محمود۔ جناب والا یہ بے حد سنجیدہ معاملہ ہے تحریک التوائے عموماً تقسیم ہوتی ہیں اور جناب قائدِ ایوان کو یہ ضروری ہوگی آج انہوں نے چونکہ سخت تقریر کرنی ہے اس لیے میں نہیں چاہتا کہ میں ان کی غیر حاضری سے استفادہ کروں آپ وزیرِ اعلیٰ کو چٹ بھجوائیں اور وہ اپنی سیٹ پر آئیں تاکہ لوگ یہ نہ سمجھیں کہ میں نے ان کی غیر حاضری سے استفادہ کیا ہے میں چاہتا ہوں کہ روبرو باتیں ہوں۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ۔ آپ استدعا کیوں کرتے ہیں؟ آپ اس پر تقریر فرمائیں اور اس کا جواب اللہ کے فضل کرم سے آپ کو ملے گا۔

قائدِ حزبِ اختلاف ۔ یہ آپ سپیکر صاحب سے ارشاد فرمائیں آپ مجھ سے گفتگو نہ فرمائیں۔

Mr Speaker : You will address the Chair please and not the member.

لیفٹیننٹ کرنل محمد یامین ۔جناب سپیکر اگر مجھے اجازت ہے تو اس بات کا جواب دیا جائے

جناب سپیکر۔ جہاں تک مخدوم صاحب کی اس بات کا تعلق ہے آپ اپنی تحریک استحقاق پیش کر چکے ہیں آپ اپنی تقریر کو جاری رکھیں اگر وزیرِ اعلیٰ صاحب مناسب خیال فرمائیں گے تو ہاؤس میں آپ کی بات سننے کے لیے آجائیں گے

لیفٹیننٹ کرنل محمد یامین۔ ورنہ ہم جواب دیں گے۔

مخدوم زادہ سیّد حسن محمود۔ جناب والا ہمیں توقع اور امید تھی کہ اتنی دیر کے بعد جب مارشل لاء اٹھا تو ہم جمہوری اداروں کو مستحکم کرتے ہیں ایک دوسرے سے تعاون کریں گے اور ہم کبھی بھی شکایت کا موقع نہیں دیں گے۔

ہمارا رویہ اخلاقی ہوگا آئین اور قانون کے مطابق ہوگا لیکن بدقسمتی سے ہم ایسی راہیں اختیار کر رہے ہیں جن کی میزان پہ تو یہ ذمہ داری عائد نہیں ہوتی لیکن جو حکمران بنے بیٹھے ہیں اور جو وزراء کرام ہیں اگر انہوں نے یہ رویہ اختیار کیا اور ہاؤس کی تمام قدریں پائمال کیں تو پھر یہ چوتھے مارشل لاء کو دعوت دینے کے مترادف ہوگا۔ مجھے اپنے ایک ساتھی سے شکائیت ہے آپ ذرا میری بات سن لیں ۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب والا میں جناب کی وساطت سے جناب مخدوم زادہ صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ کیا وہ اس کی وضاحت فرمائیں گے کہ یہ صرف اخباری خبر ہے یا مسلم لیگ کے کس عہدہ دار کے حوالے سے دی گئی ہے یا انہوں نے ویسا ہی زبانی سنا ہے انہوں نے کس حوالے سے یہ بات کی ہے۔ یہ بھی فرما ہی دیں تو ذرا بہتر ہوگا ۔

Mr. Speaker : Please don't interrupt the speaker.

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا چند دن پہلے مجھے ایک شکائیت موصول ہوئی اپنے ایک ممبر کی طرف سے کہ باقی جو ممبران ہیں لاہور constituency کے ان حضرات کے ذریعے کچی آبادی کی مالکانہ سندات تقسیم ہوں گی اور چونکہ وہ واحد شخص تھے جو حزب مخالف میں تھے ۔۔۔

وزیر صنعت (جناب غلام حیدر وائیں) جناب سپیکر یہ بات زیر بحث آ کر خلاف ضابطہ قرار دی جا چکی ہے لہذا اسے اب زیر بحث نہیں لایا جا سکتا

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ کون سی بات ۔

وزیر صنعت ۔ یہ بات جو کہ کچی آبادیوں کے اور ایم ۔ پی ۔ اے سے متعلق ہے

It was discussed in the House and it was ruled out of order.

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا میں ایک چٹھی پڑھنے لگا ہوں ذرا صبر سے کام لیں کچھ تو احساس کریں ۔ اسی لیئے مارشل لاء لگے گا ۔

جناب والا اس سلسلے میں میں نے چیف منسٹر صاحب کو

In my capacity as Leader of the Opposition.

ایک چٹھی لکھی تھی جس کا انہوں نے مجھے جواب ارسال کیا تو میں آپ کے سامنے پڑھتا ہوں

Dated 17th May, 1986.

Dear Syed Hasan Mahmud,

I am in complete agreement with the views expressed in your letter regarding the functions of the democratic system. I also hold the view that in the performance of my duties under parliamentary system, justice and firplay must reign supreme. I have made note of the complaint mentioned in your letter made by Mian Muhammad Ishaq, M.P.A. I would like to assure you that I will look into it. In the end I would add that our intention is to foster the growth of democratic institutions so that we establish enviable traditions in running a parliamentary form of government as is being run in other advanced countries of the world.

With kindest regards,

Yours sincerely,

NAWAZ SHARIF
Chief Minister

جنابِ سپیکر۔ مخدوم صاحب اس خط و کتابت کا اس پریولیج موشن سے کوئی تعلق ہے
مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ جی ہاں اس لیئے ہے کہ۔

It is a breach of written agreement or assurance given to me that there will be no discrimination.

میرا جواب بھی سن لیں۔

My dear Chief Minister,

I am in receipt of your letter dated 17th May, 1986. I am glad that you are in complete agreement with my views expressed in my letter regarding the functioning of democratic system and I appreciate your gesture and your assurance. On my behalf and that of my colleagues I assure you of our fullest cooperation in the same spirit as you have expressed in paragraph 3 of your letter. Our

opposition is not personal. I, as the Leader of the Opposition, assure you that I am above all personal considerations and so long as your party abides by democratic principles and democratic conventions and traditions we shall assist you in the consolidation of democratic institutions.

With kindest regards,

Yours sincerely,

HASAN MAHMUD,

جناب سپیکر - جب یہ ماحول پیدا ہو گیا تھا تو پرسوں کی میٹنگ میں جو حالات پیش آئے - جس کی اطلاع ہمیں ملی ہے اخبار کے علاوہ لوگوں سے بھی ملی ہے وہ تمام democratic institutions کے خلاف ہے۔ اپنے آپ کو اس ملک کا مالک سمجھ لینا اور اقتدار کی وجہ سے غرور میں آنا دوسرے انسان کو انسان نہ سمجھا جائے انصاف کے تقاضوں کو پورا نہ کیا جائے تو یہ کون سی رواداری ہے جہاں ہم اپنے ممبروں کا تحفظ کرتے ہیں یعنی گورنمنٹ پارٹی کے ممبران کا بھی اتنا ہی تحفظ چاہتا ہوں کوئی discrimination نہیں ہونی چاہیے - ان سے ہتک آمیز سلوک کا ہونا میرے علم میں ہے ان کے وہم و گمان میں نہیں ہے کہ مستقبل میں انکے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں ہوں گی اگر یہ جمہوری عمل اسی طرح چلا تو یہ جب بیدار ہوں گے تو آپ دیکھیں گے کہ اس کا حشر کیا ہوتا ہے -

جناب والا - ہر ممبر اس ایوان کا معزز ممبر ہے - جہاں سے ہم اپنے حقوق کا تحفظ چاہتے ہیں وہاں ہر ممبر کا تحفظ ہم اسی طرح چاہتے ہیں جیسے ہم اپنے ممبروں کا چاہتے ہیں جابرانہ حکومت سے کام نہیں چلے گا یہاں جابرانہ رویہ استعمال کیا جا رہا ہے اور لوگوں کی خودداری کو ٹھیس پہنچائی جا رہی ہے لوگوں کی ذلت کی جا رہی ہے لوگوں کی بے عزتی کی جا رہی ہے - اس لیے کہ اکثریت بڑی وسیع ہے اگر ہم نہ ہم ممبر چلے بھی جائیں تو اکثریت بہر حال قائم رہے گی لیکن میں آپ کے توسط سے چیف منسٹر صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ بھرم کے ساتھ حکومتی چلتی ہے انسان کا رب بھی ایک بھرم ہوتا ہے -

چوہدری غلام رسول - پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا میں فاضل دوست کی توجہ رول 56 کی طرف دلاؤں گا اور جناب کی بھی توجہ دلاؤں گا شارٹ سٹیٹمنٹ پہ کہ دیسی کے بارے میں ہے۔

Rule 56. The Speaker shall, after the disposal of Question and before the List of Business is entered upon, call upon the member who gave notice and thereupon the member shall raise the question of privilege and may make a short statement relevant thereto :

Is it a short statements.?

Mr. Speaker : He is making a short statement.

Chaudhri Ghulam Rasul : Is it a short statement ?

Mr. Speaker : Yes,it is a short statement. He is making a short statement, Please take your seat.

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جب میں اپنی statement پر آجاؤں گا میں اس ایوان کو تمام حقائق بتاؤں گا۔ اس وقت میں دو گھنٹے تقریر کروں گا اور اپنے حقوق کے متعلق تمام ریکارڈ پہ لاؤں گا۔

چوہدری گل نواز خان ڈڈلچ ۔ جناب والا میرے معزز بھائی نے یہ کہا ہے کہ ذلت کی جاتی ہے ہم یہ برداشت نہیں کرتے کسی ممبر کی ذلت نہیں ہوگی ہم سب خود دار ہیں اور self respected ہم میں کوئی ممبر یہ برداشت نہیں کر سکے گا جیسے وہ فرما رہے ہیں کہ ہماری ذلت کی جاتی ہے وہ یہ فرما رہے تھے کہ پارٹی میں ممبروں کی ذلت کی گئی ہے یہ بالکل غلط بات ہے کسی ممبر کی ذلت نہیں کی گئی میں دعوے سے کہتا ہوں یہی وہ ایک اسمبلی ہے جس نے حقیقت میں لوگوں کے کام کیے ہیں لوگوں کی خدمت کی ہے اسی لیے ایماندارانہ چل رہی ہے میں ان سب کو جانتا ہوں جب میرے بھائی ایبڈو قرار دیئے گئے تھے پہلی اسمبلیوں میں کیا کیا کام ہوتے تھے۔ انہوں نے میری بات کا جواب بھی نہیں دیا تھا اعتراض وہ آدمی کرے جس کا اپنا دامن بالکل صاف ہو۔

جناب سپیکر۔ چوہدری صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے یہ دذیر متعلقہ

اپنے جواب میں بات کریں گے۔

You are not required to give the answer.

آپ کو اس پر وپیج موشن کا جواب دینے کا حق نہیں ہے صرف وزیر متعلقہ ہی اس کا جواب دیں گے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

چوہدری گل نواز خان وڑائچ ۔ انہوں نے کہا ہے ذلت کی جاتی ہے میں اس ذلت کو میں برداشت نہیں کر سکتا۔

جناب سپیکر ۔ چوہدری صاحب آپ تشریف رکھیں

مولوی غیاث الدین ۔ جناب والا۔ استحقاق کی اجازت سے متعلق جو شرائط ہیں اس کی شرط نمبر ۳ کے متعلق میں ذرا سا عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر ۔ مولانا صاحب آپ کس نکتے پر ارشاد فرمانا چاہتے ہیں ؟

مولوی غیاث الدین ۔ استحقاق کی شرائط سے متعلق جو اس کی تیسری شرط ہے اس کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر ۔ آپ کو گزارش کی نہیں گئی کہ آپ اس کی شرطیں ہمیں بتائیں

Let him finish his statement.

جناب محمد صدیق انصاری ۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا رول ۵۶ کے تحت جو short statement دی گئی ہے یا دے رہے ہیں میرے فاضل لیڈر نے بھی ایک بات کہی ہے کہ چوتھا مارشل لاء آئے گا اور حشر دیکھنا یہ دھمکی آمیز الفاظ short statement میں نہیں آنے چاہییں کیونکہ یہ خلاف ضابطہ ہیں۔

Mr. Speaker: I am going to repeat it again. Please don't interrupt the speaker especially when he is the Leader of the Opposition or he is the Leader of the House.

(نعرہ ہائے تحسین)

رانا پھول محمد خان ۔ جناب سپیکر میں نہایت ادب سے جناب سے اور جناب قائد حزب اختلاف سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ آج

ممبران کا پرائیویٹ ڈے ہے۔ اس میں جس قدر بھی اختصار سے کام لیا جائے بہتر ہے اتنی زیادہ ہماری قراردادیں اور ہمارے بل نکل سکتے ہیں لہٰذا اس لئے میں اس طرف بیٹھنے والے دوستوں سے بھی گزارش کروں گا کہ بحث وتمحیص کی بجائے ہم بھی آپ کے فیصلوں پر اتفاق کریں گے۔ اور ہم بھی چاہتے ہیں کہ جلدی جلدی تمام اراکین کی قراردادیں اور پرائیویٹ بل پیش ہو سکیں بلکہ میں مخدوم زادہ صاحب سے بھی درخواست کروں گا کہ وہ بھی اختصار سے کام لیں جیسے انہوں نے فرمایا کہ ان ارکان کی عزت اور حقوق کا میں بھی محافظ ہوں تو یہ بھی ارکان اسمبلی کے حقوق ہیں کہ پرائیویٹ ڈے ہونے کے لئے انہیں زیادہ سے زیادہ وقت ملے گا۔

جناب سپیکر ۔ شکریہ

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب سپیکر آپ بخوبی واقف ہیں کہ ۔۔۔ parliamentary privileges کیا ہیں civilized society میں ان کو کیسے treat کیا جاتا ہے اس لئے میں ان references کو چھوڑتا ہوں گو میں چاہتا تھا میں نے سات تین گھنٹے محنت کی ہے کہ ان کو اپنے ریکارڈ پر لے آؤں اگر آپ اجازت دیں تو لے آؤں تاکہ آئندہ breach of privilege کا کوئی موقع نہ آئے ایک healthy situation پیدا ہو جائیگی اور accepted principles بنیں جو آپ کو مدد دیں گے جیسے آپ فرمائیں۔

جناب سپیکر ۔ مخدوم زادہ صاحب آپ رول ۷۰ کو بھی پیش نظر رکھیں کہ۔ آپ نے breach of privilege پر short statement is دینی ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ لیکن میں عرض کروں گا کہ Short statement is a very relevant term. اگر گواہی لمبی ہو وہ مختصر کیسے ہو جائے گی ؟ واقعات ایسے شدید ہوں تو ان پر اختصار کیسے ہو سکتا ہے معاملات ایسے ہوں جن کی مجھے وضاحت کرنی ہو وہ نسبتاً شارٹ گنی جائے گی اس لئے بجائے تین گھنٹوں کے میں آدھہ گھنٹہ لے لوں گا۔

جناب سپیکر ۔ privileges بتانے کی آپ کو ضرورت نہیں ہے کہ ممبران کے یا ایوان کے privileges کیا ہیں بلکہ ہم آپ کو کسی اور وقت موقع دے دیں گے کہ آپ ایوان کے اور ممبران کے privileges بتائیں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود - ٹھیک ہے جناب۔ اب میں اصلی واقعات پر آتا ہوں پہلے تو یہ ہے کہ پارٹی میں ایک مسئلہ یہ اٹھایا گیا کہ کچھ بد قسمت یا خوش قسمت ارکان نے اِس ایوان میں اپنے دلائل دیانتداری سے پیش کئے اِن کو snub کیا گیا ان کو ڈانٹا گیا۔ اِن کو coerce کیا گیا اور اِن کو اس حد تک کہا گیا کہ آپ اِس پارٹی سے فارغ ہیں آپ چلے جائیں کیوں کہ آپ کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں یہ intimidation ہے

چوہدری گل نواز خاں وڑائچ - کیا یہ آپ کو خواب آیا ہے ؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود - آپ کو سپیکر نے کہا ہے interrupt نہ کریں وزیر متعلقہ جواب دیں اگر میں جھوٹ بول رہا ہوں تو وزیر متعلقہ کہیں گے کہ یہ غلط کہہ رہے ہیں میں جانتا ہوں کہ آپ کی پارٹی میں کیا ہوا ہے اور privilege motion کے بارے میں کہا گیا کہ میں اِن کو دو سلام کرتا ہوں جنہوں نے شاہین منور کی تقریر کو نہیں سنا۔

جناب سپیکر - یہ relevant نہیں ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود - چلیے میں اِس سے متعلقہ اور بات کرتا ہوں۔

وزیر صنعت - پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر گزارش یہ ہے کہ اِس وقت بھی فاضل رکن short statement دے سکتے ہیں میرا خیال ہے کہ آپ بھی یہ محسوس فرما رہے ہوں گے کہ میرے فاضل بھائی اِس وقت short statement کے تقاضوں کو پھلانگ رہے ہیں انہوں نے اپنی کافی بات کر لی ہے اِسے مختصر کیا جائے تاکہ ہم اِس کا جواب دے سکیں۔

جناب سپیکر - میں نے انہوں یاد دلایا ہے کہ وہ short statement دیں۔

وزیر صنعت - لیکن جناب سپیکر وہ اِس کو نظر انداز کر رہے ہیں وہ تو اب جو کچھ کہہ رہے ہیں وہ short statement کا معیار نہیں رہا ہم چاہتے ہیں کہ اب وہ short statement ختم کریں تاکہ اِس کے بعد ہم اپنا مافی الضمیر بیان کر سکیں اور جواب دے سکیں

مخدوم زادہ سید حسن محمود - جناب سپیکر میں آپ کے توسط سے وزیر موصوف کو متنبہ کرنا چاہتا ہوں۔

وزیر صنعت - پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر فاضل رکن نے تنبیہ کرنے کی بات

ہے یہ انداز بالکل غیر پارلیمانی ہے اور یہ کہنے کا انہیں حق نہیں ہے بلکہ یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

مخدوم زادہ سیّد حسن محمود۔ میں اپنے الفاظ بالکل واپس نہیں لوں گا۔

وزیرِ صنعت۔ انہوں نے براہِ راست مجھ سے بات کی ہے جو کہ غیر پارلیمانی ہے اِس لیئے یہ اپنے الفاظ واپس لیں۔

مخدوم زادہ سیّد حسن محمود۔ کیا میں آپ کے کہنے پر الفاظ واپس لوں؟ واہ کمال ہے میں نے کوئی غیر پارلیمانی الفاظ نہیں کہے۔

جناب سپیکر۔ آپ خود وزیرِ صنعت سے براہِ راست مخاطب تھے کسی کو بھی ایک دوسرے سے براہِ راست مخاطب ہونے کا حق نہیں ہے۔

مخدوم زادہ سیّد حسن محمود۔ جناب سپیکر صاحب میں تو بڑا ادب والا آدمی ہوں میں تو ہمیشہ آپ سے مخاطب ہوتا ہوں *** ادھر سے ہی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر۔ میں مخدوم زادہ صاحب سے یہ کہوں گا کہ بطور لیڈر آف دی اپوزیشن ان کے privileges ہیں اِن کا ایک مقام ہے لیکن وہ اپنی ذمہ داریوں کا بھی احساس کریں اور اِس سلسلے میں جو الفاظ *** کے استعمال کیے گئے ہیں۔

I would request Syed Hasan Mahmud, to withdraw these words.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : I will substitute them by غیر مذہب

جناب سپیکر۔ withdraw کریں۔

مخدوم زادہ سیّد حسن محمود۔ وہ withdraw کرتا ہوں اور اس کو غیر مذہب سے substitute کرتا ہوں۔

وزیرِ صنعت۔ جناب سپیکر یہ کوئی بات نہ ہوئی میں دو گزارشات کر رہا ہوں۔ جناب سپیکر! اس ایوان میں مخدوم زادہ صاحب نے اپنے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے ایک تو براہِ راست مجھے متنبہ کرنے کی بات کی ہے جو اُن کا قطعاً کوئی حق نہیں ہے ایوان میں کسی فاضل رکن کو جناب سپیکر متنبہ کر سکتے ہیں ان کی یہ بات غیر پارلیمانی اور غیر شائستہ ہے اس لیے اسے یہ واپس بھی لیں اور ان الفاظ کو ریکارڈ سے حذف کروایا جائے اور دوسری وہ بات جو کہ آپ نے ارشاد فرمائی ہے کیونکہ انہوں نے جو الفاظ استعمال کیے ہیں وہ نہایت ناشائستہ

*** (بحکم جناب سپیکر الفاظ حذف کئے گئے)

غیر پارلیمانی ہیں اور ★★★ ان کو ضرور حذف کروایا جائے کیونکہ یہ بات روایات کے بالکل خلاف ہے۔ اس بات کی یہاں پر قانون اور اخلاق بالکل اجازت نہیں دیتا۔

جناب سپیکر۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ تمنبر کے الفاظ وائیں صاحب کو براہِ راست کہے گئے ہیں تو یہ انہیں براہِ راست نہیں کہے گئے بلکہ سپیکر کو مخاطب کر کے میرے توسط سے انہوں نے یہ بات کہی ہے۔ جہاں تک دوسرے الفاظ کا تعلق ہے تو وہ میں لیڈر آف دی اپوزیشن سے کہہ چکا ہوں اور وہ الفاظ واپس لے چکے ہیں ان الفاظ کو اسمبلی کی کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے مخدوم صاحب اب آپ اپنی بات کو ختم کیجئے گا۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ کیسے ختم کریں دو تین نکتے ہیں وہ تو کہنے دیجیے۔

جناب سپیکر۔ اس کو ختم کریں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ کیسے ختم کروں Intimidation اور bribery ان دو چیزوں پر میں بات کروں گا۔

جناب سپیکر۔ آپ بات کریں۔ لیکن اس کو ختم کریں۔

رانا پھول محمد خان۔ پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر۔ رانا صاحب آپ اپنا وقت خود ضائع کر رہے ہیں۔

رانا پھول محمد خان۔ میں نے خود نہیں پڑھا مگر لڑکے پڑھ رہے تھے۔ آج کے نوائے وقت میں . . .

جناب سپیکر۔ یہ آپ مداخلت کر رہے ہیں۔

رانا پھول محمد خان۔ مخدوم زادہ صاحب کے متعلق زلد رات خوشخبریات اور ان کے بڑھاپے کو دور کرنے کے متعلق ایک مضمون تھا لڑکے پڑھ رہے تھے میں تو جلدی جلدی میں آ رہا تھا تو مجھے خیال آیا کہ ۱۹۵۰ میں جب مخدوم زادہ صاحب وزیر اعلیٰ تھے ----

جناب سپیکر۔ رانا صاحب آپ کس نکتے پر بات کر رہے ہیں ؟

رانا پھول محمد خان۔ میں تو بڑھاپے کی غلط فہمی میں مبتلا ہوں اگر ان کو

★★★ (بحکم جناب سپیکر الفاظ حذف کئے گئے)

جوانی آگئی ہے تو پھر مجھے اور بھی جوان ہونا چاہیے اِس لیے کہ اِن کو جب بھی جوانی آئے آپ پر ختم کریں اور آگے چلیں ۔

مخدوم زادہ سیّد حسن محمود ۔ جناب سپیکر یہ غلط بات ہے

جناب سپیکر ۔ رانا صاحب آپ جیسے پرانے پارلیمنٹیرین کے لیئے بات کرنے کا یہ کوئی اچھا کا طریقہ نہیں ہے۔

رانا پھول محمد خان ۔ گیم صاحب کے متعلق یہ عرض کر رہا ہوں کہ آج اخبار میں لکھا ہے کہ مخدوم زادہ صاحب جوان ہو گئے ہیں ۔

جناب سپیکر ۔ آپ ضابطے کسی اصول کے مطابق بات کر سکتے ہیں یہ مناسب نہیں کہ جب آپ کا جی چاہے کھڑے ہو جائیں ۔

مخدوم زادہ سیّد حسن محمود ۔ جناب سپیکر پارٹی میں یہ طے کرنا اور یہ اعلان کرنا کہ ہر ممبر کو جو سرکاری ممبر ہے تیس تیس لاکھ ملیں اور اپوزیشن کے ممبر اس رقم سے محروم ہوں گے تو یہ discrimination ہے ؟

This amounts to bribery on one side and intimidation on the other and it is covered by the Privilege Motion.

دوسری چیز یہ کہ ہم اِن کی غیر قانونی حرکات پر نظر رکھیں گے اور ہمیں دھمکیاں دینا بھی

It is intimidation in the performance of our true functions under the rules.

جناب سپیکر جہاں تک اپوزیشن کا تعلق ہے ۔ تو یہ اصولی اپوزیشن ہے لیکن اگر ہمارے ساتھ امتیازی سلوک کیا گیا تو ہم اِس کو برداشت نہیں کر سکتے ہمارا فرض ہے کہ ہم اِن کے نقائص ناقص پالیسی اور ان کی کوتاہیوں کی نشان دہی کریں ۔ ہم اپنے فرائض پوری طرح انجام دیں گے ۔ چاہے آپ ہمیں کسی بھی چیز سے محروم کریں ۔ ہم عدالت کا دروازہ کھٹکھٹائیں گے ۔ جہاں تک یہ کہ آپ اپوزیشن کو بولنے نہیں دیں گے بلکہ ایک شخص نے یہ کہا ہے کہ ہم اِن کی زبان کھینچ لیں گے لہذا یہ زبان کھینچنے پر تیار ہیں تو اگر یہ خطرناک صورت اختیار کر لی گئی تو اِس سے جمہوریت کو فائدہ نہیں ہو گا ۔ آپ جمہوریت کی پامالی کریں گے اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کی یہ اکثریت

قائم رکھے جو کہ باوجود میری دعاؤں کے نہیں رہے گی

(آوازیں رہے گی رہے گی)

وزیر صنعت۔ جناب سپیکر یہ short statement ہے

جناب سپیکر۔ مخدوم صاحب ختم کیجئے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ جناب سپیکر میں ختم کرنے والا ہوں کیونکہ لوگوں کے دماغوں میں جو مغالطے ہیں وہ چند دنوں میں نکل جائیں گے۔ اور پھر دیکھیں کہ کیسے جمہوری طریقوں کو اپنایا جاتا ہے بلکہ میں آپ کے توسط سے کہتا ہوں

You are the protector of the privileges of the Members.

اگر آپ discrimination کریں گے اگر آپ ہمارے ساتھ زیادتیوں کی اجازت دیں گے تو پھر آپ برابر کے شریک ہو جائیں گے لہٰذا منصف مزاج رکن بھی ہمارے حقوق کا تحفظ کریں۔

جناب سپیکر۔ دوسری تحریک استحقاق کے mover فضل حسین راہی ہیں آپ اس پر short statement دے سکتے ہیں

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ ایک اور تحریک استحقاق نمبر ۱۳ ہے بلکہ میں نے اس مسئلے کو پیش کیا ہے جس کا نفس مضمون اس تحریک سے مشابہ ہے اس کو اس کے ساتھ یکجا کر لیں۔

جناب سپیکر۔ یہ ایک ہی نوعیت کی ہے اس کو اکٹھا کیا جا سکتا ہے

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر میں پنجابی میں بات کرنے کی اجازت چاہوں گا

جناب سپیکر۔ جی فرمائیے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر تحریک استحقاق نمبر ۱۳ جو پڑھ کر سنا دی گئی ہے اس کو دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن اک دو گلاں اسی اودھے اندر اسی پوائنٹ آؤٹ کیتیاں نیں لیڈر آف دی ہاؤس نال۔ وزیر اعلیٰ پنجاب جو چیف ایگزیکٹو پنجاب دے ہوندے نیں۔ اے جدوں آئین دے تحت حلف لیندے نیں اس ویلے انہاں حلف دے وچ اے الفاظ شامل ہوندے نیں میں بحیثیت وزیر اعلیٰ پنجاب ہر کسے نال برابری دی بنیاد تے سلوک کرانگا ہر کسے دے نال انصاف کرانگا۔

اور میری کوئی ذاتی غرض کوئی میری ذاتی خواہش کوئی میرا ذاتی لالچ تے کوئی بیلاروبہ غصے دے وچ نہیں ہویگا میرے واسطے پورے پنجاب دے وسنوالے لوگ اکو جئے ہون گے اور میں اتیازی سلوک نہیں کراں گا اور سرکاری کم عوام دی خدمت کر دیاں انجام دے واں گا اور نال اسے دی کہندے نے کہ اللہ مینوں توفیق دے دے اللہ مینوں ہمت دے دے اور اللہ مینوں ایہدے تے پورے اترن دی طاقت دے دے اللہ تعالی کسے انسان نوں نیک ارادیاں توں نہیں روک دا ۔ اور اللہ تعالی نوں ایہدی لوڑ اسے پر بندے جہڑے نیں او انسان نوں نیک ارادیاں تو ضرور روکدے نیں میں ایہہ گل محسوس کرنا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اسے بیان جاری کرکے پرسوں اپنی پارٹی میٹنگ دے اندر کہ اپوزیشن دے جہڑے رکن نے اسی انہاں نوں برداشت نہیں کر سکدے اسی اوہناں نوں سلام عرض کر دے آں دوہرا سلام کہنے آں جہناں نے بیگم منورث ہیں نوں تقریر کرن توں روکیا اے اوہناں نے اپنے ساتھیوں نوں کہیا جہڑی تسی تقریر کیتی سلے ۔ اسے تے بہتر سی تسی اپوزیشن دے وچ چلے جاندے ساڈی پارٹی دی نمائندگی نئیں کر سکدے سی ۔

وزیر اوقاف ۔ جناب سپیکر! جس چیز کو بنیاد بنا کر یہ تمام بات ہو رہی ہے یہ پارٹی کی پرائیویٹ میٹنگ تھی اور پارٹی کی میٹنگ کے متعلق ایوان میں بحث کرنا میرے خیال میں جائز نہیں ہے کیونکہ پارٹی میٹنگ میں کئی قسم کی تجاویز آتی ہیں وہ ایک گھر کی بات ہے اور اس میں پارٹی کی بات ہوتی ہے اس کو یہ بنیاد بنا کر بات کریں درست نہیں اگر ان پر کوئی عمل ہو تو پھر یہ بات کریں تو ٹھیک ہے ہاؤس کے بعد یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم اس کو عدالت میں لے جائیں گے بلکہ ابھی تک یہ معاملہ ایک پارٹی میٹنگ کا ہے اس میں قسم قسم کی تجاویز آتی ہیں وہاں پر ان کی ایک بات ہوئی وہ ان کی خفیہ میٹنگ ہے اخبار نے صحیح لکھا ہے یا غلط لکھا ہے ہم اس کی نہ تصحیح چاہتے ہیں نہ ہم اس کو غلط کہتے ہیں اس کو بنیاد بنا کر ہاؤس کا وقت ضائع کیا جا رہا ہے ۔

جناب سپیکر ۔ آپ اپنے جواب میں یہ بات کر سکتے ہیں پوائنٹ آف آرڈر کی شکل میں یہ بات درست نہیں ہے ۔ جی فضل حسین راہی صاحب !

جناب فضل حسین راہی ۔ جناب والا انہاں توں پتہ نہیں انہاں نوں معاف کر دیو

میں اسے عرض کرداں ، کہ پنجاب دے کسی چیف ایگزیکٹو دا ایہہ حق نہیں بندا کہ او ممبراں دے نال امتیازی سلوک کرے اوکجھ بندیاں نوں کہوے اے میرے بندے نہیں کجھ بندیاں نوں کہوے اے میرے دشمن نہیں اور دس دے او ہدے پنجاب دے وچ ہون او ہدی سربراہی دے وچ ہون او دا اے فرض بندا اے سب نوں برابر سمجھے او نہاں آکھیا اے کہ اسی حزب اختلاف ممبراں نوں پیسے نہیں دیواں گے اسی ۳ لاکھ روپیہ انہاں دے حلقے دے وچ خرچ نہیں کراں گے بلکہ انہاں دے جہڑے مخالف لوک نے انہاں نوں دیواں گے میرا سب توں وڈا مخالف سارے فیصل آباد نوں پتہ اے اوہناں دا اپنا رشتہ دار اے شاہد اوہدے کولے دے نال پیسہ خرچ کرنا چاہندے ہون لیکن گل اے اصولی گل کردے آں اصولی اسی ایہہ کہندے اں کہ سڑکاں او دوں بناؤ گلیاں اودوں بناؤ پارک اودوں بناؤ لائیٹاں اودوں لاؤ سکول اودوں بناؤ جدوں تہاڈا ملک بچے گا تہانوں ایدے اندر تعمیر کا موقع ملے گا تہانوں ترقی کرن دا دی موقع ملے گا

جناب سپیکر - راہی صاحب یہ short statement نہیں ہے

جناب فضل حسین راہی - وہ کتنے منٹ کی ہوتی ہے -؟

جناب سپیکر - short statement کا مطلب یہ ہے کہ آپ اپنی تحریک استحقاق مختصر بیان کریں -

جناب فضل حسین راہی - میں جناب بالکل مختصر کر دیتا ہوں اوناں دا کہنا اے کہ حزب اختلاف دے اراکین نوں ترقیاتی سکیماں دے وچ حصہ نہیں ملے گا ساڈے نال صرف اے نہیں کہ ساڈی نال زیادتی ہوندی اے اے اوتھے وسن والے لوکاں دے نال زیادتی اے جس طرح الیکشن ہون دے بعد میں جدوں ممبر چنیا گیا - تے میں ایہہ گل کہناں کہ جنہاں نے مینوں ووٹ دیتے . انہاں دا وی میں نمائندہ ہاں جنہاں نے مینوں ووٹ نئیں دتے اونہاں دا وی میں نمائندہ ہاں میں اونہاں دی نمائندگی کرنی اے جنہاں نے میرے مخالفاں نوں ووٹ دتے ایہہ رویہ اک سیاستدان دا رویہ ہوندا اے ایہہ رویہ اک نمائندے دا رویہ ہوندا اے اگر ایہدے اندر کوئی تبدیلی لے آؤاں جیے میں کواں جی فلانے ڈیرے دار دہ بندہ اے او فلانے ڈیرے دار دا بندا اے تے ایہہ گل سیاستداناں والی نہیں ایہہ ڈیرے داراں دے کم ہوندے نے ایہہ سیاستداناں دے کم نئیں ہوندے

چوہدری محمد صدیق سالار۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا جناب فضل حسین راہی چیف منسٹر صاحب کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتے کیونکہ جب وہ فیصل آباد تشریف لے گئے تو ان کے گھر چلے گئے بہالدہی گئے۔ اپنی گاڑی میں بیٹھا کر ان کو ساتھ لے گئے۔ وہ ان کا بے حد احترام کرتے ہیں وہ ہر آدمی اور ہر ممبر کا احترام کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر میں سیاسی کارکن ہاں تے میں جناب چیف منسٹر صاحب کا شکریہ ادا کرداں کہ او میرے والد صاحب دی وفات دے سلسلے وچ تعزیت واسطے میرے گھر آئے میں او نہاں دا اپنے گھر دے وچ دی شکریہ ادا کیتا او نہاں دی گڈی دے وچ بیہہ کے وی او نہاں دا شکریہ ادا کیتا کہ اوہ اینیں معروف آدمی ہیں کہ اوھناں کول شائد یہ ٹائم بڑی مشکل نال نکلیا ہو وے۔

جناب والا مینوں یہ احساس ہے کہ اک صوبے دا سربراہ ہوکے اک معمولی آدمی دے گھر آوے تے اوس بندے نوں بڑی خوشی ہوندی اے۔ تے میں خوشی کا اظہار کیتا سی میں واقعی ایہہ کہناں کہ ایہہ او نہاں دی مہربانی سی لیکن اک ایہو جیہا کم کرن دے نال میرے نال تاں اوھناں دا تعلق ہو سکدا اے۔ میں اوھناں دی عزت کرناں واں لیکن اِس چیز کا تعلق پورے صوبے دی عوام دے نال اے ایتھے آن کے اسیں عوام دے حقوق کو لوں کدے وی پچھے نئیں ہٹ سکدے میں ایہہ کہناں کہ جس طرح میں ووٹاں لین توں بعد اوھناں دا نمائندہ بن گیا ہاں تے میں ہر ایک دا نمائندہ ہاں ہر اک دا میں ساتھی ہاں۔ ایسے طرح چیف منسٹر پنجاب دے ست کروڑ لوکاں دے ایتھے واحد نمائندے نئیں جے او اسطرح دیاں گلاں کرن دے جس طرح دیاں گلاں ایہہ کر دے سے کہ اسیں زبان کھچ لواں گے یا ساڈے ہتھ ایہناں دے گریباں تکسد پہنچ جان گے یا اتھے ہو جاوے گا نئے ایہہ کوئی سیاسی لوکاں دیاں گلاں نئیں ایہناں گلاں دا پاکستان نوں نقصان ہو سکدا اے ایہناں گلاں دا پنجاب نوں نقصان ہو سکدا اسلے ایہناں گلاں دا ساڈی عوام نوں نقصان ہو سکدا اے اگر ایسی غیر ذمہ داری نال گلاں کراں گے اور سیاسی گلاں وچ ایمانداری نئیں ورتاں گے تے اوھدے اندر تحمل تے برد باری نو کم نئیں لواں گے تے ایہدا نقصان مینوں کوئی نئیں میرے خلاف تسیں جسطرح مرضی اے گلاں کرو مینوں کوئی نقصان نہیں،

کے خلاف کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ بتایا گیا ہے کہ انہوں نے اپنے خطاب کے دوران کہا کہ آئندہ مالی سال کے دوران مسلم لیگ سے تعلق رکھنے والے ارکان اسمبلی کو تیس تیس لاکھ روپے ترقیاتی کاموں کے لیئے مختص کیئے جائیں گے جب کہ اپوزیشن ارکان کے حلقوں میں یہ رقوم ان کے مخالفین سے خرچ کروائی جائیں گی۔

جناب والا اپنے رائے دھندگان کی خواہشات کے مطابق اپنی غیر جماعتی حیثیت کو برقرار رکھنا حکومت کی ناقص اقتصادی منصوبہ بندی پر قانون کی حدود کے اندر رہتے ہوئے تعمیری تنقید کرنا امن عامہ کے مسئلہ پر رائے زنی کرنا اور دیگر معاملات جو اسمبلی کے دائرہ کار میں آتے ہوں پر بحث کرنا قانونی سرگرمیوں میں شمار نہیں ہوتا بلکہ وہ آئینی اور جمہوری فرائض کی تکمیل ہے اسی طرح ہر رکن اسمبلی کا یہ قانونی اور جمہوری حق ہے کہ وہ اپنے حلقہ انتخاب کے لوگوں کے لیے ترقیاتی سکیمیں تجویز کرتا ہے اور ان پر عمل درآمد کرنے کے لیئے حکومت کے خزانہ سے فنڈز حاصل کرتا ہے۔ مگر مسلم لیگ کے صدر اور وزیر اعلیٰ جو کہ صوبہ پنجاب کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے لامحدود انتظامی اختیارات کے مالک ہیں اس دھمکی آمیز بیان سے میرے ان فرائض کی ادائیگی میں جو کہ صوبائی اسمبلی میں اپوزیشن گروپ کا رکن ہونے کی حیثیت سے اپنے خدا کو حاضر ناظر جان کر اپنے ضمیر کے مطابق اس صوبہ کے عوام کے حقوق کے تحفظ کے لیے ادا کر رہا ہوں مداخلت ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے اور آئین کے تحت مجھے میرے حلقہ نیابت کی نمائندگی کرنے اور وہاں کی عوام کے لیئے ترقیاتی منصوبے تجویز کرنے کا جو آئینی حق حاصل ہے وہ بھی چھین لیا گیا ہے۔ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب کے اس بیان سے نہ صرف میرا بلکہ بہت سے دوسرے ارکان اسمبلی کا استحقاق پامال ہوا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ اس سنگین اور مخصوص معاملہ کو زیر بحث لایا جائے کیونکہ یہ پنجاب اسمبلی کی فوری مداخلت کا متقاضی ہے۔

فصیل آتش و آہن بہت بلند سہی
بدلتے وقت کی رفتار کون روکے گا۔
نئے خیال کی پرواز روکنے والو
نئے عوام کی تلوار کون روکے گا۔

جناب سپیکر پنجاب کے سربراہ حکومت جناب نواز شریف صاحب کا بیان جو کہ ایک

جناب سپیکر: پنجاب کے سربراہ حکومت، جناب نواز شریف کا بیان جو کہ روزنامہ جنگ میں بڑی موٹی اور دیدہ زیب سرخیوں کے ساتھ شائع ہوا ہے۔ وہ حکومت کے اِن ارادوں کی عکاسی کرتا ہے حکومت فاشسٹ طرزِ حکومت کو اپنا کر آزادی اظہار کے علمبرداروں کو کچلنے پر تلی ہوئی ہے جناب والا ہمارے وزیر اعلیٰ جو کہ ہر وقت شرافت کا ڈھنڈورا پیٹتے رہتے ہیں اِن کے اِس بیان سے کم از کم مجھ پر کوئی خوف طاری نہیں ہوا ہے لیکن بحیثیت وزیر اعلیٰ ان کو اِس قسم کا بیان نہیں دینا تھا کیونکہ ایسی بات انکو زیب نہیں دیتی جناب والا جب حکومت نے انتخابات غیر جماعتی بنیادوں پر کروائے تھے اِس وقت ہم نے حلقہ نیابت کے لوگوں سے وعدے کیے تھے کیونکہ اِس وقت ہمارے پاس کوئی سیاسی نعرہ نہیں تھا ہمارے پاس ایک ہی نعرہ تھا اور ہم اِن لوگوں سے عام جلسوں میں اپنے خدا کو حاضر ناظر جان کر یہ عہد کرتے تھے کہ ہم تمہارے لئے تعمیری منصوبوں کی تکمیل کر دئیں گے کیا آج ہمارے حلقہ نیابت کے لوگوں کو سڑکوں کی ضرورت نہیں ہے کیا اِن کے راستے گرد آلود نہیں ہیں کیا وہ پانی کی بوند بوند کو نہیں ترس رہے ہیں کیا ہمارے حلقہ نیابت کے لوگوں کو علاج اور معالجے کی ضروریات نہیں ہیں۔ اگر ہمارے علاقہ کے عوام کی یہ تمام ضروریات موجود ہیں تو پھر جناب وزیر اعلیٰ صاحب کو بحیثیت وزیر اعلیٰ پنجاب یہ بات کم از کم زیب نہیں دیتی کہ وہ حلقہ انتخاب کے لوگوں کو اِن کے حقوق سے محروم کر دیں جناب والا اِن کا یہ دھمکی آمیز رویہ اہل پنجاب کے لیے رنج والم اور غم و غصہ کا باعث بنا ہے۔ لیکن ہم اہل پنجاب کو یہ یقین دلاتے ہیں کہ ہم کسی وزیر اعلیٰ کی دھمکیوں میں نہیں آئیں گے

ہم پرورشِ لوح و قلم کرتے رہیں گے
جو دل پہ گزرتی ہے رقم کرتے رہیں گے

(شکریہ)

جناب سپیکر: جناب وائیں صاحب۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ (جناب غلام حیدر وائیں صاحب) جناب سپیکر! میں شکر گزار ہوں کہ اِس تحریک استحقاق پر جو کہ تین فاضل اراکین نے پیش کی، مجھے اظہار خیال کا موقع دیا گیا ہے اِن تینوں تحریک ہائے استحقاق کا ماحصل یہ ہے کہ گزشتہ دنوں مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی کا اجلاس ہوا جس میں بہت سی باتیں کی گئی جن کو بنیاد بنا کر تحریک استحقاق پیش کی گئیں اِن پر اظہار خیال سے پہلے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ...

وہ بات سارے فسانے میں جس کا ذکر نہ تھا وہ بات اِن کو بہت ناگوار گزری ہے

جناب سپیکر۔ مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی کا اجلاس جس میں جماعت کے اپنے مسائل کا تذکرہ

ہوا اور جس میں جماعت کے اپنے ممبران کے ڈسپلن کی بات ہوئی یہ پارلیمانی روایات کے عین مطابق ایک سیاسی حق ہے کہ وہ اپنے سیاسی امور پر بحث و تمحیص کرتے ہوئے اپنے حالات کا جائزہ لیں مسلم لیگ کے پارلیمانی اجلاس میں اگر مسلم لیگ کے ارکان سے ڈسپلن کی بات ہوئی ہے تو یہ کوئی خلاف قانون خلاف قاعدہ اور خلاف جمہوریت بات نہیں ہوئی ہے کیونکہ یہ باتیں جمہوریت کی روح ہیں یہ جمہوری ممالک میں ہوتی ہیں۔ انشاءاللہ آئندہ بھی ہوتی رہیں گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر اگر مسلم لیگ کے پارلیمانی گروپ کے اندر جماعت کی تنظیم اور نظم و نسق کی بات کی گئی تھی یہ تو ہماری جماعت کا اپنا معاملہ ہے ہماری اپنی بات ہے اس سے اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے وہ احباب کہ جن کا مسلم لیگ سے کوئی تعلق نہیں ان کو کیوں پریشانی لاحق ہوئی ہے اگر وہ بھی مسلم لیگ کی سرگرمیوں سے اتنی دلچسپی رکھتے ہیں تو ان کو میں دعوت دیتا ہوں کہ وہ آئیں اور مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں ہم تو ان کو خوش آمدید کہتے ہیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا انہوں نے ہمیں بھی مسلم لیگ میں شامل ہونے کے لیے دعوت فکر دی ہے جناب والا اللہ تعالیٰ ہمیں اتنی توفیق نہ دے کہ ہم ایک ڈوبتے ہوئے جہاز میں سوار ہو جائیں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی ۔۔۔۔۔ جناب سپیکر اس ملک میں ایسے لوگ موجود ہیں جنہوں نے روز اوّل ہی سے صداقتوں کو قبول نہیں کیا کیونکہ ان کی عقلوں پر تالے لگے ہوئے ہیں ہماری تو دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے ذہنوں کے تالے کھولے اور ان کو حقیقت قبول کرنے اور حقیقت پر عمل کرنے کی توفیق دے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر۔ میں بات یہ عرض کر رہا تھا کہ مسلم لیگ کے پارلیمانی اجلاس کی کارروائی جس کا کہ تمام تر تعلق مسلم لیگ کی اپنی تنظیم اپنی سیاست اور اپنے نظم نسق سے تھا اس کے پس منظر میں مجھے یہ پتہ نہیں چلتا کہ اس کارروائی کا اپوزیشن کے افراد سے تعلق کیسے ہو گیا ہے اور ہمارے گھریلو معاملہ کا ان سے رابطہ کیسے قائم ہو گیا کیونکہ ان صاحبان کا مسلم لیگ کے معاملات کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے ہاں مجھے خیال آیا کہ اگر اس کا براہ راست تعلق

نہیں تو شاید in direct تعلق ہو اس بنا پر کہ اپوزیشن میں بیٹھے ہوئے بعض احباب کے دن اپوزیشن کے ساتھ اور راتیں گورنمنٹ کے شاید ان کا تعلق اس بنا پر مسلم لیگ پارلیمانی گروپ کے ساتھ بھی کسی نہ کسی طرح میں ایسے حضرات کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ وہ اپنی اصلاح کریں مسلم لیگ پارلیمانی گروپ انشاءاللہ اپنی حکمت عملی آئین کے اندر رہتے واضح کرتا رہے گا مسلم لیگ اپنے فی صد فیصلے کرتی رہے گی۔

جناب فضل حسین راہی ۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا بجائے ہمیں مشورہ دینے کے اپنے آدمیوں کو منع کریں کہ وہ ہمیں کیوں آکر بتاتے ہیں۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی ۔ جناب سپیکر! میں یہی حقیقت عرض کر رہا تھا کہ اگر ہماری پارٹی کے اندر ڈسپلن کی کوئی بات ہوئی ہے تو اس سے ان اصحاب کا کوئی استحقاق مجروح نہیں ہوتا جناب سپیکر اب میں دوسری جانب آتا ہوں کہ یہ بات اگر پارلیمانی گروپ کے اندر ترقیاتی منصوبہ جات کی تقسیم کے متعلق کوئی بات ہوئی ہے تو ہاں جناب سپیکر ہوئی ہے۔ اور آئندہ بھی ہوگی اور وہ بات یہ ہوئی ہے کہ ہم ترقیاتی منصوبہ جات کی رقوم تمام علاقوں میں مساوی طور پر تقسیم کریں گے تاہم ان ترقیاتی منصوبوں کی نگرانی آیا ایم۔ پی۔ اے حضرات نے کرنی ہے آیا ایم۔ این۔ اے حضرات نے کرنی ہے۔ آیا سینیٹر حضرات نے کرنی ہے آیا لوکل باڈیز کے نمائندوں نے کرنی ہے یا وہاں کے افسران نے کرنی ہے جناب عالی یہ ایک ایسا حق ہے جو کہ اس وقت وزیر اعلیٰ کو بطور صوبہ کے چیف ایگزیکٹو حاصل ہے اور اس حق کو وہ استعمال کرتے رہیں گے کیونکہ اس سے آئین کی کسی شق کی کوئی خلاف ورزی نہیں ہوتی ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب فضل حسین راہی ۔ سرگل ایسے ہے جی جدوں دی اے کرن تہ اوچی بولن نال رقماں وددھن گیاں تے نہ اوچی بولن نال افتیار وددھن گے۔

وزیر صنعت معدنی ترقی ۔ جناب سپیکر میں اپوزیشن بنچوں پر بیٹھے ہوئے فاضل اراکین کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک جمہوریت کی بقا کا تعلق ہے جہاں تک شرافت کی حکومت کا تعلق ہے تو مسلم لیگ کو اس بات پر فخر ہے کہ اس جماعت نے اس ملک میں بڑے عرصے کے بعد جمہوریت کی راہوں کی قدروں کی نئی راہیں متعین کی ہیں ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ مسلم لیگ کی حکومت نے شرافت کی حکومت کا اسلوب دیا ہے

اور بات کرنے اور بات سہنے کا حوصلہ پیدا کرنے کی راہ پیدا کی ہے اور ہم انشاء اللہ ان قدروں میں مزید شاندار روایات کا اضافہ کرتے رہیں گے یہ بات جن اصحاب کی ہے میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ جن ارکان نے یہ تحریک استحقاق پیش کی ہے ان کی سیاسی جماعت کے حوالے سے بات کروں گا اور اسی جماعت کے ماضی کے کردار کے حوالے سے بات کروں گا کہ مسلم لیگ کے دورِ حکومت کی جمہوریت اور مسلم لیگ کے دورِ حکومت کی شرافت کی بات کرنے والوں کو میں ان کے اپنے دورِ حکومت کی یاد دلانا چاہتا ہوں جب اسمبلیوں میں اپوزیشن کے اراکین کو ٹانگوں سے اٹھا کر باہر پھینکا گیا۔ (شیم۔شیم) ایسی سیاہ جمہوریت صرف پیپلز پارٹی ہی پیدا کر سکتی تھی ایسی جمہوریت مسلم لیگ نہیں لا سکتی۔ انشاءاللہ مسلم لیگ شاندار جمہوری شرافت کی راہیں قائم کرتی رہے گی۔ جناب سپیکر میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ ان فاضل اراکین نے صرف بات برائے بات ہی کی ہے جبکہ ان کا ماضی اور حال اس جماعت کے ساتھ وابستہ ہے جس سیاسی جماعت نے شرافت کی دھجیاں اکھیڑیں جنہوں نے اپنے دور میں جمہوریت کو قتل کیا اور جنہوں نے جمہوریت کو ایسی راہوں پر لا پھینکا جس سے اس ملک میں مارشل لاء لگا یہ ایک ایسا جرم ہے جس کے لیے قوم ان کو کبھی معاف نہیں کرے گی۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر۔ جہاں تک اپوزیشن کے حقوق کا تعلق ہے میں اس ایوان پر یہ واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ انشاءاللہ اپوزیشن کے تمام اراکین کے جو بھی آئینی حقوق ہیں۔ ان کا پورا پورا تحفظ کیا جائے گا بلکہ یہ حقوق ان کو فراہم کیے جائیں گے۔ لیکن جناب سپیکر یہ امور ہمارے آئینی حقوق نہیں ہیں اس کے لیے محض شور ڈالنے کی قطعاً کوئی پرواہ نہیں کی جائے گی۔ جناب سپیکر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ترقیاتی منصوبوں کی نگرانی کے اختیارات جناب قائدِ ایوان اور وزیر اعلیٰ کو حاصل ہیں یہ خالصتاً انتظامی مسئلہ ہے اور یہ خالصتاً وزیر اعلیٰ کے دائرہ اختیار کا مسئلہ ہے کیونکہ وہ جس کو چاہیں گے انہیں یہ تمام اختیارات دیں گے اور وہ جس کو نہیں چاہیں گے اُس کو ہرگز نہیں دیں گے۔

جناب سپیکر۔ ترقیاتی سرگرمیوں کے متعلق میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں

اِس سے پہلے بھی ایک تحریکِ استحقاق جناب ریاض حشمت جنجوعہ کی طرف سے پیش ہوئی تھی۔ جس کا مقصد یہ تھا کہ اِن کو انسدادِ رشوت ستانی کی کمیٹیوں میں کیوں نہیں لیا گیا یہاں پر کچی آبادیوں کی بات بھی کی گئی جنابِ سپیکر اِس کے متعلق جناب کی دا فیصلہ رولنگ آچکی ہے کہ وہ . . .

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جنابِ سپیکر میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ محترم وزیر صاحب جوشِ خطابت میں یہ فرما رہے ہیں کہ میری طرف سے ایک تحریکِ استحقاق پیش ہوئی تھی جس میں شاید میں نے یہ مطالبہ کیا تھا کہ ہمیں انٹی کرپشن کمیٹیوں میں شامل کیوں نہیں کیا گیا اگر آپ میری تحریکِ استحقاق کے نفسِ مضمون کا مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا۔ میں نے یہ صاف الفاظ میں لکھا تھا کہ اس ایوان کی بالا دستی کو ختم کر کے ایک جماعتی آمریت قائم کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ہمیں انٹی کرپشن کمیٹیوں میں شامل ہونے کا شوق نہیں ہے۔ اس لیے کہ ہم ان انٹی کرپشن کمیٹیوں کا بھی محاسبہ کر سکتے ہیں کیونکہ میں نے اِس دن بھی عرض کیا تھا کہ کردار سب سے بڑا استحقاق ہے جناب وزیر موصوف غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں اور سابق حکمران پارٹی کے بارے میں اگر وزیر صاحب نے کسی قسم کی بات کرنے کی کوشش کی اس سیاسی جماعت کے متعلق جس سے آپ کا تعلق ہے ماضی حال اور مستقبل اس ایوان میں پیش کرنے پر مجبور ہو جاؤں گا کہ۔

تجھ میں جرأت ہے اگر تو قتلِ گل کے بعد
صحنِ چمن سے بوئے شہادت نکال دے

(نعرہ ہائے تحسین)

رانا پھول محمد خان ۔ جنابِ سپیکر آپ اس بات کی وضاحت کریں کہ تحریکِ استحقاق کے لیے کتنا وقت مقرر ہے ؟

جنابِ سپیکر ۔ آپ تشریف رکھیں میں آپ کو ابھی بتا دیتا ہوں میں جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ان کا پوائنٹ آف آرڈر کسی لحاظ سے نہیں تھا اور اِس کے ساتھ ہی میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں آئندہ بھی کسی معزز رکن کو پوائنٹ آف آرڈر پر غیر ضروری تقریر کرنے کی اجازت نہیں دوں گا۔

وزیرِ صنعت ۔ جنابِ سپیکر میں جمہوری قدروں کی بات کر رہا تھا اور جناب کی اجازت سے فاضل رکن کی بات کو بھی آگے لے جانا چاہتا ہوں کہ جنابِ سپیکر/. . . ۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب سپیکر میں آپ سے پھر یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ قواعد کے مطابق تحریک کے استحقاق پر کتنی دیر تقریر ہو سکتی ہے مقررہ وقت سے کتنی دیر زیادہ ہو چکی ہے ؟

جناب فضل حسین راہی ۔ جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دائیں صاحب یہاں پر متنازعہ باتیں کیوں کر رہے ہیں ؟

Mr. Speaker : Please take your seat.

وزیر صنعت ۔ جناب سپیکر! جمہوری روایات کے سلسلہ میں یہ بات گوش گزار کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے اپنی بات پر فخر ہے کہ میں اِس جماعت کا رکن ہوں جسے مسلم لیگ کہتے ہیں جو اِس ملک کے قیام کی وارث ہے اور میں اِس سلسلے میں اِس جماعت کا تذکرہ بھی کرنا چاہتا ہوں جس نے جمہوری روایات کا بیڑا غرق کیا یہ وہی پیپلز پارٹی ایک سیاسی جماعت ہے جس نے اِس ملک پر ڈکٹیٹرشپ . . . .

(قطع کلامیاں)

جناب فضل حسین راہی ۔ جناب سپیکر وائیں صاحب متنازعہ باتیں کر رہے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ۔ قائدِ اعظم کی مسلم لیگ جس نے پاکستان کو تخلیق کیا وہ دفن ہو چکی ہے ۔ جو مسلم لیگ آج ہے وہ تو طوائف ہے جسے کبھی تو ایوب خان کے دربار میں نچایا گیا کبھی یحیٰی خان کے دربار میں اور آج کل ایک آمر ضیاء الحق کے دربار میں گھنگرو پہنا کر نچایا جا رہا ہے ۔

Mr. Speaker : Please take your seats. Wyne Sahib please take your seat. Janjua Sahib please take your seat.

جنجوعہ صاحب میں بڑے افسوس کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ آپ پارلیمانی روایات بالکل پامال کر رہے ہیں اور میں اِس بات کی آپ کو ہرگز اجازت نہیں دے سکتا ۔

جناب فضل حسین راہی ۔ جناب سپیکر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں . . . .

Mr. Speaker : Please take your seat.

میں یہ بات واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اِس ایوان میں پارلیمانی روایات کی پامالی کرنے والے

رکن کو میں ہرگز معاف نہیں کروں گا interruption کی اجازت بھی نہیں دوں گا وزیر صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

وزیر صنعت۔ جناب سپیکر! میں آپ کا نہایت شکر گزار ہوں کہ جناب والا میں اس ملک کی جمہوری روایات کی بات کر رہا تھا اور اس ملک کی جمہوری روایات کی بات کرتے ہوئے میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں ایک ایسی جماعت کا کارکن ہوں جو نہ صرف یہ کہ اس ملک کو قائم کرنے کے کارنامہ کی وارث ہے بلکہ اس نے اس ملک سے مارشل لا کو واپس بھی کروایا جس نے جمہوری روایات بحال کیں اور جس نے سیاست میں شرافت کے اسلوب کو جنم دیا۔ میں اس بنا پر ایوان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ۔۔۔۔ (نعرہ ہائے تحسین)

انشاء اللہ تعالیٰ مسلم لیگ اور اس کا پارلیمانی گروپ ملک میں جمہوری روایات کی پاسداری کے لیئے اچھی سے اچھی روایات کا اضافہ کرتا رہے گا۔

جناب سپیکر۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ لوگ بھی جو آج اس ملک میں جمہوریت کی بات کرتے ہیں ان کے ماضی کو ہم دیکھتے ہیں تو ان کا ماضی جمہوریت کے نقطۂ نگاہ سے اتنا گھناؤنا ہے کہ اس جماعت نے اس ملک میں جمہوریت کو قتل کیا۔ شرافت کا جنازہ نکال دیا جمہوری اداروں کا بیڑا غرق کیا عدلیہ کی بالادستی کو برباد کیا اور اس ملک میں کوئی ایسی روایت نہ چھوڑی جس پر ہم بطور قوم فخر کر سکیں ہم اس بات کی مذمت کرتے ہوئے یہ کہہ دینا چاہتے ہیں کہ ہم ایسے حالات اس ملک میں ہرگز نہیں آنے دیں گے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر۔ میں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ۔۔۔

مخدوم زادہ حسن محمود۔ جناب سپیکر اگر اجازت ہو تو۔۔۔۔

جناب سپیکر۔ مخدوم زادہ صاحب آپ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ جناب سپیکر صاحب آپ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے میں صرف ایک چیز پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہم پھر کس جماعت کے ممبر تصور کیے جائیں وزیر موصوف تو کہتے ہوئے ہیں کہ ہم پیپلز پارٹی کے ہیں

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر میں پھر یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ کس

جماعت میں شامل کیا گیا ہے ؟

جناب سپیکر ۔ راہی صاحب آپ اپنے لیڈر کی بات کا تو احترام کریں ۔

مخدوم زادہ حسن محمود ۔ جناب سپیکر وائیں صاحب جو یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کا ماضی ہے پیپلز پارٹی سے مخاطب ہیں یا مجھ سے ؟ میں تو مسلم لیگ کا نائب صدر ہوں اور جائز نائب صدر ہوں اور میں ثابت کر دوں گا ۔

جناب سپیکر ۔ تشریف رکھیں

وزیر صنعت جناب سپیکر جس وقت ۔

جناب سپیکر ۔ وائیں صاحب میں آپ کو بھی یاد دلانا چاہتا ہوں کہ ۔۔

You will make a brief statement.

وزیر صنعت ۔ All right Sir جناب سپیکر میں یہ گزارش کر رہا ہوں کہ اس وقت تین تحریک ہائے استحقاق زیر غور ہیں جو مخدوم زادہ صاحب جنجوعہ صاحب اور راہی صاحب کی طرف سے پیش ہوئی ہیں ان میں سے دو اراکین کا واضح طور پر تعلق پیپلز پارٹی سے ہے اور ان میں سے ایک راہی صاحب وہ رکن ہیں جن کی پیپلز پارٹی کی سرگرمیوں میں تخریب کاری کرنے پر کوڑوں کی سزا ملی تھی ۔

آوازیں ۔ Shame - Shame

وزیر صنعت ۔ لہٰذا میری بات relevant ہے اور اگر مخدوم صاحب تیلہ بھی بات کرتے ہیں تو میری گزارش یہ ہے مخدوم صاحب جس جمہوریت کی آپ بار بار ارشاد فرما رہے تھے میں نہایت احترام کے ساتھ یہ بات عرض کرتا ہوں کہ وہ جمہوری دور جو سابقہ صوبہ بہاولپور میں بطور وزیر اعلیٰ آپ کے اقتدار کا جمہوری دور تھا ۔ اس میں اگر آپ نے وہ کارنامے نہ سرانجام دیئے ہوتے جو آپ نے سرانجام دیئے ہیں تو آج آپ اس جگہ پر نہ بیٹھے ہوتے بلکہ اس سے بھی اعلیٰ مقام پر بیٹھے ہوتے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر میں یہ عرض کر رہا تھا کہ تینوں تحریک ہائے استحقاق جو یہاں پیش ہوئی ہیں ان میں پہلی بات ہماری جماعت کی پارلیمانی سرگرمیوں کے بارہ میں ہے جو کہ یہ ہماری اپنی مسلم لیگ کی میٹنگ تھی اور اس کے ساتھ ان کا قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے ۔ دوسری بات جو ترقیاتی کاموں

کے متعلق ہوئی ہے اِس کی وضاحت کرتے ہوئے میں یہ کہوں گا کہ ترقیاتی کام ایک انتظامی معاملہ ہے جب تک کسی فاضل ممبر کا کوئی حق سلب Constitutional rights infringe نہ ہوتا ہو اُس وقت تک وہ دائرہ تحریک استحقاق کی زد نہیں آتا لہٰذا میں دفعہ 55 رولز کے مطابق یہ گزارش کروں گا کہ یہ تینوں قرارداد ہائے استحقاق اِس دائرہ کار کے اندر نہیں آتی خالصتاً ایک انتظامی مسئلہ ہے جہاں تک پارلیمانی پارٹی کے متعلق جو بات ہوئی ہے یہ ہمارے گھر کا معاملہ ہے اِس کے ساتھ اِن کا کوئی تعلق نہیں ہے اِس کے بعد جناب سپیکر میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ترقیاتی فنڈز جس میں کچی آبادیوں کی بھی بات آچکی ہے اور اس سلسلے کی ملتی جلتی (identical) بات اِنٹی کرپشن کمیٹیوں کی تشکیل کے سلسلے میں آچکی ہے جناب سپیکر نے ان باتوں کو سن کر اور دونوں کی رائے سن کر اِن دونوں تحریکوں کو پہلے ہی رد کیا ہوا ہے لہٰذا یہ بات اسی دائرہ کار میں آتی ہے اور اِس بارہ میں ان کا کوئی حق نہیں بنتا میں جناب سپیکر آپ کی وساطت سے اپنے فاضل بھائیوں سے یہ گزارش کروں گا کہ مسلم لیگ کی پارلیمانی پارٹیوں کے جو اجلاس ہوئے ہیں یہ ہمارے گھر کا معاملہ ہے انشاء اللہ تعالیٰ جہاں تک سیاست میں شرافت کی روایات اور جمہوری روایات کا تعلق ہے مسلم لیگ پارلیمانی گروپ اِن میں مزید اچھی روایات کا اضافہ کرتا رہے گا کہ جناب جمہوریت کا مقصد جمہوریت کی روح آئین کے اندر رہتے ہوئے اکثریت کی بالادستی برتنا ہے لہٰذا مسلم لیگ کا پارلیمانی گروپ اکثریت کی بالادستی کو جو کہ جمہوریت کی روح ہے اس پر اپوزیشن کو مسلط کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دے گا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جنابِ سپیکر۔ جناب چیمہ صاحب

چوہدری محمد اعظم چیمہ۔ جناب والا جہاں تک تحریک استحقاق کا تعلق ہے جو باتیں ہوئی ہیں اِن کو میں دہرانا نہیں چاہتا اور جو بھی واقعات رونما ہوئے ہیں وہ بھی پارلیمنٹری روایات کے خلاف ہوئے ہیں میں ان کا بھی ذکر نہیں کرنا چاہتا۔

جناب والا میں دو باتوں کا ذکر کروں گا ایک تو جناب کی توجہ رولز کی طرف دلاؤں گا اور دوسرا اِس تحریک استحقاق کے بارے میں عرض کرنے کی جسارت کروں گا اور میں رولز 55 کے نمبر 1 کی طرف آپ کی توجہ دلاتا ہوں۔

Rule 55 (i) the question shall relate to a privilege granted by the Constitution, any law or rules made under any law ;

باقی باتوں کے زمرے میں اگرچہ یہ تحریک استحقاق نہیں آتی لیکن جہاں تک fundamental Constitution کا تعلق ہے سوائے اس کے کہ میرے فاضل دوستوں نے ہمارا قیمتی وقت ضائع کیا ہے اس کے علاوہ کوئی اور بات نہ تھی جہاں تک اس تحریک استحقاق کا تعلق ہے متعلقہ وزیر یہ بات واضح کر چکے ہیں کہ یہ ہمارے پارلیمانی گروپ کی میٹنگ تھی کیا ہوا کیا ہوا اگر یہ اخباری statement عہدیداران کی طرف سے ہوتی یا ہمارے معزز وزیر کی طرف سے ہوتی ہمارے پارلیمانی ممبر کی طرف سے ہوتی تو یہ ہدف تنقید بنائی جا سکتی تھی یا ہمارے قائد کی طرف سے ایک اوپن جلسہ میں ہوتی تو بہر کسی صورت میں حزب مخالف کے اراکین اسے ہدف تنقید بناتے عالیجاہ ! جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ ہمیں نظر انداز کیا گیا ہے یہ بات ان کی طرف سے کہنا کبھی بھی صورت میں بھی جائز نہیں کیونکہ ان کی اپنی تحریک استحقاق میں یہ واضح طور پر تحریر ہے کہ قائد ایوان نے یعنی صدر پنجاب مسلم لیگ نے یہ کہا تھا کہ پنجاب میں کسی بھی حلقے کو نظر انداز نہیں کیا جائے گا حالانکہ ان کے بھی اس ہی زمرے میں آتے ہیں جہاں تک ان کا یہ کہنا کہ ڈویلپمنٹ کے فنڈ ان کے ہاتھ میں دیئے جائیں تو جناب والا میں یہ بات آپ کے نوٹس میں لاؤں گا عالیجاہ ! کہ ماں باپ بھی گستاخ بچوں کو سودا لانے کے لیے رقم نہیں دیا کرتے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اگر انہیں ہمارے فنڈ سے ہمارے تعاون سے ہماری ایسی باتوں سے کوئی چیز مقصود ہے جیسا کہ میرے فاضل دوست نے میرے ساتھی نے انہیں دعوت دی بجائے اس کے کہ یہ غصہ کرتے انہیں فراخدلی سے یہ کہنا چاہیے تھا کہ یہ مانتے ہیں اور یا پھر یہ چپ رہتے سابقہ دنوں میں جناب والا آپ کے نوٹس میں ہوگا کہ اسمبلی چیمبر میں ان کی اپنی میٹنگ ہوئی تھیں کئی باتیں انہوں نے کی تھی بلکہ ہمارے نوٹس میں بھی وہ بات ہے کیونکہ ان کے ممبران نے بھی بات کی تھی تو عالیجاہ ہم نے آج تک تو کسی بات پر تذکرہ نہیں کیا صرف دوکانداری کو چمکانا ماسوائے اس بات کے کہ اخبارات میں نام آئے اور ہاؤس کا وقت ضائع ہو پارلیمنٹری روایات کے بالکل منافی ہے ۔

میں ذاتی طور پر کسی پر تنقید نہیں کرنا چاہتا ذاتی طور پر کسی پر کیچڑ اچھالنا نہیں چاہتا میں یہ عرض کرتا ہوں کہ ایسی باتیں جو کسی کی نجی ہوں کسی پارلیمنٹری گروپ کی ہوں کسی طرز کی ہوں تو کسی گروپ کا اصولی طور پر حق نہیں بنتا کہ وہ ان کو تحریک استحقاق کو بنیاد بنائے جہاں تک

قانون کا تعلق ہے۔

جناب والا میں نے آپ کے سامنے رولز کا حوالہ دیا ہے کیا انہیں قانونی طور پر کوئی حق پہنچتا ہے کہ ڈھنڈے سے یہ خبر لیں کیا ان کا یہ حق بنتا ہے کہ وہ طاقت سے اپنی بات منوائیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ۔ یہ جمہوری روایت ہے ہمیشہ ہر ایگزیکٹو ایسا ہی کرتا رہا ہے اور ہمیشہ ہوتا رہا ہے۔

جناب سپیکر۔ سید طاہر احمد شاہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب والا میں آپ کی وساطت سے فاضل رکن اسمبلی سے یہ پوچھنا چاہوں گا کیا وہ کس نقطے کے تحت تقریر فرما رہے ہیں۔ جناب ازراہِ کرم آپ ہی فرما دیں کہ یہ انصاف ہے۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

جناب سپیکر۔ آپ کی پہلی بات جو ہے وہ relevant ہے میں نے چیمہ صاحب کو اس کی admissibility کے بارے میں اپنے اظہارِ خیال کی دعوت دی ہے اور میں ان سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی admissibility کے بارے میں اپنے اظہارِ خیال کی دعوت دی ہے۔ اور میں ان سے دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی admissibility کے بارے میں کیا رائے ہے۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ۔ جناب والا جناب کی مہربانی جہاں تک اس کی relevancy اور admissibility کا تعلق ہے تحریک کا نفس مضمون جناب کے نوٹس میں آیا اور میں نے رولز کا حوالہ دیا یہ معاملہ کسی صورت میں admissible نہیں ہے عالیجاہ رولز کے مطابق اور اس کے نفس مضمون کے مطابق کسی کا استحقاق مجروح نہیں ہوا ہے نہ کوئی ایسا قانون بنایا ہے کہ کسی حلقے کو نظر انداز کیا گیا ہو نہ ہی کسی ممبر کو نظر انداز کیا گیا ہے اور نہ ہی اس پر کوئی قدغن لگائی گئی ہے تو وہ استحقاق کی زد میں نہیں آتا عالیجاہ اس کو rule out فرمایا جائے۔

جناب سپیکر۔ شکریہ میں اس کو pending کرتا ہوں۔

جناب سپیکر - راہی صاحب ذرا اپنی statement مختصر کریں -
جناب فضل حسین راہی - جناب والا میں ایہ عرض کر رہیا سی کہ بینوں اینہاں گلاں دا کوئی نقصان نئیں لیکن جہڑیاں چیزاں دا نقصان پنجاب دے لوکاں نوں ہو سکدا اے او ہناں نوں روکنا چاہندے آں
جناب سپیکر - شکریہ راہی صاحب -
جناب فضل حسین راہی - جناب والا ہالے تے دو چار منٹ ہوئے نیں-
جناب سپیکر - راہی صاحب شکریہ آج پرائیویٹ ممبرز ڈے ہے - ریزولوشنز ہیں قرار دادیں ہیں ان کو بھی take up کرنا ہے
جناب فضل حسین راہی - جناب والا صرف اک دو گلاں عرض کراں گا صرف اک گل آخری عرض کرنی چاہندا آں تے صرف دو منٹ دے دیو -
جناب سپیکر - ایک منٹ
جناب فضل حسین راہی - پورے دو منٹ دے دیو -
جناب سپیکر صرف ایک منٹ
جناب فضل حسین راہی - جناب مہربانی میں ایہ عرض کرناں چاہناں -
چوہدری خادم حسین - پوائنٹ آف آرڈر جناب والا میں نکتہ وضاحت پر آپ کی اجازت سے بات کرنا چاہتا ہوں -
جناب سپیکر - نکتہ وضاحت ہے یا پوائنٹ آف آرڈر ہے -
چوہدری خادم حسین - جناب والا اسی پوائنٹ آف آرڈر پر نکتہ وضاحت بیان کروں گا -
جناب سپیکر - نکتہ وضاحت پر میں آپ کو اجازت نہیں دیتا -
جناب فضل حسین قریشی - جناب سپیکر! میں ایہ کہنا چاہناں کہ ساڈے ایس ملک دے اندر ساڑھے اٹھ سال تک سیاسی عمل تقریباً رکیا رہیا ایتھے مارشل لاء دا نفاذ رہیا تے مارشل لا دے ختم ہونے کے بعد اسیں جمہوریت نوں پروان چڑھان دا سلسلہ اگر جمہوری اصولاں نوں اپنے سامنے رکھ کے ٹراں گے تے پھر ایتھے جمہوریتا گے ودھ سکدی اے لیکن ایتھے ساڑھے اٹھ سال وچ جہڑی ٹریننگ ہوئی ایہہ اوہ لوکاں دی -

بلدیاتی ٹریننگ ہوئی سائے سیاسی ٹریننگ نئیں ہوئی تے ایہ بلدیاتی سوچ دا مظہر سے کہ ایہہ کیہا جائے کہ چیئرمین ایہ کہندے نئیں کہ ایہ بندے تے ایہ کونسلر میرے نال نئیں لہٰذا ایہناں دے کم ڈک دیو ایہہ بلدیاتی چیئرمین دی سوچ اے یہ پنجاب دے چیف منسٹر دی سوچ نئیں ہونی چاہی دی ۔ ایہ میونسپل کارپوریشن دے چیئرمین دی سوچ تاں ہو سکدی اسے تے ایہ سوچ وی غلط سوچ اسے ایس واسطے میں ایہ کہناں کہ انج دی سوچ اسیں چھڈاں گے تے اسیں اجتماعی سوچ نوں اپناواں گے تے تاں پنجاب اسمبلی بچے گی ورنہ پنجاب اسمبلی میونسپل کارپوریشن پنجاب بگن تک پے گی ۔

جناب سپیکر ۔ شکریہ ۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی (جناب غلام حیدر وائیں) ۔ جناب سپیکر آپ اجازت ہے

جناب سپیکر ۔ وائیں صاحب ! دوسری پریویلج موشن کو بھی اس میں شامل کر لیا گیا ہے اور وہ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی ہے میرے خیال میں وہ بھی بات کر لیں اس کے بعد آپ فرمائیں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب ۔

حزب اختلاف کے ارکان سے ترقیاتی منصوبے تجویز کرنے کا آئینی حق چھیننا

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب سپیکر حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے مخصوص معاملہ پر جو کہ اسمبلی کی فوری مداخلت کا متقاضی ہے اور بحیثیت ممبر صوبائی اسمبلی میرے استحقاق کی پامالی کا موجب بنا ہے یہ تحریک استحقاق پیش رہا ہوں معاملہ یہ ہے کہ مسلم لیگ صوبہ پنجاب کے صدر جناب محمد نواز شریف صاحب کا ایک بیان روزنامہ جنگ لاہور مورخہ ۸۶-۵-۲۰ کے صفحہ اول پر جلی سرخیوں کے ساتھ شائع ہوا ہے یہ بیان انہوں نے مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی کے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے دیا ہے انہوں نے اپنے بیان میں فرمایا ہے کہ وہ پارٹی بااثر ہے اور اب وقت آگیا ہے کہ دوست اور مخالف میں فرق نمایاں کیا جائے انہوں نے کہا ہے کہ ایسے ارکان اسمبلی جن کا تعلق اپوزیشن کے ساتھ ہے ان کی غیر قانونی سرگرمیوں پر ان

رانا پھول محمد خان ۔ پوائنٹ آف آرڈر سر مجھے اجازت ہے کہ میں بھی کچھ اس پر عرض کر سکوں۔

جناب سپیکر ۔ میں اس کو pending کر چکا ہوں۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب یہ تو آپ چیمہ صاحب کو ٹریننگ دے رہے ہیں

(قہقہے)

لیڈر آف دی اپوزیشن بنانے کی یا لیڈر آف دی ہاؤس بنانے کی یا وزیر بنانے کی (قہقہہ)

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب سے پوچھوں گا کیا وہ بھی ٹریننگ حاصل کرنا چاہتے ہیں ۔

رانا پھول محمد خان ۔ تجربہ حاصل نہیں بلکہ تائید کرنا چاہتا تھا۔ میں اپوزیشن لیڈر سے درخواست کرنا چاہتا تھا اور میں اب بھی انہیں جناب کی اجازت سے یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ جہاں تک اس ہاؤس کے ارکان کا تعلق ہے ان کا استحقاق اگر مجروح ہوگا تو وزیر اعلیٰ پنجاب اور مسلم لیگ اسمبلی پارٹی کے تمام ارکان اپنے استحقاق سے زیادہ اسے ترجیح دیں گے ان کے استحقاق کو لیکن یہ تحریک استحقاق ۔۔۔۔

جناب سپیکر ۔ میں نے تو آپ کو اجازت نہیں دی رانا صاحب (قہقہہ)

رانا پھول محمد خان ۔ جی میں جناب بیٹھ جاتا ہوں لیکن استحقاق اپوزیشن کا نہیں ہے چونکہ قائد حزب اختلاف فرما چکے ہیں کہ میں مسلم لیگ کا نائب صدر ہوں وہ تو صرف مسلم لیگی ہیں ۔ پیدائشی مسلم لیگر ہیں اسی طرح مسلم لیگ کے خلاف حزب اختلاف بھی گئی ہے ۔

جناب سپیکر ۔ تشریف رکھیے رانا صاحب تشریف رکھیے ۔

جناب محمد رفیق ۔ جناب سپیکر آپ کی اجازت ہو تو ایک شعر عرض کروں ۔

آنکھ رکھتا ہے تو دریا کی طغیانی پر نہ جا

ہم دریاؤں کو چڑھ چڑھ کر اترتے دیکھا ہے

جناب سپیکر ۔ چوہدری صاحب آئندہ میں آپ کو شاعر کی روح کو تڑپانے کی اجازت نہیں دونگا (قہقہے)

وزیر صنعت (جناب غلام حیدر وائیں) میری باتوں سے قائد اعظم کی روح

تو نوٹس ہوتی ہو گی البتہ بھٹو کی قبر در تڑپتی رہے گی

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر - میرے پاس تو کچھ تحاریک التوائے کار آئی ہیں -

بیگم شاہین منور احمد - جناب سپیکر میری بھی ایک تحریک استحقاق نمبر ۱۶ تھی -

جناب سپیکر - جی اس کو بھی اگلے روز ٹیک اپ کریں گے -

بیگم شاہین منور احمد - لیکن میں آپ سے ایک گزارش کروں گی جو کہ اس کے متعلق نہیں ہے یہ ایک اور چیز ہے کہ یہ جو اخبار پاکستان ٹائمز ہے شاید یہ آپ کی نظروں سے گزرا ہوگا کہ انہوں نے ایک تو کل رپورٹنگ غلط کی تھی اور آج ایک غلطی کی ہے

جناب سپیکر - کیا اس کے لیے آپ کوئی نئی تحریک استحقاق دینا چاہتی ہیں؟

بیگم شاہین منور احمد - نہیں میں تحریک استحقاق نہیں دینا چاہتی میں آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتی ہوں کہ یہ بات اسمبلی کی کاروائی رپورٹ کرتے ہیں ان کو چاہیے کہ وہ اس کو درست پرنٹ کریں - بلکہ ان کو غلط publish نہیں کرنا چاہیے انہوں نے 20 مئی 1986 کے اخبار میں لکھا ہے کہ Leady M.P.A. stage solo walk out میں نے واک آؤٹ نہیں کیا اگر میں بھی واک آؤٹ کرتی تو میں آپ کو کہہ کر جاتی اور دوسری بات یہ ہے کہ کل کی بات تو میں معاف کر دیتی لیکن آج انہوں نے پھر میرا نام غلط کر دیا ہے - اور میرا سٹیٹس بھی بدل دیا ہے بلکہ مجھے مس شاہین منور بنا دیا ہے تو اس پر مجھے بہت سخت اعتراض ہے میں مسز شاہین، منور ہوں -

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر - بیگم صاحبہ پہلی بات تو جائز ہے اور دوسری بات بھی جائز ہے مجھے امید ہے کہ پریس گیلری نے اس کا نوٹس لے لیا ہوگا - - -

میرے پاس جو تحاریک التوائے کار آئی ہیں ان میں زیادہ تر ضابطے کے مطابق نہیں ہیں اور رولز اس کی اجازت نہیں دیتے کہ اور ہاؤس کا بلا وجہ وقت ضائع کیا جائے نمبر ا سے لے کر ۱۰ دس تک تحاریک آؤٹ آف آرڈر قرار دے چکا ہوں مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی تحاریک التوائے کار رہے میاں محمد اسحاق صاحب کی طرف سے بھی ہیں تحریک التوائے کار نمبر ۱۱ میاں صاحب کی طرف سے ہے -

جناب سپیکر - میاں محمد اسحاق

میاں محمد اسحاق - تحریک التوائے کار نمبر ۱ کے بارے میں آپ فرماتے ہیں

جناب سپیکر - آپ تحریک التوائے کار نمبر ۱ کی بات کریں۔

میاں محمد اسحاق - جناب والا ہاؤس میں ان تحاریک التوائے کار کو پڑھ کر بتایا جائے کہ یہ واقعی ......

رانا پھول محمد خان - وہ تو آپ بے کار ہو چکی ہے ان پہ فیصلہ ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر - آپ تحاریک التوائے کار کے بارے میں بات کر رہے ہیں۔

رانا پھول محمد خان - جی ۔ جی

جناب سپیکر - آپ کو اُن کی کاپیاں بھجوائے دیتے ہیں

رانا پھول محمد خان - یہ کلرکوں کی ہڑتال کے متعلق تھیں وہ ایک فیصلہ ہو گیا ہے اس لیے وہ بیکار ہو گئی ہیں کمیٹی بھی بن چکی ہے۔ اس کے متعلق وزیر اعلیٰ صاحب سے بات چیت ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر - تو پھر جھگڑا ختم ہوا رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میاں محمد اسحاق۔

تعلیمی اداروں میں تخریب کاری کی حوصلہ افزائی

میاں محمد اسحاق - میں یہ تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کروں گا کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے !

مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 86-5-3 کے روزنامہ جنگ لاہور روزنامہ نوائے وقت لاہور اور انگریزی روزنامہ پاکستان ٹائمز لاہور میں چھپی خبروں کے مطابق انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور کے ہوسٹل (قاسم ہال) کے ایک کمرہ میں بم پھٹنے سے جو خوفناک دھماکہ ہوا اُس کے نتیجے میں دو طالب علم ہلاک اور متعدد زخمی ہوئے جن میں سے کئی ہمیشہ ہمیشہ کے لیے معذور ہو گئے ہیں ان کے ہاتھ پاؤں اڑ گئے ایک کی دونوں ٹانگیں کاٹ دی گئی ہیں اس خوفناک حادثہ پر صوبے کے تمام عوامی حلقوں میں تشویش اور غم غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے اور وہ یہ سمجھنے لگے ہیں کہ یہ تعلیمی ادارے ہیں یا کہ اسلحہ خانے اور ان میں طلبہ کو تعلیم دے کر مفید شہری بنانے کی

کوشش کی جاتی ہے یا کہ تخریب کاری کی حوصلہ افزائی دراگران عناصر پر فی الفور قابو نہ پایا گیا تو نتیجہ اس سے بھی زیادہ خوفناک حد تک رونما پذیر ہو سکتے ہیں لہذا اس سنگین اور تشویش ناک مسئلہ پر فوری بحث کی جائے اور خاطر خواہ لائحہ عمل ڈھونڈا جائے تاکہ ایسے سنگین حادثات کا اعادہ نہ ہو۔ (اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر۔ ہمارے اکثر تعلیمی اداروں میں ایسے واقعات روز بروز ہو رہے ہیں اور حکومت نے اس بات کا عملی طور پر کوئی نوٹس نہیں لیا میں سمجھتا ہوں کہ جو ہمارے اداروں میں قوانین بنتے ہیں وہ کتابوں میں بھی چھپتے ہیں اور جہاں پر ان پر عمل کرنے کا تعلق ہے تو وہ کہیں دور دور تک نظر نہیں آتا۔ تعلیمی اداروں میں لوگ اپنے ننھے منے بچوں کو اتنی دیر پرورش کرنے کے بعد بھیجتے ہیں تاکہ وہاں اچھی تربیت حاصل کر سکیں مگر سکولوں کالجوں میں یہ تو تنگ دھماکے ہو رہے ہیں اور بم وغیرہ رکھے جا رہے ہیں بلکہ ان اداروں کو اسلحہ خانہ بنایا جا رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت کی اپنی کمزوری ہے اور اس کی طرف عملی طور پر توجہ دینی چاہیے جو کہ نہیں دی جا رہی۔ جس کی وجہ سے ماں باپ اپنے بچوں کو سکولوں اور کالجوں میں بھیجنے کی بجائے اس تشویش میں رہتے ہیں کہ آیا آج یہ ہمارا ننھا منا بچہ جو سکول جا رہا ہے یہ خیریت سے گھر واپس آئے گا یا نہیں اس سے ہمارے کالجوں اور سکولوں میں اضطراب پھیل رہا ہے اس کی طرف ایجوکیشن کے محکمہ اور ہماری انتظامیہ کو خاص طور پر توجہ دینی چاہیے اور جو یہ واقعات رونما ہو رہے ہیں جو بھی حضرات اس ظلم میں ملوث پائے جاتے ہیں ان کو سنگین سزائیں دینی چاہئیں میں سمجھتا ہوں کہ جہاں محکمہ انتظامیہ کا تعلق ہے وہ بالکل فیل ہو چکی ہے بلکہ جرائم میں اضافہ دن بدن دوگنا چوگنا ہو رہا ہے۔ اس لحاظ سے میں سمجھتا ہوں کہ تعلیمی ادارے ایک اکھاڑہ بن کر رہ گئے ہیں۔ کہیں عدالتوں میں اسلحہ استعمال ہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ میں معزز اراکین سے استدعا کروں گا کہ کاموں کیلئے دفتر لاکے دفاتر موجود ہیں ہال کے اندر ہال کے وقار کو برقرار رکھا جائے۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر۔۔۔۔

ایک معزز رکن۔ جناب کورم نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی ، کورم نہیں تھا) گھنٹیاں بجائی گئیں

(دوبارہ گنتی کی گئی کورم پورا تھا)

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ جی ۔ فرمایئے

میاں محمد اسحاق ۔ جناب والا میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہمارے جو تعلیمی ادارے ہیں ان کو ہر چیز سے یعنی سیاست سے پاک کیا جانا ضروری ہے تاکہ والدین اپنے بچوں کو محفوظ مقام پر صحیح تعلیم و تربیت دلا سکیں اور اس جانب پنجاب کی حکومت کو خاص طور پر خیال کرنا چاہیئے

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ جی ۔ وزیر قانون صاحب

جناب وزیر قانون ۔ جناب والا اس سوال کا تعلق مقدمہ نمبر ۱۷۰ مورخہ 2/5/86 جرم 302 اور سول ایکٹ کے تحت تھانہ مغلپورہ سے ہے اس کے مختصر حالات یہ ہیں کہ کمرہ نمبر 97 انجینئرنگ یونیورسٹی لاہور میں راجہ اقبال حسین طالب علم تھرڈ ایئر سول انجینئرنگ کے کمرے کے اندر راجہ اقبال حسین سرور حسین طالب علم فائنل ایئر سول انجینئرنگ ابوالحسن اور توصیف حیدر سو رہے تھے کہ کمرے کے اندر زبردست دھماکہ ہوا جس میں راجہ اقبال حسین توصیف حیدر موقع پر جاں بحق ہو گئے اور سرور حسین غلام حسن کوکب اور حفیظ اللہ زخمی ہو کر ہسپتال داخل ہیں دھماکہ کے بعد مندرجہ ذیل اسلحہ برآمد ہوا ایک عدد ہینڈ گرنیڈ ایک عدد چھ فٹ لمبی سیفٹی وائر اور ۱۲ عدد پستول کی گولیاں تفتیش مقدمہ جاری ہے لیکن ابھی تک کوئی ملزم گرفتار نہیں ہوا میں اس سلسلے میں عرض کروں کہ حکومت کی طرف سے کسی بھی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں ہوئی اور حکومت نے بروقت کارروائی کی ہے اور پوری طرح تفتیش کر رہی ہے اس لیئے اس میں حکومت کی کسی قسم کی کوئی کوتاہی نہیں ہے اور ہم یہ بھی کوشش کر رہے ہیں اور اس امر پر توجہ دے رہے ہیں کہ تمام تعلیمی اداروں میں سیاست جتنی کم ہو اتنا ہی بہتر ہے آخر میں جناب عرض ہے کہ یہ وقوعہ 3/5/86 کا ہے اور تحاریک التوائے کار 11 مئی 1986 دی گئی ہے اور recent occurrence نہیں ہے بلکہ فنی لحاظ سے یہ تحریک بنتی نہیں ہے

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ جی ۔ میاں صاحب کیا آپ محترم لاء منسٹر صاحب کی یقین دہانی سے مطمئن ہیں ۔

میاں محمد اسحاق ۔ جو بھی قانون ہو ۔ اس کے بعد ہم نے تحریک التواء کو لینا ہے

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ اب ہم قانون کی بات نہیں کر رہے ہیں میں یہ عرض کر رہا تھا کہ آپ ان کی یقین دہانی سے مطمئن ہیں ۔

میاں محمد اسحاق ــــــ ۔ کیا یہ بتائیں گے کہ انکوائری کرنے کے بعد جو حقائق سامنے آئیں گے تو اس کے بارے میں اس معزز ایوان کو بتایا جا سکے گا ۔

جناب وزیر قانون ۔ یہ معزز ایوان کا حق ہے اگر پوچھا جائے گا تو اس کا انشاءاللہ ضرور جواب دیا جائے گا ۔

میاں محمد اسحاق ۔ ہم اس کو التواء میں رکھتے ہیں جب آپ یہ انکوائری مکمل کریں گے اور انتظامیہ سے اس کے متعلق جو بھی جواب طلب کریں گے اور جو بھی فیصلہ کریں گے اس معزز ایوان کو اس کے متعلق اطلاع دیں تاکہ آئندہ تعلیمی اداروں میں ایسے واقعات رونما نہ ہوں اور جو یہ بات واقعہ ہوا ہے ہمیں جاننا چاہیئے کہ یہ کون بدبخت ہے جو ہمارے بچوں کو بم چلانے اور بم بنانے پر مجبور کیا اور اس کو چلانے کی ترغیب دی ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ میاں کیا آپ یہ واپس لیتے ہیں ؟

میاں محمد اسحاق ۔ یہ یقین دہانی کرا دیں کہ جب اس کے نتائج آئیں گے تو ہمیں بھی بتایا جائے گا ۔؟

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ لاء منسٹر صاحب تو فرما رہے ہیں ۔

جناب وزیر قانون ۔ اس کے متعلق آپ سوال کر سکتے ہیں انشاءاللہ جواب آئیں گے آپ اس کے متعلق سوال بھی کر سکتے ہیں کہ تفتیش کا کیا بنا ہے آپ کے سوال کے بعد اس کا جواب بھی دیا جائے گا ۔

میاں محمد اسحاق ۔ آپ تو فرما رہے ہیں کہ ابھی انکوائری جاری ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ میں معزز ممبران سے التماس کروں گا کہ وہ اپنی اپنی سیٹوں پر تشریف فرما ہوں ۔

میاں محمد اسحاق ۔ جناب والا جناب وزیر قانون فرما رہے ہیں کہ ابھی انکوائری جاری ہے وہ کون سماج دشمن عناصر ہیں جنہوں نے بچوں کو بم چلانے اور بم بنانے پر مجبور کیا اور ہمارے بچوں کو وہاں پر قتل کیا ہم یہ جاننا چاہتے ہیں کیا اس کے متعلق ہمیں یہ یقین دہانی کراتے ہیں کہ کیا وہ اس معزز ہاؤس کو مکمل حقائق سامنے آنے کے

بعد پوری طرح اطلاع دیں۔

جناب وزیر قانون ۔ میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ انشاء اللہ اس کی پوری اطلاع آپ کو ملے گی اس میں کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ آپ کو اطلاع نہ ملے کیونکہ یہ ہمارے چوں کا معاملہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ میاں اسحاق صاحب آپ اپنی تحریک التواء کو پریس نہیں کرتے میاں صاحب آپ یہ ۱۲ نمبر تحریک التواء ایک اور ہے۔

میاں محمد اسحاق ۔ جناب والا آج پرائیویٹ ممبروں کی کارروائی کا دن ہے اسے کل کر لیا جائے آج دو سرے دیپٹ کو لے لیا جائے جیسا کہ میران فرما رہے ہیں۔ تو بہتر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ تحاریک التوائے کار میں ایک آپ کی بھی تحریک التواء ہے یہ تمام حضرات مشورہ کر کے بتائیں کہ باقی جو وقت ہے رولز کو اس میں معطل کرتے ہوئے اگلی کارروائی کو لیا جائے۔

میاں محمد اسحاق ۔ نہیں اس کو آپ rule out نہیں کر سکتے pending کر سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ میں عرض کر رہا ہوں کہ یہ جو تحاریک التوائے کار ہیں ان کے لیئے اب وقت ختم کر دیا جائے اور ان کو اگلے working day میں رکھ لیا جائے ٹھیک ہے جی بقایا وقت اگلی کارروائی کے لیے مختص کیا جاتا ہے working day مختص کرتے ہیں۔ چوہدری محمد اعظم چیمہ صاحب

مسودات قانون

مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون پنجاب عدالت ہائے دیوانی مصدرہ 1986

چوہدری محمد اعظم چیمہ ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں ۔

"کہ مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون پنجاب عدالت ہائے دیوانی مصدرہ 1986 پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ تحریک پیش کی گئی اور سوال یہ ہے۔

"کہ مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون پنجاب عدالت ہائے دیوانی مصدرہ 1986 پیش کرنے کی اجازت دی جائے"

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری محمد اعظم چیمہ ۔ میں مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون پنجاب عدالت ہائے دیوانی مصدرہ 1986 پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ مسودہ قانون (ترمیم) ہنگامی قانون پنجاب عدالت ہائے دیوانی مصدرہ 1986 پیش کر دیا گیا ہے اس کو متعلقہ مجلس قائمہ کے سپرد کیا جاتا ہے جو اپنی رپورٹ 31 جولائی 1986 تک ایوان میں پیش کرے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ حاجی محمد اصغر چوہدری ...... فاضل ممبر ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ چوہدری محمد اعظم چیمہ۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ۔ جناب والا یہ تحریک آج پیش نہیں کرنا چاہتا

جناب ڈپٹی سپیکر! اس کو اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر رکھ لیتے ہیں۔ ...کیا اس کو واپس لیتے ہیں۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ۔ میں اس کو واپس لیتا ہوں کیونکہ میں اس کو صحیح کر کے دینا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ٹھیک ہے۔ اگلی تحریک چوہدری محمد اعظم چیمہ صاحب۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ۔ جناب والا۔ میں یہ تحریک پیش نہیں کرنا چاہتا اسے withdraw تصور فرمایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چوہدری محمد اعظم چیمہ صاحب نے اپنا مسودہ قانون واپس لے لیا ہے رانا پھول محمد خان اپنی تحریک پیش کریں۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا میں مسودہ قانون 13 بابت 1986 واپس لیتا ہوں

جناب ڈپٹی سپیکر۔ رانا پھول محمد خان نے اپنا بل واپس لے لیا ہے اب ریزولیوشن ہیں پہلا ریزولیوشن مسز خورشید بیگم صاحبہ کی طرف سے ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر 1986 کے پہلے اجلاس میں میری یہ قرارداد جس کا تعلق فیصل آباد میں کسٹم ڈرائی پورٹ قائم کرنے سے ہے وہ پیش ہوئی تھی اور ہاؤس میں اس کو زیر غور لایا گیا تھا اور وہ پینڈنگ ہو گئی اس پر جناب سپیکر نے یہ فیصلہ دیا تھا کہ آئندہ اجلاس کے پہلے دن پرائیویٹ ممبرز پر پہلے نمبر پہ اس قرارداد کو take up کیا جائے گا تو میں اس فیصلے کے مطابق آپ سے استدعا کرتا ہوں کہ میری اس قرارداد کو فوقیت دی جائے اور ایوان میں اس کو پیش کیا جائے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر بیگم صاحبہ کی قرارداد اور سید طاہر احمد شاہ صاحب کے اعتراض سے پہلے میں یہ گزارش کروں گا کہ میری بھی ایک قرارداد تھی جو کہ پہلے تین اجلاسوں سے ملتوی ہوتی آ رہی ہے اس پر وزیر متعلقہ نے یقین دلایا تھا کہ وزیر اعلیٰ

صاحب ہر ڈویژن سے دو دو رکن صوبائی اسمبلی کی ایک کمیٹی بنائیں گے اور اس کمیٹی کی رپورٹ اس ہاؤس میں پیش ہو گی لیکن نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ستم ظریفی یہ ہے کہ چھ ماہ گزر جانے کے باوجود آج تک نہ اس کمیٹی کی میٹنگ ہوئی اور نہ ہی اس کمیٹی کے نامزد ارکان کا مجھے علم ہے مجھے جناب کے دفتر سے اطلاع دی گئی اجلاس سے چند دن پہلے کہ آپ کی قرارداد پر کمیٹی مقرر کرنے کے لیے وزیر اعلیٰ صاحب کو تحریر کر دیا گیا ہے میری قرارداد یہ تھی کہ دیہی طلبہ کے لیئے کالجوں میں دیگر اداروں میں آبادی کے لحاظ سے سیٹیں مخصوص کی جائیں۔ اگر آبادی کے لحاظ سے نہیں تو کم از کم 80 فی صد دیہاتی لوگوں کے لیئے ہی مخصوص کی جائیں۔ گو ہم 85 فی صد آبادی والے لوگ ہیں لیکن مجھے افسوس ہے کہ آج تک اس کی کوئی کمیٹی نہیں بنائی گئی۔

جناب والا جب تک میری قرارداد کا فیصلہ نہ ہو جائے اس سے پہلے کوئی اور قرارداد پیش نہیں ہو سکتی نہ ہی زیر غور آ سکتی ہے اور نہ ہی اس پر بحث ہو سکتی ہے میں جناب کے حکم کا منتظر ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے متعلق دفتر سے معلومات حاصل کی جائیں گی اس کے بعد مناسب فیصلہ کیا جائے گا۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا دفتر نے لکھ دیا ہے کہ آپ کی قرارداد ہم نے وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس بھیج دی ہے بلکہ یہ ہاؤس کا فیصلہ ہے میرا نہیں وہ میری پراپرٹی نہیں ہے وہ قرارداد اس ہاؤس کی پراپرٹی ہے کیونکہ ہاؤس نے فیصلہ کیا تھا اور وزیر اعلیٰ صاحب نے فیصلہ کیا تھا اور وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی فرمایا تھا لیکن یہ دفتر کی کوتاہی یا ان وزراء صاحبان کی جو مختار نامے کر آتے ہیں اور انہیں بھی کارروائی کا پتہ نہیں ہوتا وہ وزیر اعلیٰ صاحب کو یاد ہی نہیں کرا سکتے یہ ریڈر کی کمزوری ہے۔ صاحب کی نہیں۔

چوہدری محمد رفیق: جناب والا میں رانا پھول محمد خان صاحب کی تائید میں یہ عرض کرتا ہوں جس قرارداد کا انہوں نے ذکر کیا اس قرارداد کا میں ہی خود محرک ہوں اور اس میں شریک ہوں۔ نہایت افسوس ہے کہ کتنے اجلاس گزر جانے کے باوجود بھی آج تک اس قرارداد کا کوئی فیصلہ نہیں ہو سکا اور نہ ہی اس معزز ایوان کی رائے شماری کے لیئے پیش کیا جا سکا

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب اور چوہدری صاحب آپ تشریف رکھیں میں عرض کرتا ہوں رانا صاحب جہاں تک آپ کی قرارداد کا تعلق ہے وہ انشاء اللہ take up کی جائے گی کل جو سرکاری کارروائی کا دن ہے اس پر وہ قرارداد لی جائے گی رشاء صاحب آپ کی قرارداد کو بھی ان شاء اللہ

بھی لیا جائے گا۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا آج قراردادوں کو ملتوی کرنا پڑے گا ان کو کل پر رکھ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ وہ تو آج ایجنڈے پر آچکی ہیں۔

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر جو ریزولیوشن ہیں ان کو تو آپ کل پر ڈالنا چاہتے ہیں مگر ہمیں کیوں قربانی کا بکرا بنایا جا رہا ہے (قطع کلامیاں)

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا میں تو اتفاق کر رہا ہوں آپ کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں میں نے مان لیا ہے تاکہ آپکی ہی باری آجائے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جناب سپیکر آپ نے جو فرمایا ہے میں نے کل بھی جناب سپیکر صاحب سے یعنی آپ جو اس وقت سپیکر کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں تو میں نے جناب والا سے گزارش کی تھی آج بھی جب وہ کرسی صدارت سے اٹھ کر اپنے چیمبر میں تشریف لے گئے تھے ان کے پاس گیا تھا اور انہوں نے کہا ہے کہ آپ اپنا پوائنٹ آف آرڈر اٹھائیں آپ کا پوائنٹ آف آرڈر میں سمجھتا ہوں in order ہے اور میں آپکو اجازت دونگا اور اپنی قرارداد ایوان میں پیش کر دیں گے کیونکہ میری قرارداد پینڈنگ ہونے کی وجہ سے وہ اس ایوان کی پراپرٹی ہے اور میری قرارداد کو دیگر قراردادوں سے فوقیت حاصل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ کا مطلب ہے کہ آپ کی قرارداد کو آج ہی لیا ہے۔

سید طاہر احمد شاہ۔ جی۔ ہاں

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ٹھیک ہے آج ہی لیتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا ملتوی قراردادوں میں ہیں یہ کر رعایت دے ورنہ حق یہ میرا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ آپ کوئی statement دینا چاہتے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا ایک رولنگ دینے کے بعد ایک بات پر یا کسی پوائنٹ پر فیصلہ کرنے کے بعد اس پھر آپ ہی جناب کو نظر ثانی نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ آپ فیصلہ کر چکے ہیں کہ شاہ صاحب کی بھی کل لیں گے اور میری قرارداد کی باری بھی کل ہے۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب والا اس میں ایک درستگی فرمالیں کہ یہ میری قرارداد کی بات کریں۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب شاہ صاحب کی قرارداد بھی آپ کل ہی لیں گے اور میری قرارداد پر بھی کل غور ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ لیکن کل تو یہ مسئلہ ہوگا کہ کل سرکاری کارروائی کا دن ہے اس میں کچھ اہم کام ہیں اس لیے اس میں شائد آپ کی قرارداد take up کی جا سکے اس لیے میں آج آپ کو موقع دیتا ہوں کہ آپ اپنی بات جاری رکھیں مجھے دفتر سے یہ پتا چلا ہے کہ آپ کی قرارداد comments چیف منسٹر صاحب کے پاس چلے گئے ہیں جس وقت اس پر کوئی فیصلہ ہوتا ہے تو اس سے آپ کو آگاہ کر دیا جائے گا

رانا پھول محمد خان ۔ میری قرارداد کی ایک کاپی مجھے پہنچا دی جائے تاکہ اس کو پڑھ کر میں از سر نو شروع کر دوں ۔

مسز خورشید بیگم ۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر آپ نے مجھے پکارا تھا

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ بیگم صاحبہ آپ فکر نہ کریں آپ کی قرارداد پہلے نمبر پر ہے انشاءاللہ اس کو ضرور لیا جائے گا۔

مسز خورشید بیگم ۔ میں فکر نہیں کر رہی لیکن جناب والا آپ نے خود ہی میرا نام پکارا تھا کہ میں بھی اپنی قرارداد پیش کروں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ مجھے یاد ہے میں نے آپ کا نام پکارا تھا اور انشاءاللہ آپ ہی کا نام پکاروں گا بھولوں گا نہیں تشریف رکھیے۔

مسز خورشید بیگم ۔ ابھی پکارا تھا میں اٹھ کھڑی ہوں۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر بہت بہت شکریہ میں اپنی قرارداد ایوان میں پیش کرتا ہوں ۔ (قطع کلامیاں)

رانا پھول محمد خان ۔ جناب سپیکر آپ کی اجازت سے میری قرارداد لینے گئے ہیں میں اپنی قرارداد کا متن ....

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ میں درخواست کروں گا کہ آپ جو طریقہ کار اختیار کر رہے ہیں تو اس طرح سے کوئی بھی کام نہیں چل سکے گا رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

رانا پھول محمد خان ۔ میں تو آپ کے حکم کی تعمیل کر رہا ہوں ۔ جناب والا نے فرمایا کہ اپنا بیان جاری رکھو قرارداد کی نقل مجھے نہیں ملی لیکن متن مجھے یاد ہے بلکہ شاہ صاحب مجھ سے پہلے اپنی قرارداد نہیں لا سکتے اس لیے میں اپنا بیان جاری رکھتا ہوں ۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ آپ تشریف رکھیں تمام معاملات آپ کے مشورے سے طے کیے جائیں گے ۔ اس میں گھبرانے یا دہم کرنے کی ضرورت نہیں ۔

رانا پھول محمد خان ۔ میں ایک دو منٹ میں اپنی قرارداد پر روشنی ڈال لیتا ہوں

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ بعد میں آپ بے شک روشنی ڈال لیں لیکن اب آپ تشریف رکھیں بیگم صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑی ہیں رانا صاحب آپ کچھ سمجھنے کی کوشش کیا کریں آپ ہمارے بزرگ ہیں ۔

بیگم بشریٰ رحمٰن ۔ جناب والا آج رانا صاحب اپنی قرارداد پر خود ہی شور مچا مچا کر خود بھی بے قرار ہوئے اور لوگوں کو بھی بے قرار کیا آپ نے ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں دیا پھر محترمہ خورشید بیگم کو اپنی قرارداد پڑھنے کی اجازت دی اور پھر آپ نے ان کی بات نہیں سنی وہ بیچاری کہتی ہیں کہ رانجھا رانجھا کر دی نی میں آپے رانجھا ہوئی ۔

(قہقہے)

رانا پھول محمد خان ۔ محترمہ بیگم بشریٰ رحمان صاحبہ نے جو فرمایا ان کی بھی قرارداد ہے اور قرارداد کا مقصد ہے کہ دوسروں صوبوں میں جو بھی ارکان اسمبلی جائیں وہ ان سے تعلقات بڑھائیں اور اس میں خواتین ارکان اسمبلی کو بھی ساتھ لے جایا جائے ہم یہ کبھی برداشت نہیں کر سکتے کہ ہمارے پنجاب کی عورتیں بے پردہ یا باپردہ کسی دوسرے صوبوں کے مردوں کو ملنے کے لیئے جائیں کیونکہ یہ ہماری ناک کاٹنے کے مترادف ہے میں ان کی قرارداد کی بھی مخالفت کروں گا پنجابی فوت نہیں ہوئے پنجابی موجود ہیں اور جن کے ذہن موجود ہوں وہ اپنی خواتین دوسرے صوبے کے حوالے کبھی نہیں کر سکتے ہم اپنی حفاظت خود کرنا جانتے ہیں ۔

جناب طاہر احمد شاہ ۔ جناب ابھی تو وہ قرارداد آئی ہی نہیں اور رانا صاحب نے اس پر بحث ہی شروع کر دی ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ رانا صاحب ابھی تو بیگم صاحبہ کی قرارداد آئی ہی نہیں۔

بیگم بشریٰ رحمٰن ۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا پہلا نکتہ تو یہ ہے کہ جو قرارداد پیش نہیں ہوئی اس کے اوپر رانا صاحب کیسے اعتراض اٹھا سکتے ہیں؟

رانا پھول محمد خان۔ میں نے آپ کی بے قراری کا جواب دیا ہے۔

بیگم بشریٰ رحمٰن ۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ ساری زندگی سارے صوبے کی ساری عورتوں کو ایک طرح دیکھنے کے بعد بڑھاپے میں یہ پتا شروع کر دیا ہے کہ ہم اپنی عورتوں کو دوسرے صوبوں میں نہیں بھیجنا چاہتے ۔

رانا پھول محمد خان ۔ اسیں کوئی مر گئے آں ۔ (قہقہے)

بیگم بشریٰ رحمٰن ۔ ہم آپ کو زندوں میں بھی نہیں سمجھتے (قہقہے)

جناب والا انہوں نے زندہ ہونے کا کوئی ثبوت نہیں دیا ہے۔ میری قرارداد جب تک پیش نہیں ہو جائے گی رانا صاحب اپنی بے قراری کا اظہار نہیں کریں گے ۔ ایہناں نوں کہو کہ دم لو، ماری بیٹھو ۔

رانا پھول محمد خان ۔ مجھے بیگم صاحبہ کے میٹھے لہجے سے قرار آگیا ہے۔ اس لیے میں ان کی قرارداد کی مخالفت اب نہیں کروں گا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر میں نے آپ سے درخواست کی تھی کہ آج کے اجلاس کا وقت بڑھا دیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ ابھی کافی وقت ہے ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس امر کی سفارش کرے کہ پاکستان کے دوسرے بڑے صنعتی شہر اور پاکستان کی آبادی کے لحاظ سے دوسرے بڑے شہر فیصل آباد میں وہاں کے تاجروں اور صنعت کاروں کی سہولت کے لیے ۔۔۔۔"

جناب ارشد علی ۔ پوائنٹ آف آرڈر کورم نہیں ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ گنتی کی جائے ۔۔۔۔ گنتی کی گئی۔ کورم نہیں ہے گھنٹیاں بجائی جائیں

گھنٹیاں بجائی گئیں ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ دو بارہ گنتی کی جائے ۔ گنتی کی گئی لیکن کورم پورا نہیں تھا اس لیے اجلاس کی کاروائی 5 امنٹ کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

(۵ امنٹ کے وقفہ کے بعد اجلاس کی کاروائی دوبارہ زیر صدارت راجہ محمد خالد خان شروع ہوئی)

جناب چیئرمین ۔ گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی ...... کورم نہیں ہے)

جناب چیئرمین ۔ کورم نہیں ہے اجلاس کی کاروائی 22 مئی، ۱۹۸۶ صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کاروائی ۲۲ مئی 1986 صبح ۹ بجے تک کے لیے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

جمعرات ۲۲ مئی ۱۹۸۶ء

(پنج شنبہ ۱۲ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ)

جلد ۶ - شمارہ ۷

سرکاری رپورٹ

مندرجات

جمعرات ۲۲ مئی ۱۹۸۶ء

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ — — — — — — — — ۴۸۹

مسئلہ استحقاق — —

مسلم لیگی اراکین کی طرف سے بیگم شاہین منور احمد کو تقریر نہ کرنے دینا — — — ۴۹۳

اراکین اسمبلی کی رخصت — — — — — — — ۵۲۰

تحاریک التوائے کار — — — — — — ۵۲۱

صوبہ بھر میں کلرکوں کی قلم چھوڑ ہڑتال — — — — — — ۵۲۲

منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ بابت ۸۶-۱۹۸۵ء — — — — ۵۲۵

مسودہ قانون پنجاب جنگلات آبادیاں برائے دیہی علاقہ جات ۱۹۸۶ء — — — ۵۲۶

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس

جمعرات، 22 مئی، 1986ء

(پنج شنبہ 12 رمضان المبارک، 1406ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح ۹ بجے منعقد ہوا
جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِيْتَآئِ ذِي
الْقُرْبٰى وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ۝
وَاَوْفُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ اِذَا عٰهَدْتُّمْ وَلَا تَنْقُضُوا الْاَيْمَانَ بَعْدَ تَوْكِيْدِهَا
وَقَدْ جَعَلْتُمُ اللّٰهَ عَلَيْكُمْ كَفِيْلًا اِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا تَفْعَلُوْنَ ۝
وَلَا تَشْتَرُوْا بِعَهْدِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا اِنَّمَا عِنْدَ اللّٰهِ
هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ مَا عِنْدَكُمْ يَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰهِ بَاقٍ
وَلَنَجْزِيَنَّ الَّذِيْنَ صَبَرُوْٓا اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

(سورۃ النحل آیات ۹۰-۹۱-۹۵-۹۶)

بے شک اللہ تم کو انصاف کرنے احسان کرنے اور رشتے داروں کو مالی امداد کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اور فحش باتوں عام برے کاموں اور زیادتی و سرکشی سے منع کرتا ہے اور تم کو نصیحت کرتا ہے تاکہ تم یاد رکھو۔

اور جب اللہ کے سامنے عہد کرلو۔ تو اس کو پورا کرو اور جب پکی قسمیں کھاؤ تو ان کو مت توڑو کیونکہ تم اللہ کو ضامن مقرر کرچکے ہو۔ اور تم جو کچھ بھی کرتے ہو اللہ اس کو اچھی طرح جانتا ہے اور اللہ سے جو عہد کیا ہے وہ تھوڑی سی قیمت پر مت بیچو۔ کیونکہ ایفائے عہد کا جو صلہ اللہ تعالیٰ کے ہاں مقرر ہے وہ بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم سمجھو جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہوجانے والا ہے اور جو اللہ کے پاس ہے وہ باقی رہنے والا ہے اور جن لوگوں نے صبر و استقامت سے کام لیا ہم ان کو ان کے اعمال کا نہایت ہی اچھا صلہ عطا کریں گے۔

(وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ)

صوبائی اسمبلی پنجاب

بیگم شاہین منور احمد: جناب سپیکر کورم نہیں ہے
جناب سپیکر: گنتی کی جائے (گنتی کی گئی) کورم نہیں ہے۔
گھنٹیاں بجائی جائیں
دوبارہ گنتی کی جائے گھنٹیاں بجیں
(گنتی کی گئی)
کورم پورا ہے۔

مسئلہ استحقاق

قبل اس کے کہ ہم تحاریک استحقاق کو take up کریں میں نے یہ محسوس کیا ہے کہ کل پرائیویٹ ممبرز ڈے تھا اور اس میں کافی important قراردادیں ہاؤس میں take up نہیں کی جا سکیں اس کی وجہ یہ تھی کہ تحاریک استحقاق پر کافی وقت لگ گیا اس لیے اگر آپ سب اتفاق کریں تو ہم تحاریک استحقاق کے لیے پہلے طور پر arrangement کر سکتے ہیں کہ ہم کوئی وقت مقرر کر دیں اور اتنے وقت میں تحاریک استحقاق کو take up کیا جائے گا ان پر بات ہوگی اور اس کے بعد پھر دوسری کارروائی ایوان کی جاری رہے گی۔

مخدوم زادہ صاحب آپ کی کیا رائے ہے؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود: آج کے لیے کہہ رہے ہیں

جناب سپیکر: ہمیشہ کے لیے کہہ رہا ہوں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: ہمیشہ کے لیے تو نہیں Don't take away our right for ever. Privilege motion is important. اگر آج کے لیے آپ کہیں تو ہم اتفاق کریں گے اگر آج defer بھی کرنا چاہیں تو اس پر بھی ہم agree کریں گے لیکن ہمیشہ کے لیے یہ نہیں۔

جناب سپیکر: آج کے لیے یہ نصف گھنٹہ مقرر کر لیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جی ہاں

جناب سپیکر: آئندہ کے لیے اس پر بیٹھ کر سوچ بچار کر لیں گے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: آئندہ تو آپ کو اختیار ہے کہ آپ ہاؤس کمیٹی بنائیں کیونکہ رولز

کمیٹی بنتی ہے جس نے اِس اسمبلی کے رولز بنانے ہیں۔

جناب سپیکر: میرے پاس یہ بھی اختیار ہے کہ میں نصف گھنٹہ تحریک استحقاق پر بحث کے بعد دوسری کارروائی کو جاری کر سکتا ہوں یہ میرے اختیار میں تو ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ میں اپنا اختیار ایوان کی مرضی کے مطابق استعمال کروں آج ہم نصف گھنٹے کے لیے اِس کو لیتے ہیں اِس کے بعد اِس پر مزید سوچ بچار کر لیں گے۔

جناب فضل حسین راہی۔ پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن جناب سپیکر میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کل جناب غلام حیدر وائیں صاحب نے جوشِ خطابت میں یہ ارشاد فرمایا کہ فضل حسین راہی کو کوڑوں کی سزا ہوئی اور اِس سے پہلے بھی انہوں نے ایک دفعہ یہی ارشاد فرمایا تھا اِس لیے میں ان سے پوچھتا ہوں کہ مجھے زندگی میں کبھی کوڑوں کی سزا نہیں ہوئی تو انہوں نے میرے بارے میں غلط image create کرنے کی کوششیں کی ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں بیگم شاہین منور صاحبہ کی تحریک استحقاق ہے

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر میں کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر۔ آپ کی پرسنل ایکسپلینیشن بنائی گئی

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر میں کہوں گا کہ وہ اِس بات کا اعتراف کریں کہ میرے ساتھ زندگی میں کبھی کوئی ایسا واقعہ ہوا ہی نہیں ہے اِس معزز ایوان میں جو واقعہ وہ میرے اوپر لاگو کر رہے ہیں یہ تو بہت غلط بات ہے

جناب سپیکر: پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن پہ کوئی بھی معزز رکن اپنی پوزیشن کی وضاحت کر سکتے ہیں وہ اِس پہ یہ حق نہیں رکھتے کہ وہ کسی اور کو اِس پر بولنے کی دعوت دیں یا کسی کو force کریں کہ وہ بولے۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر یہ درست ہے میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے زندگی میں کوڑوں کی سزا کسی عدالت سے نہیں ہوئی لیکن میں اُن لوگوں کو سلام کرتا ہوں جن لوگوں کو کوڑوں کی سزا ہوئی ہے اور جنہوں نے کوڑے کھائے ہیں اور اُن لوگوں نے ملک سے مارشل لاء ختم کرنے کے لیے قربانیاں دیں۔

جناب سپیکر: اس کی میں آپ کو اجازت نہیں دیتا آپ تشریف رکھیں۔

جناب فضل حسین راہی۔ جناب سپیکر یہ اِن کی طفیل سے ہی یہاں سے مارشل لا ختم ہوا جنہوں نے کوڑے کھائے

جناب سپیکر: راہی صاحب آپ تشریف رکھیں۔

چوہدری محمد صدیق سالار۔ جناب سپیکر میں اُن لوگوں کو سلام کرتا ہوں کہ جن لوگوں نے پاکستان بنانے کے لیئے اپنا خون دیا اور میں اُن لوگوں سلام کرتا ہوں جو لوگ اپنے گھر بار چھوڑ کر پاکستان میں آئے اور اس کی حفاظت کر رہے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! Technically فضل حسین راہی صاحب کی جو پرسنل ایکسپلینیشن تھی اس سے انہوں نے exceed کیا ہے اور غلط بات کی ہے اور پوائنٹ آف آرڈر پہ جناب سالار صاحب نے بھی غلط بات کی ہے۔

حاجی محمد بوٹا! جناب سپیکر، میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ دفتروں کے اوقات کار صبح ساڑھے سات بجے سے ڈیڑھ بجے تک ہیں۔ ہماری اسمبلی صبح ۹ بجے سے 2 بجے تک ہوتی ہے جب ہم صبح سات بجے اٹھ کر دفتروں میں جاتے ہیں تو ۹ بجے تک وہاں دھکے کھاتے ہیں وہ لوگ کہتے ہیں کہ ابھی صاحب نہیں آئے تمام دفتروں کے ہم نے چکر لگا کر آئے ہیں، ہمیں ایک آدمی بھی نہیں ملا، اس کے بعد اسمبلی سے بارہ بجے یا ایک بجے بھی ہم بھاگ کر جائیں تو عملہ کہتا ہے کہ صاحب چلے گئے ہیں جتنی دیر تک ہماری اسمبلی چلتی ہے براہ مہربانی حکم کیا جائے کہ جو متعلقہ افسران ہیں ساڑھے سات بجے سے ڈیڑھ بجے تک اپنے اپنے دفتروں میں رہیں تاکہ ہم اپنے کام کروا سکیں، جو لوگ ملتان سے آکر ہمارے پاس بیٹھے ہیں ان کے ہم روزے رکھواتے ہیں اور روزے کھلواتے ہیں مگر ہمارا ایک کام بھی نہیں ہوتا اور دفتروں میں ہمیں کوئی متعلقہ آدمی نہیں ملتا۔

جناب سپیکر۔ حاجی صاحب آپ کی بات قائد ایوان نے سن لی ہے وہ اس پر نوٹس لے سکتے ہیں بیگم شاہین منور احمد صاحبہ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر میری ایک پریولیج موشن تھی

جناب سپیکر: آپ کی تحریک استحقاق pending ہے اس پر فیصلہ کرنا باقی ہے

مخدوم زادہ سید حسن محمود: ابھی میں نے explain کرنا ہے فیصلہ تو بعد میں ہوگا۔

جناب سپیکر: اس پر آپ بات کرنا چاہیں گے؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جی ہاں

جناب سپیکر : ٹھیک ہے ۔

مسلم لیگی اراکین کی طرف سے بیگم شاہین منور احمد کو تقریر نہ کرنے دینا

بیگم شاہین منور احمد - جناب سپیکر میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ آج روزنامہ جنگ میں شائع شدہ ایک خبر میں عزت مآب وزیر اعلیٰ پنجاب کی ایک تقریر کا متن چھپا ہے کہ انہوں نے اپنی پارٹی کے ارکان کے سامنے تقریر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ ۔

جس طرح ارکان مسلم لیگ کے بیگم شاہین منور کو تقریر . . .

Mr. Speaker : I would ask the House not to interrupt

چوہدری گل نواز خان وڑائچ : جناب سپیکر یہ ہمارا حق ہے کہ ہمیں سمجھ آنی چاہیے میں استدعا کرتا ہوں کہ وہ اتنا اونچا بولیں کہ ہم ان کی بات سمجھ سکیں (قطع کلامیاں)

بیگم شاہین منور احمد : شاید انہیں غلام حیدر وائیں صاحب کی آواز سننے کی عادت ہو گئی ہے ارکان مسلم لیگ نے بیگم شاہین منور کو تقریر نہیں کرنے دی۔

یہ بہت اچھا ہے میں آپ کو دو مرتبہ سلام کرتا ہوں ،،

وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس تقریر میں اپنے پارٹی کے ممبران کو ترغیب دی ہے کہ آئندہ اپوزیشن کے ممبران کو تقریر نہ کرنے دی جائے اور جو ممبران ایسے کریں گے وہ ان کی عزت افزائی کے مستحق ہوں گے ۔ صوبے کے وزیر اعلیٰ کو یہ الفاظ ہرگز زیب نہیں دیتے - ان میں اپوزیشن کے اراکین کو دھمکی دی گئی ہے کہ آئندہ وہ ایوان کے اندر عوام کے حقوق کے لیے تقاریر نہ کریں ورنہ ان کے منہ بند کر دیئے جائیں گے ۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر : یہ ایک معزز رکن کے استحقاق کا معاملہ ہے آپ کے ساتھی کے استحقاق کا معاملہ ہے اور اس ایوان کے معزز رکن کے استحقاق کا معاملہ ہے اس لئے آپ انہیں اجازت دیں کہ وہ اپنی بات کریں۔

چوہدری غلام رسول پوائنٹ آف آرڈر یہ ایک پرائیویٹ میٹنگ تھی اس میں اگر کوئی بات ہوئی ہے

جناب سپیکر : یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے انہیں اپنی بات ختم کرنے دیں جی بیگم صاحبہ ۔

بیگم شاہین منور احمد: جناب والا وزیر اعلیٰ کے ان الفاظ سے نہ صرف میرا استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ پورے ایوان کا استحقاق بھی مجروح ہوا ہے ان کے ان بیان سے عوام میں غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے کہ ان کے مطالبات اور حقوق کی کون ترجمانی کرے گا۔

ہم استدعا کرتے ہیں کہ اس مسئلے کو فوری طور پر زیر بحث لایا جائے تاکہ حکومتی پارٹی کے ارادوں کو واشگاف کیا جائے اور جمہوریت کے جو بلند بانگ نعرے حکومتی پارٹی لگاتی ہے ان کا پول کھل جائے روزنامہ جنگ کا قطعہ لف ہذا ہے۔

وزیر ثقافت و سیاحت: پوائنٹ آف آرڈر انہوں نے ایک اخباری خبر کو . . . . . .

جناب سپیکر: یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں آپ مہربانی سے تشریف رکھیں۔

بیگم شاہین منور احمد: جناب والا میں آپ کی توجہ آج کی کارروائی اور اس دن کی کارروائی کی طرف بھی دلواتی ہوں جس دن میری تحریک استحقاق تھی

I would like to read this in English and that is Rule 197, because this is in English.

Rule 197. Whilst sitting in the House a member :—

> (ii) shall not interrupt any member by disorderly expressions or notices or in any other disorderly manner ;

And then I come to Rule 197 (viii). It says : —

> (viii) shall not obstruct proceedings, hiss or interrupt and shall avoid making running commentaries when speeches are being made in the House ; and

I am sure you have seen how well it is being maintained here and on whose instructions. If some body tells them to try to intimidate me in some manner or intimidate a member of the Opposition, you please don't allow them. If you allow this, there it clear is intimidation, If you say . . . . . . (آوازیں یہ وہ اردو میں بات کریں۔ انگریزی کی کچھ نہیں آتی)

Begum Shaheen Munawar Ahmad: Now, Sir I would like to read from the law of Parliamentary Privileges in India (By G. Ramchandran). Here it says :—

> "Obstructing Members of either House in discharge of their duties".

Obstruction to members in the discharge of their duty may be put by causing their arrest, or by molestation, or by influencing their conduct in Parliament by improper means such as bribery, intimidation and solicitation ; indirect obstructions may be put by casting reflections on them and misrepresentation.

Next I come on page 31 of the same book :—

"When influence is exercised on members by intimidation or threat. a breach of privilege occurs."

جناب فضل حق : پوائنٹ آف آرڈر جناب والا بیگم صاحبہ جس چیز کا حوالہ دے رہی ہیں وہ انڈیا کی کسی چیز کے متعلق بیان کر رہی ہیں جبکہ یہاں پاکستان کی پنجاب اسمبلی کی ہو رہی ہے جو حوالہ وہ دینا چاہتی ہیں نہ تو وہ کتاب ہمارے پاس ہے اور نہ اس کے صفحے کا ہمیں کوئی علم ہے نہ ہی ہمیں یہ پتہ ہے کہ وہ کیا ہے پڑھ کر سنانے سے تو کوئی فرق نہیں پڑتا ہماری کتاب کے اندر جو کچھ لکھا ہے اس کا حوالہ دے کر یہ بات کریں تو بہتر ہے (نعرہ ہائے تحسین)

مولوی محمد غیاث الدین : نکتہ اصول جناب سپیکر خبر کی تعریف یہ ہے جو محتمل الصدق والکذب خبر وہ ہے جو صدق اور کذب کا احتمال رکھے اور جس میں جھوٹ کا احتمال ہو اس کو حقیقت کی بنیاد بنا کر اس ایوان کے سامنے کبھی پیش نہیں کیا جا سکتا (نعرہ ہائے تحسین)

جناب محمد رفیق : ذرا وضاحت فرمائیں گے کہ یہ نکتہ اصول کیا ہوتا ہے ؟

جناب سپیکر : میں یہ کہوں گا کہ آپ پوائنٹ آف آرڈر پر صرف کسی بھی فاضل مقرر کو روک سکتے ہیں اور اپنی بات کر سکتے ہیں جب کوئی فاضل رکن تقریر کر رہا ہو تو صرف پوائنٹ آف آرڈر پر ان کی بات کو روک کر اپنی بات کر سکتے ہیں اور پوائنٹ آف آرڈر آپ procedural matters پر آپ اٹھا سکتے ہیں جہاں تک کسی بات کا جواب دینے کا تعلق ہے تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے اور محرک کا یہ حق ہے کہ وہ اس پر شارٹ سٹیٹ منٹ دے ان کی شارٹ سٹیٹ منٹ کے بعد وزیر متعلقہ اس کا جواب دیں گے ۔ اگر اس کی admissibility کے بارے میں ضرورت ہوئی اور آپ میں سے کوئی صاحب حصہ لینا چاہیں گے تو میں آپ کو موقع دوں گا کہ آپ اس پر بات کریں لیکن انہیں پہلے اپنی بات ختم کرنے دیجئے بیگم صاحبہ

Begum Shaheen Munawar Ahmad : Through you Sir, I would like to tell them that these Parliamentary Practices of India have been derived from May's Parliamentary Practice and from the House of Commons of England from which we also derive most of our Rules of Procedure.

> "When influence is exercised on members by intimidation or threat, a breach of privilege occurs. In Plimsoll's case the conduct of a member was impugned in a published statement and a threat was held out that further exposure would follow should the member persist in taking part in the debates of the House.

Sir, I would like to bring to your notice the atmosphere in the House at this very moment and also what was reported in the Press. If this is allowed to happen and I may point out that you are the custodian.

مولانا محمد غیاث الدین :۔ جناب سپیکر یہ کس کا حوالہ دیتے ہوئے ہم شریعت کے پرخچے اڑتے ہوئے نہیں دیکھ سکتے شریعت کا مسئلہ یہ ہے کہ عورت نماز دوپٹہ کے بغیر نہیں پڑھ سکتی اگر سر ننگا ہو تو نماز نہیں ہو سکتی اس طرح سارے ہاؤس کے سامنے سر ننگا ہونا یہ شریعت کے پرخچے اڑانا ہے

مولانا منظور احمد چنیوٹی :۔ جناب سپیکر یہ قرآنی حکم ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ عورت جب آئے وہ دوپٹے اُوڑھ کر پردے کے ساتھ آئے مگر یہ بالکل صحیح خدا کے احکام کی خلاف ورزی ہے آپ اس کا کوئی نوٹس نہیں لیتے صیام رمضان کے بارہ میں بھی کہا گیا کہ اس کا تقدس پامال ہو رہا ہے ۔ اور اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا جاتا یہ بڑے افسوس کی بات ہے کہ جب اسلام اور دین کی کوئی بات ہوتی ہے اور اس کی خلاف ورزی ہوتی ہے تو آپ اس کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کرتے حالانکہ یہ آپ کی ذمہ داری ہے لہٰذا براہ کرم ان دینی باتوں پر چونکہ اسلام کے صحیح اور قرآنی احکام کی خلاف ورزی ہوتی ہے اس لیے اس پر آپ کوئی رولنگ دیں ۔ (شور قہقہہ)

جناب سپیکر ۔ چوہدری محمد رفیق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں ۔

چوہدری محمد رفیق ۔ جناب سپیکر ایک معزز رکن کو بار بار کسی قانون کے تحت . . . .

interrupt کیا جا رہا ہے اشو سا

میں تو یہ سمجھتی ہوں کہ بار بار ایک معزز رکن کے استحقاق کو مجروح کیا جا رہا ہے

جناب سپیکر۔ سالار صاحب آف پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چوہدری محمد صدیق سالار۔ چوہدری محمد رفیق صاحب ایک دین دار گھرانے سے تعلق رکھتے ہیں۔ اور ان کو اچھی طرح اس بات کا علم ہے کہ واقعی عورت ننگے سر بات نہیں کر سکتی

مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب۔ اس لیے ہنگامہ کارروائی کی وجہ سے اور پردہ بمبر adopt نہ کرنے کی وجہ سے as a protest against insulting attitude we walk out

مہر ظفر اللہ خان۔ جناب سپیکر میں پوائنٹ آف آرڈر پر عرض کرنا چاہتا ہوں دراصل جناب والا اسمبلی کے آداب کے مطابق چاہیے حکومتی پارٹی ہو چاہیے حزب اختلاف ہو اس کے بھی کچھ اداب ہوتے ہیں جناب والا اپوزیشن کے ممبران سے اکثر اور خاص طور پر جب بھی بیگم صاحبہ بات کرتی ہیں تو وہ قائد ایوان کے خلاف اس ایوان میں غلیظ قسم کی زبان استعمال کرتی ہے۔ جناب نے دیکھا ہے کہ ہم نے قائد حزب اختلاف کے خلاف غلیظ زبان استعمال نہیں کی جب کہ ان کے اکثر ممبر کل بھی بہت ہی گھٹیا اور گندی زبان استعمال کرتے رہے اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ چیز قابل برداشت ہو گئی تو جناب سپیکر اس کا نتیجہ بہت غلط نکلے گا اور ہم یہ نہیں برداشت کریں گے ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس ایوان کے آداب کو ملحوظ خاطر رکھیں لیکن آپ کا اپنا رویہ اس قدر نرم ہے اس لیئے آپ اس کو ہدائت کریں کہ اگر ممبران پر کوئی بھی کیچڑ اچھالیں گے اس کا تو ہم خود جواب دیں گے لیکن قائد ایوان کے لیے یہ توہین ہے کہ وہ ان کے خلاف اس قسم کی غلیظ زبان استعمال کریں جناب والا اگر ہم ذاتیات پہ آئیں تو ہمارے پاس ایسی باتیں بھی ہیں جس سے کم از کم بیگم صاحبہ کبھی بھی اسمبلی میں آنے کے قابل نہ رہیں گی۔

(چوہدری گل نواز خان وڑائچ) جناب والا ہمارے معزز ممبران جو اسلامی نظریہ کے حامل ہیں اور اسی نظریے کے تحت اسمبلی قائم ہے اور یہ اسمبلی اسی قاعدہ کے تحت چلتی ہے۔ انہوں نے پوائنٹ آؤٹ کیا کہ عورت مردوں میں ننگے سر نہیں بیٹھ سکتی اور وہ کہتے ہیں کہ ہم دائرہ اسلام میں آئیں حالانکہ نہ تو وہ روزے رکھتی ہیں اور ہمارا خیال میں آیا تھا کہ یہ بھی دائرہ اسلام کے خلاف ہے اور شدہ سر پر کپڑا لینا چاہتی ہیں میں نے کئی مرتبہ کہا ہے کہ خدا کے لیے اسلامی نظریہ کے تحت اسلامی اصولوں کے تحت وہ یہاں تشریف لائیں اور سر آنکھوں

پر آئیں میں یہ بھی عرض کر دوں کہ ہمارے لیڈر آف ہاؤس کی شرافت عادت انسانیت ساری دنیا میں مشہور ہے اور ان کے اپوزیشن کے لیڈر کے عادات اور ان کی سابقہ زندگی کو اگر میں ان کو باہر نکالو تو وہ یہاں بیٹھ بھی نہیں سکتے۔ تو اس لیے ہمیں بس پر نہ اکسائیں کہ ہم بھی ان کو ان کی عادات اور طور طریقے بتائیں اس لیے میری ان سے عرض ہے کہ وہ شرافت کی زبان استعمال کریں اور ہم بھی کریں۔

میاں محمود احمد: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں اللہ کے فضل سے خوشی ہے کہ ایک ایسی قیادت نصیب ہوئی جس کا ماضی بے داغ اور حال بالکل پاکیزہ ہے۔ ہمیں جناب والا شاید انہی کی مہربانی ہے کہ پنجاب کو ایک شرافت کی جمہوریت نصیب ہوئی ہے میں یہ عرض کروں گا کہ ان کو اپنے دور پر نظر دوڑانی چاہیے ان کے دور میں کیا کچھ نہیں ہوتا رہا یہ اس دور کی بات کریں جب ان کے خاوند وزیر تھے اس دور میں کیا ہوتا رہا ہے آج بھی یہ اپنے سیاہ ترین ماضی کو سیاہ ترین حال کو دیکھیں کہ یہ کیا کچھ ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر! ان کی یہ مرضی نہیں ہے اور یہ ہمیں پریشان کرنا چاہتے ہیں بلکہ ان کی کوشش یہ ہے کہ یہ اپنے آپ جو مرضی کرتے ہیں چاہے جہاں پر بیٹھ کر شراب پئیں چاہیں جوا کھیلیں جہاں پر بیٹھ کر اور فحاشی کریں ان کو کوئی پوچھے تک نہ کیونکہ بات صرف اور صرف یہی بات ہے اور کوئی بات نہیں ہے جناب میں بڑی معذرت کے ساتھ عرض کروں گا کہ یہ اپنے کردار پر نگاہ ڈالیں۔

اس کے بعد اس اسمبلی پر اور معزز قائد ایوان سے بات کرنے کی جرأت کریں ورنہ میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ تمام اسمبلی انشاءاللہ عزیز قائد ایوان کے ساتھ ہے۔ میں یہ بات دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اگر کوئی ایسا وقت آیا تو میں یہ بتاؤں گا کہ یہ کہاں بیٹھ کر شراب پیتے ہیں۔ اور کہاں بیٹھ کر جوا کھیلتے ہیں اور کہاں بیٹھ کر یہ سب کچھ کرتے ہیں اس کے باوجود یہ اسمبلی کو کہتے ہیں کہ تم ٹھیک نہیں ہو اور ہم ٹھیک ہیں جناب والا یہ بات قابل افسوس ہے اور میں پر زور طریقے سے یہ گزارش کروں گا کہ اس طرح کی تحریک استحقاق اور الزام تراشیاں بالکل بے بنیاد ہیں۔

وزیر صنعت (غلام حیدر وائیں): جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر! میری گزارش یہ ہے

کہ حزب اختلاف کے اراکین نے جس بات پر واک آؤٹ کیا ہے مجھے اس بات کا بڑا افسوس ہے بات تو صرف یہ تھی کہ جس وقت فاضل رکن ہماری بہن اپنے خیالات کا اظہار فرما رہی تھیں تو بعض اراکین نے ان سے یہ گزارش کی تھی کہ وہ پردے کا خیال رکھیں میرے خیال میں یہ بات اخلاقی لحاظ سے، سماجی لحاظ سے اور دین کے شعار کے لحاظ سے بھی کوئی اتنی بڑی بات نہ تھی کہ ان کو اتنی بری لگی جس پر وہ واک آؤٹ کر گئے۔ ان حالات میں میں گزارش کروں گا کہ اُن سے کہا جائے کہ ایک جائز بات اس ایوان کے معزز رکن سے کہہ دی گئی ہے اس پر انہیں اتنا برہم نہیں ہونا چاہئے تھا لہذا ان کو کہا جائے کہ مہربانی کر کے وہ پردہ کر لیں اور سر پر دوپٹہ رکھ لیں اس بات پر حزب اختلاف کے تمام اراکین واک آؤٹ کر جائیں یہ کوئی بات نہیں ہے کہ جس پر انہیں اس وقت واک آؤٹ کرنا چاہیے تھا میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہیں ایسے معاملات پر وقت بچانا چاہیے اور جناب نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہم پری دیبج موشن کو آدھ گھنٹہ دیں گے تاکہ ہم قانون سازی شروع کر یں ایسے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کے یہ حربے محض مخالفت برائے مخالفت اور وقت کے ضیاع کے مترادف ہیں اس لیے اس معزز ایوان کا وقت بچایا جائے ۔

راجہ محمد خالد خان : پوائنٹ آف آرڈر جناب والا ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی اسی ایوان میں محترمہ بشریٰ رحمٰن صاحبہ کے بارے میں رائے احمد سعید کے ریمارکس اور اسی ایوان میں مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کے شروع میں ریمارکس کے بارے میں اس ایوان کے معزز ممبران نے ہوٹنگ کی تھی وقتاً فوقتاً ان کا دوپٹہ اُٹھنے سے رہ جاتا ہے تو اس کے لیے قاعدے اصول اور قانون بدلتے رہتے ہیں ۔

آوازیں سمجھ نہیں آئی ۔

چوہدری ارشاد علی: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر یہ بے حد افسوس کی بات ہے کہ میرے فاضل بھائی بجائے اس کے کہ وہ ایک اچھی بات کو مانتے اور اس کی تائید کرتے انہوں نے صرف یہ جو اثر پیدا کر کے اس کی مخالفت کرنے کی کوشش کی ہے کہ ایک بہن کے لیے اور قانون ہے اور دوسری کے لیے اور قانون ہے حالانکہ ایسی بات نہیں ہے اسلام میں ہر ایک کے لیے ایک ہی بات ہے اور ایک ہی قانون ہے یہ کوئی بات نہیں ہے کہ اگر کسی بہن کا دوپٹہ گر جاتا ہے اور کسی کا سر پر نہیں ہے تو ان کو ہم کس طرح لیں ۔ اصل بات جو

مولانا صاحب نے کی وہ اصول کی بات تھی قانون کی بات تھی شریعت کی بات تھی اور دین کی بات تھی دین میں یہ سب ہے کہ ہماری جو مائیں بہنیں ہیں ان کے اپنے سر اور اپنی زینت کو اس طرح ڈھانپنا چاہیے کہ دوسرے اسے دیکھ نہ سکیں لیکن انہوں نے بجائے اس کے کہ اس بات پر وہ عمل کریں یا اچھا سمجھے یا معذرت کریں یا آئندہ کے لیے اپنے آپ کو محتاط کریں اور انہوں نے اس کے خلاف جو احتجاج کیا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے اور اصل بات بھی سامنے آ گئی ہے کہ وہ اسلام کو پسند ہی نہیں کرتے وہ یہ چاہتے ہیں کہ یہ اسلامی جمہوریہ اسلامی جمہوریہ نہ رہے تو ان کے منہ میں خاک میں اللہ تعالیٰ سے ڈر کر کہتا ہوں کہ جو آدمی یہ چاہتا ہے کہ یہ اسلامی جمہوریہ نہ رہے تو ہم اسے یہ کہتے ہیں کہ وہ بھی اس ملک میں ہی نہ رہے اور وہ کسی اور ملک میں چلا جائے جہاں اس کے لیے اسلام نہ ہو۔

محترمہ بیگم نجمہ حمید۔ جناب سپیکر یہ بات پہلے بھی ہمیشہ ہوتی رہی ہے کہ جب کبھی ہمارا دوپٹہ سر سے اتر جائے تو ہمارے بھائی اس کی ہمیں یاد دلاتے رہتے ہیں تو یہ تو کوئی ایسی بات نہیں تھی کہ جسے آج انہوں نے اپنی prestige کا مسئلہ بنا لیا اور ہاؤس سے واک آؤٹ کر گئے

عموماً مولانا چنیوٹی صاحب یا کوئی نہ کوئی بھائی ہمیں اس بات کا احساس دلاتے رہتے ہیں۔ لہذا اس بات پر ان کو واک آؤٹ کرنا زیب نہیں دیتا انہوں نے تو صرف ایک بہن کو یہ بات یاد دلائی تھی تو اس میں یہ سارے بھائی اور بہن شاہین صاحبہ نے غلط واک آؤٹ کیا ہے۔

جناب سپیکر۔ اس مسئلے پر محترمہ شاہین عتیق الرحمٰن کچھ بولنا چاہیں گی۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی (اعلام حیدر روائیں) جناب سپیکر صاحب آج تک میری بہن شاہین عتیق الرحمٰن صاحبہ نے ایوان میں بولنے کا ریکارڈ قائم نہیں کیا لہذا اگر ان کا یہ ریکارڈ قائم ہی رہے تو بہتر ہے

جناب سپیکر۔ محترمہ بیگم ذکیہ شاہ نواز صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی ہیں۔

محترمہ بیگم ذکیہ شاہ نواز صاحبہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ محترمہ شاہین منور کا پرولیج موشن ہمارے گروپ کی پرائیویٹ میٹنگ کی

کارروائی کے متعلق تھا اور اس میں لیڈر آف دی ہاؤس نے جو باتیں کی تھیں انہیں کیسے معلوم ہوئیں اور ان کے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے کہ انہوں نے ہی یہ باتیں کی ہیں ویسے بھی وہ تو ہماری اپنی پرائیویٹ میٹنگ تھی اور اس میں سے ان کے پاس اگر کوئی ثبوت ہے تو ہمیں بتائیں کہ کون سے ہمارے ایسے ممبر ہیں جو ہماری اپنی پرائیویٹ میٹنگ کا حال ان کو جا کر بتلاتے ہیں اس کے علاوہ جو جناب والا میں صاحب نے رپورٹ کیا تھا اور پریس سے باتیں کی تھیں ان میں تو کوئی ایسی بات نہیں تھی اور دوسری بات یہ ہے کہ یہ وہاں حاضر بھی نہیں تھے اس لئے میں کہتی ہوں کہ ان کے allegations درست نہیں ہیں اور ان کو ان باتوں پر کوئی اعتراض نہیں کرنا چاہیے کیونکہ وہ تو اس میں invited نہیں تھے اور وہ ہماری آپس کی بات تھی ان کی جب میٹنگ ہوتی ہے تو یہ ہم پر بہت اعتراض کرتے ہیں لیکن ہم ان کے ساتھ ایسا نہیں کرتے اس کے علاوہ جو mudslinging ہے یہ نہیں ہونی چاہیے میں نے دیکھا ہے کہ ہر وقت ہماری باتوں میں disturbance create کرتے رہتے ہیں قہقہے لگاتے رہتے ہیں اور ہنسی مذاق ہوتا رہتا ہے لیکن ہم لوگ تو بطور احتجاج واک آؤٹ نہیں کرتے مگر چاہیے ہیں کہ لوگ ان کا احترام کریں تو انہیں ہم سب کا بھی احترام کرنا چاہیے اور انہیں ہم لوگوں کی باتوں کو ٹوکنا نہیں چاہیے اور disturb نہیں کرنا چاہیے۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی: جناب والا پرویلیج موشن کے جواب میں ہم موقف عرض کر دیں۔

جناب سپیکر: پہلے اس پرویلیج موشن کو محرک کی عدم موجودگی میں take up نہیں کیا جا سکتا

وزیر صنعت و معدنی ترقی: جی نہ کریں۔

جناب سپیکر۔ محرک کی عدم موجودگی میں take up نہیں کیا جا سکتا۔

میاں کمال خان۔ پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر۔ میاں کمال خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

میاں کمال خان۔ جناب والا محترمہ کا کوئی قصور نہیں ہے کیونکہ ان کے سر پر دوپٹہ ٹھہرنا نہیں چاہتا اور یقین جانیں کہ جب وہ تقریر فرماتی ہیں تو دوپٹہ بار بار اتر جاتا ہے اس لیے میں تو سمجھتا ہوں کہ یہ قدرتی بات ہے۔

جناب سپیکر - مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کوئی بات کرنا چاہتے تھے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی :- جناب سپیکر میں یہ گذارش کروں گا کہ ایک بار میں دو بجاؤ ہماری محترمہ بہن شاہین عتیق نے تو بھی یہ تکلیف گوارہ ہی ہی نہیں کی کہ اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کر لیں۔

اب اتنی کاروائی کے باوجود بھی وہ اس طرح بیٹھی ہیں یہ حکم تو سب کے لیے ایک ہے اگر معاملہ اپوزیشن کی ممبر کا ہو تو اس کے خلاف سارا ہاؤس ہو اور اگر محترمہ ہماری وزیر صاحبہ ہیں تو ان کے لیے کوئی حکم نہیں ہے حکم تو سب کے لیے ہے اس لیے ان کو بھی اس کا کچھ خیال رکھنا چاہیے کیونکہ وہ اس کی صریحاً خلاف ورزی کرتی ہیں پہلے بھی جب بات ہوئی ہے تو دوسری بیگمات کچھ نہ کچھ تو احترام کر ہی لیتی ہیں اور دوپٹہ سر پر رکھ لیتی ہیں۔

لیکن محترمہ شاہین عتیق صاحبہ نے کبھی اس کی طرف توجہ بھی نہیں کی اور یہ بات بالکل ارشاد خداوندی کی صریح خلاف ورزی ہے میں تو اس بات پر بڑا افسوس کرتا ہوں کہ میں نے انہیں ووٹ دے کر اپنا ووٹ خراب کیا ہے (قہقہہ)

محترمہ بیگم شاہدہ ملک - پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر - بیگم شاہدہ ملک نے صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی ہیں۔

محترمہ بیگم شاہدہ ملک - جناب والا! میں اپنے سب بھائیوں کو یہ گذارش کرنا چاہتی ہوں کہ میں ان کا بہت احترام کرتی ہوں اور شکریہ ادا کرتی ہوں کہ ہمارے بھائی وقتاً فوقتاً ہمارے اس سلسلے میں نشاندہی فرماتے رہتے ہیں کہ کسی طرح دوپٹہ سر سے سرک گیا ہے اور کس طرح سر پر موجود ہے۔ جناب والا! میں صرف اتنی سے گذارش کروں گی کہ قرآن پاک کا بے حد احترام کرتے ہیں اور یہ ہم سب کے لیے نہایت قابلِ احترام ہے اس میں بہت ساری آیات ہے اور اس میں دوپٹے کے علاوہ بھی بہت سارے اعمال کا ذکر ہے۔ لیکن جہاں تک احادیث کا تعلق ہے میری نظر سے آج تک کوئی حدیث مبارک نہیں گذاری کہ جس میں ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی خاتون کو بھرے مجمع میں اس طرح سرعام اشارہ کر کے توہین کی ہو کہ تم نے یہ بات نہیں کی جناب والا بات کرنے کا بھی طریقہ ہوتا ہے اور بھرے مجمع میں خواتین کو نشانہ بنانا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں ہے (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر - جناب محمد اعظم چیمہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ۔ جناب والا یہ جو واقعہ ہوا ہے یہ قابل افسوس ہے کہ اپوزیشن والوں نے صرف اس بنا پر واک آؤٹ کیا پر یولیج موشن جو بھی ہے جیسے بھی ہے دلائل سننے کے بعد یا واقعات دیکھنے کے بعد جناب نے فیصلہ کرنا ہوتا ہے جہاں تک ردپٹے والا معاملہ ہے مولانا صاحب یہ نشاندہی حقائق پر کرتے ہیں اور وہ ان کی کمزوری بھی ہے جیسے ایک قادیانی والا مسئلہ اور ایک دوپٹے والا مسئلہ ہے میں جناب کی وساطت سے اپوزیشن والوں سے یہ عرض کروں گا کہ وہ ہاؤس میں تشریف لے آئیں اور کارروائی شروع کریں اور اس میں حصہ لیں جو بات باضابطہ طور پر ان کے پاس ہے اور رولز کے مطابق ہے وہ کریں کل ہی کے اجلاس میں اپوزیشن والوں نے ہمارے دوست ہمارے معزز وزیر کو لفظ تو تو ”تو“ تک کہا ہم نے تو وہ بھی برداشت کیا حالانکہ انہوں نے الفاظ واپس لینے سے بھی انکار کیا ایسی باتیں ہاؤس میں پارلیمانی روایات کے مطابق ہوتی رہتی ہیں اس لیے انہیں یہ برداشت کرنا چاہیے ہم انہیں یہ دعوت دیتے ہیں اور جناب کی وساطت سے یہ گزارش کرتے ہیں کہ وہ تشریف لائیں اور ہاؤس کی کارروائی میں حصہ لیں اگر آپ مناسب سمجھیں تو ہمارے رانا پھول محمد خان صاحب جو بڑے معزز اور پرانے پارلیمینٹرین ہیں ان کی ڈیوٹی لگائیں کہ وہ ان کو لے آئیں اور جوان کے پاس اسلحہ یا پستول ہے وہ نکالیں اور دیکھیں کہ رولز کے مطابق وہ کیا ہے وہ کیسے ہیں اسے ہم face کرنے کے لیے تیار ہیں۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب سپیکر جناب چیمہ صاحب نے میرا بھی ذکر کیا ہے دراصل بات تو یہ ہے کہ اخبارات کی غلط خبر کا اندازہ غلط لگا لیا گیا ہے اس صوبے میں خرچ ہونے والی رقم پیش ہوگی اگر ان کا کوئی ضلع کوئی تحصیل محروم ہو تو انہیں یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ جنرل بحث میں وہ اپنے مطالبات پیش کر سکتے ہیں لیکن جہاں تک اکلی خبر کا تعلق ہے کہ حکمران پارٹی کے ممبران کو اتنے لاکھ دیا جائے گا تو یہ پراپیگنڈہ گزشتہ سال بھی تھا جو 35-35 لاکھ کا تھا اور ہم آپ کو جناب والا یقین دلاتے ہیں اور جیسا کہ آپ کو بھی علم ہے کہ ہمیں کوئی پیسہ نہیں ملا ہے دراصل اگر کوئی مخصوص رقم ایسے علاقوں کے لیے جہاں پر ترقی کی ضرورت ہے وزیر اعلیٰ کی ڈسپوزل پر ہو تو جناب والا اس میں کسی حکمران پارٹی یا اپوزیشن کا کوئی سوال پیدا نہیں ہوتا ایک صوبے کے منتظم جہاں بھی دیکھیں کہ جہاں پر ایک منصوبے کی ضرورت

ہے تو وہاں پر وہ رقم دینے کا اختیار رکھتے ہیں لیکن پارلیمانی روایات کے مطابق ہمیں ان کی بات ٹھنڈے دل سے سننی چاہیے اور میں چیف صاحب کے حکم پر یہ ڈیوٹی سرانجام نہیں دے سکتا اس لیئے میں جناب کی وساطت سے جناب قائد ایوان سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ کسی وزیر صاحب کو حکم دیں کہ اپوزیشن والوں کو یہاں لے آئیں کیونکہ وہ ہمارے بھائی ہیں اور قابل احترام ہیں لیکن تحریک استحقاق نہیں بنتی ہے تحریک استحقاق تو جب بنتی ہے جب انہوں نے کوئی اعلان کیا ہو یا جب ہمیں کچھ مل گیا ہو تحریک استحقاق تو بنتی ہے کہ وہ جہاں چاہیے خرچ کر سکتے ہیں اپنے صوبہ میں ضرورت کے مطابق اگر ان کی بھی کوئی ضرورت ہے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں اور قائد ایوان سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ اگر قائد ایوان اپنے حلقہ کے لیے کوئی رقم مخصوص کریں تو قائد حزب اختلاف کے حلقے کو بھی ایک گرانٹ ہمارے پر ایم ضرور دیں لیکن پہلے وہ ہمیں بتائیں کہ وہ کس منصوبہ پر لگانا چاہتے ہیں تو پھر وہ رقم لے لیں اگر وہ لینا چاہتے ہیں تو اس لیے میں قائد حزب اختلاف سے آپ کی وساطت سے درخواست کروں گا کہ کسی وزیر صاحب کو بھیج کر پارلیمانی روایات کو قائم رکھنے کے لیے ان کو ہاؤس میں آنے کی دعوت دی جائے اور ان کو سنا جائے لیکن جو تحریک استحقاق نہ بنتی ہو تو جناب خود ہی اس کو رد کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر:۔ چوہدری محمد اصغر!

چوہدری محمد اصغر: - جناب سپیکر! میں محترمہ شاہدہ ملک کی بات پر کچھ عرض کروں گا انہوں نے فرمایا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی محفل میں کسی عورت کو ایسے نہیں ٹوکا جس طرح سے اسمبلی میں اسمبلی کے بھائیوں نے اپنے بہن کو ٹوکا ہے تو میں آپ کی وساطت سے اپنی سب سے پہلے محترمہ شاہدہ ملک کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ کیا وہ کوئی ایسی مثال پیش کر سکتی ہیں کہ حضور کی محفل میں کسی عورت کو یہ جرأت ہو کہ بلا نقاب یا بغیر کسی چادر کے آجائے حضور کے وقت میں کوئی ایسی محفل نہیں تھی کہ کسی عورت کو یہ جرأت ہو کہ وہ بغیر دوپٹہ اوڑھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں آجائے تو میں شاہدہ ملک کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ ان کو اس چیز کا مشاہدہ کرنا چاہیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں کبھی کوئی عورت شرعی پردے کے بغیر حاضر نہیں ہوئی اور ان سے بہتر تو میں شاہین عتیق الرحمٰن کو سمجھتا ہوں کہ اگر وہ پردہ نہیں کرتی رہی تو اسمبلی [illegible] بھی نہیں کرتی ہیں

اور جو دوپٹہ لیتی ہیں وہ defence میں غلط کرتی ہیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو غلط بات ہے اس کا غلط طور پر defence نہیں کرنا چاہیے

مولانا منظور احمد چنیوٹی - جناب سپیکر مجھے مخاطب کر کے محترمہ شاہدہ یاسین نے کہا ہے تو میں انہیں ایک دفعہ یاد دلاتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر ایک نابینا صحابی تشریف لائے اور ہماری ماؤں نے پردہ نہ کیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں ڈانٹا اور کہا کہ تم نے پردہ کیوں نہیں کیا تو انہوں نے جواب دیا کہ حضرت یہ تو نابینا ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اَفَعَمْیَاوَانِ اَنْتُمَا۔ کہ وہ تو نابینا ہے تم تو نابینا نہیں تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کو تو یہ حکم دیا جو کہ ہماری سب کی مائیں ہیں اور قرآن میں بھی اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کو یہ حکم دیا ہے اس لیے چوہدری صاحب نے جو بات کی ہے وہاں پر تو کوئی ایسا حادثہ ہی نہیں کہ سر سے ننگی کوئی خاتون آ جائے یا بغیر پردے کے کوئی خاتون آ جائے دیگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے - من رأیٰ منکم منکراً فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ (الحدیث) ترجمہ کہ اگر تم میں کوئی غلط بات دیکھے تو اگر اس میں ہاتھ سے کوئی طاقت ہو تو ہاتھ سے روکے اور اگر ہاتھ کی طاقت نہ ہو زبان کی طاقت ہو تو زبان سے روکے ہمیں اللہ تعالیٰ نے زبان کی طاقت دی ہے - ہمارا یہ فرض ہے کہ جب ہم خلاف ورزی دیکھیں اور شریعت کے خلاف ہم اگر کوئی کام دیکھیں تو اس کے خلاف آواز اٹھائیں چاہیے وہ بیگم شاہین منور ہو یا چاہیے وہ بیگم شاہین عتیق ہو کیونکہ سب کے لیے ایک جیسا حکم ہے -

قائد حزب اختلاف (جناب) قمر زمان محمود - جناب سپیکر میں پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن کے گراؤنڈ پر اس کے ایوان میں واپس آیا ہوں - مثلاً کچھ اور تھا اور دوپٹوں سے جا کر فحاشی - شراب - جوا بازی ان سب چیزوں کا انہوں نے ذکر کیا ہے ہم نے پرویز پر واک آؤٹ کیا تھا آپ کے احکامات کے باوجود interruptions ہوئی تھیں اور اس کے دوران ہمارے ممبر کو تحریک استحقاق نہیں پڑھنے دی جا رہی تھی ہم نے اس obstruction کے خلاف واک آؤٹ کیا تھا -

ہم نے نہ تو دوپٹے کو disturb کیا ہے اور نہ ہی ہمیں اس پر کوئی اعتراض ہے اور پھر میں

تو ایک تسبیح بھی لایا تھا(اس موقع پر انہوں نے ایک تسبیح دکھائی) مولانا صاحبان کے لیے کاش میں ایک دو اور لاتا اگر یہ باہر گیلری میں بیٹھ کر تھوڑا سا ذکر رسول کریں اور درود شریف پڑھیں تو اس سے زیادہ فائدہ ہوگا - اور ثواب ملے گا ۔

چوہدری محمد اصغر - جناب والا یہ مولانا کے لیے تسبیح لائے ہیں کہ یہ خود بھی کبھی اسے استعمال کر لیا کریں - یہ آل رسول ہیں اس لئے ان کے لیے یہ زیادہ مفید ہوگی۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ...... جناب سپیکر اگر اپوزیشن کو اس طرح سے disturb کرنا ہے تو ہم participate نہیں کریں گے اور میں قائد ایوان کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ یہاں پر یہ الفاظ بھی استعمال کیے گئے ہیں کہ اپوزیشن کی طرف سے غلیظ زبان استعمال ہوتی ہے میں ذمہ داری اٹھاتا ہوں . . . ۔

وزیر لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈیولپمنٹ (بیگم ساجدہ نیر عابدی) . . . . . جناب سپیکر کل بھی قائد حزب اختلاف یہاں پر موجود تھے اور ان کی سمت سے جو غلیظ ترین آوازیں آ رہی تھیں - مجھے یقین ہے کہ وہ بھی سن رہے ہوں گے یہاں پر مسلم لیگ کے بارے میں جو کچھ ان کے حزب اختلاف کے حضرات گفتگو کر رہے تھے چونکہ میں تو بہت قریب بیٹھی ہوئی تھی اور ان کا ایک ایک لفظ سن رہی تھی لیکن پھر بھی میں اُن کے شرافت کے الفاظ اپنی زبان سے ادا نہیں کر سکتی ۔

جناب سپیکر... بیگم صاحبہ آپ خود اندازہ لگائیے کہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے

وزیر لائیوسٹاک .. اگر یہ نہیں ہے تو یہ کیسے ہماری آج کی کاروائی کو خلاف تہذیب قرار دے سکتے ہیں ہماری بات ان کو بہت بری لگی اور اپنی بات کچھ بھی بری نہیں لگی

جناب سپیکر - آپ سپیکر کی تقریر کے دوران ان کو ڈسٹرب disturb نہیں کر سکتے پوائنٹ آف آرڈر کے بغیر۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود میں قائد ایوان کو اپوزیشن کی طرف سے یقین دلاتا ہوں کہ ان کی زبان ان کے حق میں حفظ مراتب کے مطابق ہوگی اور اب آپ دیکھتے جائیے کہ ایک اور صاحب کھڑے ہوگئے ہیں اور ہم نے واک آوٹ صرف اس لیے کیا کہ انہوں نے نہیں obstruct کرنے کے لیے ایک پلین بنایا تھا البتہ ہم نے پردے کے مسئلے پر

واک آوٹ نہیں کیا ہے اور اس یقین دہانی کے بعد میں اپنا واک آوٹ جاری رکھتا ہوں اور اس کو قائم رکھوں گا۔ (اس مرحلہ پر مخدوم صاحب ایوان سے باہر چلے گئے)

شیخ آفتاب احمد (پارلیمانی سیکرٹری): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب عالی میں مخدوم صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ یہ ابھی پرسوں کی بات ہے کہ جب کلرکوں کی ہڑتال ہو رہی تھی مخدوم صاحب بات تو سنتے جائیے تو انہی کے ایک ممبر صاحب نے انہیں یہ کہا کہ آیئے مخدوم صاحب باہر چلتے ہیں اور کلرکوں سے بات کرتے ہیں اور حکومت سے بھی بات کرتے ہیں تاکہ یہ معاملہ سلجھ جائے تو انہوں نے یہ فرمایا کہ یہ معاملہ سلجھنے نہیں دیا جائے گا بلکہ ہماری یہ کوشش ہوگی کہ یہ معاملہ اور الجھ جائے اس لیے ہم ان کی بات پر کیسے اعتماد کر سکتے ہیں۔ تو جناب والا میں مخدوم صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ پارلیمانی روایات کو قائم رکھیں اور کوشش کریں حکومت کے ساتھ تعاون کریں کیونکہ مخالفت برائے مخالفت کا کوئی فائدہ نہیں ہے

جناب سپیکر: شیخ صاحب کیا یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

شیخ آفتاب احمد۔ جناب والا میں تو آپ کو حقائق بتا رہا ہوں۔

جناب سپیکر۔ وزیر اعلیٰ پنجاب۔

وزیر اعلیٰ پنجاب (جناب نواز شریف)۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! دو دن پہلے یعنی پرسوں کی بات ہے کہ جب مجھ پر اور میرے خاندان پر الزام تراشی کی گئی۔ اتفاق سے میں بھی یہاں پر موجود تھا اور جس انداز سے یہ الزام تراشی کی گئی میں سمجھتا ہوں کہ میرے لیے انتہائی دکھ کی بات تھی لیکن میں نے بہت صبر و تحمل کے ساتھ اسے برداشت کیا یہ ایک عجیب بات ہے نہ بطور وزیر اعلیٰ یا قائد ایوان ہونے کی حیثیت سے میری زبان بندی ہے اور نہ میں بعض اوقات اپنا دفاع بھی نہیں کر سکتا۔ لیکن میں اس معزز ایوان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جنہوں نے میرے behalf (بیہاف) پر دفاع کیا اور اس بات کا نوٹس لیا مجھے تھوڑا سا آپ سے بھی گلہ ہے کہ جب میری ذات کے اوپر اس طرح کی الزام تراشی ہو رہی تھی تو آپ نے اس بات کا نوٹس نہیں لیا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: جو الزام تراشی انہوں نے کی اس چیز کا تو ہم کبھی خواب میں بھی

تصور نہیں کر سکتے جس طرح کی الزام تراشی انہوں نے کی اور جس طرح کے الفاظ انہوں نے استعمال کیے۔ ایسی قائد حزب اختلاف نے آپ کے سامنے یہ کہا ہے کہ اگر غلیظ زبان استعمال کی جائے تو ہم اس کا نوٹس لیں گے لیکن آج تک میں اس ایوان میں کھڑے ہو کر اپوزیشن پر کبھی تنقید نہیں کی اور ان کے بارے میں کبھی کچھ نہیں کہا۔ غلیظ زبان کا استعمال کرنا تو دور کی بات ہے میں نے آج تک کبھی ان پر ذاتی تنقید نہیں کی میں اس بات کا مؤثر طور پر جواب دے سکتا تھا مگر میں سمجھتا ہوں کہ مجھے صرف اس ایوان کا تقدس عزیز تھا اور اس وجہ سے میں خاموش رہا اور میں نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا لیکن جو الزام تراشی انہوں نے کی وہ تو کبھی خواب میں بھی میں اس کا تصور نہیں کر سکتا وہ پارٹی جس کے بارے میں انہوں نے ذکر کیا اس پارٹی کے ساتھ تو آپ جانتے ہیں کہ جب ان کا اقتدار تھا اور پارٹی بھی چونکہ اقتدار میں رہی ہے تو جن لوگوں پر تنقید کی گئی انہوں نے victimize کیا میرا خاندان بھی اس میں شامل ہے اگر کوئی شخص یہ بات ثابت کر دے کہ ان کے دور اقتدار کے اندر کبھی میں گیا میرا خاندان یا میرے خاندان کا کوئی فرد ان کے آگے جھکا ہو تو میں آج بھی استعفیٰ دینے کو تیار ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! تنقید victimize ہونے کے باوجود ہماری آن ہمارا ضمیر اس بات کو گوارہ نہیں کر سکتا کہ ہم ان کے پاس جا کر جھکیں اور ان سے جا کر کسی بات کا مطالبہ کریں کہ ہمیں آپ نے تنقید کا نشانہ victimize کیا تو ہمیں مہربانی کر کے معافی دے دی جائے اس بات کا تصور ہمارے خاندان میں نہیں ہے میری ذات پر تو تنقید کرنا تو ٹھیک ہے کہ جہاں تک سرکاری معاملات کا تعلق ہوتا ہے میں اس کے لیے ہر وقت حاضر ہوں لیکن میرے خاندان یا میرے کسی بھائی پر تنقید کرنے کا کسی کو کوئی حق نہیں ہے اپوزیشن کے کسی ممبر نے اگر یہ جرأت کی ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ کو اس بات کا سختی سے نوٹس لینا چاہیے تعارف یہی یہ بات کہ وہاں پر نہیں کیا بات ہوئی ہے اور کیا بات نہیں ہوئی۔ جناب سپیکر۔ یہ ہماری پارٹی کا معاملہ ہے پارٹی میٹنگ کے اندر انسان بہت سی باتیں کرتا ہے کوئی اپنی بات کسی طرح پیش کرتا ہے کوئی کسی طرح پیش کرتا ہے لہٰذا میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی کی جو میٹنگ ہوئی تھی اس میں ہم نے بہت ساری باتیں کی ہیں جس انداز میں میں نے وہاں بات کی وہ جذبات میں نے پھر ابھی آپ کے سامنے بھی کی ہے۔

لہ میں نے اس معزز ایوان کو خراج تحسین پیش کیا ہے اور پھر انہیں دوبارہ خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ جس طرح انہوں نے میرا اس معاملے میں دفاع کیا ہے اور اس بات کا خود نوٹس لیا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں اگر خود نہیں بولا تو یہ میرے بہن بھائی خاموش نہیں رہے تو یہ سارا معاملہ ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس طرح کی الزام تراشی کسی صورت میں بھی جائز نہیں تھی اور آئندہ بھی انہیں اس بات سے اعتراض کرنا چاہیے جس پارٹی کا انہوں نے ذکر کیا ہے تو ہماری اس سے جنگ تھی۔ ہے اور ہمیشہ رہے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر صنعت (جناب غلام حیدر وائیں)۔ جناب میرے فاضل دوست مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب تشریف لائے تھے اور ایک بات کر کے واپس چلے گئے ہیں اس بات کے متعلق عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وہ جو بات ریکارڈ پر لانے کے لئے بات کر گئے ہیں وہ درست نہیں ہے۔ انہوں نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ ان کا اعتراض اور آج کا واک آؤٹ procedural matter پر تھا اور وہ یہ کہ جس وقت فاضل رکن اپنی تحریک استحقاق پڑھ رہی تھی انہیں پڑھنے نہیں دیا گیا اور ان کو روکا گیا۔ یہ بات ریکارڈ پر موجود ہے کہ یہ بات بالکل غلط ہے میری فاضل بہن نے اپنی تحریک استحقاق پڑھی اور پڑھنے کے بعد وہ اپنا بیان دے رہی تھیں بلکہ short statement سے آگے بڑھ رہی تھیں

اور اس دوران ان کا دوپٹہ سر پر نہیں تھا اور اپنی تحریک استحقاق پڑھنے کے بعد اور تقریر کے دوران جس وقت ان کے سر پر دوپٹہ نہیں تھا میرے فاضل رکن مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب نے انہیں یہ استدعا request کی وہ پہنے پردے اور دوپٹے کا خیال رکھیں یہ بات ان کو ناگوار گزری اور اس پر انہوں نے واک آؤٹ کیا جو کہ بڑی نامناسب بات تھی اور procedural معاملے پر ان کا واک آؤٹ نہیں تھا وہ اپنی تحریک استحقاق کو پڑھ چکی تھی یہ وہ محض بہانہ سازی کر رہے ہیں اور محض اپنی ایک بات کو آگے بڑھانے کے لیے کر رہے ہیں جو کہ بالکل غلط اور واقعات۔ قانون۔ اخلاق اور جمہوری روایات کے دائرے سے باہر ہے۔

جناب سپیکر۔ ان کی تحریک استحقاق پیش ہوئی ہے اور جو اس کا ہم قانون اور آئین کے مطابق جواب دیتے ہیں ہمیں اور اس پر جناب سپیکر آپ فیصلہ فرماتے ہیں یہ تو تحریک

استحقاق آئی ہے اس میں وہ آکر اپنا مافی الضمیر بیان کریں اور short statement دیں اور اس پر ہم انشاءاللہ جواب دیں گے اور ہم یہ ثابت کریں گے کہ اس ایوان میں ہم نے کس کا آئینی اور قانونی حق مجروح نہیں کیا اور اگر کوئی ایسی بات ثابت ہو جائے تو اس کے لیئے ہم اس کا ازالہ کرنے کے لیے تیار ہوں گے لہٰذا میری یہ گزارش ہے کہ اپوزیشن کے فاضل اراکین اسمبلی واپس تشریف لائیں اور اس کارروائی میں حصہ لیں اور اپنی تحریک استحقاق کو پیش کریں۔ اس کا ہم جواب دیں گے اور انشاءاللہ تعالیٰ یہ ثابت کریں گے کہ اس میں ان کا کوئی آئینی اور قانونی حق مجروح نہیں ہوا ان کو اپنے اظہار خیال کی پوری آزادی ہے جس کی آئین دستور اور رولز اجازت دیتا ہے اس لیے ہم ان کو مکمل آزادی دیں گے۔

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور)۔ پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر۔ ایوان میں جس بات کی ابتداء ہوئی ہے اس پر فخر نہیں کیا جا سکتا یہ بات قابل افسوس ہے اور آج جس نقطہ نظر سے بات ہو رہی ہے اس کی وضاحت ہو جانی چاہیے کیونکہ یہ صرف موجودہ اجلاس کی بات نہیں ہے بلکہ اس سے پہلے بھی اور جناب والا کی موجودگی میں بھی اور عدم موجودگی میں بھی ہوتی رہی ہیں۔ کہ personal جملے چاہیے ممبران پر ہوں چاہیے وزیر اعلیٰ پر ہوں یا کسی وزیر پر ہوں یہ نہیں ہونے چاہئیں جناب والا۔ اس ایوان کے فاضل اراکین کے خلاف ذاتی جملے اور ایسی باتیں ہوتی رہتی ہیں جو کہ دکھ کی باتیں ہوتی ہیں۔ اس بارے میں ابھی جو باتیں جناب والا کے نوٹس میں لائی گئیں۔

اس سلسلے میں میں جناب والا کے سامنے اسمبلی کا قاعدہ اور قانونی پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ یہ بدمزگی پیدا نہ ہو اور ذاتی جملے اور ایسی تضحیک آمیز باتیں چاہیے وہ کسی ممبر کے خلاف ہوں یا کسی وزیر کے خلاف ہوں یا وزیر اعلیٰ صاحب کے خلاف ہوں یہ نہیں ہونی چاہیں اور اگر اس کو بروقت چیک کر لیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بدمزگی کافی حد تک دور ہو سکتی ہے اب میں جناب کی توجہ قاعدہ 176 کی طرف مبذول کراؤں گا اور

رولز آف پروسیجر کا قاعدہ نمبر 176 یہ کہتا ہے کہ :-

176. (1) The subject matter of every speech shall be relevant to the matter before the Assembly.

(2) A member while speaking shall not ...."

Mr. Speaker (d) is important ; —

"(d) make a personal charge against a member, Minister or the holder of a public office, except in so far as it may be relevant in regard to the matter before the Assembly ;

(e) utter treasonable or defamatory or unparliamentary words, or make use of offensive expressions ; or"

تو میں یہ عرض کروں گا اگر ہم اسے اُردو کے قاعدے کے مطابق بیان کریں گے تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ

قاعدہ نمبر 176

(د) کسی رکن وزیر یا سرکاری عہدیدار کے خلاف کوئی ذاتی الزام عائد نہیں کرے گا ماسوائے اس صورت کے کہ وہ اسمبلی کے زیر غور معاملے سے متعلق ہو۔

(ھ) ایسے کوئی الفاظ زبان سے نہیں نکالے گا جو غدارانہ یا توہین آمیز یا غیر پارلیمانی ہوں نہ دل آزار کلمات ہی استعمال کرے گا

آج کی تمام بات یا اس سے پہلے جو اس ایوان کا ماحول بگڑا وہ اس وجہ سے ہوا کہ ہمارے فاضل دوست جو اپوزیشن بنچز سے تعلق رکھتے ہیں انہوں نے تحقیر آمیز اور نفرت انگیز جس کی وجہ سے ممبران ضبط نہیں کر سکے ہماری یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ ہم ہاؤس کے decorum کو ملحوظ خاطر اور آپ کی اس سلسلے میں مدد کریں اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ ہم میں سے ہر ممبر کو چاہیے گورنمنٹ بنچ پر بیٹھتا ہو یا چاہے وہ اپوزیشن بنچز پر بیٹھتا ہو ہم سب کا یہ فرض بنتا ہے کہ ایسے الفاظ استعمال نہ کریں جن سے کسی کی تحقیر ہو یا کسی پر ذاتی حملہ ہو یا کسی کے ذات کے متعلق قابل اعتراض الفاظ ہوں تاکہ ایسا کوئی

کوئی واقعہ رونما نہ ہو اور ان باتوں پر اگر سختی سے عمل کیا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ایسی بات کرنے کے لیے نہ تو گورنمنٹ کے بنچز سے کوئی آواز اٹھے گی اور نہ ایسا معاملہ پیش ہو گا - جناب والا اسے میں یہی توقع رکھوں گا کہ آئندہ اس بارے میں کنٹرول کیا جائے اور اس بات کو سختی سے نافذ کیا جائے کہ کسی بھی شخص سے خواہ وہ ہاؤس کے اندر ہو یا ہاؤس سے باہر ہو اور کوئی بھی عہدیدار ہو اس کے بارے میں ذاتی تحقیر آمیز اور ہتک آمیز الفاظ استعمال نہ کیے جائیں اس قاعدہ اور قانون پر سختی سے عمل ہونا چاہیے - (شکریہ)

ملک محمد طیب خان اعوان ۔ جناب سپیکر مجھے آج یہ افسوس سے عرض کرنا پڑتا ہے کہ کل سے ہمارے مخالف بنچوں کی طرف سے جس لہجہ اور جس زبان سے غلیظ آوازیں قائد ایوان کے متعلق آ رہی ہیں وہ نہایت قابل افسوس ہے اور پھر وہ رو رہے بھی کس بات سے کہ دوپٹہ سر پر اوڑھ لیں اپنی باتیں انہیں میرے خیال میں بھول گئی ہیں کہ وہ کس ذہن سے اور کن الزامات کے ساتھ کس سے یہاں چیخ رہے ہیں ان کی یہ نیت ہے کہ وہ کسی طرح سے اس ہاؤس کے کام کو چلنے نہ دیں اور اس میں رکاوٹ ڈالیں سوائے وقت ضائع کرنے کے اور پریشان کرنے کے ان کا اور کوئی مقصد نہیں ہے -

جن باتوں کو وہ پوائنٹ آؤٹ کر رہے ہیں ان سے ان کا کوئی تعلق نہیں ہے کیونکہ پارٹی اپنے گھر بیٹھ کر یا اپنی پارٹی میں بیٹھ کر جو بھی باتیں کرے وہ انہیں حق بجانب ہے انہیں ہاؤس میں کسی نے بھی کچھ نہیں کہا - اور کسی نے کوئی ناجائز الفاظ استعمال نہیں کیے لیکن آج وہ ہاؤس کا وقت ضائع کرنے کے لیے باہر بیٹھیں مختلف آوازیں اور باتیں کر رہے ہیں اس کے علاوہ جناب آج بھی صبح سے ہماری بہنوں نے جو غلیظ زبان استعمال کی ہے کیا یہ کوئی پارلیمانی الفاظ ہیں جناب والا کہتے ہیں کہ رکھ پت رکھوا پت اگر وہ مہربانی کریں صحیح الفاظ استعمال کریں تو ہم سے بھی اس سے تبادل صحیح الفاظ استعمال کرنے کی توقع رکھیں ہم انشاء اللہ ہر حالت میں ان کا احترام کریں گے اور ان کی عزت کریں گے اور ان کی ہر بات کو قبول کریں گے رہا کہ ہم نے اپوزیشن کو روپیہ نہیں دیا - تو روپیہ تو ابھی آتا ہے اور وہ ہاؤس نے دینا ہے اور انشاء اللہ اس میں بھی وہ خود تسلیم کرتے ہیں کہ ہمارے حلقے میں یہ روپیہ لگایا جائے گا جب ان کے حلقے میں روپیہ لگایا جائے گا تو انہیں اعتراض کس بات پر ہے تو اس لیے میں اپوزیشن کے لیڈر سے بھی اور آپ

ان کو پہلے روکتے تو آج دوسرے دن وہ یہ زبان استعمال نہ کرتے اس لیے ان کی اب عادت بن چکی ہے یہ غلط زبان استعمال کرنے کی رہا ہی میاں ہر روز ہاؤس میں وہ زبان استعمال کرتا ہے جو کہ اسے نہیں کرنی چاہیے اس لیئے ان سے میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اپنی عزت کروائیں بھی اور کریں بھی۔

السلام وعلیکم۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ظفر اللہ خان ڈھانڈلہ۔ جناب سپیکر میں نے کل بھی عرض کرنے کی کوشش کی تھی اور آج کا واقعہ میرے خیال میں اتنا زیادہ serious نہیں ہے جتنا کل ہوا تھا اتفاق سے کل قائد ایوان اسمبلی میں تشریف فرما نہیں تھے در اصل جناب حقیقت یہ ہے کہ کم از کم ایوان میں بیٹھ کر تو جھوٹ نہیں بولنا چاہیے۔ چاہیے باہر ہم جتنا مرضی جھوٹ بولیں۔

جناب والا کل مسئلہ یہ تھا کہ سالانہ ڈویلپمنٹ پروگرام میں ہم اپوزیشن والوں کو کچھ نہیں دینا چاہتے اور اس پر خاص طور پر ہمارے معزز ممبر ریاض حشمت صاحب مصر تھے اور انہوں نے بڑی غلط باتیں کہی تھیں یہ ہمارے منسٹر تجارت بیٹھے ہیں اور میں جناب کو ایک چیلنج کے طور پر عرض کرتا ہوں کہ آپ رپورٹ منگوا کر دیکھ لیں کہ ریاض حشمت کے حلقے میں سالانہ ڈویلپمنٹ پروگرام میں ہمارے دوسرے ممبران کی کتنی سکیمیں ہیں اور ان کی کتنی ہیں اس میں ان کی سکیمیں زیادہ ہیں اور وہ بن رہی ہیں اور ان پر پیسہ خرچ ہو رہا ہے جب ایسی بات ہے تو جناب والا آپ کے سامنے انہوں نے کس قدر غلط بیانی کی ہے کہ حکومت ہمیں نظر انداز کر رہی ہے تو ایسے حالات میں جناب والا اگر کوئی ایسا مسئلہ ہو تو دوسرے کو بھی عرض کرنے کا موقعہ ضرور فرمایا کریں۔

اب میں جناب کی وساطت سے قائد ایوان سے گذارش کروں گا کہ یہ پارلیمانی روائت ہے کہ جب اپوزیشن واک آوٹ کرتی ہے تو انہیں ایوان میں واپس آنے کے لیے درخواست کی جاتی ہے جناب کسی اپنے سینئر منسٹر کو حکم دیں کہ اپوزیشن کے ممبران سے عرض کریں کہ وہ واپس تشریف لے آئیں تاکہ ہاؤس کی کارروائی جاری ہو۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ: جناب سپیکر لیڈر آف دی ہاؤس نے واضح طور پر اپنا موقف بیان کر دیا تھا اور لیڈر آف دی اپوزیشن نہایت ذہین ہیں اور وہ اپنے آپ کو بہت بڑے سیاست دان بھی سمجھتے ہیں میرے خیال میں یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی جس پر کہ

نہیں وہ واک آؤٹ کرنا چاہیے تھا اور اب یہ وقت ہے کہ ان کو واپس آجانا چاہیے کیونکہ اپنی نجی محفلوں میں وہ اپنے لیڈر آف دی ہاؤس کے حق میں کوئی قصیدے نہیں کہتے ان کو چاہیے کہ آپ کافی بات ہو گئی ہے اور واپس آجائے۔ وہ پارلیمنٹری سسٹم کو اچھی طرح سمجھتے ہیں اس لیے میرے خیال میں آپ انکو واپس آجانا چاہیے یا آپ کی طرف سے اس قسم کی کوئی تحریک ہو کہ ان کو واپس لیا جائے اور کارروائی شروع کی جائے۔

میاں عطا محمد قریشی۔ جناب ہاؤس کی اجازت سے میں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ سپیکر کے لیے کیا یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ جس تحریک استحقاق کو مناسب سمجھے وہ ہاؤس میں پیش کرے کیا یہ تحریک استحقاق پیش کرنے کے قابل تھی کیا آپ نے اسے مناسب سمجھا کہ یہ یہاں پیش ہو اور کیا ضروری تھا؟

جناب سپیکر۔ تشریف رکھیں۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ جناب سپیکر مسئلہ کچھ سنجیدہ ہو گیا ہے اصل میں اپوزیشن والوں کے پاس کوئی پروگرام نہیں ہے کیونکہ نہ ہی وہ جماعت ہے اور نہ ہی وہ کوئی گروپ ہے ان میں سے کچھ پیپلز پارٹی کے ہیں اور کچھ مسلم لیگ کے ہیں تو اس لیے ان کے پاس پروگرام بھی کوئی نہیں ہے اور وہ بیچارے بہانے بنا بنا کر باہر نکلتے ہیں تو میں اس موقع پر پنجابی میں ایک بات سناتا ہوں صرف اس لیے کہ فضا ٹھیک ہو جائے جناب اک شادی سی کدرے اوتھے میراثی چلے گئے اوناں دعا شعا کیتی او اکھن لگے کہ مہربانی کر دکہ سانوں چول دیو اناں گلاں شلال کڈیاں کہ ٹھہر جاؤں پہلے بارات نوں کھا لین دیو اوناں کہیا کہ جدوں ای ایس پی پی دا دیا ہوندا تے اودوں سانوں گالاں پیندیاں تے جناب cornering رندی اے ایناں دا تحریک استحقاق شروع ہوندا اے اکو پی پی دہ ہوندا اے تے ہور کسے دا نہیں ہوندا۔ اس واسطے خدا سیہ بس رہا کرد

جناب محمد صدیق انصاری ۔ پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر۔ کافی دیر سے اس مسئلے پر گفتگو ہو رہی ہے اور تحریک استحقاق کے لیے جناب نے آدھا گھنٹہ مقرر کیا تھا اس کے بعد لیڈر آف دی ہاؤس کی وضاحت آچکی ہے اور مختلف آراء بھی آچکی ہیں تو اس میں جناب نے بھی کوئی decision دینا ہے یا اس مزید ہاؤس کی کوئی کارروائی ہونی ہے یا نہیں ہوتی ہے یہ آپ کا بھی کچھ فرض بنتا ہے۔

جناب سپیکر - جناب وزیر اعلیٰ معزز خواتین و حضرات - میرا اب یہاں بات کرنا کچھ ضروری ہو گیا ہے اِس لیے کہ بحیثیت سپیکر کے میرے conduct کو یہاں زیر بحث لایا گیا ہے جہاں تک کہ کسی خاتون کے دوپٹہ اوڑھنے نہ اوڑھنے اور اس پر سپیکر کے ایکشن کا تعلق ہے اِس پر میں یہ کہوں گا کہ جناب اسمبلی کے جو قوائد و ضوابط ہیں اور جو پاکستان کا آئین ہے میرے پاس بحثیت سپیکر کے انہیں قواعد و ضوابط اور اِس آئین کے تحت اختیارات ہیں اور ہاؤس کی کارروائی کو conduct کرنا انہیں قواعد و ضوابط کے مطابق مجھ پر لازم ہے یہ قواعد و ضوابط کی کتاب ہماری اسمبلی سے پہلے کی بنی ہوئی ہے اِس میں کس قسم کی تبدیلی یہ معزز ایوان کر سکتا ہے لیکن بحیثیت مجموعی اگر آپ چاہیں تو آپ اِس قواعد و ضوابط کی کتاب میں بھی یہ تبدیلی لا سکتے ہیں کہ کوئی خاتون دوپٹے کے بغیر ہاؤس میں بات نہ کر سکے گی اگر آپ چاہیں تو آپ اِس میں تبدیلی لا سکتے ہیں کہ کوئی خاتون برقعے کے بغیر اس ہاؤس میں نہ آسکے -

اور جب اِس میں تبدیلی ہو جائے گی تو جو Presiding officer ہو اِس کے پاس یہ اختیار ہو گا کہ ہاؤس کی کارروائی کو condcut کرنے کے لیئے وہ انہیں قواعد و ضوابط کے مطابق عمل کرتے ہوئے کسی خاتون کو دوپٹے کے بغیر بات کرنے سے منع کر سکے

جہاں تک اخلاقیات کا تعلق ہے اور جہاں تک ہمارے مذہب اور ہمارے دین کا تعلق ہے اِس سلسلہ میں ہمارے علمائے اکرام بہتر جانتے ہیں اور سپیکر عالم دین کا رول ادا نہیں کر سکتا جہاں تک اِس بات کا تعلق ہے کہ میں کسی کو جیسے کہ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب نے فرمایا کہ جناب سپیکر آپ اِس کا نوٹس لیں کہ کوئی خاتون دوپٹے کے بغیر بات کرے تو میں قواعد و ضوابط کے مطابق اِس کا نوٹس کیسے لے سکتا ہوں اور آپ سب بھی باشعور ہیں - تعلیم یافتہ ہیں اور نمائندہ حثیت کے حامل افراد ہیں آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ قواعد و ضوابط میں ایک بات نہ ہو تو میں اِس کا نوٹس کیسے لے سکتا ہوں جہاں تک اِس بات کا تعلق ہے -

کہ قائدِ ایوان نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ مجھے کچھ باتوں کا نوٹس لینا چاہیے تعاجت کا میں نے نہیں لیا تو میں سمجھتا ہوں کہ جس روز سے اِس معزز ایوان نے مجھ پہ اعتماد کا

کا اظہار کرتے ہوئے مجھے اِس منصب جلیلہ پہ بٹھایا ہے میں نے نہائت دیانتداری کے ساتھ اپنے خدا کو حاضر ناظر جانتے ہوئے اپنے منصب کے مطابق ہر معزز رکن کی عزت اور احترام میں کوئی فرق نہیں آنے دیا کیوں کہ یہ معزز ایوان سب ممبران پر مشتمل ہے اور ہر ممبر کا استحقاق میرے نزدیک مقدم ہے سپیکر ممبران کے استحقاق کا custodian ہے اور اس میں کسی بھی معزز رکن کو بولنے کی پوری آزادی دینا اور ان کو اپنا مافی الضمیر بیان کرنے کی اجازت دینا میں سمجھتا ہوں کہ رولز اور آئین کے مطابق مجھ پر فرض ہے جہاں تک اِس بات کا تعلق ہے کہ کوئی معزز رکن قابل اعتراض زبان استعمال کرے یا کوئی بھی ممبر قابل اعتراض زبان میں بات کرے تو میں نے فوری طور پر اس کا نوٹس لیا ہے اور اِس کارروائی کو بعض دفعہ کسی معزز رکن کی تحریک پہ expunge بھی کیا ہے اور بعض دفعہ میں نے خود اپنے احکامات کے تحت اِس کو expunge کروایا ہے میں یہاں اس وقت تک ہوں جس وقت تک مجھے اِس معزز ایوان کا اعتماد حاصل ہے اور جب تک مجھے آپ کا اعتماد حاصل ہے میں دیانتداری کے ساتھ اپنے فرائض کو انجام دیتا رہا رہوں گا۔

اور آپ کے استحقاق کا اس معزز ایوان کے وقار کا اور آپ کے احترام کا اپنی بساط کے مطابق ہمیشہ خیال رکھنے کی کوشش کروں گا اور جب مجھے اِس معزز ایوان کا اعتماد حاصل نہیں رہے گا آپ یقین جانیں کہ میں ایک سیکنڈ کے لیے بھی اِس کرسی پر نہیں بیٹھوں گا۔ (تالیاں)

اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کروں گا کہ جب تک یہ معزز ایوان مجھے یہاں بٹھائے گا میں نے رولز اور آئین کے مطابق اِس ایوان کے معاملات کو چلانا ہے اور یہ آپ کے تعاون کے بغیر ممکن نہیں۔

ہاؤس میں آرڈر کو maintain کرنا معزز ارکان کے تعاون کے بغیر کیسے ممکن ہے ؟ یہ حزب اقتدار کے تعاون کے بغیر کیسے ممکن ہے؟ یہ حزب اختلاف کے تعاون کے بغیر کیسے ممکن ہے اگر interruption ہوں اگر کسی بھی فاضل رکن کو بات کرنے کی اجازت نہ دی جائے تو میں اپنے بساط کے مطابق جو میرے پاس اختیارات ہیں کوشش کرتی ہے کہ میں اِن کو بات کرنے کی اجازت دوں لیکن میرے پاس

کوئی ایسا ہتھیار نہیں ہے کہ جس سے میں اس کی زبان بندی کروں یا اگر کسی کی زبان سے الفاظ نکل جائیں تو میں وہ الفاظ واپس لوٹا دوں الفاظ جو منہ سے نکلتے ہیں وہ نکل جاتے ہیں اور یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سیاست بہت دشوار گزار اور خاردار راستہ ہے یہ کانٹوں بھرا راستہ ہے اور آج کے زمانہ میں جن لوگوں نے اس کو اختیار کیا ہے یہ بھی عبادت سے کم نہیں ہے اور اس عبادت میں حوصلہ مندی تدبر اور بات سہنا اور بات کرنے کا موقع دینا یہ بہت ہی عظمت کی باتیں ہیں جو بھی اس کو اختیار کرے یہ بھی بہت عظمت کی باتیں ہیں (تالیاں)

اور میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سپیکر کے conduct کو ہاؤس میں زیر بحث لانا پارلیمانی روایات کے مطابق نہیں ہے اس لیے اس سے اعتراض کرنا لازم ہے کیونکہ آپ ہی کا سپیکر ہے آپ ہی کا ہاؤس ہے اور آپ ہی نے اسے پریذائیڈنگ آفیسر بنایا ہے اس لئے آپ کے احترام دیئے بغیر سپیکر کا احترام قائم نہیں رہ سکتا اور سپیکر ضامن ہے اس بات کا ہاؤس کا وقار اور ہاؤس کا احترام ہر حالت میں قائم رہے اور جس وقت ہاؤس کا احترام نہیں رہے گا۔ یا ذرا بھی احتمال پیدا ہوگا تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سے بہت پہلے یہ کرسی چھوڑ دوں گا"

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ اب یہ تحریک استحقاق پیش ہوئی اس کے بعد تحاریک التوائے کار ہونگی اور اس کے بعد بل ہوگا تو آپ خود اس بات کا اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اپوزیشن چھوٹی ہو یا بڑی کسی بھی ایوان میں جب اپوزیشن قائم ہو جائے تو ہاؤس کی کارروائی کو چلانے میں اپوزیشن کا کیا رول ہوتا ہے اور بغیر اس اپوزیشن کی موجودگی کے ہاؤس میں کیسی کارروائی کی سیاسی پوزیشن اور impact کیا ہوتا ہے چونکہ آپ سب سیاست دان ہے اور آپ سب ان معاملات کو جانتے ہیں چنانچہ میں اپنی بات یہیں ختم کرتا ہوں کہ ہمیں خاص طور پر ان حالات میں جب اس ملک میں بڑے عرصے کے مارشل لا کے بعد جمہوریت بحال ہوئی ہے ہمیں بہت ہی صبر و تحمل سے اور بڑی ہی بردباری سے معاملات کو آگے بڑھانا ہے کیونکہ یہ ادارے قائم رہنے اس ملک کے مفاد میں ہیں اور یہ میری ذاتی coviction ہے اور یہ اس ملک کے مفاد میں بھی ہے کہ یہ ادارے قائم رہیں چلیں اور پھلیں پھولیں اور یہ صرف اس طریقے سے پھل پھول سکتے ہیں

کہ ہم اپنے آپ میں زیادہ سے زیادہ حوصلہ پیدا کریں اور ہم زیادہ سے زیادہ باتیں سننے کا اپنے اندر حوصلہ پیدا کریں۔

اور معاملات کو نہایت تدبیر اور ہوش مندی کے ساتھ چلانے کی کوشش کریں مجھے ذاتی طور پر قائد ایوان سے کوئی گلہ نہیں ہے اور نہ کوئی اس معزز ایوان سے کوئی گلہ ہے کیونکہ ہم ایک عمل سے گذر رہے ہیں اور چونکہ یہ ایک ارتقائی عمل ہے جس میں انسان مسلسل سیکھتا ہے پارلیمانی آداب کو سیکھتا ہے رولز کو سیکھتا ہے اور دنیا کی پارلیمانی تاریخ کا مطالعہ کرتا ہے اور اگر ہم اس ارتقائی عمل سے گزرتے وقت غلطیاں بھی کر سکتے ہیں یہ غلطیاں میں بھی کر سکتا ہوں کیونکہ میں انسان ہوں آپ بھی کر سکتے ہیں اس لیے کہ آپ بھی انسان ہیں غلطیاں تو فرشتے نہیں کرتے لیکن ہمیں ایک دوسرے کی غلطیوں کو نظر انداز کرنا ہے بھائی بندی کے تحت اور ایک اچھے جذبے کے تحت تو اس کے ساتھ میں اپنی بات کو ختم کرتا ہوں پر یولیج موشن کو اب نہیں لیا جا سکتا۔

جناب چوہدری صاحب آپ کچھ ارشاد فرمانا چاہیں گے۔

وزیر تعلیم (چوہدری ممتاز حسین) جی۔ جناب

میں گزارش کرنے والا تھا کہ آپ کو اس ایوان نے بٹھایا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس ایوان کا تقدس ہر ممکن طور پر ہم بحال رکھیں گے لیکن آپ بھی ہمارے آرام کا خیال رکھیئے گا آپ خود ہی اندازہ لگا لیں کہ ہم کس شکل میں گرفتار رہیں شومئی قسمت کہ ہم سب ڈبل ڈیکر میں اور ایک ایسا نقشہ پیش کر رہے ہیں جو کہ ایک بس over loaded ہوتے ہوئے ایک چھوٹے روٹ پر چلتے ہوئے پیش کرتی ہے۔ لہذا ہماری اس تکلیف کا بھی ازالہ کریں۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا یہ تکلیف پرسوں بھی عرض کی گئی تھی کہ ان سیٹوں کے ساتھ بھی یہ بڑی زیادتی ہو رہی ہے اور ان پر قوم کا پیسہ خرچ ہوا ہے اور سارا کا سارا وزن ان پر ہی ڈال دیا گیا ہے لہذا جیسا کہ انہوں نے فرمایا اس کا انتظام کیجئے۔

جناب سپیکر۔ چوہدری صاحب کی تکلیف اور ان کی شکایت بجا ہے لیکن میں یہ عرض کرونگا کہ اس تکلیف میں آپ کو جناب قائد ایوان نے مبتلا کیا ہے میرا اس میں کوئی قصور نہیں اور اگر وہ اس تکلیف کا ازالہ کرنا چاہیں تو پھر آپ اتنی بڑی تکلیف سے

دو چار ہو جائیں گے کہ جس کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر زراعت : (چوہدری عبدالغفور) جناب والا! اس تحریک استحقاق کے بارے میں آپ کا کیا حکم ہے کیونکہ یہ move ہو چکی ہے This has become the property of the House. میری گزارش ہے کہ یہ چونکہ withdraw نہیں ہوئی اور اس پر بحث و تمحیص بھی ہوئی ہے پھر اسمبلی کے قواعد و ضوابط کے مطابق چونکہ نہ تو یہ حق کہ constitution نے grant کیا نہ کسی law نے یا اس کے تحت کسی rule نے اور نہ ہی اس کی کوئی بنیاد ہے لہٰذا اس بارے میں حکم صادر فرمائیں میں استدعا کروں گا کہ یہ قواعد و ضوابط کے مطابق تحریک استحقاق نہیں بنتی اس لیے یہ rule out ہونی چاہیے اور اس کو dispose off ہونا چاہیے کیونکہ یہ withdraw نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر۔ یہ کس تحریک استحقاق کی آپ بات کر رہے ہیں ؟

جناب وزیر زراعت ۔ ایک ہی تحریک استحقاق تھی جس پر بحث ہوئی اور وہ move ہوئی۔

جناب سپیکر : کیا بیگم شاہین منور احمد صاحبہ کی تحریک استحقاق ہے؟

وزیر زراعت ۔ جی بیگم شاہین منور احمد صاحبہ کی تحریک استحقاق ہے

جناب سپیکر ۔ اس کے محرک موجود نہیں ہیں اور وہ بات نہیں کر سکے نہ تو اس پر محرک کی بات ہو سکی اور نہ اس پر حکومت کی طرف سے کوئی بات ہو سکی اس کے جواب میں اس لیے اس کو التواء میں رکھنا پڑے گا اور اس پر فیصلہ نہیں ہو سکتا کیا آپ آپ تحاریک التواء کار کو لینا چاہیں گے ؟

رانا پھول محمد خان ۔ جناب والا میں آپ کی وساطت سے پھر محترم قائد ایوان سے درخواست کروں گا کہ کسی آدمی کو بھیج کر اپنے روٹھے ہوئے بھائیوں کو ہمیں واپس بلا لینا چاہیے کیونکہ اس ہاؤس کی زینت ہی حزب مخالف ہے جیسا کہ محترم نے فرمایا تھا کہ اس ہاؤس کی زینت بھی اپوزیشن ہوتی ہے اور وہ استاد کا کام کرتی ہے کیونکہ وہ لوگ اس ہاؤس میں نکتہ چینی کر کے ہم کو اپنی اصلاح کا موقع فراہم کرتے ہیں اس لیے ہمیں ضد میں نہیں آنا چاہیے اور پارلیمانی روایات کے تحت فراخدلی سے قائد حزب اختلاف سے اور ان کے نمائندگان سے درخواست کرنی چاہیے کہ وہ ہاؤس میں تشریف لائیں اور کارروائی

میں حصہ لیں کیونکہ بحث و تمحیص ہی جمہوریت کا ایک طریقہ ہے اور اس سے ہی کسی نتیجے پر پہنچتے ہیں مجھے قوی اُمید ہے کہ قائدِ ایوان اِس پر غور فرما کر اِن کو ایوان میں بلوا لیں گے۔

ایک معزز رکن۔ دو منٹ کے لیے رانا صاحب خود ہی آگے بڑھ جائیں اور انہیں منا کر لے آئیں۔

اراکینِ اسمبلی کی رُخصت

جنابِ سپیکر: اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

چوہدری مہدی حسن

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست چوہدری مہدی حسن صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے

گزارش ہے کہ بندہ کی کار کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا جس میں سائل کے چچا زاد بھائی اور دوست مضروب ہوئے بندہ 18 تا 20 مئی 1986 پنجاب اسمبلی کے اجلاس میں شرکت نہ کر سکا اندریں حالات استدعا ہے کہ بندہ کی تین یوم کی رخصت منظور فرمائی جائے

جنابِ سپیکر۔ اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

سید اصغر علی شاہ

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست۔ سید اصغر علی شاہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

میری والدہ محترمہ نہائت ضعیف اور بیمار ہیں اُن کی خبر گیری کے لیے مجھے بروز ہفتہ مورخہ 24-5-86 کو چھٹی عنائت فرمائی جائے

جنابِ سپیکر۔ اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

صاحبزادہ سید مظہر الحسن المعروف چن پیر

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست صاحبزادہ سید مظہر الحسن المعروف چن پیر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

بندہ کچھ ضروری کام کی وجہ سے 18 تاریخ کو حاضر نہ ہو سکا لہذا مہربانی فرما کر 18-5.86 کی رخصت منظور فرمائی جائے

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مہر غلام دستگیر

سیکرٹری اسمبلی۔ مندرجہ ذیل درخواست مہر غلام دستگیر صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے

میں مورخہ 1986-5-23 سے برائے عمرہ سعودی عرب جا رہا ہوں لہذہ میری چھٹی مورخہ 1986-6-9 تک منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب سپیکر۔ جی۔ جناب

ملک طیب خان اعوان۔ جناب والا جیڑا ساناں اسمبلی دا پروگرام موصول ہویا اے 24 تاریخ نوں بجٹ دا اعلان کیتا گیا اے تے 25 تاریخ نوں چھٹی دیتی گئی اے جمعہ 24 نو نیہں اے کیونکہ بجائی تے گہائی دے دن نے اگر دویں دن اکھٹے کر دیتے جان تے لوگ گھراں دے چکر لگا سکن گے اے کٹھے دوستاں دی رائے اے جناب مہربانی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر۔ ٹھیک ہے ملک صاحب آپ کی اس بات پر غور کیا جانے لگا۔

(قطع کلامیاں)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر۔ میاں محمد اسحاق کی طرف سے ایک تحریک التوائے کار ہے لیکن وہ تشریف

نہیں رکھتے ہیں

چوہدری گل نواز خان وڑائچ ۔ جناب سپیکر مہربانی فرمائیں اور چھٹی کے متعلق اعلان فرما دیں تاکہ جو صاحبان جانا چاہیں چلے جائیں اگر 24 تاریخ کی آپ نے چھٹی کر دی ہے۔

جناب سپیکر ۔ 24 تاریخ کا مسئلہ یہ ہے کہ اس تاریخ کو چھٹی کسی شکل میں نہیں ہو سکتی کیونکہ بجٹ کے پیش ہونے کا دن ہے اور بجٹ پیش ہونے کا دن چونکہ جناب گورنر صاحب نے مقرر کیا ہے اس لیے اس میں تبدیلی ہم نہیں لا سکتے۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ۔ سارے ممبر صاحبان کو جو پروگرام ملا ہے وہ 24 تک کا ہی ملا ہے۔

جناب سپیکر ۔ میاں محمود احمد صاحب ۔ ۔ ۔ ایوان میں موجود نہیں ہیں اگلی تحریک نمبر 15 بھی میاں محمود احمد صاحب کی ہے 16 نمبر میاں محمد اسحاق صاحب کی ہے وہ بھی موجود نہیں ہیں نمبر 17 چوہدری محمد اصغر صاحب کی طرف سے ہے وہ بھی موجود نہیں ہیں نمبر 18 ریاض حشمت جنجوعہ کی ہے وہ بھی ایوان میں موجود نہیں ہیں نمبر 18-19-22-23، 24 اور 25 بھی جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی ہیں نمبر 26 چوہدری محمد اصغر صاحب کی ہے وہ ایوان میں نہیں ہیں نمبر 27، 28، 29 اور 30 جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی ہیں وہ ایوان میں تشریف نہیں رکھتے ۔ 31 ملک محمد الطاف خان صاحب کی طرف سے ہے وہ بھی ایوان میں تشریف نہیں رکھتے اور نمبر 32 رانا پھول محمد خان صاحب کی طرف سے ہے

صوبہ بھر میں کلرکوں کی قلم چھوڑ ہڑتال

رانا پھول محمد خان ۔ جناب والا میں تحریک پیش کرنے کی اجازت طلب کرتا ہوں تاکہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ جنگ مورخہ 11 مئی 1986 کی خبر کے مطابق صوبہ بھر کے کلرکوں نے قلم چھوڑ ہڑتال کر دی ہے جس کی وجہ سے عوام کو بے حد پریشانی کا سامنا ہے۔

کیونکہ عوام کے روزمرہ کے کام کاج میں تعطل پیدا ہو گیا ہے مزید برآں حکومت کی جانب سے ابھی تک نہ تو کوئی واضح یقین دہانی بسلسلہ مطالبات کلرک سامنے آئی ہے اور نہ ہی اس مسئلہ کے لیے کوئی عملی قدم اٹھایا گیا ہے لہذا مسئلہ کی سنگینی کے پیش نظر اس مسئلہ پر فوری

طور پر بحث کی جائے۔

جناب والا۔ اِس سلسلے میں اگر کچھ گفت و شنید ہماری حکومت اور اِن کے نمائندگان کے درمیان ہوئی بھی ہے مجھے اِس کا کوئی علم نہیں ہے لیکن میں نے یہ تجویز پیش کی تھی۔ کہ اِس کے دو طریقہ کار ہیں ایک تو یہ کہ ایک کمیٹی بنائی جائے اور وہ کمیٹی جناب وزیراعلیٰ نامزد کریں جو کلرکٹ ایسوسی ایشن کے نمائندگان سے گفت و شنید کرنے کے بعد ایک قرارداد کا مضمون تیار کریں اور پھر قرارداد مرکزی حکومت کو بھیجیں۔

دوسرا طریقہ کار یہ ہے کہ صوبے میں سکیل دیئے جائیں جو دینے ہمارے لیئے ممکن نہیں کیونکہ اگر ہم خود کوئی سکیل دیں گے تو اِس سے صوبے کے بجٹ پر مزید بوجھ پڑے گا۔ یہ اکیلا صوبائی معاملہ نہیں ہے کیونکہ اِس میں مرکز اور صوبائی محکموں کے تمام اہلکار شامل ہیں اِس لیے اگر مرکزی حکومت اِن گریڈوں کو منظور کرے گی تو وہ گرانٹ مرکزی حکومت کو صوبے کو دینی پڑے گی۔

پھر اِس طرح ہمارے بجٹ پر اِس کا بوجھ بھی نہ ہوگا۔ اور ہمارے اِن کارکنان کی حوصلہ افزائی بھی ہوگی ان کا حق اِنکو ملے گا۔ اور مرکزی حکومت چاروں صوبوں میں یکساں طور پر اِن کو گریڈ دے سکے گی۔ اِس میں ہمارا کوئی حرج نہیں ہے بلکہ مجھے قوی اُمید ہے کہ ہماری حکومت اِس پر غور فرماتے ہوئے جلد اِس کا فیصلہ کرنے کی کوشش کرے گی کیونکہ یہ معاملہ نہائیت ہی اہم ہے اور چونکہ اِس صوبے کا تمام دفتری کام معطل ہے اِس لیے آپ حکومت کو چاہیئے کمیٹی تشکیل دے اور اِس کے لیے ایک قرارداد پاس کرے اور مرکزی حکومت کو سفارش کرے کہ اِن کے مطالبات اور مسائل کسی حد تک اپنے ملکی وسائل کے مطابق اور اِن کے اندر رہتے ہوئے حل کرنے چاہئیں۔

دوسرے صوبہ سندھ کی حکومت نے اوور ٹائم کے لیئے ساڑھے چار روپے کے لیے فی گھنٹہ دفتروں کے کلرکوں کو الاؤنس دینے کا اعلان کیا ہے کیونکہ اِس سے ہمارے بجٹ پر بھی زیادہ بوجھ نہیں پڑتا تو ہمیں بھی پنجاب کے کلرکوں کی حق تلفی نہیں کرنی چاہیے اور سندھ کے برابر ہی اِن کو اوور ٹائم کی رقم ادا کرنی چاہیے

جناب سپیکر - جناب رانا پھول خاں صاحب اِس پر کافی تحاریک التوا کار تھیں جو identical ہیں آپ کی طرف سے بھی تھی اور بہت سی دوسرے صاحبان کی طرف سے بھی

تھیں۔ لیکن اس میں جو پہلی تحریک التوا پیش ہوئی تھی اس پر یہ کہا گیا تھا کہ چونکہ حکومت نے اس سلسلہ میں کچھ واضح اقدامات کئے ہیں اور ان کے ساتھ گفت و شنید کا سلسلہ جاری ہے اس لئے اسے پیش نہیں کیا گیا تھا لہٰذا اب آپ کی کیا رائے ہے۔

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا میں نے تو ابھی عرض کی ہے کہ ان سے گفت و شنید کرنے کے بعد ایک قرارداد مرکزی حکومت کو بھیجیں پھر اگر وہ کمیٹی مناسب سمجھے تو کمیٹی بنائی جائے اور اگر گفت و شنید سے معاملہ ویسے طے ہو جائے تو پھر مجھے کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر۔ کیا آپ اس کو پریس نہیں کرتے ہیں؟

رانا پھول محمد خان۔ ہاں اگر معاملہ طے ہو گیا ہے تو مجھے کیا اعتراض ہے۔

جناب سپیکر۔ میاں محمد اسحاق خان صاحب کی تحریک التوا ہے

(فاضل رکن تشریف نہ رکھتے تھے)

چوہدری محمد صدیق سالار۔ پوائنٹ آف آرڈر حکومت کا کام بل کی شکل میں آپ کی میز پر ہے میں جناب منسٹر سے درخواست کروں گا کہ وہ آپ سے اجازت لے کر اس کو پیش کریں تاکہ حکومت کا بھی کوئی کام ہو۔ جہاں تک کلرک صاحبان کے مسئلے پر رانا صاحب کی بات تھی تو وہ بھی پنجاب میں ایک بڑا اہم مسئلہ ہے اور اس کو جلد از جلد حل ہونا چاہیئے کیونکہ کلرک ہمارے بھائی ہیں اور [illegible] کوئی نہ کوئی تو کام بننا چاہیئے۔

رانا پھول محمد خان۔ آپ نے فرمایا ہے کہ اس مسئلے پر بات چیت ہوئی ہے دوسری طرف سے حکومت کے نمائندے فرماتے ہیں کہ بات چیت ہونی چاہیئے یہ تو دو متضاد باتیں ہیں۔

چوہدری محمد صدیق سالار۔ بات چیت ہو رہی ہے

جناب سپیکر۔ جناب محمد جاوید اقبال چیمہ صاحب نمبر ۴۸ تشریف نہیں رکھتے۔ میاں محمود احمد صاحب تشریف نہ رکھتے تھے جناب میاں صدیق انصاری صاحب تحریک التوائے کار نمبر ۴۹۔

جناب محمد صدیق انصاری۔ جناب سپیکر میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے عوامی اہمیت کے معاملے کو زیر بحث لانے کے لیئے

تحریک کرتا ہوں کہ اسمبلی کی کارروائی روک کر اپنی اہم معاملے کو زیر بحث لایا جائے گا معاملہ یہ ہے کہ تحصیل شکر گڑھ ضلع سیالکوٹ میں ایم۔پی۔ اے صاحبان 1985-86 کے ڈویلپمنٹ پروگرام کے تحت میرے حلقہ پی۔پی۔ 156 ملحقہ حلقہ پی۔پی 154-155 میں تقریباً 45 عدد گرلز پرائمری سکول ہائے کے لیے عمارات تعمیر ہونی منظور ہوئیں اور تعمیر کا کام ملکہ۔۔۔۔

مہر محمد سلیم۔ جناب والا پوائنٹ آف آرڈر۔ کورم نہیں ہے

جناب سپیکر۔ گنتی کی جائے (گنتی کی گئی) کورم نہیں ہے گھنٹیاں بجائی جائیں (گھنٹیاں بجائی گئیں)

کورم پورا نہیں ہوا ہاؤس کی کارروائی پندرہ منٹ کے لیے ملتوی کی جاتی ہے

(کورم نہ پورا ہونے کے باعث 11-50 پر ایوان کی کارروائی پندرہ منٹ کے لیے ملتوی کی گئی)

جناب سپیکر، 12-29 پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے اور اجلاس کی کارروائی دوبارہ شروع ہوئی)

جناب سپیکر۔ وزیر خزانہ نے آج منظور شدہ اخراجات کا گوشوارہ پیش کرنا ہے۔

جناب محمد صدیق انصاری۔ جناب سپیکر میں تحریک التوا پیش کر رہا تھا کہ کورم ختم ہو گیا تھا اور اس لیے میں اسے پوری طرح پڑھ نہیں سکا تھا

جناب سپیکر۔ انصاری صاحب اس کے لیے اب ٹائم ختم ہو گیا ہے۔

میاں محمود احمد۔ جناب والا میری ایک تحریک استحقاق بھی تھی

جناب سپیکر۔ یہ کل پیش ہوگی۔

منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ بابت 1985-86

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور) ۔ جناب سپیکر!

منظور شدہ اخراجات کا ضمنی گوشوارہ بابت سال 1985-86 ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

Mr. Speaker : The Supplementary Schedule of Authorised Expenditure for the Year 1985-86, has been laid on the table of the House.

مسودہ قانون پنجاب جناح آبادیاں برائے غیر مالکان اندرون دیہی علاقہ جات مصدرہ 1986

وزیر کالونیز (جناب محمد ارشد خان لودھی) جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ۔۔
مسودہ قانون پنجاب جناح آبادیاں برائے غیر مالکان اندرون دیہی علاقہ جات مصدرہ 1986 جیسا کہ مجلس قائمہ برائے مال نے اِس کے بارے میں سفارش کی ہے کو فی الفور زیر غور لایا جائے۔

Mr. Speaker ; Motion moved is :—

That the Jinnah Abadis for Non-proprietors in Rural Areas Bill. 1986. as recommended by the Standing Committee on Revenue by taken into consideration at once.

اس میں کچھ amendments ہیں جو کہ مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب میاں محمد افضل حیات صاحب میاں محمد اسحاق صاحب سید طاہر احمد شاہ صاحب بیگم شاہین منور احمد صاحبہ میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب جناب فضل حسین راہی صاحب سردار غلام عباس صاحب چوہدری محمد رفیق صاحب اور جناب عثمان ابراہیم صاحب کی طرف سے ہیں ہاؤس adjourn ہونے سے پہلے یہاں کچھ تحرک تھا کہ اپوزیشن کو ہاؤس میں آنے کے لیے کہا جائے اِس بارے میں کچھ پیشرفت ہوئی ہے کیا؟

سردار عاشق حسین گوپانگ۔ جناب سپیکر میں اِس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ اپوزیشن کو خود دعوت دیں کہ وہ ہاؤس میں تشریف لے آئے۔

جناب سپیکر۔ سردار صاحب آپ کچھ فرمانا چاہیں گے

وزیر سیاحت و ثقافت (سردار عارف رشید م)- جناب سپیکر! میں اور میاں فضل حق صاحب اور سردار زادہ صاحب ہم تینوں اپوزیشن کے پاس گئے تھے اور اِن کی کافی منت کی تھی کہ آپ ہاؤس میں تشریف لے آئیں اور کارروائی میں حصہ لیں تو اِن کا یہی کہنا تھا کہ ہم ہاؤس کی کاروائی میں بالکل حصہ نہیں لیں گے جب تک کہ ہمیں سپیکر صاحب خود دعوت نہ دیں پھر اس کے بعد ہم۔

جناب سپیکر۔ گویا سپیکر صاحب نے انہیں بھیجا ہے (قہقہے)
وزیر سیاست و ثقافت (سردار عارف رشید) یہ مجھے خود سمجھ نہیں آئی اس لیے میں نے ان کو یہ سمجھایا بھی لیکن پھر بھی انہوں نے یہی کہا۔
جناب سپیکر۔ اگر وہ میرے کسی عمل کی وجہ سے ناراض ہیں تو میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ ہاؤس میں تشریف لے آئیں۔
معزز ارکان ایوان۔ دوبارہ کہیں۔
جناب سپیکر۔ اپوزیشن کے معزز ارکان کو میں دعوت دیتا ہوں کہ وہ ہاؤس میں تشریف لے آئیں۔
(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے تمام معزز اراکین ہاؤس میں واپس تشریف لے آئے)
(تالیاں)
مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ جناب سپیکر آپ کا احترام کرنا۔۔۔۔۔۔
جناب سپیکر۔ میں فاضل اراکین سے یہ کہوں گا کہ ہاؤس کی کارروائی کے دوران وہ منسٹر صاحبان یا چیف منسٹر صاحب کے اردگرد جمع ہوتے ہیں تو ہاؤس کا آرڈر جو ہے اس میں فرق پڑتا ہے۔
مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ جناب سپیکر بیشتر اس کے کہ کارروائی کا آغاز ہو میں آپ کو آپ کی رولنگ پر مبارک باد دیتا ہوں کہ آپ نے غیر جانب داری کی ایسی روایت قائم کی ہے جو کہ سنہری الفاظ میں لکھی جائے گی اور لکھی جانی چاہیے۔
(نعرہ ہائے تحسین)
دوسری میری گزارش یہ ہے کہ جو بد مزگی اور جو بد کلامیاں یہاں ہماری غیر حاضری میں ہوئی ہیں میں درخواست کروں گا کہ قائد ایوان کی تقریر کے بعد آپ اس تمام کارروائی کو حذف کروائیں۔ تاکہ publication میں ایسی بات نہ آئے جو کہ اس ایوان کے وقار کو مجروح کرتی ہو یہ اب آپ خود دیکھ لیں کون سی کارروائی رکھتی ہے اور کون سی نہیں رکھتی اور اس کو آپ حذف کر دیں اس کے بعد آپ ان سے کہیں کہ یہ دوبارہ اس بل کی تحریک پیش کریں تاکہ ہم اس میں حصہ لے سکیں۔
جناب سپیکر۔ معزز اراکین اسمبلی کی مذکورہ کارروائی کو حذف کرنے کے بارے میں

میں کیا رائے ہے ؟ (قطع کلامیاں)

چوہدری ارشاد علی ۔ جناب سپیکر کوئی ایسی بدکلامی والی بات تو نہیں ہوئی ہے حقیقت کو اگر بدکلامی کہا جاتا ہے تو مجھے بڑا افسوس ہے اور جو بات شریعت کے مطابق تھی اس پر بحث ہوتی رہی اور وہی بات بار بار ہوتی رہی ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ شریعت کا معاملہ ضرور رکھیں اور اس پر ہم نے واک آؤٹ بھی نہیں کیا ہم نے تو obsitection پر واک آؤٹ کیا ہے ۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی (جناب غلام حیدر وائیں) جناب سپیکر مخدوم صاحب نے ان الفاظ کے حذف کرنے کی بات کی ہے جس کے متعلق ہاؤس نے اپنے خیالات کا اظہار ... صاحبان کی عدم موجودگی میں بھی ہم نے یہاں ایسے کوئی الفاظ نہیں کہے جو کہ ... کہ انہیں حذف کیا جائے ۔

اس قابل ہاؤس ... ہاؤس کا کورم پورا ہے اور اس کارروائی کو شروع کیا جائے لہٰذا میرے خیال میں آپ ... کوئی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ان میں کوئی ایسا اور ان الفاظ کو حذف کرنے کی ضرورت ... ایسا لفظ ہو جس کے متعلق اعتراض کیا لفظ نہیں تھا جو کہ غیر پارلیمانی ہو اور کوئی ایسا ... جائے کہ اسے کارروائی سے قابل حذف قرار دیا جائے

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر میں محترم غلام حیدر وائیں سے یہ وضاحت چاہوں گا کہ جو میاں محمود احمد صاحب نے یہاں پر الفاظ بیان کئے ہیں ان کے متعلق ان کی کیا رائے ہے ۔ اور کیا وہ مہذبانہ الفاظ تھے ؟ اگر انہوں نے الزامات لگائے ہیں تو میں یہ مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہوں کہ وہ ان ارکان کی نشاندہی کر دیں اور ان کا نام لیں کہ کون کون سے ایسے ارکان ہیں جو شرابی ہیں جو جواری ہیں یا وہ غیر سماجی دھندوں میں ملوث ہیں اور میں یہ بھی مطالبہ کرنے میں حق بجانب ہوں کہ اس معزز ایوان کا ہر معزز رکن حلف دے کہ اس ایوان میں کون کون ایسا رکن اسمبلی ہے جو عوامی نمائندگی کا تو علمبردار ہے مگر اس کے باوجود شراب بھی پیتا ہے یا اس کی تردید کرے یا جوا کھیلتا ہے یا اس قسم کی میں اور نہیں کہنا چاہتا کہ کیا کیا کن کن گھناؤنے کردار میں وہ اپنے طور پر ملوث ہے اگر ان کو یہ جائز سمجھتے ہیں اور اس کو بھی حذف کرنا نہیں چاہتے

ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ ٹھیک ہے لیکن آپ ایسی روایات جو ہیں ایوان کے ریکارڈ پر نہ لائیں کہ اس سے آگے چل کر بدمزگی پیدا ہونے کا احتمال ہو۔

جناب سپیکر۔ ٹھیک ہے کہ آپ کی بات ہو چکی ہے جناب دائیں صاحب ......

وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب سپیکر میری رائے میں اس طرح ایک اصولی مسئلہ زیر بحث آجائے گا کہ ایک ایسے ایوان میں کوئی ایسا فاضل رکن جو اس وقت وہاں موجود نہیں تھا اگر وہ آنے کے بعد یہ ارشاد فرمائے کہ ان کی عدم موجودگی میں جو کارروائی ہوئی تھی اسے ریکارڈ سے حذف کیا جائے تو یہ میرے خیال میں قطعاً غیر پارلیمانی انداز ہوگا۔

اور قاعدہ کے بھی خلاف ہوگا جب کوئی اصحاب یہاں پر موجود ہی نہیں تھے اس کارروائی کا نہ تو اس کے ساتھ کوئی تعلق ہے اور نہ اس کے متعلق وہ کوئی اظہار خیال کر سکتے ہیں جو بات البتہ میرے بھائی شاہ صاحب نے ارشاد فرمائی ہے کہ تمام اراکین یہاں پر شراب نہ پینے کے متعلق حلف دیں میں ان کی اس دعوت کو قبول کرتا ہوں اور ان سے گزارش کرتا ہوں کہ اپنے پارلیمانی گروپ کے اجلاس میں اپنے قائد حزب اختلاف کی موجودگی میں اس کا فیصلہ کر کے لائیں ہم ان کی اس بات کو تسلیم کریں گے اور خوش آمدید کہیں گے۔

جناب سپیکر۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بحث مباحثہ کو اب ختم ہونا چاہیے میں مخدوم زادہ صاحب سے کہوں گا کہ وہ اپنی ترمیم کے لیے تحریک پیش کریں

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ میرا خیال ہے کہ یہ بل کو دوبارہ پیش کریں کیونکہ ہماری عدم موجودگی میں بل کی دوسری ریڈنگ شروع ہو گئی ہے اگر بل دوبارہ پیش کر دیں تو ہمیں موقع فراہم ہو جائے گا کہ ہم اسے oppose کریں

جناب سپیکر۔ یہ بل پیش کر چکے ہیں اور یہ آپ کے علم میں ہے

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmood: Then we all oppose it.

جناب سپیکر۔ پھر آپ اپنی ترمیم پڑھیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ جناب والا کیا پہلے general discussion نہیں ہوگی

جناب سپیکر۔ نہیں آپ پہلے اپنی ترمیم پیش کریں۔

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : I beg to move :—

That the Punjab Jinnah Abadis for Non-Proprietors in Rulal Areas Bill, 1986 as recommended by the Standing Committee on Revenue, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 31st July, 1986.

Mr. Speaker : The amendment moved is ;—

That the Punjab Jinnah Abadis for Non-Propristors in Rural Areas Bill, 1986, as recommended by the Standing Committee on Revenue. be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 31st July, 1986.

Miaister for Industries : I oppose it sir.

جناب سپیکر ۔ مخدوم زادہ صاحب اپنی ترمیم کے حق میں کچھ کہنا چاہیں گے ؟

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Is there any other mover.

Mr. Speaker : You are the mover.

جناب سپیکر آپ کو یاد ہوگا کہ یہ proposal ۱۹۷۵ میں گورنمنٹ نے پیش کی تھی اور ہم نے اس کو خوش آمدید کہا تھا کیونکہ یہ غریبوں کی بھلائی اور ان کی سکونت کے مسئلہ کا حل تھا اور ہم چاہتے تھے کہ یہ liveable condition کی ہاؤسنگ سکیم بنائیں کیونکہ صرف مکانیت کا سوال نہیں تھا اس میں باقی ضروریات زندگی کے متعلق بھی تجاویز دی گئی تھیں اور سوچا یہ گیا تھا کہ comprehensive سکیم بنائی جائے گی۔ یہاں model villages اور ان میں ضروریات زندگی فراہم کی جائے گی لیکن یہ جو بل پیش کیا گیا ہے مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس کو مرتب کس نے کیا ہے؟ اس کو ڈرافٹ کس نے کیا ہے ؟ اس کا مقصد کیا ہے اس کی accomplishment کیسے ہو گئی۔ اور یہ قابل عمل بھی ہے یا نہیں۔

کیا یہ لوگوں کو صرف خوش کرنے کے لیے تو نہیں ہے مجھے اس میں کوئی چیز قابل عمل نظر نہیں آتی اور ضمنی بجٹ آپ پہلے ہی سن چکے ہیں کہ اس کے لیے ۱۰ کروڑ کی رقم رکھی گئی ہے بہر حال میں اس بل کو سمجھنے سے قاصر رہا اور کاش کہ جنہوں نے یہ بل مرتب کیا ہے وہ ہمیں سمجھا دیتے کہ اس سکیم پر وہ کیسے عمل درآمد کرنا چاہتے ہیں۔

ہمارے خیال میں یہ بکھری ہوئی آبادیاں پہلے بھی تھیں۔ جہاں غیر محفوظ ہونے کی وجہ سے elopements ہوتی ہیں۔

جہاں بیل چوری ہوتے ہیں اور جہاں قتل ہوتے ہیں تصور یہ تھا کہ اِن تمام کو ایک جگہ پکی سڑک پہ یونین کونسل کی سطح پر نیچے ہٹ گھر یا پو پولیس سٹیشن نہیں تو پولیس چوکی قائم کی جائے تاکہ ان کی ضروریات زندگی پوری ہوں۔ علاوہ ازیں مجموعی طور پر ان کو بجلی فراہم کی جاسکے اِن کو پانی مہیا کیا جاسکے اور ان کی sanitation کا انتظام کیا جاسکے۔ لیکن اگر لوگ دور دور رہتے ہیں تو بجلی کی تاریں کھینچ کے آپ انہیں بجلی فراہم نہیں کر سکتے۔ اور اِن کو دوسری ضروریات زندگی فراہم نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر۔ آپ کو یہ بھی یاد ہوگا کہ انہوں نے یہ تجویز کی تھی کہ ہمارے پاس ساڑھے تین لاکھ پلاٹس کی سکیم ہے۔ اور وہ موجود ہے اس سکیم میں اِس کا کوئی ذکر نہیں اور یہ ایک haphazard طریقے سے پورے صوبے میں اِس قانون کو نافذ کرنا چاہتے ہیں اگر میں گستاخی نہ کروں تو جو دیہاتی ماحول ہے جو اِن کی روایات ہیں اُن کو یہ بل disturb کرے گا

چوہدری غلام رسول۔ پوائنٹ آف آرڈر مخدوم زادہ صاحب جو بحث کر رہے ہیں وہ relevant نہیں ہے اِس لیے جو اِن کی ترمیم ہے وہ اِس کے موقف میں ہے بلکہ یہ اب انہوں نے نہ ختم ہونے والی بحث شروع کر دی ہے ایک پہلے بل کے متعلق جو انہوں نے ترمیم پیش کی ہے اس کے بارے میں argue کریں۔

جناب سپیکر۔ مخدوم صاحب میں آپ کو اس بل کے دائرہ کار سے باہر جانے کی اجازت نہیں دوں گا لیکن اِس بل کے دائرہ کار میں رہتے ہوئے ترمیم پیش کرنے والا کوئی اپنا مافی الضمیر بیان کر سکتا ہے

رانا پھول محمد خان۔ جناب والا اس بل کا منظور ہونا آج لازمی ہے ورنہ آج کے بعد اِس آرڈیننس کی میعاد ختم ہو جائے گی اِس لیے آپ سے میں درخواست کرتا ہوں کہ ترمیم پیش کرنے والے حضرات کے لیے وقت مخصوص کر دیا جائے۔ اور میں اپنے ساتھ بیٹھنے والے دوستوں سے جناب کی وساطت سے گزارش کروں گا کہ وزیر متعلقہ ہی اِس بحث میں حصہ لیں یا قانونی نکتہ پہ وزیر قانون اِس میں آپ زیادہ گڑ بڑ نہ کریں

نہ بحث و مباحثہ میں پڑیں ورنہ آج کے بعد یہ فوت ہو جائے گا۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ اسے آج منظور کر لیں یہ عوامی مسئلہ ہے اس لیے ہمیں اپوزیشن کے ارکان سے بھی تعاون کرنا ہے میں ترامیم پیش کرنے والے حضرات سے درخواست کروں گا کہ انہوں نے بھی ان عوام کے پاس جانا ہے جن کے ووٹ لے کر آئے ہیں اس لیے زیادہ اعتراض نہ کریں اور نہ ہی وقت ضائع کریں۔

جناب سپیکر۔ جناب مخدوم زادہ صاحب

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ جناب سپیکر جب میں ترمیم پیش کرتا ہوں کہ اس پہ پبلک opinion لی جائے تو مجھے حق پہنچتا ہے کہ اس بل کے نقائص اور اس کی اچھائیاں مدنظر رکھتے ہوئے یہ عرض کروں کہ اس میں برائیاں زیادہ ہیں یا اچھائیاں public opinion لی کیوں مانگنا چاہتا ہوں کیونکہ یہ بتانا میرا حق ہے کہ اس میں نقائص زیادہ ہیں اور فوائد کم اس لیے میں چاہ رہا ہوں کہ اسے public opinion کے لیے متداول کروایا جائے۔ میں irrelevant نہیں ہوں گا۔

اور اس پر وقت کی پابندی بھی نہیں ہو سکتی ایک دن اور بھی اس بل میں رکھا ہوا ہے اور سپیکر صاحب اگر پرانی روایات دیکھیں تو لینڈ ایکوزیشن بل پہ اس ایوان میں آمرانہ دور میں جب کہ شیخ رفیق آپ کے predecessor Speaker تھے میں نے پانچ دن ساڑھے بارہ گھنٹے تقریر کی تھی۔ اور جب تک میں relevant ہوں مجھے تقریر سے کوئی نہیں روک سکتا۔

جناب سپیکر۔ اس بل میں پورے پنجاب کو شامل کر لینا اور by notification جہاں آپ چاہیں جس بستی میں چاہیں جس برادری میں بھی جائیں برادریوں میں بھی جھگڑے ہوتے ہیں برادریاں الگ بھی بستی ہیں آپ زمین بھی acquire کر لیں بنا بنایا گھر بھی acquire کریں یہ حق حاصل کرنا چاہتے ہیں تو حکومت کیوں نہیں تمام پنجاب کو انتقال میں کیوں درج نہیں کرا لیتے تاکہ وہ صوبہ کی ملکیت ہو جائے پھر جو چاہیں کریں اس میں جو تصور ہے جو ہمارے زمیندار حضرات سمجھ ہی نہیں سکتے

کہ اگر میرے مزارعات میری زمین acquire کر کے میرے دشمنوں کو آپ میرے گھر کے سامنے آباد کر دیں تو کیا وہ آبادی آبادی رہے گی یا تو وہ مجھے وہ نکالیں گے یا خود

نکل جائیں گے جھگڑے پڑیں گے اور فساد پڑیں گے۔

غلام حیدر وائیں (وزیر صنعت ومعدنی ترقی)۔ جناب والا کیا اس قانون کا احاطہ کار سارا پنجاب ہوگا۔ جس پر یہ اظہار خیال فرما رہے ہیں یہ اس بل کا ایک باقاعدہ جزو ہے اس پر ترمیم تو ہو سکتی تھی اس پر تو اظہار خیال فرما سکتے تھے اس وقت تو بات یہ ہے کہ اسے صرف مشتہر کیا جائے لہذا اسے قاعدہ 172 اے کے تحت اس بات پر میرے فاضل بھائی کو دائرہ کار کے اندر رہنا ہوگا یہ بات کہ اس کا احاطہ سارا ضلع ہونا چاہیے تھا یا اس کا کچھ حصہ ہونا چاہیے

This is a separate item of the Bill.. That can be proposed as an amendment.

اس لیے گزارش یہ ہے کہ میرے فاضل بھائی اب اپنے اس حق سے باہر جا رہے ہیں چونکہ یا قاعدہ 172 اے میرے فاضل ممبر کو نہیں دیتا۔

جناب سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر صحیح ہے اور میں جناب مخدوم صاحب سے کہوں گا کہ اس پر جس clause کی آپ بات کر رہے ہیں اس پر ان کی ترامیم موجود ہیں اور جس وقت اس clause پر ان کی ترامیم کی باری آئے گی تو اس وقت اس بات کو take up کر سکتے ہیں اور اس پر بات کر سکتے ہیں اس وقت آپ اپنے آپ کو اپنی ترمیم کے بارے میں confine کریں۔

جناب مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ جناب والا میں عرض کروں کہ آپ سابقہ روایات دیکھیں کہ public opinion elicit کرنے کی موشن جب defeat ہو جائے تو پھر میری دوسری motion آئے گی کہ اس کو سیلیکٹ کمیٹی کے سپرد کیا جائے مجھے یہ تو حق پہنچتا ہے کہ میں یہ جواز تو پیش کروں اور میں ان حضرات سے یہ اپیل کروں کہ اس کے نتائج کیا ہیں اور اس کو رائے عامہ کے لیے کیوں لے جائیں اپنے حلقہ انتخاب میں جا کر اسے کیوں discuss کریں اس میں کیا خرابیاں ہیں اور اس میں کیا خوبیاں ہیں اس لیے میں اس پر تقریر کر رہا ہوں اور جب یہ میری تحریک defeat ہو جائے گی تب ....۔

جناب سپیکر۔ اس کے اصولوں کے بارے میں۔

جناب غلام زادہ سید حسن محمود۔ یہ اس کے اصول اور مدات ہی تو ہیں۔

جناب وزیر صنعت ومعدنی ترقی۔ جناب والا اگر فاضل بھائی کا یہ خیال ہے کہ وہ اس

موقع پر یہ اظہار خیال کرنا چاہتے ہیں کہ اِس کے کیا نتائج ہیں اور کیا نقائص ہیں اور اگر اِس مسئلے پر بات کافی ہوتی تو پھر اِن کو باقی ترامیم نہیں دینی چاہییں تھیں جب متعلقہ clause پر ترامیم آئی ہیں اور قاعدہ بالکل صاف ہے تو پھر اِن ترامیم پر اِس وقت ہی اظہار خیال کیا جا سکے گا اِس وقت تو یہ ہے کہ اِسے مشتہر فرمائیں اور اِس پر ہی اظہار خیال فرمائیں اِس سے ہمارا وقت بھی بچ جائے گا اِس لیے جس وقت وہ clause آئے تو اِس وقت اِس پر اظہار فرمائیں۔

جناب سپیکر۔ اِس میں بل کی presentation جو ہے اور اِس وقت under consideration ہے اِس وقت اِس کے رول 80 کے مطابق اِس کے اصول discuss کیے جا سکتے ہیں ہاں کیا چوہدری صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں ؟

وزیر زراعت ۔ جناب والا میں اِس بارے میں آپ کی تائید کرتا ہوں کہ یہ عام بحث ہے اور principles کو discuss کیا جا سکتا ہے لہذا اِن وجوہات کی روشنی میں اِس حد تک اپنے آپ کو محدود رکھا جا سکتا ہے کہ یہ کیوں ضروری ہے کہ یہ بل مشتہر کرنے کے لوگوں کے سامنے رکھا جائے اِس کے روشن پہلوؤں کو زیر بحث لایا جا سکتا ہے

جناب سپیکر۔ شکریہ جی مخدوم صاحب

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ روکا نہیں جا سکتا مگر میں اپنے آپ کو روکتا ہوں صبر کرتا ہوں جناب والا یہ اتنا خطرناک بل ہے اور اِس سے اتنی الجھنیں پیدا ہوں گی اور اتنی ... دشمنیاں پیدا ہوں گی اور اتنی نا اتفاقیاں پیدا ہوں گی کہ ۔

Mr. Speaker ; Please don't interrupt the speaker.

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا یہ عادت سے باز نہیں آئیں گے میں کیا کروں یہ اپنی brute majority سے بل کو پاس کرنا چاہتے ہیں اِس لیے بل سنے بھی اِس میں یہ ترامیم دی ہیں کہ brute majority سے یہ پاس نہ ہو میں عرض کروں گا کہ قائد ایوان ذرا اپنے آدمیوں کو سنبھالیں اگر procedure ٹھیک چلے گا تو یہ آپ کے مفاد میں ہے اور میں ایمان سے کہتا ہوں کہ آپ کا خطرناک دوست غلام حیدر وائیں ہے (نعرہ ہائے تحسین)

اور جونیجو صاحب کا خطرناک دوست اقبال احمد خان ہے

(نعرہ ہائے تحسین)

ایک آواز۔ سبحان اللہ۔

جناب وزیر صنعت و معدنی ترقی۔ جناب والا میں مخدوم صاحب کی خدمت میں عرض کروں گا کہ یہ دوستی وہ بڑھالیں میں پیچھے ہٹ جاؤں گا

(نعرہ ہائے تحسین)

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ اگر آپ قائد ایوان کی بقا چاہتے ہیں تو آپ الگ ہو جائیں اور ادھر اگر جونیجو صاحب بقا چاہتے ہیں تو اقبال احمد خان الگ ہو جائیں، میں پریس کانفرنس میں کہوں گا اور یہاں ایوان میں بھی کہہ رہا ہوں۔

جناب ظفر اقبال وڑائچ۔ جناب والا کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ مخدوم زادہ صاحب یہ تاثر دے رہے ہیں کہ وہ قائد ایوان کے بہترین دوست بننا چاہتے ہیں اس لیے وہ ان کو خطرناک دوست کہہ رہے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ میں ان کا ذاتی مخالف نہیں ہوں

جناب سپیکر۔ مخدوم زادہ صاحب کیا یہ بل کے اصولوں میں آتے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ جناب والا ہمارا پنجاب دو حصوں میں تقسیم ہے ایک کالونی ایریا ہے اور ایک پرانی آبادیاں ہیں اب اگر یہ نئی آبادیوں پر۔ چکوک پر۔ یا حکومت کی زمینوں پر لاگو ہوتا جو پہلے بل میں انہوں نے وعدہ کیا تھا۔

سردار محمد صادق خان۔ جناب والا میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ وقت ضائع ہو رہا ہے اس لیے وقت کو بھی دیکھیے اور مخدوم زادہ صاحب خواہ مخواہ لمبا کر رہے ہیں لہٰذا یہ متعلقہ بات کریں

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Are they inviting another walk out ? What is this ?

پارلیمانی سیکرٹری۔ مہر سعید احمد ظفر جناب سپیکر ایسا تو نہیں کہ مخدوم زادہ صاحب یہ تاثر دے رہے ہیں کہ وہ قائد ایوان کے بہترین دوست بننا چاہتے ہیں اس لیے ان کو خطرناک دوست کہہ رہے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ میں ان کا ذاتی مخالف نہیں ہوں

جناب سپیکر۔ مخدوم زادہ صاحب کیا یہ بل کے پرنسپل میں آتے ہیں

پارلیمانی سیکرٹری۔ (مہر سعید احمد ظفر) جناب والا مخدوم زادہ صاحب کو میرے خیال

میں نام لینے کی ضرورت نہیں خصوصاً جب کہ وہ مسلم لیگ کے نائب صدر ہیں

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر - یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے -

مخدوم زادہ سید حسن محمود - جناب والا میری یہ تجویز ہے کہ اس بل کو دوبارہ سٹڈی کیا جائے کیونکہ جنہوں نے یہ بل بنایا ہے وہ شہری لوگ ہیں اور وہ دیہات کے ماحول سے ناواقف ہیں

جناب سپیکر - رانا پھول محمد خان صاحب دفتر کی طرف سے جو آپ مدد چاہتے ہیں وہ میں دفتر کو ہدایت کرتا ہوں کہ ان کی سیٹ پر ٹیلیفون لگا دیا جائے

مخدوم زادہ سید حسن محمود - جناب سپیکر ہمارا پنجاب دو حصوں یعنی ایک کالونیز ایریا اور دوسرا پرانی آبادیوں پر مشتمل ہے یہ اگر نئی آبادیوں پر چلوک یہ شاملات دیہہ یہ یا گورنمنٹ کی زمینوں پر لاگو ہوتا جو پہلے بل ہیں انہوں نے وعدہ کیا تھا

پارلیمانی سیکرٹری (سردار محمد صادق خاں) جناب سپیکر میں عرض کروں گا کہ وقت ضائع ہو رہا ہے کیونکہ وقت کو بھی دیکھیے اور مخدوم زادہ صاحب خواہ مخواہ اس کو لمبا کر رہے ہیں لہٰذا آپ وقت کی پابندی کروائیں -

چوہدری اکرم الحق - جناب سپیکر صاحب میں گزارش کروں گا کہ وقت کی اہمیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے قاعدہ ۱۸۰ (سی) کے تحت تقاریر کے وقت کی پابندی کروائی جائے اور اس کے لیے وقت مقرر کر دیا جائے -

مخدوم زادہ سید حسن محمود - کبھی ایسا پہلے ہوا ہے اور کوئی بھی ایسی روایت آپ نے دیکھی ہے -

چوہدری اکرم الحق - جناب والا میں نے رول کا حوالہ دیا ہے -

جناب سپیکر - مخدوم صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیے -

مخدوم زادہ سید حسن محمود - جناب والا میں اپنی بات کیسے جاری رکھوں -

جناب سپیکر - میں جناب چوہدری اکرام الحق کے پوائنٹ آف آرڈر پر ان کی بات کا جواب دونگا آپ اپنی بات جاری رکھیے -

مخدوم زادہ سید حسن محمود - میں قائد ایوان اور دیہاتی علاقے کے ممبران سے

یہ گذارش کروں گا کہ اس پراپیگنڈہ value کو آپ نظر انداز کر دیں کیونکہ آپ ایک نیک کام کر رہے ہیں اور اس کے نتائج دیکھنے کے لیے آپ اگر اسکو مشتہر کر دیں اور صحیح مشورے سے یہ بل پیش کریں تو ہم آپ کی امداد کرنے کے لیے تیار ہیں ہم اس کی سلیکٹ کمیٹی میں بیٹھنے کے لیے تیار ہیں۔ normally گورنمنٹ کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اپوزیشن کو وہ اعتماد میں لیتی ہے اور کوئی نہ کوئی ترمیم متفقہ طور پر منظور ہو جاتی ہے تاکہ بل پاس ہو اگر دیہی آبادی پر یہ لاگو کرنا چاہتے ہیں تو یہ بھی وعدہ کریں کہ یہ انڈسٹریل سٹیٹ اور انڈسٹریز پر بھی ایسا ہی غریب لیبر کے لیے لائیں گے تاکہ ان کی رہائش کا بھی انتظام ہو سکے دیہی ایریا کو آپ کیوں تباہ کر رہے ہیں۔ ہمارا ماحول آپ کیوں تباہ کر رہے ہیں میں اپیل کرتا ہوں اور مجھے نظر آ رہا ہے کہ کوئی نہ کوئی پھر اٹھے گا میں اس اختصار کے ساتھ قائد ایوان سے اور دیہات کے رہنے والوں سے یہ اپیل کرتا ہوں کہ اللہ اس آفت سے بچنے کی کوشش کریں ہم غریبوں کے ہمدرد ہیں اور ہم ان کے سات مرلہ سکیموں کے مخالف نہیں ہیں۔ ہم ان کو سب سہولتیں دینے کے لیے تیار ہیں لیکن under a well planned project scheme جو بنائی جائیں ہر علاقہ کے لیے وہ ہر علاقہ کے لیے نوٹیفائیڈ ہو۔

جناب والا! ان الفاظ کے ساتھ میں ممبروں پر چھوڑتا ہوں اگر وہ اپنے ماحول کو تباہ کرنا چاہتے ہیں تو ان کی اپنی مرضی ہے خودکشی کرنا چاہتے ہیں ان کی اپنی مرضی ہے اور اپنے آپ کے خلاف فیصلہ دینا چاہتے تو ان کی اپنی مرضی ہے یہی میں نے پیپلز پارٹی کے زمانے میں بھی کہا تھا کہ لینڈ ایکوزیشن سکیم شریعت کے خلاف ہے میری اپیل تب بھی نہیں مانی گئی تھی۔ میں نے اس حد تک کہا تھا کہ یہ غیر شرعی بل ہے آخرکار شریعت کورٹ نے اسے غیر آئینی غیر اسلامی تسلیم کیا اس بل کو repeal کیا لہذا آپ جلد بازی سے کام نہ لیں۔ ہم اس معاملے میں آپ کا ساتھ دینے کے لیے تیار ہیں ہم غریبوں کی ہمدردی میں آپ کے ہمنوا ہیں لیکن یہ بل ناقابل عمل ہے یہ نقصان دہ ہے یہ صرف پراپیگنڈہ ہے۔ بکھری ہوئی آبادیوں کو دس گھر یہاں دے دیں گے دس گھر وہاں دے دیں گے آپ ان کی consolidation نہیں کریں گے آپ ان کو سہولتیں نہیں دیں گے اس سے کوئی کریڈٹ حاصل نہیں ہو گا لہذا میں اپیل کرتا ہوں کہ میری اس موشن کو آپ سپورٹ کریں۔

جناب سپیکر۔ میاں محمد افضل حیات۔

میاں محمد افضل حیات۔ جناب سپیکر! یہ بل 1975 کے ایکٹ کی ایک

ترمیمی فارم ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سمجھ لیں یا اس کا ایک تسلسل۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تصور کر لیں ایک طریقہ اس کا یہ بھی تھا کہ 1975 کا قانون جہاں دس گیارہ سال کے بعد سب کی سمجھ میں آیا تھا اسی ترامیمی فارم میں اسے پیش کر دیا جاتا۔

جناب سپیکر۔ اسمبلی کے سیشن سے کوئی دس پندرہ دن آرڈیننس ۔ آیا ہے اور آج اس کی توثیق کے لیے یہ بل پیش کیا گیا ہے

جناب سپیکر۔ اس کے متعلق میری گزارش صرف اتنی ہے کہ اس کی 31 جولائی تک کے لیے رائے عامہ معلوم کر لی جائے۔ اس میں نہ تو اتنی تاخیر مانگی گئی ہے کہ اس کو بالکل ختم کیا جائے بلکہ صرف اس کا مقصد یہ ہے کہ جن لوگوں پہ یہ بل اثر انداز ہوا جن لوگوں پہ یہ قانون اثر انداز ہوگا جو لوگ اس سے متاثر ہوں گے وہ اس کے متعلق اخبارات کے ذریعہ یا دوسرے ذرائع ابلاغ کے ذریعے اپنی اپنی رائے دے سکتے ہیں اور اس کے اوپر اگر پورا عمل کیا جائے پھر یہ قانون ایک ایسی شکل بن جائے گا جو کافی عرصہ تک قابل قبول ہو اور اس میں ترامیم گاہے بگاہے نہ کرنی پڑے۔ اگر یہ بل اسی صورت میں آج پاس کر لیا جاتا ہے اور جن لوگوں پر یہ اثر انداز ہوتا ہے ان کو یہ پتہ ہی نہیں کہ یہ کیا ہے۔ اور ان کے خیالات ایوان تک نہیں پہنچ پائے۔ پھر یہ لاعلمی میں رہ جائے گا اور اس کے اوپر پوری طرح عمل درآمد بھی مشکل ہوگا۔

جب آپ اس بل کو مشتہر کریں گے۔ پھر سب کو یہ پتہ ہو گا کہ یہ کیا بل ہے اس میں ان کو کیا ملنا ہے کیا ان کے حقوق ہیں اور کس لیے یہ منظور کیا جا رہا ہے کس کیلئے یہ قانون بنایا جا رہا ہے پھر اس کے اوپر عمل درآمد کرنے میں آپ کو یقیناً آسانی ہوگی اس لیے میری یہ گزارش ہے کہ یہ بل ۳۱ جولائی ۱۹۸۶ تک رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے مشتہر کیا جائے۔ رائے مانگی جائے اس کی صورت میں اس کو ترمیمی فارم میں یہ ادھر پیش کیا جائے اور منظور کیا جائیں۔ کیونکہ قوانین کوئی تھوڑے عرصے کے لیے نہیں ہوتے آپ دیکھیں کہ ہمارے پاس ایسے قوانین بھی ہیں جو انیسویں صدی کے بنے ہوئے ہیں اور وہ آج تک نافذ العمل ہیں اور ان پر کسی کو کوئی اختلاف نہیں اگر ہم جلد بازی میں ایسے قوانین بنا دیں جن میں لوگوں کے جذبات اور خیالات شامل نہ ہوں۔ تو وہ زیادہ دیر تک قابل قبول نہیں رہتے اس لیے میں یہ اختصار کے ساتھ پھر یہ عرض کرتا ہوں کہ اس کو رائے عامہ کے لیے بھیجا جائے۔

رانا پھول محمد خان ۔ جناب والا! ضمنی بجٹ میں اس کے لیے دس کروڑ روپیہ رکھا گیا ہے جو چوبیس تاریخ کے بعد وہ بے کار ہو جائے گا اس لیے اس کا تو آج ہی منظور کیا جانا ضروری ہے۔

ملک طیب خان اعوان جناب سپیکر چوبیس تاریخ کے متعلق عرض کیا گیا تھا اس کا فیصلہ صادر کر دیں۔

جناب سپیکر ۔ ملک صاحب میں عرض کر چکا ہوں کہ چوبیس تاریخ کو چھٹی نہیں ہو سکتی وہ بجٹ کے پیش ہونے کا دن ہے اور جناب گورنر پنجاب نے وہ دن مقرر کیا ہے۔

وزیر صنعت ۔ جناب سپیکر میں ایک بات کی اجازت چاہوں گا کچی آبادیوں کے متعلق بجٹ میں جو دس کروڑ روپیہ رکھا گیا تھا اس کے بارے میں فاضل اراکین کا یہ خیال ہے کہ وہ تیس جون کو lapse ہو جائے گا اطلاعاً عرض ہے کہ وہ رقم lapseable نہیں ہے اس لیے وہ lapse نہیں ہوگی کیونکہ آئندہ سال دہ دس کروڑ روپے کی رقم خرچ میں آجائے گی۔ اور کارآمد ہو جائے گی۔

جناب سپیکر ۔ اور ایک چیز میں واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ اس بل کے لیے یہ آخری دن نہیں ہے بلکہ ہم نے جو شیڈول بنایا ہے اس میں ایک اور دن سرکاری کارروائی کے لیے رکھا گیا ہے اگر آج کسی وجہ سے اس بل کی ساری clauses زیر بحث نہیں آسکیں تو ہمارے پاس اس کے لیے ایک پورا دن موجود ہے۔

میاں محمد اسحاق ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

جناب سپیکر ۔ یہ جو بل پیش کیا گیا ہے اس ضمن میں جناب مخدوم زادہ صاحب نے جو فرمایا ہے اور ہمارے ڈپٹی لیڈر افضل حیات صاحب نے جو وضاحت کی ہے اس کے بعد تو کوئی خاص ضرورت تو نہیں رہ جاتی کہ ہم انہی نکات کو دہرائیں مگر میں اس ضمن میں اتنی عرض کرتا جاؤں کہ یہ صرف حکومت کی ذمہ داری نہیں ہے بلکہ ہماری بھی ذمہ داری ہے کیونکہ ہم بھی انہی طرح منتخب نمائندے ہیں کہ جس طرح حکومتی پارٹی کے نمائندے ہیں اگر کوئی چیز آج اسمبلی میں پاس کی جاتی ہے اور آنے والے وقت میں اگر وہ پایۂ تکمیل کو نہیں پہنچتی تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم بھی اس کے لیے باقاعدہ اسی طرح ذمہ دار ہیں جیسے حکومت تو میں اپنا فرض اوّلین سمجھتے ہوئے اس بات کو منظر عام پر لانا چاہتا ہوں کہ اس کے نقائص بتائے جائیں اور یہ واضح کیا جائے اور اس کو اتنی جلدی نافذ نہ کیا جائے اس کے دونوں پہلوؤں پر

کیا جائے کہ اِن کے نقصانات کیا ہیں اِن کے فوائد کیا ہیں اور جن پر یہ نافذالعمل ہوگا اِس پر کیا بیتے گا جو لینے والے حضرات ہیں اگر وہ لیتے ہیں تو انہیں اِس کا کیا فائدہ ہوگا یہ جو ہم منتخب نمائندے اسمبلی میں پہنچ جاتے ہیں تو اِس کا مقصد یہ نہیں کہ جو بھی کام ہم سرانجام دیتے ہیں وہ تمام کے تمام صحیح ہیں اِن میں نقائص بھی ہو سکتے ہیں وہ صحیح بھی ہو سکتے ہیں لہذا اگر ہم اخبارات ٹیلی ویژن ریڈیو دوسرے ذرائع سے اِس کی پبلسٹی کریں تو ہمارے دانش مند اور ماہرین جو باہر بیٹھے ہیں اِس کے نقائص اور فوائد صحیح معنوں میں ہم پر واضح کر سکتے ہیں ہمیں وہ اپنی صحیح آراء سے مستفیض کر سکتے ہیں تو کیوں کہ اِس کی کچھ دیر کے لیے تشہیر کی جائے ہم نے اِس کا جو وقت مقرر کیا ہے ۳۱ جولائی 1986 تک میرا خیال ہے کہ کچھ زیادہ نہیں ہے اگر اِس کو تشہیر کے لیئے ارسال کر دیا جائے اور اِس کے بعد آراء لی جائیں تو یہ حکومت کے حق میں بھی مفید ہوں گی۔ اور ہمیں بھی سوچنے اور تجاویز پیش کرنے میں مدد ملے گی آپ یہ بھی دیکھتے ہیں کہ جیسے کچی آبادیوں کا مسئلہ الجھا ہوا ہے ایک دن کوئی صاحب کوئی بیان دیتا ہے دوسرے دن کوئی اور بیان دیتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان بننے کے بعد جیسے ہمارے ملک میں rehablitation کا کہ یہ ایک اہم مسئلہ پیدا ہوا تھا ایک محکمہ سیٹلمنٹ کھلا تھا اِسی طرح آپ کچی آبادیوں کا بھی مسئلہ کھل گیا ہے اور ابھی تک حل ہونے کو نہیں آ رہا کیونکہ اِس کے متعلق کبھی کوئی سٹیٹمنٹ منظر آ رہی ہے کبھی کوئی سٹیٹمنٹ آ رہی ہے جس کی وجہ سے اس کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کیلئے صوبائی حکومت کو کوئی بھی صحیح راستہ نہیں مل رہا اِسی کی طرح اگر یہ مسئلہ بھی چھیڑ دیا گیا تو میں سمجھتا ہوں کہ جب تک اِس کی صحیح منصوبہ بندی نہیں کی جاتی اُس وقت تک اِس کو شروع نہ کیا جائے ہم اِس کے حق میں ہیں کہ لوگوں کو پلاٹ ملنے چاہییں اور غرباء کی مدد ہونی چاہیے مگر ہم یہ ضرور چاہتے ہیں کہ یہ تمام کام منظم اور صحیح طریقے سے باقاعدہ authentically - کیا جائے جس طرح کہ آج کل کالونیاں بن رہی ہیں اِسی طرح باقاعدہ منصوبہ بنایا جائے اور لوگوں کو بھی اِس میں شامل کیا جائے ہمیں صحیح معنوں میں مفید امداد ملنے چاہییں اور ہمیں اِن کو پیش نظر رکھنا چاہیے اور اِن پر عمل کرنا چاہیے اِس کے بعد میں عرض کروں گا کہ حکومت کو چاہیے کہ اِس کو کچھ دیر تک تشہیر کے لیے رکھا جائے تا کہ ہم مفید آراء لے سکیں (شکریہ)

جناب سپیکر ۔ سید طاہرہ احمد شاہ صاحب۔

سید طاہر احمد شاہ - جناب سپیکر مسودہ قانون پنجاب جناح آبادیاں برائے غیر مالکان اندرون دیہی علاقہ جات مصدرہ 1986 جیسا کہ مجلس قائمہ نے اس کے بارے میں رپورٹ کی ہے جو کہ اس ایوان میں پیش کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ دیہی علاقہ غیر مالکان کے لیے ہے، اصولی ہم اس کی قطعی طور پر مخالفت نہیں کرتے مگر کوئی بھی شخص یا کچھ ارکان کا یا کچھ ارکان کا گروپ عقل کل نہیں ہو سکتا to err is human کیونکہ انسان غلطی کر سکتا ہے تو جب ہم اس بل کا مطالعہ کرتے ہیں اور جہاں تک میں نے اس بل کا مطالعہ کیا ہے 1975 میں ایک قانون بنایا گیا تھا جس کو ایکٹ نمبر 5 آف 1975 کا نام دیا گیا یہ مسودہ قانون اس سے بالکل مماثلت رکھتا ہے کیونکہ یہ بعینہ اس بل کی نقل ہے اس قانون کی نقل ہے۔ اور اس میں فرق صرف اتنا ہے کہ اس قانون میں دیہی آبادی کے غیر مالکان کے لیے پانچ مرلے کے رہائشی قطعات انہیں مفت مہیا کرنے کی گنجائش موجود ہے۔ جو موجودہ حکومت نے صرف سیاسی محاذ پر شہرت حاصل کرنے کے لیے اس ایوان میں ایک نئے مسودہ قانون کی شکل میں لا کر نہ صرف اس معزز ایوان کا وقت ضائع کیا ہے بلکہ پنجاب کے public exchequer پر بوجھ ڈالا ہے۔ اس لیے جناب والا ایک پرانے قانون کو نئے مسودہ قانون کی شکل میں پیش کیا گیا ان کے لیے یہ مناسب نہیں کہ سستی مقبولیت اور شہرت حاصل کرنے کے لیے ایوان کا وقت ضائع کریں اور ارکان اسمبلی جو اپنے فرائض منصبی ادا کرنے کے لیے یہاں تشریف لاتے ہیں تو ان کے ٹی۔ اے۔ ڈی۔ اے کا حکومت کے خزانہ پر بے شمار بوجھ پڑتا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا۔ - - - - - - -

ایک معزز ممبر :- یہ لفظ جو سستی شہرت استعمال کیا گیا ہے تو یہ غیر پارلیمانی ہے اسے واپس ہونا چاہیے۔

جناب سپیکر - جناب وزیر قانون صاحب اس سلسلے میں کیا ارشاد فرمائیں گے ہم آپ سے مشورہ چاہتے ہیں کہ لفظ سستی شہرت کیا یہ غیر پارلیمانی الفاظ ہیں ؟

وزیر قانون - اس کا معاملہ تو نیت پر ہے اگر یہ بری نیت سے کہا گیا ہے تو پھر واقعی غیر پارلیمانی ہے

جناب سپیکر - نیت کے متعلق تو کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ شاہ صاحب جاری رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ - جناب سپیکر میں نے تو بڑے نرم الفاظ استعمال کیے تو ان پر بھی اعتراض ہو گیا۔ جناب سپیکر اصل میں میں اتفاق سے یا خوش قسمتی سے اور اللہ کے کرم سے

جاری

اس وقت بھی اس ایوان کا ایک رکن تھا۔

ملک طیب خان اعوان ۔ جناب سپیکر نیت کا تو یہ اظہار ہو گیا ہے۔ ان کی نیت گرم کرنے کی تھی۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب والا میں اپنے الفاظ اسطرح ادا کرتا ہوں کہ بجائے سستی شہرت کے مہنگی شہرت حاصل کرنے کے لیے کیونکہ اس پر ہی بڑا خرچ ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر ۔ میں آپ کو یہ کہوں گا کہ آپ اپنے اصل موضوع کی طرف لوٹیے اور اس کو جاری رکھیں۔ اور بل پہ بات کریں۔

سید طاہر احمد شاہ ؛ Am I not relevant ?

Mr. Speaker

Your are not relevant. Please confine to your subject.

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر چونکہ آپ نے رولنگ دے دی ہے اس پر میں اعتراض نہیں کرتا ۔ نہ صرف میں آپ کو اس ایوان کا کسٹوڈین سمجھتا ہوں بلکہ آپ کو اپنا بھائی بھی سمجھتا ہوں۔ اور دل کی گہرائیوں سے آپ کا احترام کرتا ہوں اگر آپ مجھے حکم دے دیں گے۔ تو میں اپنی بات کو اسی جگہ پہ منقطع کر دوں گا مگر میرے خیال میں میں بالکل relevant بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر ۔ رولنگ آ چکی ہے شاہ صاحب آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر یہ بہتر ہوتا کہ حکومت پنجاب اس مسودہ قانون کو اس ایوان میں پیش کرنے کی بجائے وہ 5 مرلہ سکیم کو جس کے ذکر سے غالباً ہماری حکومت اس لیے الرجک ہے کیونکہ جس سے ماضی کی حکومت جو ایک سیاسی جماعت پر مشتمل تھی انہوں نے ہی اس بل کو بنایا تھا۔ اگر یہ اس بل کو قانون کی شکل دے کر اس کا تاثر کرنا چاہتے ہیں تو میں ......

چوہدری گل نواز خان وڑائچ کیا شاہ صاحب بل کے متعلق بات کر رہے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر میں قائد ایوان جناب میاں محمد نواز شریف صاحب سے یہ استدعا کروں گا کہ جتنے بھی خوشامد کے نمبر ہو سکتے ہیں جناب چوہدری گل نواز صاحب کو دے دیئے جائیں۔ جناب سپیکر ایک فلور مل کا پرمٹ تو دے دیا گیا ہے بلکہ ان کو ایک اور دے دیا جائے

جناب سپیکر ۔ چوہدری گل نواز صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہیں

چوہدری گل نواز خان وڑائچ۔ جناب انہوں نے سستی شہرت کا الفاظ استعمال کرکے جس حکومت نے غریب عوام کے لیے پلاٹوں کا انتظام کیاہے تو انہوں نے اس کی کارکردگی کو تباہ کر دیاہے ، اس حکومت نے اپنی شہرت کے لیے نہیں کیا۔ وہ تو سابقہ حکومت نے کیا تھا۔ کہ انہوں نے 5 مرلہ سکیم کا اجراء کرکے سستی شہرت حاصل کرنے کےلیے کیا ۔ لیکن دیا کسی کو نہیں ۔ لیکن یہ حکومت تو دے رہی ہے اور بلکہ یہ حکومت تو غریب عوام کی ضرورت کو رفع کر رہی ہے ۔

جناب سپیکر۔ یہ کوئی پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے

چوہدری گل نواز خان وڑائچ۔ جناب سپیکر یہ تو سستی شہرت کے لفظ سے حکومت کو نقصان پہنچا رہے ہیں۔ طاہر شاہ صاحب تو میرے عزیز بھی ہیں اور میرا ان سے واسطہ بھی ہے بلکہ وہ مجھے اچھی طرح جانتے ہیں۔ اور میں بھی انہیں جانتا ہوں جیسے میں پہلے بارہا عرض کر چکا ہوں۔ کہ میں بھی فیصل آباد میں رہا ہوں میں ان کو جانتا ہوں اور وہ مجھے جانتے ہیں ۔ اس واسطے میں ان کا احترام کرتا ہوں۔ وہ میرا احترام کریں ۔

جناب سپیکر۔۔ یہ ایک اچھی بات ہے۔ کہ آپ ایک دوسرے کا احترام کریں۔

سید طاہر محمد شاہ ۔۔ جناب سپیکر میں ان کی نذر ایک ہی شعر کرتا ہوں ۔

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا ۔
کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا۔

پھر جناب والا میں آپ کی وساطت سے اس معزز ایوان کے ہر رکن کی خدمت میں یہ بھی عرض کرنا چاہونگا کہ :۔

دور تک قدموں کے نشان کہتے ہیں ۔ کہ اس ساحل پر لوگ آتے ہیں چند لمحے ٹھہرنے کے لیے ۔ پھر نہ جانے لوٹ جاتے ہیں کہاں

بلکہ انہیں اس بات کا خیال رکھنا چاہیے کہ جو کچھ ہم کہہ رہے ہیں۔ وہ ہماری پنجاب کی پارلیمانی تاریخ کا حصہ بنتا جا رہا ہے ۔ اور ہمیں بری روایات ریکارڈ پر نہیں لانی چاہیے ۔

جناب سپیکر۔ شاہ صاحب آپ اپنے موضوع کی طرف آئیے ۔

سید طاہر احمد شاہ - جناب والا پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا جائے گا۔ یا کوئی معزز رکن اعتراض کرے گا۔ تو مجھے یہ استحقاق حاصل ہے۔ کہ میں اس کا جواب اور دلائل دوں جناب والا میں یہ عرض کر رہا تھا کہ پانچ مرلے کی سکیم کا کنسپٹ تھا۔ اور یہ کیسے آیا۔ اسی معزز ایوان کے ماضی کے ایک قائد ایوان جن کا اسم گرامی محمد حنیف رامے تھا جب وہ شیخوپورہ میں ایک جلسہ عام میں خطاب کرنے کے لیے گئے۔ تو ایک چنگڑ جو خانہ بدوش تھا۔ اس نے اسوقت کے وزیر اعلیٰ اور پنجاب کے حکمران سے یہ سوال کیا کہ جناب والا ہم لوگ خانہ بدوش ہیں در بدر پھرتے ہیں اور ہم اس بات کو ترستے ہیں کہ اس خطہ زمین پہ اس پاکستان کی سر زمین پر کوئی ایسا خطہ اراضی تو ہونا چاہیے جسے ہم بھی یہ کہہ سکیں کہ یہ ہماری ملکیت ہیں۔ تو اس وقت کے وزیر اعلیٰ نے ان کی یہ بات سنی اور ان کے ذہن میں یہ خیال پیدا ہوا۔ تو انہوں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔ اور انہوں نے پھر ۵ مرلہ سکیم کا ایک قانون بنایا جسے آج تک وہ لوگ نہیں بھولتے ہیں۔ اور میری دلی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کرے کہ................

ملک طیب خان اعوان - پیر سائیں جب ہماری طرف رخ کرتے ہیں۔ تو لہجہ سخت ہوتا ہے تو پھر ہم ڈرتے ہیں کہ کہیں ہمیں تو نہیں ڈرا رہے ہیں۔

سید طاہر احمد شاہ - جناب والا یہ تو اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ اگر میری آواز بھاری بھر کم ہے۔ تو اس میں میرا کوئی قصور نہیں ہے۔ جناب والا میں قائد ایوان کا دل سے احترام کرتا ہوں۔ اور میری یہ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دور حکومت میں ان کے رفقا کار سے اس قسم کے کارنامے سرزد کرائے کہ وہ بھی جیسے ۵ مرلے کے کنسپٹ کا قانون آج تک لوگوں کے دلوں میں کندہ ہے ان کے بھی جو کارنامے ہیں آئندہ بہتر بنائے جائیں کہ لوگ تاریخ میں اچھے لفظوں میں یاد کرتے رہیں۔

جناب والا۔ میری یہ استدعا ہے کہ اس کو ایک نئے مسودہ قانون کی صورت دی جائے...

محترمہ فرحت نواز رفیق - ادھر سپیکر دل دیکھو۔

سید طاہر احمد شاہ - Madam this is also my privilege میں جناب کی وساطت سے ارکان اسمبلی سے مخاطب ہوں۔

شائد کہ اُتر جائے تیرے دل میں میری بات
محفل میں اِس خیال سے پھر آگیا ہوں میں

محترمہ فرحت خواجہ رفیق ۔ شائد کہ تیرے دل میں اتر جائے میری بات

سید طاہر احمد شاہ ۔ میڈم آپ جو بھی اچھی بات کریں گی میں انشاء اللہ اس کی تقلید کروں گا۔ میرا ضمیر بھی زندہ ہے۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ۔ شاہ صاحب آپ کے شعر کی تصحیح کون کرے گا۔ ایوان میں محترمہ بشریٰ رحمٰن صاحبہ تو ہیں نہیں ۔

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر میں کوئی شاعر نہیں ہوں آپ اسے pending کر دیں .....

آوازیں ۔ دائیں صاحب ایوان میں موجود ہیں ۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر ۔ دائیں صاحب ! آپ نے شاہ صاحب کا شعر سنا ہے ؟

(قطع کلامیاں)

ایک معزز ممبر ۔ جناب والا یہ شعر ایسے ہے کہ

شائد مجھے نکال کے پچھتا رہے ہوں آپ ۔
محفل میں اِس خیال سے پھر آگیا ہوں میں ۔ (قطع کلامیاں)

سید طاہر احمد شاہ ۔ جناب سپیکر ۔ انہیں شعر نہیں بلکہ دو مصرعے کہہ لیں میں نے الگ الگ مصرعوں کو جوڑ کر اپنا مافی الضمیر یہاں پر بیان کیا ہے اور محترمہ بیگم خواجہ رفیق صاحبہ کی خدمت میں عرض کیا ہے کہ شعر نہ سہی بلکہ دو مصرعے کہے ہیں چونکہ میں شاعر نہیں ہوں میں تو آپ جیسے داناؤں سے باتیں سُن کر یہاں پر اپنا مافی الضمیر بیان کرتا ہوں جناب سپیکر ۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اِس مسودہ قانون کو موجودہ صورتِ حال میں پیش کرنے کی بجائے اور حکومت پنجاب کے خزانے پر بوجھ ڈالنے کی بجائے اگر پانچ مرلے کے الفاظ کو وہاں پر ایک چھوٹی سی ننھی منی ترمیم کر کے بل پیش کر دیتے تو میں سمجھتا ہوں کہ نہ ایوان کا وقت ضائع ہوتا نہ حکومت کے خزانے پر بوجھ پڑتا ۔ اور نہ کسی کو اس پر اعتراض ہوتا ۔ تو اِس لیے جناب والا میں آپ کی وساطت سے ارکان ایوان

سے یہ استدعا کروں گا کہ وہ میری اِس موشن سے اتفاق کریں کہ اِس مسودہ قانون کو رائے عامہ معلوم کرنے کے لیے 31 جولائی 1986 تک مشتہر کرایا جائے۔

جناب سپیکر - یہ درمیان میں interruptions کی وجہ سے کچھ ٹائم ضائع ہو گیا ہے اِس لیے آج کی sitting دو بجے تک extend کی جاتی ہے۔

Begum Shaheen Manawar Ahmad : Sir, I have proposed this amendment and I would like to speak about this amendment in English.

Mr. Speaker : Yes.

Begum Shaheen Manawar Ahmad : Sir, I move this amendment :-

مخدوم زادہ سید حسن محمود - جناب سپیکر آپ نے ٹائم تو extend کیا ہے

The Law Minister has been good enough to reach an agreement to discuss this Bill and the amendments thereof on the 25th, the day fixed by you prior to that, which will save time and which will also make the passage of the Bill smooth . . . . . .

اگر اِس وقت آپ adjourn کر دیں تو ہم بھی تقاریر سے بچ جائیں گے۔

The principle has been agreed.

جناب سپیکر - جناب لاء منسٹر صاحب کیا ارشاد فرماتے ہیں ؟

وزیر قانون - جناب والا اگر ہمیں وقت دیا گیا تو ہم لیڈر آف دی اپوزیشن سے انشاء اللہ باہمی افہام و تفہیم کر کے فیصلہ کر لیں گے اور اس کو اِس کے بعد آپ کے سامنے لے آئیں گے۔

جناب سپیکر - تو پھر ہاؤس کو ملتوی کر دیا جائے ؟

وزیر قانون - جناب والا پہلی تحریک پر بحث کر لی جائے اور باقی ہم بعد میں کر لیں گے۔

جناب سپیکر ۔ مخدوم صاحب ٹھیک ہے کہ پہلی ترمیم کو dispose of کر لیا جائے
مخدوم زادہ سید حسن محمود :۔ جناب سپیکر ۔ پہلی ترمیم کو dispose of کر لیا جائے اور سلیکٹ کمیٹی والی رہنے دیں ۔

The moment we agreed we will try.

پہلے circulation for public opinion کو dispose of کر دیں ۔

جناب سپیکر :۔ ہاں یہی ہے ۔ میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب اب آپ پر ہی منحصر ہے کہ آپ کتنا اختصار کرتے ہیں۔

وزیر قانون :۔ جناب والا ۔ اس پر مزید بحث نہیں ہونی چاہیئے ۔ اس کلاز پر ووٹنگ ہو جائے تو بس ختم ہو جائے ۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ :۔ جناب سپیکر ۔ میں بڑے اختصار کے ساتھ اپنی اس ترمیم کے حق میں چند جملوں میں اپنا ما فی الضمیر بیان کرنے کے بعد میری یہ کوشش ہو گی کہ میں اس ایوان کا قیمتی وقت ضائع نہ کروں ۔ تو جناب سپیکر ! یہ امر خوش آئند ہے کہ حکومت پنجاب نے ....

وزیر زراعت :۔ (چودھری عبدالغفور) جناب سپیکر ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ میرا خیال ہے کہ یہ ترمیم جس پر ابھی بحث ہو رہی ہے اور اس کے بعد سیکنڈ ترمیم بھی جنرل بحث کے لئے ہو گی ۔ اگر اس پر ہمارے سارے حضرات بحث کریں تو یہ اختتام پذیر تو نہیں ہو گی ۔ اگر جنرل بحث کے لئے اس پر ابھی ووٹنگ کر لی جائے تو وہ ٹھیک ہے ورنہ یہ بھی ...... that will be part of agreement کہ اس کو بھی دیکھ لیا جائے گا کہ اس کی اس ترمیم میں ضرورت ہے یا نہیں ۔

جناب سپیکر :۔ یہی مخدوم صاحب کہہ رہے تھے کہ جو لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ یہ ترمیم جو پہلے ہے اس کو dispose of کر لیا جائے ۔

وزیر زراعت ۔ جناب والا dispose of تو تب ہو اگر اس پر تقاریر ختم ہوں

جناب سپیکر ۔ تقاریر ختم ہونگی اور ووٹنگ ہوگی

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور) جناب والا وہ تو ایک package deal ہوگی کہ آیا کہ یہ جنرل پرنسپلز ہیں اگر کوئی ترمیم ان کی طرف سے ایسی ہے جسکو ہم منظور کرتے ہیں یا نہیں کرتے تو پھر اس کی کوئی ضرورت ہی نہیں رہے گی ۔

Begum Shaheen Manawar Ahmad : Sir, I move this amendment :-

That the Punjab Jinnah Abadis for Non-Proprietors in Rural Areas Bill, 1986, as recommended by the Standing Committee on Revenue, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the 31st July 1986.

Mr. Speaker : The amendment moved is :-

That the Punjab Jinnah Abadis for Non-Proprietors in Rural Areas Bill, 1986, as recommended by the Standing Committee on Revenue, be circulated for the purpose of eliciting opinion thereon by the βlst July, 1986.

Begum Shaheen Manawar Ahmad : Sir, if you read this amendment proposed by me the first thing that we have asked in the amendment is that it should be circulated amongst public to elicit opinion. This is the same public, this is the same Awam for which we are framing this Bill, this Act and this law. This is the same Awam, this is the same public whose opinion we need for their own good and it is the same public, which is in the streets, in the villages, in rural areas and in their urban areas, who have voted all representatives who are sitting here today. So I wonder why it should not have been done before, and I don't think there is any harm. Because the pepole that we are representing at least should have a right to give their own opinion because this is meant for them. We have already betrayed them for some time. Since we want to pass this Bill which is going to be for their good and want to take credit for it that we are providing housing facilities for non-proprietors so why should not we give them a chance that they should give us their own opinion about it. May be they want some thing less or may

be they want some thing more, or may be they want to be more clear about this thing. Whatever their suggestions are we must obtain because we are representing them. It is the legislative body for the people and is not our personal legislative body, we don't come here in our personal capacity. We come here to represent the people who elected us. So if we have any respect for that majority which sent us here in this House in my opinion. and I think in the opinion of any person who believes in democratic principles, they should circulate this Bill for public opinion for the people concerned and it is surprising that this should not have been considered in the first stage. It should have been circulated by the Government itself, because it is something which the Government is doing to get credit for its own good deeds. Since they want this credit it would have been better that the Awam, which is supposed to be this Government, give their own opinion and I don't think that we should be afraid and the Government should be afraid of the opinion of Awam. The best thing possible here would be that this Bill should be circulated for eliciting opinion by 31st July, 1986 and I don't think that the treasury benches should have any objeetion to it if they are representing the public, Finally, I appeal to all the brothers present here and my sisters here that since we are representing the public one should not be afraid of their opinion. So we should send this Bill for circulation among the public to get their opinion. I thank you.

جناب سپیکر۔ آپ اس سلسلہ میں جناب لاء منسٹر صاحب سے بات کریں۔

وزیر زراعت ۔ وہ تو جی اس بات سے متفق ہیں ۔ اگر اس بارے میں ان کے ساتھ کوئی ڈسکشن ہوئی ہے۔ تو وہ صرف ٹوٹل بل پر ہوگی لیکن اس طرح سے ایک ایک بات پر نہیں ہوگی۔ کہ یہ متعلقہ ہے یا غیر متعلقہ پھر جو کی اُن سے بات ہوگی وہ ساری commitment ثابت ہوگی۔

جناب سپیکر۔ تو آپ کی اس میں proposal کیا ہے؟

وزیر زراعت ۔ تجویز یہ ہے کہ اگر اس کو ہم نے بیٹھ کر آپس میں discuss کرنا ہے تو پھر اس ٹوٹل بل کو ہم take up کریں گے۔

جناب سپیکر۔ تو وہ تو اس کا اظہار کر چکے ہیں۔ تو کیا آپ کی رائے یہی ہے۔ کہ اس کو ملتوی کر دیا جائے کیونکہ وہ تو aggrement کا اظہار کر چکے ہیں۔

وزیر زراعت۔ جی ہاں جناب والا۔

جناب سپیکر۔ تو یہ ایوان 24 مئی 1986 صبح ساڑھے نو بجے تک کے لیئے ملتوی ہوتا ہے۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

ہفتہ ۲۴ مئی ۱۹۸۶ء

(شنبہ ۱۴ - رمضان المبارک، ۱۴۰۶ھ)

جلد ۶ — شمارہ ۸

سرکاری رپورٹ

مندرجات

ہفتہ ۲۴ مئی ۱۹۸۶ء

صفحہ نمبر

تلاوت قرآنِ پاک اور اس کا اردو ترجمہ — . — . — . — ۵۵۱

وزیر خزانہ پنجاب کی ۸۷-۱۹۸۶ء کی بجٹ تقریر . — . — . — ۵۵۲

صوبائی اسمبلی پنجاب

(صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس)

ہفتہ 24 مئی 1986
شنبہ 14 رمضان المبارک 1406

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح 9 بجے منعقد ہوا، جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَهُوَ الَّذِیْ جَعَلَكُمْ خَلٰٓئِفَ الْاَرْضِ وَرَفَعَ بَعْضَكُمْ
فَوْقَ بَعْضٍ دَرَجٰتٍ لِّیَبْلُوَكُمْ فِیْ مَآ اٰتٰىكُمْ اِنَّ رَبَّكَ
سَرِیْعُ الْعِقَابِ وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ
اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ یَّاْتِیَ یَوْمٌ لَّا بَیْعٌ فِیْهِ
وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝
اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ
عَظِیْمٌ ۝ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ
اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا

(س انعام آیت ۱۶۵ ۔ س بقرہ آیت ۲۵۴ ۔ س انفال آیت ۲۸ ۔ س فرقان آیت ۶۵)

وہی اللہ ہے جس نے زمین پر تمکو اپنا نائب و خلیفہ بنایا اور تم میں سے بعض کے بعض پر درجے بلند کئے۔ تاکہ جو کچھ اس نے تم کو عطا کیا و سونپا ہے اس میں تمہارا احتساب و آزمائش کرے بے شک تمہارا پروردگار جلد سزا دینے والا اور بلاشبہ وہ بخشنے والا مہربان بھی ہے۔

اے ایمان والو! جو کچھ ہم نے تم کو مال دیا ہے نیکی و فلاح پر خرچ کر لو اس دن کے آنے سے پہلے جس دن نہ اعمال کا سودا ہوگا نہ دوستی اور سفارش اور کافر تو ظالم ہیں اور یہ تم اچھی طرح جان لو کہ تمہارا مال اور اولاد ایک آزمائش ہے اور حقیقتًا اچھائیوں کا اجر تو اللہ کے پاس ہے۔

(اور اللہ کے خالص بندے تو وہ ہیں) تو جب خرچ کرتے ہیں تو نہ بیجا اڑاتے ہیں اور نہ تنگی و کنجوسی کو کام میں لاتے ہیں بلکہ ان دونوں کے درمیان اعتدال کے ساتھ نہ ضرورت سے کم اور نہ ضرورت سے زیادہ۔ وَمَا عَلَیْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

میاں محمد اکبر: جناب سپیکر! میں ایک تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں کہ کل ہمارے کچھ پولیس والے ملک دشمن اور سماج دشمن عناصر کے مقابلہ میں شہید ہوئے ہیں اور ہم پوری اسمبلی کی طرف سے خراج تحسین پیش کرنا چاہتے ہیں اور ان کے لئے دعائے مغفرت کرنا چاہتے ہیں

مخدوم زادہ سید حسن محمود: This is the privillege of the Leader of the House. اگر قائد ایوان move کریں تو ہم انکی تائید کریں گے۔

محترم وزیر اعلیٰ: بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ جناب سپیکر! کل رات کے قریب ایک پولیس encounter میں سمگلرز کے خلاف ہمارے پولیس افسروں نے جس بہادری کا ثبوت دیا میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب کو اس پر خراج تحسین پیش کرنا چاہیے یہ بہادری اور جرأت کی ایک بہت عمدہ مثال ہے اور ہمیں ایسے پولیس افسروں پر فخر ہے جو اپنے فرائض کی ادائیگی میں اپنے جان تک کی پرواہ نہیں کرتے (نعرہ ہائے تحسین) جہاں پولیس کے اندر ہم ان کی بہتری بھلائی اور ریفارم کی بات کرتے ہیں وہاں ہمیں ایسے پولیس افسروں کی خدمات کو بھی سراہنا چاہیے جو ملک و قوم کیلئے اپنی جان تک کا نذرانہ دے دیتے ہیں کل کے اس encounter میں جو پولیس افسر اور سپاہی وہاں شہید ہوئے ہماری اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ انہیں اپنے جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے ورثاء اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے جناب والا ۔ ایسے پولیس افسران کے لواحقین اور ورثا کے پسندگان کی دیکھ بھال کے لیے اور ان کی تعلیم کے لیے حکومت انشاءاللہ اپنے ذرائع سے بندوبست کرے گی ۔ (نعرہ ہائے تحسین) میری یہ بھی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری انتظامیہ اور پولیس کے اندر اس طرح کا جذبہ پیدا کرے اور ان کو ملک و ملت کی صحیح خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے مجھے ہماری پولیس میں ایسے محب الوطن لوگوں کی کمی نہیں اور وقت آنے پر وہ ضرور اس بات کو ثابت کریں گے کہ وہ اس قوم کے صحیح خادم ہیں اور خدمت کے جذبے سے کام کرتے ہیں ۔ اور ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں ۔ مجھے یقین ہے کہ یہ معزز ایوان بھی میرے اس خیال سے متفق ہے اور میرے جذبات میں برابر کا شریک ہے ۔ بہت بہت شکریہ ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! میں قائد ایوان کے خیالات کی پرزور تائید کرتا ہوں (نعرہ ہائے تحسین) میں پولیس کی اس جدوجہد اور اس میں شہید ہونے والوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور مجھے یقین کامل ہے کہ قائد ایوان ان کے پسماندگان کو صحیح معاوضہ دینگے اور میں قائد ایوان سے یہ بھی درخواست کرونگا کہ ان شہداء کے لیے اسمبلی کو فاتحہ کے لیے کہیں ۔

اس مرحلہ پر فاتحہ خوانی کی گئی ۔

جناب سپیکر : میں خیال میں یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی

آوازیں : منظور ہے ۔

جناب سپیکر : یہ قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی اور ان شہدا کے ایصال ثواب کے لیے فاتحہ خوانی بھی کی گئی ۔ اب وزیر خزانہ پنجاب 1986-87 کے لیے بجٹ پیش کریں گے ۔ اس سے قبل کہ وہ بجٹ پیش کریں میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ وزیر خزانہ کی تقریر کے دوران معزز اراکین interrupt نہ فرمائیں ۔ آپ کو مسودہ بجٹ کی کاپی مل چکی ہے اور اس میں اگر کہیں پرنٹنگ میں آپ غلطی بھی محسوس کریں تو بھی فنانس منسٹر کو interrupt نہ کریں ۔ جناب وزیر خزانہ ۔

وزیر خزانہ پنجاب کی 1986-87 ء کی بجٹ تقریر

وزیر خزانہ (مخدوم الطاف احمد)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔

جناب سپیکر :

میں آپ کی اجازت سے اٹھ کر اب مالی سال ۸۷-۱۹۸۶ ء کے لئے پنجاب کا صوبائی بجٹ پیش کرتا ہوں ۔

۲ ۔ آپ کو یاد ہوگا کہ تقریباً ایک سال قبل (۸۶-۱۹۸۵ ء) کا بجٹ اس معزز ایوان کے سامنے پیش کرنے کا شرف بھی مجھے ہی حاصل ہوا تھا ۔ حسن اتفاق سے وہ بھی رمضان المبارک کا مہینہ تھا ۔ اس وقت حکومت کے ایما پر میں نے مارشل لاء کے اٹھائے جانے کے متعلق یقین دہانی کرائی تھی مگر اس سلسلے میں ٹائم ٹیبل اور طریق کار کا تعین قومی اسمبلی اور وزیر اعظم کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا تھا ۔ آج میں بڑے عجز و انکسار کے ساتھ یہ کہنے میں ایک گونہ اطمینان محسوس کرتا ہوں کہ اللہ تعالےٰ کے فضل و کرم سے حکومت نے اپنا وعدہ پورا کر دکھایا ہے ۔ اور آج ہم اپنے عوام کے سامنے سرخرو ہیں ۔ مقام شکر ہے کہ ہم ایک بار پھر بانی پاکستان کے بتائے ہوئے اصولوں کی روشنی میں جمہوریت کی راہ پر گامزن ہیں ۔ ہمیں یقین ہے کہ مارشل لاء اس سرزمین پاک سے اب ہمیشہ کے لیے رخصت ہو چکا ہے ۔

۳ ۔ جناب والا ! مارشل لاء[1] سے جمہوریت تک کا یہ سفر کوئی آسان مرحلہ نہ تھا ۔ کوتاہ نظروں کے نزدیک منزل کا حصول ناممکن تھا ۔ انہیں حلقوں کی جانب سے یہ الزام بھی سننے میں آیا کہ منتخب اسمبلیاں دراصل مارشل لاء کو طول دینے کا ایک بہانہ ہیں ۔ مگر ہمارا عزم بلند تھا ۔ اور نصب العین واضح ۔ ہمیں اس مشکل سفر کے دوران

پیش آنے والی دشواریوں کا بخوبی علم تھا مگر جذبے کی لگن نے ہمارے پائے استقلال میں لغزش نہ آنے دی اور ہم راستے کی مشکلات سے بے نیاز اپنی منزل مقصود کو پانے کے لیے سرگرم عمل رہے چنانچہ پچھلے سال اسی بجٹ اجلاس کے دوران اس معزز ایوان نے ایک متفقہ قرارداد کے ذریعے مارشل لاء کے متعلق اپنے احساسات واضح کر دیئے تھے۔ اس ایوان کی وہ قرارداد پنجاب کے غیور عوام کی خواہشات کی مکمل آئینہ دار تھی۔ اس قرارداد میں پنجاب کے محنت کش کسانوں، جفاکش مزدوروں اور جوان فکر طالب علموں کے ان عزائم کی جھلک نمایاں تھی۔ جو ان کے سینوں میں وطن عزیز کی ترقی اور خوشحالی کے لیے موجزن ہیں۔ اس ایوان نے اپنے کردار سے یہ ثابت کر دکھایا ہے کہ وہ قیام پاکستان کے فوری بعد قائم ہونے والی اسمبلی کی شاندار جمہوری روایات کا حقیقی وارث ہے۔ اسے اپنی روایات کا پاس بھی ہے۔ اور اپنے فرائض و حقوق سے مکمل آگاہی بھی۔ یہ فرائض دراصل ہمیں پنجاب کے ان ساڑھے پانچ کروڑ عوام نے سونپے ہیں جنہوں نے سماجی انصاف اور جمہوری اقدار پر یقین رکھتے ہوئے ۱۹۸۵ کے انتخابات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور ہمیں اس ایوان کیلئے منتخب کیا تاکہ ہم ایک ایسے معاشرے کی بنیاد رکھ سکیں۔ جہاں ہر کسی کی عزت جان اور مال محفوظ ہو اور جس میں ایک تیز تر معاشی ترقی کی ضمانت دی جائے۔

۴۔ مارشل لاء کا خاتمہ صرف حکومت کے ایک عہد کی تکمیل ہی نہ تھا۔ بلکہ اسے اس وجہ سے بھی خصوصی اہمیت حاصل تھی کہ اس کے ساتھ ہنگامی حالت ختم کرنے کا اعلان بھی کر دیا گیا۔ تاریخ میں اس کی مثال شاید کہیں نہ ملے۔ یہ تبدیلی جس پر امن انداز سے عمل میں لائی گئی۔ اس پر نہ صرف حکومت بلکہ اس معزز ایوان میں میرے سارے ساتھی بجا طور پر فخر کر سکتے ہیں۔

۵۔ محترم سپیکر! میرے ایک فاضل پیش رو نے اپنی بجٹ تقریر میں اپنے آپ کو پنجاب کے غریب ترین وزیر خزانہ کا نام دیا تھا۔ دراصل ان کا اشارہ مالی وسائل کی کمی اور اس کے مقابلے میں لامحدود معاشی مسائل کی طرف تھا۔ مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ شروع شروع میں میرے احساسات بھی کچھ ایسے ہی تھے۔ لیکن جناب سپیکر! جب سے اس معزز ایوان میں اپنے باصلاحیت ساتھیوں سے متعارف ہوا ہوں۔ میں نے اپنے

فاضل پیش رو کے خیالات کے برعکس خود کو غریب محسوس کرنا چھوڑ دیا ہے۔
ممکن ہے کہ مادی وسائل کے اعتبار سے آپ کی حکومت اتنی متمول نہ ہو مگر میں
خود کو کیسے غریب مانوں جبکہ ہمارے پاس انقلاب آفریں تصورات اور قابل عمل تجاویز
کا ایسا گراں بہا خزانہ موجود ہے جن کو عملی صورت دے کر ہم اپنے عوام کے جملہ معاشی
مسائل کا حل تلاش کر سکیں گے۔ میں خود کو کیسے غریب مانوں جبکہ مجھے ان لوگوں
کی رفاقت اور تعاون حاصل ہے۔ جو تحریک آزادی کے ہراول دستوں میں شامل تھے۔
میں خود کو کیسے غریب مانوں جبکہ ہمیں ان لوگوں کی نمائندگی کا شرف حاصل ہے۔
جنہوں نے مادر وطن کا دفاع کرتے ہوئے کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔ میں خود
کو کیسے غریب مانوں جب ہمیں پنجاب کے ان فرزندوں کی بھرپور حمایت حاصل ہے۔
جنہوں نے بیرون ملک انتہائی ناساعد حالات کے باوجود اپنی محنت شاقہ سے وطن
عزیز کے لیے قیمتی زر مبادلہ کمایا۔ میں خود کو کیسے غریب مانوں جبکہ ہم ان
کسانوں کے نمائندے ہیں۔ جو صدیوں سے اپنی جفاکشی کے لیے زمانے بھر میں
مشہور ہیں۔ میں خود کو کیسے غریب مانوں جبکہ ہم اس تاجر برادری کی بھی
نمائندگی کرتے ہیں۔ جس نے اپنی ثابت قدمی سے مشکل ترین حالات کا خندہ
پیشانی سے سامنا کیا۔ میں خود کو کیسے غریب مانوں جبکہ ہم پنجاب کے ان ڈاکٹروں
، انجینئروں، سائنس دانوں، ماہرین اور کھلاڑیوں کے بھی نمائندہ ہیں جنہوں نے
اپنے کارہائے نمایاں سے ساری دنیا پر اپنی دھاک بٹھا رکھی ہے۔ اور یہ امر ہمارے
لیے باعث افتخار ہے کہ کرکٹ اور ہاکی کے میدان کے دو مشہور زمانہ کھلاڑی آج
ہمارے درمیان موجود ہیں۔ جنہوں نے کھیل کے میدان میں عظیم ترین کامیابیاں
حاصل کر کے ملک و قوم کا نام روشن کیا۔ سب سے بڑھ کر میں اپنے ان روشن
دماغ جوان ہمت اور عالی حوصلہ اراکین اسمبلی کے ہوتے ہوئے اپنے آپ کو
کیسے غریب مانوں۔ ایسے باصلاحیت ساتھیوں اور ان تمام توانائیوں کے
ہوتے ہوئے جن کا میں نے ابھی ذکر کیا، میں اپنے آپ کو کیسے غریب کہہ سکتا ہوں؟
لہٰذا جناب سپیکر! میں آپ سے معذرت کے ساتھ اپنے آپکو ایک متمول وزیر خزانہ
اور اس حکومت کو ایک خوشحال اور خوش نصیب حکومت کہنے کی جسارت کروں گا۔

(۶) جناب والا! آج آپ کی حکومت ایسے درماندہ، مایوس اور قنوطی افراد پر مشتمل نہیں ہے جن کا مقصدِ سیاست ہی جھوٹے وعدوں کے ذریعے عوام کو گمراہ کرنا ہو بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حکومت کی باگ ڈور ان جوان عزم روشن خیال اور عالی حوصلہ رہنماؤں کے ہاتھ میں ہے جو سچے جمہوری اصولوں پر غیر متزلزل یقین رکھتے ہیں جو اپنے قول وفعل سے یہ ثابت کر رہے ہیں کہ وہ اپنے دلوں میں عوام کی خدمت کا لازوال جذبہ لئے ہوئے ہیں جن کا اللہ تعالیٰ اور اس کے دکھائے ہوئے سیدھے راستے پر ایمان کامل ہے اور جو ملکی ترقی اور عوام کی معاشی خوشحالی کے لیے بے پناہ تڑپ رکھتے ہیں۔

جناب والا! اس حکومت کو روزِ اوّل ہی سے لاتعداد مسائل کا سامنا کرنا پڑا، ہمیں استحصال زدہ طبقات کو اس عذاب سے نجات دلانا تھی، جس سے وہ سالہا سال سے دوچار تھے۔ ہم نے محسوس کیا کہ گذشتہ حکومتوں نے بلند بانگ دعوے اور دل فریب وعدے تو بہت کیے۔ مگر پورا ایک بھی نہ کیا۔ غریب دیہاتی عوام اور کچی آبادیوں کے مکینوں کی حالت زار جوں کی توں رہی۔ تعلیم اور زراعت کے شعبہ میں ترقی کی رفتار انحطاط پذیر ہوئی۔ صنعتی میدان میں بھی پیش رفت قابل ذکر نہ تھی صوبہ میں بنیادی سہولتیں مثلاً سڑکیں، پینے کا پانی، سیوریج اور نظام آب پاشی زبوں حالی کا شکار تھا۔ سرکاری عمارات خصوصاً سکول اور کالج فوری مرمت کے متقاضی تھے۔ ہمیں درپیش مسائل میں سے کچھ انتہائی پیچیدہ تھے۔ اس لیے ہم نے پہلے ان میں سے نسبتاً زیادہ اہم مسائل کی طرف توجہ دی ہے۔ چنانچہ کافی سوچ بچار کے بعد ہم نے اپنی ترجیحات کا تعین کیا ہے۔ جن کا ایک اجمالی خاکہ میں آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

اوّل! ہم نے حکومت کی معاشی حکمت عملی کا رخ خوشحال طبقات کی بجائے پسماندہ لوگوں کی طرف موڑنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اب تک حکومتی پالیسی اور سرمایہ کاری سے زیادہ فائدہ غریب عوام کی بجائے دوسرے لوگوں نے اٹھایا جو سب سے بڑی ناانصافی ہے۔ پاکستان معاشی انصاف پر مبنی ایک معاشرہ قائم کرنے کے لئے معرض وجود میں آیا تھا اور اس کی تخلیق اور آزادی میں محنت کشوں اور کسانوں نے فیصلہ کن کردار

ادا کیا تھا۔ یہی وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنے لہو سے قدم قدم پر آزادی کی شمعیں فروزاں کیں جن کی روشنی میں ملت کا قافلہ اپنی منزل کی طرف سرگرم سفر رہا۔ بدقسمتی سے قیام پاکستان کے بعد انہیں نظر انداز کیا گیا۔ چنانچہ حکومت نے فیصلہ کیا ہے۔ کہ اس ناانصافی کا فوری خاتمہ ضروری ہے۔ اگرچہ ہمارے ادارے اور مالی وسائل اس فوری تبدیلی کے متحمل نہیں ہو سکتے لیکن ہم نے اس سلسلے میں بنیادی ضروریات کی فراہمی کیلئے ایک انقلابی حکمت عملی وضع کی ہے۔ جس کے تحت غریب دیہی عوام کو رہائشی سہولتیں مہیا کرنے کے لیے سات مرلہ سکیم شروع کی گئی ہے۔ اس کے ذریعے تقریباً ساڑھے تین لاکھ پلاٹ تیار کر کے مستحقین میں تقسیم کیے جائیں گے۔ اس مقصد کے لیے جہاں سرکاری زمین میسر نہ ہوئی وہاں حکومت پرائیویٹ لوگوں سے زمین قیمتاً حاصل کرے گی اور اسلامی اصولوں کے عین مطابق اس کا معقول اور مناسب معاوضہ ادا کیا جائے گا۔ اس منصوبے کے لیے ہم نے ۲۰ کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔

دوئم: اس نئی حکمت عملی کے ضمن میں دوسرا اہم فیصلہ یہ کیا گیا ہے کہ بے زمین کاشت کاروں کو زمین مہیا کی جائے۔ پچھلی حکومتوں نے ایسی سکیموں کا اجرا کیا جن سے زیادہ فائدہ غیر مستحق لوگوں نے اٹھایا اور غریب کاشت کار ویسے کا ویسے ہی محروم اور پسماندہ رہا۔ ہم نے اپنی نئی پالیسی کو عملی جامہ پہنانے کے لیے ابتدائی طور پر ۵۷ ہزار ایکڑ زمین بے زمین کاشت کاروں کو الاٹ کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ جس پر عملدرآمد انشاء اللہ اگلے مالی سال کے دوران شروع ہو جائے گا۔

سوئم:۔ ہمارے سامنے ان کچی آبادیوں کے ہزارہا مکینوں کا مسئلہ بھی تھا۔ جن کے متعلق ۱۹۷۲ سے ۱۹۷۷ تک کے دوران بہت کچھ کہنے سننے میں آیا مگر ان آبادیوں کے مکینوں کو نہ تو مالکانہ حقوق دیئے گئے اور نہ ہی ان کی بہبود کے لیے کوئی خاطر خواہ قدم اٹھایا گیا۔ ۱۹۷۷ کے بعد کچھ کام شروع کیا گیا مگر اس سلسلے میں بہت سے معاملات آج تک فیصلہ طلب تھے۔ خاص طور پر چھوٹی کچی آبادیوں کی طرف بہت کم توجہ دی گئی

جناب والا! آپ کی حکومت نے اس مسئلے کی اہمیت کا احساس کرتے ہوئے اس طرف بھی توجہ دی تاکہ ہزارہا خاندانوں کے نامساعد حالات اور رہائشی مسائل کا مناسب مداوا کیا جا سکے۔ چنانچہ وزیراعظم کے اعلان کے ساتھ ہی حکومت پنجاب نے کچی آبادیوں کے متعلق نئی حکمت عملی وضع کی اس ضمن میں ان آبادیوں اور گھروں کا سروے ہو چکا ہے۔ جو عنقریب مکمل ہو جائے گا۔ اس کے بعد ان آبادیوں کی بہبود اور ان میں مالکانہ حقوق دیئے جانے کے متعلق مناسب سکیمیں شروع کی جائیں گی حکومت نے ایسی سکیموں کے لیے ۲۹ کروڑ روپے کی رقم اگلے مالی سال کے دوران مختص کی ہے۔

جناب سپیکر! حکومت حقائق کا بڑی دلیری سے سامنا کرتے ہوئے اس کوشش میں ہے کہ کچی آبادیوں کے مکینوں کی حالت زار کو بہتر بنایا جائے لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ حکومت یہ بھی چاہتی ہے کہ ایسے حالات پیدا کئے جائیں کہ یہ مسئلہ دوبارہ جنم نہ لے سکے اور سرکاری زمینوں پر ناجائز تجاوزات کا سلسلہ ختم ہو جائے۔ اس ضمن میں حکومت کی یہ خواہش رہی ہے۔ کہ نہ صرف معزز اراکین اسمبلی بلکہ صوبے کے عام شہری بھی اس رجحان کو روکنے میں ہماری مدد کریں۔ حکومت اس بات کو تسلیم کرتی ہے۔ کہ ماضی میں کچی آبادیوں کے بے ہنگم پھیلاؤ کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ غریب عوام کے لیے حکومتی سطح پر کوئی مناسب رہائشی پالیسی وضع نہیں کی گئی تھی۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں دیہات کے لیے ہم نے سات مرلہ سکیم شروع کرنے کا فیصلہ کیا ہے اب حکومت نے متعلقہ محکمے کو غریب شہریوں کے لیے بھی ایک سکیم تیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس سکیم کو حتمی شکل دی جا رہی ہے۔ اور انشاءاللہ ۸۷-۱۹۸۶ء کے دوران اسے بھی شروع کر دیا جائے گا۔ اس مقصد کے لیے پانچ کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔

معاشرے کے کم مراعات یافتہ طبقے کی فلاح و بہبود کے سلسلے میں ایک اور اہم مسئلہ محکمہ تعمیرات اور محکمہ آبپاشی کے work charged ملازمین کو ۱۹۷۲ء سے قبل کی ملازمت کو شمار کرتے ہوئے پنشن کے حقوق عطا کرنے کے متعلق تھا۔ ان غریب ملازمین کو ۱۳ سال تک ان کے جائز حق سے محروم رکھا گیا۔ مگر یوم مئی کے موقع پر وزیراعلیٰ کے اس بارے میں پالیسی اعلان کے مطابق اب حکومت پنجاب نے ان دونوں محکموں کے work charged ملازمین کو پنشن کے مکمل فوائد مہیا کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس سلسلہ میں 1986-87 کے دوران تقریباً

پانچ کروڑ روپے کے زائد اخراجات برداشت کرنے پڑیں گے۔ مگر اس سے ان غریب ملازمین کا ایک نہایت دیرینہ مطالبہ پورا ہو جائے گا۔ ×

جناب والا۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ حکومت کی نئی حکمت عملی کا بنیادی مقصد غریبوں کی بہبود اور خوشحالی ہے۔ اور ہم نے امکان بھر کوشش کی ہے کہ عوام حکومت کے ترقیاتی پروگرام کے ثمرات سے نہ صرف بہرہ ور ہوں بلکہ اس میں برابر کے حصہ دار بھی ہوں۔ ہماری پالیسی کا دوسرا اہم مقصد دیہی معیشت کی ترقی ہے۔ صوبے کی تقریباً ۷۰ فیصد آبادی دیہات میں رہتی ہے۔ لہٰذا ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ ان علاقوں میں زیادہ سے زیادہ سماجی خدمات اور سہولیات مہیا کی جائیں اور ساتھ ہی ساتھ ایسے اقدام بھی کیے جائیں جن سے ہمارے کاشتکاروں کی اہلیت اور پیداواری صلاحیت میں اضافہ ہو۔ ایک زمانہ تھا کہ پنجاب کو برصغیر کا اناج گھر کہا جاتا تھا۔ لہٰذا ہماری یہ کوشش ہے کہ اپنی پیداواری صلاحیت کے اعتبار سے پنجاب دوبارہ وہی مقام حاصل کر سکے۔ اور زرعی میدان میں دوسروں کیلئے ایک روشن مثال ثابت ہو۔

دیہی ترقی کے ضمن میں جن دو باتوں پر خصوصی توجہ دی گئی ہے۔ وہ دیہی علاقوں میں سڑکوں کی تعمیر اور دیہات میں بجلی کی ترسیل ہے۔ حکومت کے نقطہ نظر سے ان علاقوں کی تیز تر ترقی کے لیے یہ دونوں سہولتیں انتہائی اہم اور ناگزیر ہیں۔ ان کے بغیر نہ تو کسی انقلاب آفریں تبدیلی کی توقع کی جا سکتی ہے۔ اور نہ ہی بدلتے ہوئے حالات کا کامیابی سے مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ اس صورت حال کی اہمیت کے پیش نظر حکومت نے کھیت سے منڈیوں تک سڑکوں کی تعمیر کے لیے اگلے مالی سال کے بجٹ میں ۳۵ کروڑ روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے جس سے 864 میل لمبی سڑکوں کی تعمیر متوقع ہے۔ ان میں گوجرانوالہ پروجیکٹ کے تحت بنائی جانے والی ۲۱ میل لمبی سڑکیں اور وفاقی حکومت کے مہیا کردہ سرمایہ سے جھنگ، شیخوپورہ، ٹوبہ ٹیک سنگھ، فیصل آباد۔ اور سرگودھا۔ کے اضلاع میں 83 میل لمبی سڑکیں بنانے کا منصوبہ بھی شامل ہے جس پر اگلے سال سے کام شروع کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! کسی بھی علاقے کی سماجی اور اقتصادی ترقی کے لیے حکومت بجلی کی فراہمی کی اہمیت سے اچھی طرح آگاہ ہے۔ اس لیے ہماری یہ کوشش ہوگی کہ ۱۹۹۰ء تک ۹۰ فیصد دیہات میں بجلی کی ترسیل کا انتظام کر دیا جائے۔

جناب والا! آپ کو یاد ہوگا کہ رواں مالی سال میں ۱۳۰۰ دیہات میں بجلی فراہم

کرنے کا پروگرام تھا ۔ اس پروگرام کو تیز تر کرنے میں حکومت کی مستعدی کا اندازہ آپ کو اس بات سے بخوبی ہو جائے گا کہ اگلے سال کا ہدف ۲۱۵۰ دیہات میں بجلی فراہم کرنے کا ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جون ۱۹۸۷ تک پنجاب کے کل دیہات کا ۵۲ فیصد یعنی ۱۳۲۲۰ دیہات بجلی کی برکات سے مستفیض ہو چکے ہوں گے ۔ آنے والے سالوں میں حکومت اس کام کو اور زیادہ تیزی سے کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔

دیہی علاقوں کی ترقی کے لیے جہاں دوسری سہولتوں کا مہیا کرنا ضروری ہے ۔ وہاں ان علاقوں میں بسنے والے ہمارے بہن بھائیوں کے لیے سماجی خدمات کی فراہمی بھی اتنی اہم ہے ۔ حکومت کی نظر میں دیہی علاقوں کی ترقی کا خواب اس وقت تک شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکتا جب تک وہاں کے رہنے والوں کے لیے کم و بیش وہی سہولتیں مہیا نہ کر دی جائیں جو شہری علاقوں میں بسنے والوں کو میسر ہیں ۔ اس پروگرام کی تکمیل سے دیہی علاقوں سے شہری علاقوں کی طرف انتقالِ آبادی کے رجحان کو روکنے میں بھی بڑی مدد ملے گی ۔ اگر ضروری سمجھا گیا تو اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے اقتصادی اور مالی محرکات مہیا کرنے پر بھی غور کیا جا سکتا ہے ۔

محترم سپیکر ! دیہی علاقوں کی تیز رفتار ترقی کے لیے حکومت نے کئی ایک اقدام کیے ہیں ۔ جن کا بجٹ میں تفصیلاً ذکر کیا گیا ہے ۔ تاہم اس معزز ایوان کی سہولت کے لیے میں ان کا ایک مختصر جائزہ پیش کرنا چاہوں گا ۔

(۱) اگلے سال کے دوران دیہی علاقوں میں ۱۹۳ ہائی سکول، ۳۸۴ مڈل سکول ۱۲۵۰ مسجد سکول اور ۱۲۵۰ پرائمری سکول قائم کیے جائیں گے ۔ جب یہ مسجد سکول اور پرائمری سکول پورے طور پر کام کرنا شروع کر دیں گے تو ۱۰۰ بچے فی سکول کے حساب سے تقریباً ۳ لاکھ بچوں کیلئے تعلیمی سہولیات مہیا ہو جائیں گی میں یہ بتاتا چلوں کہ ان سکولوں کے اجرا سے پرائمری تعلیم کا تناسب ۵۸ فیصد سے بڑھ کر ۶۲ فیصد ہو جائے گا ۔

(۲) آپ کو یاد ہو گا کہ پچھلے سال اپنی بجٹ تقریر میں، میں نے تعلیم نسواں پر بہت زور دیا تھا ۔ لہٰذا اس معزز ایوان کو یہ سن کر خوشی ہو گی کہ جن نئے تعلیمی اداروں کے قیام کا میں نے ابھی ذکر کیا ہے ۔ ان میں سے بیشتر لڑکیوں کے لیے ہیں ۔ تمام کے تمام ۱۲۵۰ پرائمری سکول تقریباً ۔ ۳ مڈل سکول اور ۱۵۵ ہائی سکول صرف لڑکیوں کے لیے مخصوص ہوں گے ۔

(۳) جناب والا ۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ ہم پرائمری سکولوں کے ضمن میں ایک

اور اہم مسئلہ سے دوچار ہیں۔ اور یہ مسئلہ ایسے سکولوں کا ہے۔ جو بغیر عمارتوں کے ہیں اگلے مالی سال میں اس پر بھرپور توجہ دی جائے گی۔ اور ہمارا ہدف ۲۸۰۰ پرائمری سکولوں کے لیے عمارات تعمیر کرنا ہوگا جس میں ۱۶۷۶ عمارتیں میچنگ گرانٹ سے تعمیر ہوں گی۔ اس کے لیے تعلیم اور دیہی ترقی کی مدات میں ۷۱ کروڑ روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔

۴۱) دیہی علاقوں میں علاج معالجے کی سہولتوں کو بہتر بنانے کے لیے اگلے مالی سال کے دوران ۲۵۰ بنیادی ہیلتھ یونٹوں کی تعمیر مکمل ہو جائے گی۔ اور ۱۳۰۰ ایسے نئے یونٹوں پر کام شروع کر دیا جائے گا۔ اسی طرح بیس دیہی ہیلتھ سینٹر مکمل کر لیے جائیں گے اور گیارہ نئے سنٹروں پر کام شروع کر دیا جائے گا جن کی تکمیل سے ہر مرکز میں ایک ہیلتھ سنٹر کے قیام کا حکومتی ہدف پورا ہو جائے گا۔ علاج معالجے کی ان سہولتوں کی فراہمی پر اگلے سال تقریباً ۴۸ کروڑ روپے کی رقم سالانہ ترقیاتی پروگرام میں رکھی گئی ہے۔

۵۹) جناب والا! کچھ حلقوں میں یہ کہا جاتا رہا ہے کہ بنیادی ہیلتھ یونٹوں اور دیہی ہیلتھ سنٹروں کا تصور کسی حد تک ابتدائی اور نامکمل سا ہے۔ اور یہ ادارے دیہی آبادی کی مکمل ضروریات پورا کرنے سے قاصر ہیں۔

جناب والا! مجھے اس معزز ایوان کے سامنے اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کوئی باک نہیں کہ یہ اعتراض کسی حد تک درست ہے۔ لہٰذا حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ ان اداروں کی کارکردگی بہتر بنانے کے لئے ہر بنیادی ہیلتھ سنٹر میں ایک زچہ خانہ دو بستر۔ ڈاکٹر کے لیے رہائشی مکان اور بجلی کی فراہمی کو یقینی بنایا جائے۔ اس طرح ہر دیہی ہیلتھ سنٹر کا درجہ بڑھا کر اس میں ۲۰ سے ۲۴ بستر، دانتوں کے علاج کے لیے کلینک اور ڈینٹسٹ ایک ایکسرے مشین۔ ایک لیبارٹری اور ایک ایمبولنس مہیا کی جائے گی۔ ۸۷-۱۹۸۶ء میں حکومت ایسے ۴۰۰ بنیادی ہیلتھ یونٹوں اور ۵۰ دیہی ہیلتھ سنٹروں کو یہ سہولت مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اس مقصد کے لیے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں ۱۹۶۲۹ کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ حکومت ہر بنیادی ہیلتھ یونٹ میں ایک اور ہر دیہی ہیلتھ سنٹر میں تین ڈاکٹروں کی آسامیوں کی پہلے منظوری دے چکی ہے۔ ان اقدامات سے ان اداروں کی کارکردگی اور خدمات کے معیار میں خاطر خواہ اضافہ ہو جائے گا۔

(۶) حکومت کی دیہی علاقوں کی تعمیر و ترقی کی واضح پالیسی کے تحت ایک اور اہم سماجی خدمت جو ہم اپنے دیہات میں رہنے والے بہن بھائیوں کے لیے سرانجام دے رہے ہیں وہ پینے کے صاف پانی کی فراہمی ہے۔ اگلے سال اس کام پر خاص توجہ دی جا رہی ہے۔ اور ۶۱ء ۳۸ کروڑ روپے کے خرچ سے پینے کے صاف پانی کی ۵۳ اسکیمیں اور نکاس آب کی ۴۵ سکیمیں مکمل کی جارہی ہیں۔ اس طرح ایسی سہولتوں سے مستفید دیہی آبادی کا تناسب موجودہ ۲۵ فیصد سے بڑھ کر ۱۹۹۰ تک ۴۲ فیصد ہو جائے گا۔

(۷) جناب:- میں نے ابھی ابھی عرض کیا تھا کہ دیہات سے شہروں کی طرف نقل مکانی کے رجحان کو روکنے کے لیے اقتصادی اور مالی محرکات کی فراہمی بنیادی اہمیت رکھتی ہے۔ اس ضمن میں سب سے بڑا محرک تو ایک پھولتا پھلتا شعبہ زراعت بذات خود ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہم اپنی زرعی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں اس کی تفصیل میں بعد میں عرض کروں گا۔ لیکن شاید صرف پیداواری اضافہ کافی نہیں ہے۔ ہمیں اپنی دیہی معیشت کو جدید بنیادوں پر استوار کرنا ہوگا۔ اور بیسویں صدی کے آغاز سے پہلے اس بات کی سر توڑ کوشش کرنا ہوگی کہ ہم سائنسی فنی اور تکنیکی پیش رفت سے بھرپور استفادہ کر سکیں جو گذشتہ پچیس تیس سالوں کے دوران زرعی شعبہ میں رونما ہوئی ہے۔ حکومت اس نصب العین کے پیش نظر دیہی علاقوں میں صنعتی ترقی کے لیے ایک مہم کا آغاز کر رہی ہے۔ جس کے تحت چھوٹی صنعتیں لگانے یا دستکاری مراکز قائم کرنے کے خواہشمند حضرات کو آسان شرائط پر قرضے جاری کئے جائیں گے۔ ایسے قرضہ جات سے جو کم و بیش ایک لاکھ روپے فی کس ہوں گے دیہی علاقوں میں اور خاص طور پر ان مقامات پر جہاں بجلی بہم پہنچائی جا چکی ہے۔ چھوٹی صنعتوں اور دستکاری مراکز کے قیام میں بڑی مدد ملے گی۔

جناب سپیکر! یہ ایک کثیر المقاصد منصوبہ ہے۔ دیہی علاقوں میں چھوٹی صنعتوں کے قیام اور فروغ سے مقامی آبادی کے لیے روزگار کے مزید مواقع فراہم ہوں گے۔ ان کی فنی اور تکنیکی اہلیت اور مہارت میں اضافہ ہوگا۔ روائتی ذرائع آمدنی کے ساتھ ساتھ غیر زرعی آمدنی کا ایک نیا باب کھل جائے گا۔ اور اس طرح دیہی پس منظر رکھنے والا ایک ایسا بارآور اور فعال سماجی طبقہ جنم لے گا جو آنے والے سالوں میں دیہی اور شہری معاشرت اور معیشت میں رابطے کا ایسا ایک مؤثر ذریعہ ثابت ہوگا۔

پنجاب کی چھوٹی صنعتوں کی کارپوریشن پہلے ہی اس سکیم پر تقریباً ۸½ کروڑ روپے خرچ کر چکی ہے ۸۷-۱۹۸۶ کے لیے ہم نے وفاقی حکومت سے اس ضمن میں مزید دس کروڑ کے قرضہ کی فراہمی کے لیے رابطہ قائم کر رکھا ہے۔ اس سلسلے میں ابتدائی نتائج نہایت حوصلہ افزا ہیں اور مجھے پورا یقین ہے کہ آئندہ چند سالوں میں ہم بنیادی تبدیلیوں کو بروئے کار لا کر اپنے دیہی علاقوں کی معیشت میں ایک خوش آئندہ انقلاب لا سکیں گے۔

جناب والا! ایک اور اہم مقصد جو ہمیشہ حکومت کے پیش نظر رہا ہے۔ وہ انتظامی مشینری کو مزید فعال اور ذمہ دار بنانے سے متعلق ہے تاکہ ان میں خدمت خلق کے صحیح جذبے کو اجاگر کیا جا سکے۔ گذشتہ چند سالوں میں نمائندہ حکومت نہ ہونے اور نتیجتاً محاسبے کے عمل کی عدم موجودگی کی وجہ سے سرکاری محکموں کی کارکردگی کا معیار روبہ زوال پذیر رہا ہے۔ بدقسمتی سے بدعنوانی کی شکایات بھی روز بروز بڑھتی جا رہی ہیں۔ بدعنوانی کا رجحان ایک ایسے زہر کی مانند ہے کہ اگر اس کا بروقت تدارک نہ کیا گیا تو یہ پورے معاشرے کو گھن کی طرح چاٹ لے گا۔ آپ کو یاد ہو گا کہ بانی پاکستان حضرت قائداعظمؒ نے پاکستان کی آئین ساز اسمبلی کا افتتاح کرتے ہوئے پہلے ہی خطاب میں جو گیارہ اگست ۱۹۴۷ء کو کراچی میں کیا گیا، ارشاد فرمایا تھا کہ

> "ایک بہت بڑی لعنت جس سے ملک و قوم دوچار ہیں رشوت اور بدعنوانی ہے۔ یہ دراصل ایک زہر ہے۔ جس کو ہمیں بہر طور نکال پھینکنا ہو گا۔"

یکے بعد دیگرے آنے والی حکومتوں کی اس مسئلے سے نمٹنے میں ناکامی کی وجہ سے یہ معاملہ زیادہ گمبھیر ہو گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس حکومت کو جن مسائل کی طرف سب سے پہلے توجہ دینا پڑی۔ ان میں سے ایک بدعنوانی کا خاتمہ بھی تھا۔

اس مقصد کو مد نظر رکھتے ہوئے حکومت نے کئی اقدامات کیے ہیں۔ جملہ محکموں کو یہ ہدایات دی جا چکی ہیں کہ وہ بدعنوانی کے الزامات یا مقدمات کو معمول کا معاملہ نہ سمجھیں بلکہ اپنی خصوصی توجہ سے اس قسم کے امور کو جلد سے جلد نمٹائیں اس سلسلے میں نظام الاوقات کا تعین بھی کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح حکومت نے تمام محکموں کو یہ ہدایت بھی کر دی ہے کہ وہ وقتاً فوقتاً ان تمام ملازمین کے ریکارڈ کا جائزہ لیتے رہیں جنہوں نے اپنی ملازمت

۲۵ سال مکمل کر دیئے ہیں۔ تاکہ بدعنوانی عناصر کا قلع قمع کیا جاسکے ۔ یہ کارروائی ان دنوں تمام محکموں میں ترجیحی بنیادوں پر مکمل کی جا رہی ہے ۔ مزید برآں جیسا کہ آپ سب کو علم ہے ۔ تمام اضلاع میں انٹی کرپشن کمیٹیاں قائم کی جا چکی ہیں ۔ جن کے ذمے اپنے اپنے حلقوں کے اندر اس قسم کی شکایات اور معاملات کی نگرانی کرنا ہوگا ۔ ان کمیٹیوں میں سینٹ ، قومی اور صوبائی اسمبلی کے ارکان شامل ہوں گے ۔ اور ان ہی میں سے کوئی رکن کمیٹی کے سربراہ بھی ہوں گے ۔ ان کمیٹیوں کو یہ اختیار بھی دیا گیا ہے کہ وہ خصوصی نوعیت کی شکایات کا جائزہ لے کر اپنی سفارشات مناسب کارروائی کے لیے محکمہ انٹی کرپشن کو بھجوا سکیں ۔ حکومت کو یقین ہے کہ ان اقدامات سے بدعنوانی کی روک تھام میں بڑی مدد ملے گی ۔ بہرحال ہمیں تسلیم کرنا ہوگا ۔ کہ یہ روگ بہت پرانا ہے ۔ اور اس کے انسداد کے لیے ہمیں مسلسل اور متواتر کوشاں رہنا ہوگا ۔ اس ضمن میں اس معزز ایوان کی طرف سے پیش کی جانے والی ہر مثبت اور قابل عمل تجویز کا خیر مقدم کیا جائے گا ۔ میں یہاں یہ وضاحت بھی کرتا چلوں کہ حکومت میں دیانتداری اور محنتی افراد کی بھی کمی نہیں ہے ۔ ایسے ملازمین کو خوفزدہ ہونے کی قطعاً ضرورت نہیں ۔ حکومت کسی کو بلاجواز ہراساں کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی اور توقع کرتی ہے کہ وہ اپنے اپنے فرائض حسب سابق پورے اعتماد اور تندہی سے سرانجام دیتے رہیں گے ۔

جناب سپیکر ! روزمرہ زندگی کا ایک پہلو جو ہر امیر و غریب کے لئے بڑی اہمیت کا حامل ہے ۔ وہ امن و امان کی صورت حال ہے ۔ آبادی میں اضافے اور جدید ٹیکنالوجی کے آسان حصول کے باعث نہ صرف جرائم کی نوعیت تبدیل ہو رہی ہے بلکہ ان کے ارتکاب میں بھی تیزی آئی ہے ۔ اس رجحان میں اور اضافہ اس وقت ہو جاتا ہے ۔ جب پولیس فورس میں آبادی کے تناسب سے اضافہ نہ ہو رہا ہو اور وہ اپنے فرسودہ ساز و سامان کی وجہ سے جرائم کی موثر روک تھام نہ کر پائے ۔ جب اس حکومت نے اقتدار سنبھالا تو ہمیں یہ دیکھ کر سخت حیرت ہوئی کہ نہ صرف دیہات بلکہ شہروں میں بھی پولیس فورس کے پاس موجودہ وسائل انتہائی ناکافی تھے ۔ جدید ممالک کے مقابلے میں جہاں پولیس کے پاس اپنے رسے وائرلیس اور ریل کا پیٹرننگ ہوتے ہیں ۔ ہماری پولیس ابھی تک انیسویں صدی کے اس دور میں تھی ۔ جو ہمیں نوآبادیاتی نظام سے ورثہ میں ملا تھا ۔ اسی ایوان میں گذشتہ سال بجٹ پر

بحث کے دوران چند ایک ارکان نے مطالبہ کیا تھا کہ دیہی علاقوں میں قائم پولیس اسٹیشنوں کو ٹرانسپورٹ کی سہولت فراہم کی جائے۔ اب وہ زمانہ نہیں جب ایس، ایچ، او گھوڑے پر یا کسی مقامی زمیندار سے مانگے تانگے سواری پر قتل، اغوا اور ڈکیتیوں کی تفتیش کیا کرتا تھا۔ اب تو مجرموں کے پاس نہ صرف تیز رفتار گاڑیاں بلکہ وہ جدید خود کار ہتھیاروں سے بھی لیس ہوتے ہیں۔ اور گروہوں کی صورت میں وارداتیں کرتے ہیں۔

۱۸۔ چنانچہ جناب وزیر اعلیٰ نے جو امور داخلہ کے وزیر بھی ہیں۔ پولیس کی جملہ ضروریات کا فوری اور مکمل جائزہ لینے کا حکم دیا۔ یہ امر باعث تشویش تھا۔ کہ پولیس فورس کی تعداد آبادی کے تناسب سے بہت کم تھی۔ مثالی حالات میں یہ تناسب ۴۰۰ افراد کے لیے ایک پولیس مین ہونا چاہیے۔ جیسا کہ جدید ترقی یافتہ ممالک میں ہے۔ پاکستان کے اندر بھی دیگر تین صوبوں میں یہ تناسب چار سو سے لے کر پونے چھ سو افراد فی پولیس مین تھا۔ اسلام آباد کی خصوصی حیثیت کے پیش نظر وہاں یہ تناسب ایک اور سو سے کم ہے۔ مگر پنجاب میں، جو آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا صوبہ ہے۔ یہ تناسب ایک اور ۹۷۶ کا تھا۔ ان اعداد و شمار سے پتہ چلتا ہے کہ گذشتہ حکومتیں چادر اور چار دیواری کے تحفظ کو یقینی بنانے میں کتنی سنجیدہ تھیں۔ ان ناگفتہ بہ حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس حکومت نے فوری طور پر متعدد اقدامات کیے ہیں۔ جیسا کہ میں ضمنی بجٹ کے موقع پر کی گئی تقریر میں عرض کر چکا ہوں۔ یہ اقدامات گذشتہ چند سالوں سے جاری رہنے والی پالیسی میں انقلابی تبدیلیوں کے مظہر ہیں۔ ان اقدامات کے نتیجے میں ہم نہ صرف اپنی پولیس فورس کو جدید خطوط پر استوار کر سکیں گے۔ بلکہ تربیت کی سہولت میں اضافہ کر کے اس کی کارکردگی کو بھی نمایاں طور پر بہتر بنا سکیں گے۔ سال رواں میں پولیس کے لیے ۱۰۰ کروڑ روپے مختص کئے گئے ہیں۔ جسے بڑھا کر اگلے مالی میں ۱۴۰ کروڑ روپے کر دیا گیا ہے۔ جو ۴۰ فیصد اضافہ کو ظاہر کرتا ہے۔ وسائل میں کسی ایک سال میں دیا گیا یہ سب سے بڑا اضافہ ہے اور اس سے اس اہمیت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ جو حکومت لوگوں کے جان و مال کے تحفظ کو دے رہی ہے۔ اگلے سال پولیس کی نفری میں تقریباً چھ ہزار کا اضافہ کیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم تمام تھانوں میں جن میں دیہاتی تھانے بھی شامل ہیں۔ ٹرانسپورٹ اور وائرلیس کی سہولتیں مہیا کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں ہم نے ٹرانسپورٹ کے لیے ۷۶ء۱ کروڑ روپے اور وائرلیس کے لیے ۷۶ء۲

کروڑوں رکھے ہیں ۔ حکومت پولیس کو جدید ہتھیاروں سے لیس کرنے کا ارادہ بھی رکھتی ہے ۔ میں یہاں یہ گذارش کرتا چلوں کہ پولیس کی کارکردگی کی راہ میں ایک بڑی رکاوٹ پیشہ ورانہ تربیتی سہولتوں کا فقدان تھا۔ چنانچہ ہم آئندہ چند سالوں کے دوران پولیس فورس میں متوقع اضافے کے پیش نظر ان تربیتی سہولتوں کو اگلے مالی سال سے دوگنا کر رہے ہیں ۔

محترم سپیکر ! ٹریفک کا ناقص نظام ہمارا ایک دیرینہ مسئلہ ہے اور اس میں بہتری کے لئے وقتاً فوقتاً آواز بھی اٹھائی جا رہی ہے ۔ شہروں کے اندر اور شاہراہوں پر اس سنگین صورت حال کی اصلاح کی ضرورت بڑی شدت سے محسوس ہوتی ہے ۔ سالہا سال کی غفلت اور عدم توجہی کے باعث صورت حال اس حد تک بگڑ چکی ہے ۔ کہ راتوں رات اس میں بہتری کی توقع نامناسب ہوگی ۔ بہر حال ٹریفک کے نظام کو جدید خطوط پر استوار کرنے کے لئے حکومت مختلف تجاویز کا بغور جائزہ لے رہی ہے ۔ ہمیں امید ہے کہ مستقبل قریب میں اس ضمن میں خصوصی اقدامات کئے جائیں گے ۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس معاملے کو حکومت کی بھرپور توجہ حاصل ہے ۔ چنانچہ اگلے سال کے بجٹ میں ہم ٹریفک پولیس کی تربیتی سہولتوں کو بہتر بنانے کے لئے جدید ساز و سامان کی فراہمی پر زیادہ زور دے رہے ہیں ۔

جناب والا ! میں آج یہاں روایتی بجٹ تقریر کرنے کے لئے حاضر نہیں ہوا اور نہ ہی یہ کوئی روایتی بجٹ ہے ۔ میں نے آج پرانی روایت کو توڑنے کا فیصلہ کیا ہے ۔ جمہوریت کی مکمل بحالی کے بعد موجودہ حکومت کی طرف سے پیش کئے جانے والا یہ پہلا بجٹ ہے ۔ یہ بجٹ ہماری حکومت کی پالیسیوں کا آئینہ دار ہے ۔ یہ ہمارا منشور بھی ہے ۔ اور ہمارے آئندہ مقاصد کا اعلان بھی ۔ میں یہاں آپ کو اعداد و شمار میں الجھانا نہیں چاہتا ۔ نہ ہی یہ مناسب ہے کہ اس موقع پر تمام مجوزہ پروگراموں اور منصوبوں کی تفصیلات بیان کی جائیں معزز اراکین کو جو دستاویزات مہیا کی گئی ہیں ۔ ان میں تمام منصوبوں اور نئی آسامیوں کی تفصیلات بیان کر دی گئی ہیں ۔ اس طرح مزید معلومات کے لیے وہائٹ پیپر میں جاریہ اور ترقیاتی بجٹوں کا ایک جامع تجزیہ پیش کیا گیا ہے

جناب سپیکر ! عام طور پر یہ تاثر پایا جاتا ہے کہ حکومت کے غیر ترقیاتی اخراجات میں سال بہ سال اضافہ ہوتا رہتا ہے ۔ میں اس سلسلے میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ ترقیاتی اور غیر ترقیاتی بجٹ آپس میں لازم و ملزوم ہیں ۔ اور ترقیاتی بجٹ میں اضافہ کے ساتھ غیر ترقیاتی اخراجات میں اضافہ ناگزیر ہو جاتا ہے ۔ اساتذہ کے بغیر سکول اور ڈاکٹروں کے بغیر ہسپتال کیسے کام کر

سکتے ہیں؟ اساتذہ اور ڈاکٹروں کی آسائیوں کے لیئے جاریہ بجٹ میں رقوم مہیا کی جاتی ہیں۔ جبکہ عمارات اور ساز و سامان کی تفریح سالانہ ترقیاتی پروگرام میں دی جاتی ہے۔ میں ان امور کی تفصیل میں جانا نہیں چاہتا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اس معزز ایوان کے اراکین تجربہ کار افراد ہیں۔ اور وہ حکومت اور امور حکومت سے بخوبی آگاہ ہیں۔ یہاں مختلف زیر تکمیل منصوبوں کا انفرادی ذکر بھی مناسب نہیں ہوگا۔ صوبے کے مختلف علاقوں میں ہونے والے ان ترقیاتی کاموں سے متعلق اراکین پہلے ہی پوری طرح آگاہ ہیں۔

جناب والا! - آج میرا مقصد جزئیات میں گئے بغیر موجودہ صورت حال کا جائزہ پیش کرنا ہے۔ اس لیے میں نے فیصلہ کیا ہے کہ آج کی تقریر میں اراکین اسمبلی کے سامنے حکومت کے وسیع ترقیاتی مقاصد اور اس کی حکمت عملی کی تفصیلات پیش کی جائیں۔ میں پہلے عرض کرچکا ہوں کہ موجودہ حکومت نے کبھی کوئی فیصلہ عجلت میں نہیں کیا۔ ہمارے اقدامات کو محض اتفاقیہ قرار نہیں دیا جا سکتا۔ ہم نے کوئی قدم پورے طور پر سوچے سمجھے بغیر نہیں اٹھایا۔ اور نہ ہی تنقیدی جائزہ لئے بغیر کسی فیصلے کو عملی جامہ پہنایا ہے۔ میں یہاں یہ بھی ذکر کرتا چلوں کہ پچھلی حکومتوں کا شیوہ تھا کہ جہاں اہم مالی معاملات درپیش ہوئے انہوں نے عجلت میں فیصلے کر ڈالے جو بعد میں غلط ثابت ہوئے۔ اس کے برعکس مفاد عامہ کے لاتعداد مسائل جوں کے توں رہے۔ ہم نے اس پالیسی پر نظر ثانی کرتے ہوئے بڑے غور و فکر کے بعد نہ صرف مسائل کے حل دریافت کئے ہیں۔ بلکہ انہیں عملی جامہ بھی پہنایا۔

جناب والا! اب میں مالی سال ۸۷-۱۹۸۶ کے بجٹ کے سائز کا ذکر کرنا چاہوں گا۔ آپ کو یاد ہوگا کہ پچھلے سال کا بجٹ ۲۱ ارب ۱ کروڑ چار لاکھ روپے (۲۱۰۱.۰۴) پر مشتمل تھا جس میں سالانہ ترقیاتی پروگرام کے لئے پانچ ارب ۷۶ کروڑ ۸۰ لاکھ روپے کی رقم مختص تھی۔ اگلے مالی سال کے لیے ۲۶ ارب ۹۰ کروڑ ۴۸ لاکھ روپے کا ریکارڈ بجٹ پیش کیا جا رہا ہے جو کہ پچھلے سال کے مقابلے میں ۲۸ فیصد زیادہ ہے۔ اس میں ۲۰ ارب ۲ کروڑ ۴۸ لاکھ روپے کا رواں بجٹ اور ۶ ارب ۸۷ کروڑ روپے کا سالانہ ترقیاتی پروگرام شامل ہیں۔

جناب سپیکر! بجٹ پیش کرتے وقت ہر بجٹ کو سب سے بڑا بجٹ قرار دیا جاتا ہے ماضی میں اگر بجٹ ۱۰ سے ۱۵ فیصد اضافہ ہوا تو افراط زر بھی کچھ اسی شرح سے بڑھتی رہی ہے۔ انشاء اللہ اگلے مالی سال میں ایسی صورت حال پیدا نہیں ہوگی۔ جیسا کہ میں اس کی وضاحت آگے

حل کر کروں گا۔ امسال افراط زر کی شرح متوقع ۶ فیصد سے کم رہنے کا امکان ہے۔ ہمارے بجٹ میں اضافہ ۲۸ فیصد کا ہے۔ اگر افراط زر کی متوقع شرح کو اس سے منہا کیا جائے تو حقیقی اضافہ ۲۵۔۲۴ فیصد بن جاتا ہے۔

محترم سپیکر! یہ امر حکومت کے لئے کافی حد تک باعث اطمینان ہے کہ اس نے حقیقی معنوں میں اتنا بڑا بجٹ پیش کیا ہے۔ بجٹ کے اس سائز کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ حکومت جاری منصوبوں کو متاثر کئے بغیر اپنی حکمت عملی کو نیا رُخ دینا چاہتی تھی۔

جناب والا! بجٹ میں مجموعی طور پر اولین ترجیح تعلیم کے شعبے کو دی جا رہی ہے۔ جس کے لیے کل بجٹ کا ۲۱٫۶۳ فیصد مختص کیا گیا ہے۔ ۵ ارب ۸۱ کروڑ ۹۸ لاکھ روپے کی خطیر رقم اس شعبہ میں خرچ کی جائے گی جس میں ۴ ارب ۸۰ کروڑ روپے رواں بجٹ کے لیے اور ۱ ارب ۲ کروڑ روپے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے لئے ہوں گے۔ یہ پچھلے سال کے مقابلے میں ایک ارب ۳۵ کروڑ روپے زیادہ ہیں۔ تعلیم کے بعد سب سے زیادہ رقم یعنی ۹۰۷۸ فی صد صحت کے لیے، ۶٫۵۴ فی صد زراعت کے لیے ۹۵ء۵ فیصد آبپاشی کے لیے اور ۷٫۸۵ فی صد ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ کے لیے مختص کی گئی ہے۔ صحت کے شعبہ میں سال رواں کی نسبت ۷۰ کروڑ روپے اور آبپاشی کے شعبہ میں ۲۲ کروڑ روپے کا اضافہ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر! یہ امر معزز اراکین اسمبلی کے لیے باعث اطمینان ہوگا کہ عمومی انتظامیہ کے لیے مجموعی بجٹ کا صرف ۲۰۰۸ فیصد حصہ مختص کیا گیا ہے۔ حالانکہ صوبائی اسمبلی وزراء صاحبان اور مشیروں پر اٹھنے والے اخراجات بھی اسی میں شامل ہیں۔ البتہ جیسا کہ میں تفصیلاً بیان کر چکا ہوں۔ پولیس کے لئے سال رواں کی مختص کردہ رقم جو موجودہ بجٹ کا ۱۴٫۸ فیصد ہے۔ بڑھ کر اگلے مالی سال میں مجموعی بجٹ کا ۲۳٫۵ فیصد ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! بظاہر بجٹ کا ایک باعث تشویش پہلو ۴ ارب ۲۹ کروڑ ۹۳ لاکھ روپے کی وہ رقم ہو سکتی ہے۔ جو قرضوں کی ادائیگی کے لیے مختص کی گئی ہے۔ یہ رقم جو مجموعی بجٹ کا ۱۵٫۹۸ فیصد ہے۔ ۱۹۷۰ سے لے کر اب تک وفاقی حکومت اور دوسرے اداروں سے حاصل کردہ قرضہ جات کے منافع کی ادائیگی پر صرف ہو گی۔

جناب سپیکر! اگرچہ ہم وعدہ خلافی کے قائل نہیں لیکن اس بات کا بھی کوئی جواز نہیں کہ وفاقی حکومت ایک ہاتھ سے تو ہمیں امدادی رقوم دے اور دوسرے ہاتھ سے لے لے۔ ۱۹۷۹

کے قومی مالیاتی کمیشن کے سامنے صوبائی حکومت نے یہ تجویز پیش کی تھی کہ گذشتہ تمام قرضہ جات قلم زد کر دیئے جائیں۔ اصل میں یہ رقوم زیادہ تر سالانہ ترقیاتی پروگرام کے ان مختلف منصوبوں پر خرچ کی جاتی ہیں۔ جہاں سے صوبائی حکومت کو اضافی وسائل کی فراہمی کا کوئی امکان نہیں ہوتا جیسا کہ بعد میں وضاحت کروں گا۔ ۱۹۷۹ کے مالیاتی کمیشن کی رپورٹ پر کسی ایوارڈ کا اعلان نہ ہو سکا۔ ہم انشاء اللہ اس سلسلے کو ۱۹۸۵ والے کمیشن کے سامنے پیش کریں گے۔

جناب والا! صوبے کے لیے وسائل کی بہم رسانی کا انحصار ۱۹۷۵ کے کمیشن ایوارڈ اور فنانس کمیشن ۱۹۷۵ کی تشکیل اور اس کے متوقع ایوارڈ پر ہے۔ میں اسکے متعلق اپنی معروضات بعد میں پیش کروں گا۔ ۸۷-۱۹۸۶ کا بجٹ بناتے وقت ہمارا سب سے بڑا مسئلہ اخراجات کو پورا کرنے کے لیے وسائل کی فراہمی تھا۔ ۸۶-۱۹۸۵ کے رواں بجٹ کے لیے وسائل میں کمی کو پورا کرنے کے لئے وفاقی حکومت نے ۴ ارب ۲ کروڑ ۹۲ لاکھ روپے کی گرانٹ مختص کی تھی۔ جیسا کہ میں نے پچھلے ہفتے اضافی بجٹ پیش کرتے وقت عرض کیا تھا۔ نظرثانی شدہ بجٹ میں یہ گرانٹ بڑھ کر ۵ ارب ۴۹ کروڑ روپے ہو گئی۔ اگلے مالی سال کے لئے ہمارے مجموعی وسائل ۱۱ ارب ۶۹ کروڑ ۹۶ لاکھ روپے کے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے وسائل میں ۸ ارب ۳۳ کروڑ ۶۲ لاکھ روپے کی کمی ہے۔ اس کمی کو ۷ ارب ۷ کروڑ ۲۸ لاکھ روپے کی وفاقی گرانٹ اور ۱ ارب ۱۴ کروڑ ۳۴ لاکھ روپے کی اضافی گرانٹ سے پورا کیا جا رہا ہے۔ حساب داری کے نقطہ نظر سے کمی کو پورا کرنے کے لئے اس گرانٹ کو دو حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔ شعبہ تعلیم کے لیے گرانٹ اور وفاقی حکومت کے گذشتہ سال کے فیصلے کے مطابق کمی کو پورا کرنے کے لیے گرانٹ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ اگلے مالی سال کا ترقیاتی پروگرام ۶ ارب ۷ ۸ کروڑ روپے کا ہے۔ اس کے لئے ۶ ارب ۲ ۵ کروڑ ۱۳ لاکھ روپے کی رقم وفاقی حکومت سے دستیاب ہو گی۔ جبکہ ۸ کروڑ روپے صوبائی ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ سے حاصل ہونگے۔ اس طرح ۲۹ کروڑ ۸۷ لاکھ روپے کی رقم اخراجات میں متوقع کمی سے پوری ہو جائیگی۔ اخراجات میں متوقع کمی کا تناسب جو ۱۹ء ۲ فیصد ہے۔ سال رواں کے مقابلے میں تقریباً نصف ہے۔ اخراجات میں متوقع کمی کی تخفیف ہم نے اپنی

زیادہ سے زیادہ خرچ کرنے کی استعداد کے پیش نظر اور اپنے Reserves پر کم سے کم بوجھ ڈالنے کی نیت سے کی ہے۔ میں یہاں یہ وضاحت کرنا چاہوں گا۔ کہ جہاں ہمارے ترقیاتی پروگرام کے اخراجات میں متوقع کمی کی شرح نسبتاً کم ہے۔ وہاں ہمارا رواں بجٹ بالکل نپا تلا اور متوازن ہے۔

جناب سپیکر! حکومت کو بیروزگاری اور خاص طور پر تعلیم یافتہ بیروزگار افراد کو روزگار کی فراہمی کے مسئلے کا بخوبی احساس ہے۔ اور ہم اس امر پر پختہ یقین رکھتے ہیں کہ نوجوان ڈاکٹروں، انجینئروں، سائنس دانوں اور دوسرے تعلیم یافتہ افراد کو ملازمتیں مہیا کرنے کے لئے سرکاری شعبہ کی مناسب وسعت وقت کی اہم ضرورت ہے۔ میں یہاں یہ ذکر کرتا چلوں کہ ابھی تک حکومت کے پاس بیروزگار اور اپنی صلاحیتوں سے کم تر روزگار کے حامل افراد کے صحیح اعداد و شمار نہیں ہیں۔ بہر حال یہ بات یقینی ہے کہ پچھلے سال کے دوران تعلیم یافتہ بیروزگار افراد کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے جن میں پرائمری پاس سے لے کر گریجوایٹس تک شامل ہیں۔

اس مسئلے کی سنگینی کے پیش نظر اگلے مالی سال کے دوران حکومت انقلابی اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ بیروزگار افراد کو روزگار کی فراہمی کے سلسلے میں اگلے مالی سال کے دوران ۴۰،۳۰۰ نئی آسامیاں وضع کی جائیں گی۔ جو پچھلے تین سالوں کی اوسط یعنی ۲۸۰۰۰ سے ۴۰ فیصد زیادہ ہیں۔ شعبہ تعلیم میں ۱۰۵۹۸ آسامیاں پرائمری ۸۰۶۲ ثانوی اور ۴۱۳ کالج کے اساتذہ کے لئے وضع کی جائیں گی۔ مجموعی آسامیوں کا ۷۷ فیصد شعبہ تعلیم کے حصہ میں آئے گا۔ جبکہ بقیہ آسامیاں زیادہ تر صحت یعنی (۲۵۰۰) اور پولیس یعنی (۶۲۰۰) کے محکموں کے لئے ہوں گی یہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ صحت کے شعبہ میں ۹۰۰ ڈاکٹرز اور ۱۹۰ نرسوں کی آسامیاں شامل ہیں۔ روزگار کے یہ نئے مواقع حکومت پنجاب کے ملازمین کی موجودہ تعداد کا تقریباً ۷ فیصد بنتے ہیں۔ اور اس طرح ہم یہ امید رکھتے ہیں کہ یہ اضافہ ہماری مجموعی ملکی پیداوار (G.D.P.) میں اضافے کی شرح کے عین مطابق ہو گا۔

محترم سپیکر! یہاں میں پچھلے چند ماہ میں تیل کی بین الاقوامی قیمتوں میں ڈرامائی

تبدیلی کے متعلق بھی مختصراً عرض کروں گا۔ پچھلی دہائی کے دوران بین الاقوامی اقتصادیات میں شاید یہ سب سے اہم واقعہ ہے اس کا ہمارے ملک کی معاشی ترقی اور واجبات کی ادائیگی پر جو اثر پڑے گا۔ یقیناً وفاقی وزیر خزانہ اپنی بجٹ تقریر میں اس پر روشنی ڈالیں گے میں پنجاب میں روزگار کی صورت حال پر اس کے مسکنہ اثرات کے بارے میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔ تیل کی بین الاقوامی قیمت میں کمی کے باعث صنعتی ممالک کی اندرون ملک اشیائے صرف کی طلب میں غیر معمولی اضافے کا امکان ہے۔ لہٰذا عین ممکن ہے کہ پاکستان کے صنعت کاروں اور برآمد کنندگان کے لیے اپنے مال کی بیرون ملک کھپت کے بہتر مواقع پیدا ہو جائیں۔ حکومت کے ایما پر میں اپنے صنعت کار اور ان بھن بھائیوں سے جو فیکٹریوں میں کام کرتے ہیں۔ یہ اپیل کروں گا کہ وہ اس سنہری موقع سے بھرپور فائدہ اٹھائیں اور نہ صرف پیداوار میں اضافہ کریں بلکہ اپنی مصنوعات کا معیار بھی بہتر بنائیں تاکہ ہماری برآمدات میں خاطر خواہ اضافہ ہو۔

جناب والا! آپ کو یاد ہوگا کہ ۱۹۷۰ کی دہائی میں تیل کی قیمتوں میں یک لخت اضافہ ہمارے لئے زیادہ تر مشکلات کا سبب نہ بنا کیونکہ وہ قیمتی زرمبادلہ جو ہمارے بھائیوں نے تیل پیدا کرنے والے ممالک سے کمایا ہمارے لئے بہترین سرمایہ ثابت ہوا پنجاب کو اس طرح اب بھی صورت حال کا جرأت اور بہرمندی سے مقابلہ کرنا چاہیے۔ میں اس معزز ایوان اور صنعت کار حضرات کو یقین دلاتا ہوں کہ حکومت اس سلسلے میں تمام سہولیات بہم پہنچائے گی۔ تیل کی قیمتوں میں کمی نے ہمیں ایک ایسا موقع فراہم کیا ہے جس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہمیں نہ صرف اپنے وسائل میں خاطر خواہ اضافہ کرنا چاہیے۔ بلکہ ان کے بھرپور استعمال سے مقدور بھر فائدہ بھی اٹھانا چاہیے۔

جناب سپیکر! ہمارے کاشتکاروں کو درپیش سنگین ترین مسئلہ سیم اور تھور کا ہے۔ پنجاب میں اس مسئلے کی شدت کا ایک بڑا سبب یہاں کا قدیم ترین نہری نظام ہے۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں ماضی میں اس مسئلہ کے حل کے لئے کئے جانے والے کام کی رفتار خاصی سست رہی ہے۔ ماضی میں صوبائی حکومتیں اور اس ضمن میں خود کو غیر موثر سمجھتی رہی ہیں۔ کیونکہ یہ کام واپڈا کے ذمے ہے۔ اور اس مقصد کے لیے سرمایہ بھی وفاقی حکومت سے ملتا ہے۔ زرعی پیداوار میں اضافہ موجودہ حکومت کی اوّلین ترجیحات میں سے ایک ہے۔

لہٰذا ہم نے واپڈا اور وفاقی حکومت دونوں سے اس سلسلہ میں نتیجہ خیز مذاکرات کئے ہیں۔ اور ہمیں توقع ہے کہ آئندہ سال کے سالانہ ترقیاتی پروگرام میں وفاقی حکومت کی طرف سے صوبے کو سیم اور تھور کے سدِباب کے لئے تقریباً ۰۰۔ ا کروڑ روپے کی رقم مہیا کی جائے گی۔ یہ ۰۰۔ ا کروڑ روپے صوبے کے سالانہ ترقیاتی پروگرام کے علاوہ ہونگے اس میں سے ۴۰ کروڑ روپے سے زائد رقم پنجند عباسیہ پروجیکٹ پر صرف کی جائے گی۔ علاوہ ازیں ضلع فیصل آباد میں لوئر رچنا پراجیکٹ کے لیے تقریباً ۲۰ کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ یہاں اس امر کا تذکرہ بھی ضروری ہے کہ اگلے سال وفاقی ترقیاتی پروگرام کے تحت پنجاب میں غیر ملکی امداد پر مبنی نہروں کی بحالی اور اصلاح آبپاشی کے دو منصوبوں پر ۳ کروڑ روپے صرف کئے جائیں گے۔ ان منصوبوں پر اخراجات کے لیے حکومت پنجاب نے اپنے حصے کے طور پر آئندہ ترقیاتی پروگرام میں ۸ کروڑ روپے مختص کئے ہیں۔

جناب سپیکر! آج میں نے اپنی تقریر میں بار باران ۷۰ فیصد عوام کا تذکرہ کیا ہے جو دیہی علاقوں میں رہتے ہیں۔ اور جو براہ راست یا بالواسطہ زراعت سے اپنی روزی حاصل کرتے ہیں۔ موجودہ حکومت اس امر کو یقینی بنانا چاہتی ہے کہ دیہی عوام بھی سرکاری سرمایہ کاری کے ثمرات سے بہرہ ور ہو سکیں۔ ہمیں بہرصورت ایسا کرنا ہوگا۔ صرف اس لئے نہیں کہ وہ اکثریت میں ہیں۔ نہ صرف اسلئے کہ انہیں ماضی میں نظر انداز کیا گیا ہے بلکہ اس لئے بھی کہ پنجاب کی دیہی معیشت میں فروغ کے لئے بے پناہ امکانات موجود ہیں تاہم میں یہ عرض کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ موجودہ حکومت کی زراعت اور دیہی علاقوں میں غیر معمولی دلچسپی سے یہ نتیجہ نہ اخذ کیا جائے کہ وہ شہری علاقوں کی ضروریات سے بے خبر ہے۔ آبادی کے بڑھتے ہوئے انتقال نے شہروں میں بے شمار رہائشی اور دیگر مسائل پیدا کر دیے ہیں۔ سڑکیں اور گلیاں ناگفتہ بہ حالت میں ہیں اور آب رسانی اور نکاسی آب کی سہولتیں بڑھتی ہوئی شہری ضروریات کے مقابلے میں کلیتاً ناکافی ہیں۔ بنابریں ضرورت اس امر کی ہے کہ شہری علاقوں کی ضروریات پر بھی توجہ دی جائے۔

جناب سپیکر : میں سمجھتا ہوں کہ بلدیاتی اداروں میں اپنے ذرائع پر انحصار کی پوری استعداد موجود ہے۔ اور ان اداروں کے لئے بلا جواز خطیر امدادی رقم کی فراہمی انہیں غیر متحرک بنا دینے کے مترادف ہے۔ موجودہ حکومت نے اس مسئلہ کے بغور مطالعہ کے بعد اس روایت کو ترک کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ تاہم ہمیں اس امر کا پوری طرح احساس ہے کہ بڑے بلدیاتی اداروں کی ترقیاتی سرگرمیوں کی حوصلہ افزائی بھی ناگزیر ہے۔ چنانچہ محکمہ بلدیات نے اس مقصد کے لئے بلدیاتی اداروں کے قرضہ جاتی فنڈ کو فعال بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔

جناب والا! جیسا کہ بعض اراکین کے علم میں ہوگا کہ یہ فنڈ تقریباً دس سال پیشتر قائم کیا گیا تھا۔ اور اس کا مقصد لوکل کونسلوں کو نفع بخش منصوبوں کے اجراء کے لئے آسان شرائط پر قرضے مہیا کرنا تھا۔ اس فنڈ کے قیام کے بعد بلدیاتی اداروں کو فنڈ کے مقاصد سے آگاہ کرنے لئے بہت کم کوشش کی گئی۔

جناب سپیکر! میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس سال آٹھ بلدیاتی اداروں کی سکیموں کے لئے ۷۷ء۷ کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے۔ ان سکیموں میں لاہور میونسپل کارپوریشن کی ۴ کروڑ روپے، گوجرانوالہ میونسپل کارپوریشن کی ۲ کروڑ روپے اور خوشاب جہلم، گوجرخان، گجرات، فتح جنگ اور حسن ابدال کی میونسپل کمیٹوں کی ۵۰ء۱ کروڑ روپے سے زائد کی سکیمیں شامل ہیں۔ ۸۷-۱۹۸۶ کے لئے ہم بجٹ میں اس غرض سے ۱ کروڑ روپے کی اضافی رقم مختص کر رہے ہیں۔ تاکہ فنڈ میں پہلے سے موجود مختص شدہ رقم سے صوبہ بھر کے بلدیاتی اداروں میں ۷ کروڑ روپے تقسیم کئے جا سکیں۔ ہمیں امید ہے کہ یہ ادارے خصوصاً شہری علاقوں کی کونسلیں ترقیاتی منصوبوں کے اس فنڈ سے بھرپور استفادہ کریں گے۔

جناب سپیکر! جیسا کہ معزز اراکین جانتے ہیں۔ پنجاب کے تین سب سے بڑے شہروں یعنی لاہور، فیصل آباد اور ملتان میں شہری ترقی میں ہاتھ بٹانے کے لئے ترقیاتی

ادارے قائم ہیں۔ ان اداروں کے لئے آئندہ سالانہ ترقیاتی پروگرام میں ۵۶،۸۳ کروڑ روپے مختص کئے جا رہے ہیں۔ ان میں سے ۴۰ کروڑ روپے صرف فیصل آباد میں فراہمی و نکاسی آب کے منصوبے پر صرف کئے جائیں گے۔

جناب والا! یہ منصوبہ کئی برسوں سے زیر التوا چلا آ رہا تھا۔ اب ہم اس کی تکمیل میں حائل تمام رکاوٹوں کو دُور کرنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اور ہمیں یقین ہے کہ ہم انشاء اللہ آئندہ دو برسوں کے دوران یہ منصوبہ مکمل کر لیں گے۔ اس منصوبے پر کل لاگت کا تخمینہ ۱۵۰ کروڑ روپے سے زائد ہے۔ فراہمی آب کے اس منصوبے پر اخراجات میں اضافے کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ پینے کا پانی شہر سے تقریباً دس میل دور سے پمپ کر کے لانا پڑے گا۔ عوام کے لئے پینے کے صاف پانی اور نکاسی آب کی جدید سہولتوں کی فراہمی موجودہ حکومت کی اولین ترجیحات میں سے ایک ہے۔ فیصل آباد کے اس منصوبہ کی تکمیل کے بعد حکومت پنجاب کے دوسرے بڑے شہروں میں بھی ایسی ہی اسکیموں پر عمل درآمد کا ارادہ رکھتی ہے۔

محترم سپیکر! اراکین اسمبلی بخوبی آگاہ ہیں کہ سرکاری میزانیوں کی اہمیت اس امر میں مضمر ہے کہ سرکاری شعبہ کی سرمایہ کاری معاشی ترقی کی صورت گری اور رفتار کے تعین میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اقتصادی صورت حال اور قیمتوں میں رد و بدل کا انحصار بڑی حد تک بجٹ میں اعلان شدہ معاشی اور مالیاتی پالیسیوں پر ہوتا ہے۔ یہ امر اپنی جگہ درست ہے کہ بین الاقوامی اقتصادی صورت حال اور ملک کے اندر نجی شعبے کا رویہ بھی کم اہمیت کا حامل نہیں۔ تاہم کسی حد تک ان دونوں عوامل کا کردار بجٹ میں اعلان شدہ سرکاری پالیسیوں کا پابند ہوتا ہے۔ ہماری معیشت میں بنیادی کردار وفاقی بجٹ اور اس کے بعد صوبائی بجٹ ادا کرتے ہیں۔ لہٰذا بجٹ میں اعلان شدہ پالیسیوں کی کامیابی یا ناکامی کا اندازہ ملک بھر اور خصوصاً صوبوں میں معاشی صورت حال کے مختلف مظاہر میں تبدیلیوں سے لگایا جا سکتا ہے۔

جناب والا! وفاقی وزیر خزانہ چند ہی روز بعد اپنی بجٹ تقریر میں قومی معیشت کی صورت حال پر تفصیلاً اظہار خیال فرمائیں گے۔ لہٰذا میں اس موقع پر اس سلسلہ میں کچھ عرض کرنا نہیں چاہتا۔ تاہم ابتدائی کوائف سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہماری معیشت

کی کارکردگی تسلی بخش رہی ہے۔ اور ہمیں توقع ہے کہ ہم مجموعی قومی پیداوار میں ۶،۵ فیصد کا اپنا قومی ہدف باآسانی حاصل کر لیں گے۔ اور افراطِ زر کی شرح چھ فی صد سے بھی کچھ کم رہے گی۔ اس عمل میں اور خصوصاً زرعی شعبے کی ترقی میں پنجاب نے نمایاں کردار ادا کیا ہے۔ اس ضمن میں کپاس کی پیداوار سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہے جس میں ۸۶-۱۹۸۵ کے دوران ۲۵ فی صد اضافہ ہوا ہے۔ ۸۵-۱۹۸۴ میں بھی پنجاب نے ۴۴،۵ لاکھ کے مقررہ ہدف کے مقابل ۵۶ لاکھ گانٹھ (Bales) روئی پیدا کی۔ آج جب میں آپ سے مخاطب ہوں اس وقت پنجاب میں گندم کی کٹائی اور گہائی جاری ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالٰے کے فضل و کرم سے ہم اس دفعہ گندم کی ریکارڈ فصل حاصل کریں گے۔ ہمارا اندازہ ہے کہ ۹۵،۴۴ لاکھ ٹن کے ہدف کے مقابل ہماری اس سال کی پیداوار ایک کروڑ ٹن سے زیادہ ہوگی جبکہ پچھلے سال ہماری پیداوار ۸۲،۱۵ لاکھ ٹن تھی۔ تاہم اس دفعہ گنے اور چاول کی فصل ہماری توقعات کے مطابق نہیں ہوئی۔ حکومت پنجاب نے پیداوار میں اس کمی کے اسباب کا جائزہ لیا ہے۔ اور ہم نے وفاقی حکومت سے سفارشات کی ہیں۔ کہ ان دو اہم فصلوں سے متعلق پالیسی میں مناسب تبدیلیاں لائی جائیں۔

جناب والا: ہماری کچھ سفارشات پر عملدرآمد کرتے ہوئے وفاقی حکومت نے پچھلے ہفتے ہی اپنی چاول کی سرکاری خرید کی پالیسی اور اس ضمن میں باسمتی چاول کی قیمت میں تبدیلیاں کرنے کا اعلان کیا ہے۔

پنجاب میں صنعتی پیداوار میں بھی خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔ جولائی ۱۹۸۵ سے مارچ ۱۹۸۶ کے درمیانی عرصہ میں صنعتی پیداوار میں گذشتہ سال کے اسی عرصہ کی نسبت ۴،۴ فیصد اضافہ ہوا ہے۔ اس ضمن میں مختلف مصنوعات کی پیداوار میں اضافے کی شرح کچھ اس طرح رہی ہے۔ پٹرولیم کی مصنوعات ۷،۳ فیصد کاسٹک سوڈا ۴،۲۹ فیصد، کاٹن جننگ ۲۶،۹ فیصد، کاغذ و گتہ ۳۰ فیصد۔ اس عرصہ میں شکر سازی کی پیداوار میں تقریباً ۳،۷ فیصد کمی واقع ہوئی۔ جس کا سبب گنے کی کم پیداوار تھی۔ جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ کہ حکومت اس مسئلہ کا نہایت سنجیدگی سے جائزہ لے رہی ہے۔

جناب سپیکر! اب میں نیشنل فنانس کمیشن کے امور کے بارے میں اس

معزز ایوان کو اعتماد میں لینا چاہتا ہوں ۔ یہ کمیشن آئین کے آرٹیکل نمبر ۱۶۰ کے تحت ہر پانچ سال کے بعد قائم کیا جاتا ہے ۔ اس قسم کا ایک کمیشن ۱۹۷۴ میں قائم کیا گیا تھا ۔ اور اس کی متفقہ سفارشات کی روشنی میں ۱۹۷۵ کا ایوارڈ دیا گیا تھا ۔ وہ ایوارڈ ابھی تک نافذ العمل ہے ۔ کیونکہ ۱۹۷۹ کے فنانس کمیشن نے اپنا کوئی ایوارڈ نہیں دیا تھا ۔ ۲۵ جولائی ۱۹۸۵ کو نئے فنانس کمیشن کے قیام کا اعلان کیا گیا ۔ جس کی ابھی تک ایک میٹنگ ہو سکی ہے ۔ توقع ہے کہ کمیشن اگلے مالی سال میں اپنی سفارشات کو حتمی شکل دے سکے گا ۔

محترم سپیکر ! ہر پانچ سال بعد فنانس کمیشن قائم کرنے کا مقصد آئین کے تحت قابل تقسیم ٹیکسوں کی مروجہ حصہ بندی کا از سر نو جائزہ لینا ہوتا ہے ۔ ان ٹیکسوں کی تفصیل آرٹیکل ۱۶۰ کی ذیلی دفعہ تین میں درج ہے ۔ ۱۹۳۷ کے نیمر ایوارڈ سے لیکر اب تک طریق کار یہی رہا ہے ۔ کہ صوبوں کے حصے میں بتدریج اضافہ کیا جائے اس کی دو بنیادی وجوہات ہیں ۔ پہلی وجہ یہ ہے کہ صوبائی محاصل کا ڈھانچہ اس قسم کا ہوتا ہے ۔ کہ اس میں لچک بہت کم ہوتی ہے ۔ ۱۹۷۰ کی دہائی کے دوران معیشت میں افراط زر کے شدید رجحانات کے باوجود یہ محاصل اوسطاً ۵ سے ۱۰ فیصد سالانہ سے زیادہ بڑھ نہیں پائے ۔ دوسری اور زیادہ اہم وجہ یہ ہے کہ گذشتہ پچاس سال کے اندر صوبائی حکومتوں کے اخراجات اور ان کی نوعیت بہت حد تک بدل گئی ہے بعض اوقات ایسے حلقوں کی طرف سے جنہیں صورت حال کا صحیح ادراک نہیں ہوتا ، یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ صوبائی حکومتوں کے اخراجات وسائل کے ضیاع اور ناکافی مالیاتی کنٹرول کی وجہ سے بڑھتے جا رہے ہیں ۔ میں اس معزز ایوان کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اس اعتراض کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ۔ حکومت اس امر کو یقینی بنائے گی کہ ٹیکس دہندگان سے حاصل ہونے والی پائی پائی نہایت احتیاط سے خرچ کی جائے ۔

جناب والا ۔ میں گذشتہ پچاس سال کے دوران صوبائی اخراجات کے بڑھتے ہوئے حجم اور بدلتی ہوئی نوعیت کا ذکر کر رہا تھا ۔ اس کا بنیادی سبب ہمارے وہ بدلتے ہوئے نصب العین تھے ۔ جو ایک نو آبادیاتی نظام سے جمہوری مملکت کی طرف ہمارے سفر کے لیے لازم تھے ۔ ۱۹۴۷ کے بعد سے ہمارا مقصد کسی سامراجی

حکومت کے لیئے روپیہ مہیا کرنا نہیں رہا بلکہ اپنے شہریوں کو بہتر تعلیم اور دیگر وسائل کی فراہمی رہا ہے ۔ اسی طرح ہمارا مقصد ایسی بنیادی معاشرتی سہولتیں فراہم کرنا بھی تھا جس کی مدد سے ہم اپنے لوگوں کے معیار زندگی کو بلند تر کر سکیں ۔ بنیادی مقاصد میں اس تبدیلی کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے اخراجات میں اب ۲۵ سے ۳۰ فیصد سالانہ کی شرح سے اضافہ ہونا شروع ہو گیا ہے ۔ اس پس منظر میں فنانس کمیشن کا ایک بڑا مقصد ہر پانچ سال بعد صوبائی محاصل اور اخراجات کا از سر نو جائزہ لینا ہوتا ہے ۔ تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ تعلیم، صحت اور اسی طرح کے دیگر فروغ پذیر شعبوں کی ضروریات پورا کرنے کے لیئے صوبوں کو اپنے بجٹ میں کتنے مزید وسائل کی ضرورت ہے ۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا یہ ضروریات پولیس سے لے کر انجینئرنگ کے محکموں تک پر محیط ہو سکتی ہیں

جناب سپیکر! ہم ان توقعات سے پوری طرح آگاہ ہیں جو اہل پنجاب نے ہم سے وابستہ کر رکھی ہیں ۔ اور ہم اس بات سے بھی آگاہ ہیں کہ اگر ہمیں اپنے کسان اور مزدور بھائیوں، شہریوں اور طالب علموں کی ضروریات کو پورا کرنا ہے تو اس بھاری ذمہ داری سے کس طرح عہدہ برآمد ہونا ہوگا ۔ اور اس کے لیئے کتنے وسائل کی ضرورت ہوگی ۔

اس لئے ہم قومی مالیاتی کمیشن کو بھیجی جانے والی یادداشت میں اس امر کو یقینی بنائیں گے کہ نہ صرف اگلے پانچ سال کے لیئے صوبے کی ضروریات اور مالی مشکلات کا مکمل خاکہ پیش کیا جائے بلکہ ان ضروریات کو پورا کرنے کے لیئے کمیشن مطلوبہ وسائل بھی مہیا کرے ۔ وسائل کے اس اعلان کے بعد ہم یہ چاہیں گے کہ ہم اپنی مرضی سے صوبائی ترجیحات خود اپنے حالات اور خواہشات کے عین مطابق وضع کریں اور اپنی یہ ذمہ داریاں اس تقسیم اختیارات کے مطابق نبھائیں ۔ جو آئین میں وفاق اور صوبوں کے لئے متعین کی گئی ہیں ۔

محترم سپیکر! میں نے یہ معروضات اصل موضوع سے ہٹ کر اس لئے کی ہیں ۔ کہ مالی وسائل کی فراہمی میرے نزدیک صوبے کے لئے بنیادی اہمیت کی حامل ہے ۔ جیسا کہ میں پہلے عرض کر چکا ہوں ۔ فی الحال یہ وسائل ہماری ضروریات کے لیئے ناکافی ہیں ۔ جب ہم پنجاب کے لئے اضافی وسائل کی بات کرتے ہیں تو یہ ہمارا حق بھی

ہماری ضروریات بھی اور ہمارے ان وسائل کو بہتر طریقے سے استعمال کرنے کی استعداد اور صلاحیت کا تقاضا بھی اور ہمارے اس حق کی ضمانت ہمیں آئین نے عطا کی ہے۔

جناب والا! جیسا کہ میں عرض کر چکا ہوں کہ ایک آزاد معیشت میں جس طرح کہ ہماری حکومت اور سرکاری شعبے کا کردار تصویر کا صرف ایک رُخ ہے۔ جبکہ دوسرا اور اتنا ہی اہم پہلو نجی شعبہ کی شرکت ہے۔ حکومت کے اندر جیسا کہ ایک جمہوری نظام کا تقاضا ہے فرد کی کارکردگی کے معیار کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ وہ اپنے روزمرہ فرائض کتنی لگن، تندہی اور جذبے کی سچائی کیسا تھ سرانجام دیتا ہے۔

جناب والا! میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ حکومت تعلیم اور صحت عامہ جیسے شعبوں کے لئے چاہے کتنی ہی رقوم مہیا کرے ان شعبوں کی خدمات کا معیار بڑی حد تک اس بات پر منحصر ہوگا کہ سکولوں کالجوں اور ہسپتالوں میں کام کرنے والے اساتذہ، ڈاکٹر، اور طب سے منسلک عملہ کتنی لگن اور دل جمعی سے اپنے فرائض ادا کرتا ہے۔

میں یہاں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا کہ ان کلیدی شعبوں میں مہیا کردہ سرکاری سہولیات اس وقت تک ناکافی ثابت ہوں گی۔ جب تک نجی شعبہ بھی اس سلسلے میں اپنا کردار بھرپور طریقے سے ادا نہیں کرے گا۔

جناب سپیکر! میں نے اپنی آج کی تقریر میں تفصیلاً عرض کیا ہے کہ حکومت تعلیم اور صحت کے شعبوں کو کتنی اہمیت دیتی ہے۔ اور میں یہ امید کرنے میں حق بجانب ہوں گا کہ ہمارے اساتذہ کرام اور ڈاکٹر صاحبان بھی اپنے حسن کارکردگی سے ان توقعات پر پورا اتریں گے جو کہ ان کے پیشے سے وابستہ اعلیٰ روایات کے پیش نظر ان سے بجا طور پر کی جا سکتی ہیں۔

جناب سپیکر! ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ پاکستان کا واحد نوبل انعام یافتہ، سائنس دان پنجاب ہی کے نظام تعلیم کی پیداوار تھا ہمیں ان بہت سے ممتاز دانشوروں ڈاکٹروں اور انجینئروں پر بھی فخر ہے جو ہمارے ان ہی

تعلیمی اداروں کے فارغ التحصیل ہیں۔ میں حکومت کی طرف سے اساتذہ کرام سے یہ اپیل کروں گا کہ وہ اپنے جلیل القدر پیش روؤں کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے اپنے فرائض سچی لگن اور مکمل وابستگی کے ساتھ ادا کریں اور ہماری آئندہ نسلوں کو زیورِ تعلیم سے اس طرح آراستہ کریں کہ وہ ایک مہذب معاشرے کے ذہین اور روشن خیال شہری بن سکیں۔ میں یہاں طلبہ اور والدین سے التماس کروں گا کہ وہ بھی ان مقاصد کے حصول میں ہمارے ساتھ مکمل تعاون کریں۔ میں ہسپتالوں اور شفاخانوں میں تعینات ایسے ڈاکٹروں، نرسوں اور دوسرے طب سے متعلقہ عملے سے بھی گذارش کروں گا کہ وہ بیمار اور دکھی انسانیت کی بے لوث خدمت کو اپنا شعار بنائیں جہاں تک ان کی جائز انفرادی و اجتماعی مشکلات کا تعلق ہے۔ حکومت ہر وقت انکا ازالہ کرنے کے لئے آمادہ ہے۔ مگر وہ بلاجواز مطالبات ماننے کے لئے کسی دباؤ میں نہیں آئے گی۔ حکومت طبی تعلیم کے لئے خطیر امدادی رقوم فراہم کر رہی ہے۔ اور ایک نوجوان ڈاکٹر پر حکومت کا لاکھوں روپیہ صرف ہوتا ہے۔ اس لئے ہم نوجوان ڈاکٹروں سے توقع رکھتے ہیں کہ وہ چھوٹے قصبوں اور دیہات میں ملازمت سے گریز نہیں کریں گے۔ اور اس کارِ خیر میں حکومت کا ہاتھ بٹائیں گے۔

جناب والا! میں پہلے گذارش کر چکا ہوں کہ ہمارے اقتصادی اور سماجی نظام میں سرکاری شعبے کے ساتھ ساتھ نجی شعبے کو بھی اپنا بھرپور کردار ادا کرنا ہوگا۔ یہ حکومت تعلیم اور صحت کے شعبوں میں روا رکھی جانے والی غفلت اور عدم توجہی سے پیدا ہونے والی کمی کو پورا کرنے کی مخلصانہ کوشش کر رہی ہے۔ اس سلسلے میں قائدِ اعظم" اور انکے ساتھیوں کے بتائے ہوئے رہنما اصول ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ مگر ان تمام تر کوششوں کے باوجود مطلوبہ نتائج اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتے جب تک کہ نجی شعبہ سکولوں اور ہسپتالوں کے قیام میں سرکاری شعبے کی معاونت نہ کرے۔ میں اس سلسلے میں خصوصی طور پر یہ یقین دہانی کروانا چاہوں گا کہ حکومت ایسے تمام ڈاکٹروں اور صاحب استطاعت لوگوں کی ہر ممکنہ مدد کرے گی جو دیہی علاقوں میں اپنے یونٹ قائم کرنا چاہیں گے حکومت کو امید ہے کہ نجی شعبہ اس سلسلے میں کلیدی کردار ادا کرتے ہوئے پنجاب کے دیہات اور قصبوں میں دوسروں کے لئے ایک قابلِ تقلید مثال قائم کرے گا۔

محترم سپیکر! میں اپنی تقریر کے اختتام سے قبل چند گذارشات جنگل کاری کے بارے میں

بھی مناسب سمجھتا ہوں۔ معزز ممبران اسمبلی اس امر سے مکمل آگاہی رکھتے ہیں کہ پاکستان میں جنگلات کی حد درجہ کمی ہے۔ حالانکہ یہ معیشت کا ایک لازمی جزو ہیں۔ میں آپ کے سامنے چند اعداد و شمار پیش کرتا ہوں۔ امریکہ میں ۰.۶ کیوبک میٹر فی کس عمارتی لکڑی پیدا ہوتی ہے۔ جاپان میں یہ شرح ۰.۳۰ کیوبک میٹر فی کس ہے۔ پاکستان میں اس کی پیداوار صرف ۰.۰۱۳ کیوبک میٹر فی کس ہے۔ پھر اندرون ملک پنجاب میں اس کی دستیابی نہایت کم ہے۔ مسئلے کی شدت کے پیش نظر حکومت نے اپنی پالیسی کو از سر نو مرتب کیا ہے۔ اور نجی شعبہ اور زرعی زمینوں پر شجر کاری کی طرف خصوصی توجہ دی ہے۔ یہ ایک ایسا شعبہ ہے کہ جس میں ہر بچہ، جوان اور بوڑھا بھرپور حصہ لے سکتا ہے۔ میں حکومت کی طرف سے یہ اپیل کروں گا کہ آئندہ برسات کے موسم میں شجر کاری کی اس مہم میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا جائے تاکہ صوبے میں لکڑی کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ کیا جا سکے اور پیداوار کے گرتے ہوئے رجحان کو روکا جا سکے۔

جناب والا! اب میں اپنی تقریر کے نسبتاً حساس مرحلے کی جانب آتا ہوں جس کا تعلق اگلے مالی سال میں نئے ٹیکس لگانے سے ہے۔ میں جن اقدامات کا اعلان کرنے والا ہوں ان کا فیصلہ تھوڑی ہی دیر قبل کابینہ کے خصوصی اجلاس میں کیا گیا ہے۔

جناب والا! میں آپ کو یہ بتانا چاہوں گا کہ جب اگلے مالی سال کے رواں اور ترقیاتی بجٹ کا تخمینہ لگایا گیا تو وسائل کی کمی کے پیش نظر ہمیں بڑی مشکل کا سامنا تھا اور بظاہر دو ہی راستے نظر آتے تھے کہ یا تو ہم اپنے اگلے سال کی ترجیحات اور پالیسی پروگرام میں کمی کرتے یا پھر نئے ٹیکس لگا کر اپنے محاصل میں مطلوبہ اضافہ کر کے ضروری وسائل بہم پہنچاتے ہم نے غیر ضروری اخراجات پر نظرثانی کر کے انہیں کم ضرور کیا لیکن ہماری اصل کامیابی یہ تھی کہ ہم نے وفاقی حکومت کے سامنے پنجاب کے لیئے اضافی رقم کا کیس بھرپور انداز سے پیش کیا۔ میں انتہائی مسرت کے ساتھ اعلان کرتا ہوں کہ ہم کوئی نیا ٹیکس نہیں لگا رہے (نعرہ ہائے تحسین) اور نہ ہی ہم پالیسی پروگرام میں کسی قسم کی کمی کر رہے ہیں۔ میں البتہ یہ ضرور کہوں گا کہ ہم موجودہ محصولات کی بہتر وصولی کے لئے نظام حصول کو مزید مستعد بنائیں گے۔

جناب سپیکر! آپ کو یاد ہوگا کہ اس حکومت نے گذشتہ مئی میں Motor Vehicles Tax کی بہتر اور آسان وصول کے اقدامات کئے تھے۔ اور ساتھ ہی Gift Tax کے خاتمے کا اعلان بھی کیا تھا۔ یہ اعلانات حکومت کی اس پالیسی کے مظہر تھے کہ

ٹیکس کی وصولی آسان اور سہل طریقے سے ہو تاکہ عام شہری کی مشکلات میں کمی ہو۔ یہ نئے اقدامات موثر ثابت ہوئے اور عوام نے ان کا خیر مقدم کیا۔ اگلے مالی سال میں بھی ہم اپنے نظام محصولات کو آسان بنانے کا عمل جاری رکھنا چاہتے ہیں۔ Capital Gains Tax جس کا نفاذ سنہ 19 میں ہوا تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ اس پر بجا طور پر تنقید ہوئی کیونکہ اس ٹیکس نے رشوت اور بدعنوانی کے نئے دروازے کھولے۔ اس ٹیکس کی وصولی کے سلسلے میں متعلقہ افسران کی لامحدود صوابدید نے نہ صرف اسے رشوت کا ذریعہ بنا دیا بلکہ اس سے سرکاری خزانے کو بھی نقصان پہنچتا رہا۔ جناب والا ! Taxation کا ایک بنیادی اصول یہ ہے کہ کسی ٹیکس کی شرح جتنی غیر معقول ہوگی۔ اس کی ادائیگی سے گریز کا رجحان اتنا ہی زیادہ ہوگا۔ اور بدعنوانیوں کو جنم دے گا۔

محترم سپیکر، آپ کو یاد ہوگا کہ اس ایوان کے کچھ معزز ارکان نے بھی حکومت کو اس ٹیکس کا جائزہ لینے کا مشورہ دیا تھا۔ اس ٹیکس سے متاثرہ شہریوں کا بھی یہ مطالبہ رہا ہے۔ اور میں نے بھی وعدہ کیا تھا کہ حکومت اس مسئلہ پر سنجیدگی سے غور کرے گی۔ اب میں نہایت مسرت سے یہ اعلان کرتا ہوں کہ حکومت نے Capital Gains tax کو ختم کرنے کا فیصلہ کیا ہے (نعرہ ہائے تحسین)

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے، اس وقت شہری جائیداد کی فروخت سے متعلق ہمیں مختلف مراحل سے گذرنا پڑتا ہے۔ اس پر 5.5 فی صد کے حساب سے Stamp duty، ایک فیصد رجسٹریشن فیس اور اڑھائی فیصد کارپوریشن فیس ادا کرنا پڑتی ہے۔ اس کے بعد Capital Gains Tax کا مشکل ترین مرحلہ آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ فریقین کو شدید کوفت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

اب یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ ایسی خرید و فروخت پر صرف 11 فی صد مرلوط فیس عائد کی جائے گی اس میں 8.5 فی صد Stamp duty ہوگی۔ اور 25 فی صد کارپوریشن فیس ادا کی جائے گی 8.5 فی صد Stamp duty پہلے نافذ شدہ 5.5 فیصد Stamp duty ایک فی صد رجسٹریشن فیس اور دو فی صد اضافی Stamp duty پر مشتمل ہے۔ یہ اضافی ڈیوٹی Capital Gains Tax کی جگہ لے گی۔ اس طرح جہاں ایک ناپسندیدہ ٹیکس سے نجات ملے گی، وہاں اس مد سے حکومت کی آمدنی میں بھی کمی واقع نہیں ہوگی۔

جناب والا۔ اس کے ساتھ ساتھ آج ہی کابینہ نے اپنے اجلاس میں فیصلہ کیا ہے کہ حکومت آئندہ سے ہسپتالوں میں بیڈ چارجز لینا بند کر دے گی۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور حکومت نے یہ فیصلہ عوام کے آرام اور ان کے مفادات کو مدنظر رکھتے ہوئے کیا ہے۔

جناب والا ! یہ بجٹ جو میں نے آج آپ کے سامنے پیش کیا کئی اہم خصوصیات کا حامل ہے اور جیسا کہ میں نے عرض کیا تھا۔ یہ ماضی کی فرسودہ اقتصادی اور مالیاتی پالیسیوں سے واضح انحراف کی نشاندہی کرتا ہے۔

جناب والا میں اس نکتے کی وضاحت میں آپ کا اور زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ اپنی تقریر کے آخر میں بطور خاص، اس بجٹ کے ان چار اہم نکات کا تذکرہ ضرور کروں گا۔ جو میری گذشتہ گھنٹے بھر کی تقریر کا ایک طرح سے خلاصہ ہیں۔ اوّل یہ بجٹ واشگاف الفاظ میں موجودہ حکومت کی پالیسیوں کو واضح کرتا ہے۔ یہ محض ظاہری آراستگی کی غرض سے رکھی گئی چند محصول کی دستاویزات نہیں ہیں۔ دوم یہ ہمارے ان ابتدائی اقدامات کا آئینہ دار ہے۔ جو ہم نے اپنے غریب عوام کی فلاح و بہبود کے لیئے شروع کئے ہیں۔ اور جن کو ہم اگلے چار سالوں میں مزید مستحکم کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ہم محسوس کرتے ہیں کہ سرکاری سرمایہ کاری کا رُخ معاشرے کے غریب طبقات کی طرف پھرنا چاہیے۔ یہ عمل خصوصاً اس وقت لازم ہو جاتا ہے۔ جب بے گھر خاندانوں کے لیئے اکامتی سہولتوں کی فراہمی یا بے زمین کسانوں کی آبادکاری کے بارے میں پالیسیاں تشکیل دی جا رہی ہوں۔

سوئم۔ جیسا کہ پہلے وضاحت کر چکا ہوں یہ ایک ایسا بجٹ ہے جو فلاحی اخراجات میں ایک ایسے حقیقی اضافے کی نمائندگی کرتا ہے۔ جس کی مثال پہلے نہیں ملتی۔

جناب والا :۔ آخر میں میں اس امر کی نشاندہی کرنا چاہوں گا کہ یہ ایک نہایت متوازن بجٹ ہے۔ اس توازن کی بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ ٹیکس دہندگان پر کوئی اضافی بوجھ ڈالے بغیر ممکن بنایا گیا ہے۔

جناب سپیکر! میں اس موقع پر جناب وزیراعلیٰ اور کابینہ میں اپنے دیگر رفقائے کار کیلئے اپنے جذبات تشکر کو ریکارڈ پر لانا چاہوں گا۔ وزیر خزانہ کے فرائض منصبی کوئی ایسے آسان بھی نہیں" نہ" کہنا اس کے ناگوار فرائض میں سے ایک ہے۔ مجھ پر ایک فرض اپنے ان رفقاء کا شکریہ ادا کرنے کا بھی ہے۔ جنہوں نے اس صورت حال میں میرا ساتھ دیا اور میری مالی مشکلات کو سمجھنے کی کوشش کی۔ میں اس ایوان میں تشریف فرما اپنے سب دوستوں کا بھی سپاس گذار ہوں۔ جنہوں نے وقتاً فوقتاً پالیسی امور کے بارے میں مجھے اپنی قیمتی آراء سے نوازا۔ سب سے آخر میں جناب والا میں آپ سب کا تہہ دل سے ممنون ہوں کہ آپ نے

میری گزارشات کو انتہائی توجہ اور تحمل سے سُنا ۔

جناب والا ۔ اب میں آپ کی اجازت سے ایوان میں پنجاب کا 87-1986 کا بجٹ پیش کرتا ہوں

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب سپیکر ! ہمیں اضافی تقریر کا متن مہیا نہیں کیا گیا جوکہ آپ ازراہ کرم ہمیں آج ہی مہیا کرا دیں ۔

جناب سپیکر ۔ وزیر خزانہ صاحب نے سال 87-1986ء کا بجٹ پیش کر دیا ہے ۔

وزیر خزانہ ۔ جناب والا ! اب میں آپ کی اجازت سے اس معزز ایوان کے سامنے پنجاب کا 1986ء کا فنانس بل پیش کرتا ہوں ۔

جناب سپیکر ۔ دی پنجاب فنانس بل 1986ء پیش کر دیا گیا ہے ۔ اب اجلاس کی کارروائی 26 مئی 1986ء '9' بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے ۔

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

سوموار ۲۶ مئی ۱۹۸۶ء

(دوشنبہ ۱۶ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ)

جلد ۶ شمارہ ۹

سرکاری رپورٹ

مندرجات

سوموار ۲۶ مئی ۱۹۸۶ء

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ — — — — ۵۸۵

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات — — — — ۵۸۶

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے) — — — — ۶۱۰

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات — — — — ۶۴۰

مسئلہ استحقاق — — — — ۶۴۵

حزب اختلاف کی خاتون رکن کی تقریر کے دوران ہنگامہ آرائی — — — — ۶۴۶

اراکین اسمبلی کی رخصت — — — — ۶۵۵

تحاریک التوائے کار — — — — ۶۵۹

اشیائے صرف کی قیمتوں میں اضافہ اور گھی کی قلت — — — — ۶۵۹

جامعہ قاسمیہ شادباغ لاہور کے ناظم و خطیب کے قتل کے خلاف ہڑتال اور جلوس — — ۶۶۴

مسودات قانون — — — — ۶۶۸

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب عدالت ہائے دیوانی مصدرہ ۱۹۸۶ء — — — — ۶۶۹

مسودہ قانون پنجاب جناح آبادیاں برائے غیر مالکان اندرون دیہی علاقہ جات مصدرہ ۱۹۸۶ء — ۶۷۸

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس

پیر 26 مئی 1986ء
دوشنبہ 16 رمضان المبارک 1406ھ

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح ۹ بجے منعقد ہوا جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری سید علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ
عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّخَيْرٌ اَمَلًا ○ مَثَلُ الَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ
فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ اَنْۢبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِيْ كُلِّ سُنْۢبُلَةٍ
مِّائَةُ حَبَّةٍ ۗ وَاللّٰهُ يُضٰعِفُ لِمَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ○ اَلَّذِيْنَ
يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ لَا يُتْبِعُوْنَ مَآ اَنْفَقُوْا مَنًّا وَّلَآ
اَذًى ۙ لَّهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۚ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ○

(سورۃ کہف [illegible] سورۃ بقرہ آیت ۲۶۱۔۲۶۲)

مال و دولت اور (اولاد یعنی) بیٹے یہ سب دنیا کی رونق و زینت ہیں اور اچھے عمل ہمیشہ باقی رہنے والی ہیں۔ وہ اجر و ثواب کے اعتبار سے تمہارے پروردگار کے پاس بہت اچھی اور امید کے لحاظ سے بہت بہتر ہیں۔

جو لوگ اپنا مال اللہ کی بتائی ہوئی راہوں پر خرچ کرتے ہیں اُس کی مثال اُس دانے کی سی ہے جس کو بونے سے سات بالیں نکلیں اور ہر بالی میں سو۔ سو دانے ہوں اللہ جسکے مال کو چاہتا ہے۔

جو لوگ اپنا مال اللہ کے راستے میں خرچ کرتے ہیں پھر اُس کے بعد اُس خرچ کا نہ تو کسی پر احسان جتاتے ہیں نہ طعنہ دے کر دل دکھاتے ہیں تو ان کا اجر اُن کے رب کے پاس موجود ہے اور نہ ان کو کوئی خوف ہوگا اور نہ کبھی غم ہوگا۔ وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغ

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر:۔ وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود۔

252 کاشت کاروں کو آفیشل کمیٹی اور زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کی جانب سے تعین کردہ اجناس کی قیمتوں کی ادائیگی

مخدوم زادہ سید حسن محمود: کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گذشتہ پانچ برسوں کے دوران بڑی فصلوں، مثلاً گندم، کپاس، گنا، آلو، وغیرہ کے لیے پنجاب آفیشل کمیٹی نے کیا قیمتیں تشخیص کیں۔ حکومت پنجاب نے کیا قیمتیں تجویز کیں اور وفاقی حکومت نے کیا قیمتیں منظور کیں،

(ب) اگر وفاقی حکومت کی جانب سے منظور شدہ قیمتیں پنجاب آفیشل کمیٹی کی جانب سے تشخیص شدہ یا حکومت پنجاب کی حکومت سے تجویز کردہ قیمتوں سے کم ہیں تو حکومت پنجاب نے جفاکش کاشت کاروں کو آفیشل کمیٹی کی جانب سے تعین کردہ لاگت پیداوار کے برابر قیمتیں دلوانے کے لیے کیا اقدامات کئے ہیں اور اگر کوئی اقدامات نہیں کئے گئے تو بڑی فصلوں کی قیمتیں لاگت پیداوار سے کم رکھنے کی کیا وجوہات ہیں۔

(ج) کاشت کاروں کو آفیشل کمیٹی اور زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کی جانب سے تعین کردہ قیمتیں دلوانے کو یقینی بنانے کے لیے حکومت پنجاب کیا اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور): (الف) حکومت پنجاب کی تشکیل کردہ پراونشل کاسٹ آف پروڈکشن کمیٹی نے گذشتہ 5 سالوں کے جو تخمینہ لاگت برائے مختلف فصلات متعین کئے اور مجوزہ امدادی قیمت کی سفارش کی۔ حکومت پنجاب نے بعینہ وہی قیمت وفاقی حکومت کو مقرر کرنے کی سفارش کی جن کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

(جواب کا الف جزو پڑھتے ہوئے فرمایا) جناب والا یہ تفصیل درج ذیل ہے۔ لیکن اگر جناب اس کو پڑھا ہوا تصور کریں۔ تو میں اس کا اگلا جزو (ب) لے لوں تاکہ یہ اسی دوران

اس کے بھی جواب کا مطالعہ کر لیں تاکہ اراکین ضمنی سوال کر سکیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا! اگر وزیر موصوف یہ تفاصیل معلومات عامہ کے لیے پڑھ دیں تو زیادہ بہتر ہے۔ گھبرائیں نہیں۔

وزیر زراعت: یہ تفاصیل تو سب معزز اراکین کے پاس موجود ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ وقفہ سوالات میں وقت کم ہونے کی بنا پر مزید سوالات کے جوابات ایوان میں آ جائیں لیکن آپ کے کہنے پر میں اس کو پڑھ دیتا ہوں۔ یہ بھی آپ کے لیے بہتر تھا کہ مزید سوالات اس وقفہ میں cover ہو جاتے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: آپ دیگر سوالات کے متعلق نہ سوچیں بہراہ کرم آپ ذرا یہ تفاصیل پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے، چوہدری صاحب آپ یہ پڑھ دیں۔

وزیر زراعت: (چوہدری عبدالغفور)

فصلات	سال	پرادنشل کاسٹ آف پروڈکشن کمیٹی وحکومت پنجاب کی تجویز کردہ امدادی قیمت	وفاقی حکومت سے تعین کردہ امدادی قیمت
گندم	1981-82	67.97 روپے فی 40 کلوگرام	58.00 روپے 40 فی کلوگرام
	1982-83	73.99	64.00
	1983-84	81.99	64.00.
	1984-85	84.56	70.00
کپاس	1981-82	178.90	178.00
قسم 55 بی	1982-83	224.41	183.00
	1983-84	230.67	186.00
	1984-85	212.70	189.00
	1985-86	248.42	193.00
دھان باسمتی	1981-82	91.43	85.00
	1982-83	128.84	88.00
	1983-84	135.50	90.00
	1984-85	128.18	90.00
	1985-86	155.88	93.00

6- دھان اری	1981-82	51.36	49.00
	1982-83	76.76	53.00
	1983-84	87.31	55.00
	1984-85	77.58	55.00
	1985-86	87.42	57.00
گنا	1981-82	10.07	9.65
	1982-83	14.00	9.65
	1983-84	13.92	9.65
	1984-85	13.53	9.65
	1985-86	14.48	9.65

(ب) فصلات کی امدادی قیمتوں کا تعین وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہے۔ یہ درست ہے کہ وفاقی حکومت کی مقررہ قیمتیں حکومت پنجاب کی تجویز کردہ امدادی قیمتوں سے کم ہوتی ہیں۔ جہاں تک جفاکش کاشت کاروں کو زیادہ سے زیادہ امدادی قیمت دلوانے کا تعلق ہے تو حکومت پنجاب نے جو پراونشل کاسٹ پروڈکشن کمیٹی تشکیل دے رکھی ہے۔ یہ کاشت کاروں کے حقوق کو تحفظ اور ان کو بہتر امدادی قیمت دلانے کے لیے پہلا قدم ہے، جو ہر سال ہر فصل کی بجائی سے پہلے اس فصل کی نئی تخمینہ لاگت پیداواری معلوم کرتی ہے اور پھر وفاقی حکومت کو نئی قیمت کی سفارش کرتی رہی ہے۔ اور اس کے بعد اعلیٰ سطح پر معاملہ کی پیروی بھی کی جاتی ہے۔ کالعدم صوبائی کونسل کی زرعی سبجیکٹ کمیٹی نے بھی اس ضمن میں سفارشات کی تھیں جو کہ مرکزی حکومت کو بھجوا دی گئی تھیں۔

وفاقی حکومت نے بھی ایک ادارہ (Agricultural Prices Commission) قائم کر رکھا ہے جو تمام صوبوں سے ہر فصل کے تخمینہ لاگت و تجویز کردہ امدادی قیمت معلوم کر کے اور پھر اپنے طور پر مختلف جائزہ جات لینے کے بعد سفارشات مرتب کر کے وفاقی کیبنٹ کو پیش کرتا ہے۔ جہاں مجوزہ اور مقررہ کردہ قیمت کے تمام پہلوؤں پر مفصل غور و فکر ہوتا ہے اور ملکی و غیر ملکی معاشی و تجارتی معاملات کو پیش نظر رکھ کر کسی بھی فصل کی امدادی قیمت کا تعین ہوتا ہے۔

(ج) جیسے کہ جزو "ب" کے جواب میں عرض کیا جا چکا ہے کہ صوبائی حکومت نے کاشت کاروں کی فلاح اور ان کے اخراجات پیداواری کو مدنظر رکھتے ہوئے ان کی فصلات کا معقول معاوضہ دلانے کے لیے پراونشل کاسٹ آف پروڈکشن کمیٹی قائم کر رکھی ہے۔ جس میں کاشت کاروں کے ہر سال بدلتے

ہوئے حالات کے پیش نظر امدادی قیمت تعین کرکے وفاقی حکومت کو مقرر کرنے کی سفارش کرتی ہے ۔ اس کے علاوہ وزارتی سطح پر بھی ہر ممکنہ قدم اٹھایا جاتا ہے تاکہ کسانوں و کاشتکاروں کو ان کی پیداوار کا معقول معاوضہ حاصل ہو سکے۔ بہرحال اس ضمن میں حتمی اور آخری فیصلہ وفاقی حکومت کا ہوتا ہے جو پورے پاکستان کے لیے ایک قیمت مقرر کرتی ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر، ان اعداد و شمار کو مدنظر رکھتے ہوئے میں وزیر زراعت سے یہ بھی سوال کروں گا کہ کمیٹی جس کی رپورٹ سنٹرل گورنمنٹ کے پاس پیش ہوتی ہے اس کا Level کیا ہوگا۔

وزیر زراعت : لیول آف

مخدوم زادہ سید حسن محمود : کمیٹی جو negotiate کرتی ہے تو ان ممبران کے نام آپ لے سکتے ہیں ۔

جناب سپیکر : یعنی پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے جو کمیٹی سنٹرل گورنمنٹ کیساتھ negotiate کرتی ہے۔ اس کا لیول کیا ہے

وزیر زراعت : میں عرض کروں گا کہ جہاں تک پنجاب کا تعلق ہے تو اس میں پنجاب کی طرف سے پراونشل پروڈکشن کمیٹی میں مندرجہ ذیل ممبران ہوتے ہیں ۔

۱۔ ڈائریکٹر جنرل ایکسٹنشن	کنوینر
۲۔ ڈائریکٹر جنرل ایگریکلچر ریسرچ / ایوب ایگریکلچر ریسرچ انسٹیٹیوٹ فیصل آباد	ممبر
۳۔ جوائنٹ چیف اکانومسٹ پی اینڈ ڈی پنجاب	ممبر
۴۔ سیکرٹری پنجاب ایگریکلچر ریسرچ کوآرڈینیشن بورڈ یونیورسٹی آف ایگریکلچر فیصل آباد	ممبر
۵۔ ڈائریکٹر آف ایگریکلچر اکنامکس اینڈ مارکیٹنگ لاہور	ممبر
۶۔ سردار محمد سرفراز خان ایم این اے	ممبر
۷۔ ملک ممتاز خان کھچر ایم پی اے	ممبر
۸۔ سید اقبال احمد شاہ ایم پی اے	ممبر
۹۔ مسٹر غلام حیدر کچھی ایم پی اے	ممبر
۱۰۔ مسٹر صدیق اکبر بخاری کاٹن گروئر ملتان	ممبر

۱۱۔ مسٹر اسغر حسین تارڑ ولیج کوٹلہ تارڑ ممبر

۱۲۔ شیخ محمد نصیر (زمیندار) ممبر

۱۳۔ سردار رشید لاہور ممبر

۱۴۔ ڈائریکٹر پنجاب اکنامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ لاہور ممبر

۱۵۔ ڈائریکٹر کرائس رپورٹ ان سروسز پنجاب لاہور ممبر

یہ اراکین پنجاب کی طرف سے نامزد ہوتے ہیں اور پاکستان کا ایگریکلچرل پرائس کمیشن تمام صوبوں سے ہر فصل پر سفارشات مرتب کرتا ہے۔ پرائس کمیشن فیصل آباد پاکستان کے پاس جاتی ہیں۔ جہاں ان کا جائزہ لیا جاتا ہے اور پھر وہاں سے اس کی سمری تیار ہوتی ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! مجھے مزید جواب کی ضرورت نہیں ہے۔ مجھے وزیر موصوف آپ سنٹرل کیمٹی کا نام بتا دیں۔

وزیر زراعت: میں نے سنٹرل کیمٹی کا نام پاکستان ایگریکلچر پرائس کمشن بتایا ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: نہیں جناب ممبران کا نام

وزیر زراعت: ممبران کے نام وفاقی حکومت سے پوچھیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: یہ معاملہ بھی آپ کا ہے۔

وزیر زراعت: میں عرض کرتا ہوں کہ اس کمیشن کے تمام ممبران کے نام تو نہیں جانتا لیکن ایگریکلچر منسٹری کے شیخ نیاز صاحب اس پرائس کمیشن کے چیرمین ہیں۔ صرف ان کا نام جانتا ہوں۔ اس طرح باقی دیگر محکموں کے افسران بھی اس کے ممبران ہیں۔ تو تمام صوبوں کی سفارشات سے فیصلہ کرتے ہیں اور وہاں پر یہ صورت اور representation نہیں ہوتی بلکہ اس کا سارا جائزہ لینے کے بعد پھر اس کی جو بھی سمری تیار ہوتی ہے۔ اس کو متعلقہ وزیر کی approval کے بعد کیبنٹ کے اجلاس میں رکھتے ہیں کیونکہ کیبنٹ میں ہر صوبے کے وزیر اعلیٰ صاحبان بھی موجود ہوتے ہیں اور پھر فیڈرل کیبنٹ میں اس کی حتمی قیمت طے ہوتی ہے۔ اور وہاں پر جو بھی فیصلہ ہوتا ہے۔ وہ پورے پاکستان پر ہی لاگو ہوتا ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کی حق تلفی کے پیش نظر اور کاشتکاروں کی محرومی کے پیش نظر کیا وزیر زراعت آئندہ اپنی کیمٹی کی خود ہی سربراہی کر کے اسے مضبوط کیمٹی بنانے کے لیے تیار ہیں؟

وزیر زراعت : جہاں تک مضبوطی کا تعلق ہے تو اس میں اگر میری شمولیت سے مزید مضبوطی ہو سکتی ہے تو میں اس کیٹی میں ضرور شامل ہوں گا۔ میں خود اس کا جائزہ لوں گا اور میں پہلے بھی اس کا جائزہ لیتا رہتا ہوں۔ میں نے تمام کا غذات کو خود ہی ملاحظہ کیا ہے۔ اصل میں ہم جب بھی اس کی رپورٹ تیار کرتے ہیں تو اس میں کچھ علاقے ایسے بھی ہوتے ہیں جہاں difference of opinion آ جاتا ہے مثلاً اس میں یہ new drills ہیں تو ہم وہ بھی چھ ماہ کا عرصہ شامل کرتے ہیں لیکن وہ اس کو تسلیم نہیں کرتے۔ اس طریقے سے اس میں وہ کافی فرق ڈالتے ہیں۔ زمیندار کی طرف سے جو interest اور investment ہوتی ہے وہ ہم ۱۲/ سالانہ چھ ماہ کی investment total میں شامل کرتے ہیں۔ اس طرح management cost کا ایک dispute ہوتا ہے اس کے علاوہ کئی ایسی چیزیں ہیں مثلاً کپاس کی بات ہے جو کہ cash crop ہے۔ اس میں یہ بھی دیکھنا پڑتا ہے کہ اس کی انٹرنیشنل مارکیٹ پرائس کیا ہے اس کا Market rate, value, stapple length, International market میں کیا ہے اور پھر کیا rates چلتے ہیں۔ اس دفعہ مثلاً انٹرنیشنل مارکیٹ میں price اتنی کم رہی ہیں ۲۰۰ کروڑ روپیہ سنٹرل گورنمنٹ کو subsidize کرنا پڑا اور ایکسپورٹ کاٹن کارپوریشن کو تقریباً ۲۰۰ کروڑ روپیہ گورنمنٹ کو اپنی طرف سے subsidize کرنا پڑا۔ تب کہیں جا کر کپاس کی supporting price زمیندار کو مل سکی تو اس لئے International prices کو بھی مد نظر رکھنا پڑتا ہے۔ بہرحال میں اپنی طرف سے آپ کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ ہم یہ کوشش کریں گے کہ زمیندار کو اس میں نقصان نہ ہو۔ ہماری تو کوشش یہی ہے۔ جس طرح آپ نے دیکھا کہ جتنی priee یہ کمیشن مقرر کرتا ہے۔ اس کے مطابق پنجاب گورنمنٹ اس میں reduction نہیں کرتی۔ بلکہ من وعن وہی حاصل کرتی ہے اور اس کو ہم support بھی کرتے ہیں اور جب چیف منسٹر صاحب کیبنٹ میں جاتے ہیں تو ہماری تمام سمری کو support کرنے کے لئے تمام دلائل کیبنٹ میں دیتے ہیں اب اس کو مزید strengthen کیا جائے گا۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : جناب سپیکر! میرا آخری ضمنی سوال ہے کہ Price Commission Ministerial Committee میں اگر ہم مفاد کا شتکاران کے لئے اپنی خدمات پیش کریں۔ تو اپنی اس کمیٹی میں آپ حزب اختلاف کا نمائندہ رکھیں گے۔ تاکہ پنجاب کی متفقہ رائے معلوم ہو؟

وزیر زراعت : میں عرض کروں کہ ہمارے پاس پہلے ہی ایم این اے اور ایم پی اے

ہماری کمیٹی کے ممبران ہیں۔ البتہ میں یقین دہانی کراتا ہوں کہ ہم کوشش کریں گے کہ آئندہ ان کی میٹنگ میں اور Federal price Commission کی میٹنگ میں ہم اپنا نمائندہ یہاں سے بھیجیں۔ میں ان کے ساتھ اپنے طور پر بھی رابطہ کروں گا تاکہ ہم اپنا واضح مفہوم وہاں پر بھیج سکیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: میں نے تو صرف حزب اختلاف کے تعاون کے پیش نظر پوچھا تھا کہ ہمارا ممبر بھی آپ رکھیں۔

وزیر زراعت: اس میں حزب اختلاف یا حزب اقتدار کی کوئی علیٰحدہ علیٰحدہ price مقرر نہیں ہوتی۔ جنس علیٰحدہ کوئی market rate نہیں ہے کہ حزب اختلاف کا یہ rate ہے اور حزب اقتدار کی جنس کا market rate یہ ہے۔ میں عرض کروں کہ اس میں کوئی علیٰحدہ علیٰحدہ نمائندے نہیں ہیں۔ بلکہ اس میں تو سب کا مشترکہ (joint) مفاد ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! صوبائی اور وفاقی حکومت اگر ایک ہی جماعت ہے تو جہاں سے یہ سفارش کرتے ہیں کہ ۱۴۸ روپے حکومت پاکستان اس کو ۱۹۳ کرتی ہے یہ کاشت کاروں کے لیے بہت واضح فرق ہے۔ صوبائی حکومت کے نمائندے تو ان کے سامنے بول نہیں سکتے اور ہم تو لڑ سکتے ہیں اور اسی لیے میں نے آپ سے عرض کیا تھا کہ اگر ان کے ساتھ حزب اختلاف کا ایک supporter بھی ہو تو کم از کم وہ ان کا اتنا لحاظ نہیں کرے گا۔ جتنا یہ کریں گے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اگر حزب اختلاف کو اس میں شامل کر لیا جائے۔

وزیر زراعت: جناب والا! میں عرض کروں گا کہ نہ تو ہمیں وہاں پر بولنے میں کوئی شرم اور جھجک محسوس ہوتی ہے اور نہ ہی کوئی ایسی بات ہے کہ یہ وہاں پر کوئی زیادہ جرأت مندی کا مظاہرہ کریں گے۔ کیونکہ پاکستان کی تاریخ میں یہ پہلا واقعہ ہے monopoly procurement price جس کی طرف میرے فاضل رکن نے اشارہ کیا ہے کہ اتنی قیمت یہاں سے recommend ہوئی ہے۔ یعنی یہاں 128 روپے یا 143 روپے تھی اور وہاں سے صرف 93 روپے ملی۔ آج آپ کو حکومت کا شکر گزار ہونا چاہیئے کہ اس monopoly procurement کو ہم نے break کر کے optional کیا اور اس کی قیمت 102 روپے مقرر ہوئی اور آپ کے باسمتی اور دھان کے لیے کاشت کار کے پاس کھلی مارکیٹ ہو گی کہ جب وہ چاہے اس کی قیمت خود مقرر کرے اور چاہے تو اپنی منڈیاں خود تلاش کرے۔ جس کو چاہے دے اور جتنی چاہے قیمت مقرر کرے۔ یہ 102 روپے Supporting Price ہے۔ اس سے جتنی زیادہ اس کو قیمت مل سکتی ہے وہ monopoly

procurement نہیں ہو گی۔ یہ بہت بڑا fact ہے اور چاول کے کاشت کاروں کے لیے پاکستان کی تاریخ میں یہ بہت بڑا واقعہ ہے کہ ان کے لیے یہ بھی چانس مہیا ہوا کہ وہ اپنی جنس کو مارکیٹ میں جتنے دام وہ چاہے فروخت کریں اور جو بھی market rate ہو اسپر وہ فروخت کرے بلکہ یہ بھی پابندی نہیں ہے کہ وہ ضرور اجناس گورنمنٹ کو دیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال مخدوم زادہ سید حسن محمود۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر! اس پر میرا سپلیمنٹری سوال ہے

جناب جنجوعہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ آپ نے پہلے attempt نہیں کی۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: سوال نمبر 293

کھاد کی قیمتوں میں اضافہ

*293: مخدوم زادہ سید حسن محمود: کیا وزیر زراعت از راہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کھاد کی مختلف اقسام کی 1977 میں قیمتیں کیا تھیں اور موجودہ قیمتیں کیا ہیں۔

(ب) اگر قیمتیں خاص حد تک بڑھی ہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت: (چوہدری عبدالغفور)

(الف) کھاد کی مختلف مروجہ اقسام کی 1977 میں قیمتوں کا موجودہ 1985 میں قیمتوں کا موازنہ مندرجہ ذیل گوشوارے میں دیا گیا ہے۔

(وزن فی بوری 50 کلوگرام)

قسم کھاد		یوریا	امونیم نائٹریٹ	کیلشیم امونیم	امونیم سلفیٹ	ٹی۔ ایس۔ پی
قیمت فی بوری	1977	63/-	39/-	39/-	31/-	46/-
روپوں میں	1985	128/-	60/-	58/-	59/-	...
			ایس ایس پی	ایس او پی	ڈی اے پی	نائٹروفاس 22-23
	1977		18/-	29/-	72/-	80/-
	1985		40/-	40/-	133/-	110/-

(ب) کھاد کی فراہمی اور ان کی قیمتوں کا تعین مرکزی حکومت کی ذمہ داری اور اختیار پر ہے۔ کھادوں کی قیمتوں میں 1977 ء کی مقابلے میں خاصا اضافہ ہوا ہے جس کی چند ممکنہ وجوہات مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ کھاد کی قیمتیں مناسب جگہ پر رکھنے اور ان کے مناسب استعمال کو فروغ دینے کے لیے حکومت ان کی فراہمی اور فراخدلانہ اعانت subsidy مہیا کرتی رہی ہے۔ اب ایک پالیسی کے تحت یہ اعانت بتدریج ختم کی جا رہی ہے۔ جس سے کھادوں کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔

2 ۔ فاسفورس والی مرکب کھادیں زیادہ تر دوسرے ممالک سے برآمد کی جا رہی ہیں اور بین الاقوامی منڈی میں ان کی قیمتوں میں مسلسل اضافہ ہو رہا ہے۔ نیز مقامی طور پر تیار ہونے والی کھادوں کی پیداواری لاگت میں بھی مسلسل اضافہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے کھادیں دن بدن مہنگی ہوتی جا رہی ہیں۔

3 ۔ روپے کی قیمت میں ڈالر کے مقابلہ میں مسلسل کمی بھی کھادوں کی قیمتوں میں اضافے کا باعث بن رہی ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود : اتنا بڑا اضافہ ہوا۔ کیا حکومت پنجاب نے اس پر احتجاج یا کوئی اعتراض کیا؟

وزیر زراعت : یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے اسے deregulate کیا۔ جناب والا جیسا کہ آپ کے علم میں ہے Public Sector میں بھی گورنمنٹ اس کو درآمد کرتی تھی اور اس پر بہت زیادہ subsidy ہوتی تھی لیکن پھر 1979-80 میں پالیسی اپنائی گئی کہ subsidy ختم کی جائے یوریا اور جو بھی کھادیں ملک کے اندر بنیں۔ ان کی 1982 میں subsidy ختم کر دی گئی لیکن سب سے بڑا فیصلہ یہ کیا گیا کہ اس کو Private secter میں دیا گیا اور اب اس کو Private Sector import کرتا ہے۔ Federal Government میں وزارت تجارت اس کو deal کرتی ہے۔ لیکن اب deregulate کرنے کے بعد جو صورت حال پیدا ہو گئی ہے۔ اس کے تحت درآمد شدہ کھادوں کی قیمتیں بہت بڑھ گئی تھیں بلکہ میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب سب سے زیادہ کھادیں استعمال کرنے والا صوبہ ہے صرف 67 % کھاد پنجاب استعمال کرتا ہے۔ اس کا سب سے زیادہ اثر پنجاب پر ہوا ہے اور پنجاب کی حکومت نے اس پر بہت مضبوط stand لیا ہے۔ ہم نے جو نوٹ Government Federal کو بھیجا۔ وہ اس کے خلاف تھا ہم نے اس کو oppose کیا تھا کہ اس پر کوئی کنٹرول رکھیں

اور اگر یہ deregulate کر دیا گیا تو اس کی demand چونکہ بہت بڑھ رہی ہے۔ لہذا اس کی قیمتیں بہت زیادہ بڑھ جائیں گی۔ گذشتہ دنوں اس بارے میں ہم نے ایک میٹنگ بھی بلائی تھی کہ کس طریقے سے نیچے رکھا جائے Sorry I correct myself جو import کی Private Sector میں دینے والی بات ہے وہ pesticides کے متعلق تھی۔ جس کو میں درست کرتا ہوں۔ یہ میں غلطی سے کہہ گیا تھا۔ اس لیے میں عرض کروں کہ fertilizer کی deregulation کو ہم نے oppose کیا۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود:۔ جناب سپیکر! مجھے اس پر دو تین سپلیمنٹری سوال کرنے کی اجازت دی جائے ابھی آپ نے روک دیا تھا۔

جناب سپیکر:۔ جی فرمائیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود:۔ کیا وزیر زراعت کو علم ہے کہ کھادوں کی قیمت 130 ڈالر سے گر کر 95 ڈالر ہو چکی ہے۔

وزیر زراعت:۔ جناب والا! میں عرض کروں کہ یہ ملک کے اندر بننے والی کھادوں کی بات کر رہے ہیں یا بیرونی کھاد کی۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود:۔ قبلہ! آپ کی کھادوں کی Cost of Production میں بڑا حصہ گورنمنٹ کے ٹیکسوں کا ہے۔ اگر آپ زمیندار اور کاشت کار پر سے بوجھ ہٹانا چاہتے ہیں تو آپ کو ان ٹیکسوں کو ہٹوانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ دوسری بات یہ ہے کہ یوریا کی انٹرنیشنل قیمت اور دوسری کھادوں کی قیمت 135 ڈالر سے گر کر 92 ڈالر تک آ چکی ہے۔ کیا اس کا اثر کوئی ان پر پڑا ہے؟

وزیر زراعت:۔ میں عرض کروں کہ یوریا کی قیمت تو بڑھی ہی نہیں ہے۔ بلکہ اس کی قیمت تو اب بھی وہی ہے۔ لیکن بیرونی منڈی میں اس کی قیمت کے متعلق اس وقت کچھ نہیں کہہ سکتا۔

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Minister is not supposed to make a wrong statement.

اس کیلئے پریولیج آ جاتا ہے۔ میں عرض کروں کہ میری بات سن لیں اور پھر مجھے جواب دیں یہ غلط تاثر ہے کہ یوریا کی قیمت بڑھی ہے یا گری ہے۔ یوریا آپ کے پاس وافر ہے۔ ٹھیک۔

وزیر زراعت: ٹھیک ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: اور یوریا کی World price جو کہ ٹینڈر میں ہے۔ آپ complete سیلون میں بھی نہیں کر سکتے اور چین میں بھی نہیں کر سکتے۔ آپ کے بالمقابل cost of production فی ٹن 116 روپے ہے۔ سعودی عرب اور رومانیہ فی ٹن 92 ڈالر ہے۔ یہاں پر آپ کو اپنے زمینداروں کی خوشنودی کے لیے قیمتوں کو گھٹانا چاہیئے۔ کیا اس مسئلہ پر آپ مرکزی حکومت سے گفت و شنید کریں گے؟

وزیر زراعت: میں عرض کروں کہ اگر آپ یوریا کی ٹیبل دیکھیں تو قیمت کم ہوئی ہے۔ بیرونی منڈی کے بارے میں اس وقت میں بیان نہیں دے سکتا کہ وہاں کیا قیمت ہے۔ لیکن میں یہ عرض کروں گا کہ phosphate اور درآمد شدہ کھادوں کی قیمت بیرونی منڈیوں میں بڑھی ہے۔ اور اس میں اب بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ اسی وجہ سے گورنمنٹ کو اس میں subsidize کرنا پڑ رہا ہے چونکہ یوریا کی Production زیادہ ہے اور demand بہت کم ہے۔ مجھے خطرہ ہے کہ اب جب کہ اس کی قیمت deregulate ہوئی ہے تو جب اس کی کھپت زیادہ ہو جائے گی۔ تو یوریا کی قیمت میں بھی اضافہ ہوگا۔ لہٰذا ہم اب بھی پنجاب کی طرف سے اس پالیسی کو support کریں گے کہ اس کا بھی کوئی انتظام رکھا جائے۔ ورنہ اس کی قیمتیں بہت زیادہ بڑھ جائیں گی۔ میں عرض کروں گا کہ جب بھی کھادوں کی قیمتیں بڑھی ہیں تو Cost of production بھی بڑھی ہیں اور اس Federal price Commission حساب سے ہم نے زیادہ قیمت کا مطالبہ کیا ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا!

کیا وزیر زراعت کاشت کاروں کے حقوق کے تحفظ اور ان کے مفاد کے پیش نظر ہماری خاطر ایک چھوٹی سی کمیٹی بنا کر اس معاملے کو بھی زیر غور لائیں گے؟

وزیر زراعت: خوش آمدید۔ میرے پاس ریکارڈ موجود ہے۔ اگر آپ کے پاس کوئی اور تجاویز ہیں تو میں آپ کے ساتھ بیٹھنے کے لیے تیار ہوں۔

راجہ جاوید اخلاص: کیا وزیر موصوف فرمائیں گے کہ حالیہ قیمتوں میں اضافہ سے کھاد کی کھپت میں کمی نہیں ہو جائے گی۔ اور اس سے زرعی پیداوار میں بھی کمی نہیں ہو گی؟

وزیر زراعت: میں تسلیم کرتا ہوں کہ کھاد کی کھپت سے ہی پیداوار میں اضافہ ہوا ہے اور اب جو import کھاد کی قیمتیں deregulation کے فوراً بعد بڑھی ہیں۔ اس کی

کھپت پر یقیناً اثر انداز ہوں گی ۔

جناب سپیکر : جناب جنجوعہ صاحب

جناب ریاض حشمت جنجوعہ : جناب والا میرا سپلیمنٹری سوال ہے کہ کیا وزیر موصوف یہ بتائیں گے کہ آج کل مارکیٹ میں .D.A.P کھاد کی کیا قیمت ہے؟

وزیر زراعت : جناب والا ڈی اے پی کھاد کی موجود قیمت -/146 روپے ہے۔ یہ قیمت deregulation سے پہلے -/133 روپے تھی۔ چند دن پہلے deregulate کیا ہے۔ 5 مئی کو اس کو deregulate کیا تھا، 5 مئی کے بعد اس کی قیمت بڑھی ہے جو -/133 روپے سے بڑھ کر -/146 روپے ہو گئی ہے۔

چوہدری محمد اصغر گجر : - DAP کھاد کی ایک تو مارکیٹ میں کمی ہو گئی ہے اور دوسرے اس کی قیمت پہلے سے بہت زیادہ بڑھ گئی ہے۔ لہذا اس کی قیمت پر کنٹرول کیا جائے اور مارکیٹ میں اس کی کمی کو دور کیا جائے۔ کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ حکومت پنجاب اس کے سدباب کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت : جناب والا اس کی فروخت بند کر دی گئی تھی جس کی وجہ سے اس کی کمی واقع ہو گئی تھی deregulation کے بعد جو قیمت مقرر ہو گی ۔ اس کا علم ہونے کے بعد اس کی فروخت کھول دی جائے گی۔ اب اس کی کمی میرے notice میں تو نہیں ہے۔ لیکن اگر آپ کوئی specific stand دیں تو ہم اس کمی کو پورا کریں گے۔ اور اس بات کا اہتمام کریں گے کہ یہ کمی کہیں پیدا نہ ہو۔

جناب سپیکر : جناب ریاض حسین پیرزادہ صاحب کا ضمنی سوال ہے۔

جناب ریاض حسین پیرزادہ : جناب والا اس وقت مارکیٹ میں کھاد کی سخت کمی ہے لیکن وزیر موصوف فرما رہے ہیں کہ یہ ان کے نوٹس میں نہیں ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ وزیر صاحب کے محکمے کا فرض ہے کہ وہ اس قسم کی مشکلات کو دور کرے۔ کیونکہ اس وقت کھاد بازار میں دستیاب نہیں ہے اور زمینداروں کو سخت تکلیف ہے۔

وزیر زراعت : کون سی کھاد مارکیٹ میں نہیں ہے؟

جناب ریاض حسین پیرزادہ : تمام فاسفورس کی کھادیں ۔ ڈی اے پی اور یوریا کم از کم بہاولپور کے علاقے میں دستیاب نہیں ہے۔ اور اس کی قیمتوں میں اضافہ عدم دستیابی کی وجہ سے

ہو رہا ہے۔

وزیر زراعت: جناب والا! میرے پاس ریٹس کا گوشوارہ موجود ہے کہ درآمد شدہ کھاد پر کتنی قیمت بڑھی ہے۔ آپ نے یوریا کھاد کے متعلق پوچھا ہے تو میں آج ہی اسے چیک کر لیتا ہوں اور اس کی کمی کو پورا کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جناب وزیر زراعت صاحب! اس چیز میں تھوڑا سا confusion ہے کہ جو کھادیں deregulate ہوئی ہیں۔ اس میں صرف یوریا کھادیں شامل ہیں۔ اس میں یہ کہا جاتا ہے کہ ڈی اے پی یا فاسفورس کھادیں جو درآمد ہوتی ہیں۔ وہ اس میں شامل نہیں ہیں صرف یوریا deregulate ہوئی ہے۔

وزیر زراعت: جناب والا ساری کھادیں deregulate ہوئی ہیں۔ یوریا کھاد کی پیداوار زیادہ ہے اور اس کی سپلائی بھی زیادہ ہے اور اس کے مقابلے میں کھپت کم ہے۔ یوریا کی قیمت ابھی static ہے۔ اس کی قیمت ابھی بڑھی نہیں ہے۔ مگر درآمد شدہ کھادوں کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں کیونکہ deregulation سب پر لاگو ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: جناب جنجوعہ صاحب ضمنی سوال کریں گے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محترم وزیر صاحب بیان فرمائیں گے کہ جب سے انہوں نے فاسفورس والی کھادوں پر پابندی لگائی ہے۔ اس کے بعد سے یہ کھادیں بلیک میں 160 روپے فی بوری فروخت ہو رہی ہے جبکہ ہمیشہ سے یہ روایت رہی ہے کہ جب بھی کاشت کا موسم ہوتا ہے اور جو کھادیں اس وقت استعمال ہوتی ہیں۔ ان کی بلیک شروع ہو جاتی ہے اور دوسری کھادیں عام ملتی رہتی ہیں۔ اس وقت جتنی بھی فاسفورس والی کھادیں ہیں۔ جو کاشت کے وقت استعمال ہوتی ہیں، وہ بلیک میں فروخت ہو رہی ہیں۔ اس کے لیے وزیر موصوف کیا اقدام فرما رہے ہیں؟

وزیر زراعت: یہ باتیں درست نہیں ہیں۔ فاسفورس والی کھادوں کی قیمتیں بڑھی ہیں اور چند یوم اس کی پابندی رہی کیونکہ جو سٹاک ہیں وہ sealed رہے ہیں۔ لیکن صوبائی حکومت اور میں نے خود اس میں مداخلت کر کے اس کو Release کروایا کیونکہ بیجائی کا موسم شروع ہو چکا تھا اور کھادوں کا استعمال ہونا ضروری تھا۔ اس رکاوٹ کو دور کرنے کے بعد موجودہ قیمتوں پہ کھاد فروخت ہو رہی ہے۔ اگر آپ کے علم میں کسی جگہ بلیک کا کوئی عنصر ہو تو اس کو میرے نوٹس

میں لائیں تاکہ اس پر فوری کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر:۔ چوہدری گل نواز وڑائچ صاحب کا ضمنی سوال ہے۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ:۔ کیا وزیر موصوف ازراہ کرم بیان فرمائیں گی کہ کھاد کی قیمت بڑھ جانے کی وجہ سے کاشت کار گنا کاشت نہیں کر رہے۔ اور گنا کاشت نہ ہونے کی وجہ سے چینی کی کمی ہے جو باہر سے منگوانی پڑتی ہے اور حکومت کو اپنا زرمبادلہ ضائع کرنا پڑتا ہے۔ کیا یہ کوئی ایسا منصوبہ رکھتے ہیں جس سے کہ زمیندار کو کھاد میں subsidy دی جائے تاکہ کھاد کی قیمت کم ہو اور فصلیں زیادہ ہوں۔

وزیر زراعت:۔ میرے خیال میں اس بارے میں پہلے بھی جواب دیا جا چکا ہے۔

جناب سپیکر:۔ کھاد پر جو نئی بات ہوئی ہے وہ subsidy کی ہوئی ہے۔

وزیر زراعت:۔ میں نے یہ پہلے ہی عرض کر دیا ہے کہ جیسا کہ ٹیبل شو کرتا ہے۔ یوریا پر 1982 میں subsidy ختم ہو گئی تھا۔ باقی کھادوں پر جو حکومت subsidize کر رہی ہے۔ چونکہ وہ درآمد ہو رہی ہیں اور ان کی قیمت واقعی زیادہ ہے۔ اس لیے کافی حد تک ان کو subsidize کیا جا رہا ہے۔ لیکن حکومت کی یہ پالیسی ہے کہ subsidy کو آہستہ آہستہ کم کیا جائے اور اسے اپنے پاؤں پر کھڑا کیا جائے۔ اس لیے وفاقی حکومت مزید subsidy دینے کے لیے تیار نہیں ہے۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ کھادوں کی قیمت زیادہ ہونے کی وجہ سے پیداوار متاثر ہو گی اور اس بات کو ہم وفاقی حکومت کے ساتھ take up کریں گے۔

جناب سپیکر:۔ چوہدری صاحب کا ضمنی سوال ہے۔

چوہدری محمد رفیق:۔ کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ آیا حکومت نے کھادوں کی قیمت فروخت سے کوئی آمدنی کا ذریعہ تو نہیں بنایا ہوا۔ اور اگر ایسا ہے تو کیا وزیر موصوف یہ بیان فرمائیں گے کہ پنجاب سے کھادوں کی قیمت فروخت سے کتنی آمدنی ہوتی ہے۔ کیونکہ میں نے ایک جگہ پڑھا ہے کہ یوریا کھاد کی formulation جو ہے۔ وہ قدرتی گیس اور نائٹروجن کی amization سے بنی ہے۔ جبکہ اس پر کوئی ایسا خرچ نہیں آتا کیونکہ نائٹروجن بھی مفت میں ملتی ہے اور قدرتی گیس بھی۔

وزیر زراعت:۔ جناب والا! میں اس کی پھر تفصیل بتا ہی دیتا ہوں کہ یوریا کھاد کی قیمت ۱۲۸ روپے پہلے تھی اور ۵۰ کلوگرام کے بیگ کی قیمت اب بھی ۱۲۸ روپے ہے۔ البتہ ڈی اے

پی ایم پی سے کے ۔ ایس او پی، کھادیں امپورٹیڈ ہوتی ہیں۔ ڈی اے پی پر اب بھی گورنمنٹ ۹۳ روپے فی بیگ subsidy دے رہی ہے۔ این ٹی پر ۸۸ روپے دے رہی ہے اور ایس او پی کو ۱۹۳ روپے subsidize کر رہی ہے۔ یہ بات کہ اس سے کمائی کر رہے ہیں۔ قطعاً غلط ہے۔ البتہ مجموعی طور پر کتنی آمدن ہوتی ہے۔ یہ میں اس وقت نہیں بتا سکتا۔ اس کے لیے تو علیحدہ سوال کی ضرورت ہے۔ میرے پاس اعداد و شمار نہیں ہیں کہ مجموعی آمدن کتنی ہوئی ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا! اس سوال کا ہمیں صحیح جواب نہیں ملا۔ مقصد ہمارا کچھ اور تھا۔ میں یہ مانتا ہوں کہ یہ صوبائی ٹیکس نہیں ہے لیکن کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ ان فرٹیلائزر اور یوریا پر سنٹرل ٹیکس فی ٹن کتنا ہے؟

وزیر زراعت: جناب والا! میں اس وقت تو نہیں بتا سکوں گا۔ کہ مرکز کا ٹیکس کتنا ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: یہ نہ بتائیں۔ میں ایک آخری سوال کرتا ہوں۔ جیسے بہاولپور سے ایک فاضل ممبر نے کہا ہے کہ کھاد کی کمی ہے اور یہ کپاس کی بجائی کا موسم ہے کیا وزیر خوراک و زراعت یہ کوشش کریں گے کہ ہر ضلع کے رقبے کے مطابق یہ دریافت کر لیں کہ وہاں یہ تمام قسم کی کھادیں موجود ہیں۔ تاکہ وقت پر کھادیں میسر ہو سکیں اور اگر نہیں ہیں تو ان کا فوری طور پر فراہم کرنے کا اہتمام کریں۔

وزیر زراعت: اس کے لیے میں تیار ہوں اور فوری طور پر اس کو چیک کروں گا۔

چوہدری محمد رفیق: جناب سپیکر! میرا اصل سوال یہ تھا کہ 1977 کی قیمتیں کیا تھیں۔ اور موجودہ قیمتیں کیا ہیں؟ جواب میں 1985 کی قیمتیں دی گئی ہیں جبکہ اب 1986 جا رہا ہے۔ قیمتیں موجودہ مانگی گئی تھیں اور اس کی بجائے 1985 ء کی قیمتیں درج کی گئی ہیں۔ کیا وزیر موصوف بیان فرمائیں گے 1985 اور 1986 میں قیمتیں ایک ہی ہیں یا ان میں کوئی فرق ہے؟

وزیر زراعت: جناب والا! یہ سوال پچھلے سیشن کا ہے جو carry ہوا ہے۔ اس سیشن میں چونکہ یہ اس وقت کا چھپا ہوا ہے۔ لہٰذا اسی وقت کی قیمتیں دی گئی ہیں۔ موجودہ قیمتیں میرے پاس ہیں۔ اگر آپ چاہتے ہیں تو میں اس کو دہرا دیتا ہوں۔

چوہدری محمد رفیق: جناب سپیکر! کیا میں یہ سمجھوں کہ اب تک کی بحث بیکار بحث تھی۔

وزیر زراعت: جناب والا! اگر آپ کو اس بحث کے بیکار ہونے کا شبہ ہے تو بیکار کہہ لیں میرا خیال ہے کہ ساری بحث بیکار تو نہیں گئی ہے۔

چوہدری محمد رفیق: جناب سپیکر آپ کے توسط سے میں پھر یہ عرض کروں گا کہ وزیر موصوف نے ابھی بیان فرمایا ہے کہ ان کے پاس 1986 کی قیمتیں موجود ہیں اور اگر معزز ایوان چاہے تو وہ بیان فرما سکتے ہیں۔ پھر اب تک 1985 کی قیمتوں پر بحث کیوں کی جاتی رہی ہے۔

جناب سپیکر: 1986 کی موجودہ قیمتیں اس ایوان کو فراہم کی جانی چاہئیں۔

وزیر زراعت: جناب والا میں ابھی بتا دیتا ہوں کہ devaluation سے پہلے کی قیمتیں ہیں۔ 50 کلوگرام یوریا کی قیمت 128 روپے ہے۔ ڈی اے پی کی 133 روپے، ایم پی کے 50 کلو گرام پر 82 روپے ہے۔ این ٹی کے 13-13 کی 50 کلوگرام پر 70 روپے۔ ایس او پی ۵۰ کلوگرام پر ۸۰ روپے۔ اور اب جو آپ کی devaluation ہوئی ہے۔ اس کے بعد یوریا کی وہی قیمت ہے۔ ڈی اے پی پر 50 کلوگرام پر 146 روپے increase 10% ایم پی کے پچاس کلوگرام کے تھیلے پر 98 روپے 20 per cent increase این ڈی کے 13-13 پچاس کلوگرام پر 95 20% increase ایس او پی 50 کلوگرام 50 روپے فی بیگ 20% increase

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر ان نئے اعداد وشمار کی وجہ سے میں وزیر زراعت سے پوچھتا ہوں کہ اب جبکہ دنیا میں قیمتیں 130 ڈالر سے 92 ڈالر پر آگئی ہیں تو یہ ۲۰ فیصد یا ۱۰ فیصد بڑھانے کا جواز کیا ہے۔

وزیر زراعت: جناب والا میں عرض کروں گا کہ خام مال یوریا پر پہلے بھی بات ہوئی تھی۔ اور یہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ اس کا خام مال امپورٹ ہوتا ہے۔ کیونکہ سنٹرل گورنمنٹ اس کو کنٹرول کرتی ہے۔ اس لیے اس کی پروڈکشن پر صوبائی حکومت کا کوئی اختیار نہیں وہ تو من وعن وہی ہیں جو پہلے تھیں لیکن یہ کہنا کہ فاسفیٹ والی اور دوسری امپورٹڈ کھادیں جو خام مال کھادیں آتی ہیں۔ اس کی قیمتیں کم نہیں ہوئیں تو میرے اپنے خیال میں کم نہیں۔ یوریا کی وہی قیمت ہے کیونکہ فیڈرل گورنمنٹ اس کو ریگولیٹ کرتی ہے۔ اس کی امپورٹ کو اس کے خام مال کو صوبائی حکومت تو اس کی تقسیم کی ایجنسی کے طور پر کام کرتی ہے۔ اس لیے یہ سوال فیڈرل گورنمنٹ سے کیا جانا چاہیئے۔ البتہ صوبائی حکومت اپنی ذمہ داریاں پوری کرے گی اور ہم اپنا کیس Plead کرتے رہیں گے۔

سردار رفیق حیدر خان لغاری: جناب والا چونکہ کھادوں کی بات ہو رہی ہے۔ تو اس کے بارے میں میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ نمبر ایک deregularization کیوں کی گئی ہے۔

کیا ایسا کرتے وقت پنجاب گورنمنٹ کو اعتماد میں لیا گیا تھا۔ آیا اعتماد میں لیا گیا تھا تو پنجاب گورنمنٹ نے اس کے بارے میں کیا کیا تھا کیونکہ یہ deregulation ایسے مرحلے پر کی گئی جب کہ ساؤتھ پنجاب میں کپاس کی کاشت ہو رہی تھی اور اس کی وجہ سے جتنے سٹاک کسی کے پاس پڑے تھے۔ ڈیلرز نے اس کو سٹاک کر لیا اور من مانگی قیمتیں حاصل کیں۔

دوسرے یہ ہے اس وقت بھی ایس ایس پی دستیاب نہیں ہے۔ جنوب میں اوامونیم نائٹریٹ کی کمی محسوس ہو رہی ہے۔ جنوب میں آپ کی کپاس کی کاشت کو کافی نقصان پہنچ رہا ہے۔ کیا اس بارے میں وزیر متعلقہ کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر زراعت: جناب والا! میرا خیال ہے کہ میرے فاضل دوست دیر سے آئے ہیں۔ اس لیے اگر سوال کے شروع میں موجود ہوتے تو یہ سوال نہ کرتے۔ اس بارے میں پہلے ہی جواب دیا جا چکا ہے کہ پنجاب گورنمنٹ نے جو کیس پلیڈ کیا ہے۔ وہ deregulation کے خلاف ہے۔ میرے پاس اس کی کافی وجوہات موجود ہیں پنجاب گورنمنٹ نے deregulation کے خلاف یہ explain کیا کہ اس کی قیمتیں بڑھیں گی اور پروڈکشن میں کمی ہو گی۔ کیونکہ پنجاب سب سے بڑا کھاد کا استعمال کرنے والا ہے۔ ۷۶ فیصد ہم استعمال کرتے ہیں۔ اس لیے ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا احساس ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس کی کمی میں نے پہلے ہی نوٹ کر لی ہے اور میں اس کو چیک کروں گا کہ کہاں کس جگہ کس چیز کی کمی ہے۔

جناب مہدی خان: کیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ یوریا کا گورنمنٹ کا ریٹ ۱۲۸ روپے تھا۔ لیکن آج تک بازار میں جو کھاد ملتی ہے وہ ۱۱۰ روپے ہے اس کی کیا وجہ ہے کہ جب گورنمنٹ نے اس کا ریٹ ۱۲۸ روپے مقرر کیا تھا تو بازار میں ۱۱۰ روپے میں ملتی رہی اب فوری قیمتیں بڑھانے کا کیا جواز ہے کیونکہ یوریا ۱۱۰ روپے کے حساب سے دو تین سال سے لے رہے ہیں اور آپ نے اس کا ریٹ ۱۲۸ روپے مقرر کیا ہے اس کی وجہ بتائیں یہ بازار میں ۱۱۰ روپے کیوں بکتی ہے؟

وزیر زراعت: میرا خیال ہے میرے دوست اس بات سے آگاہ ہیں کہ وہ کیوں بکتی ہے۔ اس کے متعلق ہم میٹنگ کر چکے ہیں۔ اس کے دو ریٹ کیوں ہیں۔ ایک یہ ہے کہ ہم کو آپریٹو کے ذریعہ جو بلاسود قرضہ دیتے ہیں۔ اگر ایک آدمی اس کھاد کو ۱۲۸ روپے کے

حساب سے لے کر ۱۱۰ تو کیا ۱۰۰ روپے میں بھی بیچ دے تو اس میں گورنمنٹ کا کنٹرول نہیں لیکن یہ واقعہ صحیح بات ہے کہ یہ دوغلی پالیسی ہے۔ اس سلسلے میں ایک میٹنگ کر چکا ہوں اور ان شاء اللہ ہم اس دوغلی پالیسی کو ختم کریں گے تاکہ fix جو ریٹ ہے۔ وہ قائم رہے۔ اور مارکیٹ سے لے کر دوبارہ ری سیل کر کے نقد پیسہ لینے والا جو رجحان ہے۔ اس کو کسی طور پر ختم کیا جائے۔

جناب مہدی خاں: جناب والا! میں وزیر موصوف کے جواب سے مطمئن نہیں ہوں۔ کیونکہ یہ جو آپ نے قرضوں والی بات کے متعلق کہا ہے تو اگر زمیندار لیتے ہیں تو وہ محکمے کو دو روپے فی بیگ دیتے ہیں۔ ۱۲۸ روپے اور ۲ روپے میں اگر کم بھی لیں تو ۱۲۶ ہو گیا۔ ۱۲۶ میں سے پھر بھی ۱۶ روپے فی بوری کی کمی واقع ہوتی رہی ہے یہ کیوں ہوتی ہے اور اس کی وجہ مجھے بتائیں کہ ۱۶ روپے فی بیگ قیمت بازار میں کم ہے۔ جبکہ پھر اچانک قیمت بڑھانے کا کیا جواز ہے؟

وزیر زراعت: میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بھی آپ کے نوٹس میں ہے۔ جناب والا۔ کوآپریٹوز کے ذریعے دس ہزار روپے کا بلا سود قرضہ ملتا ہے اور اس کے تحت کھاد اور یہ ساری چیزیں زمینداروں کو مہیا کی جاتی ہیں۔ کئی لوگ یوں بھی کرتے ہیں کہ چیک لے کر کھاد جاری کروائی اور ۱۲۸ روپے میں خرید کر مارکیٹ میں دوبارہ اسی ڈیلر کو ہی کم قیمت پر مثلاً ۱۰۰ روپے میں واپس کر کے نقد پیسے اپنی جیب میں ڈال لیے اور اپنی دیگر ضروریات پوری کر لیں تو پھر ڈیلر اس میں مزید اپنا منافع شامل کر کے ۱۱۰ روپے یا اس سے کم یا زیادہ میں لوگوں کو دے دیتا ہے۔ یہ تو عام بات ہے۔ اس کا میرے فاضل دوست کو علم ہونا چاہیئے لیکن جب حکومت کے نوٹس میں یہ آیا تو اس کے متعلق میں ایک میٹنگ کر چکا ہوں تاکہ یہ دوعملی اور corruption ختم کر کے ہم ان Commodities کو تقسیم کر سکیں اور چھوٹے کسانوں کے دروازوں تک بھی پہنچا سکیں۔ تاکہ مارکیٹ میں دوبارہ بیچنے والا رجحان اور یہ دوعملی ختم ہو سکے۔ اس پر کافی پہلے بات ہو چکی ہے۔

ملک طیب خان اعوان: جناب سپیکر یوریا کی پیداوار ہمارے ملک میں ہماری ضرورت سے زائد ہے۔ لامحالہ ہم اس کو بیرون ملک فروخت کرتے ہیں کیا وزیر موصوف یہ بتا سکتے ہیں کہ ہم اس کو کس بھاؤ بیرون ملک فروخت کرتے ہیں اور اپنے ملک میں کس بھاؤ

بیچتے ہیں ؟

وزیر زراعت :۔ جہاں تک اپنے ملک میں بیچنے والی بات ہے تو وہ ان کے سامنے ہے۔ لیکن بیرون ملک بیچنے کے معاملے میں صوبائی حکومت کا کوئی عمل دخل نہیں ہے اور نہ ہی مجھے پتا ہے کہ اگر وہ ایکسپورٹ ہوتی ہے تو کس ریٹ پر ہوتی ہے۔ اس بارے میں تو فیڈرل گورنمنٹ سے ہی سوال کیا جا سکتا ہے۔

چوہدری محمد صدیق سالار :۔ کیا وزیر موصوف بتا سکیں گے کہ ڈیلر حضرات کو کمپنی فی بیگ کتنا کمیشن دیتی ہے ؟

وزیر زراعت :۔ جو کمپنیاں پرائیویٹ طور پر ڈیلرز حضرات کو کھاد دیتی ہیں۔ مثلاً یوریا جس پر کوئی سٹیٹ کنٹرول نہیں ہے۔ اس پر کمیشن دیتی ہیں۔ اس سے بھی قیمتوں پہ تھوڑا سا فرق پڑتا ہے لیکن یہ بات کہ کمپنیاں پرائیویٹ ڈیلرز حضرات کو کتنا کمیشن دیتی ہیں میں صحیح طور پر نہیں جانتا۔

جناب سپیکر :۔ وزیر زراعت نے اس سوال پر محسوس کیا ہوگا کہ کھادوں کی قیمتیں بڑھ جانے سے اس ایوان کے معزز اراکین میں تشویش پائی جاتی ہے۔ جس کی وجہ سے اتنے سوالات کیے گئے ہیں کہ اس میں بلاشبہ Policy matter ملوث نظر آتا ہے اور وہ ہے سنٹرل گورنمنٹ کا ڈی ریگولیٹ کرنے کا اقدام کیونکہ اس ضمن میں آپ خود بھی فرما چکے ہیں کہ حکومت پنجاب deregulate کرنے کے مخالف تھی اور حکومت پنجاب نے یہ کیس پیش کیا لیکن اس کے نتائج اب آپ کے سامنے ہیں کیونکہ پنجاب میں کھادوں کی سب سے زیادہ کھپت ہے۔ اس پالیسی سے پنجاب کے کاشت کاروں کو سب سے زیادہ نقصان پہنچا ہے تو اس سلسلے میں حکومت پنجاب کو بہت زیادہ تحرک کرنے اور بہت زیادہ اپنے حقوق کے حصول کے لیے جدوجہد کرنے کی ضرورت ہے۔ جس کے بارے میں سبھی اراکین اسمبلی میں سمجھتا ہوں کہ متفق ہیں۔ آپ اس سلسلے میں فرما سکیں گے کہ اب حکومت پنجاب اس پہ مزید تحرک کر سکتی ہے۔ تاکہ پنجاب کو پہنچنے والے نقصان کا ازالہ ہو سکے۔

وزیر زراعت :۔ جناب والا۔ آپ کی یہ بات درست ہے۔ میں نے اس کو محسوس کیا ہے۔ بلکہ حکومت پنجاب کو بھی اس پر تشویش ہے۔ کیونکہ اگر پنجاب کے زمینداروں کو کسی قسم کی تشویش ہو گی تو حکومت لازمی طور پر اس کا ایک حصہ ہے۔ اس بارے میں ہم اپنے پیپر تیار

کر رہے ہیں اور ہم نے deregulation کے خلاف جن چیزوں پر اعتراض کیا تھا۔ اس کا نتیجہ من وعن وہی نکلا۔ بلکہ ہمارا مشاہدہ یہ بھی ہے کہ یوریا کی قیمت بھی یہ نہیں رہے گی۔ بلکہ وہ اس پر بھی اجارہ داری قائم کر کے اور اس کی مصنوعی قلت ظاہر کر کے private سیکٹر والے اس کی قیمت بھی بڑھائیں گے۔ اس لیے ہم اپنے طور پر اس کو دوبارہ take up کریں گے۔ دوبارہ اپنا کیس مرکزی حکومت کے ساتھ بڑی شد ومد سے take up کریں گے کہ ہماری طرف سے جو بات کہی گئی تھی۔ وہ درست ثابت ہوئی۔ اس لیے اس پر دوبارہ غور کیا جائے۔

جناب ممتاز احمد خاں بھچر: پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا، وزیر زراعت نے یہ کہہ کر کاشت کاروں کی ہتک کی ہے کہ کاشت کار کھاد خرید کر سستے داموں بیچ دیتے ہیں پھر اس کی کا جواز اور وجہ بھی بتائی کہ مقررہ قیمت اور مارکیٹ کی قیمت میں فرق کی وجہ جواز یہ بتائی گئی ہے کہ زمیندار کھاد خرید کر سستے داموں بیچ دیتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کاشت کاروں کے ساتھ بہت بڑی زیادتی ہے۔ اس کی وجہ یہ بھی ہو سکتی ہے کہ کمپنیوں کے پاس منافع کا اتنا margin ہے کہ وہ کم قیمت پر بھی بیچی جا سکتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کاشت کاروں پہ بہت بڑا الزام ہے کہ ہم کھاد خرید کر اس کو سستے داموں بیچ دیتے ہیں۔

وزیر زراعت: جناب والا، یہ پوائنٹ آف آرڈر تو نہیں بنتا لیکن میں نے حقائق بیان کئے ہیں دوسری بات جو انہوں نے margin of profit کی کی ہے، پرائیویٹ کمپنیاں جو private dealers کو کمیشن دیتی ہیں۔ وہ بھی ایک فیکٹر ہے اور میں پہلے بتا چکا ہوں۔ یہ دونوں فیکٹر ہیں اور دونوں حقائق ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ نہ صرف کاشتکار کی بلکہ یہ حکومت کی بھی توہین ہے کہ بلاسود قرضوں کی وجہ سے کم قیمت پر بیچ کر اس کا استحصال کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

کپاس کا زیر کاشت رقبہ

*461 سردار نصر اللہ خاں دریشک: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ بہاول پور، ملتان اور ڈیرہ غازی خان کے ڈویژن میں ضلع وار کپاس کا زیر کاشت رقبہ گزشتہ سال کتنا تھا اور اس سال کتنا ہے؟

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور): بہاولپور، ملتان اور ڈیرہ غازی خاں ڈویژن میں ضلع وار کپاس کا زیر کاشت رقبہ سال 85-1984 اور 86-1985 درج ذیل ہے۔

ڈویژن	سال 85-1984	سال 86-1985	رقبہ ہزار ایکڑوں میں فیصد زیادتی / کمی
ملتان ڈویژن	1641	1909	16.33 +
ساہیوال	318	400	25.79 +
ملتان	909	1045	14.96 +
وہاڑی	414	464	12.08 +
ڈیرہ غازی خاں ڈویژن	454	445	1.98—
مظفرگڑھ	195	210	7.69 +
لیہ	48	44	8.33—
ڈیرہ غازیخاں	63	66	4.76 +
راجن پور	148	125	15.54—
بہاول پور ڈویژن	1162	1217	4.73 +
بہاول پور	348	369	6.03 +
رحیم یار خان	568	542	4.58—
بہاول نگر	246	306	24.39 +

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: ضمنی سوال۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انھوں نے ایوان میں جو گوشوارہ پیش کیا ہے۔ اس کے مطابق ضلع لیہ، راجن پور اور رحیم یار خان میں کپاس کے زیر کاشت رقبے میں کمی واقع ہوئی ہے۔ کیا وزیر موصوف ایوان کو اس کی وجوہات بتا سکیں گے؟

وزیر زراعت: جناب والا! میرا خیال ہے کہ ایوان اس بات سے بھی آگاہ ہے کہ گذشتہ سال منگلا کمانڈ ایریا اور تربیلا کمانڈ ایریا وغیرہ پر اس ایوان میں بحث ہوتی رہی ہے یہ وہ رقبہ ہے جو تربیلا کمانڈ کا ایریا کا رقبہ ہے۔ جس میں پچھلے سال پانی کی کمی ہوئی چشمہ جہلم لنک میں پانی کی کمی ہوئی۔ اس کی اور بھی کئی وجوہات ہو سکتی ہیں۔ لیکن ایک وجہ یہ

بھی ہے کہ تربیلا کمانڈ ایریا میں پانی کی کمی ہونے کی وجہ سے کاشت کم ہوئی۔

جناب محمد صدیق انصاری: جناب سپیکر! وزیر موصوف بتائیں گے کہ پانی کی کمی کو دور کرنے کے لیے حکومت پنجاب نے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

وزیر زراعت: میرا خیال ہے کہ معزز اراکین کے علم میں ہے کہ گذشتہ سال بھی اس بات پر وزیر اعلیٰ صاحب کی وفاقی حکومت کے ساتھ مسلسل میٹنگیں ہوئیں اور اس پر پنجاب نے جس طرح اپنا نقطہ نظر پیش کیا اس سے کافی حد تک ہمیں relief مل گیا تھا لیکن ظاہر ہے کہ اس کے حتمی نتائج اسی وقت برآمد ہوں گے کہ جب دریائے سندھ کے پانی کی صوبوں میں تقسیم کا مکمل فیصلہ ہو جائے گا۔

ملک طیب خان اعوان: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو گوشوارہ دیا گیا ہے اور اس میں جو الفاظ لکھے گئے ہیں "۰۰۹" یہ کیا ہیں؟ یہ مربع ہیں، ایکڑ ہیں، کیا ہیں؟

وزیر زراعت: یہ رقبہ ہزار ایکڑوں میں ہے۔

جناب سپیکر: یہ اس کے اوپر لکھا ہوا ہے۔ ہزار ایکڑوں میں رقبہ ہے۔

جناب مہدی خاں: جناب والا! پچھلے سال زمینداروں کو اکثر یہ شکایت تھی کہ ان کو کیڑے مار دوائیاں جعلی مہیا ہوتی تھیں اور اس سال بھی شاید سپرے اور دوائیاں جعلی ہوں کیا حکومت نے ان کی روک تھام کے لیے کوئی اقدامات کئے ہیں؟

وزیر زراعت: جناب والا! اس ضمنی سوال کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اگر آپ فرمائیں تو جواب دے دوں۔

جناب سپیکر: اس ضمنی سوال کا اصل سوال سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ چوہدری محمد رفیق احمد

چوہدری محمد رفیق: جناب سپیکر! ابھی تھوڑی دیر پیشتر جناب وزیر صاحب نے قیمتوں کے بارہ میں فرمایا ہے۔ میں اس سلسلے میں عرض کرنا چاہوں گا۔ کیونکہ میرے ذہن میں بھی ایک سوال ہے کہ جن اضلاع میں کپاس کی کاشت میں کمی ہوئی ہے۔ اس کا سبب انہوں نے پانی قرار دیا ہے۔ کیا یہ درست نہ ہوگا کہ کاشتکار کو قیمتیں مناسب نہ ملنا فصل میں ردوبدل یا کمی بیشی کا سبب بنی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی اسباب ہیں صرف پانی کی کمی ہی اس کا سبب نہیں ہے۔

وزیر زراعت: شاید چوہدری صاحب پہلے بحث میں دماغی طور پر حاضر نہ رہے ہوں

میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں یہ بھی ایک سبب ہے جہاں تک قیمتوں کا تعلق ہے ۔ اس وقت زمیندار کو supporting price ادا کرنے کے لیے حکومت کو دو سو کروڑ روپیہ subsidize کرنا پڑ رہا ہے ۔ ابھی تک کپاس کی ۷۵ لاکھ گانٹھ ٹارگٹ سے بھی زائد ہوئی اور رقبے میں بھی بہت زیادہ اضافہ ہوا ہے ۔ ہمیں تو یہ شکایت ہے کہ گنے کا ایریا بھی کپاس کی value price کی وجہ سے اس میں شامل ہو رہا ہے تو یہ کپاس کی قیمتوں میں کمی کا سبب نہیں تھا اور اس کا یہ سبب نہیں تھا جس کی چوہدری صاحب بات کر رہے ہیں ۔

جناب سپیکر: پیر محمد شاہ کھگا ۔

کاٹن جننگ اینڈ پریسنگ فیکٹری لگانے کے اختیارات

525* پیر محمد شاہ کھگا :۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کاٹن جننگ اینڈ پریسنگ فیکٹری لگانے کا لائسنس جاری کرنے کے اختیارات صوبائی سیکرٹری کو دے دیئے گئے ہیں اگر ایسا ہے تو ضلعی انتظامیہ ڈپٹی ڈائریکٹر زراعت کو یہ اختیارات نہ دینے کی وجوہ کیا ہیں ؟

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور) :۔ جی نہیں ، نئی کاٹن جننگ اینڈ پریسنگ فیکٹری کے لائسنس جاری کرنے کے اختیارات کاٹن کنٹرول رولز 1966ء کے رول نمبر 9 - شق نمبر (5) کے تحت ڈپٹی ڈائریکٹر زراعت کو دیئے گئے ہیں جو مجوزہ شرائط پوری کرنے کے بعد جاری کیئے جاتے ہیں ۔

ضمنی سوالات

ریاض امیر المعروف چوہدری عبدالحق بھٹی :۔ کیا وزیر موصوف ازراہ کرم فرمائیں گے کہ کیا ڈپٹی ڈائریکٹر صاحب عملی طور پر یہ لائسنس جاری کر رہے ہیں ؟

وزیر زراعت :۔ یہ لائسنس ڈپٹی ڈائریکٹر ہی کی طرف سے جاری ہوتا ہے ۔

ریاض امیر المعروف چوہدری عبدالحق بھٹی :۔ جناب والا عملی طور پر ایسا نہیں ہو رہا ۔

وزیر زراعت :۔ عملی طور پر بھی یہی ہو رہا ہے ۔ اگر آپ یہاں درخواست دے دیں ، سیکرٹریٹ کو دے دیں یا مجھے دے دیں تو ہم بھی اس درخواست کو ڈپٹی ڈائریکٹر کو ہی بھیجیں گے ۔ اور وہ ہی لائسنس جاری کرے گا ۔

سردار رفیق حیدر خاں لغاری: جناب والا، وزیر موصوف کو صحیح معلومات نہیں ہیں اس وقت بھی سیکرٹریٹ سے لائسنسز کی منظوری دی جا رہی ہے۔ شاید کھر صاحب کے زمانے میں ایک Government Directive دیا گیا تھا جس کے تحت یہ پاورز Centralize کر لی گئی تھی اور آج تک بارہا اس کو move کرنے کے باوجود اس Government directive کو ختم نہیں کیا جا رہا جس کی وجہ سے ایسی کئی فیکٹریاں لگی ہوئی ہیں اور جن کی ضرورت ہے لیکن یہاں سیکرٹریٹ کی کئی دفعہ فائلیں آتی ہیں اور ان پر چھوٹی چھوٹی Queries لگ کر واپس چلی جاتی ہیں جس کی وجہ سے حکومت کو فیس نہیں مل رہی ہے کیونکہ جب تک لائسنس نہ ہو اس وقت تک وہ فیس بھی نہیں دیتا اور اس کی وجہ سے ریونیو بھی متاثر ہو رہا ہے۔ میں یہ وزیر موصوف سے گزارش کروں گا کہ براہ مہربانی یہ فوری طور پر واپس لیا جائے اور یہ پبلک کے مفاد میں ہوگا وہ پاورز جس طرح رولز میں دی ہوئی ہیں۔ ڈپٹی ڈائریکٹر کے پاس ہونی چاہئیں تاکہ وہ موقع پر ہی فیصلہ کر سکے۔

وزیر زراعت: جناب والا! میں اس کی پرزور تردید کرتا ہوں اب بھی جو رولز ۱۹۶۶ء کے ہیں۔ اسے جاری کرنے والا ڈپٹی ڈائریکٹر ہی ہے۔ ان پر کوئی directive اثر انداز نہیں ہو سکتا جب تک وہ رولز موجود ہیں اور ہم نے اس میں کوئی ترمیم نہیں کی ہے۔ اب بھی لائسنس وہیں سے ہی ہوتے ہیں لیکن یہ بات کہ یہاں سے منظوری ہوتی ہے اور اس شکل میں کہ کوئی آدمی ان شرائط پر پورا نہ ہو اور وہ relaxation کے لیے کہے کہ میرا ایریا relax کر دو یا کوئی اور شرط ہو تو ظاہر ہے کہ ڈپٹی ڈائریکٹر تو شرائط پوری ہونے پر لائسنس جاری کرے گا۔ اگر کسی شرط کو relax کرنے کے لیے کہا جائے گا تو ظاہر ہے کہ وہ پنجاب گورنمنٹ ہی کرے گی کیونکہ ڈپٹی ڈائریکٹر اس کو relax نہیں کر سکتا۔ اسی شکل میں فائیل یہاں آئے گی وگرنہ لائسنس وہیں سے جاری ہوں گے بشرطیکہ دیگر تمام شرائط مکمل ہوں۔

سردار رفیق حیدر خان لغاری: جناب والا! میں اس کی ذرا وضاحت کرنا چاہوں گا میں وزیر موصوف سے بڑی معذرت سے گزارش کروں گا کہ ان کی معلومات صحیح نہیں ہے کیونکہ میرا اپنا ذاتی کیس ہے۔ پچھلے پانچ سال سے میرے خیال میں اس فائیل کو دس مرتبہ ڈپٹی ڈائریکٹر نے پوری سفارشات کے ساتھ تصدیق کر کے اسلام کاٹن فیکٹری کا کیس سیکرٹریٹ میں بھجوایا ہے ابھی تک یہاں سے آرڈر نہیں ملے۔ چھوٹی چھوٹی queries لگا دیتے ہیں۔ اگر ڈپٹی ڈائریکٹر فائل

پہ رکھ رہا ہے کہ میں مطمئن ہوں تو پھر وہ اس کی کیوں اجازت نہیں دے رہا میں اس کی وضاحت چاہوں گا۔

وزیر زراعت:۔ میرے فاضل دوست کا ذاتی کیس ہے تو میں اس کو علیحدہ کر سکتا ہوں لیکن میں اپنی بات پر اب بھی مصر ہوں کہ سب مجھے اپنے محکمے کے متعلق مکمل معلومات حاصل ہیں۔ مجھے مزید معلومات حاصل کرنے کی گو ضرورت تو رہتی ہے۔ لیکن اس بارہ میں سب مجھے مکمل معلومات ہیں۔ میں نے پہلے جو کچھ عرض کیا ہے وہ ابھی اسی شق میں آتا ہے ڈپٹی ڈائریکٹر ملاں کو سپورٹ تو کرتا ہو گا لیکن اس میں کوئی نہ کوئی خامی ایسی ہو گی۔ جس کی وجہ سے یہاں فائل موجود ہو گی یہ نہیں ہو سکتا کہ اگر کیس شرائط اور رولز کے مطابق پورا اترتا ہو تو اس کے باوجود اس کو پھر یہاں بھیجا جائے۔ ان کے کیس کے متعلق ہے کہ اگر یہ چاہیں تو میں اس کو دیکھ لوں گا دوسری بات یہ ہے کہ کوئی لائسنس جو اس رول کو مکمل کرتا ہو۔ اس کو یہاں بھیجنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اس کے علاوہ جو آپ نے directive کی بات کی ہے اس کی میں پہلے ہی تردید کر چکا ہوں کہ ایسا کوئی directive اس وقت زیر عمل نہیں ہے۔ جس کی آپ بات کرتے ہیں موجودہ رولز پہ کوئی directive ہو گا یا تھا تو اب نہیں ہے اور اگر تھا بھی تو اس کی قانونی حیثیت کوئی نہیں ہے۔ جب تک رولز اور لاء میں ترمیم نہ کی جائے۔

جناب سپیکر: وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر زراعت:۔ میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں

جناب سپیکر:۔ بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع گوجرانوالہ میں چاول کی فصل پر سپرے

*538۔ چوہدری خالد جاوید ورک:۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

الف) کیا یہ حقیقت ہے۔ کہ حکومت چاول کی فصل پر ہر سال سپرے کرنے کا پروگرام مرتب کرتی ہے۔

ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اس سال حکومت کا سپرے نہ کرنے سے ضلع گوجرانوالہ میں چاول کی فصل کو بہت زیادہ نقصان پہنچ رہا ہے۔

(ج) اگر جزو (الف) (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت پھر چاول کی فصل پر سپرے کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور) یہ درست نہ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ اس سلسلے میں اس امر کی وضاحت ضروری ہے کہ 85-1984 میں چاول کی اہمیت اور اس پر کیڑے مکوڑوں کے حملے کی وجہ سے ہونے والے نقصان کو مدنظر رکھتے ہوئے 100 فیصد نرسریوں پر زہر پاشی محکمہ زراعت نے کی۔ امسال بھی اس کے فوائد کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ کام محکمہ زراعت نے انجام دیا ہے ضلع گوجرانوالہ میں 37915 چاول کی نرسریاں جو کہ 13126 ایکڑ رقبہ پر مشتمل تھی۔ ایک دفعہ زہر پاشی کی گئی اور 4591 ایکڑ پر مشتمل دھان کی نرسریوں پر جہاں کہ پچھلے کئی سالوں سے مسلسل کیڑوں کا حملہ شروع ہوتا ہے اور کافی نقصان کا باعث بنتا ہے۔ دوبارہ زہر پاشی کی گئی۔ پنیری کو کھیتوں میں منتقل کرنے کے بعد فصل پر زہر پاشی زمیندار حضرات خود کرتے ہیں۔ محکمہ کا کام دوران سیزن پیسٹ سکاؤٹنگ اور کیڑوں مکوڑوں سے نقصانات کی مناسب تشہیر، ان کے سدباب کے لیے مناسب سفارشات اور دوائیوں کا بندوبست کرنا ہے۔ جو کہ حسب معمول کیا گیا اور بعض زمیندار حضرات نے محکمہ کی سفارشات کے مطابق کرم کش ادویات فصل میں ڈالی ہیں۔ ان کی فصلیں کیڑے مکوڑوں کے حملہ کی وجہ سے نقصان سے محفوظ رہی ہیں۔

(ج) جزو الف اور ب کا جواب نفی میں ہے۔ آئندہ سال بھی حکومت چاول پر محکمہ کی طرف سے مفت سپرے کرنے کا ارادہ نہیں رکھتی۔ جس کی وجوہ مندرجہ ذیل ہیں۔

دھان کی فصل پر سپرے کی نسبت دانہ دار زہریں زیادہ موثر ثابت ہوتی ہیں

سپرے کی نسبت دانہ دار زہریں ڈالنا آسان اور کم خطرناک ہے۔

حکومت پاکستان نے 1980 میں ایک پالیسی فیصلہ کے تحت کرم کش ادویات پر سب سڈی ختم کر دی۔

مسٹر عنایت اللہ ہیڈ کلرک کی معطلی کی تحقیقات

*559 جناب سجاد احمد چیمہ۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ،

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ مسٹر عنایت اللہ اسسٹنٹ (ہیڈ کلرک) کو اس کی تعیناتی کے 10 ماہ بعد ہی ڈائریکٹر زراعت راولپنڈی نے حکم نمبر انتظامیہ 6100.4 مورخہ 21 اپریل 1984 کے تحت راولپنڈی سے دفتر ایکسٹرا اسسٹنٹ ڈائریکٹر زراعت پنڈ دادنخان ضلع جہلم تبدیل کر دیا

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ احکامات کے خلاف اہلکار نے مورخہ 22 اپریل 1984 اور 9 مئی 1984 کو تحریری اپیل کی تھی۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اہلکار کی اپیل پر ڈائریکٹر نے حکم صادر کیا کہ وہ مذکورہ احکامات کی تعمیل کرے تو اس کو فوراً پنڈ دادنخان سے کسی دوسری جگہ پر تبدیل کر دیا جائے گا۔

(د) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ ڈپٹی ڈائریکٹر نے بھی تحریری طور پر ڈائریکٹر زراعت راولپنڈی کو لکھا کہ وہ اس اہل کار کو رکھنے کے لیے تیار نہیں ہے۔

(ہ) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ اہل کار مذکورہ 3 اپریل 1985ء تا 30 جون 1985ء کو بیمار تھا۔ اور اس نے اپنی بیماری کا سرٹیفکیٹ۔ ایم ایس، سول ہسپتال ٹوبہ ٹیک سنگھ کی جانب سے جاری کردہ پیش کر دیا تھا۔

(ز) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ ڈائریکٹر مسٹر محمد اکرم نے اہل کار مذکور کو غیر حاضر تصور کرتے ہوئے اور افسران بالا کو اہل کار کے خلاف جھوٹی اور غلط رپورٹ کر کے افسران سے اس کی معطلی کے احکامات حاصل کر کے اہل کار کو ۲ جولائی 1985ء سے معطل کر دیا ہے۔

(ح) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اہل کار مذکورہ کو اس کی اپیلوں کے باوجود جہلم ضلع سے تبدیل نہ کرنے کی کیا وجوہات تھیں اور کیا حکومت اس کو بحال کر کے دوسری زون میں تبدیل کرنے کو تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں نیز کیا حکومت اس سلسلہ میں کئے گئے غیر قانونی اقدامات کی انکوائری کروانے کو تیار ہے؟

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور)

(الف) ہاں یہ درست ہے۔

(ب) ہاں یہ درست ہے۔

(ج) ڈائریکٹر زراعت نے احکامات کی تعمیل کے متعلق ہدایت کی لیکن پنڈ دادنخاں سے فوری تبدیلی کی بابت کوئی ذکر ہوا اور نہ ہی کوئی وعدہ کیا گیا۔

(د) ہاں یہ درست ہے۔

(د) ہاں یہ حقیقت ہے کہ اہل کار 3 اپریل 85 تا 30 جون 85 تک بیمار تھا اس نے اپریل 85 کو اپنا میڈیکل سرٹیفکیٹ از اں 3 اپریل 85 تا 2 مئی 85 ء جو کہ میڈیکل سپرنٹنڈنٹ ٹوبہ ٹیک سنگھ کا تصدیق شدہ تھا۔ بھیجا جس پر ڈپٹی ڈائریکٹر زراعت، جہلم نے ڈائریکٹر ہیلتھ سروس لاہور کو بحوالہ مراسلہ نمبر 73649 انتظامیہ مورخہ 8 اپریل 85 ء برائے تشکیل میڈیکل بورڈ لکھا۔ دوسرا سرٹیفکیٹ میڈیکل از اں 3 مئی 85 تا 2 جون تک عکس نقل ڈپٹی ڈائریکٹر زراعت جہلم کو ارسال کی پھر مورخہ 3 مئی 85 ء تا 2 جون 85 کا اصل سرٹیفکیٹ مع تیسرا سرٹیفکیٹ از اں 3 جون 85 تا 30 جون 85 ڈپٹی ڈائریکٹر زراعت جہلم کو مورخہ 8 جون 85 کو روانہ کر دیا۔ جس پر ڈپٹی ڈائریکٹر زراعت، جہلم نے مراسلہ نمبر 5046 انتظامیہ مورخہ 12 جون 85 کو ڈائریکٹر ہیلتھ، سروس پنجاب لاہور کو لکھ کر دیا کہ میڈیکل بورڈ تشکیل کرنے کے بعد کوئی نئی تاریخ مقرر کی جائے جو کہ تا حال التوا میں ہے۔

(ه) یہ حقیقت نہ ہے۔

اہلکار مذکورہ کو وزارتی عملہ دفتر معاون نائب ناظم زراعت، پنڈدادنخان کو دفتر سے غیر حاضر ہونے پر اکسایا۔ جس کے نتیجہ میں تحصیل پنڈدادنخان کے عملے کی تنخواہوں کے بل نہ بن سکے اور نہ ادائیگی کی جا سکی۔ اس دقوعہ کی تفصیل انکوائری جناب بشیر احمد صابر ڈائریکٹر زراعت (اے آئی) لاہور سے کروائی گئی جس کے نتیجہ میں مسٹر عنایت اللہ ہیڈ کلرک کو قصور وار گردانا گیا اور اس بنا پر اسے مورخہ 6 جولائی 1985 کو معطل کر دیا گیا۔

(ح) اس کی اپیلوں کے باوجود ضلع جہلم سے تبدیل نہ کرنے کی وجوہات یہ تھیں۔

(i) اہل کار نے اپنی اپیلوں میں یہی کوشش کی کہ اس کو نہ صرف ضلع جہلم سے بلکہ راولپنڈی ڈویژن سے تبدیل کر کے فیصل آباد ڈویژن میں تعینات کیا جائے۔

(ii) کیونکہ اہل کار نے راولپنڈی کا رہائشی بن کر ملازمت لی تھی وگرنہ یہ اس ڈویژن میں قواعد و ضوابط کی روشنی میں بھرتی نہ ہو سکتا تھا کیونکہ اس کی سنیارٹی بھی اس ڈویژن میں موجود ہے۔

(2) اگر اس کو دوسری رینج میں تبدیل کر دیا جائے تو

(i) سول ملازمین کے قواعد کی نفی ہو گی۔

(ii) اس رینج کے ملازمین کی سنیارٹی متاثر ہو گی۔

(3) اہل کار کے خلاف کوئی غیر قانونی اقدام نہیں کیا گیا بلکہ قواعد استعداد اور نظم و ضبط (سول ملازمین مجریہ 1975 کے تحت کارروائی عمل میں لائی گئی ہے۔

(4) ڈپٹی ڈائریکٹر جہلم نے ایک سینئر آفیسر کو برائے انکوائری نگران افسر (Authorised officer) مقرر کیا۔ انکوائری رپورٹ مکمل ہونے پر نگران افسر نے مندرجہ ذیل احکامات جاری کئے۔

(i) مسٹر عنایت اللہ ہیڈ کلرک مورخہ 24 مارچ 1985 تا 31 مارچ 1985 تک دفتر میں حاضر رہا۔ لیکن عملہ کی تنخواہ کے بل نہ بنوانے کا قصور وار گردانتے ہوئے تنبیہ کی گئی کہ آئندہ محتاط رہے۔

(ii) عرصہ معطلی از 6 جولائی 1985ء تا 10 فروری 1986ء کو ڈیوٹی پر تصور کیا گیا۔

(iii) مسٹر عنایت اللہ کو از 6 جولائی 1985 سے ملازمت پر بحال کر دیا گیا ہے۔

تحصیل پسرور میں ٹربائنیں لگانے کا بندوبست

*584 سید اختر حسین رضوی: کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پسرور ایک بارانی تحصیل ہے جہاں حکومت نے سکیم کے تحت ٹربائنز سبسڈی لگائی گئی تھیں جو کہ کامیابی سے کام کر رہی ہیں مگر وہ علاقہ کی ضروریات کے لیے ناکافی ہیں

(ب) کیا یہ درست ہے کہ عوام کے دیرینہ مطالبہ کے پیش نظر حکومت مذکورہ علاقہ میں مزید ٹربائنیں لگانے پر غور کر رہی ہے۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ بالا سکیم پر کب تک عملدرآمد کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور)

(الف) جی ہاں

(ب) جی نہیں

(ج) اخراجات کی زیادتی اور بجلی کے حصول میں مشکلات کی وجہ سے یہ سکیم ترک کرنا پڑی اور ٹربائن لگانے کی نئی سکیم کوئی زیر غور نہیں۔

چاول کی فصل پر سپرے

*598 سید اقبال احمد شاہ: کیا وزیر زراعت از راہ کرم فرمائیں گے کہ۔
(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیالکوٹ، گوجرانوالہ اور گجرات کے اضلاع میں چاول کی فصل پر سپرے نہ ہونے کی وجہ سے کیڑے کے حملے سے متاثر ہوئی ہے
(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت آئندہ سال وقت پر سپرے کرنے کے سلسلے میں اقدام کرنے کو تیار ہے؟

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور)

(الف) یہ درست ہے۔ ضلع سیالکوٹ، گوجرانوالہ اور گجرات میں اگائی جانے والی چاول کی فصل خاص طور پر باسمتی 370 پر بہت سے کیڑے مکوڑے حملہ کرتے ہیں۔ جن میں چاول کے تنے کی سنڈی (Rice stem borer) اور تیلا سفید پشت خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ فصل پر ان حشرات کے حملے کی صورت میں اگر مناسب اور مؤثر کرم کش ادویات بروقت نہ ڈالی جائیں تو چاول کی فصل خاص طور پر باسمتی 370 متاثر ہوتی ہے اور فی ایکڑ پیداوار میں کمی کا باعث بنتے ہیں۔

(ب) 1980 تک حکومت ان اضلاع میں چاول کی فصل پر مفت ہوائی سپرے کا بندوبست کرتی رہی ہے۔ لیکن فروری 1980 میں مرکزی حکومت نے بطور پالیسی یہ فیصلہ کیا کہ مفت ہوائی سپرے بند کیا جائے اور کرم کش ادویات پر سب سڈی ختم کر دی جائے اور ان کی درآمد اور تقسیم کا کام نجی شعبے میں منتقل کر دیا جائے۔ اس فیصلہ کے تحت صوبہ میں مفت ہوائی سپرے بند کر دیا گیا۔

چاول کی اہمیت اور اس پر کیڑے مکوڑوں کے حملے کی وجہ سے نقصانات کو مدنظر رکھتے ہوئے 1984-85 میں دھان کی 100 فیصد پنیریوں پر حکومت نے زہر پاشی کی موجودہ سال بھی یہ کام حکومت نے محکمہ زراعت کے ذمہ لگایا۔ اور محکمہ زراعت کے کارکنان نے ان اضلاع میں مندرجہ ذیل کام کیا۔

نمبر شمار	نام ضلع	تعداد پنیریاں ایک زہر پاشی	رقبہ زہر پاشی ایکڑوں میں	تعداد زہریاں دوسری زہر پاشی	رقبہ دو دفعہ زہر پاشی ایکڑوں میں
1 -	گوجرانوالہ	37915	13126	9671	4591
2 -	سیالکوٹ	47162	8995	4055	945
3 -	گجرات	19332	2316	492	117

اس سلسلے میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ دوسری دفعہ زہر پاشی صرف ان علاقوں میں کی گئی جہاں سے ہر سال ان کیڑوں مکوڑوں کا حملہ شروع ہوتا ہے اور پھر ملحقہ علاقوں میں بھی نقصان کا باعث بنتا ہے۔

دھان کی پنیری کی کھیتوں میں منتقلی کے بعد فصل پر زہر پاشی زمینداروں کی اپنی ذمہ داری ہے۔ محکمہ کا عملہ فصل کی پیسٹ سکاؤٹنگ، حشرات کے حملے کے نقصانات اور موثر سدباب کے لیے مناسب سفارشات، ان کی مناسب تشہیر اور کرم کش ادویات کی بروقت فراہمی کا بندوبست کرتا ہے۔ نیز ذرائع ابلاغ کے ذریعہ زمیندار حضرات کو ترغیب دلاتا ہے کہ مناسب وقت پر موثر کرم کش ادویات ڈال کر فصل کو ان کے نقصان سے بچایا جائے اور فی ایکڑ زیادہ پیداوار حاصل کی جائے۔

آئندہ سال بھی ان اضلاع میں دھان کی فصل پر حکومت کا زہر پاشی کا کوئی پروگرام نہیں۔ البتہ دھان کی پنیریوں پر حسب معمول مذکورہ اضلاع میں زہر پاشی کے بارے میں حکومت مناسب وقت پر غور کرے گی۔

فیلڈ اسسٹنٹ کی ڈیوٹی

*604: جناب سید اقبال احمد شاہ: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ محکمہ زراعت کا فیلڈ اسسٹنٹ کس نوعیت کی ڈیوٹی سرانجام دیتا ہے۔

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور):

محکمہ زراعت کا فیلڈ اسسٹنٹ مندرجہ ذیل فرائض سرانجام دیتا ہے۔

(1) زمیندار حضرات کو کاشت کے جدید رجحانات اور ترقی یافتہ زرعی ٹیکنالوجی کی طرف راغب

کرنا ان کو مناسب تربیت اور راہنمائی مہیا کرنا۔

(2) اپنے ملک کے زرعی اداروں میں ہونے والی تحقیق کے بہتر اور منافع بخش نتائج سے زمینداروں کو آگاہ کرنا۔

(3) زمیندار حضرات کے کھیتوں پر نمائشی اور تجرباتی پلاٹ لگانا اور زمینداروں کو عملاً کام کرکے دکھانا تاکہ وہ جدید ترقی یافتہ زرعی ٹیکنالوجی کا استعمال عملاً ہوتا دیکھیں اور اپنے کھیتوں میں اپنائیں۔

(4) زمینداروں کے مسائل محکمہ کے افسران تک پہنچانا تاکہ ان پر تحقیق کرکے ان مسائل کو حل کیا جاسکے۔

(5) مختلف زرعی ضروریات کے حصول میں زمیندار حضرات کی مدد کرنا۔

(6) مختلف قسم کے زرعی سروے وغیرہ کرنا۔

(7) محکمہ کی طرف سے مزید کوئی کام جس پر ان کی ڈیوٹی لگائی جائے۔

زرعی ماہرین کی جانب سے کاشت کاران کی تربیت

*615 ملک غلام شبیر جویہ: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا محکمہ زراعت کے زرعی ماہرین دیہاتوں اور کھیتوں میں جاکر کاشت کاروں کو جدید کاشت اور زرعی آلات کے متعلق معلومات بہم پہنچاتے ہیں۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ناہموار اور ریتلی زمینوں کو ہموار اور قابل کاشت بنانے کے لیے حکومت نے کوئی منصوبہ تیار کیا ہے۔

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب نفی میں ہے تو کیا حکومت آئندہ اپنے بارے میں کوئی عملی اقدام کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور)

(الف) جی ہاں۔

(ب) جی ہاں۔

(ج) چونکہ جزو "ب" کا جواب اثبات میں ہے لہذا اس سلسلے میں مزید کسی وضاحت کی ضرورت نہیں

مارکیٹ کمیٹی بادامی باغ کی آمدنی اور اخراجات

*633 جناب میاں محمود احمد: کیا وزیر زراعت ازراہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ
مارکیٹ کمیٹی بادامی باغ کی سال 1984 میں روزانہ آمدن کیا تھی اور اس سال کیا ہے بسال
1984 میں فروٹ منڈی اور سبزی منڈی سے کس حساب سے مارکیٹ فیس وصول کی جاتی تھی
اور اس سال کیا وصول کی جارہی ہے۔
کیا مارکیٹ کمیٹی پچھلے سال کی نسبت منافع میں ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور)

دوران مالی سال 1983-84 مارکیٹ کمیٹی بادامی باغ لاہور کی اوسط روزانہ آمدن مبلغ
8380.84 روپے تھی، جبکہ 1984-85 کے دوران مارکیٹ کمیٹی کی یومیہ اوسط آمدن مبلغ
8991.39 روپے تھی۔

دوران سال 1983-84 مارکیٹ کمیٹی کو مارکیٹ فیس کی مد میں روزانہ اوسط 6876.47
روپے وصول ہوئے۔ جب کہ دوران سال 1984-85 مارکیٹ کمیٹی کی یومیہ آمدن اس مد کے
تحت 6792 روپے تھی۔ بہر حال سال 1983-84 کے مقابلہ میں مارکیٹ کمیٹی دوران سال
1984-85 مبلغ 2,23,001 روپے منافع میں رہی۔

جننگ فیکٹریوں پر کاٹن فیس کی وصولی

*634 جناب میاں محفوظ احمد: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں
گے کہ۔
(الف) پنجاب میں جننگ فیکٹریوں پر کس شرح سے کاٹن فیس وصول کی جارہی ہے۔
(ب) کیا یہ شرح پورے ملک میں یکساں طور پر وصول کی جارہی ہے۔
(ج) اگر جزو "ب" کا جواب نفی میں ہے تو اس کی کیا وجوہ ہیں۔ کیا حکومت اس پر نظر ثانی کرنے
کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور)

کاٹن فیس کی شرح حسب ذیل ہے۔

(الف) اگر ادائیگی کپاس کا سال ختم ہونے کے دو ہفتے کے اندر اندر کردی جائے تو دو روپے فی من

۲- اگر مندرجہ بالا تاریخ کے بعد ادائیگی کی جائے تو چار روپے فی من

(ب) جی ہاں

(ج) جناب سپیکر کیونکہ کاٹن فیس کی شرح تمام ملک میں یکساں ہے اس لیے اس وجہ سے اس پر نظرثانی کرنے کا جواز نہیں۔

پت روگ پر قابو پانے کیلئے اقدامات

*653 جناب انوار الحق پراچہ: کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ چنے کی فصل کی بیماری پت روگ پر قابو پانے کے لیے محکمہ زراعت نے کیا اقدامات کئے ہیں اور ان اقدامات کی کامیابی کا تناسب کیا ہے؟

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور)

چنے کی فصل کی دو اہم بیماریاں ہیں۔

نمبرا چنے کا جھلساؤ (blight) نمبر 2 چنے کا اکھیڑا wilt ان بیماریوں پر مؤثر علاج قوت مدافعت رکھنے والی اقسام ہیں۔ سی ایم 72 اور سی ایل 44 اقسام جن کا بیج پچھلے کئی سالوں سے کاشت کار صاحبان کو دیا جا رہا ہے۔ ان بیماریوں کا بہت حد تک مقابلہ کر سکتی ہیں۔

گزشتہ تین سالوں میں ان اقسام کا مندرجہ ذیل بیج تقسیم کیا گیا۔

	سی۔ ایم 72	سی۔ ایل 44	
1983-84	6019	596	بوری وزن 90 کلوگرام
1984-85	7149	2090	"
1985-86	7751	2320	"
	20919	5006	"

قوت مدافعت رکھنے والی اقسام کے علاوہ مندرجہ ذیل سفارشات زمینداروں کو مختلف ذرائع سے پہنچائی جاتی ہیں۔ جن پر عمل کر کے ان بیماریوں کے حملہ کو کم کیا جا سکتا ہے۔

۱. بیج کو بوائی سے پہلے تبلیٹ گرام فی کلوگرام بیج کے حساب سے لگانا

2 . کھیت سے فصل کے نیچے پچھے بوٹے کو ختم کرنا۔

3 . چنے کی فصل کا دوسری فصلوں کے ساتھ ہیر پھیر

اللہ کے فضل وکرم اور مندرجہ بالا اقدام کی بدولت امسال چنے کی فصل بہت حد تک ان بیماریوں سے محفوظ رہی۔

کپاس چاول گندم اور گنے کا پیداواری ہدف

682* بیگم نجمہ تابش الوری: کیا وزیر زراعت ازراہِ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ صوبہ میں 1984-85 کے لیے کپاس چاول، گندم اور گنے کی کاشت اور پیداوار کے صوبائی اور ڈویژنل وار ہدف مقرر کئے گئے تھے۔ اگر ایسا ہے تو الگ الگ عملی طور پر ان میں کتنی کمی یا کتنا اضافہ ہوا اور گزشتہ سال کی نسبت 1985-86 کے لیے متذکرہ فصلوں کے الگ الگ کاشت اور پیداوار کے کیا ہدف مقرر کئے گئے ہیں اور کیا ان کی تکمیل کے لیے نئی منصوبہ بندی اور اقدامات زیر عمل ہیں؟

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور): ہر صوبہ کے لیے کپاس، چاول، گندم اور گنے کے رقبہ اور پیداوار کے ہدف ہر سال وفاقی حکومت مقرر کرتی ہے۔ صوبائی حکومت یہ ہدف ڈویژن اور ضلع کی سطح تک تقسیم کرتی ہے تاکہ ان پر مناسب عمل درآمد کیا جا سکے۔

صوبہ پنجاب کے لیے مندرجہ بالا فصلات کے رقبہ پیداوار کے ہدف برائے سال 1984-85 ء اور 1985-86 بمع حاصل کردہ نتائج (محاصل) درج ذیل ہیں۔

رقبہ "000" ہیکٹر سال 1984-85 پیداوار "000" میٹرک ٹن کا نٹھ

نمبر شمار فصل	ہدف	حاصل	فیصد کمی بیشی	ہدف	حاصل	فیصد کمی بیشی
1 - کپاس	1620	1568	3.21	3550	4451	25.38
2 - چاول	1113	1121	0.72	1533	1535	0.13
3 - گنا	634	626	—1.26	25330	20959	—17.26
4 - گندم	5200	5166	0.65	9544	8315	—12.88

1985-86

1 - کپاس	1437	1746	21،50	4200	5651	34،55
2 - چاول	1127	1113	—1،24	1595	1478	—7،34
3 - گنا	626	511	—18،37	23000	16755	27،15
4 - گندم	5200	5300	1،92	9544		

(پہلا تخمینہ)

حکومت فصلات کی ہدف پورا کرنے کے لیے مندرجہ ذیل اقدامات کرتی ہے۔

1 - چھوٹے زمینداروں کو قرضہ کی سہولتیں۔

2 - صاف ستھرے بیج کی سپلائی

3 - کرم کش ادویات اور سپرے مشین کی قرضہ کی فراہمی

4 - پیمنٹ اسکاؤٹنگ

5 - ماہانہ رائے بذریعہ ریڈیو، ٹیلی ویژن اور کورسنر

زرعی ترقیاتی سپلائی کارپوریشن کو فعال بنانے کیلئے اقدامات

*683- بیگم نجمہ تابش الوری : کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) زرعی ترقیاتی سپلائز کارپوریشن پنجاب کن مقاصد کے لیے قائم کی گئی تھی اور ان کی تکمیل میں وہ اب تک کس حد تک کامیاب رہی ہے۔

(ب) مذکورہ کارپوریشن کے لیے اب تک کتنا بیرونی قرضہ حاصل کیا گیا اور قیام سے لے کر 1984-85 کے مالی سال کے اختتام تک مجموعی طور پر اور سال بہ سال اس کی آمدنی خرچ اور نفع و نقصان کے تخمینے کیا رہے۔

(ج) کیا یہ حقیقت ہے کہ ماضی کی کارکردگی کے پیش نظر کارپوریشن کے کام کا تجربہ ناکام رہا۔ اور اب اسے بتدریج ختم کیا جا رہا ہے اگر ایسا ہے تو اسے فعال بنانے کے لیے کوئی نئی منصوبہ بندی کی جا رہی ہے؟

وزیر زراعت (چوہدری عبد الغفور)

(الف) زرعی ضروریات پوری کرنا اور غیر ممالک سے درآمد شدہ کیمیائی کھاد کی سرکاری اور نجی شعبوں

کے ذریعہ ملک میں تقسیم کے مناسب انتظامات اس کے علاوہ اس کی نقل وحمل ذخیرہ کاری - محکمہ زراعت اور کاشت کاروں میں بیج کھاد، جپسم ، آلات کشاورزی ، تحفظ نباتات ، کرم کش ادویات، جڑی بوٹیوں کی تلفی کے لیے ادویات ، زرعی مشینری ، ٹریکٹرز، ٹیوب ویل ۔ ان کے فالتو پرزہ جات ، دیگر آلات کی فراہمی ہیں ۔ مزید براں حکومت کے انتظامات از قسم مراکز برائے افزائش ۔ بیج ، فروٹ ، نرسیز ، نجی فارموں پر تصدیق شدہ بیج کی افزائش ۔ متعلقہ بیج پیدا کرنے والی ایجنسیوں کا نظم ونسق ۔ جدید زرعی مشینری ، آلات کشاورزی ، کیڑے مار اور جڑی بوٹیوں کی تلفی کے لیے ادویات کی فراہمی بھی شامل ہیں ،

پنجاب زرعی ترقیاتی وسپلائیز کارپوریشن کی مالی حالت

(ب) 1973 تا 1985 کارپوریشن نے 9 ارب 34 کروڑ روپے سے کاروبار کیا اور چھیاسی کروڑ ستر لاکھ روپے کا مجموعی طور پر خسارہ برداشت کیا ۔ جس کی تفصیل سال بہ سال آمدنی خرچ اور نفع ونقصان لف ہے ۔ گویا یہ مجموعی خسارہ بظاہر ایک پریشان کن تصویر پیش کرتا ہے ۔ مگر اس میں دو بڑے عوامل ایسے ہیں جن کی وجہ سے خسارے کی رقم لائق تشویش نہیں ۔ ان میں ایک تو سود در سود کا عنصر اور دوسرے مارکیٹنگ انسیڈنٹل میں مرکزی حکومت کو بار بار یاد دہانی کے باوجود گرانی کے تناسب سے نظر ثانی نہیں کی گئی

مجموعی خسارہ کی تفصیل درج ذیل ہے

1 ۔ حکومت کی طرف سے ادائیگی سود کا کلیم 29000000 (انتیس کروڑ روپے نہ ملنا)

2 ۔ حکومت کی پالیسی کے تحت زمینداروں کے 43000000 (چار کروڑ تیس لاکھ روپے)

3 ۔ بغیر سودی قرضہ جات کا اجراء جبکہ

کارپوریشن اپنے اخراجات بھی بنک سے مستعار شدہ سرمایہ سے کرتی ہے جس پر سود بھی ادا کرنا پڑتا ہے ۔

گورنمنٹ کی پالیسی کے تحت کھاد کے فالتو 16600000 (سولہ کروڑ ساٹھ لاکھ روپے) سٹاک ذخیرہ کرنے کے اخراجات (مقررہ حد کا 25 فیصد نائٹروجن اور 50 فیصدی فاسفورس والی کھاد کے لیے)

4 مقررہ ضروری اخراجات ، اخراجات کا مزید سود 4300000 (چار کروڑ تیس لاکھ روپے بنک چارجز کی ادائگی

5 - جولائی 1978 کے بعد Incidental 82500000 بیاسی کروڑ پچاس لاکھ روپے احساس نہ ہونے کی وجہ سے دوسرے اخراجات

جب متعلقہ قیمتوں میں بے پناہ اضافہ ہوا۔

مجموعہ 867000000 (چھیاسی کروڑ ستر لاکھ روپے)

سپلائی کارپوریشن کو اس کے ایکٹ کے تحت دیئے گئے فرائض کے مطابق کام کرنے کا موقع نہیں مل سکا۔ اس کے ذرائع آمدنی بڑھانے والے عوامل کے سلسلے میں مناسب معاونت کے فقدان اور کارپوریشن کے کلیمز کی ادائیگی نہ ہونے کی وجہ سے پنجاب زرعی ترقیاتی و سپلائیز کارپوریشن کو غیر معمولی نقصانات کا سامنا کرنا پڑا ہے۔

کارپوریشن کو فعال بنانے کے لیے کیئے گئے اقدامات

حال ہی میں کارپوریشن نے آمدنی بڑھانے کے لیے کچھ نئے کام شروع کئے ہیں۔ ان میں جپسم کی تقسیم، پنجاب سیڈ کارپوریشن کے بیجوں کی جزوی تقسیم مشینری آلات کشاورزی کرم کش ادویات کی تقسیم اور اسی طرح کے دوسرے کام کارپوریشن کا سرمایہ لگائے بغیر شروع کیے۔ اس سلسلہ میں چھوٹے جاپانی ٹریکٹر اور آلات زمینداروں کو فروخت کیے گئے جس کی وجہ سے کسی حد تک اس کے سالانہ نقصانات میں کمی واقع ہوئی ہے۔

علاوہ ازیں کارپوریشن نے بچت کے سلسلے میں کچھ اقدامات کئے ہیں اور تقریباً تین سو چھیاسی (386) آسامیاں ختم کر دی ہیں جس سے تقریباً چوالیس لاکھ روپے کی بچت کی ہے۔

پنجاب زرعی ترقیاتی و سپلائیز کارپوریشن کو ایک فعال ادارہ بنانے کیلئے زیر غور تجاویز

1 پنجاب زرعی ترقیاتی و سپلائیز کارپوریشن کو پنجاب سیڈ کارپوریشن کے سو فیصدی بیجوں کی تقسیم کی ذمہ داری آئندہ مالی سال سے سونپی جا رہی ہے۔

2 محکمہ زراعت پنجاب کے لیے زرعی مشینری اور سٹور کی خریداری کا کام مقررکردہ فیس کی ادائگی پر پنجاب زرعی ترقیاتی سپلائیز کو دیا جا رہا ہے۔

3 - ٹریکٹر اور زرعی مشینری جنہیں حکومت غیر ملکی امداد یا مال کے بدلے مال کے تحت درآمد کرتی ہے۔ کی تقسیم بھی پنجاب زرعی ترقیاتی و سپلائیز کارپوریشن کی معرفت کرنے کی تجویز زیر غور ہے۔

4 - وفاقی حکومت سے غیر ملکی کھاد پر سٹوریج اور باربرداری کے اخراجات فی ٹن 1984-85 کے مطابق بڑھانے کے لیے سفارش کی گئی ہے تاکہ یہ اخراجات ملکی کھاد پیدا کرنے والے اداروں مثلاً این ایف سی. ایف. ایف - سی داؤد ہرکولیس اور ایکسون وغیرہ کے ساوی ہو جائیں۔

5 - وفاقی حکومت سے کارپوریشنوں کو انسٹھ کروڑ روپے کے کلیمز ادا کرنے کے لیے زور دیا جارہا ہے۔ تاکہ سود کا بوجھ کم ہو سکے۔

6 - کمرشل بنکوں، انجمن ہائے امداد باہمی اور زرعی ترقیاتی بنک سے کسانوں کی زرعی ترقیاتی بنک سے کسانوں کی زرعی ضروریات کے لیے قرضہ جاتی سکیموں کو پنجاب زرعی ترقیاتی و سپلائیز کارپوریشن کے ساتھ منسلک کیا جا رہا ہے

7 - کرم کش ادویات کی مارکیٹنگ کے علاوہ کارپوریشن کو ان کی براہ راست درآمد پر اختیار دیا جانا زیر غور ہے

8 - جپسم پر پچاس فی صدی سب سڈی سکیم منظور کی جا رہی ہے۔ جپسم کی خرید کاری اور تقسیم کا کام 1982 سے زرعی سپلائیز کارپوریشن نے بغیر نفع نقصان تقریباً چالیس ہزار ٹن زمینداروں کو مہیا کیا جو کہ اس وقت بھی اس کے اپنے تمام ڈپوؤں اور سیل پوائنٹ پر موجود ہے

9 - تمام درآمد شدہ زرعی مشینری اور سٹورز کا کراچی کی بندرگاہ پر clearance کا کام کارپوریشن کو دینے کی تجویز زیر غور ہے۔

10 - پنجاب زرعی ترقیاتی و سپلائیز کارپوریشن کے گوداموں کے کرائے کے اخراجات اور نقصانات کو کم کرنے کے لیے کارپوریشن کو سکیم بنانے کے لیے ہدایت کی گئی ہے تاکہ کارپوریشن حکومت یا غیر ملکی امداد سے اپنے گودام تعمیر کر سکے۔

11 - کارپوریشن کو ملکی کھاد کی تقسیم کے لیے بھی اختیار دے دیا گیا ہے

12 - سالانہ ترقیاتی پروگرام میں سے کچھ ترقیاتی سکیمیں پنجاب زرعی ترقیاتی و سپلائیز کارپوریشن کو تفویض کرنے کی۔ جن میں خوردنی تیل۔ از قسم سورج مکھی، سن فلاور اور سویابین کی افزائش اور خریداری۔ استعمال اراضی۔ گورنمنٹ سیڈ فارمز اور ٹرسٹ وغیرہ تجویز زیر غور ہیں۔

YEAR-WISE INCOME, EXPENDITURE AND DEFICIT STATEMENT OF PAD&SC FOR THE YEARS 1973-74 TO 1984—85

(FIGURES IN MILLION Rs.)

Year	Gross Income	Gross Expenditure	Net Deficit	Accumlated Losses
1973-74	50.37	58.45	8.08	8.08
1974-75	59.33	146.99	87.66	95.74
1975-76	67.20	141.67	74.47	170.21
1976-77	79.43	169.73	90.30	260.51
1977-78	94.19	176.20	82.01	342.52
1978-79	193.55	203.77	10.22	352.74
1979-80	178.99	186.16	7.17	359.91
1980-81	139.36	236.83	97.47	457.38
1981-82	83.98	166.62	82.64	540.02
1982-83	76.13	174.26	98.13	638.15
1983-84	70.41	162.70	92.29	730.44
1984-85	61.16	197.75	136.59	867.03
Total :	1154.10	2021.13	867.03	

محکمہ زراعت کے فیلڈ اسسٹنٹوں کے گریڈ

*709- چوہدری ارشاد علی: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ زراعت پنجاب میں 1972 تک ایک ہی ڈائریکٹر کے تحت توسیع سیکشن اور کراپ رپورٹنگ کام کرتے رہے اور اس دوران ہر دو شعبہ جات کے فیلڈ اسسٹنٹوں

کو ایک دوسرے کی جگہ تبدیل کیا جاتا رہا اور بعد ازاں ہر دو شعبہ جات کو علیحٰدہ علیحٰدہ ڈائریکٹروں کے تحت کر دیا گیا۔

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 1983 تک ہر دو شعبہ جات کے فیلڈ اسسٹنٹوں کو ایک جیسی تنخواہ اور مراعات حاصل رہیں اور یکم جولائی 1983 سے شعبہ توسیع زراعت کے فیلڈ اسسٹنٹوں کو تنخواہ کا سکیل نمبر 6/اور 1/3 حصہ کو سکیل نمبر 9 دیا گیا۔ جب کہ شعبہ کراپ رپورٹنگ سروس کے فیلڈ اسسٹنٹوں کو اس سے محروم رکھا گیا۔

اگر جزو (الف) (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس ناانصافی کو دور کرنے کی خاطر شعبہ کراپ رپورٹنگ سروس زراعت پنجاب کے فیلڈ اسسٹنٹوں کو بھی تنخواہ کا سکیل نمبر 6 اور 1/3 کے حصہ کو سکیل 9 بمعہ مراعات کے مطابق گریڈ دینے کو تیار ہے۔ اگر ایسا ہے تو اس ناانصافی کی وجوہ کیا ہیں۔ نیز ہر دو شعبہ جات کے فیلڈ اسسٹنٹوں کی تعداد بمعہ تفاوت تنخواہ مراعات کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور)

(الف) یہ درست ہے ایک ہی سکیل کی یہ پوسٹیں قابل انتقال تھیں۔ بعد میں دونوں سیکشن علیحٰدہ کر دیئے گئے تھے اس کی وجہ یہ تھی کہ ٹی اینڈ وی پروگرام کے ذریعے فیلڈ اسسٹنٹس کی ذمہ داریوں میں کافی اضافہ ہو گیا تھا۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ ایکسٹنشن ونگ کے فیلڈ اسسٹنٹس کو سکیل نمبر 6 اور 30% فیلڈ اسسٹنٹس کو سلیکشن گریڈ نمبر 9 دیا جا رہا ہے۔

(ج) یہ معاملہ پہلے ہی محکمہ خزانہ کے زیر غور ہے۔ محکمہ کراپ رپورٹنگ میں 888 کراپ رپورٹر ہیں۔ جبکہ محکمہ توسیع زراعت پنجاب میں 2715 فیلڈ اسسٹنٹس ہیں ان میں 1810 سکیل نمبر 6 اور 905 سکیل نمبر 9 میں کام کر رہے ہیں۔

مختصراً یہ کہا جائے گا فیلڈ اسسٹنٹس کو ان کی اہم ذمہ داریوں کی وجہ سے کراپ رپورٹروں پر فوقیت دی گئی ہے۔

وبا کش ادویات کی فی کلو گرام قیمت

*717 جناب ممتاز احمد بھچر۔ کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے۔

درج ذیل

زرعی کش ادویات کی فی لیٹر	نجی شعبہ کو منتقل کرتے وقت پوری قیمت	(2) نجی شعبہ کو منتقل کرتے وقت امدادی قیمت کیا ہوگی	(3) مارچ 1985 میں مارکیٹ موجودہ قیمت کیا ہے
1 - انڈرین 5 - 19 ای سی			
2 - ملاتھیان 127 ای سی			
3 - میتھائل پیراتھیان 50 ای سی			
4 - گوزاتھیان 20 ای سی			
5 - سپراسائیڈ 40 ای سی			
6 - ڈمائیکرون 109 ای سی			
7 - سومی تھیان 50 ای سی			
8 - نولیڈال 50 ای سی			
9 - نواکران 40 ای سی			
10 - نگوس 100 ای سی			
11 - تھایوڈال 35 ای سی			
12 - گراموزون			
13 - ہیپٹاکلو 32.1 ای سی			
14 - ڈایازان 60 ای سی			
15 - کاربیتھین			
16 - ایکالس 25 ای سی			
ایتھان			

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور)

زرعی کرم کش ادویات کی قیمتوں کا مطلوبہ گوشوارہ مندرجہ ذیل ہے ۔

1 - انڈرین ای۔سی	24.85	16.80	95.00
2 - میلاتھیان 27 ای سی	31.55	11.30	85.00
3 - میتھائیل پیراتھیان 150 ای۔سی	20.40	13.54	90.00

4 - گولاتھیان 20 ای۔سی	39.35	25.88	125.00
5 - سپراسائیڈ 40 ای۔سی	130.75	88.00	209.00
6 - ڈائی میکران 100 ای۔سی	98.20	66.06	253.00
7 - سومی تھیان 50 ای۔سی	67.45	45.25	140.00
8 - تالیڈال 50 ای سی	31.15	20.82	95.00
9 - نیواکران 40 ای۔سی	74.75	50.23	163.00
10 - نوگاس 100 ای۔سی	63.50	42.65	140.00
11 - تھائیڈال 35 ای۔سی	54.05	35.61	122.00
12 - گراسامون 20 ای۔سی	48.35	32.43	118.00
13 - صپٹا کلو 32.1 ای۔سی	21.35	14.20	100.00
14 - ڈائی زینان 100 ای۔سی	53.65	35.98	153.00
15 - کیلتھین ایم الف 42	33.75	22.55	150.00
16 - ایکامکس 25 ای۔سی	61.00	40.22	153.00
17 - رتھان 4 ایم سی	27.10	8.09	127.00

دیاکش ادویات کی فی کلوگرام قیمت

***718 جناب ممتاز احمد بھچر۔** کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ درج ذیل دیاکش ادویات کی فی کلوگرام

1۔ نجی شعبہ کو منتقل کرتے وقت پوری قیمت 2 - نجی شعبہ کو منتقل کرتے وقت امدادی قیمت کیا تھی 3 - جون 1885ء میں رائج موجودہ قیمت کیا ہے۔

1 - فوراڈان 3 جی
2 - ڈپ ٹرکس 80 ایس پی
3 - کیوپیوادٹ
4 - ڈلیسا ٹوٹن 10 جی
5 - گیساپکس کمی 80 ڈبلیو پی
6 - باسوڈین 10 جی

7 - پاڈاین 4 جی
8 - اسپکو
9 - بینلیٹ
10 - تھائمیٹ جی
11 - ٹمک جی
12 - ڈاٹ 25 ای سی

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور)
زرعی کرم کش / وپاکش ادویات کی فی کلوگرام قیمتوں کا گوشوارہ حسب ذیل ہے۔

نام ادویہ	نجی شعبہ کو منتقل کرتے وقت پوری قیمت	نجی شعبہ کو منتقل کرتے وقت امدادی قیمت	جون 1985 میں رائج موجودہ قیمت
1 - فیورا ڈان 3 جی	7.70	2.48	24.50
2 - ڈپ ٹریکس 80- ایس پی	34.05	22.76	115.00
3 - برادرٹ 50 ڈبلیو پی	21.15	14.07	69.00
4 - ڈیسائٹون 10 جی	13.15	4.35	26.00
5 - گیساپکس کمبی 80 ڈبلیو پی	80.30	54.00	165.00
6 - باسوڈین 10 جی	12.95	4.25	22.50
7 - پاڈاین 4 جی	6.80	2.20	21.00
8 - اسپکو	21.15	14.00	28.20
9 - بینلیٹ	141.30	95.15	—
10 - تھائمیٹ 10 جی	12.05	3.93	50.00
11 - ٹمک 10 جی	22.35	7.43	80.00
12 - ڈوارسٹ 25 ای سی	—	—	—

زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے لیے سواری الاونس

*759- جناب سید طاہر احمد شاہ :- کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں

گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وفاقی حکومت (یونیورسٹی گرانٹس کمیشن) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کو 1979-80 سے سواری الاؤنس (Conveyance Allowance) کیلئے بارہ لاکھ روپے سالانہ دے رہی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ مذکورہ رقم میں سے یونیورسٹی کے ایک ذیلی شعبہ ڈیئری کالج لاہور کے ملازمین کو یہ الاؤنس باقاعدگی سے دیا جا رہا ہے۔ مگر زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے ملازمین کو مذکورہ رقم سے مذکورہ الاؤنس نہیں دیا جاتا۔

(ج) اگر جزو (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے ملازمین کو مذکورہ الاؤنس دینے کے لیے تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور)

(الف) یہ درست ہے کہ 1979-80 میں وفاقی حکومت (یونیورسٹی گرانٹس کمیشن) نے مبلغ 30 لاکھ روپے برائے مختلف الاؤنس بشمول سواری الاؤنس ضمنی گرانٹ کے طور پر دیئے تھے۔ مگر بعدازاں اس قسم کی کوئی علیحدہ گرانٹ وصول نہیں ہوئی۔

(ب) یہ درست ہے چونکہ حکومت پنجاب ملازمین کو جو لاہور میں تعینات ہیں۔ یہ الاؤنس ادا کرتی ہے۔ اس لیے یونیورسٹی ملازمین جو لاہور میں تعینات ہیں یہ الاؤنس دیا جا رہا ہے۔ ڈیئری کالج، لاہور اس یونیورسٹی کا ایک حصہ ہے۔

(ج) یونیورسٹی ملازمین کو سواری الاؤنس جناب چانسلر صاحب کی منظوری کے بغیر ادا نہیں کیا جا سکتا۔ حکومت پنجاب اپنے ملازمین کو جو فیصل آباد میں متعین ہیں یہ الاؤنس ادا نہیں کرتی۔

کاشتکاروں کو گندم کے بیج کی فراہمی

***766**۔ حاجی سردار خاں:۔ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اس سال گندم کی کاشت کے لیے کسانوں کو کوئی نیا بیج مہیا کیا جا رہا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا مذکورہ بیج درآمد کیا جا رہا ہے۔ اگر درآمد کیا جا رہا ہے تو اس کی درآمدی قیمت تقسیم کا طریقہ کار کیا ہے اور کاشت کاروں کو کس قیمت پر اور کتنی مقدار میں فراہم کیا جائے گا؟

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور)

(الف) جی ہاں

امسال گندم کی دو نئی اقسام فیصل آباد 85 پنجاب 85 دریافت کی گئی ہیں جن کا بیج کاشت کاروں کو مہیا کیا جائے گا

(ب) یہ دونوں اقسام ایوب زرعی تحقیقاتی ادارے نے دریافت کی ہیں۔ گندم کا کسی قسم کا کوئی بیج درآمد نہیں کیا جا رہا۔ بلکہ ان دونوں اقسام کا بیج سیڈ کارپوریشن کے فارموں اور رجسٹرڈ زمینداروں کے ہاں پیدا کیا جا رہا ہے اور یہی بیج عام کاشت کاروں کو مہیا کیا جائے گا۔ صحیح قیمت اور مقدار کا تعین ابھی نہیں ہوا۔

کپاس کے نرخوں میں اضافہ کی گزارش

*767۔ سید فخر الدین شاہ: کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ امر واقع ہے کہ صوبہ میں کپاس کی کاشت کے لیے کاشت کاروں کو بیجوں اور کھاد پر بہت رقم خرچ کرنی پڑتی ہے۔ مگر حکومت کی جانب سے کپاس کا نرخ بہت کم رکھا گیا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کپاس کے کاشت کاروں کی حوصلہ افزائی کے لیے کپاس کا نرخ کم از کم تین صد روپے فی من کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر زراعت (چوہدری عبد الغفور)

(الف) مختلف فصلات کے مقابلہ میں کپاس پر بیج اور کھاد کا خرچ مقابلتاً کم ہوتا ہے جیسا کہ مندرجہ ذیل کوائف سے ظاہر ہوتا ہے

جنس	فی ایکڑ بیج اور کھاد کا اوسط خرچ
1 گندم	361 روپے
2 کماد	1294 "
3 دھان باسمتی	268 "
4 کپاس اصلی قسم	329 "
5 کپاس امریکن	289 "

قیمت کا تعین کرتے وقت لاگت کا خیال رکھا جاتا ہے۔ زرعی اجناس کا نرخ وفاقی حکومت مقرر کرتی ہے۔

(ب) زرعی اجناس کے نرخ وفاقی حکومت مقرر کرتی ہے۔ قیمت مقرر کرتے وقت لاگت کو پیش نظر رکھا جاتا ہے۔

ٹریکٹروں اور زرعی مشینری کیلئے ورکشاپوں کا قیام

*768۔ سید فخر الدین شاہ: کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فصل کی کاشت اور کٹائی وغیرہ کے لیے کاشتکاروں کو ٹریکٹرز اور دوسری زرعی مشینری حاصل کرنے اور مرمت وغیرہ کے لیے چنداں دشواری کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کاشت کاروں کی سہولت کو پیش نظر ہر علاقہ میں یونین کونسل کی سطح پر ورکشاپیں قائم کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور)

(الف) پاکستان میں ہر سال تقریباً تیس ہزار ٹریکٹر بن رہے ہیں۔ اس کے علاوہ کچھ ٹریکٹر درآمد بھی ہوتے ہیں۔ دیگر زرعی آلات مثلاً ریپر، تھریشر، کمبائن بھی ملک کے اندر بنائے جا رہے ہیں اور درآمد بھی ہوتے ہیں۔ لہٰذا کاشتکاروں کو ٹریکٹرز اور دوسری زرعی مشینری حاصل کرنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی۔ زرعی ترقیاتی بنک زرعی مشینری کی خرید کے لیے کاشت کاروں کو قرضے بھی مہیا کرتا ہے۔

ٹریکٹروں اور دیگر زرعی مشینری کی مرمت کے لیے ٹریکٹر ساز کمپنیوں کے ڈیلروں نے ورکشاپس بنا رکھی ہیں۔ علاوہ ازیں پرائیویٹ ورکشاپس بھی اکثر جگہوں میں موجود ہیں۔ جن سے کاشت کار مشینری مرمت کرا لیتے ہیں۔ لہٰذا کاشت کاروں کو زرعی مشینری کی مرمت میں دشواریاں پیش نہیں آتیں۔

(ب) جزو (الف) کا جواب اثبات میں نہیں ہے۔ لہٰذا حکومت کے لیے یونین کونسل کی سطح پر سرکاری ورکشاپس کھولنے کی کوئی ضرورت نہیں اور نہ ہی یہ تجویز قابل عمل ہے۔

زراعت افسروں کے سکیلوں میں توازن

*868۔ چوہدری محمد اعظم چیمہ: کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ۔

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ وزیر اعظم پاکستان کے حکم مورخہ یکم مئی 1979ء کے مطابق ایگریکلچر انکوائری کمیٹی نے یہ سفارش کی تھی کہ محکمہ زراعت اور محکمہ لائیو سٹاک کے افسران کو انجینیروں اور میڈیکل ڈاکٹروں کے مطابق مساوی حقوق اور درجہ کے پیش نظر وہی گریڈ اور تنخواہ دی جائے۔

(ب) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ زراعت میں ایگریکلچر افسر گریڈ نمبر 17 پر کام کر رہے ہیں۔ اور اضافی ایم ایس سی ڈگری ہونے کے باوجود انہیں کوئی خصوصی مراعات حاصل نہیں ہے۔

(ج) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ محکمہ زراعت کا اسسٹنٹ ڈائریکٹر اور مساوی درجہ والی آسامیاں پر کام کرنے والے افسران بھی گریڈ 17 میں ہی صرف اضافی 150 روپے ماہوار تنخواہ کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ یعنی افسر اور ماتحت دونوں ایک گریڈ میں ملازم ہیں۔

(د) اگر جزو (الف) تا ج کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت محکمہ زراعت کے افسران کی بے چینی دور کرنے اور ان کے سکیلوں میں عدم توازن کو ختم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر ایسا ہے تو کب تک ان پر عمل درآمد ہونے کی امید ہے؟

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور)

(الف) نہیں ایسا کوئی اعلان نہیں کیا گیا۔ ابتدائی مرحلے میں محکمہ زراعت کے افسران کی تنخواہ وغیرہ ڈاکٹر اور انجینیر کے مساوی ہے۔

(ب) ہاں یہ حقیقت ہے کہ ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈگری رکھنے والے افسران بنیادی تنخواہ سکیل نمبر 17 میں کام کر رہے ہیں۔

(ج) اسسٹنٹ ڈائریکٹر اور ایکسٹرا اسسٹنٹ ڈائریکٹر صاحبان جنہیں سکیل نمبر 17 میں 150 روپے خصوصی تنخواہ بطور انتظامی انچارج کے دی جاتی ہے (Supervisory Post) کے علاوہ کیڈر میں اور ان کو ایگریکلچر افسر اور اسسٹنٹ ریسرچ افسر کے برابر تسلیم نہیں کیا جا سکتا کیونکہ وہ صرف بنیادی تنخواہ سکیل نمبر 17 میں کام کر رہے ہیں۔

(د) سکیلوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ایکسٹرا اسسٹنٹ ڈائریکٹروں کو -/150 روپے اسپیشل تنخواہ بطور انتظامی انچارج "Supervisory Post" ملتی ہے۔ تفاوت نہ ہے کیونکہ اسپیشل تنخواہ

- برائے ادائیگی انتظامی امور دی جاتی

کاشت کاران کو ادویات اور ٹیکنیکل اسسٹنس کی فراہمی

*887 چوہدری نذیر احمد: کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ زرعی کرم کش ادویات کا کام سارا پرائیویٹ سیکٹر انجام دے رہا ہے۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ زمینداروں سے ادویات کی قیمت بیس فیصد اور ٹیکنیکل اسسٹنس ۸۰ فیصد کے حساب سے چارج کئے جاتے ہیں۔

(ج) اگر جزو ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ادویات کی سپلائی اور ٹیکنیکل اسسٹنس بھی محکمہ زراعت کو سونپنے پر غور کر رہی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور)

(الف) جی ہاں

(ب) جی نہیں۔ حکومت کی طرف سے کرم کش ادویات کی سی اینڈ ایف کی قیمت پر درآمد کنندگان کو ۵۰ سے ۸۰ فیصد تک مارک اپ کی اجازت ہے۔ اس میں تقسیم کنندگان کے تمام اخراجات مثلاً بار برداری۔ انشورنس، کلیئرنگ۔ فارورڈنگ پورٹ چارجز ۵ فیصد سرچارج۔ ۵ فیصد اقرا چارج، بنک کا سود اخراجات پبلسٹی، ٹیکنیکل، سروسز، ڈیلرز کمیشن۔ لوکل ٹیکسز اور منافع شامل ہیں۔

زرعی قومی پالیسی کے تحت زہریلی ادویات کی درآمد، خرید و فروخت، نجی شعبہ کی اور ہر قسم کی مشاورتی خدمات فراہم کرنا اور دیگر ٹیکنیکل کام محکمہ زراعت کی ذمہ داری ہے۔

فی الحال کرم کش ادویات کی درآمد اور تقسیم محکمہ زراعت کو سونپنے کے بارے میں کوئی تجویز زیر غور نہیں۔

مزارعین کی جبراً بے دخلی

*972 میاں محمود احمد: کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ کیا یہ حقیقت ہے کہ مورخہ 13 اکتوبر 1985 کو یوسف والا سکی فارم کے مینط باٹاسٹ نے 86/9 ایل کی فارم

کے مزارعین کو بے دخل کرنے کے لیے بدمعاشوں سے حملہ کروایا تھا جس کی رپٹ صدر تھانہ ساہیوال میں بھی درج کروائی گئی۔ اگر ایسا ہے تو اب تک مذکورہ افسر زراعت کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے؟

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور)

معزز رکن کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ یوسف والا پر ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا اور نہ پولیس میں اس کے متعلق کوئی شکایت درج ہے۔ دریں حالات متعلقہ افسر کے خلاف کارروائی کرنے کی ضرورت نہیں۔

رحیم یار خان کاٹن ڈائریکٹوریٹ کی منتقلی

*1008۔ **جناب لالہ مہر لال بھیل**: کیا وزیر زراعت ازراہِ کرم فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ امر واقعہ ہے کہ کپاس کی پیداوار میں ضلع رحیم یار خاں نمایاں حیثیت رکھتا ہے اس لیے کئی سال قبل کپاس پر ریسرچ کی گئی اور کپاس کی نئی اقسام دریافت کرنے کے لیے رحیم یار خاں میں کاٹن ڈائریکٹوریٹ قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور کاٹن ڈائریکٹوریٹ نے 1978 میں کام شروع کر دیا۔

(ب) کیا یہ درست ہے کہ چک پی 101 نزد رحیم یار خاں میں وسیع رقبہ پر کاٹن ڈائریکٹوریٹ کی عمارت دفاتر، لیبارٹریز، کوٹھی، بنگلہ جات وکوارٹروں کی تعمیرات تنصیب بجلی وغیرہ مکمل ہو چکی ہے۔ اگر ایسا ہے تو چک مذکورہ میں کاٹن ڈائریکٹوریٹ کی جملہ تعمیرات و مجموعی اخراجات وغیرہ پر کس قدر رقم خرچ ہو چکی ہے۔

(ج) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹوریٹ مذکورہ میں ابھی تک کسی ڈائریکٹر کو مستقل طور پر تعیناتی نہیں کی گئی۔ اگر ایسا ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں۔

(د) کیا یہ درست ہے کہ 1978 سے رحیم یار خاں تک قیام پذیر مذکورہ شعبہ کو فیصل آباد منتقل کیے جانے کی تجویز محکمہ زراعت کے زیر غور ہے اور اس مقصد کے لیے رپورٹ پیش کرنے کے لیے ایک کمیٹی بھی تشکیل دے دی گئی ہے۔

(ہ) اگر جزو (د) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت زرکثیر سے تیار شدہ مذکورہ ڈائریکٹوریٹ رحیم یار خاں سے منتقلی نہ کرنے پر تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور)

(الف) یہ درست ہے کہ کاٹن ڈائریکٹوریٹ کو 79-1978 تا 84-1983 ہر سال کے لیے منظور کیا گیا۔ تعمیراتی کام اپریل 1979 سے شروع ہوا۔

(ب) یہ درست ہے کل لاگت مبلغ 99.96 لاکھ روپے آئی ان میں سے مبلغ 78 لاکھ روپے تعمیرات پر خرچ آئے۔

(ج) یہ درست نہیں ہے۔ عمارت کی تکمیل کے بعد مئی 1981 سے ڈائریکٹر کاٹن کی تعیناتی مستقل بنیادوں پر کی گئی ہے۔ درحقیقت ادارہ تحقیقات کپاس رحیم یار خاں پنجاب کے پانچ شعبہ ہائے تحقیقات کپاس رحیم یار خاں، بہاولپور، ملتان، فیصل آباد اور ساہیوال اور ان کے ساتھ ساتھ ٹیسٹنگ مراکز، راولپنڈی، رانے ونڈ، سرگودھا، جھنگ، میانوالی، خانیوال پر مشتمل ہے اور ڈائریکٹر کاٹن ریسرچ ان تمام شعبہ جات اور مرکز میں ہونے والے تحقیقاتی امور کا ذمہ دار ہے۔

(د) یہ درست نہیں ہے کہ مذکورہ شعبہ کو رحیم یار خاں سے منتقل کرنے کی کوئی تجویز محکمہ کے زیر غور ہے۔

(ہ) جزو (د) کا جواب نفی میں ہے۔

پولٹری فارم اور ڈیری فارم کے قیام کا منصوبہ

*1009 جناب لالہ مہر لال بھیل: کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ؛

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ محکمہ زراعت نے شعبہ ٹریننگ کے تحت چک پی 101 نزد رحیم یار خان میں پولٹری فارم اور ڈیری فارم کے قیام کا منصوبہ بنایا تھا اور اس مقصد کے لیے دونوں فارموں کی تعمیر بھی مکمل ہو چکی ہے۔ مگر اب اس منصوبہ کو ختم کیا جا رہا ہے۔

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے کہ تو متذکرہ منصوبے پر تعمیر عمارت وغیرہ پر کل کس قدر اخراجات آ چکے ہیں، نیز زر کثیر سے اس مکمل شدہ منصوبہ کو ختم کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور)

(الف) یہ درست ہے کہ چک نمبر پی 101 نزد رحیم یار خاں میں پولٹری فارم اور ڈیری فارم کی عمارات تعمیر کی گئی ہیں مگر اس منصوبہ کو ختم نہیں کیا جا رہا۔

(ب) جزو (الف) کا جواب اثبات میں نہیں ہے۔

فصلوں کو کیڑوں سے محفوظ رکھنے کے اقدامات

*1150- بیگم شاہدہ ملک:- کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) گذشتہ برس صوبے میں گندم، چاول، کپاس، گنے، آلو، مکئی، جو اور توریا کی فی ایکڑ کیا اوسط پیداوار کیا تھی نیز حکومت کے تخمینے کے مطابق کاشت کاروں کو فی ایکڑ کیا اخراجات برداشت کرنے پڑے۔

(ب) گذشتہ سال صوبے میں خریف اور ربیع کے دوران گنے اور چاول کی فصلوں کو کیڑوں کے حملہ سے کتنا نقصان ہوا۔ نیز حکومت مستقبل میں مذکورہ فصلوں کو اس آفت سے محفوظ رکھنے کے لیے کوئی اقدام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور)

(الف) صوبہ پنجاب میں گذشتہ سال یعنی 1984-85 کے دوران گندم، چاول، کپاس، گنا، آلو، مکئی، جو اور توریا کی اوسط پیداوار فی ایکڑ درج ذیل ہے

نام فصل	اوسط پیداوار فی ایکڑ (منوں میں)
گندم	21.00
چاول باسمتی	11.97
چاول اری	19.42
کپاس پھٹی	17.91
گنا	355.77
آلو	103.00
مکئی	13.40
جو	7.92
توریا	8.24

جہاں تک فی ایکڑ اخراجات کاشتکاری کا تعلق ہے۔ اس بارے میں یہ عرض ہے کہ ہر کاشت کار اپنے زیر کاشت رقبہ اور وسائل کے حساب سے اخراجات برداشت کرتا ہے۔ لہٰذا

اخراجات فی ایکڑ مختلف علاقوں اور مختلف حالات میں کم و بیشتر ہوں گے۔

(ب) گذشتہ برس خریف اور ربیع کے دوران گنے اور چاول کی فصلوں کے رقبے اور پیداوار میں مندرجہ ذیل کمی ہوئی۔

گنا:۔ گنے کے کل رقبے میں 85-1984 کے مقابلے میں 18.45 فیصد کمی ہوئی۔ مجموعی پیداوار میں 20.06 فیصد اور فی ایکڑ پیداوار میں صرف 1.97 کمی ہوئی. گنے کی پیداوار میں کمی بجائی کے وقت خشک موسم اور نہری پانی کی شدید کمی اور شوگر ملوں کے عدم تعاون کی وجہ سے ہوئی۔ کیڑے مکوڑوں کے حملے سے بھی فصل کو کچھ نقصان ہوا۔

چاول :۔ چاول کے رقبے میں معمولی کمی 0.7 فیصد ہوئی۔ کل پیداوار میں 3.7 فیصد اور فی ایکڑ پیداوار میں 3.08 فیصد کمی ہوئی۔

چاول کی پیداوار میں کمی کی بڑی وجہ خشک سالی نہری پانی میں کمی اور لوڈ شیڈنگ کی وجہ سے ٹیوب ویلوں کی غیر تسلی بخش کارکردگی تھی۔ اس وجہ سے باسمتی کی فصل خاص طور پر دیر سے کاشت کی گئی اور کیڑے مکوڑوں کے حملے سے فصل کو کچھ نقصان پہنچا۔

فصلوں کو کیڑے مکوڑوں کے نقصان سے محفوظ رکھنے کے لیے حکومت نے کئی ایک اقدامات کیے ہیں جن میں سے اہم اقدامات درج ذیل ہیں۔

اس بات کا پتا لگانے کے لیے کہ کس جگہ اور کس فصل پر کیڑے مکوڑوں کا حملہ زیادہ ہو چکا ہے۔ یا متوقع ہے۔ محکمہ زراعت پنجاب نے ایک علیحدہ شعبہ ڈائریکٹوریٹ آف پیسٹ وارننگ اور کوالٹی کنٹرول آف پیسٹی سائیڈز (Directorate of Pest Warning & Quality Control Pesticides) قائم کیا ہے۔ اس شعبہ کا سٹاف ہفتہ وار سروے کر کے مختلف علاقوں میں کاشتکار حضرات اور محکمہ زراعت کے توسیع عملے کو بروقت اطلاع دیتا ہے۔ تاکہ مناسب اقدامات کیے جا سکیں۔ اور فصل کو کیڑے مکوڑوں کے حملے سے بچایا جا سکے۔ اس وقت صوبے میں 30 ٹیمیں اس کام کے لیے تشکیل دی گئی ہیں۔ ان کو مختلف علاقوں میں تعینات کر دیا گیا ہے۔

چاول کی سو فیصدی نرسریوں پر محکمہ زراعت کا عملہ خود زہر پاشی کرے گا۔ تاکہ نرسریوں کو ضرر رساں کیڑے مکوڑوں کے حملوں سے محفوظ کر لیا جائے۔

صوبے میں کرم کش ادویات کا کافی مقدار میں بندوبست کر لیا گیا ہے اور اس سلسلے میں کوئی

کاشت کاروں کی سہولت کے لیے حکومت نے پاور سپریئر 33 فیصد سب سڈی اور ہینڈ سپریئر 50 فیصد سب سڈی پر صوبے میں تقسیم کئے ہیں۔ اس پر سال 1985-86 کے دوران 50.64 لاکھ روپے بطور سب سڈی حکومت نے خرچ کیئے۔ اسی طرح اگلے مالی سال یعنی 1986-87 کے دوران بھی انہتر لاکھ (69) روپے سے زائد رقم بطور سب سڈی اس مقصد کے لیے مہیا کی جائے گی۔

ٹریکٹروں کے کرایہ میں اضافہ کا سدباب

*1206 جناب غلام سرور رف ل،۔کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ حقیقت ہے کہ حکومت سال 1985 کے وسط تک بلڈوزر Kamata Su D-50 کا کرایہ زمینداروں سے 109 روپے فی گھنٹہ فیٹ اے ڈی۔سی بلڈوزر کا کرایہ 72 روپیہ فی گھنٹہ کے حساب سے وصول کرتی رہی ہے۔

(ب) کیا یہ بھی حقیقت ہے کہ حکومت نے جون 1985 سے مذکورہ شرح کرایہ بڑھا دی ہے۔ جس سے زمینداروں کو مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

(ج) اگر جز دہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کرایہ کی شرح میں مناسب کمی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر زراعت (چوہدری عبد الغفور)

(الف) یہ درست ہے۔ 1985ء کماٹسو بلڈوزر ڈی 50 کا بارانی علاقے میں کرایہ 109 روپے اور فیٹ ای۔ڈی۔7 سی کا کرایہ 72 روپے فی گھنٹہ کاشت کاروں سے وصول کیا جا تا رہا ہے۔

(ب) نومبر 1985 کے آخری ہفتے سے بلڈوزروں کے کرائے بڑھا دیئے گئے تھے۔ لیکن یہ کہنا درست نہیں ہوگا کہ اس سے زمینداروں کو مالی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ بلڈوزروں کے پورے کرائے نہ نفع کا نہ نقصان کے اصول پر مقرر کئے جاتے ہیں اور اس پر عام نہری علاقوں میں 25 سے 40 فیصد تک سب سڈی دی جاتی ہے۔ جبکہ بارانی علاقوں میں 35 سے 55 فیصد تک سب سڈی دی جاتی ہے۔

(ج) کیونکہ بلڈوزروں کو چلانے کے اخراجات میں اضافہ ہوا ہے۔ جس میں ورکروں کی تنخواہیں سپیئر پارٹس کی قیمتیں اور ہر قسم کے تیلوں کی قیمتیں شامل ہیں اس لیے کرایوں میں اضافہ کرنا

ناگزیر تھا۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

کاشتکاروں کو سپرے مشینوں کی فراہمی

43 میاں مختار احمد شیخ:۔ کیا وزیر زراعت از راہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے ارکان اسمبلی کی سفارشات پر کپاس کے کاشت کاروں کو امدادی شرح پر پاور سپرے اور ہینڈ سپرے مہیا کئے ہیں

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ بھی درست ہے کہ سپرے مشینوں کی تعداد کاشت کارو ں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے ناکافی تھی اور اس پر ارکان اسمبلی کو اپنے اپنے حلقہ تنقید کا نشانہ بننا پڑتا ہے۔

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور)

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے دوران سال 1984-85 کپاس کے چھوٹے کاشتکاروں کو (2603) پاور اور 3611 ہینڈ سپریئرز امدادی شرح پر مہیا کئے۔ موجودہ سال یعنی 1985-86 میں حکومت معزز ارکان اسمبلی کی سفارشات پر 2970 پاور اور 9998 ہینڈ سپریئرز کپاس کے کاشتکاروں کو امدادی شرح پر مہیا کر چکی ہے۔ جو کہ پچھلے سال کی نسبت بالترتیب 367 (14+10) فیصد اور 6384 (176+9) فیصد زائد ہیں۔ اس کے علاوہ 1500 ہینڈ سپریئرز مزید خریدے جا چکے ہیں۔ جن کی تقسیم کا کام جاری ہے۔ مرکزی حکومت نے حکومت پنجاب کی تحریک پر اس مقصد کے لیے رقوم بلاسود قرض / امداد کے طور پر مہیا کئے۔ کیونکہ یہ رقم محدود تھی۔ اس لیے ہر زمیندار کو سپریئر مہیا کرنا ناممکن تھا۔ اس کام کی بنیادی ذمہ داری خود زمیندار پر عائد ہوتی ہے۔ لیکن حکومت کی شمولیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت زمینداروں کی بہبود کا کس قدر خیال کر رہی ہے۔

میں یقین دلاتا ہوں کہ یہ سپریئرز عوامی نمائندوں کے ہاتھوں تقسیم کئے جانے کی وجہ یہ نہ تھی کہ وہ خدانخواستہ کسی قسم کا نشانہ بنیں۔ بلکہ حکومت کا یہ خیال تھا کہ عوامی نمائندے اپنے حلقے میں صحیح طریقہ سے شناخت کر کے چھوٹے زمینداروں کو یہ مشینیں دلانے میں کامیاب ہوں گے۔

اور یہ مشینیں بازار میں نہیں بکیں گی۔

کاشتکاران گنا کیلئے کریسنٹ شوگر ملز میں سہولتیں

۸۰ مسز خورشید بیگم: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ

(الف) مارکیٹ کمیٹی فیصل آباد نے آج تک اور خصوصاً سال 85-1984 کے دوران کریسنٹ شوگر ملز فیصل آباد کو سپلائی شدہ گنے پر کس قدر مارکیٹ فیس وصول کی، کریسنٹ شوگر ملز فیصل آباد کو گنا کی سپلائی پر مارکیٹ کمیٹی فیصل آباد نے آج تک کل کتنی مارکیٹ فیس وصول کی۔

(ب) کیا مارکیٹ کمیٹی فیصل آباد نے کاشت کاران گنا زون ایریا کریسنٹ شوگر ملز کی سہولت کے لیے مل کے اندر گڈا خانہ، مسافر خانہ، فراہمی آب برائے مویشیاں اور زرعی آلات فراہم کئے ہیں یا نہیں اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور)

(الف) مارکیٹ کمیٹی فیصل آباد نے کریسنٹ شوگر ملز فیصل آباد سے سپلائی شدہ گنے پر مندرجہ ذیل رقوم بطور مارکیٹ فیس وصول کیں۔

(1) 1960 سے آج تک (85-1984) 55,75,411.88 روپے

(2) دوران سال 85-1984 507,508.81 روپے

ملز کے اندر مارکیٹ کمیٹی نے کوئی رقم خرچ نہیں کی۔ اس کے لیے کوئی قانونی پابندی نہیں ہے۔

البتہ مارکیٹ کمیٹی مذکورہ نے مل زون کریسنٹ شوگر ملز کے گنا کے کاشت کاران کی سہولت کے لیے دیہی علاقوں میں جہاں ضرورت زیادہ تھی اور ملز یا کسی ادارہ کی جانب سے ان کی فراہمی کے امکانات کم تھے مندرجہ ذیل سہولیات فراہم کی تھیں۔

نمبر شمار	تفصیل سہولت	تعداد	لاگت	کیفیت
1	پختہ پیلیاں/گودام	43	1,97,311-	یہ سہولتیں مختلف جگہوں
2	گاہیں وسائبان	15	4,82,117-	پر مہیا کی گئیں

پھٹی پر امدادی قیمت کی ادائیگی

91 چوہدری محمد عبداللہ ورک ،ـ کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ
(الف) سال 1980-81 تا 1984-85 میں سرکاری کمیٹی نے پھٹی کی سال وار پیداواری لاگت فی چالیس گرام کیا تخمینہ لگایا تھا۔
(ب) حکومت نے وفاقی حکومت کو مذکورہ بالا سالوں کے لیے سال وار علیحدہ علیحدہ کتنی امدادی قیمت فی 40 کلوگرام کی سفارش کی اور وفاقی حکومت کی جانب سے کتنی امدادی رقم مقرر کی گئی۔
(ج) مذکورہ بالا عرصہ کے دوران سال وار صوبہ میں کپاس کی کل پیداوار کیا تھی ۔
(د) اگر وفاقی حکومت کی طرف سے مقرر کردہ قیمت حکومت کی سفارش کردہ قیمت سے کم تھی تو فصل کی کل پیداوار کے ضمن میں ہر سال کاشتکاروں کو سالانہ کتنا نقصان اٹھانا پڑا۔

الف تا ج مندرجہ ذیل گوشوارہ میں سال وار درج ہیں
پھٹی کی لاگت / قیمت فی 40 کلوگرام روپوں میں

سال	سرکاری کمیٹی کی پیداواری لاگت کا تخمینہ	صوبائی حکومت کی مقرر کردہ امدادی قیمت	وفاقی حکومت کی مقرر کردہ امدادی قیمت	پیداوار کپاس لاکھ گانٹھ
	(الف)	(ب)	(ب)	(ج)
1980-81	189-13	189-13	171-00	27-97
1981-82	178-90	200-09	178-00	28-44
1982-83	201-01	224-41	178-00	32-55
1983-84	206-42	230-67	186-00	16-94
1984-85	190-08	212-70	189-00	44-51

(د) یہ معاملہ وفاقی حکومت سے متعلق ہے ۔

گندم پر امدادی قیمت کی ادائیگی

92 چوہدری محمد عبداللہ ورک: کیا وزیر زراعت از راہ کرم فرمائیں گے کہ

(الف) 1980-81 تا 1984-85 میں سرکاری کمیٹی نے گندم کی سال وار پیداواری لاگت فی 40 کلوگرام کا کیا تخمینہ لگایا تھا۔

(ب) حکومت نے وفاقی حکومت کو مذکورہ بالا عرصہ کے دوران سال وار کتنی امدادی قیمت فی چالیس کلوگرام کی سفارش کی تھی اور وفاقی حکومت کی مقرر کردہ قیمت فی چالیس کلوگرام کیا تھی۔

(ج) مذکورہ بالا عرصہ میں ہر سال گندم کی کل پیداوار کیا تھی۔

(د) اگر وفاقی حکومت کی مقرر کردہ قیمت حکومت کی سفارش کردہ قیمت سے کم تھی تو گندم کی کل پیداوار کے ضمن میں کاشتکاروں کو سالانہ کتنا نقصان اٹھانا پڑا۔

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور)

جوابات جز (الف) تا (ج) بابت فصل گندم مندرجہ ذیل گوشوارہ میں سال وار درج ہیں

گندم کی لاگت قیمت فی 40 کلوگرام روپوں میں

سال	سرکاری کمیٹی کی پیداواری لاگت کا تخمینہ	صوبائی حکومت کی سفارش کردہ قیمت	وفاقی حکومت کی مقرر کردہ امدادی قیمت	پیداوار گندم (لاکھ میٹرک ٹن)
	(الف)	(ب)	(ب)	(ج)
1980-81	64-30	64-30	53-60	83-50
1981-82	67-97	69-97	58 00	85-73
1982-83	65 27	73 99	64 00	89 35
1983-84	72-59	81-99	62-00	76-23
1984-85	73-87	84-54	70-00	83-10

(د) یہ معاملہ وفاقی حکومت سے متعلق ہے۔

زرعی سپلائی کارپوریشن کے برطرف ملازمین کی کھپت

111۔ محمد افضل گجر: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم فرمائیں گے کہ
زرعی سپلائی کارپوریشن کے جو ملازمین نکالے گئے ہیں۔ ان کے روزگار کو تحفظ دینے کے لیے حکومت نے کیا اقدام کیا ہے؟

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور) زرعی سپلائی کارپوریشن سے ابھی تک کوئی آدمی نہیں نکالا گیا۔

بلڈوزروں کے کرایہ میں اضافہ

171 جناب رئیس مشتاق احمد: کیا وزیر زراعت ازراہ کرم بیان فرمائیں گے کہ
(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ زراعت کی جانب سے کاشتکاروں کو مہیا کیے جانے والے بلڈوزروں کے کرایہ میں اضافہ کر دیا گیا ہے۔
(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور حکومت متوسط درجہ کے کاشتکاروں کی سہولت کے لیے بلڈوزروں کے کرایہ میں اضافہ نہ کرنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور)

(الف) درست ہے۔

(ب) حکومت پنجاب محکمہ زراعت کے پاس زمین کی ترقی اور ہموار وغیرہ کرنے کے لیے بلڈوزرز زیر استعمال ہیں جو کہ نہ نفع نہ نقصان کی بنیاد پر زمینداروں کو کرایہ پر مہیا کیے جاتے ہیں۔ اور زرعی مقاصد کے لیے صوبائی حکومت کرایہ میں خصوصی رعایت دیتی ہے۔

گزشتہ کرایہ جات ۱۹۸۴ میں مقرر کیے گئے تھے اس دوران مندرجہ ذیل وجوہات کرایہ میں اضافہ کی موجب بنی ہیں۔

(1) سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ان کے جنگائی الاؤنس میں اضافہ
(2) ڈیزل اور موبل آئل وغیرہ کے اخراجات میں اضافہ
(3) فالتو پرزہ جات کی قیمتوں میں اضافہ اور مشینری کی دیکھ بھال کے اخراجات میں اضافہ
(4) مرمت و ذرائع نقل و حمل پر اخراجات میں اضافہ

مندرجہ بالا امور کی روشنی میں محکمہ کے بلڈوزروں کے اخراجات میں اضافہ ہوا ہے۔

جس کی وجہ سے کرایوں میں اضافہ ناگزیر تھا اس کے باوجود نہری اور بارانی علاقوں میں بالترتیب 30-20 فیصد اور 40-35 فیصد خصوصی رعایت دی جاتی رہی ہے۔ جس سے واضح ہے کہ بارانی علاقوں کے کاشت کاروں کی سہولت کے لیے حکومت مزید تقریباً 20 فیصد رعایت دے رہی ہے۔ غیر زرعی مقاصد کے لیے کرایہ جات مندرجہ بالا شرح سے تقریباً 50 فیصد زیادہ ہیں۔

میاں محمد اسحاق :۔ جناب والا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرا ریفرنس جو آپ نے pending رکھا تھا اور اس کے لیے آپ نے کوئی اور تاریخ مقرر نہیں کی تھی میری گذارش ہے کہ اس کے لیے آپ ہمیں اطلاع فراہم کریں کہ آپ کب اس کے لیے تاریخ مقرر کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر :۔ آپ یہ کس ریفرنس کی بات کر رہے ہیں؟

میاں محمد اسحاق :۔ جناب والا جو ایڈوائزر کے متعلق ہے۔

جناب سپیکر :۔ اس سلسلے میں جناب لاء منسٹر صاحب سے بات کر کے کوئی ٹائم مقرر کر لیتے ہیں۔

وزیر قانون :۔ بالکل ٹھیک ہے۔

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر :۔ میاں مختار احمد شیخ صاحب کی پریویلج موشن ہے۔ جناب لاء منسٹر صاحب کیا اس سلسلے میں کوئی فیصلہ ہو گیا تھا؟

وزیر قانون :۔ جناب والا ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں ہوا اور اس سلسلے میں میں انہیں تلاش کرتا رہتا ہوں لیکن وہ مجھے نہیں مل سکے۔

جناب سپیکر :۔ اس پریویلج موشن کو تین چار دفعہ فاضل محرک کے تحرک سے ملتوی کیا جا چکا ہے میں سمجھتا ہوں کہ interested نہیں ہیں۔

وزیر قانون :۔ جناب والا میں درخواست کروں گا کہ اسے ختم کر دیا جائے۔

جناب سپیکر :۔ میاں صاحب آپ تجویز دے رہے ہیں کہ اسے pending کر دیں۔

میاں فضل حق :۔ جناب والا میرا خیال ہے کہ ان کا تھوڑا سا انتظار کر لیں۔ اگر آپ pending کرنا مناسب سمجھتے ہیں تو بھی ٹھیک ہے

وزیر قانون :۔ جناب والا میری درخواست یہ ہے کہ اسے ختم کیا جائے کیونکہ وہ نہیں ہیں ملتوی کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

میاں فضل حق:۔ جناب والا میرا خیال ہے کہ اسے pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر:۔ میاں صاحب اس پریولیج موشن کے سلسلے میں آپ کے علم میں ہونا چاہیئے کہ یہ نمبرا پر ہے اور اس کو ہم کوئی پانچ چھ مرتبہ pending کر چکے ہیں ۔ ایسے لگتا ہے کہ وہ اس میں interested نہیں ہیں۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس پریولیج موشن کو ختم ہونا چاہیئے کہ میاں مختار اے شیخ صاحب کی یہ پریولیج موشن 27 تاریخ کے لیے pending کی گئی تھی اور 27 تاریخ کو اسے take up ہونا تھا۔ اس لیے یہ 27 تاریخ کو take up ہوئی تھی۔

اب تحریک استحقاق نمبر 14 یہ بیگم شاہین منور صاحبہ اور جناب ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی طرف سے ہے۔ کیا بیگم صاحبہ کی عدم موجودگی میں اسے take up کیا جائے؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ:۔ جناب والا! میں مشترکہ محرک ہوں اگر اسے take up کر لیا جائے تو اس میں کیا مضائقہ ہے۔

جناب سپیکر:۔ اگر آپ کی سٹیٹمنٹ باقی ہے تو آپ ارشاد فرمائیں۔

حزب اختلاف کی خاتون رکن کی تقریر کے دوران ہنگامہ آرائی

میاں ریاض حشمت جنجوعہ:۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

محترم و مکرم جناب سپیکر صاحب، دنیا کے تمام جمہوری معاشروں میں تحریر اور تقریر کی آزادی کو ایک اہم ستون کی حیثیت حاصل رہی ہے ۔ خود ہمارے ملک کا آئین بھی پاکستان کے ہر شہری کو تحریر و تقریر کی آزادی عطا کرتا ہے لیکن مقام افسوس ہے کہ گذشتہ روز ضمنی میزانیہ پر جب اپوزیشن کی ایک خاتون رکن اظہار خیال کر رہی ہیں تو حکمران پارٹی کے بہت سے ارکان نے انہیں اپنی تقریر کرنے سے روکا۔ جناب والا! چاہیئے تو یہ تھا کہ ہر بالغ نظر اور جمہوری سوچ رکھنے والے شہری اس کی مذمت کرتا لیکن مقام افسوس ہے کہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے جو آج پنجاب کے مختار کل ہیں۔ جو آج پنجاب کے اولوالامر ہیں اور جو آج پنجاب کے حاکم وقت ہیں ۔ انہوں نے ایسا کہنے والے ارکان کو خراج تحسین پیش کیا۔ جناب والا۔ وزیر اعلیٰ کے یہ الفاظ کہ جن ارکان نے بیگم شاہین منور صاحبہ کو اس ایوان میں اپنی بات کہنے سے روکا ہے میں انہیں دو مرتبہ سلام کرتا ہوں۔ موجودہ حکومت کے اس رویے کو سمجھنے کے لیے کافی ہے۔ کہ وہ مستقبل میں نکتہ نظر سے اختلاف رکھنے والے ارکان کے ساتھ کیا رویہ اختیار کرنے والی ہے۔

جناب سپیکر: بیگم شاہین منور کے ساتھ اس ایوان میں جو کچھ ہوا وہ شاید اس رویہ کی ابتدا ہے جو مستقبل میں ہمارے ساتھ ہونے والا ہے موجودہ حکومت جو جمہوری اور سیاسی ہونے کے علاوہ خود کو اسلامی اور شریف ہونے پر فخر کرتی ہے۔ اس حکومت کے اربابِ اختیار کو شاید یہ معلوم نہیں کہ اسلام ایک ایسا مذہب ہے۔ جو دنیا کے تمام دساتیر کے مقابلے دنیا کے تمام ضابطوں کے مقابلے میں اور دنیا کے تمام مذاہب کے مقابلے میں انسان کو آزادی رائے کا سب سے زیادہ اختیار دیتا ہے۔

مولانا محمد غیاث الدین: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر۔ میرے فاضل دوست نے پنجاب کے وزیر اعلیٰ کے متعلق جو مختار کل کا لفظ استعمال کیا ہے۔ یہ کسی انسان کے لیے غیر شرعی ہے۔ وہ مختار کل نہیں۔ مختار کل تو اللہ کی ذات ہے۔ قانون کے تحت جو بھی اختیارات ہیں۔ وہ یقیناً انہیں حاصل ہیں۔ یہ مختار کل کا جو الزام لگا رہے ہیں۔ وہ بہتان ہے۔

جناب ریاض حشمت جنجوعہ: جناب سپیکر: مولانا صاحب شاید یہ نہیں جانتے کہ وہ تو اپنے آپ کو مختار کل ہی سمجھتے ہیں۔ اسی لیے میں نے دانستہ یہ بات کی ہے اور دانستہ یہ الفاظ استعمال کئے ہیں کیونکہ حالات اور واقعات اس کے گواہ ہیں۔

وزیر لائیو سٹاک وڈیری ڈویلپمنٹ (سیدہ ساجدہ نیر عابدی) جناب والا جس واقعہ کو وزیر اعلیٰ سے وابستہ کر کے محترمہ نے اپنی تقریر میں حوالہ دیا تھا کہ انہوں نے یہ کہا کہ جنہوں نے ان کی تقریر ایوان کو سننے نہیں دی ہے انہیں میں دو سلام کہتا ہوں۔ اوّل تو انہوں نے کہا نہیں اور اگر کہا بھی تو انہوں نے وزیر اعلیٰ کے خاندان کے افراد پر جھوٹے اور غلط الزامات اتنے بڑے ایوان کے سامنے لگائے گئے اور ایوان کے تقدس کو قائم نہ رکھا گیا تو کیا ان کا خیال ہے کہ اپنی پرائیویٹ میٹنگ میں بیٹھ کر وزیر اعلیٰ پنجاب یہ کہتے کہ بیگم شاہین منور کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے جائیں۔ انہوں نے یہی کہنا تھا کہ میں ان کو سلام کرتا ہوں، جنہوں نے اس قسم کے غلط الزام تراشیوں سے کام لیا۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ رانا پھول محمد خان پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر میں سمجھتا ہوں کہ سب سے بڑی کمزوری اس صوبے کے وزیر اعلیٰ کی یہ ہے کہ انہوں نے وزراء کی ایسی بھرتی کر لی ہے کہ جن کو یہ علم ہی نہیں ہے کہ ہم کہہ کیا رہے ہیں۔ کس کو کہا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب نے کہ میں دو سلام کرتا ہوں۔

یہ بات انہوں نے کسی کو بھی نہیں کہی۔ یہ بالکل غلط ہے اور یہ الزام ہے۔ اگر اس قسم کے وزیر رہے تو انشاءاللہ گاڑی جلد رک جائے گی۔

جناب سپیکر: بیگم صاحبہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ...... آرڈر پلیز۔ مولانا صاحب تشریف رکھیں، آرڈر پلیز...... چوہدری محمد رفیق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر، ہیں فرمایئے چوہدری صاحب!

چوہدری محمد رفیق: جناب سپیکر، ابھی ابھی محترم وزیر موصوف نے یہ فرمایا کہ اگر وزیراعلٰے یہ نہ کرتے تو کیا ان محترمہ کے گلے میں باہیں ڈالتے

وزیر زراعت: جناب سپیکر، میں چوہدری صاحب کی خدمت میں سلام عرض کرتا ہوں

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، میاں صاحب آپ اپنی شارٹ سٹیٹمنٹ دیجئے اور یہ خیال رہے کہ آپ شارٹ سٹیٹمنٹ دے رہے ہیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا، میں یہ گذارش کر رہا تھا کہ ابھی رانا پھول خاں نے یہ کہا ہے کہ وزیراعلٰے نے اپنی پرائیویٹ میٹنگ میں یہ الفاظ کہے ہیں۔ اگر اس ایوان کے ارکان کا حافظہ اس وقت صحیح کام کر رہا ہے تو میں یہ کہوں گا کہ انہوں نے نہ صرف اپنی پارٹی میٹنگ میں بلکہ اس مقدس ایوان میں بھی یہ کہا ہے کہ میں ان لوگوں کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے محترمہ کو بات کرنے کی اجازت نہیں دی ہے۔ اس ایوان میں یہ بات کہی گئی ہے۔ جناب والا ٹیپ چلوائی جائے۔

جناب سپیکر: Please do not interrupt the speaker Let him finish his short statement سردار صاحب تشریف رکھیں

سردار محمد صادق خان: جناب والا میں یہ کہہ رہا ہوں کہ میاں صاحب ابھی اس کی تصحیح کر لیں کہ انہوں نے یہ نہیں فرمایا ہے۔

جناب سپیکر: آپ جس وقت بات کریں گے۔ اس شارٹ سٹیٹمنٹ کے جواب میں اور اس تحریک استحقاق کے جواب میں لاء منسٹر صاحب جواب دیں گے۔ تو وہ اس وقت اس بات کی تصحیح کر سکتے ہیں۔

سردار محمد صادق خان: انہوں نے تو یہ کہا تھا کہ جن لوگوں نے کیا ہے۔ میں ان کو سلام کرتا ہوں، یہ نہیں کہا کہ جنہوں نے تقریر جاری نہیں رکھنے دی۔ ان کو ہم سلام کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ Let him finish his short statement.

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: تو جناب والا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ اسلام ایک ایسا ضابطہ حیات ہے اسلام ایک ایسا دین فطرت ہے۔ جو سب سے زیادہ انسانوں کی آزادی اظہار کا علمبردار ہے۔ اس کی ایک ادنیٰ مثال یہ ہے کہ خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ خلافت کے منصب جلیلہ پر جلوہ افروز ہیں۔ پچھلی صفوں سے ایک شہری نمودار ہوتا ہے اور سوال کرتا ہے کہ اسے عدل کرنے والے خلیفہ تیرا اتنا بڑا قدوقامت ہے۔ تیرا لباس اس کپڑے سے کیسے تیار ہو سکتا تھا۔ جو کہ مال غنیمت میں تیرے حصے میں آیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ تو نے مال غنیمت میں اپنے حصے سے کچھ زیادہ کپڑا حاصل کر لیا ہے تو جناب والا۔ تاریخ یہ کہتی ہے کہ اس وقت خلیفہ عدل کے دوست بھی موجود تھے۔ ان کے بہی خواہ بھی موجود تھے۔ اور ان کی مجلس شوریٰ کے ارکان بھی موجود تھے۔ لیکن کسی بھی شخص نے معترض کی زبان کو روکنے کی کوشش نہیں کی بلکہ راوی یہ کہتا ہے کہ خلیفہ کے چہرے پر قہر و جلال نمودار نہیں ہوا۔۔۔۔۔

چوہدری محمد صدیق سالار: اس وقت الزام تراش موجود نہیں تھے۔

جناب سپیکر: سالار صاحب Please do not intercupt.

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: تو جناب والا، میں تو یہ کہتا ہوں کہ الزام تراش اس وقت موجود نہیں تھے۔ * * * *

جناب سپیکر: یہ الفاظ غیر پارلیمانی ہیں۔ جنجوعہ صاحب ان الفاظ کو واپس لے لیں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: جناب والا میں ان الفاظ کو واپس لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: تو جناب والا میں یہ عرض کر رہا تھا کہ راوی تو یہ کہتا ہے کہ اس وقت خلیفہ وقت کے چہرے پر قہر و جلال کے آثار نمودار نہیں ہوئے بلکہ انہوں نے بڑی خندہ پیشانی کے ساتھ معترض کا سوال کا جواب دیا اور اپنے بیٹے کو اپنی صفائی اور بریت میں پیش کیا کہ میں نے اپنے بیٹے کے اس کے حصے کا کپڑا لے کر اپنا لباس تیار کروایا ہے۔ جناب سپیکر۔ جب میرے ملک کا آئین اور

* * * (بحکم جناب سپیکر الفاظ حذف کئے گئے)

وزیر قانون :۔ جناب والا یہ شارٹ سٹیٹمنٹ ہے یا تقریر کر رہے ہیں ۔

جناب سپیکر :۔ یہ بجا فرمایا آپ نے ...... جنجوعہ صاحب شارٹ سٹیٹمنٹ دیں ۔ اور اپنی بات ختم کریں ۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :۔ تو جناب والا میں یہ کہتا ہوں کہ جب میرا مذہب مجھے یہ حق عطا کرتا ہے اور میرے ملک کا آئین مجھے یہ حق عطا کرتا ہے پھر جو شخص اپنے دوستوں سے کہتا ہے کہ مجھے بات کرنے کا حق نہ دیا جائے وہ اسلام کے ضابطوں کو پامال کرتا ہے ۔ وہ اس ملک کے آئین کے ضابطوں کو پامال کرتا ہے ۔ میں اس ملک کے آئین کے بنیادی حقوق کے اعتبار سے آرٹیکل ۱۹ کو کوٹ بنا کر کہتا ہوں کہ اس ایوان کے اندر ہی نہیں ۔ اس ایوان کے باہر بھی پاکستان کے ہر شہری کو تقریر اور تحریر کی آزادی ہے ۔ تو جناب والا وہ لوگ جو کہ یہاں پر بیان دیتے ہوئے سابقہ حکومتوں کا ماضی کریدنے کی کوشش کرتے ہیں ۔ اور ماضی کو برا کہتے ہیں ۔ ہم لوگ عجیب ہیں ۔ ماضی میں یہ حالات کب تھے کہ جواب ہیں

ہے زعم کہ شیشہ کوئی محفوظ نہیں ہے

پتھر بھی میرے دور کے امداد طلب ہیں ۔

جناب سپیکر :۔ آپ کچھ ارشاد فرمائیں گے وائیں صاحب

وزیر صنعت و معدنی ترقی (جناب غلام حیدر وائیں) جناب والا میں اس تحریک استحقاق کی جو کہ بیگم شاہین منور صاحبہ اور میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب نے پیش کی ہے ۔ مخالفت کرتا ہوں اور ان خیالات کی جو انہوں نے یہاں پر پیش کئے ہیں ۔ بھرپور تردید کرتا ہوں ۔ جناب سپیکر واقعہ یہ ہے کہ مسلم لیگ پارلیمانی گروپ کے اجلاس میں جس بات کا تذکرہ اس تحریک استحقاق میں کیا گیا ہے ۔ وہ حقیقی پیش منظر میں بیان نہیں ہوئی ہے ۔ جس کا کہ یہاں پر افسانہ بنایا جا رہا ہے ۔ جناب صدر پاکستان مسلم لیگ پنجاب اور قائد ایوان نے اپنے پارلیمانی گروپ کے اجلاس میں اپنے گروپ کے فاضل اراکین کو اسمبلی کی کارروائی میں پوری دلچسپی اور سنجیدگی کے ساتھ حصہ لینے پر ان کو سلام کیا اور ان کو مبارک باد دی یہ بات کسی کے استحقاق کو بالکل مجروح نہیں کرتی ہے ۔ میری بہن جنہوں نے یہ تحریک پیش کی ہے ۔ میں ان کو یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ موجودہ حکومت آزادی تحریر اور آزادی تقریر پر پورا ایمان رکھتی ہے اور آئین کی حدود میں رہتے ہوئے مسلم لیگ کی موجودہ حکومت نے جس خوبصورتی کے ساتھ اس ملک کے

عوام کو آزادی تحریر اور آزادی تقریر کا حق دیا ہے۔ اس پر ہم اس حکومت کو ہدیہ سلام پیش کرتے ہیں (نعرہ ہائے تحسین) میں اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ آئین میں دیئے گئے وہ حقوق جو کہ اس ملک کے عوام۔ اس کی سیاسی جماعتوں اور کارکنوں کو حاصل ہیں۔ مسلم لیگ کی حکومت انشاء اللہ ان میں مزید شاندار روایات کا اضافہ کرتی رہے گی، لیکن جناب سپیکر میں اپنی بہن کی اس بات کے حوالہ سے جس کو کہ انہوں نے تحریک استحقاق کی بنیاد بنا کر یہاں پر پیش کیا ان کو ماضی کی طرف لے جاتا ہوں اور یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ ماضی میں وہ جماعت جس کے مجموعہ صاحب رکن رہے ہیں اور ہیں اور جس پر وہ فخر کرتے ہیں کہ میں اس جماعت کا رکن ہوں، میں پیپلز پارٹی کی بات کرتا ہوں انہوں نے اپنے دورِ اقتدار میں ایک اشتہار رکھنے پر میری بہن شاہین منور صاحبہ کے سابقہ میاں کو ڈیفنس آف پاکستان رولز کے تحت پابند سلاسل کیا۔ جس میں میں بھی ان کے ساتھ ڈی پی آر کے تحت گرفتار کیا گیا اور وہ صرف ایک تحریر کی بات تھی ایک تقریر کی بات تھی۔

جناب سپیکر میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ آئین ہمیں کس قسم کی آزادی تقریر اور آزادی تحریر کی اجازت دیتا ہے اور اس سلسلے میں میں آئین کے آرٹیکل 66 کی دفعہ(1) کا حوالہ دیتا ہوں جسے میں جناب کی اجازت سے پڑھتا ہوں اور آئین کے آرٹیکل 66 کی دفعہ(1) یہ کہتی ہے۔

Article 66 (1) Subject to the Constitution and to the rules of procedure of Majlis-e-Shoora (Parliament), there shall be freedom of speech in Majlis-e-Shoora (Parliament) and no member shall be liable to any proceedings in any court in respect of anything said or any vote given by him in Majlis-e-Shoora (Parliament), and no person shall be so liable in respect of the publication by or under the authority or Majlis-e-Shoora (Parliament) of any report, paper, votes or proceedings.

جناب سپیکر! میں اس آرٹیکل کے وہ حقوق جو کہ آئین نے عوام کو دیئے ہیں ان کا حوالہ دیتے ہوئے یہ گذارش کرتا ہوں کہ یہ تحریک استحقاق جو یہاں پیش کی گئی اور وہ بات جس

کا کہ میری بہن نے یہاں پر تذکرہ کیا۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ انہوں نے اپنی تقریر پوری کی اور تقریر بار بار کی اور اس میں آپ کی مداخلت کے باوجود بھی انہوں نے اتنی لمبی تقریر کی کہ پہلے وہ انگریزی میں تقریر کرتی تھیں۔ بعض فاضل اراکین نے اس بات پر اعتراض کیا کہ وہ اردو میں تقریر فرمائیں لیکن انہوں نے اپنی انگریزی میں تقریر کرنے کے بعد پھر اردو میں بھی تقریر کی۔ میں عرض یہ کر رہا ہوں کہ جس چیز کو وہ استحقاق کا ذریعہ بنا رہی ہیں وہ تو ان کی تقریر تھی جس کو انہوں نے نہ صرف انگریزی میں بلکہ اردو میں بھی مکمل کیا فاضل اراکین کے بار بار کہنے کے باوجود انہوں نے اس بات کی ضد کی کہ وہ اپنی تقریر انگریزی میں مکمل کریں گی۔ انہوں نے انگریزی میں تقریر کی اور پھر اس کے بعد اردو میں بھی کی۔ ان کا اپنا مافی الضمیر مکمل ہوا اور اس دن کے بعد سے لے کر آج تک اگر پارلیمانی پارٹی نے ایسا کوئی فیصلہ ان کے خیال کے مطابق کیا تھا جس میں کہ کسی کو آزادی تحریر و تقریر سے روکنا تھا تو جناب سپیکر بعد کا عمل اس بات کا ثبوت ہے کہ اس کے بعد بھی محترمہ نے کئی بار اپنی تقاریر کیں اور اس میں وہ الزام جو کہ انہوں نے لگایا ہے اس کا شائبہ بھی موجود نہیں تھا۔ کیونکہ وہ محض الزام ہے غلط ہے اور اس الزام کا ہمارے اجلاس کے فیصلوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ جو کہ ہمارے پارلیمانی گروپ میں ہوئے تھے۔ پارلیمانی گروپ میں قائد ایوان نے اپنے اراکین کو خراج تحسین پیش کیا کہ وہ کس سنجیدگی کے ساتھ ہاؤس کی کارروائی میں حصہ لے رہے ہیں اس پر وہ ان کو سلام کہتے ہیں اور یہ اپنے فاضل اراکین کو اس ایوان کی کارروائی میں دلچسپی کے ساتھ حصہ لینے کی ایک قسم کی شاباش تھی۔ عملی طور پر میری بہن نے اس روز اپنی تقریر مکمل کی اور اس کے بعد آج تک اپوزیشن کے کسی فاضل رکن کو کسی تقریر سے نہ کسی نے روکا ہے اور نہ ہی ان حقوق میں جو Constitution نے ہمیں دیئے ہیں کسی نے روڑے اٹکائے ہیں یا منع کیا ہے۔ ساتھ ہی میں یہ کہتا ہوں کہ انشاء اللہ مسلم لیگ کی حکومت تحریر و تقریر کی آزادی کے تحفظ کے لیے اپنا بھرپور مثبت کردار ادا کرے گی اور اس ملک میں ہم ایسا کوئی موقع نہیں آنے دیں گے کہ جیسا کہ ماضی کی برسر اقتدار جماعت پیپلز پارٹی نے اسمبلی سے منتخب اراکین کو ٹانگوں سے اٹھا کر ایوان سے باہر پھینکا تھا۔ .... (نعرہ ہائے تحسین) اس لحاظ سے میں یہ گذارش کروں گا کہ یہ تحریک استحقاق جو ہے۔ یہ اس استحقاق کے حقوق اور قواعد

کے دائرہ کار میں نہیں آئی۔ آئین کی کوئی خلاف ورزی نہیں ہوئی، کسی کو اس کی آزادی تحریر و تقریر سے نہیں روکا گیا۔ جو ہمارے اجلاس کی کارروائی تھی اس کا منظر اور پس منظر یہ نہیں ہے جو کہ انہوں نے بیان کیا ہے انہوں نے غلط طور پر اس کو یہاں quote کیا ہے۔ لہذا میں ان کے خیالات کی تردید کرتے ہوئے اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ مسلم لیگ کی حکومت آزادی تحریر و تقریر کے تمام تقاضوں کو پورا کرنے میں اپنی ذمہ داری نبھائے گی۔ جو کہ ہمارے آئین نے ہمیں عطا کئے ہیں۔ اس لیے جناب سپیکر اس تحریک استحقاق کو خلاف ضابطہ قرار دیا ہے (نعرہ ہائے تحسین)

(شکریہ)

جناب سپیکر:۔ جنجوعہ صاحب، منسٹر انڈسٹری کی یقین دہانی کے بعد اب آپ کی کیا رائے ہے۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ:۔ جناب والا یہ میری ایک چھوٹی سی گزارش ہے۔ پھر اس کے بعد میزان عدل تو آپ کے ہاتھ میں ہے۔

جناب سپیکر:۔ جناب مخدوم صاحب آپ کچھ فرمانا چاہیں گے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود:۔ جناب سپیکر اس تحریک استحقاق کی وجوہات یہ تھیں کہ ہمیں گورنمنٹ سے جو شکایت تھی وہ intimidation پر تھی جو ان کی پارٹی کی کارروائی ہے اگر وہ اسمبلی کی کارروائی پر اثر انداز ہوتی ہو اور وہ فیصلے اس ایوان کے business کے متعلق ہوں اور اس میں discriminatory instructions دی جائیں تو وہ within privilege آجاتی ہیں۔ اس سلسلے میں آپ کو رولنگ پیش کر دوں گا۔ یہ دائیں صاحب جو فرماتے ہیں اپنے تجربے کی بناء پر اور قانون دانی کی بناء پر ان کو میں یہ رولنگ دکھا دوں گا کہ انڈیا میں یہ ہے کہ اگر کوئی پارٹی میٹنگ میں ایوان کے معاملات کو زیر بحث لائے ہیں۔ اور instructions دے جو کہ ایوان کی کارروائی کو inflict کرتی ہوں تو اس پر جو

They come within the perview of privilege motion یعنی discriminatory instructions .

ہم موشن کو پریس نہیں کریں گے۔ اس کو آپ کسی بنیاد پر رول آؤٹ نہ کریں کیونکہ ہم اپنا استحقاق آپ کے ہاتھوں میں گم ہونا نہیں دیکھنا چاہتے۔ لیکن گورنمنٹ کو ہم یہ یقین دلاتے ہیں کہ اگر ہمارے ساتھ ناانصافی ہوئی تو ہم مجبوری طور پر رکاوٹ کا پیدا کریں گے۔ اور حقوق

کے حصول کے لیے جدوجہد کریں گے۔

وزیر صنعت :۔ جناب سپیکر میں یہ گزارش کروں گا کہ جس مفروضے پر یہ تحریک استحقاق مبنی ہے۔ اس ایوان کی کارروائی کے عمل نے بھی یہ ثابت کیا ہے کہ یہ مفروضہ کا مفروضہ جو ہے اور وہ حقائق پہ مبنی نہیں ہے اگر کوئی ایسی بات ہوئی ہوتی تو پھر اس کا عمل آگے بتاتا کہ یہ بات ہوئی ہے۔ اگر عمل ہی اس بات کو نہیں بتاتا تو پھر یہ کس قسم کے مفروضے پر اس تحریک استحقاق کو یہاں پر قائم رکھنا چاہتے ہیں اور میں نے یہ واضح طور پر عرض کر دیا ہے کہ انشاء اللہ آئین میں دیئے ہوئے تمام حقوق جو آزادی تحریر و تقریر کے سلسلے میں ہیں ان کی مسلم لیگ اور اس کا پارلیمانی گروپ انشاء اللہ اس کی پوری پابندی کرے گا اور ان کی پیروی کرے گا۔ بلکہ ان میں اچھی روایات کا اضافہ بھی کرے گا۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :۔ جناب والا محترم وزیر صاحب کے انشاء اللہ کا ہم کہاں تک اعتبار کریں کیونکہ آج قومی اسمبلی میں آزادی تحریر و آزادی تقریر کے ایک علمبردار کو اس کی جو جزا مل رہی ہے۔ وہ آج پاکستان میں جمہوریت کا دعویٰ کرنے والے اس ایوان کی بات ہو رہی ہے جو اس کا نظارہ کر رہا ہے

جناب سپیکر : یہ بات relevant نہیں ہے۔ اب آپ کے لیڈر آف اپوزیشن کے اس ارشاد کے بعد کہ ہم ان تحاریک استحقاقات کو پریس نہیں کرتے ہیں کیا آپ ان کو پریس کرنا چاہتے ہیں؟

میاں ریاض حشمت جنجوعہ :۔ نہیں جناب والا

جناب سپیکر : تشریف رکھئے تو تحاریک استحقاقات نمبر 13، 14، 15 کو پریس نہیں کیا گیا۔ These privilege motion will be taken as withdrawn.

میاں محمود احمد صاحب کی تحریک استحقاق ہے۔ تشریف رکھتے ہیں۔

(موجود نہیں تھے)

وزیر زراعت : یہ کون سے نمبر کی ہے۔

جناب سپیکر : تحریک نمبر 16 ہے۔ اس کو پینڈنگ کر لیتے ہیں اور اب ہم تحریک التوائے کار کو لیتے ہیں۔ اس سے پہلے چھٹی کی درخواستیں ہو جائیں۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر: اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی

ملک شاہ محمد خان جوئیہ

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست ملک شاہ محمد خان جوئیہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ بندہ کی مورخہ 25-5-1986 کو ایک دیوانی عدالت میں تاریخ پیشی ہے جس کے اہم امور پر میں نے اپنے وکیل صاحب سے ضروری مشورہ کرنا ہے بدیں وجہ مورخہ 24-5-1986 کو میں اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ میری رخصت مورخہ 24-51986 کے لیے منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر لی جائے۔

(تحریک مؤخر کی گئی)

صاحبزادہ محمد عثمان عباسی

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست صاحبزادہ محمد عثمان عباسی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I was unable to send an application for leave for two days dated 14th & 15th. My present application may now be considered, and leave be granted for two days.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر لی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

صاحبزادہ غلام نصیر الدین سیالوی

سیکرٹری اسمبلی:۔ مندرجہ ذیل درخواست صاحبزادہ غلام نصیر الدین سیالوی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

التماس ہے کہ والد گرامی خواجہ قمر الدین سیالوی کے سالانہ عرس کی تقریبات میں شرکت میرے لیے انتہائی ضروری ہے۔

برائے مہربانی دو یوم 28 اور 29 مئی 1986 کی رخصت منظور فرمائیں

جناب سپیکر:۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر لی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) نصیر احمد

سیکرٹری اسمبلی:۔ مندرجہ ذیل درخواست لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) نصیر احمد صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I have to attend to some unavoidable personal problems on 24th instant. I, therefore, request that I may be granted leave of absence for one day i.e. 24th May, 1986.

جناب سپیکر:۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

چوہدری عبدالرشید

سیکرٹری اسمبلی:۔ مندرجہ ذیل درخواست چوہدری عبدالرشید صاحب رکن صوبائی اسمبلی

کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

I am not fealing well today, the 24th May 1986. It is, not possible for me to attend the Assembly. Please grant me one day's leave.

Thanking you in anticipation.

جناب سپیکر:۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

محمد ضرغام خان خاکوانی

سیکرٹری اسمبلی:۔ مندرجہ ذیل درخواست محمد ضرغام خاں خاکوانی صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی۔

میں ایک نہایت ضروری کام کے سلسلے میں گھر جا رہا ہوں ازراہ کرم 26-5-1986 کے دن کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر:۔ اب سوال یہ ہے۔
کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے
(تحریک منظور کی گئی)

ملک ارشد حسین

سیکرٹری اسمبلی:۔ مندرجہ ذیل درخواست ملک ارشد حسین صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

Respectfully it is submitted that I am going to khanewal due to some domestic emergency as a result of which I can not attend Assembly Session to-day the 24th of May, 1986. It is, therefore, requested that my absence in the House for to-day my kindly be axcused.

Thanks.

جناب سپیکر:۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔
(تحریک منظور کی گئی)

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud :

Can we consider the court summon fifteen days earlier and fifteen days later. When the Assembly is in Session ?

جناب سپیکر: مخدوم زادہ صاحب! مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ 25 تاریخ کی پیشی ہے اور 24 تاریخ کی چھٹی کی درخواست ہے تاکہ وہ تیاری کر سکیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب میں تو ممبر کے استحقاق کی بات کر رہا ہوں۔

During session he is not immuned

جناب سپیکر: میرے خیال میں وہ ٹریبونل کے پاس گئے تھے۔ وہ اس میں شامل نہیں ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا! مہربانی کرکے رولنگ نہ دیں۔

جناب سپیکر: نہیں ایسی بات تو نہیں ہے بلکہ میں آپ کو یہ کہہ رہا ہوں کہ میرا خیال یہی ہے کہ.........

مخدوم زادہ سید حسن محمود: نہیں جناب میرا خیال مختلف ہے۔

Mr. Speaker : Let him move his privilege motion.

مخدوم زادہ سید حسن محمود: اس وقت Leave Allow ہو جاتی ہے۔

His privilege is also my privilege.

جناب سپیکر: اس وقت چھٹی کی درخواست تو منظور کی جا سکتی ہے

مخدوم زادہ سید حسن محمود: چھٹی کی درخواست بے شک منظور کریں۔ لیکن جو گراؤنڈ دی گئی ہے تو اس سے ہر ممبر کے استحقاق کا مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: اس پر بات کر لیں گے۔ فاضل رکن بھی آ جائیں گے۔

(درخواست دوبارہ پڑھی گئی)

ملک شاہ محمد خاں جوئیہ

سیکرٹری اسمبلی:- مندرجہ ذیل درخواست ملک شاہ محمد خاں جوئیہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گذارش ہے کہ بندہ کو مورخہ 25-5-1985 کو ایک دیوانی عدالت میں تاریخ پیشی ہے جس کے اہم امور پر میں نے اپنے وکیل صاحب سے ضروری مشورہ کرنا ہے۔ بدیں وجہ مورخہ 24-5-1986 کو حاضر نہ ہو سکا۔ میری رخصت مورخہ 24-5-1986 کے لیے منظور فرمائی جائے۔

جناب سپیکر:- اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی۔)

رانا پھول محمد خاں:- جناب سپیکر! کیا یہ درست نہیں ہے کہ کوئی دیوانی عدالت یا سول معاملہ کے کسی بھی کیس میں ایم پی اے کو پندرہ دن پہلے اور پندرہ دن بعد اور اجلاس کے درمیان طلب نہیں کیا جا سکتا۔

جناب سپیکر:- وہی بات ہے جو مخدوم صاحب نے کی ہے۔ اس پر ہم بات کر لیں گے یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر اور مخدوم صاحب کا پوائنٹ آف آرڈر ہے۔ میں اپنا فیصلہ موخر کرتا ہوں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر:- میاں محمد اسحاق صاحب کی طرف سے تحاریک التوائے کار نمبر 12 اور 35 ہیں تو ان میں سے نمبر 12 کو لیتے ہیں۔

اشیائے صرف کی قیمتوں میں اضافہ اور گھی کی قلت

میاں محمد اسحاق:- میں تحریک پیش کرتا ہوں۔

کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک نہایت اہم اور فوری مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لیے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔

مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ پاکستان ٹائمز لاہور کی مورخہ 1986-5-5 کی اشاعت میں چھپی خبر کے مطابق (جس کا تراشہ لف ہذا ہے) کہ لاہور شہر میں روزمرہ استعمال کی اشیاء مثلاً گوشت چینی وغیرہ کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں اور ساتھ ہی گھی کی فراہمی میں بھی کمی واقع ہو گئی ہے جس سے غریب عوام میں بے حد تشویش اور غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی ہے اور عوام یہ سمجھنے پر مجبور اور حق بجانب ہیں کہ رمضان شریف کی آمد کے موقع پر حکومت قیمتوں کو اعتدال پر رکھنے اور عوام کو روزمرہ استعمال کی خورد نوش اور دیگر اشیاء سستے داموں مہیا کرنے کی جو بلند بانگ دعوے کرتی ہے وہ سب غلط ہیں۔ حکومت عوام کے مسائل حل کرنے کے سلسلے میں سنجیدہ نہیں ہے۔ لہٰذا اس اہم اور سنگین نوعیت کے حامل مسئلہ کو فی الفور زیر بحث لایا جائے۔

جناب سپیکر: رمضان المبارک کا مہینہ جب بھی آتا ہے۔ اس میں ہمارے اضلاع کے سربراہ اور افسران اعلیٰ مختلف مقررہ کی ہوئی کمیٹیوں کے اجلاس بلاتے ہیں۔ مگر ان کمیٹیوں کی کارروائی کو صرف اپنے دفاتر تک ہی محدود رکھتے ہیں دیکھنے میں یہ بات کلی طور پر واضح ہے کہ بازاروں، دکانوں اور دوسری جگہوں پر جا کر پڑتال کی جائے۔ مگر یہ نہیں ہوتا۔ ہوتا یہ ہے کہ ان کمیٹیوں میں وہ حضرات جو عوامی نمائندگان میں سے لیئے جاتے ہیں۔ ان کے پاس کوئی اختیارات نہیں ہیں اور جو ذخیرہ اندوز ہیں۔

جناب ریاض حسین پیرزادہ: جناب والا۔ پوائنٹ آف آرڈر! میاں صاحب تحریک التوا پر شارٹ سٹیٹمنٹ نہیں دے سکتے۔ صرف اس کی admissibility پر بات کر سکتے ہیں۔ میاں صاحب نے تقریر کرنی شروع کر دی ہے۔

جناب سپیکر: پیرزادہ صاحب کیا آپ کوئی Rule Quote کریں گے؟

میاں محمد اسحاق: یہ ہمیشہ رولز کے خلاف ہی بات کرتے ہیں۔ جناب سپیکر! گزارش کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس مقدس مہینہ میں عوام کو روزمرہ ضروریات زندگی سستی قیمت پر مہیا کرنا حکومت کی نہایت ہی اہم ذمہ داری ہے اور تمام چیزوں کی فراہمی میں اعتدال رکھنا بھی حکومت کی اہم ذمہ داری ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ رمضان المبارک میں حکومت کو جو بھی جدوجہد کرنی چاہیئے اس میں یہ مکمل طور پر فیل ہو چکی ہے اور ماہ رمضان کے شروع ہوتے ہی قیمتوں کا بڑھ جانا، اور چیزوں کا بازار سے غائب ہو جانا اس میں کسی حد تک حکومت کی انتظامیہ کا بھی ہاتھ ہے۔ حکومت کو جو انتظامات کرنے چاہئیں اس میں میں سمجھتا ہوں کہ

غیر ذمہ داری کا ثبوت پیش کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا میں حکومت پنجاب کو اس طرف متوجہ کرنا چاہوں گا کہ خدارا رمضان المبارک کے تقدس کے لیے مسلمانوں کے تقدس کے لیے تمام چیزوں کو اعتدال پر رکھنے کے لیے اپنی زیادہ تر توجہ اس طرف دیں اور لوگوں کو صحیح چیزیں مہیا کرنے کے سلسلے میں اپنی ذمہ داری نبھائیں تاکہ لوگ صحیح معنوں میں روزے رکھ سکیں سکون قلب سے عبادت کر سکیں اور اس پریشانی سے بچ سکیں۔

وزیر خوراک :۔ جناب والا اس تحریک میں گھی، چینی اور گوشت کی قیمتوں میں اضافے کا اظہار کیا گیا ہے۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ جہاں تک گھی کا تعلق ہے تو یہ بات دراصل غلط فہمی کی بنیاد پر کہی گئی ہے گھی کی قطعاً کوئی کمی نہیں ہے

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud :

On point of emergency.

اس بنچ پر محترم وزیر اور رانا پھول محمد خاں ......

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر :۔ مخدوم صاحب آپ نے یہ میز پار لیمانی Charter میں دیکھا ہے۔ یا اذین Procedure میں ؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود :۔ نہیں جناب یہ پھول خان پارلیمانی پریکٹس ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

رانا پھول محمد خان :۔ جناب والا وہ تو میری بھتیجی ہے۔ میں اپنے طور پر انہیں کچھ بھی کہہ سکتا ہوں۔ اور وہ مجھے کچھ بھی کہہ سکتی ہیں۔ آپ ہماری لڑائی میں تو نہیں پڑ سکتے

مخدوم زادہ سید حسن محمود :۔ آپ گفتگو کر رہے تھے ؟

رانا پھول محمد خاں :۔ نہیں نہیں مخدوم صاحب وہ میری بھتیجی ہے اور میں ان کا چچا ہوں۔ آپ ہمارے گھریلو معاملات میں نہیں پڑ سکتے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود :۔ جناب والا انہوں نے سنا نہیں وہ یہ کہہ رہی تھیں کہ رانا صاحب کام کرانے گئے تھے۔

وزیر خوراک :۔ جناب والا میں تین اشیاء کے متعلق عرض کر رہا تھا کہ ان میں قیمتوں کے اضافے کا رجحان ہے۔ میں یہ عرض کروں گا کہ گھی کے متعلق یہ بات کھلی غلط فہمی کی تحت کی گئی ہے۔

کیونکہ گھی کی قطعاً کوئی کمی نہیں ہے۔ اور قیمتیں بھی بالکل نہیں بڑھیں۔ اس میں سب سے زیادہ رجحان چینی کا ہے۔ چینی کے متعلق میں عرض کروں گا کہ چینی کی راشن بندی ختم کر دی گئی ہے۔ لہذا اب چینی کی قیمتوں پر کنٹرول رکھنا ہمارے اختیارات میں نہیں۔ بہرحال گورنمنٹ نے چینی کی قیمتوں کو اعتدال پر رکھنے کے لیے بندوبست کیا ہے۔ اس سال گنے کی کم پیداوار کی وجہ سے چینی کی پیداوار کو اعتدال پر رکھنے کی ہم نے کوشش کی ہے۔ اس بارے میں ہم نے وفاقی حکومت سے کہا ہے کہ درآمد شدہ چینی میں سے ہمیں لاکھ ڈیڑھ لاکھ ٹن چینی مہیا کریں اس سلسلے میں 40 ہزار ٹن چینی اس وقت صوبے کے مختلف اضلاع میں پہنچ چکی ہے۔ اس لیے چینی کی قیمتوں کے مزید بڑھنے کا امکان نہیں ہے۔ میں معزز ارکان کی خدمت میں عرض کروں گا کہ utility stores پر چینی پہنچا دی گئی ہے اور اس کے علاوہ ہر دکاندار کو جو ٹیکس گزار ہے اور جو لاہور اور راولپنڈی کا روبار کرتا ہے اور اس بات کا ثبوت دے کہ وہ پچاس بوری چینی حاصل کر چکا ہے۔ باقی شہروں میں ٹیکس گزار دوکاندار 2 بوریاں چینی حاصل کر سکتا ہے۔ چھوٹے دوکاندار ہر شخص ہر جگہ پر وہ پانچ بوری چینی لے سکتا ہے۔ ان حالات میں میں یہ عرض کرتا ہوں اور بڑے وثوق کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ قیمت ساڑھے آٹھ روپے سے نو روپے فی کلو تک ہو سکتی ہے۔ اس سے زیادہ نہیں ہو سکتی اور کوشش یہ ہے کہ چینی کی قیمت ساڑھے آٹھ روپے تک ہی رہے۔ اور تشویش آپ کی ذات تک ہی محدود ہے۔ عوام میں اس کے متعلق کوئی بے اطمینانی نہیں ہے۔ کیونکہ اس کی قیمتوں پر قابو پا لیا گیا ہے۔ اور چینی کی قیمتیں بڑھنے کا کوئی رجحان نہیں ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا میں اپنی چیزیں عموماً خود ہی خریدتا ہوں چاہے وہ چینی ہو۔ چاہے سبزی ہو۔ اور چاہے گوشت۔ وزیر صاحب کی اطلاع کے لیے عرض کر دیتا ہوں اور درخواست بھی کرتا ہوں کہ اگر وہ ہفتے میں دو گھنٹے کا وقت مجھے عنایت کر دیا کریں۔ تو جناب والا شائد مجھے آپ کی وساطت سے سستی چینی مل جائے کیونکہ کل میں نے ساڑھے دس روپے فی حساب سے چینی خریدی ہے۔

وزیر خوراک: آپ کو ہم سستی چینی مہیا کر کے دیں گے۔ جتنی بھی آپ چاہیں گے اس کے بعد میں آپ کی وساطت سے مخدوم زادہ صاحب سے عرض کروں گا کہ یہ اپنی تحریک واپس لے لیں۔ کیونکہ انہیں اس میں کسی قسم کی قطعاً کوئی دشواری نہیں ہو گی اور نہ ہی عوام کو چینی حاصل کرنے میں کسی قسم کی کوئی دشواری ہو گی۔

جناب فضل حسین راہی :- صرف چینی دے بارے وچ ای یا کوئی ہور چیزاں دے بارے وچ وی۔

چوہدری محمد رفیق :- جناب والا وزیر صاحب چینی سستے داموں صرف قائد حزب اختلاف کو ہی مہیا نہ کریں بلکہ عوام کو بھی مہیا کریں۔

میاں محمد اسحاق :- جناب والا وزیر موصوف کے کہنے پر میں یہ عرض کروں گا کہ اگر آج بھی آپ بازار میں چینی کا بھاؤ معلوم کریں تو یہ نو روپے اور ساڑھے نو روپے بک رہی ہے۔ میرے پاس ایک اخبار 11/5/86 کا ہے جس میں قیمتیں دی ہوئی ہیں اگر آپ چاہیں تو میں پڑھ کر سنا دیتا ہوں کہ ہر item پر چار چار پانچ پانچ روپے کا اضافہ ہوا ہے۔

(اس موقع پر جناب نصر اللہ خاں دریشک کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

اگر وزیر موصوف خود بازار میں جا کر دکانوں پر قیمتوں کا جائزہ لیں تو ان کے علم میں یہ بات ضرور آئے گی کہ عوام لازماً پریشان ہو رہی ہے اور وہ بھی اس بات پر تشویش کا اظہار کر رہے ہیں کہ چیزوں کی قیمتوں میں اضافہ دن بدن ہو رہا ہے۔ وزیر صاحب کو بازار کی قیمتوں کا احساس نہیں ہے کیونکہ یہ بازار میں خود چیزیں خریدنے نہیں جاتے یہ پریشانی صرف عوام کو ہے اور وہ اس مشکل میں مبتلا ہیں کیونکہ وہ خود ہی چیزیں خریدتے ہیں۔ اگر یہ مہربانی فرمائیں تو میں ان سے یہ درخواست کروں گا کہ اگر آج روزہ افطار کرنے سے پہلے یہ بذات خود ان چیزوں کی قیمتوں سے متعلق معلومات کریں اور ان کی پڑتال کریں تو میرا خیال ہے کہ ان کو اصل صورت حال کا پتہ چلے گا کہ واقعی عوام کو ان چیزوں کی قیمت کے اضافہ پر کتنی تشویش ہو رہی ہے۔

وزیر خوراک :- جناب والا میں جناب میاں صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ میرے نوٹس میں آیا ہے کہ بازار میں اس قسم کا رجحان موجود ہے انشاء اللہ ہم اپنی طرف سے پوری کوشش کریں گے کہ قیمتوں کو اعتدال پر رکھا جائے اور اس رجحان کو بھی روکا جائے۔ میں اس ضمن میں آپ سے مزید گزارش کروں گا کہ Derationing کے بعد قیمتوں پر کنٹرول نہیں رہا تھا۔ ہم نے اپنی طرف سے انتہائی کوشش کی ہے کہ قیمتوں کو اعتدال پر رکھا جائے اور آپ کے علم میں ایک اور بات کا اضافہ کرنا چاہتا ہوں کہ سندھ میں چینی کی اتنی وافر پیداوار ہے کہ صوبہ سندھ سے بھی پنجاب میں چینی آنی شروع ہو گئی ہے۔ دو صوبوں

کے درمیان رسد و طلب کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے۔ انشاء اللہ جتنی جلد یہ چینی پنجاب میں پہنچے گی اتنی ہی جلدی قیمتیں اعتدال پر آ جائیں گی۔ علاوہ ازیں ہم نے وفاقی حکومت کو بھی اپنی طرف سے گنے کی قیمت میں اضافہ کرنے کی گذارش کی تھی۔ انہوں نے ہماری اس بات کو مان بھی لیا ہے اور آئندہ کے لیے گنے کی قیمت 9 روپے کی بجائے 11 روپے فی من مقرر کر دی گئی ہے۔ اس مرتبہ جو چینی کی رسد میں کمی واقع ہوئی ہے اس کو بھی ہم دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تو قع ہے کہ آئندہ سالوں میں گنے کی پیداوار میں بھی مزید اضافہ ہوگا اور چینی کی کمی بھی نہیں رہے گی۔

جناب والا کی وساطت سے میں اپنے فاضل دوست کو یقین دلاتا ہوں کہ ہمیں اپنی ذمہ داری کا پوری طرح احساس ہے ہمیں کہیں بھی کوئی دھاندلی، خرابی یا خرد برد کرنے کی نشاندہی ہوئی تو ہم انشاء اللہ اسے دور کرنے کی کوشش کریں گے اور یہ پتہ بھی کرتے رہیں گے کہ قیمتوں میں رجحان بڑھ رہا ہے تو اس کا کیا علاج کیا جائے۔ میں ان الفاظ کے ساتھ فاضل ممبر کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ وہ اپنی تحریک واپس لے لیں۔

جناب چیئرمین:۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی تحریک التوا نمبر 13 ہے مولانا صاحب تشریف فرما نہیں ہیں۔ اس لیے اس تحریک التوا کو pendinp کیا جاتا ہے نمبر 14 محمود احمد صاحب کی ہے اور ایک تحریک التوا نمبر 16 میاں محمد اسحاق صاحب کی طرف سے بھی ہے۔

وزیر زراعت:۔ نمبر 14 کے متعلق کیا فیصلہ ہے۔

جناب چیئرمین:۔ محرک موجود نہیں ہیں اسکو rull out کر دیا گیا ہے

جامعہ قاسمیہ شادباغ لاہور کے ناظم و خطیب کے قتل کے خلاف ہڑتال اور جلوس

میاں محمد اسحاق:۔ میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا

متقاضی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ 10-5-86 کو جنگ لاہور کی اشاعت میں چھپی خبر کے مطابق جامعہ قاسمیہ شادباغ لاہور کے ناظم وخطیب مولانا ولی محمد کو بے دردی سے قتل کر دیا گیا ہے جس کے خلاف بطور احتجاج شادباغ اور شمالی علاقوں میں ہڑتال اور جلوس بھی نکالا گیا۔ اس خونی واقعہ میں عوام میں تشویش اور غم وغصہ کی لہر دوڑ گئی ہے اور عوام یہ سمجھنے پر مجبور ہو گئے ہیں کہ حکومت ان کی جان ومال کی حفاظت میں بالکل ناکام ہو چکی ہے۔ لہٰذا اس اہم اور فوری مسئلہ پر فی الفور بحث کی جائے۔

جناب سپیکر اس نوعیت کے سنگین جرائم روزمرہ کا معمول بن چکے ہیں۔ ان واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے۔ ایک سرسری جائزہ لیتے ہوئے ہم بآسانی اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہماری حکومت پنجاب امن عامہ کے معاملہ میں کس حد تک کامیاب ہے۔ آئے دن قتل وغارت کا یہ سلسلہ جو پنجاب میں شروع ہوا ہے۔ اس کی خاص وجہ یہ ہے کہ ابھی تک جو حقائق جن کی وجہ سے قتل وغارت کو تقویت پہنچتی ہے۔ وہ یہ ہیں کہ اگر پولیس کسی کو پکڑ کر مقدمہ بنا کر عدالت میں پیش کرتی ہے تو چند مہینوں نہیں، سالوں نہیں بلکہ دنوں میں وہی آدمی جو قاتل ہوتا ہے، ضمانت پر رہا ہو کر اسی طرح ہی انہی گلیوں میں۔ انہی محلوں میں، انہی دیہاتوں میں اسی شہر میں واپس آکر دوبارہ غنڈہ گردی کرتا پھرتا ہے نہ اسے کوئی روک نہ اسے کوئی ٹوک نہ اسے کوئی پوچھنے والا ہوتا ہے۔ بلکہ اسی محلہ میں خود شریف لوگ اس سے خوف وہراس محسوس کرتے ہوئے اسے کھلا چھوڑ دیتے ہیں اس کی کوئی شکایت کرنے پر آمادہ نہیں ہوتا کوئی پولیس کو اطلاع دینے کی جرأت نہیں کرتا کہ اس نے کل ہی قتل کیا ہے، ہو سکتا ہے یہ مجھے بھی اسی طرح قتل کر دے۔ یہ واقعات جو ہم آئے دن دیکھ رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ حکومت نے اس طرف کوئی خاص توجہ نہیں دی۔ بلکہ قتل وغارت روزمرہ کا معمول بن چکا ہے لوگ اس کے علاوہ کر بھی کیا سکتے ہیں کہ سڑکوں پر آکر احتجاج کریں اور حکومت کی توجہ اس طرف توجہ مبذول کروائیں۔ مگر کوئی اس ضمن میں خاطر خواہ انتظام نہیں کیا گیا بلکہ جو کچھ بھی کیا جا رہا ہے میں سمجھتا ہوں حکومت نے ابھی تک اس طرف خاص توجہ نہیں کی۔ اگر کوئی نہ کوئی اس قسم کا ایک آدھا کیس بنا لیا جائے۔ کسی قاتل کو شارع عام پر پھانسی دی جائے۔ یا سر قلم کیا جائے تو میرا خیال ہے۔ امن وامان صحیح بحال ہو سکتا ہے یہ حکومت اگر نیک نامی چاہتی ہے۔ اگر آئندہ کے لیے کوئی مثال بنانا چاہتی ہے۔ تو سب

سب سے پہلے اس معاملہ کو صحیح معنوں میں غور کرنا چاہیئے ۔ تاکہ آئندہ کے لیے لوگوں کو یہ معلوم ہو سکے کہ عوامی حکومت نے آتے ہی کوئی صحیح کام کیا ہے ۔ لوگوں کی جان و مال کا صحیح تحفظ کیا ہے ۔ اور وہ اس طرح کہ قاتل کو صحیح سزا دی ہے ۔ قاتل کو صحیح اپنے انجام تک پہنچایا ہے ۔ میں سمجھتا ہوں عوام کو یہ تحفظ حکومت کو مہیا کرنا چاہیئے اس کا یہ اولین فرض ہے ۔ اس میں آپ دیکھئے بجٹ میں کروڑ ہا اربہا روپیہ رکھا جا رہا ہے ۔ امن عامہ کے سلسلہ میں میں سمجھتا ہوں عوام کا یہ ٹیکس انہیں حالات ضائع کیا جا رہا ہے ۔ عوام کی سب سے زیادہ جو ضرورت ہے وہ امن اور تحفظ ہے

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

لوگوں کی جان و مال کا تحفظ کیا جائے اور حکومت کو یہ ضمانت دینی چاہیئے کہ لوگ رات کو چین کی نیند سو سکیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت پنجاب کی بہت بڑی کامیابی ہو گی ۔ اسی کے ساتھ ہی یہ جو اخبار میں فوٹو لگے ہوئے ہیں جو اس کے واقعات بیان کئے گئے ہیں ، اگر یہ منسٹر صاحبان دیکھیں تو میرا خیال ہے ان کو بھی اس بات کا احساس ہو گا ۔ اس کی طرف اولین توجہ دینی چاہیئے تاکہ قتل و غارت کو روکا جا سکے اور لوگوں کو صحیح تحفظ مہیا کیا جا سکے (شکریہ)

جناب سپیکر : وقت ختم ہونے والا ہے جلدی فرما دیں ۔

وزیر زراعت : میں مختصراً عرض کروں گا ۔ جناب والا جس مسئلہ پر میرے فاضل دوست نے زور دیا ہے یہ ان کا خاندانی مسئلہ ہے یہ تو صحیح ہے کہ قتل کا معاملہ فوری اہمیت کا حامل ہوتا ہے ۔

میاں محمد اسحاق : ۔ جناب والا اگر کسی جگہ پر قتل ہو جائے تو کیا وزیر قانون صاحب پھر یہ کہیں گے کہ یہ واقعہ نہیں ہے ۔

وزیر زراعت : مولوی صاحب آپ سن تو لیں ، آپ سننے کی تکلیف تو گوارا کریں ہم نے بھی آپ کی اتنی باتیں سنی ہیں ۔ یہ میرے بزرگ ہیں ۔ اس لیے میں نے ان کی صحت کا بہت خیال رکھا ہے ۔ اگر اس سے زیادہ بوجھ برداشت کریں گے تو مجھے فکر رہتا ہے کہ ان کی صحت کہیں خراب نہ ہو جائے ۔

(قہقہہ)

میاں محمد اسحاق :۔ جناب والا۔ آپ کی اور میری صحت میں کوئی خاص فرق نہیں ہے۔

وزیر زراعت :۔ جناب والا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ یہ ان کا خاندانی مسئلہ تھا۔ اس مولوی صاحب کی بیوی اور دوسالوں نے مل کر آپس میں مشورہ کر کے اس کو گھر میں قتل کر دیا اور خود ہی شور مچایا کہ یہ قتل ہو گیا ہے۔ اس میں تو عوام الناس آتے ہیں اور نہ اس میں عوام الناس کی تشویش آتی ہے۔ فوری طور پر پرچہ رجسٹر کر کے واقعات سامنے آ گئے۔ اور ملزمان کو گرفتار کر لیا گیا۔ آلۂ قتل وغیرہ بھی ان سے برآمد کر لیا۔ غالباً ملزمہ کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے اور مولوی صاحب کے دونوں سالے گرفتار کیے جا چکے ہیں تو یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے۔ مولوی صاحب ویسے ہی اتنے پریشان ہو رہے ہیں حالانکہ یہ بات ان پر قطعاً لاگو نہیں ہوتی کیونکہ وہ مولوی اور تھے اور یہ مولوی اور ہیں۔ ان کا اندرونی طور پر ایک جھگڑا تھا جس کی بنا پر قتل ہوا گرفتاری ہو چکی ہے اور قانون نے اپنا راستہ اختیار کر لیا ہے۔ قانون کے مطابق فوری قدم اٹھا کر گرفتاری عمل میں لا کر عدالت میں چالان پیش کیا جا رہا ہے اور انشاء اللہ انصاف ہو گا۔ اس لیے مزید تشویش کی ضرورت نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کا اطلاق سارے مولویوں پہ نہیں ہوتا۔ اس لیے ان کو تشویش میں مبتلا ہونے کی ضرورت نہیں اور اس کو وہ پریس نہ کریں

جناب سپیکر: میاں صاحب کو غالباً اس بات پر اعتراض ہے کہ ان کی تحریک التواء مولانا دلی محمد صاحب کے متعلقہ ہے اور اسی دوران آپ میاں اسحاق صاحب کو مولوی صاحب کہہ رہے ہیں۔ اس پر انہیں اعتراض ہے۔

وزیر زراعت :۔ ہم انہیں پیار سے مولوی کہہ رہے ہیں اس میں کسی بری نیت کا دخل نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب، اب آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

میاں محمد اسحاق :۔ جناب والا میں یہ عرض کروں گا کہ میں ایک خاص نکتے کی طرف ان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ عدالتوں میں صحیح معنوں میں انصاف جیسا نہیں ہو رہا۔ اس کے متعلق وزیر موصوف کچھ فرمائیں۔

جناب سپیکر: اپنی تحریک التواء پہ آئیے۔ مولانا دلی محمد صاحب کے قتل کے بارے

میں وزیر متعلقہ نے جملہ واقعات اور اس کے بعد کی کارروائی آپ کو بتائی ہے۔ اب اس کے بعد آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

میاں محمد اسحاق: جناب وزیر صاحب کے وضاحتی بیان کے بعد میں اس کو پریس نہیں کرتا۔

جناب فضل حسین راہی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ تھا اور لاء منسٹر کو اس کا جواب دینا چاہیئے تھا۔ زراعت کے منسٹر کو اس کا جواب نہیں دینا چاہیئے تھا۔ مہربانی سے آئندہ کے لیے اس کا خیال رکھیں۔ بہتر ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے کے متعلق جواب وزیر قانون دیں۔

وزیر زراعت: لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ وزیر قانون کا مسئلہ نہیں ہوتا یہ داخلہ کا مسئلہ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: درست ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ لاء منسٹر کے متعلقہ نہیں ہوتا۔

مسودات قانون

وزیر قانون: جناب والا میں مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب عدالت ہائے دیوانی مصدرہ 1982 پیش کرتا ہوں۔

جناب فضل حسین راہی: پوائنٹ آف کورم جناب سپیکر: ہاؤس میں کورم نہیں ہے

جناب سپیکر: گنتی کی جائے (گنتی کی گئی) .... کورم نہیں ہے۔ گھنٹیاں بجائی جائیں .... (گھنٹیاں بجائی گئیں) .... گنتی کی جائے .... (گنتی کی گئی) کورم نہیں ہے۔ ایوان کی کارروائی پندرہ منٹ کے لیے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اس مرحلے پر کورم نہ ہونے کے باعث ایوان کی کارروائی گیارہ بج کر ستائیس منٹ پر پندرہ منٹ کے لیے ملتوی کی گئی)

(پندرہ منٹ کے وقفہ کے بعد دوبارہ ہاؤس کی کارروائی زیر صدارت جناب سپیکر 12 بجکر 12 منٹ پر شروع ہوئی)

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب عدالت ہائے دیوانی مصدرہ 1986

وزیر قانون: میں مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب عدالت ہائے دیوانی مصدرہ 1986 پیش کرتا ہوں۔

میاں محمد اسحاق: پوائنٹ آف آرڈر سر۔ جناب والا میں اس بل کے پیش کرنے پر اعتراض کرتا ہوں یہ قاعدہ نمبر 74 کلاز نمبر 2 ہے کہ۔

Rule 74 (1) Motions for leave to introduce private member's Bills which have been admitted by the Speaker shall be set down in the List of Business for a day meant for private member's business.

(2) Motion for leave to introduce such a bill shall not be made if a similar Bill of another private member has been introduced and is pending decision by the Assembly or if motion for leave to introduce a similar Bill has been refused in the same session.

جناب والا اسی طرح کا ایک پہلے بل پیش ہو چکا ہے اور کمیٹی کو ریفر کیا جا چکا ہے اگر اسی طرح کا ایک اور بل پیش ہوا تو جو معزز رکن بل کو پہلے پیش کر چکے ہیں ان کا استحقاق مجروح ہو گا بہتر یہی ہے کہ پہلے بل کو ہی take up کیا جائے۔ اور اس کو پرائیویٹ ڈے پر ہی take up کیا جائے تاکہ ہمارے فاضل رکن جو اتنی محنت کر کے اس بل کو لائے ہیں اس کا ان کو کریڈٹ ملے۔

جناب سپیکر: میاں صاحب آپ نے کون سے رولز quote کیے ہیں۔

میاں محمد اسحاق: رول نمبر 74 صفحہ 28

جناب سپیکر: یہ رول نمبر 74 میں سب رول 2 ہے

میاں محمد اسحاق: جی سر

جناب سپیکر: اس میں تو یہ ہے کہ

It refers to a Bill of another private member.

میاں محمد اسحاق: جی جناب یہی ہے۔

وزیر زراعت : جناب والا یہ جو chapter ہے یہ پرائیویٹ ممبر بل کی بات کرتے ہیں۔ یا جو پرائیویٹ ممبر نے پہلے کوئی بل موو کر رکھا ہوا ہے۔

The same and similar type of bill cannot be introduce or moved by a private member,

لیکن گورنمنٹ کا جہاں تک بل کو موو کرنے کا تعلق ہے اس کو کوئی رکاوٹ نہیں ہو سکتی۔ جس وقت چاہے۔ جب چاہے بغیر کسی کے پوچھے اور under the conditions کے جو رولز کی provision ہوتی ہے۔ اس کو follow کرتے ہوئے یہ move کیا جا سکتا ہے۔ پرائیویٹ ممبر کا بل ہوتا یا نہ ہوتا اس میں کوئی رکاوٹ نہیں بن سکتا یہ جو رول 74 deal کرتا ہے۔ یہ پرائیویٹ ممبر کی بات ہے۔

Rule 74 (1) Motions for leave to introduce private member's Bill which have been admitted by the Speaker shall be set down in the List of Business for a day meant for private member's business.

نمبر 2 کو جو ریفر کیا ہے کہ

(2) Motion for leave to introduce such a Bill shall not be made if a similar Bill of another private member has been introduced and is pending decision by the Assembly.

تو یہ تو پرائیویٹ ممبرز کے بل کو ریفر کیا گیا ہے۔ گورنمنٹ کے بل کو ریفر نہیں کیا گیا۔ ویسے بھی اسے جب پرائیویٹ ممبر نے move کیا تو ہم نے اس کی قدر کرتے ہوئے اس کو باقاعدہ consider کیا یہ ان کی رضامندی سے اور ان کی اجازت سے ہم کرتے ہیں۔ تاکہ گورنمنٹ اس بل کو لے آئے اور اس کی ساری چیزوں کو دیکھ کر گورنمنٹ اس کو introduce کرے اور اس پر جامع بحث ہو سکے۔

جناب میاں محمد اسحاق : جناب سپیکر جب ایک ممبر اتنی جدوجہد کر کے ایک بل لاتا ہے تو کیا گورنمنٹ یہ کریڈٹ لینا چاہتی ہے کہ اس میں اپنا حصہ ڈال لے کہ ہم نے یہ کیا ہے۔ جب پہلے ہی ایک بل پیش ہو چکا ہے۔ ایک ممبر نے اتنی جدوجہد کر کے اسے پیش کیا ہے تو۔۔۔۔

وزیر زراعت : یہ جدوجہد کس نے کی ہے۔ کیا آپ نے یہ جدوجہد کی ہے ؟ اگر ایک ممبر نے اتنی جدوجہد کی ہے اور ان کو اعتراض ہے تو ہم ان کو satisfy کر لیتے ہیں۔

میاں محمد اسحاق :۔ کسی بھی ممبر نے کیا ہو ہر ایک ممبر کو حق حاصل ہے کہ وہ دوسرے ممبران کے استحقاق کا خیال کرے۔

جناب سپیکر :۔ چوہدری صاحب تشریف رکھیں اور ان کو بات کرنے دیں میاں صاحب رولز کی بات کریں۔

میاں محمد اسحاق :۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اگر ایک ممبر پہلے ایک بل اسی قسم کا پیش کر چکے ہوں تو کیا حکومت یہ چاہتی ہے کہ اس کو اس بل کا کریڈٹ نہ ملے اور اس سے حکومت اپنا کریڈٹ لینا چاہتی ہے۔

جناب سپیکر :۔ یہ تو ہو گئی نا دوسری بات

میاں محمد اسحاق :۔ جی

جناب سپیکر :۔ رولز کی بات کریں۔

میاں محمد اسحاق :۔ جناب یہ ممبروں کا استحقاق بھی تو ہے کہ اگر کوئی محنت کرتا ہے تو کیوں نہ اس بل کو اس کمیٹی کے ہاں adopt کیا جائے اور اس کو consider کیا جائے۔ یہ میری گذارش تھی۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ :۔ یہ جس بل کا ذکر ہو رہا ہے وہ بل میں نے پیش کیا تھا۔ اور وہ بل کمیٹی کی طرف ریفر ہوا ہے لیکن معاملہ نشانے کا ہے معاملہ کام بننے کا ہے۔ اگر انہوں نے وہ بل لینے کی خواہش ظاہر کی ہے تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ وہ بل آنا چاہیئے۔ تاکہ جلد از جلد معاملہ حل ہو جائے۔ تو عوام کے اصل مقصد فائدے کا ہے وہ پورا ہونا چاہیئے۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے

رانا پھول محمد خاں :۔ جناب سپیکر۔ نقطہ استحقاق۔ جب کوئی بل اس ہاؤس میں پیش ہوا اور اس کو اس ہاؤس کی اجازت سے کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے تو پھر بل پیش کرنے والے ممبر کا حق یہ نہیں رہتا چونکہ پھر وہ پراپرٹی آف دی ہاؤس ہو جاتا ہے۔ اب چیمہ صاحب کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ یہ کہہ دیں کہ میں اپنا بل واپس لینا چاہتا ہوں (نعرہ ہائے تحسین) ہاؤس کا اختیار بھی اس وقت ہے جب اس ہاؤس میں وہ بل پیش ہوا اور کوئی رکن یہ کہے کہ جناب یہ میری طرف سے تھا۔ میں اسے واپس لیتا ہوں۔ میاں صاحب کو بھی یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ چیمہ صاحب کے مختار عام کی حیثیت سے اس پر بحث کریں

کریں۔ چیمہ صاحب کو بھی اختیار نہیں ہے۔ جناب ہاؤس کی رضامندی سے اس بل کو withdraw کرا سکتے ہیں۔ لیکن اب چیمہ صاحب اس کو withdraw نہیں کر سکتے

جناب سپیکر:۔ رانا صاحب اس پر آپ کی کیا رائے ہے۔ جو اصل بات ہو رہی ہے وہ یہ ہے کہ بل ہاؤس میں پیش ہو چکا ہو اور وہ کمیٹی کے پاس under consideration ہو تو اس پر اسی قسم کا بل جو ہے۔ اس نشست میں اسی اجلاس میں پیش ہو سکتا ہے۔

رانا پھول محمد خاں:۔ جناب روایات تو یہ ہیں۔ قاعدہ نمبر تو مجھے یاد نہیں چونکہ میں کوئی لکھا پڑھا آدمی نہیں ہوں۔ لیکن یہ کبھی نہیں دیکھا کہ 302 کا مقدمہ ایک عدالت میں پیش ہو۔ سیشن کورٹ میں پیش ہو اور اسی سیشن کورٹ میں کہیں کہ اس کا دوسرا چالان بھی کر دو۔ دو چالان ایک وقت میں ایک ایف آئی آر میں پیش نہیں ہو سکتے۔ اسی طرح سے بل بھی ہیں جب تک آپ زیر غور بل کو جسے آپ نے ایک کمیٹی کے سپرد فرما دیا ہے اس کے بعد حکومت کی طرف سے کسی وزیر کی طرف سے یا کسی ممبر کی طرف سے دوسرا بل اسی مضمون کا نہیں آسکتا جب تک کہ آپ پہلے بل کو نہ نمٹا لیں اور اگر پہلے کو نمٹائے بغیر اس پر غور کریں گے تو پھر اس ہاؤس کی پراپرٹی کے اختیارات جناب اس ہاؤس کے custodian بھی ہیں۔ لیکن اس ہاؤس کی رضامندی سے اس وقت واپس لے سکتے ہیں۔ جب کمیٹی کی رپورٹ سے پہلے اس بل کے اوپر اس مضمون کا کوئی بل نہ یہاں پیش ہو سکتا ہے اور نہ واپس لیا جا سکتا ہے۔ چونکہ ہاؤس کی رضامندی سے ہاؤس کی اجازت سے جناب نے کمیٹی کے سپرد کر دیا ہے۔ کمیٹی کی رپورٹ سے پہلے اس بل کو واپس نہیں لیا جا سکتا۔

جناب سپیکر:۔ جناب چیمہ صاحب۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ:۔ جناب والا بات رولز کی ہے رانا صاحب کا تو خیر وسیع تجربہ ہے اور ان کے تجربے کا ہم اعتراف بھی کرتے ہیں لیکن جہاں تک گورنمنٹ کے بل کا تعلق ہے رولز اس پر مانع نہیں ہیں اور لاء منسٹر صاحب کے بطور لاء منسٹر کہ یہ پہلا بل ہے۔ اس لیے ہم اس کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ جناب اسے اس کمیٹی کو ریفر کیا جائے جب یہ دونوں بل وہاں ہوں گے اور اس کے بعد ایک بل جو ہے جس کا میں پہلے ہی یہ اعتراف کر چکا ہوں کہ اس پر رولز کی نہ مخالفت ہوتی ہے۔ اور یہ بل آنا چاہیئے۔

جناب سپیکر:۔ مخدوم صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : It will be a very bad precedent, and we will not support it.

کیونکہ یہ سلیکٹ کمیٹی کے پاس بل موجود ہے۔

Why do they want to introduce a new Bill and rush through when adequate notice is not given.

جناب سپیکر:۔ اس میں رولز کی کیا پوزیشن ہے۔

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud ; Rules don't permit. If they are silent than you have the discretion and you can interpret the rules in the best traditions where the rules are in conflict, but interpret them in the best traditions, so that for future such precedents are quoted.

جناب محمد صدیق انصاری:۔ جناب سپیکر:۔

جناب سپیکر:۔ جی انصاری صاحب۔

جناب محمد صدیق انصاری:۔ جناب سپیکر! میرے دوست رانا صاحب نے دفعہ 302 کو مثال دی ہے۔ 302 کا کیس اگر سرکاری چالان کے تحت سیشن کورٹ میں جائے تو اس کے ساتھ استغاثہ بھی قائم ہو سکتا ہے۔ اور استغاثہ کی سماعت پہلے ہوتی ہے۔ اس لیے لاء منسٹر صاحب نے جو بل پیش کیا ہے۔ اس کو استغاثہ سمجھ کر اس کی سماعت پہلے کی جا سکتی ہے۔ چونکہ اس سلسلہ میں رولز خاموش ہیں تو اس مثال کے سامنے رکھتے ہوئے کہ ایک قسم کا کیس دو طرح میں پیش ہو سکتا ہے۔ فاضل منسٹر کے بل کی سماعت پہلے کر لی جائے۔

رانا پھول محمد خاں:۔ میں مخالفت نہیں کر رہا۔ لیکن چوہدری صاحب کا جواب دینا میرے لیے لازمی ہو گیا ہے انہیں وکیل ہوتے ہوئے بھی یہ علم نہیں کہ استغاثہ ایک عام آدمی کی طرف دائر ہوتا ہے اور چالان حکومت کی ایجنسی پیش کرتی ہے۔ اس لیے حکومتی بل کو استغاثہ نہیں کہا جا سکتا۔ جناب استغاثہ اور چالان کی جو میں نے بات کی وہ کسی رکن کی طرف سے یا پبلک مین کی طرف سے یا مدعی کی طرف سے ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر وہی چالان حکومت نے کر دیا ہو تو پھر اس پر استغاثہ یہ ہو سکتا ہے کہ یہ غلط کیا ہے۔ لیکن چونکہ پہلے استغاثہ دائر ہو چکا ہے اور اس استغاثے کی سماعت کر کے جناب نے رپورٹ کے لیے بھیج دیا ہے۔

جب تک اس استغاثے کو آپ سماعت نہ کریں تو دوسرا استغاثہ دائر نہیں ہو سکتا۔ یہ وزیر صاحب کا استغاثہ ہے تو پھر دو استغاثے تو دائر نہیں ہو سکتے۔

جناب سپیکر:۔ شکریہ رانا صاحب۔ جناب لاء منسٹر صاحب

وزیر قانون:۔ جناب سپیکر! میں نہیں سمجھتا کہ اس میں کوئی قانونی پابندی ہے اس سے پہلے سیشن میں بھی لینڈ ایکوزیشن (ریپیل) بل ایک پرائیویٹ ممبر نے دیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک اور سرکاری بل بھی آیا تھا۔ سرکاری بل یہاں پاس ہوا۔ لہذا کوئی ایسی پابندی مانع نہیں ہے کہ جو سرکاری بل کو روک سکے

جناب فضل حسین راہی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر! زراعت منسٹر سے کہیں کہ وہ لاء منسٹر صاحب کی باتوں کا ترجمہ کر دیں۔

جناب سپیکر:۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

وزیر زراعت:۔ جناب میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ بات تو بڑی واضح ہے۔ رانا صاحب اور انصاری صاحب نے جو باتیں کی ہیں ان کے جواب میں یہ کہوں گا۔

جناب سپیکر:۔ جواب دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

وزیر زراعت:۔ جواب نہیں چونکہ اس سے analogy draw کی گئی ہے۔ وہ بات سیدھی ہے کہ استغاثہ جیسے کہ رانا صاحب نے فرمایا۔ انہوں نے ٹھیک فرمایا ہے کہ پرائیویٹ آدمی کی طرف سے استغاثہ ہوتا ہے۔ پرائیویٹ ممبر بل کوئی آدمی بھی لا سکتا ہے اور جب پرائیویٹ ممبر بل آ جاتا ہے تو دوسرا پرائیویٹ ممبر اس موضوع پر بل نہیں لا سکتا۔ وہ بل سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد ہو چکا ہے۔ اسی دوران گورنمنٹ کا بل آیا ہے تو اس میں نہ تو عدالت پہ پابندی ہوتی ہے کہ چالان پیش کرے اور چالان پیش ہو بھی گیا ہو تب بھی 302 کا یا جو بھی کہا گیا۔ استغاثہ separate بھی ہو سکتا ہے اور ان میں مختلف واقعات ہو سکتے ہیں version مختلف ہو سکتا ہے۔ اس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ لیکن جہاں تک ان رولز کا تعلق ہے کہ واقعی ایک بل پرائیویٹ ممبر کی طرف سے آ کر سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد ہے۔ تو ابھی اس کی رپورٹ آنی ہے۔ چونکہ اس دوران گورنمنٹ نے بل move کیا ہے اور اس کو consider کرتے ہوئے بھی اس بل کو پیش کرنے میں کوئی قاعدہ قواعد انضباط کار میں ایسا نہیں ہے جو مانع ہو کہ گورنمنٹ بل پیش نہیں کر سکتی تو گورنمنٹ بل پیش کرنے کے بعد بھی جناب والا وہی طریقہ کار اختیار کیا

جائے گا جو کرتے ہیں۔ جب سٹینڈنگ کمیٹی سے رپورٹ واپس آئے گی۔ ممکن ہے کہ اس میں سے کوئی تجویز withdraw ہو جائے یا دونوں ہو جائیں۔ یہ بات صحیح ہے کہ ہاؤس کی اجازت سے ہی withdraw ہو سکتا ہے۔ لیکن اس بارے میں کوئی امر مانع نہیں ہے کہ اس بل کو پیش کر کے سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ جب رپورٹ آئے گی تو ایک بل ہاؤس کی اجازت سے واپس ہو جائے گا۔ اور دوسرے بل کو لے لیا جائے گا۔ یہاں میرے فاضل اپوزیشن لیڈر صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ ویسے ہی زبانی بات کرتے ہیں اور رولز کا حوالہ نہیں دیتے تو جہاں رولز خاموش ہوں اور جہاں کوئی بات منع نہ کی گئی ہو تو وہاں اجازت ہوتی ہے چونکہ رولز اس بارے میں منع نہیں کرتے اس لیے اس بارے میں کوئی قدغن نہیں لگ سکتی کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ بل گورنمنٹ پیش نہیں کر سکتی۔ گورنمنٹ کر سکتی ہے اور گورنمنٹ کا یہ prerogative ہے کہ جس وقت چاہے۔ پرائیویٹ ممبر کو علیحدہ deal کیا گیا ہے گورنمنٹ جس وقت چاہے قانون سازی لا سکتی ہے۔ جب رپورٹ واپس آئے اس وقت البتہ ہاؤس کی مرضی ہو گی کہ اس کی مرضی سے دوسرا بل واپس ہو۔ اس لیے میں عرض کروں گا کہ اس کی support میں کوئی رولز موجود نہیں ہے ویسے ہی تجربے کی بنا پر ایک ایسی پرفارمینس کی بات کر رہے ہیں تو اور بات ہے لیکن سٹینڈنگ کمیٹی میں یہ دونوں بل ہوں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ باقاعدہ ریفر کیا جائے جیسے پہلے فیصلہ ہوا تھا۔ اسی طرح کا ایک بل لایا گیا جو ہاؤسنگ Non-proprietors-Housing Act لایا گیا تھا تو میں عرض کروں گا کہ اس بارے میں کیا جا سکتا ہے کہ فلاں ممبر کی اس effort اور کوشش کو سراہتے ہوئے mention کیا گیا تھا۔ کہ فلاں ممبر نے بھی اس بارے میں ایک بل پیش کیا تھا۔ ان کی اجازت ہے یا ان کی ریفرنس بھی object and reasons میں آ جائے گا کہ ان کی efforts بھی اس سلسلہ میں موجود ہیں۔ اس طرح گورنمنٹ کا بل آ سکتا ہے۔ اس لیے اس میں کوئی قانونی پابندی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ، رانا صاحب تشریف رکھیں۔۔۔ کیا مخدوم صاحب کچھ اور کہنا چاہیں گے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: وزیر قانون (زراعت) صاحب مجھ پر طنز فرماتے رہتے ہیں۔ گو میں وکیل تو نہیں۔ لیکن پڑھتا بہت ہوں اور میرے پاس مواد بہت ہے۔

جہاں رولز خاموش ہوں تو اس کو residuary power کہیں گے۔

Interpretation of Residuary Powers vests in the Speaker not in the Law Minister.

اور جب identical bill ہو تو اس کا مقصد کیا ہے اور سیلکٹ کمیٹی کے حوالے کر دیا گیا ہو اس کو آپ subjudice نہیں کہیں گے. میں اس کی تردید کرتا ہوں رولز خاموش کہاں ہیں۔ گورنمنٹ کے powers کا آپ اندازہ فرمایئے کہ گورنمنٹ کے دن گورنمنٹ کو بل پیش کرنے کی اجازت ہے۔

Rule 75 (1) A Minister may introduce a Bill after giving to the Secretary a written notice of his intention to do so.

اس میں کہاں دیا گیا ہے کہ رولز خاموش ہیں۔ یہ تو بڑی واضح بات ہے کہ بل پیش کیا جا سکتا ہے۔ اور یہ بات کہیں نہیں آتی کہ گورنمنٹ بزنس کا دن ہے اور گورنمنٹ بل پیش نہیں کر سکتی اگر پہلے بل موجود ہو۔ یہ بات بڑی وضاحت سے کہی گئی ہے کہ بل پیش ہو سکتا ہے اور اس کے لیے بڑی واضح ہدایات دی گئی ہیں۔

رانا پھول محمد خاں: چیمہ صاحب نے جو یہ گذارش کی ہے کہ میں اپنا بل واپس لیتا ہوں۔ وہ چیمہ صاحب کی پراپرٹی نہیں ہے وہ ہاؤس کی پراپرٹی ہے کیا ہاؤس اجازت دیتا ہے کہ چیمہ صاحب اپنا بل اس اسٹیج پر واپس لے آئیں تاکہ گورنمنٹ کا بل پیش کیا جا سکے اور کیا یہ طریق کار اختیار کیا جا سکتا ہے؟ کیا جناب کی رولنگ غلط نہیں ہو سکتی؟

جناب سپیکر: شکریہ رانا صاحب۔ میاں محمد اسحاق نے اس بل کے پیش کرتے پہ اعتراض کیا ہے اور اس میں جو انہوں نے رولز quote کیے ہیں (2) 74 یہ لاگو نہیں ہوتے۔ یہ پرائیویٹ ممبر نہ بل پہ لاگو ہوتے ہیں دوسری بات یہ ہے کہ بل کے فاضل محرک جناب اعظم چیمہ صاحب کو گورنمنٹ کے بل پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اس لیے اس بل کو پیش کرنے کے بارے میں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ جہاں رولز خاموش ہوں وہاں interpretation سپیکر کرتا ہے۔ مخدوم زادہ صاحب کی اس بات کو میں تسلیم کرتا ہوں۔ رولز میں یہ بات واضح ہے۔ لیکن اس میں اس وقت یہ صورت ہے کہ گورنمنٹ ایک بل پیش کرنا چاہتی ہے۔ اس سے پہلے جناب اعظم چیمہ صاحب

اسی نوعیت کا بل پیش کر چکے ہیں۔ اعظم چیمہ صاحب کو اعتراض نہیں ہے کہ اس کا کریڈٹ انہیں ہی ملنا چاہیئے۔ اور نہ وہ مصر ہیں کہ ان کا ہی بل consider ہونا چاہیئے اور گورنمنٹ کو اسے پیش نہیں کرنا چاہیئے۔ چونکہ انہیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لہذا میں لاء منسٹر صاحب کو بل پیش کرنے کی اجازت دیتا ہوں کہ وہ بل پیش کریں۔

ملک اللہ یار خان: جناب سپیکر پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا یہ تو درست ہے کہ بل کے محرک کو اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن جس وقت بھی کوئی بل یا تحریک ایوان کے سامنے پیش کی جاتی ہے وہ اس ایوان کی ملکیت تصور ہوتا ہے۔ اس لیے میری گزارش یہ ہو گی کہ کوئی بل یا تحریک خواہ پرائیویٹ ہو یا گورنمنٹ کی طرف سے وہ جس وقت ایوان کے سامنے ہو چکا ہو اس ایوان کی ملکیت ہوتا ہے۔ اس صورت میں میری رائے یہ ہو گی کہ ایوان کی رائے لینا مناسب ہو گا۔ بے شک اس کے محرک پریس نہیں کرنا چاہتے اور انہیں اس پہ کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی پیش نظر رکھنا ہے کہ کوئی تحریک یا مسودہ اس ایوان کی منشا اور اجازت سے ہی واپس لیا جا سکتا ہے۔

میاں ممتاز احمد متیانہ: جناب والا۔ آپ کی رولنگ کے بعد کیا اس مسئلہ کو دوبارہ ہاؤس میں اٹھایا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: کسی issue پر ایک decision ہو جانے کے بعد معاملے کو نہیں اٹھایا جا سکتا۔ لیکن پوائنٹ آف آرڈر کی شکل میں بات کی جا سکتی ہے لیکن میری طرف سے ذہن میں رہے بات ہے کہ میں اس پر رولنگ دے چکا ہوں۔

جناب وزیر زراعت: میں اس بارے میں ذرا تصحیح کر دوں کہ جہاں تک اس کا تعلق ہے۔

جناب سپیکر: اس میں اب correction کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جناب لاء منسٹر صاحب کچھ ارشاد فرمائیں گے۔

مسوداتِ قانون

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب عدالت ہائے دیوانی مصدرہ 1986

وزیر قانون: میں مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب عدالت ہائے دیوانی مصدرہ 1986

پیش کرتا ہوں ۔

Mr. Speaker : The Punjab Civil Courts (Amendment) Bill, 1986 has been introduced. It is referred to the concerned Standing Committee for report by 29th May, 1986.

مسودہ قانون پنجاب جناح آبادیاں برائے غیر مالکان اندرون دیہی علاقہ جات مصدرہ 1986ء (بحث جاری)

اب ہم The Punjab Jinnah Abadis For Non-proprietors in Rural Areas Bill 1986.

کو take up کرتے ہیں ۔

وزیر کالونیز ۔ (جناب محمد ارشد خاں لودھی) میں عرض کروں گا کہ اس بل کے بارے میں حزب اختلاف کے ساتھ ہمارا تصفیہ ہو گیا ہے اور متفقہ طور پر ترامیم move کرنے کی میں اجازت طلب کرتا ہوں اور اس کے لیے میں گذارش کرتا ہوں کو رولز کو معطل کر کے مجھے اجازت دی جائے کہ میں اسے پیش کر سکوں

مخدوم زادہ حسن محمود ۔ مجھے یہ سمجھ نہیں آتی کہ کون سے رولز معطل کر کے ترامیم پیش کرنا چاہتے ہیں میری پہلی موشن circulation کی تھی ۔ وہ dispose off ہوئی، میری دوسری موشن for entrusting the Select Committee کی تھی ۔ جناب والا اس پہ میں ایک چیز آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں ۔ جہاں breach of privilege ہوا ہے ۔ میں آپ کی خدمت میں گذارش کروں گا کہ اس کو آپ کس طرح سے روکیں ۔ اس میں سلیکٹ کمیٹی کی افادیت independent nature کی ہوتی ہے اور وزیر ایک ex-officio ممبر ہوتا ہے لیکن اس کمیٹی پر وہ اثر انداز نہیں ہوتا تاکہ وہ اپنی fair deliberations کر سکے ۔ اس میں جناب میں آپ کو بتاتا ہوں Practice and Procedure of Parliament صفحہ نمبر 695 میں درج ہے کہ ۔

"A Minister is not elected a Member of the Committee, and if a Member, after his election to the Committee, is appointed a Minister, he ceases to be a member of the Committee from the date of such appointment".

The underlying principle is—

کہ ہاؤس کمیٹی بغیر گورنمنٹ influence کے اپنا کام کرے اور وہ fair basis پر گورنمنٹ کے سامنے اپنی رپورٹ پیش کرے۔ یہ رپورٹ جو اب پیش ہوئی تھی اس میں آپ ملاحظہ فرمائیں۔

The meeting started with the Recitation of the Holy Qur'an . . . .

جناب سپیکر:۔ یہ سٹینڈنگ کمیٹی کی رپورٹ ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود:۔ جی ہاں When this Bill has come.

جناب سپیکر:۔ یہ ہے میرے پاس

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : یہ ایجنڈا مل گیا۔

The meeting started with the recitation of the Holy Qur'an. The Minister for Colonies and Revenue attended the meeting as ex-officio member on 18th May, 1986.

میٹنگ میں وزیر مال کی حیثیت ex-officio member کی ہے۔

related to that legislation

وہاں لاء ڈیپارٹمنٹ اور سیکرٹری اسمبلی بھی موجود ہوتا ہے۔

The Minister for Law and Parliamentary Affair attended the meeting also which he had no right to attend, because it is very serious breach of the procedure to provoke and influence the member.

کہ اس میں کوئی ترمیم مت کرو۔ فوراً بھیجو اور اس کو متبادل کراؤ۔

To exercise their freedom

Kindly instruct the Minister not to transgress the Constitutional and procedural things which are mentioned in the rules. A serious notice was taken of this situation. I can quote you an example where a Food Minister of Government of India requested the Chairman of the Committee to allow him to appear before the Committee. It was condemned. The Minister had to wear his hat, thrown ashes on himself and even that apology was not considered to be adequately sincere. If you wish I can quote you all that but we must observe certain conditions accepted in democratic countries.

ورنہ آپ کی کمیٹی کو reference کی کیا ضرورت تھی اور یہ جو انہوں نے مطالبہ کیا ہے وہ ٹھیک ہے۔ مگر اس کی ضرورت نہیں۔ لہٰذا ہم تو پریس کریں گے۔

This has been interfered with unnecessarily and for future please guide the Minister that only the Minister who is ex-officio Member.

وہ کمیٹی میٹنگ میں جائے گا اور اس کی نہ چیئرمین اجازت دے گا۔

جناب سپیکر: جناب وزیر قانون صاحب

وزیر قانون: میں تو اس لیے وہاں گیا تھا کہ مجھے as observer بلایا گیا تھا۔ کیونکہ ان کا خیال تھا کہ اس بل کو وہ پیش کریں۔ میں سمجھتا تھا کہ اس بل کو میں پیش کروں گا۔ لیکن وہاں یہ فیصلہ ہوا کہ اس بل کو وہ پیش کریں گے۔ پھر اس فیصلے کے بعد میں واپس آ گیا اس کے علاوہ اور کوئی بات نہیں ہوئی نہ میں نے کسی کو کوئی مشورہ دیا ہے اور نہ ہی کسی کی راہنمائی کی ہے۔

جناب سپیکر: مخدوم زادہ صاحب جس precedent کو quote کر رہے ہیں اس پر آپ کو کوئی اعتراض ہے۔

وزیر قانون: نہیں مجھے کوئی اعتراض نہیں۔ لیکن وہ کہہ رہے ہیں کہ میں گیا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ میں ضرور گیا ہوں لیکن اس سلسلے میں گیا ہوں کہ آیا بل وہ پیش کریں گے یا بل میں پیش کروں گا۔ اس سے زیادہ اور کوئی بات نہیں۔ ویسے بھی اس پہ پابندی کوئی نہیں ہے۔

Rule 120 (2) The Member-in-charge of the Bill. and in the case of any other matter referred by the Assembly to the Standing Committee, the member who has proposed the subject or matter for reference to or study by the Committee, may attend the meeting of the Committee but shall have a right to vote only if he is an elected member of the Committee.

تو یہ اس وقت میں نے متعارف کروایا تھا اور پھر میں چلا گیا تھا۔ اس کے بعد نہ میں کوئی ووٹ ڈالا ہے اور نہ کوئی رائے دی ہے۔

جناب سپیکر: اس بات میں یہ principle involved ہے کہ کسی مجلس قائمہ میں ex-officio ممبر کے علاوہ کسی دوسرے وزیر کو اس کمیٹی کی میٹنگ میں جانا چاہیئے یا نہیں جانا چاہیئے یہ وہ بات ہے جس میں مخدوم زادہ صاحب نے precedent quote کئے ہیں اس سلسلے میں آپ کیا ارشاد فرمائیں گے؟

رانا پھول محمد خاں: کیا کسی مسئلہ پر اگر کمیٹی کا چیئرمین ان سے مشورہ کرنا چاہیئے۔ تو وہاں نہیں جا سکتے؟

جناب سپیکر: رانا پھول خاں صاحب وزیر زراعت اس سلسلے میں کچھ کہنا چاہیں گے؟

Minister for Agriculture : With your honour's permission and just to enlighten this honourable House.

میں عرض کرنا چاہوں گا کہ پہلی بات تو یہ ہے۔

Minister for Law and Parliamentary Affairs is always the concrened Minister, in every legislation, in every legislative matter. When ever legislation is being moved, when ever there is legislation being drafted and any legislation is being considered in any committee Minister for Law and Parliamentary Affairs always the concerned Minister. I refer Sir, Rule 120.

Rule 120 (1) Each Standing Committee shall consists of nine member to be elected by the Assembly and the Minister and concerned shall be its ex-officio memers.

(2) The Member-in-Charge of the Bill, and in the case of any other matter referred by the Assembly to the Standing Committee, the member who has proposed the subject or matter for reference to or study by the Committee, may attend the metting of the Committee but shall have a right to vote only if he is an elected member of the Committee.

I would submit that these two provisions refer to two different persons 'member concerned and Parliamentary Secretary concerned'. In matters of law and legislation Minister for Law and Parliamentary Affairs is always the concerned Minister and Minister-in-Charge is the Minister who is incharge of that Department in regard to which, the matter is being considered. When the legislation is being drafted or any new legislation is being considered by a certain Committee if the Minister for Law and Parliamentary Affairs is not the concerned Minister then who is the concerned Minister. Minister for Law and Parliamentary Affairs is the concerned Minister and Minister-in-Charge has been referred to differently in clause 2 that he is the Minister in-Charge of that Bill to whose Department the Bill is being referred. Actually Rule 120 (1) refers to the Minister for Law and Parliamentary Affairs ,and Rule 120 (2) refers to the Minister-in-Charge or the Member-in-charge.

اس لیے میں عرض کرنا چاہوں گا کہ وزیر متعلقہ پارلیمانی امور کا وزیر بھی ہے اور منسٹر انچارج جو otherwise ex-officio ممبر ہے دونوں میٹنگ attend کر سکتے ہیں اس کے علاوہ میں عرض کرتا ہوں کہ اگر وہ چلا جاتا ہے اور چیئرمین اس کی advice کو seek کرنا چاہتے ہیں. Then there is no bar. یہ قدغن لگانا چاہتے ہیں کہ آئندہ ان کو وہاں بلایا نہ جائے اور وہ کمیٹی میں ہی نہ جائیں تو یہ proposition of law consider نہیں کی جا سکتی اور نہ یہ proposition of law accept کی جا سکتی ہے۔ اس لیے میں عرض کرنا چاہوں گا۔

The Minister for Law and Parliamentary Affairs in matter of legisltion is always the Minister concerned

اس کے بعد منسٹر انچارج ہی میٹنگ attend کر سکتے ہیں کیونکہ وہ اس کے ex-officio Members

ہیں۔ دونوں ex-officio Members میں ووٹ نہیں دے سکتے۔ لیکن دونوں میٹنگ attend کر سکتے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: مخدوم زادہ صاحب۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر اگر آپ رپورٹ پڑھیں تو سیکرٹری اسمبلی نے ڈرافٹ کی ہے اور چیئرمین نے dictate کرائی ہے تو اس میں دونوں منسٹروں سے ex-officio Members لکھا ہے۔ لاء منسٹر کے ساتھ ex.officio کا لفظ نہیں لکھا گیا جیسے وزیر زراعت ارشاد فرما رہے ہیں۔ لاء منسٹر کی قطعاً ضرورت نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہاں لاء سیکرٹری، لاء ڈیپارٹمنٹ لیجسلیشن کے لیے موجود ہوتے ہیں۔

The Law Minister's presence in fluences the Member. He does not go for drafting purposes. That is the job of the Law Secretary and the Secretary of the Assembly. Therefore. I don't agree that in every legislation the Law Minister has a right to go. I disagree.

جناب سپیکر: اس میں آپ فرمائیں کہ لیجسلیشن کے معاملات میں

Law Minister is the concerned Minister or some body else ?

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud :

جس طرح محکمے تقسیم ہوئے ہیں پہلے Revenue ایک مکمل محکمہ ہوتا تھا اب Colonization الگ Consolidation اور Revenue الگ محکمہ ہے۔ اس طرح تین وزیر اور ایک لاء منسٹر ہو جائے تو

The Committee itself gets overpowered and over influenced.

رانا پھول محمد خاں: سوال یہ ہے کہ اگر کمیٹی کا چیئرمین یا منسٹر متعلقہ چاہے تو وہ قانونی مشورے کے لیے ایڈووکیٹ جنرل کو بھی طلب کر سکتے ہیں۔ اسی طرح سیکرٹری لاء اور ڈپٹی سیکرٹری سے بھی معاملات الجھ جائیں تو لاء منسٹر کو بھی رائے دینے کے لیے طلب کیا جا سکتا ہے۔ لیکن وہ ووٹ نہیں دے سکتے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب ووٹ کا کوئی جھگڑا نہیں ہے۔

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : It has never been a very much liked procedure so much so that Minister makes his specific request to appear before the Committee. He may be permitted only if the Chairman considers it desirable after he had a talk with the Minister. The normal practice is that after the deliberations are concluded the Chairman may, when he considers necessary, have an informal talk with the Minister relating to any subject whatsoever. This has never been preferable.

اس میں میرے پاس کئی رولز ہیں۔

I can send them to you, We can't burden the Committee with dozens of Ministers.

یہ کہہ دینا کہ لاء منسٹر ڈامنیٹ کرتا ہے جو درانٹنگ اقبال احمد خاں صاحب نے کی ہے۔ وہ کمال کیا ہے۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب نے ارشاد فرمایا ہے کہ وہ اس میٹنگ میں بلانے پر تشریف لے گئے تھے۔

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : On his explanation I agree, but I wish you to kindly remind the Ministers and keep it on record that only ex-officio members should participate.

کمیٹی میں وہ ممبران جائیں جو ex-officio ممبر ہیں۔ دوسرے ممبر کو میٹنگ میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ چونکہ اس کمیٹی پہ کوئی اعتراض والی بات باقی نہیں رہی اور لاء منسٹر صاحب کمیٹی کے بلانے پر وہاں گئے تھے۔ وہ وزیر متعلقہ سے بات کر کے واپس آ گئے۔ لہٰذا اس کا تو کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ لیکن جہاں تک باقی سٹینڈنگ کمیٹیوں کے اجلاسوں میں Law Minister کی شمولیت کا تعلق ہے کہ وہ وزیر متعلقہ ہیں یا نہیں یا جہاں Legislation معاملات کو کمیٹی میں زیر غور لانے کا معاملہ ہے۔ اس میں دوسرے وزیر متعلقہ کے ہوتے ہوئے Law Minister وزیر متعلقہ ہیں یا نہیں۔ اس پہ مزید غور و خوض کر لیا جائے گا مخدوم صاحب کے پاس اگر کوئی اس سلسلے میں روایات ہوں تو وہ دے سکتے ہیں۔ میرے

علم میں یہ ہے کہ مرکز میں standing Committees کے چیئرمین بھی وزیر متعلقہ ہیں۔ اس لیے ان سب باتوں کو پیش نظر رکھنا ہوگا تو اس لیے اس پر آئندہ کسی وقت مزید بحث کریں گے اور اس پر فیصلہ کریں گے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود:۔ میری تجویز ہے کہ جو ہم نے ایک دوسرے کے صلاح مشورہ سے ترامیم دی ہیں ان سے پہلے ان ترامیم کو adopt کریں اور پھر joint amendments لیں۔ جیسے میری elicit public opinion کی That has to be withdrawn.

You can come with the clause.

جناب سپیکر:۔ تو کیا اس بل کی ساری کلازوں پر ترامیم آپ نے withdraw کر لی ہیں؟ اور کیا ایک agreement کے ذریعے آپ نے اکٹھی ترامیم دی ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود:۔ ہماری پانچ چھ agreed amendments میں ناموں کا اندراج ہے ان پر ہم نے اتفاق کر لیا ہے اور وہ joint amendments ہیں۔

جناب سپیکر:۔ آپ کی متفقہ ترامیم میرے پاس موجود ہیں۔ اب اس بل میں آپ کی طرف سے دی گئیں ترامیم withdrawn تصور ہوں گی اور آپ ان کو پیش نہیں کریں گے۔ یہ صحیح ہے کلاز بائی کلاز ہوں گی۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود:۔ کلاز بائی کلاز۔ کہیں ہمیں بریک لگانی پڑی تو لگا لیں گے۔

جناب فضل حسین راہی:۔ جناب سپیکر، رائے رزاق صاحب بھی legistaion کے بارے میں بڑے ماہر ہیں ہم کبھی کبھی ان کی رائے بھی لے لیا کریں۔

جناب سپیکر:۔ یہ بل consideeration کے لیے پیش ہو گیا تھا۔ اب اس میں کچھ ترامیم جن کے محرک ہیں۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب، میاں محمد افضل حیات صاحب میاں محمد اسحاق صاحب، جناب طاہر احمد شاہ صاحب، بیگم شاہین منور احمد صاحبہ میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب، جناب چوہدری فضل حسین راہی صاحب، سردار غلام عباس صاحب، جناب محمد رفیق صاحب اور جناب عثمان ابراہیم صاحب۔ مخدوم صاحب کیا ارشاد فرماتے ہیں؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود:۔ جناب والا پرانے basis پہ ہم proceed تو کریں

اور جو ہم نے withdraw کرنی ہیں۔ وہ ہم withdraw کریں گے اور ایک دو جوان کے ساتھ ابھی متنازعہ ہیں۔ ان پر ہم بات کریں گے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی پہلی ترمیم کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود: circulation والی withdraw اور Select Committee والی بھی withdraw کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: پہلی اور دوسری ترامیم مخدوم زادہ صاحب withdraw کرتے ہیں۔ کیا باقی سب صاحبان بھی اس سے اتفاق کرتے ہیں اور withdraw کرتے ہیں

Minisrer for Colonies: That the Punjab Jinnah Abadis for Non-proprietors in Rural Areas Bill, 1986, as recommended by the Standing Committee on Revenue be taken into consideration at once."

رانا پھول محمد خان: مجھے اس پر اعتراض ہے کیونکہ کلاز 4 میں میری ترمیم ہے۔

جناب سپیکر: وہ ابھی نہیں آئی۔

رانا پھول محمد خان: میں گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ اردو کاپی میں کچھ اور انگریزی کاپی میں کچھ اور چھپا ہے۔ اس میں میرا نام نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جس کلاز میں آپ نے ترمیم دی ہے، جب اس کی باری آئے گی تو آپ اس کی نشان دہی کر سکتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا میرا تو ترمیم پیش کرنے والوں میں نام ہی نہیں ہے میں کیسے بولوں گا؟ میں اعتراض پہلے کر سکتا ہوں کہ جناب، میری بھی ایک ترمیم ہے۔

جناب سپیکر: کس کلاز پر ہے

رانا پھول محمد خان: کلاز 4 پر ہے۔

جناب سپیکر: تو اس کو آنے دیں۔

رانا پھول محمد خان: اس کو تو آنے دیں۔ بل پیش ہوتے وقت میں نے اعتراض کیا ہے کہ میرا نام کیسے غائب ہو گیا؟

جناب سپیکر: آپ کلاز 4 کو آنے دیں رانا صاحب۔

The motion moved and the question is :—

"That the Punjab Jinnah Abadis for Non-proprietors in Rural Areas Bill, 1986, as recommended by the Standing Committee on Revenue be taken into consideration at once."

(*The motion was carried*).

کلاز 3

Now, Clause 3 is under consideration. There are certain amendments on the above clause, but I think some agreement has been reached between Government and Opposition.

مخدوم زادہ صاحب۔ اس میں آپ کی ترمیم ہے۔
مخدوم زادہ سید حسن محمود:۔ اب تو نئی پڑھی جائے گی۔
جناب سپیکر:۔ جو آپ کی کلاز 3 کی ترامیم ہیں۔

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud: The former one wa withdraw.

That in Clause 3 of the Bill for the words "in the Revenue Estate" occurring in line 4, the words "in any of the Revenue Estate in the Uniou Council be substituted.

جناب سپیکر:۔ یہ تو آپ کی agreed ہے ناں؟
مخدوم زادہ سید حسن محمود:۔ جی ہاں
وزیر کالونیز:۔ پہلے یہ اپنی ترامیم واپس لیں گے تو اس کے بعد میں agreed amendment پیش کروں گا۔
جناب سپیکر:۔ تو اس پر آپ کی بھی ترمیم ہے کیا اس کو آپ واپس لیتے ہیں۔
وزیر کالونیز:۔ جی ہاں۔ اب agreed آئے گی۔

Mr. Speaker : Then it will be taken as withdrawn. Now, you will move the agreed amendment.

Minister for Colonies : Yes Sir.

Sir, I move ;

"That in Clause 3 of the Bill, for the words "in the Revenue Estate" occurring in line 4 the words "in any of the Revenue Estate in the Union Council" be substituted.

Mr. Speaker : This agreed amendment has been moved by Minister of Colonies, Makhdoomzada Syed Hassan Mahmud, Mian Muhammad Afzal Hayat, Mian Muhammad Ishaque, Mr. Usman Ibrahim, Mr. Tahir Ahmed Shah, Mr. Muhammad Rafique, Mian Riaz Hashmat Janjua, Ch. Fazal Hussain Rahi, Sardar Ghulam Abbas. Begum Shaheen Munawar Ahmed and Sardar Ghulam Abbas.

Motion moved ; and the question is :—

"That in Clause 3 of the Bill, for the words "in the Revenue Estate", occurring in line 4 the words "in any of the Revenue Estate in the Union Council" be substituted.

(*The motion was carried*).

Now, the question before the House is :—

"That Clause 3, as amended, stands part of the Bill".

(*The motion was carried*).

کلاز 4

Now Clause 4 of the Bill is under consideration.

اس میں مخدوم زادہ صاحب اور ان کے ساتھیوں کی کلاز 4 پر ترامیم ہیں۔

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : I withdraw.

جناب سپیکر:۔ یہ ترمیم مخدوم زادہ صاحب اور باقی صاحبان واپس لیتے ہیں دوسری ترمیم حاجی محمد اصغر چوہدری صاحب کی طرف سے ہے اور وہ ایوان میں موجود نہیں ہیں۔

Minister for Law : These should be taken as if they have not been moved.

Mr. Speaker : Now, the question is :—

"That Clause 4 do stand part of the Bill.

(The motion was carried).

کلاز نمبر 5

Now, Clause 5 of the Bill is under consideration.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Sir, I had moved an amendment to which the Government agreed and we have come to mutual understanding.

کہ 20 سال کی بجائے عرصہ دس سال کر دیا جائے گا۔ لہذا میں اپنی پہلی پیش کردہ ترمیم واپس لیتا ہوں اور اس کو پیش کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس پر حکومت اور حزب اختلاف کی طرف سے متفقہ ترمیم آ گئی ہے جسے منسٹر کالونی پیش کریں گے۔

Minister for Colonies : Sir, I moved :—

That in Clause 5 of the Bill, for the words "twenty" occurring in line 4, the words "ten" be substituted.

Mr. Speaker : The amendment moved is :

That in Clause 5 of the Bill, for the words "twenty" occurring in line 4, the words "ten" be substituted.

Mr. Speaker : The question is ;

"That in Clauses 5 of the Bill, for the words "twenty" occurring in line 4, the words "ten" be substituted.

(The motio, was carried).

کلاز نمبر 6

Now, clause 6 is under consideration.

مخدوم زادہ سید حسن محمود: ہماری پہلی ترمیم کلاز 6 پر اس basis پر تھیں کہ

حکومت نے یہ اختیارات لئے تھے کہ اگر breach ہو جائے تو وہ unilaterally اس گھر یا اس مکان کو چاہے وہ ادھورا ہی ہو قبضہ کر لے تو اس میں ہم نے تجویز کیا تھا کہ یہ لفظ زائد ہونا چاہیئے اس breach کو ہٹانے کے لیے کچھ وقفہ اور جائز مدت دینی چاہیئے تاکہ اس سے انصاف کے تقاضے پورے ہو سکیں چونکہ حکومت نے ہمارا مطالبہ مان لیا ہے۔ اس لیے میں اپنی ترمیم واپس لیتا ہوں اور نئی ترمیم جو ہم نے دی ہے۔ اس کو پیش کیا جائے۔

جناب سپیکر:۔ اس میں دوسری ترمیم حاجی محمد اصغر چوہدری صاحب کی ہے جو تشریف نہیں رکھتے ہیں اس لیے یہ بھی واپس تصور ہو گی اور متفقہ ترمیم وزیر کالونی پیش کریں گے اور یہ متفقہ ترمیم وزیر کالونی مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب، میاں محمد افضل حیات صاحب، میاں محمد اسحاق صاحب، جناب عثمان ابراہیم، جناب طاہر احمد شاہ جناب محمد رفیق، میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب فضل حسین راہی، بیگم شاہین منور صاحبہ اور سردار غلام عباس صاحب کی طرف سے ہے جسے وزیر کالونیز پیش کریں گے۔

Minister for Colonies :

"That in para (b) of Clause 6 of the Bill, the "full-stop" appearing at the end be replaced by a "colon" and the following proviso be added thereafter, namely :

"Provided that the allottee may be given reasonable time to rectify a breach mentioned in Clause (b).

Mr. Speaker : Motion moved and the question is :—

"That in para (b) of Clause 6 of the Bill, the full stop appearing at the end be replaced by a colon and the following proviso be added thereafter, namely :—

"Provided that the allottee may be given reasonable time to rectify a breach mentioned in Clause (b).

(*The motion was carried*).

Now, the question is :—

"That Clause 6, as amended, do stand part of the Bill"

(*The motion was carried*).

وزیر قانون:۔ جناب سپیکر میں یہ move کرتا ہوں کہ اسمبلی کا وقت آدھا گھنٹہ کے لئے بڑھا دیا جائے تاکہ یہ بل پاس ہو سکے۔

جناب سپیکر:۔ ابھی ایوان کے التواء کا وقت ہونے دیں شاید اس وقت تک یہ بل نکل جائے۔ کیا اس میں ترامیم ہیں؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود:۔ جناب سپیکر ہم نے اپنی پہلی ترامیم کو بڑے افسوس کے ساتھ واپس لیا ہے کہ اگر کوئی alpttee گھر بنا چکا ہے اور اچانک اس کی موت واقع ہو جاتی ہے یا اس کو بزنس میں نقصان ہوتا ہے اور وہ پوری تکمیل نہیں کر سکتا تو اس کو مناسب وقت دیا جائے یا پھر اس کی جو 4 فٹ دیوار وغیرہ بنی ہوئی ہیں اس کو اس کا معاوضہ دیا جائے یا کسی اور کو وہ منتقل کیا جائے اور اس کی قیمت آسمی سے وصول کرکے اس کی حق رسی کرائی جائے لیکن اس پر حکومت نے ہمارا نقطہ نظر نہیں مانا اور اس کے علاوہ انہوں نے یہ بھی تاوان لگایا تھا کہ جو گھر کے گرا دینے پر رقم خرچ ہوگی۔ وہ بھی اس کو ادا کرنا پڑے گی اور بقیہ لینڈ ایکٹ کی صورت میں اس سے وصول کی جائے گی۔ اب یہ طے پایا ہے کہ اس بیچارے سے گھر گرانے اور ملبہ ہٹانے کا خرچ بھی اس کے ذمے ہوگا۔

وزیر زراعت:۔ جناب والا اس کی ضرورت نہیں تھی۔ آپ کی ڈیمانڈ کے بغیر ہی ہم نے اس کو حذف کر دیا تھا اب اس خرچہ کو وصول کرنے کی ضرورت نہیں ہے لیکن یہ بات بھی واضح ہو جائے کہ اس کو پہلے نوٹس دے کر باقاعدہ وقت دیا جائے گا۔ اور اس میں یہ پروویژن موجود ہے کہ وہ اپنا ملبہ ہٹا لے اور حکومت کو ملبے کو ہٹانے کی ضرورت تو اس وقت پیش آئے گی۔ جب وہ مقررہ وقت میں اپنا ملبہ نہ ہٹائے گا۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ متعلقہ ترمیم میں اس وضاحت کی ضرورت نہ ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود:۔ قبلہ، آپ مجھے اس حق سے محروم نہ کریں۔ جہاں میں نے آپ کو concede کیا ہے وہ بڑے افسوس کے ساتھ کیا ہے۔

وزیر زراعت:۔ (چوہدری عبدالغفور) آپ نے ان ترامیم پر agree کیا ہے یا نہیں کیا۔ ایک ہی بات ہے۔ اگر agree کیا ہے تو پھر no explanation لیکن اگر agree نہیں کیا تو پھر اور بات ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جو میں نے خوشی سے agree کیا ہے وہ میں کہتا جاؤں گا کہ خوشی سے agree کیا ہے لیکن جو میں نے افسوس سے agree کیا ہے۔ میں اس کے وجوہات بھی بتاؤں گا۔

وزیر صنعت و معدنی ترقی: (جناب غلام حیدر وائیں) جناب سپیکر جو خوشی سے agree نہیں ہوئی تو اس پر بھی ہمیں خوشی ہونی چاہیئے تاکہ ہم وقت بچا سکیں۔ ایک چیز پر ہم agree ہوئے ہیں تو پھر اس پر بات کرنے میں وقت کا بچانا بھی اس کا حصہ ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر۔ اب یہ ناراض ہو جائیں اور خواہ مخواہ یوں ہی الجھ جائیں گے۔ اس لیے اگر کسی ظالمانہ چیز کو نیم ظالمانہ کر دیا تو اس پر بھی کوئی اعتراض نہیں۔

جناب سپیکر: کلاز نمبر 7 زیر غور ہے۔ اس پر مخدوم زادہ صاحب اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے کئی ترامیم تھیں جو انہوں نے واپس لے لی ہیں۔ اور اس پر ایک agreed ترمیم وزیر کالونیز کی طرف سے اور مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کی طرف سے

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا اس میں shall not be recoverable لکھا ہوا ہے۔ Agree تو یہ ہوا تھا کہ اس پر جو ملبہ ہٹانے کا خرچہ ہوگا shall be recoverable

وزیر زراعت: جناب والا یہ تو omit ہو گیا ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: تو پھر اسے omit کریں۔

وزیر زراعت: جناب یہ تو omit ہوگا۔ اس لیے آپ کو اس "shall" سے کیا خطرہ ہے۔

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : I agree.

کلاز نمبر 7

جناب سپیکر: اگلی ترمیم وزیر کالونیز مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب، میاں محمد افضل حیات صاحب، میاں محمد اسحاق صاحب، عثمان ابراہیم صاحب، سید طاہر احمد شاہ صاحب، جناب محمد رفیق صاحب، میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب۔ جناب فضل حسین

رانا صاحب، بیگم شاہین منور صاحبہ اور سردار غلام عباس صاحب کی طرف سے ہے۔ جسے وزیر کالونیز پیش کریں گے۔

Minister for Colonies : Sir, I move :—

"That in Sub-clause (4) of Clause 7 of the Bill, the words and commas "and the remaining costs, if any, shall be recoverable from the allottee as arrears of land revenue" occurring in lines 3-5, be omitted"

Mr. Speaker : Amendment moved and the question is :—

"That in Sub-clause (4) of Clause 7 of the Bill, the words and commas "and the remaining costs, if any, shall be recoverable from the allottee as arrears of land revenue" occurring in line 3-5, be omitted.

(The motion was carried).

The question is —

"That Clause 7, as amended, do stand part of the Bill"

(The motion was carried).

Now, Clause 8 of the Bill is under consideration.

کلاز نمبر 8

اس میں کچھ ترامیم ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر original provision میں یہ لکھا تھا کہ "It could remove Katcha Houses" اور ہم نے وہ پکا omit کر دیا تاکہ All houses get included. چاہے وہ کچا ہو یا پکا گھر ہو۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا اس کی سطر چھ میں میری بھی ترمیم موجود تھی۔ میری ترمیم کے الفاظ تو شامل کر لئے گئے ہیں لیکن ترمیم والوں میں میرا نام شامل نہیں اور اس میں ایک زیادتی یہ ہوئی ہے۔ شاید یہ کتابت کی غلطی ہے کہ سطر نمبر چھ میں میں نے ترمیم دی تھی۔ "مگر شرط یہ ہے کہ"

وزیر قانون :۔ جناب والا، رانا صاحب کا نام بھی شامل کر لیا جائے تو ہمارا وقت بچ جائے گا۔

رانا پھول محمد خان :۔ جناب والا! میرا نام شامل نہ کیا جائے بلکہ میرا مقصد حل کر دیا جائے۔ کیونکہ اس میں غریبوں کے لیے مشکل اور امیروں کے لیے سہولت پیدا کر دی گئی ہے۔ میں نے یہ ترمیم دی تھی۔ " مگر شرط یہ ہے کہ جس اسامی میں کوئی پھلوں کا باغ کنواں، ٹیوب ویل ہو یا جس میں مالک کی تعمیر کردہ کوئی پکی عمارت ہو۔ میں نے لکھا تھا وہ احاطہ جات کچی یا پکی عمارت " لیکن یہاں پکی تو امیر آدمی کی عمارت ہوتی ہے غریبوں کے کچے احاطے اگر acquire کر لیے جائیں تو یہ زیادتی ہے۔ اس کی درستی کرا دی جائے یا جناب suspend Rules کر کے مجھے ترمیم در ترمیم کی اجازت بخشیں یا جیسے بھی ممکن ہو کر لیا جائے۔ کل میں نے سیکرٹری صاحب سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ انگریزی میں کچا بھی ہے یا اردو میں صرف پکا ہے۔ پکی عمارت کو تو رعایت دی جا سکتی ہے اور غریب جس کے مرنے ہی بارہ ہوں اس کے کچے احاطے کو acquire نہیں کرنا چاہیئے اس لیے اس میں لفظ کچا بھی شامل کیا جائے۔

وزیر زراعت :۔ جناب والا! اس میں لفظ کچا واپس نہیں لیا گیا۔ اس میں الفاظ کچا پکا دونوں موجود ہیں۔

رانا پھول محمد خاں :۔ جناب والا! اس میں صرف لفظ پکا ہی لکھا ہے میرے پاس جو کاپی ہے اس میں تو یہی لکھا ہوا ہے۔

وزیر زراعت :۔ ترمیم آ گئی ہے۔

جناب سپیکر :۔ رانا صاحب۔ مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کو اس کی وضاحت کا موقع دیں۔

وزیر قانون :۔ جناب والا اس میں ترمیم آ چکی ہے۔

جناب سپیکر :۔ آپ تشریف رکھیں ان کو ذرا وضاحت کرنے کا موقع تو دیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود :۔ جناب سپیکر! ہمیں رانا پھول محمد خان صاحب کے خیالات کا پہلے ہی پتہ تھا اس لیے ہم نے لفظ "پکا" کو حذف کر دیا ہے اس میں کچا اور پکا دونوں ہی شامل ہو جاتے ہیں۔ اس لیے نہ وہ کچا لے سکتے ہیں اور نہ وہ پکا لے سکتے ہیں

جناب سپیکر :۔ راناصاحب! اس میں جو لفظ " پکا " لکھا ہے اس کے آگے لکھا ہے کہ

وزیر قانون :۔ جناب والا ترمیم بالکل صاف اور واضح آچکی ہے۔

That in the Proviso to Clause 8 of the Bill, the word "pucca" occurting in line 3, be omitted,

جناب سپیکر :۔ رانا صاحب! اب آپ کا مطلب حل ہو چکا ہے (قطع کلامیاں) اب اس میں کچے اور پکے دونوں مکانات شامل ہو چکے ہیں جیسا کہ وضاحت دی گئی ہے۔

رانا پھول محمد خاں :۔ جناب والا احاطہ جات کے متعلق کیا وضاحت کی گئی ہے؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود :۔ احاطہ جات اس کے اندر ہی آ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر :۔ اس میں احاطہ جات بھی آ جاتے ہیں؟

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Even 'stables' come.

جناب سپیکر :۔ Agreed amenment میں احاطہ جات شامل ہیں؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود :۔ جناب والا جب یہ کہا جائے گا کہ عمارت ہے تو نہ اس کی تعریف گھر ہے بلکہ اس کی تعریف یہ ہے کہ وہ پکی جگہ ہو یا احاطہ ہو یا گھر ہو بیل رکھنے کی جگہ، اصطبل ہو یا اگر کسی کو کتے رکھنے کا شوق ہے تو وہ جگہ بھی شامل ہو جاتی ہیں اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

رانا پھول محمد خاں :۔ جناب سپیکر۔ میں یہ گذارش کروں گا کہ کلکٹر صاحب اس دلیل کو نہیں مانیں گے لیکن وہ کتوں والے صاحبوں اور اصطبل والے صاحبان کے لیے مان جائیں گے اور جن کا احاطہ بارہ مرلے یا ایک کنال ہے۔ ان کے بارے میں کلکٹر صاحب کہیں گے کہ یہ احاطہ جات میں شامل نہیں مکان شامل ہے۔ کچا ہو یا پکا جس کی چھت ہو اس لیے احاطہ جس میں زمیندار مویشی باندھتا ہے یا اس نے اپنی زراعت کے لیے کوئی کھولی بنائی ہوئی ہے تو اس کو مکان تو نہیں کہا جا سکتا۔ صرف اس میں کچا اور پکا احاطہ جات کا لفظ آنا چاہیئے۔ ورنہ وہ لوگوں کے احاطوں کو مسمار کریں گے۔

جناب سپیکر :۔ وزیر کالونیز کیا اس کی وضاحت فرمائیں گے؟

وزیر کالونیز :۔ جناب والا جیسا کہ مخدوم صاحب کہہ چکے ہیں میں رانا صاحب کی اطلاع

کے لیے یہ عرض کر دوں گا کہ اس کے متعلق یہ کہا گیا ہے کہ

Pucca buildings constructed by the owner.

اب ہم نے جو یہ نئی ترمیم پیش کی ہے۔ اس میں پکا کا لفظ نکال دیا گیا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس میں کچا اور پکا دونوں شامل ہیں اس میں احاطہ بھی آ جائے گا۔ اور مکان بھی آ جائے گا۔ میرے خیال میں رانا صاحب construction کا لفظ نہیں سمجھ رہے ہیں جبکہ construction کا مطلب ہی یہی ہے کہ اس میں احاطہ بھی ہوگا۔ مکان یا اصطبل کوئی بھی چیز ہو تو اس میں صرف پکا ہی نہیں Kacha and Pacca everything is excluded

جناب سپیکر :- اب میرے خیال میں آپ کا مطلب حل ہو گیا ہے۔

رانا پھول محمد خان :- جناب والا اگر اس میں لفظ احاطہ جات آ جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ احاطہ کہتے ہیں چار دیواری کو۔ چاہے وہ کچی ہو یا پکی لیکن مکان کہتے ہیں اس کو جس پر چھت ہو۔ اس سے لوگوں کے ساتھ بڑی زیادتی ہوگی۔ اس لیے یہ لفظ لکھ دیں کیونکہ سوال تو قانون سازی کا ہے۔

وزیر زراعت :- رانا صاحب آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں کہ Provided that land on which if there is a construction. چاہے وہ چار دیواری کی شکل میں ہو کچی ہو یا پکی چاہے کھرلی بنائی ہوئی ہو۔ وہ تمام اس construction میں آ جائے گی اور آپ کا مقصد اس سے مکمل طور پر حل ہوتا ہے چونکہ اس میں صرف بلڈنگ کا ذکر نہیں ہے بلکہ اس میں construction کا ذکر ہے۔ ایک ایسا احاطہ جس میں کوئی چیز کسی نے تعمیر کر رکھی ہو۔ چاہے وہ چار دیواری ہو۔ چاہے وہ کھرلی ہو۔ چاہے وہ ڈھاری ہو۔ کچھ بھی ہو اس میں ساری بات شامل ہے۔ اس لیے ان کا نام تو ترامیم میں آ جائے اور یہ لازمی آنا چاہیے کیونکہ جب باقی لوگوں کا نام آتا ہے تو آپ کا کیوں نہ آئے۔

رانا پھول محمد خان :- جناب والا اس میں لفظ احاطہ جات ڈال دیں۔ چار دیواری ڈال دیں اور پکی اور کچی Notification میں یہ الفاظ شامل کر دیں۔ ورنہ مکان چھت والی جگہ کو کہا جا سکتا ہے۔

وزیر زراعت :- اس میں جناب زمین کا ذکر ہے۔ چاہے وہ صاف ہو یا اس کی چار دیواری ہو۔ وہ زمین کی تعریف میں آ جائے گی۔ میں یہ عرض کر دوں کہ چار دیواری عمارت

آباتی ہے۔ اور اس میں یہ بڑی واضح بات ہے۔ رانا صاحب، چار دیواری کا مطلب عمارت ہے۔ چاہے اس میں چار ہی اینٹیں لگی ہوئی ہوں زمین میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے

وزیر قانون: میں یہ عرض کروں کہ ایوان کا وقت آدھے گھنٹے کیلئے بڑھایا جائے

Mr. Speaker : Time is extended for half an hour.

چوہدری اعجاز احمد چیمہ: احاطے ایسے ہوتے ہیں کہ وہ چار دیواری ہوتی ہے جس میں یہ بیل وغیرہ باندھتے ہیں اور ان کو کچا احاطہ کہا جاتا ہے اس میں مکان پکے بھی آتے ہیں اور پکے بھی آتے۔ لہذا اس میں کوئی ambiguity. نہیں ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب میرا خیال ہے کہ اب آپ کو مان جانا چاہیئے شکریہ ...... یہ امنڈمنٹ مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے ہے اور یہ وہ واپس لیتے ہیں۔ ایک اور امنڈمنٹ ہے۔ حاجی چوہدری محمد اصغر صاحب کی طرف سے لیکن وہ تشریف نہیں رکھتے ہیں لہذا That may considered as withdrawn. ایک اور agreed amendment ہے۔ وزیر کالونیز مخدوم زادہ صاحب اور ان کے باقی ساتھی میاں محمد افضل حیات۔ میاں محمد اسحاق، مسٹر عثمان ابراہیم، سید طاہر احمد شاہ، چوہدری محمد رفیق۔ میاں ریاض حشمت جنجوعہ اور جناب فضل حسین راہی، بیگم شاہین منور احمد صاحبہ اور سردار غلام عباس کی طرف سے ہے ان سب کی طرف سے وزیر کالونیز پیش کریں گے۔

Minister for Colonies : Sir, I move :—

That in the Proviso to Clause 8 the Bill, the word "pucca" occurring in line 3, be omitted.

Mr. Speker : Motion moved and the question is :—

That in the Proviso to Clause 8 of the Bill, the word "pucca" occurring in line 3, be omitted.

(*The motion was carried*).

Now, the question is :—

"That Clause 8 of the Bill as amended, do stand part of the Bill."

(*The motionwas carried*).

کلاز نمبر 9

Now, clause 9 of the Bill is under consideration.

There is an amendment by Mr. Riaz Hashmat Janjua.

Mr. Riaz Hashmat Janjua : Sir, I don't move it.

Mr. Speaker : You don't move it. Then it will be taken as withdrawn. There is an agreed amendment by Minister of Colonies.

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا! اس میں limitation کا نقص تھا جیسے اگر کسی آدمی کو کسی قسم کی مجبوری ہے اور وہ کام کو پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچاتا وہ سعودی عرب چلا جاتا ہے۔ یا باہر کسی دوسرے ملک میں چلا جاتا ہے یا موت واقع ہو جاتی ہے یا اس کی کوئی اور مصروفیات ہو جاتی ہیں تو اس میں Bar limitation آجاتی ہے۔ اس کے لیے ہم نے نئی پروویژن تجویز کی ہے جس سے وزیر قانون نے اتفاق کیا اور مجھے اس متفقہ ترامیم پر کوئی اعتراض نہیں ہے جو ترمیم ابھی وزیر کالونیز پیش کریں گے اس کو منظور کیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ متفقہ امنڈمنٹ وزیر کالونیز، مخدوم زادہ سید حسن محمود اور ان کے ساتھیوں کی طرف سے ہے جسے وزیر کالونیز move کریں گے۔

Minister for Colonies : Sir, I move :—

"That for Proviso to Clause 9 of the Bill, the following be substituted, namely :—

Provided that :—

(i) where the order is made by the Collector of a District, the appeal shall lie to the Commissioner whose decision thereon shall be final ;

(ii) no order in any appeal under this section shall be passed without providing to the person to be affected thereby any opportunity of being heard ; and

(iii) the limitation for filing an appeal under this section shall be thirty days from the date of the impugned order and the provisions of section 5 of the Limitation Act 1908

(Federal Act IX of 1908) shall apply to an appeal under this section.".

Mr. Speaker : Amendment moved and the question is :—

"That for Proviso to Clause 9 of the Bill, the following be substituted, namely : —

"Provided that :—

(i) where the order is made by the Collector of a District, the appeal shall lie to the Commissioner whose decision thereon shall be final ;

(ii) no order in any appeal under this section shall be passed without providing to the person to be affected thereby any opportunity of being heard ; and

(iii) that limitation for filing an appeal under this section shall be thirty days from the date of the impugned order and the provisions of section 5 of the Limitation Act, 1908 (Federal Act IX of 1908) shall apply to an appeal under this section."

(*The motion was carried*).

No, the question is :—

"That Clause 9, as amended, do stand part of the Bill."

(*The motion was carried*).

Now, Clause 10 of the Bill is under consideration.
اس میں مخدوم زادہ صاحب اور ان کے کچھ ساتھیوں کی طرف سے amendments ہیں
مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ پہلی امنڈمنٹ ......

رانا پھول محمد خان : پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا! کسی ترمیم پیش کرنے والے کو وغیرہ وغیرہ میں شمار کیا جاتا (قہقہے)
مخدوم زادہ صاحب اور ان کے ساتھیوں" کا لفظ درست نہیں ہے اس لیے آپ کو ہر ترمیم دینے والے کا نام پڑھنا پڑے گا۔ کیونکہ یہ بھی معزز اراکین ہیں بحیثیت رکن اسمبلی سب یکساں

ہیں۔ مخدوم زادہ صاحب اگر لیڈر رہیں تو ٹھیک ہے لیکن یہ اور ان کے کچھ ساتھیوں،، والی والی بات درست نہیں (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر:۔ میں نے مخدوم زادہ صاحب اور ان کے ساتھی" کہا ہے

رانا پھول محمد خاں:۔"ان کا ساتھی" تو میں بھی ہوں اور میں تو ان کا بہت پرانا ساتھی ہوں۔ لیکن یہ الگ بات ہے کہ آج ان کے ساتھ نہیں ہوں۔

جناب سپیکر: agreed amendment میں ہم سب کا نام لیتے رہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود:۔ جناب سپیکر! پہلے یہ پاور گورنمنٹ کو تھی اور ہم چاہتے تھے کہ یہ delegated power ہو اور اس لیے یہ لفظ Not below the rank کیا گیا ہے of the Commissioner. تاکہ مقامی سطح پر مسائل کا حل بھی ہو اور scheme بھی implement ہو اور یہ agreed amendment ہے۔

جناب سپیکر:۔ مخدوم زادہ صاحب اپنی ترمیم کو move نہیں کرتے ہیں اس میں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب کی بھی ایک امنڈمنٹ ہے اور وہ بھی اس کو move نہیں کرتے ہیں۔ It should be taken as withdrawn. اس agreed amendment وزیر کالونیز مخدوم زادہ سید حسن محمود، میاں محمود افضل حیات ۔ میاں محمد اسحاق ۔ جناب عثمان ابراہیم، سید طاہر احمد شاہ جناب محمد رفیق، میاں ریاض حشمت جنجوعہ، جناب فضل حسین راہی بیگم شاہین منور اور سردار غلام عباس کی طرف سے پیش کریں گے۔

Minister for Colonies : Sir, I move :—

"That after sub-clause (2) of Clause 10 of the Bill, the following new sub-clause be added as sub.clause (3) namely : —

(3) The Government may delegate any of its powers and functions under sub-section (2) to any officer not below the rank of a Commissioner."

Mr. Speaker : Motion moved and the question is :—

"That after sub-clause (2) of Clause 10 of the Bill, the following new sub-clause be added as sub-clause (3) namely :—

(3) The Government may delegate any of its powers and

functions under sub-section (2) to any officer not below the rank of a Commissioner."

The motion was carried).

Now, the question is :—

"That Clause 10, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried).

کلاز نمبر 11

Now Clause 11 of the Bill is under consideration.

Since there is no amendment.

The question is :—

"That clause 11 do stand part of the Bill"

(The motion was carried).

کلاز نمبر 12

Now, Clause 12 of the Bill is under consideration.

Since there is no amendment—

The question is :—

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried).

کلاز نمبر 13

Now. Clause 13 of the Bill is under consideration.

Since there is no amendment—

The question is :—

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried).

کلاز نمبر 2

Now, Clause 2 of the Bill is under consideration. There are

three amendments given notice of by Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud, and others.

The amendments are withdrawn by Makhdoomzada Sahib.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : On assurance of the Government I have withdran amendment to clause 2.

Mr. Speaker : Makhdoomzada Sahib and his colleagues have withdrawn their amendments. Now there is an amendment by Minister for Colonies, Makhdoomzada Syed Hassan Mahmud, Mian Muhammad Afzal Hayat, Mian Muhammad Ishaque. Mr. Usman Ibrahim, Mr. Tahir Ahmad Shah, Mr. Muhammad Rafique, Mian Riaz Hashmat Janjua, Mr. Fazal Hussain Rahi, Begum Shaheen Munawar Ahmad, & Sardar Ghulam Abbas. It is an agreed amendment. Minister of Colonies to move.

Minister for Colonies : Sir, I move ;—

"That in Clause 2 of the Bill, for para (a), the following be substituted' namely :—

'(a) "Abadi deh" means an area recorded as such in the record of rights and is a rural area ;"

Mr. Speaker : Amendment moved and the question is :—

"That in Clause 2 of the Bill, for para (a), the following be substituted, namely :—

"(a) "Abadi-deh" means an area recorded as such in the record of rights and is a rural area ;"

(The motion was carried).

The question is ;—

"That Clause 2, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion was carried).

کلاز نمبر 1

Now, Clause 1 of the Bill, is under consideration.

There are two amendments given notice of by Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud, and others.

مخدوم زادہ صاحب اس پر ارشاد فرمائیں گے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود:۔ جناب سپیکر اب اتنے اتحاد اور صلاح و مشورہ کے بعد جب ہم نے گورنمنٹ کے لیے اس بل کو جلد واپس کرنے کی یہ سہولتیں پیدا کر دی ہیں جو کہ عام حالات میں ایک ہفتہ میں بھی ان سے پاس نہ ہوتا۔ میں نے ان سے یہ درخواست کی تھی کہ قائداعظم کی ہستی جنہوں نے اس ملک کو بنایا ایک قوم کو نیا وطن دلایا ان کی شان میں لفظ "جناح" کہنا اور ایسی چیز کو ان سے منسوب کرنا میں نامناسب سمجھتا ہوں۔ اس لیے میں نے کہا تھا کہ آپ اسے پکی آبادی یا جو نام دینا چاہتے ہیں مثلاً پنجاب کا نام دے دیں لیکن قائداعظم کو صرف جناح کے نام سے مخاطب کر کے اس آئین میں درج نہ کریں اور ان کو قائداعظم محمد علی جناح کہیں ورنہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی گستاخی ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح کو ان کی وفات کے بعد صرف جناح کہا جائے۔ اس پر مجھے اعتراض ہے اور میں اس پر strong protest کرتا ہوں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ہم سب ان کو ہدیہ تبریک پیش کرنے کے بجائے ان کے نام کو توہین آمیز بنا رہے ہیں۔ لہذا مجھے اس پر اعتراض ہے۔ یہ اگر اپنے لیڈر کا نام ہی رکھ لیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ جیسے کہ نواز شریف رہائشی کالونی یہ اس لیے کہ کہیں اگر سو آدمی آئے تو دس کو ان کا حق ملا اور باقی نوے ناراض ہوئے تو اگر جناح کا نام رکھا گیا تو وہ جناح کے نام کی ایسی بے حرمتی کریں گے کہ ان کی روح تڑپے گی۔ اس لیے جناح کے نام کو اس سے نہ جوڑیں۔ یہ میں ان سے درخواست کرتا ہوں اس میں ان کا کوئی مفاد نہیں ہے کہ قائداعظم محمد علی جناح کے نام کو جناح کالونیوں سے منسوب کر کے جناح کالونیوں کا نام دیا جائے۔

وزیر زراعت:۔ جناب والا میں عرض کروں کہ میں اس میٹنگ میں شامل تھا۔ جس میں مخدوم زادہ صاحب نے یہ بات کہی۔ میرا بھی فرض بنتا ہے کہ اس بات کو واضح کر دوں۔ یہ بات من و عن اسی طرح اس میٹنگ میں بھی ہوئی تھی اور اس کے جواب میں میں نے بھی نہایت ہی مؤدبانہ طریقے سے عرض کی تھی کہ پاکستان بننے کے بعد ہم نے قائداعظم محمد محمد علی جناح کی شخصیت کو چند محدود خاندانوں میں مقید کرنے کی کوشش کی اور اگر پہلی دفعہ مسلم لیگ کے ناطے سے اور اس حکومت کے ناطے سے قائداعظم کا نام غریب بستیوں میں پہنچا ہے اگر ہم نے غریب بستیوں میں پہنچ کر ان کو حقوق ملکیت دینے کی کوشش کی

ہے۔ تو اس میں ہمیں تنگ نظری کا ثبوت نہیں دینا چاہیئے۔ وہ غریبوں کے قائداعظم تھے اور ان کے ذہن کے مطابق یہ ملک غریبوں نے بنایا ہے۔ پہلی دفعہ ان کی روح کو ایصال ثواب پہنچانے کے لیے اور سکون پہنچانے کے لیے کہ وہ غریبوں میں سے تھے اور غریبوں میں رہیں گے۔ غریبوں کی بستیاں انہی کے نام سے آباد کی جا رہی ہیں اس لیے یہ کہنا کہ ان کی اس لیے تضحیک یا تذلیل ہوئی ہے۔ غلط ہے بلکہ اس سے ان کی عزت ہوئی ہے۔ میں عرض کروں گا کہ اگر جناح باغ نام رکھا جا سکتا ہے تو جو پنجاب میں ان کے نام سے بستیاں آباد ہوں گی تو بستی بستی یہ، ان کا نام زندہ ہو گا۔ اس لیے یہ کہنا کہ ان کا نام نہیں رکھا جا سکتا اس کو ہم oppose کرتے ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ نام بڑا سوچ سمجھ کر رکھا گیا ہے جب تک یہ بستیاں آباد رہیں گی۔ ان کا نام زندہ رہے گا۔ اور انشاءاللہ ان کا نام زندہ رہے گا۔ جب تک پاکستان کی ایک ایک غریب بستی رہے گی اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ نام ٹھیک رکھا گیا ہے۔

چوہدری گل نواز وڑائچ:۔ جناب سپیکر میں آپ کی اجازت سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو اشرف المخلوقات تھے اگر ان کے نام سے گاؤں کا نام سے گاؤں کا نام رسول نگر رکھا جا سکتا ہے تو قائداعظم تو ہم جیسے ایک انسان تھے ہم اعتراف کرتے ہیں کہ ایسا انسان چونکہ پیدا نہیں ہو سکتا لہذا اس سے قائداعظم کے نام کی برتری ہو گی آنے والی نسلیں بھی یاد کریں گی کہ قائداعظم محمد علی جناح نے ہمیں جناح کالونی دی ہے۔ میں مخدوم صاحب سے استدعا کروں گا اور ویسے میں اعتراف کرتا ہوں کہ انہیں بڑی عقیدت ہے

جناب سپیکر:۔ چوہدری صاحب اس پر کسی Debate کی ضرورت نہیں ہے سوال یہ ہے کہ کیا وہ اس امنڈمنٹ کو agreed تصور کیا جائے

چوہدری محمد رفیق:۔ جناب Point of Expianation محمد علی جناح" کا نام اور تصویر تو ہر موڑ پر بھی ہے آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ کرنسی نوٹوں کے لین دین اور کاروبار میں جو کالا دھندا چل رہا ہے۔ اس سے کس حد تک جناح مرحوم کا نام زندہ ہے۔ اس سے کس حد تک تضحیک ہوتی ہے۔

جناب سپیکر:۔ اس بحث میں پڑنے کی کیا ضرورت ہے اب سوال یہ ہے کہ اگر یہ ترامیم

جنہیں مخدوم زادہ صاحب واپس نہیں لے رہے تو اس کی پھر دوسری شکل ہو جائے گا

مخدوم زادہ سید حسن محمود:۔ جناب سپیکر۔ یہ توان کا حق ہے ایل بی ڈبلیو کریں بولڈ کریں یاکلین بولڈ کریں یا کیچ کریں میں یوں تو واپس نہیں لوں گا۔

وزیر زراعت۔ آپ کے جذبات اور آپ کی سوچ ریکارڈ پر آگئی ہے۔

جناب سپیکر۔ ہاں جناب مخدوم صاحب آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود:۔ جناب اصول پر میں کبھی compromise نہیں کروں گا۔

وزیر صنعت:۔ بات دراصل یہ ہے کہ مخدوم صاحب کی مجبوری ہے کہ ساتھی تو سارے پیپلز پارٹی والے بیٹھے ہیں اس لیے جناح کے نام پہ کیسے خوش ہوں گے۔

جناب سپیکر:۔ راہی پر ذاتی نکتہ وضاحت پہ بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب فضل حسین راہی صاحب:۔ جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ ہم سے زیادہ قائد محترم کا احترام کرنے والا شاید ہی کوئی ہو۔ ہم ان کے اصولوں اور ان کی سیاست کے پیش نظر یہاں قانون کی حکمرانی چاہتے ہیں۔ اس لیے کہ قائداعظم محمد علی جناح نے ہمیشہ آئین کی بالا دستی کے لیے جد و جہد کی اور ہم سب لوگ اپنے آپ کو جناح صاحب کا کارکن تصور کرتے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ قائداعظم محمد علی جناح وہ واحد لیڈر ہیں جن کی شخصیت پر کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم ان کو متنازعہ فیہ شخصیت قرار نہیں دیتے۔ ہم ان کا احترام کرتے ہیں یہ ہم پر الزام ہے کہ ہم جناح کو پسند نہیں کرتے ہم ان کے لیے ان کے پاکستان کے لیے اپنی جان تک قربانی کرنے کے لیے تیار ہیں ہم ان کے نام پر اس ملک کو لوٹنا نہیں چاہتے جس طرح ہمارے یہ دوست لوٹ رہے ہیں یا ان کے نام کو استعمال کر رہے ہیں۔ ان کی مسلم لیگ پر انہوں نے راتوں رات قبضہ کیا ہے۔ یہ سب زیادتی قائداعظم کے ساتھ یہ لوگ کرتے ہیں، ہم توان کا احترام کرتے ہیں۔

جناب سپیکر:۔ یہ ذاتی نکتہ وضاحت سے بات بڑھ گئی ہے۔ رانا پھول محمد خاں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

رانا پھول محمد خاں:۔ میں مخدوم زادہ صاحب کی اس بات کی پر زور مخالفت کرتا ہوں کہ اس ہستی اور قوم کے باپ کے نام سے وہ لرزاں ہیں۔ ان کا نام کسی آبادی یا کسی بلڈنگ یا کسی بھی جگہ سے ہٹانا اس بات سے انحراف ہے کہ بانی پاکستان وہ تھے۔ میں کہتا ہوں کہ قائداعظم

ہمارے باپ تھے ساری قوم کے باپ تھے کل کو مخدوم زادہ صاحب کے فوت ہو جانے کے بعد یا میرے فوت ہو جانے کے بعد اگر مخدوم ہاؤس کا نام تبدیل کر دیا جائے تو اب اس کو مخدوم ہاؤس نہیں کہا جا سکتا یا اب اس کو رانا ہاؤس نہیں کہا جا سکتا تو یہ مناسب نہیں کیونکہ زندہ اور اچھی قوموں کے یہ اصول ہیں کہ وہ اپنے محسنوں کے نام سے اگر ایک اینٹ بھی لگا دیں تو ان کا نام زندہ رکھتے ہیں، قوموں کے کردار کا پتہ چلتا ہے۔ اور قوموں کی وفا کا پتہ چلتا ہے کہ قوم کے لیے جس شخصیت نے تمام زندگی وقف کر دی وہ ہر جگہ اس کے نام کا ایک پتھر نصب کرنا فخر سمجھتی ہے۔ زندہ قوموں کی یہ نشانی ہے اگر آج ہم قائداعظم محمد علی جناح کے نام کی مخالفت کریں گے تو پھر ہمیں اس کے بنائے ہوئے پاکستان میں رہنے کا کوئی حق نہیں، ہمیں یہاں سے چلے جانا چاہیئے۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ اگر ردکان پر یا ایک مکان پر محمد علی جناح کا نام لکھ دیا جائے تو وہ قابل فخر ہے۔ اس لیے اگر اپنے محسن کے نام سے کسی کالونی یا جگہ کو منسوب کرے تو زیادہ بہتر ہے۔ ہم اگر اس بات کی مخالفت کرتے ہیں تو پھر پاکستان کی بھی ہمیں مخالفت کرنی چاہیئے اور یہاں سے ہمیں چلے جانا چاہیئے۔

جناب سپیکر:۔ تقریر اچھی ہے پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود:۔ جناب سپیکر، ذاتی نکتہ وضاحت۔ میرا مدعا احترام ہے۔ میرا مدعا یہ ہے کہ ان کے نام کی بے ادبی نہ ہو۔ اگر یہ قائداعظم ہی کہتے رہیں تو میں ماننے کے لیے تیار ہوں جناب سپیکر! اگر میں آپ کو آپ کے نام سے پکارنا شروع کر دوں اور کہوں منظور وٹو صاحب کیا حال ہے تو Derogatory بات ہو گی۔ قائداعظم محمد علی جناح کو صرف جناح کہنا بے ادبی ہے اس لیے میں اس کا مخالف ہوں۔

رانا پھول محمد خاں:۔ جناح صاحب کے نام کے ساتھ محمد علی آنا ضروری نہیں۔ جیسے مخدوم صاحب، مخدوم زادہ صاحب۔

جناب سپیکر:۔ رانا صاحب تشریف رکھیں۔ اب میرے لیے اور چارہ کار نہیں ہے کہ میں اس کو ضابطے کے مطابق نپٹاؤں۔ مخدوم زادہ صاحب آپ اپنی ترمیم پیش کریں۔

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Sir, I move :—

That the word "Jinnah" as mentioned in the title, may be omitted.

جناب سپیکر:۔ مخدوم زادہ صاحب آپ کے پاس جو پیپرز ہیں وہ نکال لیں گے اور جو صحیح ترمیم آپ نے تحریک کی ہے وہ آپ move کریں۔

Time is extended for half an Hour.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud : Sir, I move ;—

"That in Sub-clause (1) of Clause 1 of the Bill, the word "Jinnah' occuring in line 1 be omitted.

Mr. Speaker : The amendment moved is : –

That in Sub-clause (1) of Clause 1 of the Bill, the word "Jinnah" occurring in line 1 be omitted.

Minister for Colonies : Opposed

مخدوم زادہ سید حسن محمود:۔ جناب والا میں پہلے ہی اس پر عرض کر چکا ہوں لہذا مجھے اب اپنی بات دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہاں البتہ میرے ساتھیوں میں اگر کوئی چاہے تو تقریر کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر:۔ میاں محمد افضل حیات صاحب کچھ فرمانا چاہیں گے؟

میاں محمد افضل حیات:۔ جتنی بھی چیزوں کے، جگہوں کے نام جناح کے نام پہ رکھے گئے ہیں جیسے جناح باغ ہے یہ سب اس وقت رکھے گئے جب وہ ابھی زندہ تھے۔

(قطع کلامیاں)

آپ میری بات سنیں جناب والا۔ ان کو تو تاریخ کا پتہ نہیں ہے۔ اگر آپ دیکھیں تو یہ جناح باغ نام بھی ان کی زندگی میں رکھا گیا ہے۔ جب پاکستان بنا تھا تو جناح ہال کا نام بھی اس وقت رکھا گیا تھا۔ اگر ہم ان کی عزت چاہتے ہیں اور یہ بھی ان کی عزت چاہتے ہیں اور یہ بھی ان کی عزت چاہتے ہیں تو ان کو قائداعظم نام رکھنے میں کیا اعتراض ہے۔ اب انہوں نے شاہراہ قائداعظم نام کیوں رکھا ہوا ہے۔ جناح روڈ کیوں نہیں رکھ دیا۔ جناح روڈ ادھر لاہور میں نہیں ہے۔ میری یہ گذارش ہے کہ جناح آبادی کا نام قائداعظم کالونی رکھ دیا جائے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا جیسے رانا پھول محمد خاں فرما رہے تھے اگر ہم ان کو پھولے خاں کہہ دیں تو پھر یہ کیسا لگے گا۔

رانا پھول محمد خان: یہ بجا ہے یہ تو کہہ سکتے ہیں۔ مگر میں نے انہیں کبھی فضول حیاتہ نہیں کہا۔

جناب سپیکر: میاں محمد اسحاق صاحب کچھ کہنا چاہیں گے۔

میاں محمد اسحاق: مسئلہ صرف ابھی تک کا ہے۔

جناب سپیکر: آپ تائید کرتے ہیں۔

میاں محمد اسحاق: جناب والا میں تائید کرتے ہوئے یہ عرض کروں گا کہ ہم جناب قائداعظم محمد علی جناح کا نام عقیدت سے لینا چاہتے ہیں۔ ہمیں اس سے کوئی اختلاف نہیں ہے ہم چاہتے ہیں کہ اس کا نام قائداعظم رکھ لیں تاکہ عقیدت سے نام لیا جا سکے۔ ہم اپنے آباؤاجداد کا نام عقیدت سے لیتے ہیں تو پھر ہمیں اس میں عقیدت سے نام لینے پر کیا اعتراض ہے

جناب سپیکر: عثمان ابراہیم صاحب۔ نہیں ہیں۔ سید طاہر احمد شاہ

(قطع کلامی)

محمد صدیق انصاری: جناب والا۔ پوائنٹ آف آرڈر

جناب والا جو ترمیم تحریک کی گئی ہے اس میں لفظ ''جناح'' کو omit کرنے کے لیے کہا گیا ہے میرے فاضل دوست جو آگے addition کر رہے ہیں وہ غلط addiiton کر رہے ہیں۔ اس میں صرف omit کا ذکر ہے

جناب سپیکر: جی درست ہے آپ تشریف رکھیں۔ جناب محمد رفیق صاحب۔

چوہدری محمد رفیق: جناب والا تھوڑی دیر پیشتر رانا پھول محمد خاں صاحب نے ایک اچھی خاصی تقریر فرمائی تھی۔ میں اس کے حوالے سے کچھ عرض کرنا چاہوں گا کہ محض ناموں میں کچھ نہیں رکھا۔ جب ساری قوم نے باپ کے فرمودات پر عمل نہیں کیا اور نہ ہی کیا جا رہا ہے تو محض نام کو اچھالنا یا نام کو استعمال کرنا یا نام کو exploit کرنا۔

رانا پھول محمد خاں: پوائنٹ آف آرڈر جناب۔ میرے چوہدری کا نام خود محمد رفیق نہیں بلکہ میرے رفیق ہیں۔ میں قائداعظم کے حکم کے مطابق اس کی جماعت میں شامل ہوں۔ اس سے روگردانی صرف یہ کر رہے ہیں اگر قائداعظم کی روح کو ثواب پہنچانا ہے یا خوشی پہنچانی ہے تو اس کی مسلم لیگ میں آکر شامل ہو جائیں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب فضل حسین راہی ۔ جناب والا جب پیپلز پارٹی برسر اقتدار تھی تو اس وقت یہ پیپلز پارٹی کے آدمی تھے ۔ اس لیے رہتے ہوئے یہ قائداعظم محمد علی جناح کا حکم انہیں دیو سے ملا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

رانا پھول محمد خاں : ۔ پیپلز پارٹی بھی مسلم لیگ کے سیکرٹری جنرل جناب بھٹو صاحب بنائی تھی اور وہ مسلم لیگ کے ہی آدمی تھے ہم پیپلز پارٹی کو چھوڑنے کے بعد آزاد ہو کر یہاں تک آئے ۔ اگر یہ اپنے آپ کو پیپلز پارٹی کا رکن سمجھتے ہیں تو سامنے آ کر کہیں کہ ہم پیپلز پا رٹی کے ہیں مگر ایسا کہہ نہیں سکتے کیونکہ آپ ڈرتے ہیں ۔

جناب سپیکر : ۔ تشریف رکھیں ۔ جناب محمد رفیق صاحب فرمائیں

جناب فضل حسین راہی : ۔ تسی کیڑا ریفرنس دیلے دینا اے جیہڑا اسانوں ڈر لگدا

جناب سپیکر : ۔ راہی صاحب تشریف رکھیں ۔

چوہدری محمد رفیق : ۔ پاکستان کو بنے ہوئے چالیس 40 سال ہونے کو آئے ہیں ۔ بابائے قوم کے ارشادات اور بابائے قوم کے فرمودات پر جس حد تک قوم نے عمل کیا اور جس طریقے سے عمل کیا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ بابائے قوم کی روح بھی قبر میں تڑپ رہی ہو گی کیونکہ وہ ایسا پاکستان کبھی دیکھنا نہیں چاہتے تھے جس وقت انہوں نے پاکستان ہمیں دیا ان کے ذہن میں پاکستان کا نقشہ تھا کہ یہاں ایک فلاحی مملکت ہو گی اور یہاں پر انصاف ہو گا ۔ اس سے پیشتر میں نے کرنسی نوٹوں کا ذکر کیا تھا کہ جس طرح سے یہاں پر کالا دھندا اور رشوت ستانی ہو رہی ہے ۔ اس پر بابائے قوم کی تصویر چھپی ہوئی ہے جس طرح سے ہم بابائے قوم کی تصویر کو ان کے نام سے استعمال کر رہے ہیں مجھے خدشہ ہے کہ اس طرح ہم بابائے قوم کو exploit کریں گے ۔

جناب سپیکر : ۔ ریاض حشمت جنجوعہ صاحب

میاں ریاض حشمت جنجوعہ : ۔ جناب سپیکر بابائے قوم حضرت محمد علی جناح اللہ تعالیٰ ان کے مزار پاک پہ ہزاروں رحمتیں نازل فرمائے اور شبنم ان کی قبر پہ گوہر افشانی فرمائے ۔

جناب والا ان کی اصل وراثت میرا وطن ہے اگر یہ میرا وطن سلامت ہے تو پھر میرے

قائد کا نام بھی سلامت ہے اس لیے آئیں دعا کریں کہ ان کے نام کو اپنی سیاست کی اجڑی ہوئی دوکانوں کو چمکانے کے لیے استعمال نہ کریں ۔

جناب والا ناموں میں کیا رکھا ہے ۔ لوگ لیڈروں کے نظریات کی پرستش کرتے ہیں اور ان کے نظریات پر عمل کرتے ہیں جب سات مرلہ سکیم کے لیے یہاں پر تجاویز پیش کی گئی تھیں تو اس وقت جناب غلام حیدر وائیں صاحب نے اس رپورٹ میں یہ لکھا تھا کہ پہلی حکومت نے پانچ مرلہ سکیم میں جو سندات غریبوں کو تقسیم کی ہیں ان کو withdraw کرتے ہوئے منسوخ کر دیا جائے گا میں کہتا ہوں کہ جس طرح اس شخصیت کا نام خواہ حکومت وہ سندات واپس بھی لے لے تو لوگوں کے اور غریبوں کے دلوں سے اس کا نام نہیں مٹا سکتے ۔ بالکل اسی طرح میرے قائد کا نام بھی پاکستان کے غریبوں کے دلوں سے نہیں مٹا سکتا دعا کریں کہ

دعا کرو سرشت بہار زندہ رہے
گلوں کے بعد چمن کا نکھار زندہ رہے
ہزار بار میں پیوند خاک ہو جاؤں
میرا وطن میرے پروردگار زندہ رہے

جناب والا اگر ہم وطن کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں تو پھر ہمیں قائد کے نظریات پر عمل کرنا ہو گا ۔ میں آج ان لوگوں سے پوچھتا ہوں کہ میرے قائد کی روح ان مسلم لیگیوں سے سوال کرتی ہے ۔

یہ لوگ کون ہیں کیا ہیں کوئی تو ان کو بتائے
نہ ان کے کوئی مقاصد نہ ان کا کوئی اصول
میں سمجھتا ہوں کہ اس انبوہ خود پسنداں میں
تیری نوا بھی اکارت تیرا لہو بھی فضول

جناب سپیکر : جناب فضل حسین راہی صاحب

جناب فضل حسین راہی : جناب سپیکر میں بڑی ایمانداری سے عرض کروں گا کہ جس طرح قائداعظم محمد علی جناح ہمارے لیے قابل احترام شخصیت ہیں اور ناقابل تقسیم شخصیت ہیں ۔ اسی طرح علامہ اقبال بھی ہمارے قابل احترام شخصیت ہیں اس لیے کہ ان لوگوں کی جدوجہد کی طفیل آج بھی ہم اس اسمبلی میں آ کر بیٹھے ہیں اور ان ہی کی جدوجہد کے طفیل ہمیں یہ عظیم الشان

وطن ملا ہے۔ ہم اگر ان کے نام کو زندہ رکھنا چاہئے ہیں تو ہمیں ان کا وہ کردار اپنانا چاہئے جس کی بدولت ہمیں یہ پاکستان نصیب ہوا ہے، ہمیں ان کے نظریات اپنانے چاہئیں۔ اور وہ پاکستان میں بسنے والے غریب لوگوں کو جو ماحول دینا چاہتے تھے۔ وہ ماحول ہمیں پیدا کرنے کے لیے کوشش کرنی چاہیئے۔ نہ کہ ہم کچی آبادی کا نام جناح آبادی رکھنے کے بعد ہم یہ سمجھیں کہ ہم نے قائد محترم کی بڑی خدمت کر لی ہے۔

جناب سپیکر یہ وہ لوگ کرتے ہیں جن کے پاس ان کے راستے پر چلنے کے لیے حوصلہ نہیں ہوتا پھر وہ ایسا راستہ اختیار کرتے ہیں وہ چھوٹی چھوٹی چیزوں کا نام ان کے ناموں پر رکھ کر یہ سمجھتے ہیں کہ ہم نے قائد محترم کا دیا ہوا احسان چکا دیا ہے۔ جناب سپیکر اگر یہ قائد محترم کا نام زندہ رکھنے کے لیے کچی آبادی کا نام جناح آبادی رکھنا چاہتے ہیں تو میں یہ کہتا ہوں یہ آئین کی بالادستی اور قانون کی حکمرانی کے لیے بھی جدوجہد کریں۔ غریب لوگوں کو ہمارے فیصل آباد میں علامہ اقبال ٹاؤن کچی آبادی کے لوگوں کو غیر آباد کر کے وہاں میلہ منڈی مویشیاں۔ لیکن تیرہ چودہ سال گزر جانے کے بعد اب بھی یہ لوگ اپنے کاغذ ہاتھ میں لے کر فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا چکر لگا رہے ہیں۔ جتنے سال گزر جانے کے بعد اب بھی اپنے کاغذ ہاتھ میں لے کر فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کا چکر لگا رہے ہیں۔ جتنے سال گزر چکے ہیں جتنے مہینوں یہ سال کے ہوتے ہیں پھر جتنے دن ہوتے ہیں۔ ان سے زیادہ لوگوں کے مالک ہیں جناب سپیکر یہ علامہ اقبال ٹاؤن نام تو آپ نے رکھ دیا مگر اس سے علامہ اقبال کے سارے معاملات تو زندہ نہیں ہو جاتے۔ اگر آپ ان لوگوں کی سود کی لعنت کے بوجھ تلے دیا دیتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ علامہ اقبال کالونی کے لوگوں کو یہ سود ادا کرنا ہوگا تو اس طرح آپ علامہ اقبال کا راستہ سود کے ساتھ جوڑ دیتے ہیں۔ جس پر وہ ساری زندگی لعنت بھیجتے رہے ہیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن حکیم کا ارشاد ہے، سود لینا اور دینا خدا اور رسول کے خلاف جنگ لڑنے کے مترادف ہے۔ لیکن جناب سپیکر میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کل جناح کالونی کے لوگوں کو مجبور نہیں کریں گے کہ وہ سود ادا کریں آپ کے دیئے ہوئے قرضے کے خلاف کیا اس وقت علامہ اقبال ٹاؤن فیصل آباد میں لوگوں کا کروڑوں کا سود ان کے ذمہ نہیں ہے

چوہدری محمد صدیق سالار: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا موجودہ حکومت کسی نئے

قرضے پر سود نہیں لینا چاہتی اور نہ ہی موجودہ حکومت کسی قرضے پر کوئی سود لے رہی ہے ان کچی آبادیوں کو بلا سود رقم دی جائے گی۔

جناب سپیکر :- چوہدری صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

جناب فضل حسین راہی :- جناب والا ہمارے فیصل آباد میں جب ہمارے پنجاب کے وزیراعلیٰ صاحب نے جلسہ عام میں خطاب کیا انہیں بھی یہ علم ہے کہ وہاں فیصل آباد کے لوگوں نے یک زبان ہو کر یہ نعرے لگائے تھے کہ ہمیں سود کی لعنت سے نجات دلائی جائے۔

جناب سپیکر اب آپ نام تو رکھتے ہیں جناح صاحب کے نام پر۔ قائداعظم محمد علی جناح کے نام پر۔ ان کے ساتھ ہوتا یہ ہے کہ ۱۰۰ آدمی کلیم کرتے ہیں کہ ہمیں اس آبادی میں جگہ چاہئے کیونکہ ہمارے پاس کوئی جگہ نہیں لیکن جناب سپیکر آپ ۱۰۰ میں سے ۲۰ آدمیوں کو وہ جگہ فراہم کر دیتے ہیں وہ تو کہیں گے جناح آبادی زندہ باد اور جن ۸۰ آدمیوں کو آپ وہ جگہ مہیا نہیں کرتے وہ جناب سپیکر آپ کو بھی پسند نہیں کریں گے اور آپ کی اس جناح آبادی کو بھی پسند نہیں کریں گے۔ اس حوالے سے میں یہ کہتا ہوں آپ ایسی شخصیت کو قابل تقسیم نہ بنائیں جس شخصیت کا ہمارے پاکستان میں بسنے والے لوگ احترام کرتے ہیں اگر کوئی احترام نہیں کرتا تو میں یہ کہتا ہوں کہ وہ پاکستانی نہیں ہے اور اسے پاکستان میں رہنے کا حق بھی نہیں ہے۔ میں اس لیے یہ کہتا ہوں اگر آپ نے وہ تمام کردار ادا کیا ہے اور باقی صرف ایک ہی کام ہے اور وہ ہے جناح آبادی کا نام رکھنے والا۔ پھر تو آپ وہ نام رکھ لیں۔ لیکن اگر آپ ان کے کردار کا کوئی بھی پہلو نہیں اپناتے تو پھر اسلام کو چھوڑ دیں اس کی وجہ سے آپ کا نام شہیدوں میں نہیں رکھا جائے گا۔ ان لوگوں کو وہ نام اختیار کرنے دیں جو اس ملک میں جمہوریت کی بالادستی کے لیے کام کر رہے ہیں اور جو جمہوریت کی بحالی کے لیے کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر ساڑھے آٹھ یا نو سال کے بعد آپ یہ کہیں کہ ہم نے قائداعظم محمد علی جناح کی مسلم لیگ کو اپنایا ہے تو پھر ان کے نظریات کو اپنا کر کسی جماعت کو اپنا سکتے ہیں۔ اگر آپ اس جماعت کو صرف اپنے مقاصد کے حصول کے لیے اپنے لیے بہتر ماحول کرنے کے لیے اپناتے ہیں تو پھر یہ قائداعظم محمد علی جناح کے نام کی عظمت کے لیے نہیں بلکہ اپنے لیے کام کر رہے ہیں۔

ملک طیب خان اعوان :- پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر! راہی صاحب اس لیے نہیں اس کو اپناتے کیونکہ یہ اس عقیدے کے قائل نہیں ہیں اور یہ مسلم لیگ کو اس لیے نہیں اپنا رہے کہ یہ قائداعظم کے اصولوں کے پابند نہیں ہیں۔

جناب سپیکر :- ملک صاحب یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ راہی صاحب کیا آپ کچھ اختصار فرما سکتے ہیں۔

چوہدری فضل حسین راہی :- بالکل اختصار سے بات کروں گا۔ جناب والا اگر نیت ان کی یہ ہے کہ یہ غریبوں کی خدمت کرنا چاہتے ہیں تو اس کے علاوہ بھی بہت سے راستے ہیں۔ ان راستوں پر چلتے ہوئے اگر یہ خدمت کرتے تو ہم سمجھتے کہ ٹھیک ہے اس لحاظ سے اگر آپ تمام غریبوں کو Adjust نہیں کر سکتے تو اس آبادی کا نام بدل لیں۔ آپ نواز شریف نگر کیوں نہیں رکھ لیتے۔ آپ ضیاء نگر کیوں نہیں رکھ لیتے۔ آپ جونیجو نگر کیوں نہیں رکھ لیتے اس لیے شاید وہ غریب لوگ ہی یہ کہیں کہ ہمیں اس آبادی میں پلاٹ نہیں چاہئیں۔ آپ اس کا نام بدلیں۔ اس لیے آپ یہ نام نہیں رکھتے۔

جناب سپیکر :- بیگم شاہین منور صاحبہ (تشریف نہیں رکھتیں) سردار غلام عباس صاحب (تشریف نہیں رکھتے)

Amendment moved and the question is ;—

"That sub-clause (1) of Clause (1) of the Bill, the word "Jinnah" occurring in line (1) be omitted.

(The motion was lost).

جناب سپیکر :- اس میں دوسری امنڈمنٹ مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب، میاں محمد افضل حیات صاحب، میاں محمد اسحاق صاحب، جناب عثمان ابراہیم صاحب، جناب طاہر احمد شاہ صاحب، جناب محمد رفیق صاحب، میاں ریاض حشمت جنجوعہ صاحب جناب فضل حسین راہی صاحب، بیگم شاہین منور صاحبہ سردار غلام عباس صاحب کی طرف سے ہے آپ مخدوم زادہ صاحب اسے پیش کریں گے۔

Minister for Law : They should withdraw it.

Mr. Speaker : The next amendment is not being moved by

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud. It should be taken as withdrawn.

Now, the question is :—

"That Clause (1) do stand part of the Bill."

(*The motion was carried*).

Now, we take up Preamble of the Bill. Since there is no amendment—

The question is :—

"That Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(*The motion was carried*).

لونگ ٹائیٹل

Now, the long Title of the Bill is under consideration.

Sinse there is no amendment in it, it becomes part of the Bill.

Now, we take up third reading of the Bill.

Minister for Colonies.

منسٹر فار کالونیز:- میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ مسودہ قانون پنجاب جناح آبادیاں برائے غیر مالکان اندرون دیہی علاقہ جات مصدرہ کو منظور کیا جائے۔

رانا پھول محمد خان:- جناب ممبروں کو پتہ نہیں چلتا اس لیے اردو میں کارروائی ہونی چاہیئے۔ کیونکہ بل بھی اردو میں پیش ہوا ہے

جناب سپیکر:- آپ تشریف رکھیں۔

Motion moved and the question is :—

"That the Punjab Jinnah Abadis for Non-Proprietors in Rural Areas Bill, 1986, be passed.

(*The motion was carried*).

The bill was passed.

(دفعہ ہائے تحسین)

رانا پھول محمد خاں:۔ جناب سپیکر وقت ختم ہو چکا ہے اور میں آپ سے گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ عام بحث کے لیے آپ نے کتنے دن رکھے ہیں کیونکہ سات اور آٹھ کی آخری تاریخیں ہمارے پرائیویٹ ڈے کی ہیں اس لیے ہماری قراردادیں اور ہمارے پرائیویٹ بل پیش ہوں گے۔ اگر اس میں سے ہمارا وقت کاٹ کر بجٹ کی بحث میں شامل کیا جائے تو اس سے اراکین اسمبلی کا بلکہ سارے ایوان کا استحقاق مجروح ہو گا۔ آپ اس اجلاس کو عید کے بعد کے لیے بڑھا دیں یا آپ نے ارکان کو جو چار دن دیئے ہیں۔ ان میں کچھ کمی کیجئے آخر اس کا جو بھی طریق کار ہو بہر حال ہمارے جو دو پرائیویٹ دے رہیں ان کو تو ختم نہیں کرنا چاہیئے۔ اس کے متعلق میں جناب کے فیصلے سے آگاہ ہونا چاہتا ہوں

جناب سپیکر:۔ رانا صاحب! اس سلسلے میں قائد حزب اختلاف اور وزیر قانون صاحب سے بات ہوئی ہے اور ہم اکٹھے مل کر جس نتیجے پر پہنچے ہیں۔ اسی کے مطابق ہم پروگرام وضع کر رہے ہیں اس سلسلے میں اگر آپ کو کوئی Confusion ہو تو آپ سیکرٹری اسمبلی سے یا میرے چیمبر میں آکر معلومات حاصل کریں، اب ہاؤس کل صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی ہوتا ہے

(اس مرحلے پر ایوان کی کارروائی کل صبح منگل 27 مئی 1986
صبح نو بجے تک کے لیے ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

منگل، ۲۷ مئی ۱۹۸۶ء

(سہ شنبہ، ۱۷ رمضان المبارک، ۱۴۰۶ھ)

جلد ۶ — شمارہ ۱۰

سرکاری رپورٹ

مندرجات

منگل، ۲۷ مئی ۱۹۸۶ء

	صفحہ نمبر
تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ	۷۱۷
مسئلہ استحقاق	۷۱۸
سوال نمبر ۷۹۲ کے غلط جواب کی فراہمی	۷۱۸
میزانیہ برائے سال ۸۷-۱۹۸۶ء پر عام بحث	۷۱۹

صوبائی اسمبلی پنجاب

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس

منگل 27 مئی 1986ء

سہ شنبہ 17 رمضان المبارک 1406ھ

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر ز لاہور میں صبح 9 بجے منعقد ہوا جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسیٔ صدارت پر متمکن ہوئے

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ
فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ○
وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَآئِمًا فَلَمَّا
كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ كَذٰلِكَ
زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ○ وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ
مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا
كَذٰلِكَ نَجْزِي الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ○ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِي
الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ○

سورۃ یونس آیات ۱۱، ۱۲، ۱۳ اور ۱۴

اور اگر اللہ لوگوں کی برائی میں جلدی کرتا جس طرح وہ اچھائی طلب کرنے میں جلد بازی کرتے ہیں تو ان کا کام ہی تمام ہو جاتا۔ پس جن لوگوں کو ہم سے ملنے کی توقع نہیں ہے ہم انہیں چھوڑے رکھتے ہیں کہ وہ اپنی سرکشی میں بہکتے رہیں۔

اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو کروٹوں کے بل بیٹھ کر اور کھڑے ہو کر ہر حال میں ہمیں پکارتا ہے پھر جب ہم اس سے اس تکلیف کو دور کر دیتے ہیں تو ایسا بے لحاظ ہو کر گزر جاتا ہے کہ گویا تکلیف کے وقت اس نے ہمیں پکارا ہی نہ تھا اس طرح حد سے تجاوز کرنے والوں کو انکے اعمال آراستہ کر دکھائے گئے ہیں اور تم سے پہلے ہم کئی قوموں کو جبکہ انہوں نے ظلم اختیار کر رکھا تھا ہلاک کر چکے ہیں حالانکہ ان کے پاس پیغمبر کھلی نشانیاں لیکر آئے مگر وہ ایسے نہ تھے کہ ایمان لاتے پھر ہم نے ان کے بعد تم لوگوں کو ملک میں ان کا جانشین بنایا تاکہ دیکھیں کہ تم کیسے کام کرتے ہو۔

وما علینا الا البلاغ

مسئلہ استحقاق

جناب سپیکر ۔ میاں مختار شیخ صاحب کی تحریک استحقاق ہے ۔ آپ اس پر بات کر چکے ہیں ۔ اور جناب شیخ محمد یوسف صاحب کا point of view اس پر ابھی آنا تھا ۔

وزیر قانون ۔ (راجہ خلیق اللہ خان) جناب والا میرے خیال میں معزز رکن اپنی تحریک کو پریس نہیں کرنا چاہتے ۔

جناب سپیکر ۔ میاں صاحب کیا آپ اپنی تحریک پریس نہیں کرنا چاہتے ؟

میاں مختار اے شیخ ۔ جی ہاں ۔ میں پریس نہیں کرنا چاہتا ۔

جناب سپیکر ۔ تشریف رکھیں ۔ تو محرک اپنی تحریک استحقاق پر زور نہیں دیتے اگلی تحریک استحقاق میاں محمود احمد صاحب کی طرف سے ہے ۔

سوال نمبر 696 کے غلط جواب کی فراہمی

میاں محمود احمد : جناب والا ۔ مجھے اس کی نقل مہیا کر دی جائے ۔ (اس مرحلہ پر میاں صاحب کو نقل مہیا کر دی گئی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب والا ۔ میں حال میں ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص معاملے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے ۔ معاملہ یہ ہے کہ میرے ایک نشان زدہ سوال نمبر 696 کے جواب میں متعلقہ پارلیمینٹری سیکرٹری صاحب نے مورخہ 21-5-86 کو غلط معلومات فراہم کر کے میرا اور اس اسمبلی کے معزز ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہے ۔ انہوں نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ موقع پر ایکسرے پلانٹ مورخہ 30-5-85 سے چل رہا ہے ۔ حالانکہ بالکل ایسا نہیں ہے اور ایکسرے پلانٹ ایک عرصے سے بند پڑا ہے جس سے مریضوں کو انتہائی دقت کا سامنا ہے ۔ مزید براں یہ کہ ڈسپنسری مذکورہ میں ڈاکٹر بمعہ عملہ موجود نہیں ہوتا اور جواب میں یہ کہا گیا ہے کہ ڈاکٹر بمعہ عملہ موقع پر موجود ہوتا ہے ۔ اس قسم کی غلط اطلاع فراہم کر کے میرا اور اس ایوان کا استحقاق مجروح کیا گیا ہے ۔ لہٰذا اس مسئلہ پر فوری بحث کی جائے ۔ شکریہ

جناب سپیکر ۔ جناب لاء منسٹر صاحب ۔

وزیر قانون : جناب سپیکر کیونکہ ابھی تک facts میرے سامنے نہیں آئے لہٰذا میں گذارش کروں گا کہ اسے مؤخر کر دیا جائے ۔

جناب سپیکر : میاں صاحب وزیر قانون صاحب فرماتے ہیں کہ facts ابھی ان کے سامنے نہیں آئے اس لئے اس کو pending کر دیا جائے ۔

میاں محمود احمد : جناب والا کل پر رکھ لیں ۔

وزیر قانون : جناب والا پیر سوں پر رکھ لیں ۔

میزانیہ برائے سال 87-1986 پر عام بحث

جناب سپیکر ۔ اس تحریک استحقاق کو 29 مئی 86ء کو take up کیا جائے گا۔ اب بجٹ پر عام بحث کا آغاز ہوتا ہے ۔ آج بحث میں حصہ لینے کے لئے ابھی تک میرے پاس تین معزز اراکین کے نام آئے ہیں اور ایک صاحب نے مجھے ذاتی طور پر کہا ہے کہ وہ اس میں حصہ لے سکیں گے ۔ ظاہر ہے کہ چار صاحبان کا بحث میں حصہ لینے سے عام بحث میں کوئی participation نہیں ہو سکے گی اس لئے مجھے توقع ہے کہ کچھ اور معزز اراکین اسمبلی اس بات پر آمادہ ہو جائیں گے کہ وہ آج ہی عام بحث میں حصہ لیں ۔ لہٰذا اس بحث کو open کرنے کے لئے میں مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی تقریر شروع کریں ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود (قائد حزب اختلاف) جناب سپیکر میں کورم کا سوال نہیں اٹھاتا ، کیونکہ اس سے وقت کا ضیاع ہوتا ہے ، بجٹ بحث میں دونوں پارٹیز ایوان کے دونوں اطراف بھرپور حصہ لیتے ہیں کیونکہ یہ ایک قومی تقاضا ہے ۔ لیکن آج قائد ایوان وزیر خزانہ اور باقی وزراء کا موجود نہ ہونا اس بحث کو بے معنی کر دیتا ہے۔ اور میں جناب کی خدمت میں یہ رولنگ اور یہ کنونشن پیش کروں گا ۔

DISCUSSION ON THE BUDGET ALLOTMENT OF TIMB OF DISCUSSION

No discussion on the Budget can take place on the day it is presented to the House.. According to the Practice in Lok Sabah, the General Budget is ordinarily discussed after about a week or 10 days of its presentation.

جناب نے ہمیں صرف دو دن کے لئے چھٹی دی تھی تاکہ ہم بجٹ کا مطالعہ کر سکیں۔ پھر جب باہمی پروگرام طے ہوا تھا تو آپ نے ہمارا کل کا دن چھین لیا تھا ۔ آپ نے

نہیں چھینا وہ درحقیقت گورنمنٹ نے چھین لیا تھا؛ ۶ مرلہ سکیم کی منظوری کے لیئے اس میں بھی ہم نے تعاون کیا اور ہمیں صرف آدھے دن کا وقت ملا اتنا بڑا بجٹ اتنے بڑے صوبہ کا بجٹ اور ہم سے یہ توقع کرنا کہ اس کے لیئے ہم مکمل تیاری کر کے آدھے دن میں آ سکتے ہیں۔ تو یہ ناممکن ہے۔ یہاں پر وزراء کی فوج ظفر موج آج بغرض حاضر ہے ہم یہ چاہیں گے کہ جیسا کہ کل ہم کرکٹ کھیل رہے تھے۔ اور یہ مجھے clean bold کرنا چاہتے تھے۔ آج میں نے ٹاس جیتا ہے اور ان کو بیٹنگ کی دعوت دیتا ہوں ہم باؤلنگ کرتے ہیں آپ وزراء کو حکم کریں کہ وہ اپنے اپنے محکمے کے بجٹ کی تفصیلات اس ایوان میں بتائیں اس پر روشنی ڈالیں تاکہ تیاری میں ہمیں مدد ملے، اور ہم متبادل تجاویز بھی ان کے سامنے پیش کر سکیں اس کے علاوہ گیارہ مشیر بھی موجود ہیں وہ بھی اپنے خیالات سے ہمیں مستفید فرمائیں اور پھر ایک فوج پارلیمانی سیکرٹریز صاحبان کی بھی موجود ہے انہیں بھی آپ حکم کریں وہ اپنے اپنے محکمہ جات میں مفاد عامہ کے پیش نظر . . . . .

رانا پھول محمد خاں ۔ پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا میں مخدوم زادہ صاحب سے گذارش کروں گا کہ اب پارلیمانی سیکرٹریوں کی فوج نہیں رہی ان کی تعداد کافی کم ہو گئی ہے جن کو ہم دس تک کہہ سکتے ہیں اب پارلیمانی سیکرٹری بہت کم رہ گئے ہیں اور ان میں سے کچھ مشیر بھی بن گئے ہیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود . . . . . چلیے یونہی سہی،

جناب سپیکر ۔ تو کیا آپ تیار نہیں ہیں ؟

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب والا میں تیار ہوں۔ لیکن میں جناب سے یہ گذارش کر رہا ہوں کہ ان کو آپ مدعو کریں کہ یہ اوپننگ بلیٹس مین بنیں اور باری باری سے ہمیں اپنے اپنے محکمہ جات کی کارکردگی سے آگاہ کریں اور حکمت عملی بتائیں کہ اس بجٹ میں انہوں نے اپنے عوام کے لیئے کیا رکھوایا اور اس پر عمل درآمد کروانے کا کیا پروگرام ہے۔ تاکہ ہم بھی تیاری میں مدد حاصل کریں خاص طور پر جناب والا آپ مشیروں سے تقاضا کریں اور وہ بتائیں کہ اس وقت مشاورت کہاں تک پہنچی ہے۔ اور آئندہ وہ کس طرح سے اس پر عمل درآمد کریں گے ؟

جناب سپیکر ۔ کیا وزراء صاحبان میں سے کوئی صاحب آج خطاب کرنا چاہیں

گے ؟

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور) جناب والا میں آپ کی اجازت سے عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ استدلال جو کہ فاضل لیڈر آف اپوزیشن نے دیا ہے یہ بنتا نہیں ہے اس میں لوک سبھا کی رولنگ پیش کرنے کا تب کوئی جواز بنتا ہے کہ اگر ہمارے اپنے Rules of procedure اس بارے میں خاموش ہوں۔ رولز میں یہ بات بڑی واضح ہے اور ان کے مطابق دو دن کا وقفہ ان کو تیاری کے لئے مل چکا ہے ۔ رول 111 میں ہے کہ دو دن کا وقفہ بجٹ پیش کرنے میں اور عام بحث میں ہو ۔جو کہ موجود ہے ۔ اور رول 111 کی یہی requirement ہے

Rule 111. "Provided that at Least two days shall elapse between the day the Budget is presented and the first day allotted by the Speaker for general discussion of the Budget.

دوسرا ان کا استدلال لوک سبھا سے دس دن کی بات اور یہ اور دو اس کے لئے بیس ہے ۔

"Provided further that not less than four days shall be allotted by the Speaker for the general discussion of the Budget".

تو کسی بھی رول کی خلاف ورزی نہیں ہوتی ہے ۔ اس لئے لوک سبھا کو ہر وقت نہ اپنے ذہن پر سوار رکھیں اور نہ ہی ہمارے سامنے یہ روز بروز لوک سبھا کی رولنگ پیش کریں جب کہ ہمارے اپنے رولز آف پروسیجرز بھی ہیں ۔ دوسری بات وزرائے کرام کی ہے کہ وہ اپنے اپنے محکمہ جات کی ضرور نمائندگی کریں تو جناب بجٹ اسمبلی میں پیش کرتے اور وزیر خزانہ کا اس کو بڑی تفصیل اور استدلال کے ساتھ پونے دو گھنٹے لگا کر پڑھنے کا مقصد ہی یہی تھا کہ بجٹ کے main features بتا دیئے جائیں ۔ اس کے بعد تو گورنمنٹ بنچز کی طرف سے صرف اس کو سپورٹ کرنے والی بات ہے ۔ اصل میں یہ خود بھی یہ بات تسلیم کریں کہ یہ تیاری نہیں کر پائے ہیں اور نہ ہی یہ بولنا چاہتے ہیں یہ ان کا حق ہے کہ بجٹ پر تنقید کریں اگر ان کو سمجھ آتی ہے کہ اس میں کوئی کمی ہے ۔ اس کے بعد پھر منسٹر اور باقی پارلیمانی سیکرٹریز یا دوسرے ممبر صاحبان supporting the budget اس تنقید کو کرنے کی کوشش کریں گے ۔ میں سمجھتا ہوں جناب نے بالکل صحیح فرمایا ہے کہ لیڈر آف اپوزیشن اس کو شروع کریں اور جو پوائنٹ وہ اٹھائیں گے ہم اپنے اپنے محکمے کے جواب اس کے جواب میں دیں گے چونکہ وزیر خزانہ نے ہر محکمے کے

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ جناب سپیکر وزیر زراعت صاحب نے دو دنوں کا ذکر کیا ہے یہ بات وہ خود بھی تسلیم کریں گے کہ کل کا دن ہمارا سٹڈی کا تھا۔ جو کہ ہم نے ان کی خاطر سات مرلہ سکیم کے لئے دے دیا اس کے بعد ہمارے پاس اس کو دیکھنے کے لئے کون سا وقت بچا تھا ۔ اور یہ کس بات پر اصرار کر رہے ہیں ۔ ٹھیک ہے میں اوپننگ بیٹسمن میں بنتا ، لیکن آپ ذرا اپنے وزراء سے بھی تو کہلوائیے اس میں مشکل کیا ہے ہر محکمہ سے متعلقہ وزیر بتائیے کہ اس سال یہ کیا کریں گے بجٹ کی کیا پروویژن ہیں اس میں کیا خامیاں تھیں اور کیا درستی کی جا رہی ہیں کم از کم آپ کے ایڈوائزرز کو تو بولنا چاہیے ۔

جناب سپیکر ۔ جناب حاجی جمشید عباس تھیم صاحب ۔

حاجی جمشید عباس تھیم ۔ جناب سپیکر ۔ سب سے پہلے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع فراہم کیا اور اس کے ساتھ ساتھ میں قائد حزب اختلاف عزت مآب مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب کی خدمت میں یہ التماس کروں گا کہ انہوں نے ابھی یہ اعتراض کیا ہے کہ وزراء کی فوج ظفر موج سب سے پہلے خطاب کرے ۔ تو جناب والا میں تو یہی سمجھتا تھا کہ مخدوم صاحب تجربہ کار شخصیت ہیں مگر شاید انہیں اس بات کا اندازہ نہیں ہے کیونکہ ہم نے تو یہی پڑھا ہے یہی دیکھا ہے اور یہی سنا ہے کہ جب بھی کوئی فوج کسی محاذ پر جاتی ہے تو سب سے پہلے سپاہی جنگ لڑتے ہیں جب سپاہی ختم ہو جائیں ، تو پھر اس کے بعد کمانڈ آفیسرز کی باری آتی ہے اور جب وہ ختم ہو جائیں تو پھر اس کے بعد جرنیل کی باری آتی ہے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود ۔ پوائنٹ آف آرڈر ، جناب سپیکر میں آپ کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کراتا ہوں کہ میں سپاہی ہوں ۔

وزیر خزانہ (مخدوم الطاف احمد) جناب سپیکر میں بھی جناب کی وساطت سے یہ دریافت کرنا چاہوں گا کہ آیا مخدوم زادہ صاحب نے اپنی ناکامی تسلیم کر لی ہے کہ وہ تیاری کر کے نہیں آئے

حاجی جمشید عباس تھیم ۔ . . . . . جناب والا ۔ قائد حزب اختلاف کی نذر ایک شعر کرتا ہوں ۔

میرا ظرف دیکھ کر ذرا بجلیاں گرانا
مجھے تاب ہو جہاں تک وہیں تک نقاب اٹھانا

(واہ واہ)

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ جناب سپیکر مجھے ان سے بالکل اتفاق ہے اور اسلیئے میں ان کی برداشت سے زیادہ کبھی جرأت ہی نہیں کر سکتا بجلی گرانے کی۔

(قہقہے)

حاجی جمشید عباس کلیم۔ جناب والا میرا اندازہ ہے کہ قائد حزب اختلاف آج تیاری کر کے نہیں آسکے تنقید برائے تنقید تو بہت آسان ہوتی ہے لیکن کچھ کر کے دکھانا اور اس کے اوپر عمل کرنا بہت مشکل ہے میں تقریباً ایک سال سے دیکھ رہا ہوں کہ ہمارے ہاؤس میں تنقید برائے تنقید میں تو مخدوم صاحب سپیشلسٹ ہیں مگر آج جب پہلی دفعہ ان سے کہا گیا کہ بغیر تیاری کے تقریر فرمائیں تو جناب والا مجھے آج اندازہ ہوا کہ جو میں نے سنا تھا وہ درست ہے کہ مخدوم صاحب خود تیاری نہیں کیا کرتے بلکہ ان کے سیکرٹری صاحبان انہیں تقریر تیار کر کے دیا کرتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین) اور وہ اسے ہاؤس میں پیش کر دیا کرتے ہیں۔ تو آج میرا اندازہ ہے کہ یا تو سیکرٹری صاحب کہیں باہر گئے ہوئے تھے یا وہ بیچارے تیاری نہیں کرا سکے تو جناب والا میں یہ بات عرض کر رہا تھا کہ جب ہم جیسے سپاہی موجود ہیں تو پھر اس کے بعد وزراء کو یا قائد ایوان کو پکارنے کی ضرورت نہیں۔ جب ہم ہی آپ کا گھر پورا کر دیں گے تو پھر وزراء کی کیا ضرورت ہے (نعرہ ہائے تحسین) یا قائد ایوان کی کیا ضرورت ہے۔

جناب والا۔ میں پاکستان مسلم لیگ کی اس خوب سیرت حکومت جو پنجاب بلکہ پورے پاکستان کے اندر ہے۔ وزیر خزانہ کو اس پر مبارکباد پیش کرتا ہوں جنہوں نے یہ خوبصورت بجٹ پیش کیا (نعرہ ہائے تحسین) میں یہ بات محسوس کرتا ہوں کہ سابقہ بجٹ میں کوئی اتنی ہماری کارکردگی نہیں تھی اس لیے کہ وہ بجٹ مارشل لاء کی چھتری کے سائے میں بنا تھا لیکن یہ پہلا ہے جو مارشل لاء کے ہٹنے کے بعد ہم نے پیش کیا۔ آؤ اب دیکھو تو سہی۔ اس بجٹ کو پڑھو تو سہی۔ اس بجٹ کی تیاری کرو تو سہی پھر ہمیں جب جواب دو گے تو ہم دیکھیں گے کہ یہ بجٹ کیسا ہم نے بنایا ہے۔

جناب والا۔ اس بجٹ کے اندر سات مرلہ سکیم کے بارے میں اور ساڑھے بارہ ایکڑ سکیم کے بارے میں اور کچی آبادیوں کے بارے میں جو تجویز پیش کی گئی ہے اس سے وہ لوگ جو کئی برسوں سے بے گھر تھے اور جن کے پاس سر چھپانے کے لئے کوئی جھونپڑا بھی نہیں تھا جو سابقہ حکومتوں کے کھوکھلے نعروں کے ساتھ اپنا پیٹ بھی نہ بھر سکے اور اپنے ذہن مطمئن نہ کر سکے ان پریشان لوگوں کو آج محسوس

ہوا ہے کہ اس ملک اور اس صوبے کے اندر صحیح اسلامی جمہوری اور دکھی انسانیت کا احساس کرنے کرنے والی حکومت برسراقتدار ہے جس کا نام پاکستان مسلم لیگ ہے (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا مجھے اس بات پر بھی سخت افسوس ہے کہ مخدوم زادہ حسن محمود جو قائد حزب اختلاف بھی ہیں انہوں نے کچی آبادیوں کے قانون بنانے ساڑھے بارہ ایکڑ اور پانچ مرلہ سات مرلہ سکیم بنانے کو ہمیشہ oppose کیا انہوں نے یہ احساس نہیں کیا کہ سینکڑوں اور لاکھوں لوگ ایسے ہیں جو آج تک غربت کی چکی میں پس رہے ہیں اور ان دکھی انسانوں کے پاس آج تک سر چھپانے کے لئے جھونپڑا نہیں ہے۔ جناب والا ان محلوں میں آرام کرنے والے لوگوں کو کیونکہ یہ خبر ہو گی کہ دکھی انسانیت کہاں بس رہی ہے (نعرہ ہائے تحسین)

مجھے اس بات کا احساس ہے کہ میرے حلقہ انتخاب میں تقریباً آٹھ کچی آبادیاں ہیں ہو سکتا ہے۔ کہ مخدوم زادہ صاحب کے حلقہ انتخاب میں کچی آبادی کوئی بھی نہ ہو۔ اور اگر ہو بھی تو میں سمجھتا ہوں کہ شاید ان کے دل میں یہ بھی احساس ہو گا کہ اگر ان لوگوں کے گھر بن گئے تو کل کو وہی لوگ کہیں ہمارے مدمقابل ہی نہ آ جائیں (نعرہ ہائے تحسین)

مجھے کل ایک بات پر بہت افسوس ہوا انہوں نے جب یہ کہا کہ وہ لوگ جن سے زمینیں خریدی جائیں گی یا جن سے زمینیں زبردستی لی جائیں گی یا جن لوگوں کے ان زمینوں کے اوپر گھر بنے ہوئے ہیں ان لوگوں سے زمینیں لی جائیں گی تو جھگڑا پیدا ہو گا۔ جناب والا اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ مخدوم زادہ صاحب یہ چاہتے ہی نہیں تھے کہ کچی آبادیوں کو مالکانہ حقوق مل جائیں مجھے اس بات کا سخت افسوس ہے اور آئندہ توقع کروں گا کہ اس طالب علم کی بات کو مدنظر رکھتے ہوئے واجب الاحترام قائد حزب اختلاف آئندہ غربا کا احساس کیا کریں گے وہ اسلئے کہ میں سیاسی اور دانشمند بھی اسے ہی سمجھتا ہوں کہ جو غربا سے محبت کرے شرفا کی عزت کرے۔ اور دوستوں سے وفا کرے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا: اب میں دوسری طرف آتا ہوں کہ جناب وزیر خزانہ نے اپنی بجٹ تقریر کے دوران پنجاب کو اناج گھر کہا مجھے اس بات کی خوشی ہوئی کہ بڑی دیر کے بعد بلکہ سینکڑوں برس کے بعد اس پنجاب کو ملا ہوا خطاب واپس لانے کی ہماری حکومت کوشش کر رہی ہے۔ یہاں کیا چیز پیدا نہیں ہو سکتی۔ اس پنجاب میں کون سی ایسی چیز ہے جو پیدا نہیں ہو سکتی۔ نہ یہاں گنے کی کمی ہے۔ یہاں کپاس کی کمی ہے نہ یہاں چاول کی کمی ہے اور نہ ہی

یہاں گندم کی کمی ہے۔ یہاں کسی چیز کی کمی نہیں ہو سکتی صرف طریق کار بدلنے اور اسے آسان کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لئے زمینداروں کو آسان اقساط پر قرضے دیئے جائیں تاکہ وہ اپنے چھوٹے چھوٹے یونٹ پیدا کر سکیں زمیندار پیشہ اور زراعت کو میری ذاتی خواہش ہے اتنا آسان کر دیا جائے کہ زمیندار کے فارم کو بالکل انڈسٹری کی شکل دے دی جائے۔ زمینداروں کو گھروں میں کھاد اور بیج مہیا کیا جائے۔ کیڑے مار ادویات کی کڑی نگرانی ہونی چاہیے تاکہ ان کے اندر ملاوٹ نہ ہو سکے کیونکہ ملاوٹ کا رجحان جو سابقہ دور سے چلا آرہا ہے وہ اتنی جلدی ختم تو نہیں ہو گا۔ جناب والا حکومت کو زراعت کے شعبہ میں زیادہ دلچسپی لینی چاہیے اس لیے کہ بنیادی طور پر ہمارا ملک اور ہمارا صوبہ زرعی ہے اور اس میں ہمیں زیادہ دلچسپی لینی چاہیے ہمارا زمیندار جس طرح سابقہ دور کی حکومتوں میں پستا رہا آج بھی کہیں اس کے ساتھ وہی سلوک نہ ہو اسلئے ہمیں اس پاکستان مسلم لیگ کی شریف حکومت سے یہ پوری توقع اور امید ہے کہ زمیندار کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جو دکھی انسانیت کچی آبادی والوں کے ساتھ کیا گیا اور زمیندار کے لیئے بیج پانی ٹیوب ویل اور کیڑے مار ادویات آسانی سے مل جائیں۔ یہاں میری ایک تجویز یہ بھی ہے کہ وہ زمیندار جو landless ہے یا اس کے پاس کم زمین ہو یا مزارع ہو اس کے لئے Duty free tractors مہیا ہونے چاہیئے اور ملنا چاہیے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! پانی کا بھی خاطر خواہ انتظام ہونا چاہیے۔ ایک چھوٹی سی مثال میں جناب سپیکر آپ کی وساطت سے وزیر آب پاشی کی نذر کرتا ہوں۔ کہ ہمارے ہاں سیکشن قادر آباد کو شیخوپورہ کے ساتھ ملا دیا گیا ہے۔ لیکن شاید انہیں ابھی اس بات کا علم نہیں ہو سکا حالانکہ میں نے ان کے چیف انجینئر کو بھی اس بات سے آگاہ کر دیا ہے کہ اگر اچانک کسی کو ضرورت پڑ جائے تو اس کا چیف تو لاہور یا فیصل آباد میں ہے لیکن ایس ای شیخوپورہ میں ہے۔ ایس ڈی او چوہڑکانہ، فاروق آباد میں ہے اس کا اوورسیر اور سب انجینئر خانقاہ ڈوگراں میں ہے اور اس کا دفتر شیخوپورہ کے ایک گاؤں کے اندر ہے دیکھیں کہاں قادر آباد ہیڈ اور کہاں باقی یہ انتظام اس لئے سابقہ دور حکومت کی غلط پالیسیوں کو آہستہ آہستہ سے ہم ٹھیک کریں گے اور ہم انہیں منظم کریں گے

جناب والا اس کے بعد میں تھوڑا سا صحت کی طرف آتا ہوں۔ وزیر صحت تو آج

یہاں موجود نہیں ہیں لیکن یقین کیجیے کہ ان کی صحت کو دیکھ کر ہر آدمی کو رشک آتا ہے کہ اسکی صحت بھی ایسی ہی ہو۔ ہسپتالوں میں بیڈ فیس کو ختم کیا گیا ہے اس کے لئے حکومت پاکستان اور حکومت پنجاب کے یعنی پاکستان مسلم لیگ کی حکومت کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے دکھی انسانیت کا پھر احساس کیا ہے ۔ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آئی کہ لوگوں کو گھر بھی مل جائیں لوگوں کو زمینیں بھی مل جائیں اور لوگوں کو علاج معالجہ کی سہولت بھی میسر ہو جائے تو پھر انہیں اور کیا چاہیے ۔ پھر جناب والا یہ بجٹ ایسا تو نہیں کہ جس پر بولنے کے لئے تیاری کے لئے کئی دن چاہیں اگر تنقید کرنی ہو تو واقعی کئی بکتے کسی سے بنوانے پڑتے ہیں لیکن اگر بجٹ کو پڑھ کر اور اسکو سمجھ کر تقریر کرنی ہو تو پھر وزیر خزانہ کی جو تقریر ہم نے سنی تھی اس کے متعلق کچھ مزید پڑھنے کی ضرورت نہیں بشرطیکہ آدمی خود چیز تیار کرتا ہو۔

جناب والا بیڈ فیس معاف کی گئی ہے اور سب سے زیادہ ہمیں اسی کی مشکل درپیش تھی۔ اس لئے مجھے اس بات کی خوشی بھی ہے کہ گذشتہ بجٹ تقریر میں میں نے جو کچھ کہا تھا اس میں بہت ...

میاں ریاض حشمت جنجوعہ ۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب والا! جناب میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ گذشتہ ضمنی بجٹ تقریر میں اسی میرے دوست کو خطاب کرنے کی دعوت دی تھی۔ تو وہ ایک لفظ بھی بول نہیں سکے تھے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ خود تقریر نہیں کر سکتے اور وہ تقریر کسی سے تیار کروا کر لاتے ہیں

جناب سپیکر ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے ۔

میاں محمد افضل حیات ۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر ۔ تیاری نہ کرنے کا نتیجہ یہ ہے کہ ان کو بیس ٹیکس اور ویلتھ ٹیکس کے فرق کا پتہ نہیں

(تالیاں)

جناب سپیکر ۔ حاجی صاحب کیا آپ اپنی سیٹ پر ہیں ؟

حاجی جمشید عباس تقیم ۔ جناب والا میں آپ سے التماس کروں گا کہ میں اپنی تقریر ختم کر کے اپنی سیٹ پر چلا جاؤں گا کیونکہ میرا یہ خیال تھا کہ میں اس جگہ پہ کھڑا ہوں جہاں اپوزیشن لیڈر پر میری صحیح نگاہ پڑ سکے

وزیر زراعت (چوہدری عبدالغفور) جناب والا ۔ میری گزارش یہ ہے کہ ان کو اپنی اصل

سیٹ پر بھیجا جائے اور یہ اپنی تقریر پھر سے شروع کریں۔

میاں محمد اسحاق ۔ جناب سپیکر۔ فاضل رکن کی قابلیت کا اندازہ یہ معزز ایوان اس بات سے کر سکتا ہے کہ انہیں یہ تک نہیں پتا کہ اپنی سیٹ پر تقریر کرنی ہے یا کہ جہاں چاہیں کھڑے ہو کر تقریر کریں

جناب سپیکر ۔ کیا وزیر زراعت صاحب یہ تجویز دے رہے ہیں کہ حاجی جمشید عباس تھیم صاحب کی پہلی تقریر کو expunge کر دیا جائے۔

وزیر زراعت ۔ میری تجویز یہ ہے کہ جو ٹائم ان کو الاٹ کیا گیا ہے وہ از سر نو الاٹ کر دیا جائے۔

میاں محمد اسحاق ۔ جناب سپیکر! معزز رکن نے فرمایا ہے کہ مجھے اس بات کا احساس تھا اس کا مطلب یہ ہے کہ احساس ہوتے ہوئے بھی انہوں نے یہ خیال نہیں کیا کہ وہ اپنی سیٹ پر سے تقریر کریں۔

حاجی جمشید عباس تھیم ۔ جناب والا ۔ میں نے تسلیم کیا ہے کہ میں اپنی سیٹ پر نہیں تھا لیکن میں نے اس لئے وہ سیٹ پسند کی کہ جناب اپوزیشن لیڈر سے آنکھ سے آنکھ ملا کر بات کروں تاکہ انہیں پتا چلے کہ بجٹ تقریر بھی کرنے والے موجود ہیں ۔ اور خالی تنقید کرنے والے ہی موجود نہیں ہیں ۔ ان کی نظر شعر بھی کر رہا ہوں۔

وہی آبلے ہیں وہی جلن کوئی سوز دل میں کمی نہیں
جو لگا کے گئے تھے آگ تم وہ لگی ہوئی ہے بجھی نہیں

(تالیاں)

جناب والا : مجھے اس بات کا احساس ہے کہ اپوزیشن لیڈر کی مرضی کے ساتھ ان کے پیچھے بیٹھے ہوئے صاحبان نے مجھے interrupt کرنے کی کوشش بھی کی لیکن شاید انہیں اس بات کا اندازہ نہیں کہ جو بات دل سے نکل رہی ہو اس بات کے لئے نہ تو تیاری کی ضرورت ہوتی ہے اور نہ interrupt کرنے سے ہی کوئی فرق پڑتا ہے اس لئے کہ میں آپ لوگوں میں سے نہیں ہوں کہ جنہیں جناب سپیکر کہیں کہ تقریر کریں اور آپ فرمائیں کہ جناب آج تو میری تیاری نہیں ہے۔

حضور والا میں اس ہیڈ فیس کی طرف آ رہا تھا جہاں سے مجھے ٹوکا گیا ۔ جناب والا

ہمیں اس بات کی خوشی ہے۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب اختصار فرمائیے۔

حاجی جمشید عباس تفہیم۔ جناب والا میتنی چیلیں آپ کے پاس پہنچی ہیں یہاں میں آپ سے یہ فیصلہ کر دا لیتا ہوں کہ اگر اپوزیشن لیڈر تقریر کرنے کے لئے تیار نہیں یا وہ کر سکتے ہیں تو میں بیٹھ جاتا ہوں تاکہ وہ شروع کر دیں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

میاں محمد اسحاق۔ جناب سپیکر۔ میں آپ کی وساطت سے فاضل رکن سے کہوں گا کہ ویلتھ ٹیکس اور گین ٹیکس میں بڑا فرق ہے۔ جناب والا آپ انہیں بتا دیں کہ گین ٹیکس معاف کیا گیا ہے ویلتھ ٹیکس معاف نہیں کیا گیا۔

حاجی جمشید عباس تفہیم۔ جناب سپیکر: جناب مخدوم زادہ سید حسن محمود صاحب سے عرض کروں گا کہ آج ایسا کریں تھوڑی سی فرصت نکال کر میو ہسپتال جو کہ قریب ہی ہے وہاں جائیں اور میاں اسحاق صاحب کے کان چیک کروائیں کہ میں نے ویلتھ ٹیکس نہیں کہا۔ میں نے تو بیڈ ٹیکس کی بات کی ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

چوہدری محمد رفیق۔ جناب والا۔ بیڈ ٹیکس کا مطلب کچھ اور نکلتا ہے۔ یہ بیڈ ٹیکس نہیں ہے بلکہ بیڈ چارجز ہیں۔

حاجی جمشید عباس تفہیم۔ جناب سپیکر! میں پھر آپ کی وساطت سے مخدوم زادہ حسن محمود سے کہوں گا کہ ان کے ساتھی جو اٹھے ہیں وہ انہیں میو ہسپتال نہ لے کے جائیں بلکہ سروسز ہسپتال کے ساتھ بھی ایک ہسپتال ہے انہیں ادھر اور وہاں لے جائیں البتہ مجھے اس ہسپتال کا نام یاد نہیں۔

جناب والا پولیس کے لئے ہم نے پچھلی دفعہ چند تجاویز دی تھیں۔ ہمیں اس کی خوشی ہے کہ ہم نے پچھلے بجٹ اجلاس کے اوپر بہت سی تجاویز دی تھیں جو کہ اس بجٹ میں آچکی ہیں۔ ہم نے پچھلے سال یہ کہا تھا کہ بیڈ فیس کو معاف کر دیا جائے ہمیں اس بات کی خوشی ہے کہ وہ فیس معاف ہو گئی۔ ہم نے پچھلے بجٹ اجلاس میں یہ کہا تھا کہ پولیس کے نظام کو بہتر بنایا جائے۔ اور پولیس والوں کی کانسٹیبل سمیت

تنخواہوں میں اتنا اضافہ کیا جائے کہ یہ رشوت کی طرف آنے کے لئے خود ہی تیار نہ ہوں۔ اس لئے کہ جب ایک انسان کا پیٹ بھرا ہوگا تو پھر اسے رشوت لینے کی ضرورت نہیں ہوگی۔ بہت کم ایسے لوگ ہوتے ہیں جو قناعت پر گزارا کریں۔ لیکن بہت سے ایسے مجبور لوگ بھی ہو سکتے ہیں جو اپنے ذاتی وسائل نہ ہونے کی وجہ سے رشوت لے رہے ہوں۔ میری آپ سے یہ تجویز ہوگی کہ محکمہ پولیس میں تنخواہوں کا اتنا اضافہ کر دیا جائے کہ ان کو رشوت لینے کی ضرورت ہی نہ ہو۔ اس لئے کہ رشوت انسان تبھی لیتا ہے جب اسکا ایمان کمزور ہو یا ایمان کے اوپر وہ پورا نہ اتر رہا ہو اور دوسرا وہ تب لیتا ہے جب اسے کوئی مجبوری آجائے۔ اس لئے کہ ہمارے معاشرے کے اندر اخراجات اتنے ہیں کہ گزارا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ پولیس والوں کی تنخواہیں بھی بڑھا دیں۔ آج کے دور میں ایک کنسٹیبل 600/700 میں گزارا نہیں کر سکتا۔ مجھے کنسٹیبل کی صحیح تنخواہ کا تو علم نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اپوزیشن کی طرف سے یہی پوائنٹ آف آرڈر ہو جائے۔ لیکن میرا یہی خیال ہے کہ 500 سے کر 700 تک ہی ان کی تنخواہیں ہیں۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ ایک عام انسان کا اور ایک متوسط طبقہ سے تعلق رکھنے والے انسان کا اس تنخواہ میں گزارا نہیں ہو سکتا۔ تو میری یہ تجویز ہوگی کہ پولیس والوں کی تنخواہیں بڑھا دی جائیں۔ اور اس کے بعد اگر ان کی طرف سے کوئی شکایت ہو تو پھر سختی کے ساتھ انہیں کچل دیا جائے۔ اس لئے کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ پہلے تو ہم ان کے وسائل اتنے کریں کہ انہیں رشوت لینے کی ضرورت نہ ہو اور جب ہم مطمئن ہو جائیں کہ ہم نے ان کی تنخواہیں معقول کر دی ہیں اس کے بعد اگر وہ رشوت لیں گے تو پھر حکومت اور ہم پر بھی یہ ذمہ داری ہے کہ ان کے اوپر کڑی نظر رکھیں۔

جناب والا! میں نے ایک تجویز یہ پیش کی تھی کہ فاضل ممبران کا اتنا استحقاق ضرور ہونا چاہیے کہ وہ رشوت لینے والے اور دینے والے دونوں کو پکڑ سکیں۔ اس لئے ممبران کے پاس اتنے اختیارات ہونے چاہیے۔ ٹھیک ہے کہ حکومت نے انہیں Justice of peace بھی بنایا اور اینٹی کرپشن کمیٹیوں کا ممبر بھی بنا دیا ہے ہمیں یہ بھی پتہ ہوتا ہے کہ رشوت لینے والا کون ہے اور دینے والا کون ہے۔ یا پھر یہ ہو سکتا ہے کہ قائد حزب اختلاف کو میری اس بات سے اختلاف

ہو کہ انہیں کیسے پتا ہے کہ رشوت لے کون رہا ہے اور رشوت دے کون رہا ہے۔
جناب والا وہ ہم میں سے لوگ ہوتے ہیں جو رشوت لیتے بھی ہیں اور رشوت دیتے بھی ہیں بلکہ میں یہ کہوں گا کہ تمام اراکین اس مقدس ہاؤس کے اندر آج حلف اٹھائیں اور جناب والا آپ قرآن مقدس پر ہم سے یہ حلف لیں کہ نہ کوئی رشوت لے گا اور نہ کوئی رشوت دے گا۔ میرا خیال ہے کہ میری یہ تجویز جناب مخدوم زادہ صاحب کو پسند آئی ہوگی۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ پوائنٹ آف آرڈر جناب۔

جناب سپیکر۔ جی جنجوعہ صاحب۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ تھا کہ جس طرح میرے دوست اور میرے بھائی نے کہا ہے کہ قرآن کریم پر حلف لیا جائے میں سب سے پہلے اپنے آپ کو اس مقدس فرض کے لئے پیش کرتا ہوں میں اپنے ماضی کا بھی حلف لیتا ہوں کہ میں نے ساری زندگی نہ کبھی رشوت لی ہے نہ کبھی رشوت دی ہے۔ اور جس دن میرے ہاتھوں سے ایسا گھناؤنا جرم ہوگا اس دن میرے ہاتھوں کو زندہ سلامت رہنے کا کوئی حق نہیں ہے انہیں ٹوٹ جانا چاہیے۔ میں سب سے پہلے قرآن کریم پر حلف دیتا ہوں اس کے بعد تمام وزراء کرام حلف دیں

حاجی جمشید عباس تھیم۔ جناب والا آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تو صرف رشوت کی بات کر رہے ہیں میں آپ کے سامنے قرآن کریم پر حلف دینے کے لئے تیار ہوں اور مجھے اس بات پر فخر ہے کہ میں نے اپنی ۶۰ سالہ زندگی میں کبھی گناہ کبیرہ نہیں کیا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اگر حزب اختلاف کے یہ لیڈر آج ہی مجھے یہ حلف دیں تو میں آج ہی ان سیٹوں پر ان کے پیچھے بیٹھنے کیلئے تیار ہوں

(نعرہ ہائے تحسین)

میاں ریاض حشمت جنجوعہ۔ جناب والا پوائنٹ آف آرڈر۔ میں فاضل ممبر سے آپ کی وساطت سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا بے گناہ انسانوں کو قتل کروانا گناہ کبیرہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر۔ دوران بحث میں ذاتیات پر آنے سے معزز اراکین اسمبلی کو اجتناب کرنے کے لئے کہوں گا کہ پرسنل قسم کے remarks پاس نہ کئے جائیں اور نہ ہی میں ان کی اجازت دوں گا۔

حاجی جمشید عباس تھیم ۔ جناب والا ہادی برحق صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے یہودیوں کے سر قلم کروائے تھے اس کے بارے میں میرے فاضل جنجوعہ صاحب کا کیا خیال ہے کہ وہ دکھی انسانیت پر ظلم تھا اس کے بارے میں میں جناب جنجوعہ صاحب سے وضاحت چاہوں گا۔

جناب سپیکر ۔ حاجی صاحب اپنی بات مختصر کیجیے اور ختم کیجیے ۔

حاجی جمشید عباس تھیم ۔ جناب والا اس کے بعد میں پولیس والوں کی طرف آرہا تھا مجھے بار بار رولا کا جا رہا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ پولیس کے اندر بہت سی ایسی خامیاں ہیں۔

جناب سپیکر تھیم صاحب دو منٹ اور دوں گا ۔

حاجی جمشید عباس تھیم ۔ جناب والا آپ مجھے ایک منٹ بھی دے دیں تو کافی ہے اس لئے کہ مجھے فخر ہے کہ جو تقریر میں کر رہا ہوں چاہیے تو یہ تھا کہ یہ ابتدا اپوزیشن کی طرف سے ہوتی آپ ایک منٹ بھی دے دیں تو میرے لئے کافی ہے لیکن تیاری نہ ہونے کی وجہ سے وہ بیچارے تقریر نہ کر سکے ۔حضور والا محاکمہ غور اک کی بات کرنے کی اگر آپ اجازت دیں تو میں اس کی طرف آنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر ۔ حاجی صاحب بس ختم کریں ۔

حاجی جمشید عباس تھیم ۔ جناب والا پھر ایک منٹ عنایت کر دیں اس لئے کہ آپ نے دو منٹ دیئے تھے ۔

جناب سپیکر ۔ ایک منٹ اور دیا جاتا ہے ۔

حاجی جمشید عباس تھیم ۔ یقین کیجیے کہ ہم سب سے آپ کا زیادہ احترام کرتے ہیں ہم اس chair کی تکریم کا احساس بھی کرتے ہیں اور تقدس بھی چاہتے ہیں نہ کبھی آج تک موقع دیا ہے نہ کبھی موقع دیں گے کہ اس chair کی طرف کوئی میلی آنکھ کر کے دیکھے کیونکہ ہمارا استحقاق بھی یہی ہے کہ اس this کے استحقاق اور تقدس کو پامال نہ کیا جائے۔ اس کے ساتھ ہی میں اجازت چاہوں گا لیکن ساتھ ہی میری یہ التماس ہوگی کہ اگر آج مخدوم زادہ حسن محمود نے تقریر کی تو پھر ان کی تقریر کے بعد مجھے بھی آدھے گھنٹے تک تقریر کرنے کا موقع دیا جائے ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر ۔ جناب رانا پھول محمد خاں صاحب ۔ اس سے پہلے کہ رانا صاحب تقریر کریں ہمیں یہ طے کر لینا چاہیئے کہ ایک مقرر کیلیئے کتنا وقت درکار ہے ؟

رانا پھول محمد خاں ۔ جناب والا جتنا وقت آپنے میرے برخوردار حاجی صاحب کو دیا ہے اتنا ہی وقت مجھے بھی دے دیں لیکن میں نے اتنی لمبی چوڑی تقریر نہیں کرنی ۔

جناب سپیکر ۔ وہ تو آج opening speaker تھے اس لئے ان کو زیادہ وقت دیا گیا ہے

رانا پھول محمد خاں ۔ جناب والا ضمنی بجٹ والا دن بھی آپ کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اس وقت آپ نے بہت سے اراکین کے اسمائے گرامی پکارے اور انہوں نے انکار کیا ۔ مگر آج ہم ایک گذارش کرنا چاہتے ہیں کیونکہ یہ موقع ہی ایسا ہے کہ ہم حکومت کے علم میں وہ تجاویز لائیں جو کہ صوبہ پنجاب کی بہتری کے لئے قابل توجہ ہیں ۔ اسلئے آپ اگر چند منٹ بخشش بھی کر دیں گے تو کوئی بیجا نہ ہو گا ۔

جناب سپیکر ۔ رانا صاحب 15 منٹ ٹھیک رہیں گے ۔

رانا پھول محمد خاں ۔ جناب والا میں تو شاید پانچ یا دس منٹ لوں یا 20 منٹ بھی لے لوں تو کوئی مضائقہ نہیں ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

رانا پھول محمد خاں ۔ میں کوئی اتنا اچھا مقرر نہیں لیکن میرے بھتیجے نے جو اتنی مدلل اور مثبت تقریر کی ہے میں اس پر اسے مبارکباد دیتا ہوں ۔

جناب سپیکر ۔ رانا صاحب بس 15 منٹ ہی ٹھیک ہیں ۔

رانا پھول محمد خاں ۔ جناب والا اگر کچھ اراکین چاہیں گے تو ایک دو منٹ دے دیں گے اگر نہیں چاہیں گے تو کوئی بات نہیں میں پھر بھی تقریر کر لوں گا میں اس صوبے کے نوجوان ہونہار وزیر خزانہ کو ایک خسارے کے بجٹ کو مرکزی امداد کی وجہ سے متوازن بجٹ بنا کر پیش کرنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں کیونکہ اس صوبہ کے مصائب بہت زیادہ اور وسائل بہت کم ہیں ۔ اور ہو بھی کیا سکتا تھا ۔ اس کے سوا اور کوئی چارہ کار ہی نہ تھا ۔ کچھ حالات بھی ایسے ہیں حکومت نے نئے ٹیکسوں کا بوجھ بھی نہیں ڈالا ، گو اسٹامپ فیس بڑھا کر عام شہری اور دیہاتیوں پر تو بوجھ ڈال دیا گیا ہے اور چند کو ٹھیوں والوں کو گین ٹیکس سے مستثنیٰ کر کے رقم کو تقریباً برابر کر دیا گیا ہے ۔ اس پر اگر نظر ثانی کی جائے تو بہت بہتر ہو گا جناب والا اب میں زیادہ

تمہید کے بغیر اپنے مطلب کی بات کرتا ہوں یہ صوبہ ایک زرعی صوبہ ہے اور آج اس صوبہ کے عوام ششدر ہیں ، حیران ہیں کہ کھاد کی قیمت میں اچانک اضافہ ہوگیا کھاد کی قیمت میں اصل اضافے کی وجوہات بیرونی امداد اور وہ رعایت ہے جو حکومت کاشتکاروں اور زمینداروں کو فراہم کرتی تھی اس subsidy کے خاتمے کی اصل وجہ بیرونی دباؤ اور وہ طاقتیں ہیں جو ہمیں اپنا غلام رکھنا چاہتی ہیں انہی سامراجی قوتوں کے دباؤ کی وجہ سے subsidy ختم کی گئی ہے دراصل وہ چاہتے ہیں کہ پاکستان خوراک کے معاملے میں ان کا محتاج رہے ورنہ اگر اس صوبہ کے کاشتکاروں کو پوری مراعات دی جائیں subsidy دی جائے تو یہاں چینی ، گندم ، گھی اور کسی چیز کی بھی کمی نہیں رہ سکتی لیکن وہ ممالک جو ہمیں منڈی سمجھتے ہیں ان کے اشارے پر حکومت ایسا کرنے لئے مجبور رہے کیونکہ انہوں نے اپنے گاہک پیدا کرنے ہیں اور گاہک پیدا کرنے کے لئے یہاں کے غریب کسان پر دباؤ ڈالا جارہا ہے۔ ہم ٹیوب ویلوں کے ذریعے چاول ، گنا اور گندم عام پیدا کرتے ہیں جو اتنا مہنگا پڑتا ہے کہ شاید ایشیا کے کسی ملک میں بھی کاشت پر اتنا خرچ نہ آتا ہوگا ہمارے ہمسایہ ملک ہندوستان میں مونجی ، باسمتی کی دو سو روپیہ فی من زمیندار کو قیمت ملتی ہے اور پاکستانی کرنسی کے حساب سے وہی قیمت 260 روپیہ فی من بنتی ہے وہاں کی حکومت کہتی ہے کہ جو کاشتکار ہیں زرمبادلہ کمانے کے لئے باسمتی چاول پیدا کرکے دیتا ہے اس میں اس کا 1/2 حصہ ہے ۔ اب ہماری حکومت نے بھی اپنے حالات کے مطابق کچھ قیمت بڑھائی ہے اور 100/ روپیہ فی من کردی ہے ۔

ہم ٹیوب ویلوں کے ذریعہ جو چاول ، گندم اور گنا ہم پیدا کرتے ہیں لیکن اگر اس میں ہمارے کسان کو پورا پورا حصہ دیا جائے تو پاکستان کا باسمتی چاول دنیا میں بہترین چاول ہے ۔ اور ہم زیادہ زرمبادلہ کما سکتے ہیں

جناب والا اس ملک میں چینی کی کمی کا رونا بھی رویا گیا ہے اور رویا جارہا ہے ۔ حالانکہ ہم سے زیادہ چینی اور کوئی پیدا نہیں کرسکتا ۔ لیکن حالت یہ ہے کہ گنے کی قیمت 9-10 روپے ۔ پرالی کی قیمت 15 روپے لکڑی کی قیمت 22 روپے اور سرکنڈے کی قیمت 28 روپے فی من ہے ۔ اس سے سستا گنا دنیا میں آپکو کہیں نہیں ملے گا ۔

اس کے بعد مزید کچھ ایسی چیزیں بھی ہیں جو میں اپنے وزراء صاحبان کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں ۔ میں اپنے علاقے اور اپنے صوبے کے مسائل اگر یہاں بیان نہ کروں تو میں اپنے

فرائض میں کوتاہی کروں گا میری محکمہ تعلیم کے متعلق گذارش ہے یہاں ہمیشہ دستور اور قاعدہ رہا ہے کہ ہر وزیر اپنے محکمے کے متعلق ہر ممبر کی فریاد سن کر نوٹ کر لیں اور اس ممبر کو بعد میں بلا کر پوچھیں کہ آپ کی تکلیف کیسے حل ہو سکتی ہے ؟

جناب والا میرا قصبہ بھائی پھیرو ٹاؤن کمیٹی ہے ۔ وہاں ایک ہائی سکول ہے ۔ اگر اس کو انٹرمیڈیٹ کالج کا درجہ دے دیا جائے تو اس علاقے کے لوگوں پر احسان عظیم ہوگا

جناب والا دیہات میں سب سے بڑی تکلیف سائنس ٹیچرز کی عدم دستیابی ہے اور نہ ہی وہ وہاں جانا پسند کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ سائنس ٹیچرز کے لئے شہروں میں زیادہ سہولتیں میسر ہیں جس کی وجہ سے وہ یہاں رہنا پسند کرتے وہی سہولتیں اور وہی رعائتیں جو شہروں میں اساتذہ کو دی جاتی ہیں اگر یہی سہولتیں دیہات میں دی جائیں تو ہماری یہ ضروریات پوری ہو سکتی ۔ ورنہ ہمارے بچے آٹھویں پاس ہی رہیں اور سائنس میں بالکل ناکام رہیں گے ۔

جناب والا ! جب ایران اور انڈیا کے دیہات میں ڈاکٹروں اور اساتذہ کے لئے ، شہروں کے برابر سہولتیں بہم پہنچائی گئیں تو وہاں تعلیم اور صحت کے میدان میں تمام لوگوں نے اس سے بھرپور استفادہ حاصل کیا ۔ میری گذارش ہے کہ جب بھی کسی ڈاکٹر کو ملازم رکھا جائے تو اس کے لئے لازم ہو کہ وہ تین سال دیہات میں لگائے وہ مراعات جو شہر میں تعینات ہونے والے ڈاکٹر صاحبان کو دی جاتی ہیں اس کو بھی دی جائیں پھر کوئی وجہ نہیں کہ ڈاکٹر دیہات میں جانے سے گریز کرے ۔

جناب والا اس کے علاوہ میری یہ گذارش ہے کہ ہمارے ساتھ والے ملک میں بجلی کا ریٹ 10 روپے فی ہارس پاور ہے ۔ یعنی 10 ہارس پاور کی موٹر پر 100 روپیہ 15 ہارس پاور کی موٹر پر 150 روپیہ اور 20 ہارس پاور کی موٹر پر 200 روپیہ بل آتا ہے جبکہ ہمارے ہاں حالت یہ ہے کہ ہم فلیٹ ریٹ میں 30 روپیہ فی ہارس پاور دینے کے لئے تیار ہیں لیکن ہماری بات کوئی قبول نہیں کرتا ۔ میں یہ گذارش کروں گا کہ صوبائی حکومت کو چاہیے کہ ہمارا ایک وفد ایک وزیر کی سرکردگی میں مرکزی حکومت میں وزیر اعظم اور بجلی و پانی سے یہ گذارش کرے کہ ہمیں برباد نہ کیجیے ۔ ان حالات میں بلکہ ہندوستان کا منصوبہ ہے ۔ کہ چناب اور جہلم پر بھی ایک بند بنایا جائے جس سے یہ علاقہ برباد ہو جائے گا اس منصوبے

سے انسان تو انسان جانور تک بھی یہاں زندہ نہ رہ سکے گا۔

جناب والا اس کے علاوہ میں اپنے علاقے کی ایک تکلیف جناب وزیر آب پاشی تک جناب کی وساطت سے پہنچانا چاہتا ہوں کہ میرے علاقے کے راجاہ نیاز بیگ کی ٹیل پر بارہ گاؤں ہیں آپ ان کو نوٹ کر لیجیئے بلوکی۔ سندھو۔ بھیروال راکھ والا۔ کونڈی کے۔ سرائے مغل۔ جمبر۔ کھنڈی بہت سارے گاؤں ہیں جن کو بلوکی سلیمان لنک سے اگر صرف 20 کیوسک پانی لفٹ ایریگیشن کے ذریعے دے دیا جائے تو ہماری یہ تکلیف دور ہو سکتی ہے کیونکہ وہ سونا اگانے والی زمین اب بنجر شکل اختیار کئے ہوئے ہے۔

جناب والا اس کے ساتھ ساتھ میں ان سے ایک اور بھی گذارش کروں گا کہ وہی مدعی اور وہی عدالت نہیں ہو سکتے یعنی محکمہ انہار نے ایک قانون میں جو تبدیلی کی ہے کہ زمینداروں پر تاوان ٹکال دیا جائے جو کہ ایس۔ ڈی۔ او صاحب ڈالیں اور ایکسین صاحب کنفرم کریں پھر ایس۔ ای صاحب اس کی اپیل سنیں جبکہ پہلے یہ تھا ایکسین صاحب کے تاوان ڈالنے کے بعد ایڈیشنل کمشنر یا کمشنر صاحب اپیل سنتے تھے۔ اب پہلا حصہ ایکسین صاحب کی عدالت کے لئے اور دوسرا حصہ نیصد کے حساب سے ہم ادا کریں۔ ایس۔ ای کی عدالت کے بعد ہم ایڈیشنل کمشنر صاحب کے پاس جاتے ہیں محکمہ اگر تاوان ڈالتا ہے تو ٹھیک ہے لیکن اس کی سماعت کا اختیار کمشنر کو ہونا چاہیئے اور اس لئے اس قانون میں تبدیلی کرنی نہایت ہی ضروری ہے۔

جناب والا دوسرے موگہ جات کو چھوٹا بڑا کرنے سے ہم زمینداروں کا خون چوستے ہیں اور اس سے ان کو منع کرنا چاہیئے۔

جناب والا اس کے بعد میں دیہات سے شہروں کی طرف آنے والے لوگوں کے رجحان کو روکنے کے لئے یہ گذارش کروں گا کہ جس طرح شہروں میں دس دس مرلے اور ایک ایک کنال کے پلاٹ پر بھاری رقم بطور قرضہ مکان بنانے کے لئے دی جاتی ہے اسی طرح سے دیہاتیوں میں بھی مکان بنانے کے لئے قرضہ جات انہی شرائط پر جاری کئے جائیں اس طرح شہروں کی طرف بڑھنے والی آبادی میں کمی واقع ہو سکتی ہے اس کے علاوہ دیہات میں صنعتی یونٹ بھی زیادہ سے زیادہ قائم کئے جائیں۔

جناب والا رشوت کے معاملے میں یہ گذارش کروں گا کہ رشوت ستانی کا

محکمہ 13 مئی 1985 کو ایک نوٹیفیکیشن کے ذریعے ختم کر دیا گیا ہے 1983 کے قانون سے رشوت ستانی میں کافی کمی واقع ہو گئی تھی لیکن اس کو منسوخ کر کے ایک ایسا قانون بنا دیا گیا ہے جس سے کہ محکمہ انسداد رشوت ستانی بے بس وبے کس ہو گیا ہے۔ اور ہماری کمیٹیاں بھی صرف انفارمیشن تک ہی محدود رہیں۔ اس لئے میں گذارش کروں گا کہ اس قانون میں تبدیلی ضروری ہے۔

جناب والا جہاں تک پولیس کا تعلق ہے امن وامان بحال رکھنے کے لئے پولیس کے اس کے ساز وسامان کے لئے جو رقم رکھی گئی ہے وہ واقعی ضروری تھی لیکن ان پولیس والوں کے لئے کیا رکھا گیا جو گولیوں کا نشانہ بنتے ہیں۔ ان کی تنخواہیں بڑھائی اور ان کو مراعات دی جائیں۔ اگر پولیس کے محکمے سے حکومت رشوت کا خاتمہ چاہتی ہے تو میں یہ تجویز دیتا ہوں کہ Efficiency Rules 1971 کو منسوخ کر دیا جائے۔ میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ 60 فیصد رشوت محکمہ پولیس سے اس طرح خود بخود ختم ہو جائے گی۔

جناب والا اگر ٹیوب ویلوں پر بھی فلیٹ ریٹس مقرر کر دیئے جائیں تو بجلی کی چوری زمیندار اور کارخانے دار نہیں کر سکے گا اور اس کے علاوہ واپڈا کے وہ افسران جو اپنی جیبیں گرم کرتے ہیں وہ اپنی جیبیں گرم نہیں کر سکیں گے۔

جناب والا اس کے بعد امن عامہ کی صورت حال کے لئے بہت ضروری ہے کہ اس پر خاص توجہ دی جائے کیونکہ ہم لوگوں سے یہ وعدہ کر کے یہاں اسمبلی میں آئے تھے کہ ہم آپکو سستا انصاف دیں گے گو اس کی کوشش ہماری حکومت کر رہی ہے لیکن اس میں زیادہ توجہ کی ضرورت ہے اور مجھے قوی امید ہے کہ اس پر زیادہ توجہ دے کر اس کے لئے خاص طور پر اہتمام کیا جائے گا۔

جناب والا ضلع کونسلوں کو جو گرانٹس دی جاتی ہیں وہ ضلع کے آدھے حصے میں لگتی ہیں اور آدھے میں نہیں۔ میں جناب وزیر خزانہ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے وہ گرانٹس ختم کر دی ہیں۔ لیکن میچنگ گرانٹ کے ذریعے ہماری حکومت کے کام کو ہر گاؤں تک پہنچنا چاہیے۔ اور ہر محلے کے آدمی کو پتہ ہونا چاہیے کہ حکومت نے ہماری ترقی کے لئے کیا کچھ کیا ہے۔ مرکز کونسلوں کے ذریعے ہر یونین کونسل کو برابر برابر میچنگ گرانٹ دینی چاہیے اور صرف سفارشی لوگوں تک اس کو محدود نہیں رکھنا چاہیے۔

جناب والا اس کے علاوہ میں یہ گزارش کروں گا کہ گنے کی قیمت کو اگر نہ بڑھایا گیا تو آپ یقین کیجیے کہ آئندہ سال اس صوبہ میں چینی کا قحط وارد ہوگا اور پھر جیسے کہہ رہے ہیں کہ زرعی انکم ٹیکس لگا دو تو جناب والا ہم 1/2 اپنے مزارع کو دیتے ہیں۔ 1/2 پر ہم عشر دیتے ہیں اگر اس پر یہ کوشش کی گئی تو میں مرکزی حکومت کو یقین دلاتا ہوں کہ صوبہ پنجاب سے کم از کم دس لاکھ کسان اور زمیندار اسلام آباد کے لئے پیدل مارچ کریں گے۔ ہم اپنے حقوق لیں گے ہمارے ساتھ انصاف کریں کیونکہ ایک زمیندار اور ایک تاجر میں بہت فرق ہے۔ ہم تو بھوکے مر رہے ہیں اور اپنا خرچہ پورا نہیں کر سکتے ساتھ کے ملک میں جو قیمت ملتی ہے۔ وہ ہمیں نہیں دی جاتی۔ زمین کا "کھاتہ" تو کوئی نہیں۔ "دھاڑی" ہم اپنے باپ دادا سے زیادہ کرتے ہیں۔ کھاد زیادہ ڈالتے ہیں اور ہل زیادہ چلاتے ہیں اس لئے کہ ٹریکٹروں کو بھی سستا کیا جائے۔ جبکہ تیل کی قیمت گر چکی ہے لیکن وہ تو خیر بجٹ میں آئے گی۔ اس میں بھی ہمیں رعایت دی جائے۔ میں پھر یہ گزارش کروں گا کہ یہ حکومت باہر سے گندم اور چینی منگوانے پر جتنا پیسہ خرچ کرتی ہے۔ اس سے آدھی رعایت کسان کو دیں تو میں ضمانت دیتا ہوں کہ ہم اس ملک کی تمام ضروریات پوری کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں۔ جناب والا، اس دفعہ گندم کی فصل توقع سے زیادہ ہے۔ لیکن مجھے خطرہ ہے کہ گندم کی کمی بدستور رہے گی۔ کیونکہ منڈیوں سے جو گندم خریدی جا رہی ہے، اس کو رکھنے کے لئے گودام نہیں۔ وہ آسمان کے نیچے پڑی ہوئی ہے اور زمینداروں کو ابھی تک پیسے نہیں مل رہے ہیں۔ اس لئے اگر اس کا فوری طور پر منڈیوں سے اٹھوا کر محفوظ گوداموں تک نہ پہنچایا گیا تو یقین رکھیے کہ گندم کی کمی بھی واقع ہو جائے گی۔ ہماری وہ خوراک بارش سے زہر بن جائے گی اور پھر وہ زہر ہمارے شہریوں کو کھلایا جائے گا۔ اس لئے حکومت کو اس طرف توجہ دینی چاہیے برسات کا موسم سر پہ آ چکا ہے۔ اور ممکن ہے کہ ابھی ایک بادل آئے اور وہ تمام کی تمام گندم کو برباد کر جائے۔ اگر اس کو نہ سنبھالا گیا تو پھر گندم کے معاملے میں یہ صوبہ خود کفیل نہیں رہ سکے گا ہم نے دوسرے صوبوں کو بھی گندم مہیا کرنی ہے اس لئے ان کو بھی دینی ہے۔ ہم اپنی ضرورت سے زائد ابھی اس کو دے دیں تاکہ وہ اس کو محفوظ مقامات پر رکھ کر اس کو کھانے کے قابل رکھ سکیں۔

اس کے بعد جناب والا میں یہ گذارش کروں گا کہ میرا ضلع قصور ایک پسماندہ ضلع ہے۔ اور اب تک ترقیاتی منصوبوں میں اس کو وہ اہمیت نہیں دی گئی جو ایک نئے پسماندہ اور بارڈر ایریا کے ضلع کو دینی چاہیے تھی۔ اس لیئے میں یہ گذارش کروں گا کہ اگر کسی ترقی یافتہ علاقے سے کوئی ترقیاتی گرانٹ بچ جائے تو اس کو خدا کے لئے قصور ضلع کو عنایت کر دیں۔ جناب والا، میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ضلع کونسل قصور کی مالی حالت بہت کمزور ہے۔ اس کی تین سڑکیں ہیں جن کے متعلق میں وزیر متعلقہ سے گذارش کروں گا کہ وہ ان کو اپنی تحویل میں لے لیں کیونکہ ضلع کونسل ان کی مرمت نہیں کرا سکتی۔ بھائی پھیرو تا کوٹ رادھا کشن، بھائی پھیرو تا سرائے مغل اور ملتان روڈ تا سرائے مغل۔ اگر ان تین سڑکوں کو محکمہ ہائی وے اپنی تحویل میں لے لے تو وہ درست رہ سکتی ہیں ورنہ وہ کھنڈرے بن چکی ہیں۔ میں زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا اور مجھے قوی امید ہے کہ مجھے پرسوں بھی تھوڑا سا ٹائم عنایت فرمائیں گے تاکہ مزید تیاری کے بعد میں کچھ عرض کر سکوں۔ جہاں تعلیم پر زور دیا گیا ہے تو اس سلسلے میں عرض ہے کہ ہمیں سکول نہیں چاہیے عمارتیں نہیں چاہیے بلکہ ہمیں تو ٹیچرز چاہیے جو ہمیں علم دے سکیں اور جن سے ہمارے بچے علم حاصل کر سکیں۔ میں جناب وزیر تعلیم سے قوی امید رکھتا ہوں کہ وہ دیہاتیوں کے اساتذہ کو وہی مراعات یکساں طور پر مہیا کریں گے جو شہروں میں دی جاتی ہیں۔ ورنہ اس طرح کے غیر منصفانہ سلوک سے دیہاتیوں کی طرف استادوں کا رخ رک جائے گا استاد پیدا دیہات میں ہوتے۔ اور ملازمت شہر میں کرتے ہیں اس طرح ان کے بھتیجے بھائی علم سے محروم ہیں۔ اس کے لیئے میں چاہتا ہوں کہ وہ بھی تعلیم حاصل کر کے ان لوگوں کی صف میں کھڑے ہو سکیں۔ جو سائنس میں زیادہ تجربہ حاصل کر چکے ہیں۔ شکریہ۔

جناب سپیکر۔ چوہدری نواز الحق چوہان صاحب۔

چوہدری نواز الحق چوہان:- بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

یہ میزانیہ 1986-87 دوسرا میزانیہ ہے جو موجودہ منتخب حکومت کی طرف سے ایوان میں پیش کیا گیا ہے قیام پاکستان سے آج تک بیسیوں میزانیے اس ایوان میں پیش کیے جا چکے ہیں۔ ہر دفعہ یہی کہا جاتا رہا ہے کہ یہ بجٹ پنجاب کے عوام کی تقدیر بدل دے گا اور انہے تعلیم، صحت، روزگار اور ذرائع آمد و رفت کے مسائل حل ہو جائیں گے۔ جناب

ہزاروں اور لاکھ سے بڑھتے بڑھتے بات کروڑوں اور اربوں تک جا پہنچی۔ ہمارے مسائل تو کیا حل ہوں گے۔ ان میں دن بدن اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔ کیا یہ درست نہیں کہ ہمارے ملک میں ایک طرف تو تعلیم کے اوپر زور دیا جا رہا ہے لیکن دوسری طرف ہمارے وہ بچے جو تعلیم حاصل کرنے سکولوں میں جاتے ہیں انہیں سایہ تک نہیں؟ بجلی اور پنکھے تو دور کی بات ہے انہیں پینے کا پانی میسر نہیں؟ کیا یہ درست نہیں کہ پنجاب بھر میں پینے کے پانی کی قلت ہے؟ کیا یہ درست نہیں کہ ہمارے تعلیم یافتہ نوجوان روزگار کے سلسلے میں در بدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ کیا یہ درست نہیں کہ غریب عوام کو ہسپتالوں میں بنیادی سہولتیں میسر نہیں۔ اور وہ ایڑیاں رگڑ رگڑ کر موت کی نیند سو جاتے ہیں؟ کیا یہ درست نہیں کہ غریب عوام آج بھی بسوں اور ویگنوں میں بھیڑ بکریوں کی طرح سفر کرنے پر مجبور ہیں؟ جناب سپیکر، مسلم لیگ پاکستان کی خالق جماعت ہونے کا اعزاز رکھتی ہے۔ شاید اللہ تعالیٰ اس کو یہ اعزاز اس لیئے بخش دینا چاہتے ہیں کہ وہ اپنے دور حکومت میں صحیح معنوں میں اسلامی معاشرہ قائم کرے اور عوام کے یہ بنیادی مسائل، تعلیم، صحت، روزگار اور ذرائع آمد و رفت کے مسائل حل کر دے۔ جناب والا ہمیں ترجیحی بنیادوں پر یہ طے کرنا ہوگا کہ افسران بالا کے لیئے ایرکنڈیشنروں کی ضرورت ہے یا بچوں کے لیئے پینے کے پانی کی ضرورت ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا۔ میرا تعلق راولپنڈی شہر سے ہے۔

(اس مرحلے پر بیگم نجمہ تابش الوری کرسی صدارت پر تشریف فرما ہوئیں)

راولپنڈی جو اسلام آباد کا جڑواں شہر ہے۔ مسائل کی آماجگاہ بن چکا ہے۔

رانا پھول محمد خاں۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر صاحبہ کیا حضرت مولانا صاحب یہ فرمائیں گے کہ خواتین کی صدارت میں بیٹھنے کی شرعی اجازت ہے؟ (قہقہے)

چوہدری نواز الحق چوہان۔ راولپنڈی میں پانی کی اس قدر قلت ہے جس کا کوئی حساب ہی نہیں۔ مرد اور بچے پانی کی تلاش میں سرگرداں نظر آتے ہیں اس کے لیئے کوئی ایسی جامع سکیم ہونی چاہیئے کہ راولپنڈی کے شہریوں کو پینے کے لیئے سارا سال پانی میسر رہے۔ جناب والا، ایک طرف تو حکومت تعلیم پر زیادہ زور

دے رہی ہے اور دوسری طرف تھرڈ ڈویژن میں پاس کرنے والوں کو سکولوں اور کالجوں میں داخلہ نہیں ملتا۔ میری یہ تجویز ہے کہ سکولوں اور کالجوں میں ڈبل شفٹ کر دی جائے۔ اس طرح بیروزگار نوجوانوں کو روزگار مہیا کیا جا سکتا ہے اور تھرڈ ڈویژن والوں کو بھی داخلہ مل سکتا ہے اور وہ بھی تعلیم حاصل کر سکتے ہیں۔

جناب والا، راولپنڈی مری روڈ ایک ایسی سڑک ہے جو اسلام آباد کو بھی ملاتی ہے یہاں ٹریفک کا اب اس قدر دباؤ ہے جس کا کوئی حساب ہی نہیں لہذا یہاں ایک متوازی سڑک بنائی جائے جو مری روڈ سے ٹیپو روڈ اور چک لالہ سے ہوتی ہوئی ایئرپورٹ کے ساتھ جو پرانا رن وے ہے اس کے ساتھ ملائے۔ اس کے متعلق کروڑوں روپے کی ایک سکیم بن کر صوبائی حکومت کو موصول ہو چکی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ صوبائی حکومت اس کے اوپر اتنی بڑی رقم ایک دم خرچ نہیں کر سکتی اس لئے اس سکیم کے اوپر مرحلہ وار بھی عمل درآمد کیا جا سکتا ہے۔ راولپنڈی میں ۷۳ میں محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ والوں نے ایک سکیم مرتب کی تھی۔ جس کا نام "خیابان سرسید" تھا۔ یہ سکیم چار سال میں مکمل ہونی تھی۔ تیرہ سال گزر چکے ہیں لیکن اس کے اوپر محکمہ والوں نے کوئی توجہ نہیں دی جبکہ وہاں کے عوام کے بے شمار مسائل ہیں یہاں میں کن کن کا ذکر کروں سڑکیں وہاں نہیں ہیں۔ سٹریٹ لائٹس وہاں نہیں ہیں سکول وہاں نہیں ہیں۔ کالج وہاں نہیں اور ان کے علاوہ ان کے بے شمار مسائل ہیں۔ حال ہی میں بارہ لاکھ روپے کی عمارت سکول کے لئے تعمیر ہوئی ہے۔ پانی اور بجلی تو دور کی بات ہے وہاں سکولوں میں استاد نہیں جو بچوں کو تعلیم دیں۔ اس کے علاوہ وہاں جو پرانے آبادکاروں سے زمینیں لی گئی ہیں۔ ان کو ابھی تک کوئی معاوضہ نہیں دیا گیا اور نہ ہی ان کو کوئی متبادل جگہ فراہم کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں پرانی آبادی کے رہنے والے لوگ نلکہ لگوانا چاہتے ہیں تو ان سے ۵ ہزار روپے طلب کیا جاتا ہے۔ کیونکہ اس محکمہ کا انچارج وزیر تو ہے نہیں اس وقت قائد ایوان بھی موجود نہیں ہیں لیکن میں نواز شریف صاحب سے یہ ہی استدعا کروں گا کہ چونکہ وہ اکثر راولپنڈی آتے رہتے ہیں اس لیئے وہ اپنا قیمتی وقت نکال کر یہاں کی آبادی کے مسائل بھی خود دیکھ لیں۔

جناب چیئرمین (بیگم نجمہ تابش الوری): معزز اراکین سے التماس ہے کہ

کہ خاموشی اختیار کریں اور فاضل رکن کو سنیں۔

چوہدری نواز الحق چوہان ۔ اسکے علاوہ راولپنڈی کے شمال کی طرف امپروومنٹ ٹرسٹ نے 550 ایکڑ رقبے پر ایک سکیم بنا رکھی ہے۔ وہ سکیم 1973 میں شروع کی گئی تھی آج تیرہ سال ہو چکے ہیں۔ لیکن اس کے اوپر بھی کوئی عمل درآمد نہیں ہوا۔ وہاں پر متاثرین اسلام آباد کی 80% آبادی ہو چکی ہے اور 10% رقبہ مستثنے قرار دیا گیا ہے اس میں سے کچھ رقبہ اوقاف کا ہے اور کچھ رقبہ نیشنل بنک آف پاکستان کا ہے۔ باقی دس فی صد رقبہ امپروومنٹ ٹرسٹ وہاں کیا سکیم بنائے گی۔ راولپنڈی کے کمشنر صاحب اور وزیر پیداوار جناب خاقان عباس صاحب نے بھی اس کی سفارش کی ہوئی ہے کہ اس سکیم کو ختم کر دیا جائے۔ راولپنڈی کارپوریشن نے بھی ایک Resolution پاس کیا ہے کہ اس سکیم کو ختم کر دیا جائے۔

جناب چیرمین ۔ اختر رسول صاحب فاضل مقرر کی طرف دھیان دیں۔

چوہدری نواز الحق چوہان ۔ میری بھی یہی تجویز ہے کہ اس سکیم کو ختم کر دیا جائے اور جیسے دوسرے اضلاع میں ڈیولپمنٹ اتھارٹی قائم کی گئی ہیں اس طرح راولپنڈی کو بھی ڈیولپمنٹ اتھارٹی کا درجہ دیا جائے۔ اسکے علاوہ ہاؤس میں یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ جس شخص کا اپنا مکان یا ذاتی کوٹھی ہو بشرطیکہ اس نے کوئی حصہ کرایہ پر نہ اٹھایا ہو۔ اس کو ٹیکس سے مستثنے کر دینا چاہیے۔ شکریہ۔

بیگم شاہدہ ملک ۔ جناب سپیکر۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ میڈم سپیکر مجھے کچھ کہنے کی اجازت دیں۔ تو میں آپ کو اس منصب پر تشریف فرما ہونے پر اپنی طرف سے اور پورے ہاؤس کی طرف سے مبارکباد پیش کر دوں۔

جناب چیرمین ۔ میں آپ سب کی تہ دل سے مشکور ہوں۔ جناب مختار احمد شیخ صاحب۔

مختار احمد شیخ ۔ جناب سپیکر میں آپ کا بے حد مشکور ہوں۔ مجھے آپ نے بجٹ پر اظہار خیال کا موقع دیا میں آپ کو اس کرسی صدارت پر متمکن ہونے پر مبارک دیتا ہوں۔ یہ آج پہلا موقع ہے۔

ایک معزز رکن ۔ جناب سپیکر پہلے بھی ایک سپیکر صاحبہ کو مبارکباد دی

گئی تھی تو انہوں نے وعدہ کیا تھا تمام ہاؤس کو چائے پلائی جائے گی اس لیئے آپ بھی آج سپیکر بنی ہیں تو آپ بھی کوئی وعدہ کریں ۔ انہوں نے مبارک آپ کو سو کھی دے دی ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ میں آپ سے یہ وعدہ کرتی ہوں مڈ ٹرم افطاری پر 15 منٹ کے لیے ایوان کی کارروائی کو ملتوی کیا جائے گا ۔ دس منٹ کے بعد میاں افتخار احمد شیخ صاحب اپنی تقریر فرمائیں گے

رانا پھول محمد خاں ۔ کیوں ؟ کیا وجہ ہے ؟

جناب چیئرمین ۔ اس لیے کہ میرے بھائی چائے کا مطالبہ کر رہے ہیں ۔

رانا پھول محمد خاں ۔ رمضان شریف میں چائے کا وقفہ ۔

جناب چیئرمین ۔ رمضان شریف میں جب چائے کا مطالبہ کیا جائے تو مجھ پر لازم ہے کہ میں اپنے بھائیوں کے مطالبہ کا احترام کروں ۔ رانا صاحب میاں مختار احمد شیخ صاحب کو سُنیے ۔

میاں محمد اسحاق ۔ میں جناب سپیکر کو عرض کروں گا رمضان شریف کے تقدس کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہمیں چائے کا وقفہ نہیں کرنا چاہیئے اگر آپ روزے نہیں رکھتے تو کم از کم رمضان کا احترام تو ضرور کرنا چاہیے

جناب چیئرمین ۔ ٹھیک ہے میں چاشت کی نماز کے لیے وقفہ کر دوں گی کیونکہ چاشت کی نماز کا وقت 10—11 کے درمیان ہوتا ہے

میاں محمد اسحاق ۔ ہم اس پر احتجاج کریں گے کہ رمضان کے تقدس کو پیش نظر رکھتے ہوئے چائے نہیں پینی چاہیے ۔ ہمیں رمضان کا احترام کرنا چاہیے

جناب چیئرمین ۔ اتنا لمبا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا ۔ صدیق سالار صاحب ۔

چوہدری محمد صدیق سالار ۔ جناب سپیکر میں آپ کی وساطت سے معزز ہاؤس سے یہ درخواست کروں گا کہ سپیکر صاحب صدارت میں نظم و ضبط کو قائم رکھیں ۔ میں جناب اسحاق صاحب سے درخواست کروں گا کہ محترمہ سپیکر صاحبہ ایک اعلیٰ دیندار گھرانے سے تعلق رکھتی ہیں ۔ انہیں رمضان شریف کے تقدس کا خود احساس ہے ۔ آپ یاد نہ کرائیں وہ بذاتِ خود مسلمان ہیں ۔

جناب چیئرمین ۔ جناب اختر رسول صاحب آپ اپنی سیٹ پر تشریف فرما ہوں ۔

چوہدری اصغر علی گجر ۔ جناب سپیکر میں ایوان سے اور آپ سے گزارش کروں گا کہ ایک غیر سنجیدہ سپیکر نے پورے ایوان کو غیر سنجیدہ کر دیا ہے ۔ میں سپیکر صاحب کو آواز

دیتا ہوں اگر وہ میری آواز سن رہے ہوں تو وہ واپس آجائیں انہیں کچھ نہیں کہا جائے گا اس ایوان کو آ کر سنبھالیں اور اس میں سنجیدہ گفتگو کا آغاز فرمائیں۔

جناب چیئرمین ۔ اس سنجیدگی کو آپ بھی برقرار رکھیں میرے بھائی چونکہ میں آپ ہی کے ایماء پر یہاں تشریف فرما ہوں ۔میں دعوت دیتی ہوں جناب مختار احمد شیخ کو ۔

چوہدری گل نواز خاں وڑائچ ۔ جناب سپیکر میں استدعا کرتا ہوں کرسی صدارت پر بیٹھ کر ایک سیکنڈ میں رولنگ نہ بدل دیا کریں آپ نے فرمایا ہے کہ چائے کا وقفہ ہوگا ۔ پھر آپ نے فرمایا کہ میں نماز چاشت کے لیے اجازت دے دوں گی ۔ خدارا اسلام سے نہ کھیلیں میں آپ کو مبارک دیتا ہوں آپ بہت قابل ہیں لیکن مذہب کی باتوں میں خدارا سنجیدہ رہیں ۔

جناب چیئرمین ۔ شکریہ

میاں مختار احمد شیخ ۔ جناب سپیکر میں وزیر خزانہ کو مبارک باد دیتا ہوں ۔انہوں نے پنجاب کا ایک بہترین بجٹ پیش کیا ہے ۔ یہ بجٹ 26 ارب 90 کروڑ اور 28 لاکھ روپے کا ایک ریکارڈ بجٹ ہے ۔ہمارا پچھلے سال کا بجٹ 21 ارب ایک کروڑ روپے کا تھا یعنی اس دفعہ تقریباً 15 ارب روپے کا بجٹ بڑھ گیا ہے ۔میں جناب وزیر خزانہ کو اس بات پر مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے جس حسن طریقہ سے بجٹ پیش کیا ہے اس کی مثال پچھلے سالوں میں بہت کم ملتی ہے ۔مزید اس بات پر بھی انہیں میں مبارک باد دیتا ہوں کہ ہمارے یہاں رشوت کا بازار گرم تھا اور گین ٹیکس کے سلسلے میں خاص طور پر دفتروں میں ملازمین اتنی رقم بنا رہے تھے کہ حکومت کو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ رہا تھا ان کا گین ٹیکس کو اٹھا کر کے 11% فیصد کرنا انتہائی احسن فیصلہ ہے ۔ پچھلے چند مہینوں میں ہم نے گین ٹیکس ختم کرنے کے لیے کئی بل پیش کیے اس پر حکومت نے بڑا احسن فیصلہ کیا ہے ۔اس میں کوئی زیادتی بالکل نہیں ہوئی ہمارے ہاں سٹمپ ڈیوٹی ٹیکس 9 فیصد رہا تھا اور اب سٹمپ ڈیوٹی کا ریٹ 11% بنتا ہے ۔ 2% کے اضافہ سے گین ٹیکس کی لعنت سے اب ہم بچ گئے ہیں یہ اس حکومت کا بہت بڑا کارنامہ ہے ۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ اتنا بڑا کارنامہ ہے کہ اب لوگوں کو میونسپل کارپوریشن کے چکر کاٹنے نہیں پڑیں گے لوگوں کو ایکسا ئز ... ٹیکسیشن کے دفتروں کے چکر کاٹنے نہیں پڑیں گے ۔جونہی وہ سٹمپ ڈیوٹی ادا کریں گے رجسٹری ہو جائے گی اور ان کی تمام تر مشکلات سٹمپ ڈیوٹی ادا کرنے کے ساتھ ختم ہو جائیں گی

یہ بڑا احسن فیصلہ ہے اور میں حکومت سے استدعا کروں گا کہ جو رشوت ستانی کو ختم کرنے کے لیے اس طرح کے فیصلے ہیں وہ دوسرے محکموں میں بھی لاگو کیے جائیں تاکہ لوگ رشوت ستانی کی طرف رجوع ہی نہ کریں۔ حکومت کے ان اقدامات سے یہ نظر آتا ہے۔ کہ اگر ہمارے سیکرٹری صاحبان چاہیں گے کہ رشوت ستانی ختم ہو تو کوئی وجہ ہی نہیں ہے کہ رشوت ستانی ختم نہ ہو۔ تو اسی سلسلے میں میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے سیکرٹری صاحب بھی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ انہوں نے جس طرح یہ احسن فیصلہ کروایا ہے کہ اس سے ہمارے پنجاب کے سارے کے سارے عوام اس لعنت سے نجات حاصل کر سکیں گے پچھلے سال بھی موٹر سائیکل اور کاروں کے ٹیکسوں پر جو consolidated فیصلے کیے گئے وہ بھی بڑے احسن تھے۔ اس سے بھی لوگوں کو رشوت ستانی سے بڑی نجات ملی ہیں یہ عرض کروں گا کہ دوسرے محکموں کے سیکرٹری صاحبان بھی اس کی طرف توجہ دیں اور یہ کوشش کریں کہ جتنا زیادہ سے زیادہ احسن فیصلہ یہ کرا سکیں کروائیں تاکہ لوگ ایک جگہ جائیں اور اپنی جان چھڑا سکیں اور رشوت ستانی کا بازار گرم نہ ہو۔ تو اس سلسلے میں میں اپنے تمام بھائیوں سے یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے پی سی ایس اور سی ایس پی رولز میں ایسی ترامیم کی جائیں کہ اختیارات سیکرٹریوں کے ساتھ ساتھ ہمارے وزراء کو بھی حاصل ہوں۔ اس وقت ہماری پوزیشن یہ ہے کہ چیف منسٹر صاحب یا وزراء صاحبان کوئی حکم جاری کرتے ہیں تو سیکرٹری ایک ایسی سمری بنا کر بھیج دیتے ہیں جس سے وہ تمام احکامات نفی کی شکل اختیار کر جاتے ہیں۔ وزیراعلیٰ صاحب جب کوئی حکم جاری کرتے ہیں اور وہ احکامات ہمارے ہاتھوں میں ہوتے ہیں کام ہو جاتا ہے۔ لیکن جب ہم وہاں دفاتر میں پہنچتے ہیں تو کام نہیں ہوتا۔ یہی وزراء کے آرڈرز کی حالت ہے اور یہی چیف منسٹر صاحب کے آرڈر کی حالت ہے کہ سیکرٹری صاحبان اس پر کوئی عمل درآمد نہیں کرتے۔ اور ان آرڈر سے لوگوں کو مکمل فائدہ نہیں پہنچ پاتا۔ میں یہ استدعا کروں گا کہ پی سی ایس اور سی ایس پی رولز میں ترمیم کی جائے کہ یہ اختیارات ہمارے وزراء اور مشیروں کے پاس ہوں اور ہم احسن طریق پر ان سے کام لے سکیں کیونکہ وزراء صاحبان اپنے ممبران کے سامنے جواب دہ ہیں پھر اپنے حلقے کے لوگوں کے سامنے جواب دہ ہیں اور اس طرح سے یہ کام بڑے احسن طریقے سے ہو سکیں گے۔

(3) جناب والا ۔ جہاں تک بجٹ میں پولیس کے لیے رقم رکھنے کا تعلق ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ملک میں بڑھتی ہوئی ڈکیتیوں اور بدامنی کے بڑھتے ہوئے واقعات کے پیش نظر اگر ہم پولیس کے لیے زیادہ سے زیادہ روپیہ فراہم کریں زیادہ سے زیادہ تھانے قائم کریں زیادہ سے زیادہ چوکیاں بنائیں تو بہت بہتر ہوگا پولیس فورس میں اضافہ کیا جا رہا ہے یعنی چھ ہزار دو سو کے قریب آدمی بڑھائے جا رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان کی بہت اشد ضرورت ہے ۔ حکومت نے پولیس فورس بڑھانے کا بڑا احسن فیصلہ کیا ہے کیونکہ ہمیں مختلف چوکیاں مزید بڑھا کر اس بگڑی ہوئی صورت حال کو سنبھالنا ہے اور ان کے لیے اگر بجٹ میں مزید گنجائش بھی رکھی جائے تو یہ انتہائی احسن اقدام ہوگا ۔ انہیں موٹر سائیکلیں جیپیں اور وائرلیس سیٹ مہیا کیے جائیں تاکہ وہ موقع پر جہاں واردات ہو فوری طور پر پہنچ سکیں ۔ یہ بہت بڑا احسن فیصلہ ہے کہ حکومت نے پولیس کے بجٹ میں کافی اضافہ کیا ہے

(4) جناب والا ۔ اب میں تعلیم کے متعلق عرض کرنی چاہتا ہوں کہ تعلیم پر خرچ تقریباً پانچ ارب روپے کے قریب ہے پچھلے سالوں میں تعلیم کے لیے اتنی بڑی رقم کبھی بھی نہیں رکھی گئی یہ بھی حکومت نے بڑا احسن فیصلہ کیا ہے ملک میں تعلیم کا انحطاط ہے آج ہمارے سکولوں کی یہ حالت ہے کہ ایک بچہ جب میٹرک پاس کر کے آتا ہے تو اس کا باپ اپنا سر پکڑ کر بیٹھا ہوا ہوتا ہے ۔ ایک لڑکا جو آٹھویں کلاس پاس کر کے آتا ہے تو وہ لڑکا یا بچی وہ اپنے باپ سے کہتی ہے کہ میں پاس ہو کر آئی ہوں ۔ میں پڑھ کر آئی ہوں ۔ میں کامیاب ہو کر آئی ہوں تو تم اپنا سر پکڑے کیوں بیٹھے ہو تو وہ کہتا ہے کہ بیٹی تم تو واقعی پاس کر کے آئی ہو اور تم مبارکباد کی مستحق ہو اپنے بیٹے سے کہتا ہے کہ تم میٹرک کر کے آئے ہو تم واقعی مبارکباد کے مستحق ہو لیکن میں کیا کروں ۔ میں تمہیں نویں کلاس میں داخلہ نہیں دلوا سکتا ۔ میں تمہیں چوتھی کلاس میں داخلہ نہیں دلوا سکتا میں تمہیں فرسٹ ایئر میں داخلہ نہیں دلوا سکتا ۔ (5)

جناب والا ! یہ ہمارے سکولوں اور کالجوں کی حالت ہے ۔ اس ابتر حالت کو سنبھالنے کے لیے بجٹ میں میں سمجھتا ہوں کہ جہاں کالجز یا سکول بڑھائے جا رہے ہیں وہاں موجودہ سکولوں میں کمروں کا اضافہ کیا جائے ۔ اس سے خرچہ بھی کم ہوگا اور ہمارے طلباء اور طالبات کو داخلہ بھی آسانی سے مل سکے گا ۔ پچھلے چند سالوں سے جیسے بھی یہ بجٹ ہماری ڈسٹرکٹ کونسلوں کو

ملتے ہیں تو وہ اخراجات اربن ایریا کے سکولوں پر نہیں کرتے ۔ اربن ایریا کے سکولوں کو پچھلے چند برسوں سے کوئی امداد انہیں دی گئی ۔ اور شہروں کے سکول اپنی تعلیمی strength بڑھا نہیں پاتے ۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ اربن ایریا کے سکولوں کو بھی تعلیم کے لیے فنڈز دیے جائیں سکولوں کے پاس جگہ ہے لہٰذا ان کی extension کے لیے فنڈز رکھے جائیں ۔ میں آپ کی توجہ ملتان شہر کی طرف دلاتا ہوں کہ وہاں اتنے بڑے بڑے سکول ہیں جیسے گورنمنٹ پائلٹ سکول ہے مسلم ہائی سکول ہے ۔ عطا فیض عام ہائی سکول ہے ۔ رفاہ عام ہائی سکول ہے ۔ لیکن وہ دس پندرہ برسوں سے پی سی ۔ 1 کلیم بھجوا رہے ہیں لیکن انہیں کوئی فنڈز مہیا نہیں کیے گئے ۔ اسی طرح ممتاز آباد میں گرلز کالج کا اجراء کیا گیا ۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ وہ اجراء وہیں کا وہیں رہ گیا ہے اور اس کے لیے جو فنڈز مہیا کرنے کے لیے کہا گیا تھا کہ اس کالج کو 70 لاکھ روپیہ دیا جائے گا لیکن چار پانچ لاکھ روپیہ دے کر بقایا فنڈز مہیا نہیں کیے گئے ۔

جناب چیئرمین ۔ شیخ صاحب : ذرا مختصر کیجیے ۔

میاں مختار اے شیخ ۔ جی میں عرض کرتا ہوں ۔ جناب والا ۔ اب میں صنعت کی طرف آتا ہوں باوجود اس کے کہ پنجاب میں پانی کی کمی تھی اور پچھلے سال چشمہ لنک کینال بند ہونے کی وجہ سے ہمیں پانی کم دیا گیا لیکن میں ان کاشتکاروں کو، ان زمینداروں کو سلام کرتا ہوں کہ اتنے کم پانی کی موجودگی میں بھی انہوں نے کپاس کی ریکارڈ فصل تیار کی ۔ ریکارڈ فصل گندم تیار کی ۔ اپنے تمام کم وسائل کے باوجود اور پانی کی کمی کے باوجود بھی ہم نے اچھی فصلیں پیدا کیں ۔ لیکن میں یہ کہوں گا کہ ہماری فصلیں ہمارے زمیندار ۔ ہمارے کاشتکار آج تک پس رہے ہیں ۔ کیڑے مارنے والی ادویات کی قیمتیں اتنی زیادہ ہیں کہ وہ ہماری بساط سے باہر ہیں ۔ کھاد کی قیمت پر سے بھی کنٹرول ہٹا دیا گیا ہے ۔ بازار میں کھاد کی قیمت تقریباً دس پندرہ فیصد بڑھا دی گئی ہے ۔ تو میں یہ عرض کروں گا کہ باوجود اس حقیقت کے کہ ہمارا زمیندار اتنا محنت کش ہے ۔ اسے مزید کیوں پیسا جا رہا ہے ۔ ہماری کیڑے مار ادویات کی قیمتیں دیکھیں کتنی بڑھی ہیں ۔ ایک Imported pesticides اگر سو روپے میں پڑتی ہے تو وہ چار سو روپے کی بازار میں بک رہی ہے ۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے ملک اپنے صوبہ پنجاب میں pesticides کی فیکٹریاں قائم کریں ۔ جس سے ہم کم سے کم اخراجات زمیندار پر ڈالیں تاکہ وہ اپنے ذرائع آمدنی کو بڑھائے اور ہماری

ان زمینوں کو زیادہ سے زیادہ کاشت کرے ۔

جناب والا ۔ اب میں سیم اور تھور کی طرف آتا ہوں۔ حکومت نے سیم اور تھور کے لیے جو فنڈز رکھے ہیں، بہت کم ہیں حالانکہ سیم اور تھور ہماری زمینوں کو کھا رہی ہے میں یہ کہوں گا مرکزی حکومت سے زیادہ سے زیادہ فنڈز حاصل کیئے جائیں اور ان سے یہ کہا جائے کہ ہماری زمینیں سیم اور تھور کی وجہ سے بے کار ہوتی جا رہی ہے ۔ انہیں صحیح کیا جائے ۔

جناب چیئرمین ۔ بہت شکریہ ۔

جناب مختار اے شیخ ۔ جناب والا ۔ اب میں صنعتوں کے بارے میں کچھ عرض کرونگا

جناب چیئرمین ۔ ابھی میرے سامنے کافی نام موجود ہیں ۔

جناب مختار اے شیخ ۔ جناب والا ۔ اب میں صنعتوں کے بارے میں عرض کرنا چاہتا ہوں ۔ کہ گذشتہ چند سالوں سے ہمارے یہاں کوئی Zero duty Area Tax Free Zone نہیں ہے ۔ رحیم یار خان ۔ بہاولپور ۔ ملتان ، جھنگ سرگودھا اور ساہیوال کو لیں اور دیکھیں کہ ہمارے یہاں صنعتیں کیوں نہیں لگیں یہ تمام صنعتیں اسی وقت لگائی جا سکتی ہیں جب ہمارے یہاں Tax Free Zones Zero duty Areas ہوں ۔ جس طرح سے جناب وزیر اعظم صاحب بہاولپور گئے تو بہاولپور کے لوگوں نے demand کی کہ Tax Free Zones Zero duty Areas بنائے جائیں ۔

اس طرح سے ملتان میں بھی یہی بات ہے ، لاہور کے گرد بھی لوگوں نے یہی کہا کہ یہاں پر Tax Free Zone بنایا جائے ۔ تو جناب والا میں یہ عرض کروں گا کہ جس طرح سے غیر ملکوں سے ہمارے محنت کش واپس آرہے ہیں یہ بے روزگاری کا بڑھتا ہوا طوفان ہمیں اپنے گھیراؤ میں لے لے گا ۔ میں آج آپ کو متنبہ کرتا ہوں اور استدعا کرتا ہوں کہ اگر ہم نے صنعتی میدان میں انڈسٹریاں نہ لگائیں اور لوگوں کو مواقع فراہم نہ کیئے تو یہ بڑھتا ہوا مہنگائی کا دور یہ روزگاری کا دور ہمیں اپنے گھیرے میں لے لے گا اور پھر ہم اس وقت پریشان اور پشیمان ہوں گے کہ ہم نے اس وقت کے لیئے پلاننگ کیوں نہ کی ۔ لہٰذا میں ایک بار پھر حکومت سے استدعا کروں گا کہ وہ اس طرف توجہ دیں ۔ تاکہ بے روزگاری کا مسئلہ جو کہ ہمیں گھن کی طرح کھائے جا رہا ہے ۔ اور ہمیں گھیرے میں لے لے گا ۔ آج اگر ہم نے اس کے لیے پلاننگ نہ کی ، تو پھر آئندہ نسلیں ہمیں کبھی بھی معاف نہیں کریں گی ۔ شکریہ ۔

جناب چیئرمین ۔ بہت شکریہ ۔ اب میرے پاس چوہدری گل نواز وڑائچ صاحب کا نام ہے ۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ ۔ جناب سپیکر صاحب میں مشکور ہوں آپ کے وقت دینے کا مجھے افسوس ہے کہ آگے ہم نے بین بجائی ہے ۔ وہ ہی غائب ہیں تو ہم عرض کس کو کریں ؟ اور مبارک کس کو دیں ؟ چاہیے تو یہ تھا کہ ہمارے منسٹر صاحبان یہاں پر تشریف رکھتے ۔ کیوں کہ یہ بجٹ کا اجلاس ہے اور ہم ممبران بجٹ پر بول رہے ہیں ۔ کم ازکم نہیں وہ سنتے تو سہی تو استدعا یہ ہے کہ انہیں فرمائیں کہ وہ تشریف لے آئیں ۔

جناب غلام حیدر خان کھچی ۔ جناب وزیر خزانہ ارجنٹ میٹنگ پر گئے ہوئے ہیں اور ابھی آ رہے ہیں ۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ ۔ جناب والا ، اگر میٹنگ تھی تو بجٹ کے لیے ٹائم نہیں رکھنا تھا ۔ کیونکہ ہم ان کی بڑی عزت کرتے ہیں ۔ اور میں چیف منسٹر صاحب کو اور فنانس سیکرٹری صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں ۔ جنہوں نے خسارے کا اتنا اچھا بجٹ بنایا ۔ میں اس خسارے کے بجٹ کی تعریف کرتا ہوں ۔ خسارے کے بجٹ کا مطلب یہ ہے کہ جس میں عوام کی بہتری کے لیے آمدنی سے زائد خرچ کیا جائے اس لیے خسارے کا بجٹ قابل تعریف اور قابل صد مبارک باد ہوتا ہے ۔ میں ان دو صاحبان کو مبارک دیتا ہوں ، کیونکہ ہمارے منسٹر فنانس تو مبارک لینا پسند ہی نہیں کرتے ہیں اس لیے میں انہیں مبارک نہیں دے رہا ہوں تو میں اس لیے مبارک دیتا ہوں کہ جو غریب عوام ہے ، man in the street ہے وہ کہتا ہے کہ یہ بجٹ اچھا ہے ۔ اس سے قیمتیں کم ہوئی ہیں ۔ اپنی زندگی میں میں نے یہ پہلا بجٹ دیکھا ہے کہ جس سے قیمتیں کم ہوئی ہیں اس دفعہ کسی نے بھی سٹاک نہیں کیا ہے ۔ کیونکہ ہر آدمی یہی سمجھتا تھا کہ اگر میں نے کوئی چیز سٹاک کی تو ممکن ہے کہ اس کی قیمت گر جائے اور میں خسارے میں رہوں ، چوں کہ مسلم لیگ کی نیت اچھی ہے مسلم لیگ والے ملک کی بہتری چاہتے ہیں اس لیے ان کی نیت کو مبارکباد دو کہ ان کی نیت کی وجہ سے کسی آدمی نے سٹاک نہیں کیا اور کسی چیز کی قیمت نہیں بڑھی بلکہ کم ہوئی ہے میں مخدوم صاحب کو بھی مبارکباد دینے سے اجتناب نہیں کر سکتا جنہوں نے بلند اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے indirect طریقہ سے بجٹ پر نہ بولنے اور بجٹ کے خلاف کوئی اعتراض نہ کرنے کی مہربانی فرمائی ہے ۔ چونکہ وہ سمجھتے ہیں کہ یہ ایک اچھا بجٹ ہے ۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا۔ میں ایک رکن کی حیثیت سے موجودہ گورنمنٹ سے جو کہ پارٹی ان پاور بھی ہے یہ اپیل کرتا ہوں کہ زمیندار اراکین کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو غریب زمیندار کی آمدنی اور خرچ کا تجزیہ کرے، کہ اس کی کاشت پر کیا اخراجات آتے ہیں۔ اس کی آمدنی کیا ہے اسے ضروریات زندگی یا ضروریات زراعت کے لیے جو جو چیزیں لینی پڑتی ہیں وہ کس مصیبت سے وہ حاصل کرتا ہے اسے کیا کیا تکالیف ہیں اور اسے کتنی زیادہ ادائیگی کرنا پڑتی ہے جن جن محکموں سے اس کا واسطہ پڑتا ہے وہ میں جانتا ہوں کہ ان بچاروں سے کیسا سلوک ہوتا ہے تو مسلم لیگ ایک عوامی حکومت ہے اور یہ چاہتی ہے کہ پاکستانی عوام کی تکالیف رفع ہوں اس لیے وہ اس ہاؤس کے ان ممبران کی جنہیں زراعت سے لگاؤ ہے ایک کمیٹی بنائے جو اپنی رپورٹ اس ایوان کو پیش کرے کہ ایک کاشتکار کو ایک ایکڑ کپاس اور ایک ایکڑ گندم یا ایک ایکڑ دیگر اجناس کاشت کرنے پر کیا خرچہ ادا کرنا پڑتا ہے اور اس کی آمدنی کیا ہے؟ میں ایک زمیندار طبقہ سے تعلق رکھتا ہوں یہ گورنمنٹ کی خوش نصیبی ہے کہ ہم وہ برادری ہیں جنہوں نے کبھی اس بارے میں حساب ہی نہیں کیا ہے۔ میں دعوے سے کہتا ہوں کہ زمیندار اگر آج حساب کرے تو کاشت کرنا چھوڑ دے اور ملک میں قحط پڑ جائے۔ آپ گنے کی حالت دیکھ لیں گنے کی کاشت کیوں کم ہوئی ہے؟ کیونکہ وہ بچارہ کاشت نہیں کرسکتا ان کو اس میں بچتا کچھ نہیں ہے۔ اس سے کیا دھول کیا جاتا ہے۔ اور کیا سلوک کیا جاتا ہے۔ زمیندار اراکین کی کمیٹی بنائی جائے جو یہ دیکھے کہ گنے کی کیا قیمت ادا ہوئی ہے اور اس کی آمدن کیا ہے؟ میرے بھائی دانا صاحب نے فرمایا ہے کہ فلاں فلاں چیز کی قیمت زیادہ ہے۔ ان چیزوں کی زندگی میں ضرورت نہیں ہے مگر گنے کی قیمت کم ہے۔ تو ان حالات میں میں پھر یہ استدعا کروں گا کہ ایک کمیٹی بنائیں جس میں مخدوم صاحب کو ضرور شامل کریں کیوں کہ وہ ایک بڑے زمیندار ہیں اور وہ سب کچھ جانتے بھی ہیں۔ اگرچہ ان کو تکلیف نہیں ہے کیونکہ تکلیف تو میرے جیسے زمیندار کو ہے۔ لیکن وہ زراعت کے متعلق بتا سکتے ہیں۔ تو میں یہ استدعا کروں گا کہ اپوزیشن والوں کو اس میں شامل کیا جائے اور زمینداروں کو اکٹھا کر کے اس ہاؤس میں ایک کمیٹی بنائی جائے۔ اگر ہم اس ملک کو چلانا چاہتے ہیں اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ عوام کی بہتری ہو اور اگر ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان کی مصیبتیں رفع ہوں تو ہمیں یہ اعداد و شمار ضرور اکٹھے کرنے چاہئیں جناب والا۔ میں جب سے ممبر ہوا ہوں۔ بارہا استدعا کرتا رہا ہوں کہ میرے وہ بزرگ بھائی جو ان اضلاع سے تعلق

سکتے ہیں جہاں سے دریا گزرتا ہے اور دریا کے قریب بسنے والے وہ غریب عوام جب دریا میں پانی آتا ہے تو ان کی زمینیں دریا برد ہو جاتی ہیں۔ ہر ضلع میں ایسا ہے اور وہ غریب لوگ ڈرتے ہوئے بولتے نہیں ہیں۔ میں جب سے ممبر ہوا ہوں، بار بار استدعا کر چکا ہوں کہ ان دریا برد افراد کے لیے بھی کوئی فنڈز مختص کریں اور ان کی بھی امداد کریں کیونکہ ان بچاروں کی نہ زمین رہتی ہے نہ گھر رہتا ہے نہ جانور رہتے ہیں اور ان کا سب کچھ سیلاب کی نظر ہو جاتا ہے تو یہ بھی امداد کے مستحق ہیں۔ مجھے افسوس ہے کہ میں کس کے آگے روؤں اس لیے کہ ان میں سننے والا کوئی نہیں ہے جو سننے والے ہیں وہ سب غائب ہیں تو میری یہ استدعا ہے کہ کس طرح سے ہماری آواز سنیں یہ جو ہماری تقریر ہے۔ اس کو تو کوئی پڑھتا نہیں ہے، ہمیں یہ واپس بھیج دیئے ہیں کہ اس کی درستی کر دو اور اس میں نوائے وقت غلط لکھ دیتا ہے میں خود بھی حیران ہوتا ہوں، اور ان سے کہتا ہوں کہ بھائی کبھی تو سچی بات کہہ دیا کریں۔ تو ہماری یہ استدعا ہے کہ ہم جو کچھ زمیندار یا عوام کے متعلق کہتے ہیں اسکو بھی کبھی سنا جائے اور جن کو سننا چاہیے وہ تو تمام غائب ہیں اگرچہ وہ میری برادری ہے اور میں ان کی بہتری کے لیے عرض کر رہا ہوں کہ خدا را یہ جو دریا برد افراد ہیں، نا انکا کوئی گھر ہے نہ زمین ہے اور نہ کوئی سامان ہے تو وہ بچارے گزارہ کیسے کرتے ہیں، جب دریا برد ہوتے ہیں تو کہیں کوئی رشتہ دار مل گیا یا مخدوم صاحب جیسا کوئی بڑا زمیندار مل گیا تو ان کی زمین کاشت کر لی اور ہجرت کر گئے تو آپ ان لوگوں کو آباد کریں۔ ان کی تعداد لے لیں اور سارے صوبہ پنجاب کی فگرز دیکھیں کہ یہ کتنے آدمی ہیں جن کی پنجاب میں نہ زمین رہی ہے، نہ مکان رہا ہے اور نہ سامان رہا ہے۔ تو جناب والا خدا کے لیے سنئے کہ وہ لوگ آپ کی نگاہ التفات کے حقدار ہیں۔ میرے بزرگ اور بھائی رانا صاحب نے چینی کے متعلق فرمایا تھا۔ آپ یہ حساب لگائیں کہ ہم ان چیزوں پر کتنی فارن ایکسچینج ضائع کر رہے ہیں چینی باہر سے منگواتے ہیں اس طرح فارن ایکسچینج ضائع ہوتا ہے اور چینی مہنگی پڑتی ہے، لیکن یہ کوشش نہیں کرتے ہیں کہ ہم دیکھیں تو سہی کہ اگر ہم گنے کی قیمت زیادہ کر دیں اور جتنا زمیندار غریب کا ایک ایکڑ گنا کاشت کرنے پر خرچ ہوتا ہے، اس کا حساب کر کے اسے چند پیسے دیں دیں تاکہ اس کی بچت ہو جائے تو پھر دیکھیں کہ چینی کی کیسے کمی آتی ہے میں کہتا ہوں کہ کبھی بھی نہیں آئے گی لیکن اگر یہی حال رہا جیسا کہ رانا صاحب نے فرمایا ہے تو میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ کوئی آدمی گنا کاشت

نہیں کرے گا ایک تو گنے کی کاشت کا فائدہ کوئی نہیں، اور دوسرا سارا فصل سور تباہ کر جاتا ہے اس کا بھی کوئی تدارک نہیں ہے یہ جو ہم زمیندار ہیں دریاؤں کے قریب رہنے والے وہاں پر ہماری گنے کی فصل میرے خیال میں پچاس فیصد تو سور تباہ کر جاتا ہے۔ اس سے ہمیں کافی دیر سے واسطہ پڑا ہوا ہے۔ اس لیے جو یہ جو افسران ہیں یا ان سے متعلقہ صاحبان ہیں، ان سے اور ان سوروں سے ہمیں بچائیں تاکہ ہم ملک اور قوم کی صحیح معنوں میں خدمت کر سکیں۔ اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ یہ جو گنے کی سب سڈی ہے اور جو کچھ ہمارا فارن ایکسچینج پر ضائع ہوتا ہے وہ سب سڈی اگر زمیندار کو دے دیں تو اس طرح بڑی آسانی کے ساتھ کام چل سکتا ہے۔ یہ اس لیے نہیں ہوتا کہ ہماری آواز کوئی نہیں ہے یا کوئی سنتا نہیں ہے۔ مگر ہم ایک ایسی برادری ہیں جس کے سامنے اگر پاکستان کا نام لیا جائے تو یہ سب کچھ بھول جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ملک زندہ اور قائم رہے ہم قربانی کیلئے تیار ہیں۔ مخدوم زادہ صاحب نے پندرہ روز پہلے جو کہا تھا اس پر میں ان کو مبارکباد دیتا ہوں کہ میں بھی مسلم لیگر ہوں اور مسلم لیگ سے ہی وابستہ ہوں۔ ویسے تو یہ بڑی قابل تعریف بات ہے۔ کیا ہی اچھا ہو کہ وہ اس ہاؤس میں آ کر بیٹھیں اور مسلم لیگ کو اور تقویت دیں اور اسے مزید کامیاب بنائیں اس کے بعد میں عدالتی نظام کے بارے میں عرض کروں گا کہ جب میرے غریب دیہاتی بھائی کسی مقدمے میں involve ہو جاتے ہیں تو وہ اپنا سارا کچھ کھو بیٹھتے ہیں۔ دس دس سال تک تو ان کے مقدمے کا فیصلہ نہیں ہوتا۔ اور ان بیچاروں کو ہر تاریخ پر ایک کلرک بادشاہ کو جو کہ ان کا کچھ اس طرح احساس کرتا ہے کہ ان کو سارا دن چار بجے تک بٹھائے رکھنا ہے رقم دینی پڑتی ہے اور اس کلرک بادشاہ نے آج کل ایجی ٹیشن کی ہوئی ہے۔ میں تو چاہتا ہوں کہ ان کی تکلیفیں رفع ہوں۔ وہ بٹھانے کے بعد اسے کہتا ہے کہ اگر تم نے تاریخ لینی ہے تو پیسے دو۔ میں ایسی ہزاروں مثالیں دے سکتا ہوں کہ اگر وہ اسے پیسے نہ دے تو اس دیہاتی آدمی کو غلط تاریخ بتا دی جاتی ہے اور پھر اس بیچارے کو یا تو سزا ہو جاتی ہے بلا وجہ غیر حاضری کی وجہ سے یا پھر اگر وہ مدعی ہے تو اس کا مقدمہ خارج ہو جاتا ہے۔ اس غریب دیہاتی کو بہت تکلیف ہے۔ اور اس کے لیے ہم نے کوئی تدارک نہیں کیا۔ اس سلسلے میں درخواست کرتا ہوں کہ گورنمنٹ مقدمے کے لیے ایک خاص وقت معین کر دے کہ 302 یا جتنی دوسری دفعات ہیں ان مقدمات کا فیصلہ اتنے ایام

میں یا پھر اتنے ماہ میں فیصلہ ہر صورت میں ضرور ہو جائے۔ یہ ان غریب لوگوں کی بہت زیادہ خدمت ہو گی جو بولنے کی ہمت نہیں رکھتے۔ وہ صرف اس بات پر خوش ہیں کہ اے اللہ تیرا شکر ہے کہ ہمارا ملک تو بنا ہے میرا گھر تو ہے نا اور اس خوشی میں وہ سارے غم برداشت کرتا ہے۔ ایسا وفادار آدمی آپ کو نہیں مل سکے گا۔ خدا کے لیے یہ کوشش نہ کریں کہ وہ تکلیفیں برداشت کرتا ہوا اٹھ کھڑا ہو اور پھر اس ملک میں ایک نیا انقلاب برپا کر دے۔ یہ بڑا وفادار دیہاتی ہے آپ اس سے ہمدردی کریں۔ اس کو آپ کی ہمدردی کی ضرورت ہے۔ اس کی تکلیفیں دیکھیں کہ تھانے میں اس کے ساتھ کیا سلوک ہوتا ہے۔ میں روزانہ دیکھتا ہوں کہ چھوٹے مقدمے بنتے ہیں۔ میں روزانہ دیکھتا ہوں کہ وہ بیچارے چھوٹے سے 323 کے مقدمے میں involve ہیں اور دس سال سے سزا بھگت رہے ہیں۔ جب کسی مقدمے کا فیصلہ ہو جاتا ہے اور وہ اس کی نقل لینے جاتا ہے تو اس کو پانچ مہینے تک اس کی نقل ہی نہیں ملتی یہ کتنی بے انصافی ہے۔ اس لیے عدالت جب کسی مقدمے کا فیصلہ کرے تو وہ اس وقت مدعی اور ملزم دونوں کو نقلیں مہیا کرے۔ اور اس پر سختی سے عمل کرائیں تو پھر دیکھیں کہ لوگوں کی کتنی تکلیفیں رفع ہوتی ہیں میں یہ بار بار جو عرض کر رہا ہوں تو گزارش یہ کہیں پہنچے گی بھی یا کہ ہوا میں ہی اڑتی رہے گی۔ جناب والا میں خاص طور پر گجرات کے متعلق دعوے کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جتنے مقدمات بھی ہیں خاص طور پر 302 کے مقدمات اور ان میں بے شمار لوگوں کو بے گناہ involve کیا جاتا ہے کوئی معزز آدمی ڈر کی وجہ سے نہیں بلکہ بے انصافی کی وجہ سے کسی مقدمے میں دخل نہیں دیتا۔ وہ کہتا ہے کہ انصاف تو ہونا نہیں ہے۔ جناب میں یہ استدعا کروں گا کہ معززین دیہہ یا ان کے گاؤں میں رہنے والا جو معزز ہے جیسے گورنمنٹ پسند کرے اور اس کا یعد میں فیصلہ ہو سکتا ہے کہ جب مقدمہ درج ہو تو وہ معززین پولیس کے ساتھ ہوں اور وہ صحیح حقائق پولیس کے نوٹس میں لائیں اور ان کے اس روزنامچہ پر یا رپٹ پر دستخط ہوں کہ یہ مقدمہ صحیح ہے۔ تو پھر ہی صحیح انصاف ہو گا اور اس طرح گورنمنٹ کی ایک پائی بھی خرچ نہیں ہو گی

چیئرمین (بیگم نجمہ تابش الوری): بہت شکریہ چوہدری گل نواز صاحب۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ: جناب میں بھی آپ کا بہت شکریہ ادا کرتا ہوں اور اپنی تقریر صرف ایک سیکنڈ میں ختم کر رہا ہوں۔ ٹیوب ویل کے بارے میں عرض کر دوں گا میں اس علاقے سے تعلق رکھتا ہوں جہاں بارانی زمین ہے۔ وہاں پہ چھوٹے چھوٹے زمیندار ہیں

جو خود ٹیوب ویل لگا نہیں سکتے اس لیے گورنمنٹ کو چاہیئے کہ وہاں خود ٹیوب ویل لگائے اور ان زمینداروں سے آبیانہ وصول کرے جیسا کہ نہروں پہ آبیانہ وصول کیا جاتا ہے اس سے غریب عوام کی بہت زیادہ خدمت ہوگی۔ آخر میں ایک استدعا کرتا ہوں گو وائیں صاحب چلے گئے ہیں اور یہ بات میں نے ان سے عرض کرنی تھی۔ میں جلال پور جٹاں سے تعلق رکھتا ہوں جلال پور جٹاں وہ قصبہ ہے جسے کبھی پاکستان کا مانچسٹر کہا جاتا تھا یہ پاکستان کے بننے سے پہلے کی باتیں ہیں۔ وہاں کے لوگ جو کپڑا بنتے تھے اور دھسوں پر جو بیل بوٹی اور پھول بناتے تھے وہ ہاتھوں سے بناتے تھے اور ان کو بہت پسند کیا جاتا تھا ابھی تک وہ ہاتھوں سے دھسوں پر پھول ڈالتے ہیں میں یہ استدعا کروں گا کہ اس دستی صنعت کو تباہ نہ کریں اور وہاں سمال انڈسٹری سٹیٹ بنا دیں۔ آپ کو وہاں بہت زیادہ پرانے تجربہ کار آدمی بھی ملیں گے جب کبھی کپڑے کی پہچان نہیں تھی تو سٹیل کا کپڑا دیگر کپڑے جلال پور جٹاں میں ہی بنتے تھے۔ دھوتی اور لنگی تو بنتی ہی جلال پور میں تھی۔ اس لیے میری استدعا ہے کہ ان پرانے صنعت کاروں کے تجربے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہاں سمال انڈسٹریز سٹیٹ بنائی جائے تاکہ ان غریب لوگوں کی بہتری ہو جائے۔ آخر میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ہمارے جلال پور میں کافی آبادی بڑھ چکی ہے اور وہاں اتنی بڑی آبادی میں صرف ایک گرلز سکول ہے۔ جو کہ آبادی کے لحاظ ناکافی ہے جس کی وجہ سے وہاں کے لوگوں کو بچیوں کے داخلے کے لیے بہت دشواری ہے۔ جلال پور میں ایک اور ہائی سکول ضرور بنا دیا جائے تاکہ بچیوں کے داخلے کی تکلیف رفع ہو جائے اس کے بعد نوائے وقت سے استدعا کروں گا کہ خدا کے لیے وہ کوئی غلط بات نہ لکھا کریں۔ میں بہت مشکور ہوں۔ السلام علیکم۔

چوہدری محمد رفیق۔ جناب سپیکر صاحبہ، پوائنٹ آف آرڈر۔ میں آپ کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ اس معزز ایوان کی کارروائی غیر قانونی طور پر چلائی جا رہی ہے۔ کیونکہ کورم پورا نہیں ہے۔

چیئرمین (بیگم نجمہ تابش الوری) ۔۔ کیا اس سلسلے میں گنتی کرائی جائے یا پھر اگر اراکین کو کوئی اعتراض نہ ہو تو کارروائی جاری رکھی جائے۔

معزز ایوان۔ کارروائی جاری رکھی جائے۔

چوہدری گل نواز خاں وڑائچ۔ ہاؤس کی ایک ہی استدعا ہے کہ منسٹر صاحبان سے

کہیں کہ وہ بھی تشریف لائیں اور ہاؤس کی کارروائی کو سنیں تو سہی بیشک وہ کریں کچھ بھی نہ۔

چیئرمین (بیگم نجمہ تابش الوری) اب میرے سامنے نام محترمہ خورشید بیگم صاحبہ کا ہے

محترمہ خورشید بیگم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ محترمہ سپیکر صاحبہ۔ سب سے پہلے تو میں آپ کو اس کرسی جلیلہ پر بیٹھنے کی مبارکباد پیش کرتی ہوں قبول کیجیے

چیئرمین (بیگم نجمہ تابش الوری) شکریہ۔

محترمہ خورشید بیگم۔ جناب عالیہ 86-87 کا صوبائی بجٹ بلاشبہ حکومت کے نیک مقاصد کی عکاسی کرتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے اس بجٹ کا خیر مقدم کیا ہے۔ ایسا لائق تحسین بجٹ پیش کرنے پر میں وزیر خزانہ اور وزیر اعلیٰ جو کہ اس وقت موجود نہیں ہیں۔ دونوں کو مبارکباد پیش کرتی ہوں۔

ایک معزز ممبر۔ سیکرٹری فنانس بھی۔

محترمہ خورشید بیگم۔ اور سیکرٹری فنانس کو بھی مبارکباد پیش کرتی ہوں جن کے متعلق میرے محترم فاضل رکن نے مجھے یاد دلا دیا میں ان کی بھی ممنون ہوں اور ان کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ تعلیم، صحت، زراعت، سماجی بہبود اور باقی ترقیاتی منصوبے، وسیع پیمانے پر روزگار کی فراہمی، ملکی معیشت کی ترقی اور استحکام، ملک کے ہر شعبہ میں تعمیری انداز عمل کے ذریعہ عام آدمی کی اقتصادی حالت کو بہتر بنانے کے لیے اقدامات نہایت قابل قدر ہیں۔ اس بجٹ میں ان کو کامیاب بنانے کی کوشش کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں اس بجٹ کی یہ خصوصیت بھی ہے کہ اس 26 ارب، 90 کروڑ 28 لاکھ روپیہ کے بجٹ میں 8 ارب 23 کروڑ 62 لاکھ روپیہ کا خسارہ نئے ٹیکسوں کے ذریعہ پورا کرنے کا تصور بھی نہیں ہے۔ اور نہ ہی ٹیکس گزاروں پر کسی قسم کا بوجھ ڈالا گیا ہے۔ بلکہ اس کے بجائے گین ٹیکس اور بستر فیس جو کہ ہسپتالوں میں 10 روپے فی یوم تھی اس کو ختم کر دیا گیا ہے اس کے لیے حکومت مبارکباد کی مستحق ہے۔ نئے صوبائی بجٹ کا ایک روشن پہلو خصوصاً فیصل آباد کے باشندوں کے لیے مزید اطمینان کا باعث ہے کہ فیصل آباد کے شہریوں کے لیے پینے کے پانی اور فراہمی نکاسی آب کے لیے متعدد سکیموں کی تکمیل کے لیے 40 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے میں اہلیان فیصل آباد کی طرف سے جناب وزیر خزانہ کا شکریہ ادا

کرتی ہوں ۔ اس بجٹ میں غیر ترقی یافتہ علاقوں کو ترقی یافتہ علاقوں کے برابر لایا جائے ۔ امید کی جاتی ہے کہ حکومت اپنی آمدنی میں اضافہ کرنے کے لیے اس سال موجودہ وسائل کو زیادہ سے زیادہ ترقی دینے کی کوشش کرے گی تاکہ عوام پر کوئی بوجھ نہ پڑے ۔

جناب عالیہ ۔ کھاد کی قیمتوں میں اضافہ کاشتکاروں کے لیے تشویش اور حوصلہ شکنی کا باعث ہے ۔ زرعی ملک ہونے کی وجہ سے زراعت پیشہ لوگوں کی اجناس اور کھاد کی متوازن قیمتیں مقرر کرنا حکومت وقت کا فرض ہے ۔ اور پھر ان کو مطمئن کرنا بھی ضروری ہے تاکہ وہ دلجمعی سے اپنا کام کر سکیں ۔ محترمہ سپیکر صاحبہ پچھلے بجٹ اجلاس کے علاوہ میں متعدد بار حکومت پنجاب سے فیصل آباد کے ایک دیرینہ مطالبہ کے بارے میں عرض کر چکی ہوں جو کہ وقت کی اہم ضرورت ہے ۔ یعنی فیصل آباد میں اعلیٰ تعلیمی ثانوی بورڈ کا قیام فیصل آباد کی آبادی 75 لاکھ نفوس پر مشتمل ہے اور وہاں کے لاکھوں لوگ بے حد مشکلات کا شکار ہیں ۔ میرا یہ پرزور مطالبہ ہے کہ وہاں اعلیٰ تعلیمی ثانوی بورڈ کا قیام عمل میں لایا جائے ۔ دوسرا مطالبہ یہ ہے کہ تعلیم کے لیے جو بجٹ مختص کیا گیا ہے اس میں سے چک جھمرہ ٹاؤن کمیٹی فیصل آباد میں لڑکیوں کے لیے گرلز کالج اس سال قائم کیا جائے کیونکہ وہاں تمام تقریباً 90 دیہات ہیں جن کی بچیاں اس کالج سے مستفیض ہو سکیں گی ۔ اور اس کالج کے قائم نہ ہونے کی وجہ سے ہزاروں بچیاں بلکہ لاکھوں بچیاں زیور تعلیم سے آراستہ نہیں ہو پاتیں حالانکہ اس حکومت کی یہ انتہائی کوشش ہے کہ تعلیم کو عام کیا جائے ۔ اس لیے میرا مطالبہ ہے کہ چک جھمرہ میں لڑکیوں کا کالج قائم کیا جائے ۔ اور اسی سال قائم کیا جائے ۔ آخر میں پھر میں جناب وزیر خزانہ اور جناب وزیر اعلیٰ کو مبارکباد پیش کرتی ہوں ۔

جناب چیئرمین ۔ اب میرے سامنے نام ہیں مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کے

(حاضر نہیں تھے ۔)

چوہدری اصغر علی گجر ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔

چوہدری اصغر علی گجر ۔ جناب سپیکر ! آج مجھے ایوان میں مسلم لیگ اور اپوزیشن دونوں کو face کرنا ہے ۔ کیونکہ اپوزیشن کی طرف سے آج کی سرد مہری نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ پنجاب کی اپوزیشن دراصل مسلم لیگ کی "بی ٹیم" ہے ۔ اور میری یہ پیش گوئی صحیح ثابت ہوئی ۔

جناب والا ۔ پنجاب کے بجٹ پر اتنا عرض کروں گا کہ کسی ملک یا صوبے کا جب بجٹ تیار کیا جاتا ہے تو بجٹ تیار کرتے ہوئے اس صوبہ کی ایک سال کی ترقیاتی سکیموں کو سامنے رکھا جاتا ہے تاکہ بجٹ سے اس صوبہ کی ترقیاتی سکیموں کو تیز تر کیا جائے ۔ اس کی ڈویلپمنٹ کو بڑھایا جائے ۔ اور کسی نہ کسی طریقے سے اس رفتار کو تیز کیا جائے ۔ جس سے صوبے میں ترقی ہو سکے ۔ جس سے صوبے میں خوشحالی ہو سکے ۔ اور جس سے صوبے کی معاشی حالت بہتر ہو سکے ۔ تو میں بجٹ بنانے والوں اور حکومت پنجاب سے خاص طور پر وزیر اعلیٰ ، وزراء اور مشیر صاحبان سے گزارش کروں گا کہ جہاں وہ بجٹ بناتے پر اتنا دھیان دیتے ہیں ۔ لاکھوں کروڑوں نہیں بلکہ اربوں روپے خرچ کرتے ہیں وہاں پر میں ایک نکتہ عرض کرتا چلوں کہ اس کی طرف کوئی دھیان نہیں دیتا کہ وہ کونسی چیز ہے جو اس صوبہ کی معاشی حالت کو بہتر بنا سکتی ہے ۔ پاکستان ایک زرعی ملک ہے اسی طرح صوبہ پنجاب ایک زرعی صوبہ ہے ۔ اور زراعت کا نظام پانی سے ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ پانی میں زمیندار کی موت اور زندگی ہے ۔ لیکن آج تک پنجاب کی کسی حکومت نے اس مسئلے کو نہیں اٹھایا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ کوئی بھی حکومت پانی کے مسئلے کو اٹھا لیتی اور پنجاب کے پانی کے مسئلے کو حل کر دیتی تو وہ بہت بڑے بجٹ سے اور بہت بڑے پیسے سے بچ سکتی تھی اور اس مسئلے کے حل ہونے سے اس صوبے کو خوشحال بنا سکتی تھی ۔ جب سے پاکستان بنا ہے دریائے سندھ کی تقسیم کا مسئلہ چلا آرہا ہے ۔ ایوان میں وزراء موجود نہیں ہیں ۔ میں ان سے کہنا چاہتا تھا کہ اگر حکومت اس مسئلے کو حل نہیں کر سکتی جو کہ پنجاب کا اہم ترین مسئلہ ہے تو انہیں چاہیے کہ یا تو وہ اس مسئلہ کو حل کرائیں یا پھر مستعفی ہو جائیں ۔ اس لیے کہ جب سے پاکستان بنا ہے ۔ دریائے سندھ کے پانی کی تقسیم چاروں صوبوں میں کھٹائی میں پڑی ہوئی ہے ۔ اس مسئلے پر جسٹسوں کی ٹیم بنائی گئی تھی مگر ان تمام صوبوں کے ہائی کورٹوں کے جسٹسوں کا فیصلہ جب مرکز تک پہنچا ہے تو مرکزی حکومت پریشر میں آکر وہ فیصلہ کھٹائی میں ڈال دیتی ہے ۔ ایوب حکومت نے ایسا کیا ۔ اس کے بعد یحییٰ حکومت آئی تو اس نے بھی ایسا کیا پھر اس کے بعد بھٹو حکومت آئی تو اس نے بھی ایسا ہی کیا ۔ اس کے بعد ضیاء حکومت آئی اور اب بھی تمام ہائی کورٹوں کے جسٹسوں کا کیا ہوا فیصلہ اس وقت مرکزی حکومت کی میز پر پڑا ہے ۔ وزیر اعظم کی میز پر پڑا ہے اور جناب صدر صاحب کی میز پر پڑا ہے ۔ لیکن اہل پنجاب

کو اہل پنجاب کی حکومت کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ وہ پریشرائز کرے کہ دریائے سندھ کے پانی کی تقسیم کا جو مسئلہ ہے اسے حل کرایا جاسکے۔ میں کہتا ہوں کہ اگر دریائے سندھ کے پانی کی تقسیم کا مسئلہ حل ہو جائے تو پنجاب کی معیشت کا مسئلہ بھی حل ہو جائے گا۔ اور پنجاب اس سے کہیں بڑھ کر معاشی طور پر خوشحال ہو جائے گا۔ میں گزارش کرتا چلوں کہ جہاں پر چینی گندم، اور کپاس کی کمی کا ذکر کیا جا رہا ہے اگر حکومت دریائے سندھ کے پانی کا مسئلہ حل کرا دے۔ تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پنجاب میں نہ چینی کی کوئی کمی رہے گی نہ کپاس کی کمی رہے گی اور نہ ہی گندم کی کمی رہے گی۔ یہ مسئلہ کسی تعصب کی بنا پر حل کرنے کے لیے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ حقائق کی بنیاد پر حل کرنے کے لیے عرض کر رہا ہوں۔ کہ پنجاب کا دریائے سندھ کے پانی میں جو حق بنتا ہے۔ اسے حاصل کیا جائے۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے ممبران کی ذمہ داری ہے۔ اہل پنجاب کی ذمہ داری ہے۔ وزراء کی ذمہ داری ہے اور وزیر اعلیٰ کی ذمہ ہے کہ وہ اس پر زور دیں اور مرکزی حکومت کو یہ بتائیں کہ جو پنجاب کا حق بنتا ہے وہ اس کو تقسیم کر دے۔ کم از کم اس کے لیے جدوجہد تو کی جائے۔ کوئی وزیر یا کوئی ممبر بھی اس کے لیے جدوجہد نہیں کرتا بلکہ میں تو بیوروکریٹس کو بھی کہوں گا کہ وہ بھی اس کے لیے کوشش کریں۔ کتنی عجیب بات ہے کہ مرکز میں سندھ کے سیکرٹریوں کی لائن لگی پڑی ہے۔ فرسٹ سیکرٹری بھی سندھی، سیکنڈ سیکرٹری بھی سندھی اور تھرڈ سیکرٹری بھی سندھی ہے۔ اور پنجاب جس کا سب سے زیادہ پانی پر حق ہے۔ اس کا کہیں نام و نشان نہیں ہے۔ بتدریج ایک سے لے کر تین تک اسی طرح سیکرٹری چلے آ رہے ہیں اور انہیں سیکرٹریوں کی بنا پر وفاقی حکومت فیصلے کر رہی ہے۔ پنجاب کی حکومت کی طرف سے پانی کی تقسیم پر کوئی زور نہیں دیا جا رہا۔ اور اس پانی کے اہم مسئلے کو ایک مذاق بنا کو ٹال دیا جاتا ہے۔ میں پھر اس بات کو دہراؤں گا کہ حکومت پنجاب اس پر زور دے اس لیے کہ اگر اتنے سنگین مسئلے پر یہ زور نہیں دے گی تو انہیں پنجاب پر حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ یہ بہت اہم مسئلہ ہے کہ یہ ہماری زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ اگر کوئی وزیر جاننا چاہتا ہے تو میں بتا سکتا ہوں کہ ضلع لیہ میں آج پانی کی پوزیشن ایسی ہے کہ جانوروں کو پانی پلانے کے لیے دستیاب نہیں ہے۔ نہریں پانی کی وجہ سے خشک پڑی ہیں اس حالت میں وہ اپنی فصلیں کیسے سیراب کریں گے۔ تو میں گزارش کروں گا کہ اس مسئلے کی سنگینی کو اہم نظر سے دیکھا جائے۔ اس کو اولیت دی جائے اور اس کے متعلق سوچا جائے۔

اس کے بعد میں تعلیم کے بارے میں گذارش کروں گا کہ حکومت پنجاب نے تعلیم پر بے بہا پیسہ خرچ کیا ہے اور یہ اس لحاظ سے قابل تحسین ہے کہ پاکستان کے لیے یہ بات باعث شرم تھی کہ دنیا میں واحد ملک پاکستان تھا جس کا تعلیمی گراف نیچے گر رہا تھا جبکہ دنیا کا تعلیمی گراف اوپر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس کے لیے ضروری تھا کہ تعلیم کے معیار کو اور تعلیم کے گراف کو اوپر لے جانے کے لیے تعلیم پر پیسہ خرچ کیا جاتا ہے۔ لیکن مجھے افسوس ہے کہ تعلیم کی مد میں جو رقم رکھی گئی ہے اس میں چالیس لاکھ روپیہ آرٹ اور کلچر میں خرچ کرنے کے لیے رکھا گیا ہے یہ مجھے ایسے محسوس ہو رہا ہے کہ جیسے دودھ میں گندگی ڈال دی گئی ہو۔ اور یوں روپیہ تعلیم پر خرچ کرنے کے بعد چالیس لاکھ روپیہ آرٹ پر خرچ کرنے کے لیے رکھ دیا گیا ہے۔ ایک اسلامی صوبے کے لیے اتنی بڑی رقم اس مد پر خرچ کرنے کو میں اپنے لیے باعث شرم سمجھتا ہوں۔ اب میں ایک منٹ کے لیے اپنے ضلع کی طرف آتا ہوں۔ اس سے پہلی بجٹ تقریر میں بھی میں نے یہ عرض کیا تھا کہ ضلع لیہ دو قسم کی آبادیوں پر منقسم ہے ایک حصہ دریائی ہے، دوسرا اتھل کا حصہ ہے جو نہری حصہ کہلاتا ہے۔ نہری حصے کی حالت یہ ہے کہ اس وقت کے ذمہ دار افسران جو وہاں پر تعینات تھے انہوں نے اس نہری حصے کے پورے چک میں ایک بھی راستہ نہیں رکھا۔ اس وقت وہ راستہ رکھنا ہی بھول گئے تھے۔ اب لاکھوں نفوس کی آبادی ایسی ہے جو کہ رقبہ سے نہ اپنے گھر آسکتی ہے اور نہ ہی اپنے گھر سے اپنے رقبے میں جا سکتی ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ لاکھوں کی آبادی صرف معمولی غلطی کی وجہ سے راستے سے محروم ہے۔ میں حکومت متعلقہ وزیر اور محکمے کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ وہ فوری طور پر اس مسئلہ پر action لیں اور ان لوگوں کو راستے مہیا کریں۔ اشتمال دوبارہ کرائیں۔ اور اشتمال میں راستے رکھیں تاکہ لوگوں کو اپنے گھروں اور گھروں سے باہر آنے جانے کی کوئی دقت محسوس نہ ہو۔

آخر میں یہ عرض کرتا چلوں کہ جہاں حکومت نے بیروزگاری دور کرنے کے لیے بیشمار روپیہ بجٹ میں مختص کیا ہے۔ اور یہ بات خوش آئند ہے کہ بے روزگاری کی روک تھام کے لیے حکومت پنجاب نے بجٹ میں فنڈ رکھا ہے۔ لیکن دوسری طرف مجھے یہ خبر پڑھ کر افسوس ہوا ہے کہ ایڈہاک لیکچرارز کو برطرف کیا جا رہا ہے۔ اتنے بڑے اور برسر روزگار تعلیم یافتہ طبقے کو ملازمت سے برطرف کر دیا گیا تو صوبے کا یہ تعلیم یافتہ طبقہ

طبقہ بیروزگار رہ جائے گا۔ اس طرح بیروزگاری میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ بس میں اسی پر اکتفا کرتا ہوں۔

محترمہ چیئرمین صاحبہ (بیگم نجمہ تابش الوری) بہت بہت شکریہ۔

میاں ریاض حسین پیرزادہ۔ میں ایک چیز نہایت افسوس کے ساتھ point out کرنا چاہوں گا کہ پنجاب کے اتنے بڑے ادارے میں جہاں بجٹ اجلاس ہو رہا ہے۔ اس وقت حکومت کے بنچوں پر کچھ وزیر گنے چنے بیٹھے ہوئے ہیں۔ نہ یہاں پر پارلیمانی سیکرٹری نہ مشیر اور نہ ہی لابی میں متعلقہ محکموں کے سیکرٹری صاحبان موجود ہیں۔ پنجاب کی سب سے بڑی صوبائی اسمبلی کی کارروائی میں اراکین اسمبلی کی طرف سے جس دلچسپی کا اظہار کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ محض وقت کا ضیاع ہے۔

محترمہ چیئرمین صاحبہ۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر اپنی جگہ بجا، لیکن اس کمی کو جناب مخدوم زادہ حسن محمود صاحب نے پورا کر دیا ہے۔ جو وزراء کی سیٹ پر تشریف فرما ہیں۔ اب چوہدری غلام محمد صاحب۔

چوہدری محمد اصغر گوجر۔ میرا خیال ہے کہ ارکان حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے مابین سمجھوتہ ہو رہا ہے۔ باہمی طور پر بجٹ پر راضی نامہ ہوتا ہوا نظر آ رہا ہے مخدوم صاحب ہم بڑی دیر سے یہ دیکھ کر رہے ہیں۔

(قطع کلامیاں)

محترمہ چیئرمین صاحبہ۔ پوائنٹ آف آرڈر یہ جناب مخدوم زادہ حسن محمود صاحب

مخدوم زادہ سید حسن محمود۔ محترمہ سپیکر صاحبہ۔ فاضل ممبر آپ سے مخاطب ہیں اگر یہ مجھ سے مخاطب ہو کر فرمائیں تو......

(اور اس موقع پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے۔)

چوہدری غلام احمد خاں۔ جناب والا میں وزیر خزانہ اور ان کے رفقاء کار کی اس متوازن بجٹ کے لیے مبارکباد کا مستحق سمجھتا ہوں اور مبارک پیش کرتا ہوں۔ جناب والا جہاں تک شعبہ جات کا تعلق ہے یا اس میزانیہ کی پرکھ کا تعلق ہے اس حد تک میں مطمئن ہوں کیونکہ کوئی نیا ٹیکس عائد نہیں کیا گیا اور اس بجٹ کو ہماری وفاقی امداد کے فاضل بجٹ میں تبدیل کر دیا گیا ہے تاہم یہ بھی ایک اتفاق ہے میرے بھائی رانا صاحب نے یہ

point out کیا تھا کہ وفاقی امداد کی وجہ سے فاضل بجٹ میں منتقل ہو اہے۔ گزارش ہے کہ بجٹ میں موجود provisions اپنی جگہ بجا ہیں لیکن جہاں تک منصوبہ بندی کا تعلق ہے وہ انتہائی ناقص ہے اس ضمن میں نشاندہی کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ پنجاب میں لائبریری کے لیے گرانٹ صرف لاہور شہر تک کے لیے مخصوص ہے۔ قائداعظم لائبریری 40 لاکھ 61 ہزار پنجاب پبلک لائبریری لاکھ 83 ہزار 2 سو 70 روپے، چلڈرن لائبریری کامپلیکس 19 لاکھ دارالسلام 20 ہزار دیال سنگھ لائبریری 12 لاکھ 13 ہزار 5 سو روپے۔ اس میں lump-sum گرانٹ 5 کروڑ تک ہے پنجاب لائبریری فاؤنڈیشن ایک کروڑ 50 لاکھ تک ہے۔ جناب والا میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کر دلانے میں حق بجانب ہوں گا کہ کیا لاہور شہر کے باہر کوئی اور ایسا مقام نہیں ہے جہاں لائبریری قائم کی جائے اور مقامی لوگ بھی اس سے بھرپور استفادہ حاصل کر سکیں۔ اس کے علاوہ جناب والا پرائمری تعلیم کے لیے 5 ارب روپے کی گراں قدر رقم مختص کی گئی ہے لیکن ہمارا منصوبہ بندی میں پرائمری سکولوں کے لیے ہر گاؤں میں بلکہ ہر گاؤں ہی نہیں بلکہ جگہ محلوں محلوں میں سکول قائم کر دیے گئے ہیں۔ اس سے ہمارا مقصد یقیناً پورا نہیں ہوگا۔ اس سے ایک تو اخراجات میں بے جا طور پر اضافہ ہوگا اور مطلوبہ نتائج برآمد نہیں ہو سکیں گے۔ مثال کے طور پر اگر فنڈز کو اس طریقے سے صرف کیا جائے کہ ہمارے نظام تعلیم میں جامع قسم کے ادارے قائم کیے جائیں اور ان کے لیے radius مقرر کر دیا جائے اور پرائمریاں براہ راست اس جامع ادارہ کی ذمہ دار ہوں اس سے ایک طرف تو داخلوں کے مسائل کم ہوں گے اور دوسرے یہ کہ ہم وہاں پر لیبارٹریز، بہتر اساتذہ، ساز و سامان و عمارات مہیا کریں گے تو اس سے سازگار ماحول پیدا ہوگا اور نتائج بہتر نکلیں گے۔ اس سے معیار تعلیم بھی یقیناً بہتر ہوگا۔ جناب والا کہا جاتا ہے کہ پاکستان متحدہ ہندوستان اور پاکستان کا اناج گھر ہے جہاں تک بجٹ میں provision کا تعلق ہے۔ ہماری ضروریات کے پیش نظر مختص شدہ فنڈز بالخصوص سیم و تھور اور اراضی کی بحالی کے لیے ناکافی ہیں۔ میں حکومت سے مطالبہ کروں گا کہ اس پر نظر ثانی کرتے ہوئے اس provision میں اضافہ کیا جائے۔ جس طرح انسانوں کو تپ دق کا مرض ہے اسی طرح یہ سیم و تھور کا مرض ہماری زمینوں کو تپ دق کی طرح مریض بنا رہا ہے۔

اور اس سے ہمیں ہر سال بے پناہ نقصان ہو رہا ہے ۔ سیالکوٹ کا ضلع تاریخی اور حقیقی اعتبار سے دریاؤں اور ندی نالوں کا ضلع ہے ۔

جو امتیازی سلوک ہمارے ساتھ روا رکھا جاتا ہے ۔ جو ہماری زمین دریائی عمل سے برد ہوتی ہے اس کی compensation کے لیے حکومت یا بورڈ آف ریونیو والے کسی حد تک مائل ہو جاتے ہیں کہ انہیں معاوضہ دیا جائے یا اس کے سدباب کے لیے کوئی منصوبہ بندی تشکیل کی جائے ۔ لیکن جو زمین ہماری ڈیک یا ایہی کی وجہ سے یا نالوں کی وجہ سے برد ہوتی ہے اس کو دریائی عمل کے ضمن میں شمار نہیں کیا جاتا ۔ یہ انتہائی ناانصافی ہے اور اس کے لیے میرا یہ بھی مطالبہ ہے کہ حکومت کو ڈیک یا مڑے نالے ندیوں کو دریائی عمل میں شمار کرنا ضروری ہے

جناب والا ۔ پولیس کے متعلق کہا جاتا ہے کہ پولیس کے اخراجات میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے اس لیے انکی کارکردگی بہتر نتائج پیدا کر سکے گی ۔ پولیس کے موجودہ سربراہ نے جو ایک پالیسی وضع کر دی ہے کہ جو لوگ سارے پٹے لٹے اس خیال سے ان کے پاس یا ان کے جو سینئر افسران کے پاس آتے ہیں کہ ایک جگہ اگر انصاف نہیں مل رہا اور دوسری ایجنسی سے ان کو انصاف حاصل ہو سکے گا تو موجودہ پولیس کے سربراہ نے بطور پالیسی یہ بات ختم ہی کر دی ہے کہ کوئی آدمی نہ ان کے پاس اتنے تحرک کرے نہ تفتیش تبدیل ہو اس سے جناب والا مقامی پولیس کے طور طریقے ان کے حربے زیادہ مضبوط ہوں گے اور رشوت کا راز مق مانے طریقے سے زیادہ منظم اور بہتر طریقے سے ان کے حق میں چلے گا ۔

جناب والا یہ طریقہ کار انصاف کے تقاضے پورا نہیں کرتا ۔ میں یہ مانتا ہوں کہ بعض اس کو تاخیری حربے کے طور پر بھی استعمال کرتے ہیں لیکن یہ کہاں کا انصاف ہے کہ ایک آدمی کو انصاف مہیا کرنے کے لیے یہ تصور کیا جائے کہ ہر معاملے میں یہ تاخیری حربے ہیں ۔

جناب والا اس کے لیے میں آپ کے توسط سے وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ مطالبہ کروں گا کہ وہ سربراہ پولیس کو ہدایت جاری کریں کہ مخصوص کیسز جو میرٹ پر پورے اترتے ہیں ان کو تبدیل کرنے میں کوئی امر مانع نہیں ہونا چاہیے ۔

جناب والا آبادی کے خلا کا معاملہ آیا ہے ۔ جب تک ہم لوگوں کو روزگار ۔ Farms to Market Road مہیا نہیں کریں گے ۔ تعلیم کا نظام بہتر طور پر اور قریب ترین مہیا نہیں کریں گے یہ کیسے ممکن ہے کہ آبادی کا انخلا رک سکے ۔

جناب والا اسکے علاوہ soil conservation کے مسئلہ کے لیے بھی کوئی خاطر خواہ انتظام نہیں ہے ۔ ایک ادارہ حکومت پنجاب نے غیرآباد علاقوں کو آباد کرنے کے لیے قائم کیا ہوا ہے ۔ میں یہ کہوں گا یہ "آباد" نہیں ہے بلکہ یہ ہمارے لیے "برباد" کا ایک نیا طریقہ شروع ہو ہو گیا ہے ۔ پنجاب کے ۹ اضلاع کے لیے یہ ادارہ کام کر رہا ہے لیکن عملی طور پر یہ صرف ضلع چکوال اور ہمارے ضلع سیالکوٹ . . . .

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ چوہدری صاحب 1 منٹ کا وقت آپکو دیا گیا ہے ۔ آپ ذرا مختصراً فرمائیں ۔

چوہدری غلام احمد خاں ۔ جناب والا یہ زمین کا مسئلہ ہے ۔ آپ مجھ سے بہتر جانتے ہیں ۔ آباد کی کارگزاری صرف paper work کی حد تک تو اطمینان بخش ہو سکتی ہے لیکن جہاں تک عملی طور پر اس کا تعلق ہے ہم اس کی کارگزاری سے یقینی طور پر مطمئن نہیں ہیں حکومت کو اس سلسلے میں سنجیدگی سے نوٹس لینا چاہیے ۔ آخر یہ کیوں ہے ؟

جناب والا آخر میں میں مسلم لیگ کی حکومت کو خراج تحسین پیش کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ وزیراعلیٰ صاحب نے یوم مئی کے موقع پر Work charge ملازمین کو Pension کی مراعات اور ان کو مستقل طور پر ضم کرنے کیلئے احکامات جاری کئے ہیں لیکن یہ بات یہاں ختم ہی نہیں ہو جاتی ۔ میں نے یہ Budgetory provision جو اخراجات ہیں ان میں جناب سپیکر ہر جگہ Washing allowance Medical aid اور Convayance Allowance دیکھا ہے میں آپ کے توسط سے یہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکوں گا ۔ یہ جو Washing allowance کس طبقہ اور کن لوگوں کو دیا جاتا ہے ۔ اگر ہم کہتے ہیں کہ اسلام کے نام پر بنی نوع انسان کی فلاح و بہبود کو ہم اپنا اشعار سمجھتے میں تو یقینی طور کم آمدنی والے لوگوں کی طرف بھرپور انداز میں توجہ دینا بھی ہمارے اسلامی اخلاقی اور سیاسی فرائض میں شامل ہے اور لازم ہے کہ ہم کم آمدنی والے لوگوں کے مصائب اور مسائل کیطرف بھرپور توجہ دیں ۔

جناب والا صحت کے معاملے کے متعلق سردست میں یہی کہہ سکوں گا کہ اتنے بڑے اخراجات کے باوجود دیہی علاقوں میں خاطر خواہ طور پر ہمیں سہولتیں میسر نہیں آ رہیں ۔ مثلاً یہ 5 کروڑ روپے کی allocation میو ہسپتال کے لیے ہے ۔ آپ خود بھی اندازہ کر سکتے ہیں کہ اتنی بڑی allocation سے ایک عام آدمی کو کیا حاصل ہو رہا ہے ۔

جناب والا ہمارے وزیر صحت ماشاء اللہ جن کی صحت قابل رشک ہے ان کو ڈسپنسر اور لیبارٹری اسسٹنٹ کے تبادلوں کے علاوہ کوئی اور کام ہے ہی نہیں۔ اگر وہ اپنی صلاحیت اور توجہ محکمہ صحت کی بھلائی اور اس کے عملی اقدامات کی طرف مبذول کریں تو میں سمجھتا ہوں انشاء اللہ بہتر نتائج پیدا ہو سکتے ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر۔ ملک صلاح الدین ڈوگر صاحب

ملک صلاح الدین ڈوگر۔ جناب سپیکر میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے کچھ وقت دیا۔ میں سب سے پہلے وزیر خزانہ کو مبارک دیتا ہوں کہ انہوں نے اتنا اچھا بجٹ پیش کیا ہے جس میں گین ٹیکس کی لعنت۔ دس روپے بسترہ فیس۔ کچی آبادیاں سات مرلہ سکیم اور ساڑھے بارہ ایکڑ جیسے عوامی مسئلے حل کیے ہیں۔ میں وزیر اعلیٰ کو اور وزیر خزانہ کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔

وقت چونکہ کم ہے اس لیے میں سب سے پہلے ترقیاتی منصوبوں کی طرف آتا ہوں اس بجٹ میں فیصل آباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے لیے 40 کروڑ۔ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے لیے 13 کروڑ اور ملتان ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے لیے صرف 3 کروڑ روپے رکھے گئے ہیں۔ جو سراسر زیادتی ہے۔

جناب والا ملتان ایک ایسا شہر ہے جس کے لیے World team نے یہ رپورٹ لکھی تھی کہ یہ دنیا کا دوسرا گندہ شہر ہے۔ ہماری یہ بدقسمتی ہے کہ ابھی تک نہ پچھلے بجٹ میں نہ اس بجٹ میں ملتان کی ترقی کے لیے کوئی خاطر خواہ رقم رکھی گئی ہے۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ملتان جیسے شہر میں بھی ابھی تک کئی محلے ایسے ہیں جو پینے کے پانی کو ترس رہے ہیں گذشتہ 2 سال سے 2 کروڑ لاکھ روپیہ ملتان شہر کی واٹر سپلائی سکیم کے لیے منظور ہے لیکن دونوں بجٹوں میں اس رقم کا کہیں بھی ذکر نہیں ہے۔ چیئرمین Planning and development ہمیشہ فرماتے ہیں کہ یہ رقم اس وقت ملتان کو دی جائے گی جب ملتان میونسپل کارپوریشن 25 فیصد اپنا حصہ ادا کرے۔ ملتان میونسپل کارپوریشن تو پہلے ہی دیوالیہ ہے وہ 25 فیصد ادا نہیں کر سکتی۔ میں وزیر خزانہ کی خدمت میں التماس کروں گا کہ اس کو ختم کیا جائے اور ملتان کو Water Supply Scheme کے لیے رقم دی جائے۔ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ملتان میونسپل کارپوریشن پر قرضہ بھی معاف کیا جائے۔ وزیر اعلیٰ نے یہ فرمایا

تھا کہ ہر ایم۔ پی۔ اے کو اس کے حلقے کی development کے لیے تیس لاکھ روپے دیے جائیں گے۔ لیکن انتہائی افسوس کی بات ہے کہ بجٹ میں تیس لاکھ روپوں کا کسی جگہ بھی کوئی ذکر نہیں۔ ہمارے ساتھ یہ زیادتی ہے۔ پچھلی دفعہ بھی شہری حلقوں سے متعلقہ ایم۔پی۔اے صاحبان کو کوئی پیسہ نہ دیا گیا تھا۔ اس دفعہ بھی بجٹ تیس لاکھ روپے کی کسی بھی جگہ گنجائش نہیں رکھی گئی۔ میرا خیال ہے کہ اس دفعہ بھی ہم چیئرمین پی اینڈ ڈی کے technical منصوبوں کی زد میں ہیں۔ ہمیں ان ہتھکنڈوں سے بچایا جائے اور ایم۔ پی۔ اے حضرات کو تیس لاکھ روپیہ دیا جائے۔ اس لیے کہ اگر ایم۔ پی۔ اے اپنے حلقے میں مضبوط ہوگا اور اپنے حلقے میں ترقیاتی کام کرے گا، تو اسی طرح ایم۔ پی۔ اے کی مضبوطی مسلم لیگ کی مضبوطی ہوگی اور مسلم لیگ کی حکومت مضبوط ہوگی۔ یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ اس بجٹ میں تعلیم کے لیے پانچ ارب روپیہ مختص کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ یہ شرط ہے کہ شہروں میں نئے پرائمری سکول قائم کیے جائیں۔ لیکن شہروں میں سکولوں کے لیے جگہ ہی نہیں ہے۔ لہٰذا میری یہ گذارش ہے کہ جگہ خریدنے کے لیے بھی اس بجٹ میں رقم رکھی جائے میں ملتان کے سکولوں کی حالت زار کی طرف آپ کی توجہ دلاتا ہوں کہ ملتان میں گورنمنٹ پائلٹ سکول، مسلم ہائی سکول، مسلم ہائی سکول (گمرنہ)، چاہ بوہڑ والا ہائی سکول، نصرت الاسلام ہائی سکول۔ اس حالت میں ہیں کہ وہاں بچوں کے بیٹھنے کے لیے ٹاٹ بھی میسر نہیں۔ کمروں کی بھی یہی حالت ہے کہ اگر بچوں کو ان کمروں میں بٹھا دیا جائے تو شاید وہ کسی حادثے کا شکار ہو جائیں۔ میں نے پچھلی دفعہ بھی عرض کی تھی کہ بوسیدہ سکولوں کے لیے سپیشل گرانٹ دی جائے اور اس دفعہ بھی عرض کروں گا کہ ان سکولوں کی تعمیر و مرمت کے لیے کچھ نہ کچھ رقم دی جائے۔ مارشل لاء ملک سے تو ختم ہو چکا ہے۔ لیکن میرے حلقے پر ابھی تک قائم ہے۔ کیونکہ میرا حلقہ کا کچھ حصہ کنٹونمنٹ بورڈ پر بھی مشتمل ہے۔ وہاں فیڈرل سکول ہے۔ فیڈرل سکولوں میں غریب بچوں کو داخلہ نہیں ملتا رہا، داخلہ کے لیے غریب بچے جاتے ہیں تو کہہ دیا جاتا ہے کہ یہاں فوجیوں کے بچوں کو پہلے داخلہ ملتا ہے حالانکہ کنٹونمنٹ بورڈ کے رہائشی انہیں ٹیکس دیتے ہیں۔ اور کنٹونمنٹ بورڈ ہر قسم کا ٹیکس ان سے وصول کرتا ہے۔ میری یہ درخواست ہے کہ ملتان میں کم از کم ایک انٹرمیڈیٹ کالج اور چار ہائی سکولوں کا اجرا کیا جائے تاکہ بچوں کو تعلیم کے مواقع

تیسرا یہ کہ نیز فیڈرل سکولوں کے لیے بھی حکومت کو کوئی ایسی پالیسی بنانی چاہیے جس کے تحت وہاں رہائشی ٹیکس گذار والدین کے بچوں کو بھی داخلہ مل سکے۔ ملتان کے عوام کا ایک دیرینہ مطالبہ تفریحی پارک کا ہے۔ ملتان ایک قدیمی اور تاریخی شہر ہے۔ لیکن ہماری بدقسمتی ہے کہ ملتان میں کوئی بھی تفریح کی جگہ موجود نہیں۔ میں نے پچھلی دفعہ اپنی بجٹ تقریر میں یہ عرض کیا تھا کہ ملتان میں تفریحی گاہ پارک کی تعمیر عمل میں لائی جائے اور اس دفعہ بھی میں یہ عرض کروں گا کہ ملتان کے لوگوں کو بھی تفریح کی سہولت میسر ہونی چاہیے۔ اس کے لیے ملتان نواں شہر کے پاس جو بیس ایکڑ کا رقبہ موجود ہے۔ اگر اس رقبے پر تفریحی پارک بنا دیا جائے تو یہ ملتان کے لوگوں پر احسان ہو گا۔

اس بجٹ میں صحت کے لیے بھی رقم رکھی گئی ہے۔ میرے بھائی چوہدری صاحب فرما رہے تھے کہ اس رقم کا کوئی فائدہ نہیں۔ میں بھی ان کی بات کو ہی مزید آگے بڑھاؤں گا۔ کہ یہ رقم اس وقت صحیح طور پر استعمال ہو سکتی ہے۔ جب صحت کے لیے کوئی واضح پالیسی تشکیل کی جائے۔ ہم ہسپتالوں کو فنڈ تو دے دیتے ہیں۔ لیکن وہاں لوگوں کو نہ ادویات اور نہ ہی کوئی اور چیز میسر ہوتی ہے۔ جبکہ پٹی تک بازار سے منگوانی پڑتی ہے۔ نیز ڈاکٹر صاحبان کی تنخواہیں شہروں اور دیہاتوں میں یکساں کی جائیں تاکہ ڈاکٹر صاحبان دیہاتوں میں جا سکیں۔

اس بجٹ میں سپورٹس کے لیے بھی رقم رکھی گئی ہے۔ لیکن میری ناقص عقل کے مطابق یہ کم ہے۔ sports بھی ملک کی ایک اہم ضرورت ہے۔ کیونکہ صحت مند معاشرے کے لیے sports لازمی ہیں۔ سپورٹس خاص طور پر ہاکی، فٹ بال۔ کبڈی اور والی بال کے لیے زیادہ سے زیادہ رقم رکھی جائے تاکہ ان کھیلوں کی حوصلہ افزائی ہو سکے اور یہ رقم ڈسٹرکٹ اور ڈویژنل سپورٹس تنظیموں کے ذریعے خرچ کی جائے۔ ملتان۔ فیصل آباد۔ راولپنڈی اور سرگودھا میں Mini sports Boards قائم کیے جائیں تاکہ وہاں sports کی سرگرمیاں بڑھ سکیں۔

لائیو سٹاک کے متعلق بھی بجٹ میں رقوم رکھی گئی ہے۔ یہ بھی ملک کی اہم ضرورت ہے کہ گوشت اور دودھ کی پیداوار بڑھائی جائے۔ تو cattle farm اور sheep farms کو زیادہ سے زیادہ بلاسود قرضہ جات فراہم کیے جائیں۔

صنعت کے متعلق بھی میں عرض کروں کہ ملک میں بیروزگاری روز بروز بڑھ رہی ہے۔ اس لیے یہ ضروری ہے کہ ملک میں زیادہ سے زیادہ صنعتیں قائم کی جائیں اور نجی شعبے میں بھی صنعتوں کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ بائیس صنعتیں جن پر پابندی لگائی گئی ہے۔ ان کو دوبارہ اجازت دی جائے تاکہ لوگ ان صنعتوں کو چلائیں اور بے روزگاری کا خاتمہ ہو۔ Multan Industrial Estate کو Zero duty area قرار دیا جائے۔

زراعت کے متعلق بھی میرے بھائی بہت کچھ فرما چکے ہیں۔ میں بھی عرض کروں گا کہ زراعت ہماری سب سے اہم ضرورت ہے۔ کھاد اور زرعی ادویات کی قیمتوں میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ ان کی قیمتوں کو بھی کم کیا جائے اور زمینداروں کو بلا سود ٹریکٹر فراہم کیے جائیں۔ میں اپنے بھائی مختار لے۔ شیخ صاحب کی ایک بات کو آگے بڑھاؤں گا۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ پی سی ایس اور سی ایس پی افسران کے رولز میں ترمیم کی جائے تو میں یہ عرض کروں گا کہ پی سی ایس پنجاب حکومت کے ملازم ہیں۔ انہیں پنجاب میں رکھا جائے اور سی ایس پی افسران کو مرکز میں بھیج دیا جائے۔ پولیس کے معاملے میں میری یہ عرض ہے کہ امن عامہ کے لیے جہاں یہ رقم رکھی گئی ہے، وہاں ان کی تنخواہیں بھی بڑھائی جائیں تاکہ وہ رشوت کی لعنت سے دور رہیں۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ حاجی نعیم حسین چٹھہ صاحب۔

چوہدری نعیم حسین چٹھہ۔ جناب سب سے پہلے میں پنجاب کے وزیر خزانہ کو ریکارڈ بجٹ پیش کرنے پر مبارک باد پیش کرنا چاہتا ہوں۔ بجٹ یقیناً کسی حد تک متوازن اور ٹیکس فری بھی ہے۔ میں ایسی باتوں کو دہرا کر ایوان کا وقت ضائع نہیں کروں گا۔ جن کا تذکرہ پہلے کیا جا چکا ہے۔ بہرحال ایک دو خدشات کی نشاندہی کرنی میں ضروری سمجھتا ہوں۔

جناب والا جیسا کہ انہوں نے گین ٹیکس چھوڑ کر رجسٹریشن کا ایک سادہ سا طریق کار تقریباً قابل ستائش ہے۔ لیکن اس بات کی گارنٹی اور ضمانت فراہم کی جائے کہ یہ اربن ایریا تک ہی محدود رہے گا اور اربن لوگوں کو فائدہ دیتے ہوئے رورل آبادی یا دیہاتی عوام کو اس میں ملوث نہیں کیا جائے گا۔ اگر ایسا ہوا تو پھر دیہاتیوں کے ساتھ یہ ایک المیہ اور ایک زیادتی ہوگی جو کسی حد تک بھی اس

حکومت کے لیے قابل فخر نہیں ہو گی ۔ اس لیے میں یہ گذارش کروں گا کہ وہ اس طریقہ کار سے دیہاتی ڈسٹریشن کے طریقہ کار کو الگ رکھیں اور اس کو اسی شرح پر رکھا جائے ، جس طرح کہ وہ پہلے ہے ۔

دوسرے جناب والا میرے فاضل دوست اور وزیر خزانہ نے بھی بڑے فخر سے یہ کہا کہ بلدیاتی اداروں کو اس دفعہ کوئی گرانٹ نہیں دی جا رہی اور رانا صاحب نے اس کی تائید بھی کی ۔ اس سے اختلاف کرتے ہوئے میں جناب وزیر خزانہ کی خدمت عالیہ میں عرض کروں گا کہ جس طرح انہوں نے بڑے بڑے شہروں لاہور اور فیصل آباد کو بہتر سے بہتر اور خوبصورت سے خوبصورت ترین بنانے کے لیے فیاضی اور فراخدلی کے ساتھ فنڈز فراہم کرنے کے لیے وعدہ فرمایا ہے ۔ اسی طرح اگر وہ بلدیاتی اداروں کے ذریعے دیہاتی آبادیوں کو مزید گرانٹس دے دیتے تو یقیناً ایک مزید طرۂ امتیاز ہوتا چونکہ دیہات میں 75/70% عوام رہتے ہیں لیکن بہتری اور خوشحالی یقیناً پاکستان کی بہتری اور خوشحالی کے مترادف ہے ۔ میں سمجھتا ہوں پاکستان کو خوشحال اور ترقی یافتہ کہنے کے لیے یہ ضروری ہے کہ ہم دیہات کو ترقی دے کر شہروں کی سطح پر لائیں تاکہ دیہاتی آبادی شہروں کی طرف منتقل نہ ہو اور شہروں میں آ کر مزید مسائل بھی پیدا نہ کرے جناب والا اس کے ساتھ ساتھ میں کچھ شکوہ بھی کرنا چاہتا ہوں کہ ضلع شیخوپورہ کے ساتھ کوئی اچھا سلوک نہیں کیا گیا پتہ نہیں اس کی کیا وجہ ہے ۔ بہر حال میں یہ سمجھتا ہوں کہ شیخوپورہ بھی بہت پسماندہ اضلاع میں شامل ہے ۔ وہ محض دو تین جغرافیائی انداز اور اعتبار سے اس جگہ واقع ہے جہاں سے دو تین اہم شاہرائیں گذرتی ہیں ۔ وہاں سے گذرنے والے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ شیخوپورہ بہت ترقی یافتہ اور خوشحال ضلع ہے ۔ حالانکہ حقیقت حال اس کے برعکس ہے ۔ دراصل میں سمجھتا ہوں کہ شیخوپورہ کی ترقی اور خوشحالی کے لیے بھی فیاضی کے ساتھ جو اس کا حصہ بنتا ہے وہ دیا جانا مناسب تھا ۔ ایک دو اور تکالیف ہیں ۔ 10/8 موضعات پر مشتمل ایک راجباہ الوآنیاں ہے جس کی پہلے وزیر آب پاشی موقع پر جا کر زبوں حالی اور خرابہ معیشت کا بنفس نفیس ملاحظہ فرما چکے ہیں اس وقت ان کے فیصلے اور ان کے اس ارادے کو پورا کرنے کے لیے صرف فنڈز کی فراہمی کا مسئلہ حائل تھا جو انہوں نے وعدہ فرمایا کہ آئندہ بجٹ میں جو بیڈ تبدیل کرنے کے سلسلے میں 30 لاکھ روپے کے قریب بنتا تھا ۔ اگر وقت

فراہم کر دیا جائیگا۔ لیکن ان غریبوں کی محرومی اور مایوسی کا کیا بنے گا جب وہ دیکھیں گے کہ اس بجٹ میں نہ تو فراہمی رقم کے لیے کوئی تقاضہ کیا گیا ہے۔ اور نہ ہی بجٹ میں ان کی پرانی تکلیف کو دفع کرنے کے لیے کوئی قابل حل تجویز پیش کی گئی ہے۔ میری آخری گذارش ہوگی کہ اس راجباہ کو شفٹ کرنے کے لیے آج بھی موقع ہے اور میں وزارت مال سے گذارش کروں گا کہ ان کی اس تکلیف کو مدنظر رکھتے ہوئے ان 30 لاکھ روپے کے فنڈز کو فراہم کرنے کا بندوبست کیا جائے۔ تاکہ وہ شفٹ ہو کر ہمیشہ کے لیے اپ گوگیرہ برانچ سے پانی لے کر ہمیشہ اپنے حق کے پانی سے فیضیاب ہو سکیں اور وہ 10/8 گاؤں جہاں پانی کی سطح گر جانے کی وجہ سے راجباہ پانی نہیں لیتا موجودہ زبوں حالی اور معاشی حالت کا مسلسل شکار نہ ہوں۔ شیخوپورہ سے دو تین شاہراہیں گزرتی ہیں۔ سرگودھا روڈ، فیصل آباد روڈ، گوجرانوالہ روڈ اور جی ٹی روڈ لیکن ان تمام سڑکوں کو آپس میں ملانے والی کوئی سڑک نہیں ہے۔ اس کے لیے میں نے تجویز کیا تھا اور پہلے گورنر جناب غلام جیلانی صاحب نے بھی صوبائی کونسل میں بیٹھ کر اس کو منظور کیا لیکن ہماری حکومت نے یہ کیوں سمجھ لیا کہ وہ فیصلہ غلط تھا لہٰذا یہ ایک بہت بڑی سازش ہے پچھلی دفعہ بھی چند لاکھ روپے اس مقصد کے لیے مختص کیے گئے جو ختم کر دیے گئے تھے۔ اس دفعہ بھی میں نے دیکھا ہے کہ حالانکہ اے ڈی پی کا تخمینہ کروڑوں روپوں کا تھا لیکن شیخوپورہ کے لیے صرف اور صرف 20 لاکھ روپے مختص کیے گئے ہیں۔ جو کہ اونٹ کو زیرہ دکھانے کے مترادف ہیں اور محض تمسخر ہے اسلیئے میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس منظور شدہ سکیم کو جائز سمجھتے ہیں اور واقعی اہلیان شیخوپورہ کی بہبود اور ان کی بہتری کے لیے ضروری تصور کرتے ہیں تو اسے سنجیدگی کے ساتھ وزن دیتے ہوئے پچھلے سالوں میں جو رقوم ختم کرا دی گئی تھیں کم از کم وہی جمع کر کے اسی بجٹ میں فراہم کر دی جائیں تاکہ اس منصوبے پر صحیح طریقے سے عمل شروع ہو سکے۔ اس کے بعد جناب والا ایک سڑک فیروز وٹواں وار برٹن روڈ ننکانہ جاتی ہے جو کہ سکھوں کا صدر مقام ہے۔ بلکہ ان کا یہ مکہ ہے اور ان کے بابا گرونانک کی جائے پیدائش بھی ہے۔ تمام ممالک سے سکھ یاتری ہر سال تین چار مرتبہ ننکانہ صاحب تشریف لاتے ہیں۔ یہی ایک سڑک لاہور شیخوپورہ سے ہوتی ہوئی ننکانہ کو ملاتی ہے۔ ان کے استقبال اور پذیرائی کے لیے اکثر قومی اور صوبائی اہمیت کی حامل شخصیات بھی تشریف لے جاتی ہیں۔ انہوں نے بذات

خود ملاحظہ کیا ہوگا کہ اس سڑک کی اب اتنی بھی چوڑائی نہیں کہ ایک دھیکل وہاں سے گزر سکے۔ لہذا میں اس کی نشاندہی کر رہا ہوں اور سابق گورنر صاحب نے اس کی توسیع کرنے کا وعدہ بھی فرمایا لیکن اس دفعہ بھی میری حیرانی اور مایوسی میں اضافہ ہوا ہے کہ اس سڑک کے لیے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی ہیں اب بھی اپنی وزارت خزانہ سے التماس کروں گا کہ اس کے لیے رقم مختص کریں۔ اس کے علاوہ وزارت ہائی وے کی طرف سے میں نے لکھوا کر دیا اور چیف منسٹر صاحب کو بھی درخواست کی کہ یہ دو تین پراجیکٹ جو نہایت اہمیت کے حامل ہیں۔ ان کو اس اے ڈی پی میں شامل کرایا جائے لیکن میری ساری تگ و دو ساری کوششیں ابھی تک رائیگاں ثابت ہوئی ہیں۔ میں یاد دلاؤں گا کہ فیروز والہ ننکانہ وار برٹن روڈ کی توسیع کے لیے رقوم بجٹ میں شامل کرا کر لوگوں کی سہولت انٹرنیشنل وقار سکھوں کی بہبود کی خاطر اور اپنی اہم شخصیتوں کی آمد کے لیے رقم سڑک توسیع کے لیے خرچ کی جائے۔ اس کے بعد جناب والا میں سمجھتا ہوں شیخوپورہ شہر میں سے ایک بہت بڑی شاہراہ سرگودھا میانوالی بلکہ خوشاب جھنگ سارے اضلاع کی ٹریفک شیخوپورہ شہر کے اندر سے گزرتی ہے لہذا بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر آئے دن حادثات ہوتے رہتے ہیں شہر میں یہ سڑک تنگ ہے اور اس کے لیے اتنی بڑی ٹریفک کا متحمل ہونا واقعی ناممکن ہے۔ لہذا میری گذارش ہوگی کہ دوسرے چھوٹے چھوٹے شہروں میں جو بائی پاس بنا دیے گئے ہیں۔ ان کی طرز پر شیخوپورہ کے لیے بائی پاس تجویز کیا جائے۔ حالانکہ دو تین سکیمیں حکومت کے پاس عرصہ سے پڑی ہیں لیکن ان کو کوئی درخور اعتناء نہیں سمجھتا اور کوئی پذیرائی نہیں دی جاتی تو میری یہ گذارش ہوگی کہ شیخوپورہ کے لیے بائی پاس فوری طور پر بنانے کا حکم صادر فرمایا جائے اس مقصد کے لیے صحیح طور پر فنڈنگ کی جائے۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب والا میں ایوان کا زیادہ وقت نہیں لینا چاہتا۔ لیکن میں ان باتوں کا پھر اعادہ کرنا چاہتا ہوں جو کہ کچھ میں نے عرض کیا ہے وہ بالکل جائز ہے اور عوامی مفاد میں ہے میری ان چھوٹی چھوٹی گذارشات کو وزن اور اہمیت دیتے ہوئے جبکہ اس وقت موقع ہے۔ ان مسائل کے حل کے لیے فنڈز فراہم کیے جائیں۔ میں آپ کا وزارت خزانہ وزارت آبپاشی تمام متعلقہ وزارتوں اور وزراء کرام کا خاص طور پر ممنون احسان مند ہوں گا شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر۔ چوہدری غلام رسول صاحب۔

چوہدری محمد صدیق سالار ۔ جناب والا ان کے ہاں فیصل آباد لاہور روڈ کو خونی سڑک کہتے ہیں ۔ یہ شیخوپورہ سے لے کر شاہ کوٹ تک ہے یہ ڈسٹرکٹ شیخوپورہ کی سڑک ہے اس سڑک پر اتنے حادثات رونما ہوتے ہیں کہ بڑی تعداد میں لوگ ان حادثات کا شکار ہو چکے ہیں ۔ یہاں وزیر خزانہ بھی موجود ہیں ۔ ان کو چاہیے کہ اس سڑک کو ڈبل کریں اور متعلقہ ارکان کو چاہیے کہ اس کو ڈبل کرائیں ۔ تاکہ آئے روز کے حادثات سے لوگوں کی جانیں محفوظ ہو سکیں ۔

چوہدری غلام رسول ۔ جناب والا سب سے پہلے میں یہ گذارش کروں گا کہ یہ بجٹ اجلاس اک مہینہ یا ڈیڑھ مہینہ پہلے بلایا جانا چاہیے تھا جب یہ بجٹ مرتب کیا جا رہا تھا تو اس میں ہماری یہ تجاویز شامل ہوتیں اب تو ہماری بحث صرف اسی طرح ہے ۔ جیسے کوئی جج اپنا فیصلہ لکھ کر لے آتے اور اس کی میز پر رکھا ہو اور بحث بعد میں شروع ہو ۔ پچھلے سال بھی ہم نے بہت سی تجاویز دی تھیں جن کا اس بجٹ میں کوئی ذکر نہیں کیا گیا جہاں تک بجٹ کا تعلق ہے ۔ یہ میں نہیں کہتا کہ اس میں کچھ زیادہ نقائص ہیں کسی حد تک ٹھیک ہے ۔ 26 ارب 90 کروڑ روپے کا ریکارڈ بجٹ پیش کیا گیا ہے جس میں 8 ارب 33 کروڑ اور 5 لاکھ روپے کے خسارہ کا بجٹ ہے یہ خسارہ وفاقی اور اضافی گرانٹ سے پورا کیا جائے گا جس میں وفاقی گرانٹ 7 ارب 12 کروڑ 28 لاکھ روپیہ ہے جبکہ اضافی گرانٹ ایک ارب 16 کروڑ لاکھ روپیہ ہے ۔ گو اس بجٹ میں کوئی نیا ٹیکس عائد نہیں کیا گیا بیڈ فیس بھی ختم کر دی گئی ہے ۔ اور رنگین ٹیکس بھی ختم کیا گیا ہے ۔ لیکن اس کے باوجود 70 اور 75 فیصد دیہی آبادی کے مسائل کی طرف میں جناب کی توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہوں ۔ جناب والا تعلیم کے لیے 5 ارب 82 کروڑ روپے مختص کیے گئے ہیں ۔ سالانہ ترقیاتی پروگرام کے لیے 6 ارب 87 کروڑ روپے کی رقم مختص کی گئی ہے ۔ اس بجٹ کا مقصد عوام کو زندگی کے مختلف شعبوں میں زیادہ سے زیادہ سہولتیں فراہم کرنا ہے ۔ دیہاتی آبادی کے چند مسائل پر تجاویز بیان کرنا میں ضروری سمجھتا ہوں ۔ ایجوکیشن کے بارے میں میری گزارش ہے کہ ہمارے دیہات میں بہت سے پرائمری اور مڈل سکولوں کی حالت نہایت ناگفتہ بہ ہے ۔ ان کی چھتیں نہیں ہیں ۔ کئی کئی سالوں سے ان کی مرمت نہیں کی گئی بہت سے سکولوں میں اساتذہ کی کمی ہے ۔ سائنس کے سامان کی کمی اور بہت سے سکول کئی سالوں سے بغیر

ہیڈ ماسٹروں کے چل رہے ہیں۔ اس کے علاوہ کئی پرائمری سکولوں میں فرنیچر اور ٹاٹ تک نہیں ہیں۔ تعلیمی میدان میں سب سے زیادہ خرابی تمام اساتذہ کو ایک کیڈر میں ضم نہ کرنے کی وجہ سے پیدا ہوئی ہے کیونکہ اس وقت ہمارے اساتذہ میں تین کیڈر چل رہے ہیں یعنی ونشلائزڈ کیڈر، جنرل کیڈر اور نیشنلائزڈ کیڈر۔ تمام اساتذہ مختلف کیڈرز میں بٹے ہوئے ہیں اس وجہ سے تعلیمی ماحول مثبت نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ایڈھاک لیکچرار کی بات میرے فاضل دوست نے پہلے بھی پوائنٹ آؤٹ کیا ہے کہ ایڈھاک لیکچرار کئی سالوں یعنی دس پندرہ سالوں سے اسی طرح لٹکے آرہے ہیں۔ ان کو confirm نہیں کیا جا رہا۔ حالانکہ بوقت تعیناتی انہیں بورڈ کے سامنے پیش ہونا ہوتا ہے۔ وہاں باقاعدہ وہ انٹرویو دیتے ہیں یا کوالیفائی کرتے ہیں تب ان کی تعیناتی کی جاتی ہے۔ پندرہ سالوں کے بعد انہیں پبلک سروس کمیشن کے سامنے پھر انٹرویو دینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

اس کے علاوہ زمینداروں اور کسانوں کو کئی مسائل دیہی علاقوں میں درپیش ہیں۔ سب سے پہلے سیم نالوں کی کھدائی اور سیم تھور کی رکاوٹ بہت ضروری ہے۔ اگر سیم اور تھور پر قابو نہ پایا گیا تو ہمارا بہت سا قیمتی رقبہ برباد ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ زرعی پیداوار بڑھانے کے لیے سب سے زیادہ اہم بات آب پاشی کے ناقص انتظام کو درست کرنے کی ہے۔ بہت سے موگہ جات اور راجباہوں کی کھدائی نہ ہونے سے پانی کا اخراج بہت کم ہو رہا ہے۔ اور پانی کی شرح میں بہت کمی واقع ہوئی ہے۔ جناب والا میں گزارش کروں گا کہ کسانوں کے مسائل میں ایک بہت اہم مسئلہ ان موگہ جات کا ہے جو بہت پرانے ہو چکے ہیں ان میں پانی کا اخراج بہت کم ہے۔ سکارپ ایریا میں ٹیوب ویل خراب پڑے ہیں لیکن کاغذات میں وہ چلتے دکھائی دیتے ہیں۔ بعض ٹیوب ویلوں کے نہ تو کھال ہیں۔ نہ ان کو ابھی تک چلایا گیا ہے۔ اس وجہ سے پانی کی فراہمی کا نظام بہت غلط ہے۔ اس کے علاوہ کھاد کی قیمتیں بہت زیادہ ہیں۔ کھاد وزن میں بھی زمینداروں کو کم اور ملاوٹ کر کے مہیا کی جاتی ہے۔ جس سے زمینداروں کو بہت سخت پریشانی کا سامنا ہے۔ پاکستان ایک زرعی ملک ہے اس لیے زراعت پر خاص توجہ دینا حکومت کا فرض اولین ہے۔ ہمارے ملک میں اکثریت چھوٹے کاشتکاروں کی ہے اس لیے چھوٹے کاشتکاروں کو۔ Duty free tractors منگوانے کی اجازت دی جائے۔ قرضوں کی سہولت بہم پہنچائی جائے۔

اور آسان اقساط پر انہیں قرضے مہیا کیئے جائیں ۔ ساڑھے بارہ ایکڑ سے کم زمینداروں کو مالیہ اور آبیانہ کی چھوٹ دی جائے ۔ اس کے علاوہ چھوٹے کاشتکاروں کو بلا سود آسان شرائط پر قرضہ کی چھوٹ دی جائے ۔ قرضے کے حصول کا procedure اتنا complicated اور مشکل ہے کہ چھوٹے زمیندار جو قرضہ حاصل کرنے کے صحیح حقدار ہوتے ہیں وہ بینکوں پٹواری اور تحصیلدار کے پاس چکر لگا لگا کر تھک جاتے ہیں اور آخر کار وہ قرضہ لینے کا ارادہ ترک کر دیتے ہیں اس طرح صحیح حقداروں کو قرضہ مہیا نہیں ہوتا ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ آرڈر پلیز ۔

چوہدری غلام رسول ۔ جناب والا ۔ اب میں بے روزگاری کے مسئلہ کے متعلق عرض کروں گا کہ یہ ایک بہت اہم مسئلہ ہے ۔ خاص طور پر میں تعلیم یافتہ نوجوانوں کو بے روزگاری الاؤنس دینے کے لیے سفارش کروں گا آپ کی وساطت سے گورنمنٹ سے گزارش کروں گا کہ میٹرک کو کم از کم چھ سو روپے ماہوار ۔ ایف اے کو آٹھ سو روپے ماہوار بی اے بی ایس سی کو بارہ سو روپے ماہوار اور ایم اے ، ایم ایس سی کو پندرہ سو ماہوار اس وقت تک جب تک کہ گورنمنٹ انہیں ملازمت مہیا نہ کرے ماہانہ گزارہ الاؤنس یا بے روزگاری الاؤنس دیا جانا ضروری ہے ۔ اس کے علاوہ دیہی مزدور کو روزگار کے مواقع فراہم کرنا بہت ضروری ہے ۔ اس کے لیے علاقوں میں ٹیکس فری صنعتیں لگائی جائیں تاکہ وہاں صنعتی پیداوار میں اضافہ ہو اور ہمارے دیہی مزدوروں کو روزگار مہیا ہو سکے تاکہ ان کی حالت بھی بہتر ہو سکے ۔ اس کے علاوہ دیہی آبادی کے لیے علاج معالجہ کی سہولتیں بجلی ، پانی ، پختہ سڑکیں ، اعلیٰ تعلیمی درسگاہیں مہیا کرنا ضروری ہیں ۔ اس سے ایک تو دیہاتوں سے شہری آبادی کی طرف منتقل ہونا کم ہو جائے گا اور دوسرے دیہی عوام کی حالت بھی بہتر ہو سکے گی ۔

علاوہ ازیں میری گزارش یہ ہے کہ دیہی آبادی میں سات مرلہ سکیم کے ساتھ شہروں میں بھی کم از کم چار مرلہ سکیم کا اجراء کیا جانا ضروری ہے ۔ کیونکہ جس طرح دیہاتوں میں بے گھر لوگوں کو سات مرلہ سکیم کے تحت پلاٹ دیے جا رہے ہیں اسی طرح شہروں میں لوگوں کو زیادہ تکلیف ہے کیونکہ دیہاتوں میں تو لوگ کسی سے مکان مانگ کر بھی لے سکتے ہیں یا وہاں سستی زمین بھی مل جاتی ہے لیکن شہروں میں یہ مسئلہ بہت زیادہ پیچیدہ ہو چکا ہے ۔ اس لیے میری جناب کی وساطت سے گزارش یہ ہے کہ شہروں میں چار مرلہ سکیم کا اجراء کیا جائے

تاکہ شہری بے گھر لوگوں کو بھی پلاٹ مہیا ہو سکیں۔ اس کے علاوہ غریب لوگوں کو پلاٹ کے ساتھ ساتھ پانچ سے دس ہزار روپیہ تک ناقابل واپس رقم فراہم کی جائے تاکہ وہ اس مہنگائی کے زمانہ میں اپنے اس پلاٹ پر کم از کم ایک جھونپڑی ہی تعمیر کر سکیں۔ جناب والا۔ اگر غریب لوگوں کو صرف پلاٹ دے دیے جائیں تو اس مہنگائی کے زمانے میں ان کے لیے بہت مشکل ہو گا کہ وہ اپنے پلاٹ پر ایک کمرہ بھی تعمیر کر سکیں۔ اس لیے میری گذارش ہے کہ انہیں یہ امداد بھی فراہم کی جائے۔

اس کے علاوہ دیہی آبادی میں چھوٹے چھوٹے دوکانداروں پر کئی قسم کے ٹیکس عائد کئے جاتے ہیں۔ مثلاً مارکیٹ کمیٹی ٹیکس ڈسٹرکٹ کونسل ٹیکس اس کے علاوہ کئی قسم کے ٹیکس ہیں تو ان کو بہت پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ انہیں ان ٹیکسوں سے چھٹکارہ دلایا جائے۔ کچی آبادیوں میں development charges کی چھوٹ دی تھی۔ میری گذارش ہے کہ انہیں سو فیصدی development charges معاف کیے جائیں یعنی چھوٹ دی جائے اور ان کو پلاٹ مہیا کیے جائیں تاکہ وہ مکان وہاں پر تعمیر کر سکیں اور شہری کچی آبادیوں کے مکینوں کو کم از کم پلاٹ کے ساتھ دس ہزار روپے کا چیک بھی پیش کیا جائے تاکہ وہ اپنے پلاٹوں پر مکانات تعمیر کر سکیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا۔ اب میں آپ کی وساطت سے دو چار مقامی مسائل کی طرف حکومت کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ منڈی بہاؤالدین پنجاب کا سب سے بڑا سب ڈویژن ہے اس کو کئی سالوں سے ضلع کا درجہ نہیں دیا جا رہا۔ حالانکہ لیہ، بھکر، چکوال، خوشاب اور دہاڑی جیسے سب ڈویژنز کو اضلاع کا درجہ دے دیا گیا ہے لیکن پنجاب کے سب سے بڑے سب ڈویژن منڈی بہاؤالدین کو ضلع کا درجہ نہیں دیا جا رہا۔ اس کے علاوہ وہاں development کے لیے بجٹ میں کوئی رقم مختص نہیں کی گئی۔ وہاں تین چار مسائل کا حل بہت ضروری ہے۔ منڈی بہاؤالدین میں کمرشل انسٹی ٹیوٹ کئی سالوں سے ایک چھوٹی سی کرائے کی بلڈنگ میں چل رہا ہے۔ اس کی عمارت کے لیے فوری طور پر بندوبست کیا جائے۔ جناب والا وہاں لڑکوں کے لیے سات آٹھ ہائی سکول چل رہے ہیں لیکن لڑکیوں کے لیے صرف ایک ہائی سکول ہے۔ میں آپ کی وساطت سے گورنمنٹ سے اپیل کروں گا کہ وہ منڈی بہاؤالدین میں لڑکیوں کے لیے مزید ایک ہائی سکول کا اجراء کرے۔

جناب والا سیوریج کے لیے میں گزارش کروں گا کہ ایک بہت بڑی میونسپلٹی میں سیوریج سسٹم خراب پڑا ہے جس کی مرمت کا میونسپلٹی انتظام نہیں کر سکتی تو صوبائی حکومت سے گزارش کروں گا کہ سیوریج سسٹم منڈی بہاؤالدین کی درستگی کے لیے خصوصی گرانٹ فراہم کی جائے۔

جناب والا ۔ منڈی بہاؤ الدین ایک زرعی علاقہ ہے جس میں بہت بڑی شوگر مل لگی ہوئی ہے اور کروڑوں روپے کی چینی تیار ہو رہی ہے ۔ منڈی بہاؤ الدین کی زمین سے بہت غلہ پیدا ہوتا ہے ۔ لیکن اس علاقے میں سڑکوں، رابطہ سڑکوں farms to marketroad سڑکوں کی بہت کمی ہے۔

ایک معزز رکن ۔ جناب والا، میں نے ایک کھٹی پکڑا ہے ۔ یہ موجود ہے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ ٹھیک ہے جناب ۔

چوہدری غلام رسول ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ جناب والا میں آپ کی وساطت سے گورنمنٹ سے یہ پر زور اپیل کرتا ہوں کہ آئندہ بجٹ میں منڈی بہاؤ الدین کو فوری طور پر ضلع کا درجہ دیئے جانے کا اعلان کیا جائے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر ۔ مولانا محمد غیاث الدین صاحب ۔

مولوی محمد غیاث الدین ۔ اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم " وزنوا بالقسطاس المستقیم " جناب سپیکر! کسی معاشرہ ۔کسی قوم و ملک کی ترقی کے لیے دو چیزوں کا ہونا بہت ضروری ہوتا ہے ۔ ایک اس معاشرہ کا تعلیم یافتہ اور دوسرے اس معاشرہ کے افراد کا صحت مند ہونا ۔ تعلیم کے بغیر کوئی معاشرہ ترقی نہیں کر سکتا۔ اور صحت کے بغیر کوئی معاشرہ تعلیم یافتہ نہیں ہو سکتا ۔ ان دو چیزوں کی طرف موجودہ حکومت نے خصوصی توجہ دے کر اور موجودہ بجٹ میں تعلیم اور صحت کے لیے خصوصی رقوم مختص کر کے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ اپنے معاشرے اور ملک کے جملہ افراد کو تعلیم اور صحت کے معاملہ میں بھی ترقی دینا چاہتی ہے ۔ چنانچہ موجودہ بجٹ میں سب سے زیادہ ترجیحات تعلیم کے لیے مختص کی گئی ہے ۔ میں اس کے لیے وزیر خزانہ اور محکمہ تعلیم کو مبارک باد پیش کرتا ہوں ۔ اس کے ساتھ ساتھ دوسرا درجہ صحت کے لیے رکھا گیا ہے ۔ اس لحاظ سے بھی میں مبارک باد پیش کرتا ہوں، لیکن ایک چیز عرض کیے بغیر نہیں رہ سکتا ہوں ۔ تعلیم جو کہ سب

سے پہلے معاشرے کی ترقی کا سبب بنتی ہے۔ اس میں ذہنی طور پر بہتر تربیت کا ہونا ضروری ہے اور بہتر ذہنی تربیت اسلامی تعلیمات سے ہوتی ہے۔ میں یہ گذارش کروں گا اپنی حکومت سے کہ آج ہماری تعلیم میں نظریاتی تعلیم کا اثر بہت کم ہے۔ جس کی وجہ سے ہمارا نوجوان طبقہ خراب ہو رہا ہے۔ اور نظریاتی طور پر روز بروز خراب ہوتا چلا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر، میں یہ عرض کروں گا کہ آپ کے دیہات یا کسی قصبے کا رہنے والا کوئی شخص سوشلسٹ یا کمیونسٹ نظر نہیں آئے گا۔ سوشلسٹ کسی یونیورسٹی سے یا کسی
کالج کا پڑھا ہوا نظر آئے گا، اس کی کیا وجہ ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہماری مغربی نظام (2)
تعلیم کا اثر ہے۔ ہماری تعلیم کو اسلام کے ڈھانچہ میں ڈھالنا چاہیے۔ نظام تعلیم میں تغیر لا کر اس کو اسلام کے مطابق بنانا اشد ضروری ہے۔ اگر اس طرح عمل کیا جائے تو پھر ہمارا معاشرہ اور ہمارا ملک بھی درست ہو جائے گا۔ تو جہاں پر ہمارے ارباب اقتدار نے تعلیم پر بہت زور دیا ہے۔ میں گذارش کروں گا کہ وہاں پر تعلیم کو عین اسلامی بنانا بھی موجودہ حکومت کا حق بنتا ہے۔ میرے ذہن کے مطابق موجودہ بجٹ میں حکومت نے مسائل کے حل کے لیے ترجیحی بنیادوں پر توجہ دی ہے۔ دیہاتوں میں جناح کالونیز کا منصوبہ، میں سمجھتا ہوں
کہ دیہاتی لوگوں کے لیے بڑا اطمینان بخش بنایا گیا ہے۔ کیونکہ دیہاتوں میں اکثر و بیشتر لوگ کاشتکار (3)
تھے۔ انہیں بڑی تکالیف ہوتی تھیں اور ان کے رہنے کے لیے کوئی جگہ نہیں تھی اور یہ موجودہ حکومت کا بہت اچھا اقدام ہے، کہ دیہاتوں میں سات مرلہ سکیم کا پروگرام بنا کر انہوں نے بہت زیادہ لوگوں کو حوصلہ عطا کیا ہے۔ اور اس کے ساتھ دیہی آبادی کا جو رجحان شہروں کی طرف بڑھ رہا تھا اور لوگ دیہات سے شہروں میں آباد ہونے کا سوچتے ہیں، اس سوچ میں بھی کسی حد تک کمی آ جائے گی۔ موجودہ حکومت نے کچی آبادیوں کی ترقی کے لیے 26 کروڑ روپے مختص کیے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان غریب لوگوں کی طرف توجہ دے کر موجودہ حکومت نے بہت بڑا کارنامہ سرانجام دیا ہے۔ کچی آبادیوں میں اکثر زندگی کی بنیادی سہولیات نہ
ہونے وجہ سے لوگ بیمار رہا کرتے تھے۔ اب موجودہ حکومت نے کچی آبادیوں کے (4)
development کے لیے 26 کروڑ روپے کی رقم مختص کر کے ان کی صحت اور آبادکاری کا بہترین انتظام کر دیا ہے۔ اس لحاظ سے بھی ہماری حکومت مبارکباد کی مستحق ہے
محکمہ تعمیرات اور محکمہ آبپاشی کے ملازمین جن کی مدت ملازمت کو شمار نہ کر کے،

ان کو پنشن دی جاتی تھی۔ موجودہ حکومت نے ان کی مدت ملازمت کو پنشن میں شمار کر کے ان کا ایک دیرینہ مسئلہ حل کر دیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس لحاظ سے یہ پانچ کروڑ روپیہ جو کہ ان کے لیے رکھا گیا ہے۔ یہ ملازمین کو تسلی دینے اور حوصلہ دینے کے مترادف ہے

~~(اس موقع پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر تشریف لائے)~~

جناب سپیکر، دیہاتی آبادی کا شہروں کی طرف منتقل ہونے کا ایک سبب اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ دیہاتوں میں شہروں کی طرح سہولتیں میسر نہیں ہوتی۔ مثلاً آج کل زندگی کی بنیادی ضرورت کے لیے سڑکیں اور بجلی وغیرہ ضروری ہیں اکثر و بیشتر دیہاتوں میں بجلی کی فراہمی نہ ہونے اور آمد و رفت کی سہولتیں اور ذرائع نہ ہونے کی وجہ سے لوگ سوچتے ہیں کہ انہیں شہروں میں جا کر آباد ہونا چاہیے۔ موجودہ حکومت نے 67 کروڑ روپے farms to market road کے لیے مختص کیے ہیں اور بجلی کی طرف خصوصی توجہ دی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت ہی مستحسن قدم ہے اس کی وجہ سے شہروں کی طرف آبادی کا دباؤ بہت کم ہو جائے گا۔

جناب سپیکر farms to market road بننے سے پہلے یہ بھی ہوتا تھا کہ دیہاتوں اور قصبوں میں رہنے والوں کو اپنی اجناس منڈی تک پہنچانے میں بہت تکلیف ہوتی تھی جس کی وجہ سے اکثر زمینداروں کو دیہاتوں میں جنس فروخت کر کے بڑا نقصان اٹھانا پڑتا تھا۔ موقع پرست حضرات دیہاتوں میں جا کر اپنی مرضی سے جنس خریدتے تھے۔ اور زمیندار کو نقصان اٹھانا پڑتا تھا۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ سڑکوں کا بن جانا اور حکومت کا اس طرف گہری توجہ دینا زمیندار کی فلاح کے لیے ایک بہت مستحسن قدم ہے۔ اس سہولت کی وجہ سے اپنی اجناس منڈی میں باآسانی پہنچائیں گے اور قیمت market price حاصل کریں گے۔ جناب سپیکر موجودہ حکومت نے تعلیم کے ساتھ ساتھ صحت کی طرف جو توجہ دی ہے اس کی سب سے بڑی دلیل دیہاتوں میں نئے بنیادی ہیلتھ سنٹروں کے قیام کے لیے 40 کروڑ روپے کا مختص کیا جانا ہے۔ یہ بہت اچھا قدم ہے۔ دیہاتوں میں پہلے معمولی سے چھوٹے چھوٹے ہسپتال ہوتے تھے۔ اس وقت وہاں اگر کسی کو زیادہ تکلیف ہوتی تھی تو اسے شہر کی طرف رُخ کرنا پڑتا تھا۔ ایک مریض کو شہر کے ہسپتال میں پہنچاتے پہنچاتے اتنا وقت لگ جاتا تھا کہ اکثر و بیشتر وہ راستے میں دم توڑ دیتا تھا۔ موجود

حکومت کا دیہاتی ہیلتھ سنٹروں میں زچہ بچہ خانہ اور دو بستروں کا انتظام کو دینا بھی بہت بہتر قدم ہے اس کے علاوہ ڈاکٹروں کی تعداد بڑھانا بھی مستحسن قدم ہے۔ دیہاتوں میں جو ڈاکٹر حضرات متعین کیے جاتے تھے ان میں سے بہت کم دیہاتی ہسپتالوں میں جاتے تھے اس لیے کہ وہاں پران کو رہائش اور سکونت کا انتظام نہیں ہوتا تھا۔ موجودہ بجٹ میں ڈاکٹروں کی رہائش گاہوں کے لیے دیہاتی ہسپتالوں میں 39 ء 19 کروڑ روپے مختص کیے گئے ہیں۔ اس سے ڈاکٹروں کی رہائش کے لیے مکانات تعمیر کیے جائیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت اچھا اقدام ہے۔ اس سے ڈاکٹر ہسپتالوں میں موجود رہیں گے اور دیہاتی لوگوں کو صحت کے معاملے میں ہر وقت ان سے رابطہ قائم رکھنے کا موقع مل جائے گا۔

جناب سپیکر! موجودہ حکومت نے پینے کے پانی کے لیے 61 ء 38 کروڑ روپے مختص کیے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بھی بہت مستحسن فیصلہ ہے۔ دیہاتوں کے اندر پینے کا پانی معیاری میسر نہ ہوتا تھا۔ بعض علاقوں میں جہاں کڑوا پانی ہوتا تھا یا اکثر لوگ جو کنوؤں کا پانی استعمال کرتے تھے وہ اس سے کئی قسم کی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتے تھے۔ حکومت کا قصبات و دیہات میں پینے کے پانی کا انتظام کرنا اور اس طرف خصوصی توجہ دینا قابل ستائش ہے۔ امراض مضر صحت پانی پینے سے اکثر دیہاتی پیٹ کی امراض میں مبتلا ہو جاتے تھے۔ یہ اقدام بہت حد تک ان کو تندرست رکھنے کے مترادف ہے۔ بہت بہتر دیہاتوں میں چھوٹی صنعتوں کے قیام کے لیے ساڑھے تین کروڑ روپے موجودہ بجٹ میں مختص کئے گئے ہیں۔ دیہاتوں کی آبادی شہروں کی جانب منتقل ہونے کا ایک سبب یہ تھا کہ دیہاتوں میں کاروبار کے مواقع بہت کم میسر آئے ہیں۔ دیہاتوں کے اندر فیکٹریاں نہیں۔ کارخانے نہیں، موجودہ حکومت نے چھوٹی صنعتوں کے قیام کے لیے ساڑھے تین کروڑ روپے مختص کیے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا اچھا اقدام ہے۔ اس طرح دیہاتیوں کو کام کاج کرنے کے مواقع اپنے گھروں میں فراہم ہو جائیں گے۔

پولیس کے لیے موجودہ بجٹ میں جدید ہتھیاروں کی خرید، ٹرانسپورٹ اور وائرلیس کے لیے مختص کردہ رقم بھی بڑا اچھا اقدام ہے۔ جرائم پیشہ افراد کے پاس جدید قسم کے آلات ہوتے تھے اور تیز رفتار قسم کی سواریاں ہوتی تھیں لیکن پولیس فرسودہ اور پرانی قسم کے ہتھیار ہونے کی وجہ سے ان کا مقابلہ نہیں کر سکتی تھی۔ پولیس کے تازہ بہ تازہ دستہ

واقعات ہمارے سامنے آچکے ہیں۔ کہ جرائم پیشہ افراد کے پاس جدید قسم کے ہتھیار ہونے کی وجہ سے پولیس کے بڑے بڑے افسروں کا نقصان ہو گیا ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ جدید قسم کے ہتھیار ٹرانسپورٹ اور وائرلیس مہیا کرنے کے لیے موجودہ حکومت نے جو پولیس کے لیے فنڈز رکھے ہیں یہ بڑا اچھا اقدام ہے اس سے جرائم کی روک تھام ہو گی۔ اس سے مجرم کی حوصلہ شکنی ہو گی۔

جناب سپیکر میں اب رشوت کی طرف آتا ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آج رشوت کا دور دورہ ہے۔ ہمارے معاشرے میں رشوت کو پولیس کی جانب بہت زیادہ منسوب کیا جاتا ہے۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہو سکتی ہے کہ کچھ تو بڑے بڑے افسران اپنی عیش و عشرت کے سامان مہیا کرنے کے لیے رشوت لیتے ہیں لیکن چھوٹے طبقے کے ملازم معاشرے میں تنگ آکر مہنگائی کے ہاتھوں مجبور ہو کر عزبت و افلاس کی وجہ سے مجبور ہو کر رشوت لیتے ہیں۔ اس لیے ملازمین کی تنخواہوں کے متعلق ضرور موجودہ حکومت کو سوچنا چاہیے جبکہ ان کو خاطر خواہ تنخواہ ملے گی تو پھر وہ رشوت کی طرف مائل نہیں ہوں گے ایک ایسا طبقہ جو عزبت و افلاس کی وجہ سے تنگ آکر رشوت لیتا ہے وہ اس کے متعلق نہیں سوچے گا۔

جناب سپیکر میں اپنے علاقے سے متعلق عرض کروں گا۔ میرا علاقہ تحصیل شکر گڑھ پاکستان کا backward area تصور کیا جاتا ہے۔

تحصیل شکر گڑھ کے علاقہ کے میں اکثر دیہاتوں میں سڑکیں نہیں ہیں لوگ آج بھی وہاں پتھر کے زمانے کی زندگی گذار رہے ہیں relief کے ڈائریکٹر گذشتہ دنوں ہمارے علاقے میں گئے تھے انہوں نے سروے کر کے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ اس علاقے میں جا کر مجھے پتھر کا زمانہ یاد آگیا ہے۔ کہ لوگ ابھی تک وہاں پتھر کے زمانے کی طرح زندگی گذار رہے ہیں۔ جبکہ ہم بھی پاکستان کا حصہ ہیں۔ ہم اگر کبھی کسی سڑک کے متعلق مطالبہ کرتے ہیں جو کہ آج ترقی اور لوگوں کی سہولت کے لیے ایک مؤثر ذریعہ ہے تو ہمیں یہ کہہ کر ٹال دیا جاتا ہے کہ ہم چونکہ سرحد پر بسنے والے ہو۔ بارڈر پر رہنے والے ہو بارڈر پر این او سی نہیں دیا جاتا۔ وہاں سڑکیں نہیں بنائی جاتیں۔ ڈیفنس کے لحاظ سے سڑک کا اپنا نقصان دہ ہے۔ جناب سپیکر کیا ہمارا یہ جرم ہے کہ ہم سرحد پر نیم فوجیوں کا کام کرتے ہیں اور وہاں رہتے ہیں۔ ہم نے یہ دیکھا ہے کہ 1971 کی جب جنگ ہوئی ہے تو وہاں پر متعین بارڈر

پولیس والے وہاں گئے رہائشیوں سے پہلے ہی بارڈر کو چھوڑ کر دوڑ گئے تھے۔ اور وہاں کے لوگ نیم فوجیوں کا کام کرتے رہے تو جس طرح سے پاکستان کے دوسرے علاقوں میں رہنے والے لوگ بنیادی سہولتوں بالخصوص بجلی اور سڑکوں کا حق رکھتے ہیں اسی طرح علاقہ شکر گڑھ کے لوگ بھی سڑکوں اور بجلی کے مستحق ہیں۔

جناب سپیکر۔ امیر احلقہ انتخاب شکر گڑھ شہر اس مرتبہ ایک بڑی تکلیف میں مبتلا ہے وہاں پر لاریوں کا اڈہ بغیر کسی منصوبے کے شہر سے باہر نکال دیا گیا ہے۔ شہر سے باہر اڈہ نکالنے کی وجہ سے بسیں شہر کے درمیان سے گذرتی ہیں۔ ہر وقت حادثے کا خطرہ رہتا ہے۔ اس سڑک کے آس پاس دوکاندار معیبت میں مبتلا ہو رہے ہیں جب گرد و غبار اڑتا ہے تو وہ اس کے اڑنے سے سانس کی امراض میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ اڈے کو شہر سے باہر نکالنے سے پہلے یہ ضروری ہوتا ہے کہ by pass بنایا جائے لیکن پتہ نہیں کہ یہ کس نے منصوبہ بنایا ہے کہ اڈا تو شہر سے باہر نکال دیا گیا ہے۔ لیکن by pass تعمیر نہیں کیا گیا۔ جناب سپیکر۔ میں یہ گذارش کروں گا کہ اگر اڈے کو باہر نکالا گیا ہے تو پھر شکر گڑھ شہر میں by pass بھی بنانا چاہیے۔ تاکہ وہ شہری جو گرد و غبار کی وجہ سے سانس اور دیگر امراض میں مبتلا ہو رہے ہیں ان کا کسی حد تک مداوا ہو سکے

جناب سپیکر! میں اپنے علاقے کی ضرورت عرض کرنا چاہتا ہوں یہ میری آخری گذارش ہے کہ شکر گڑھ میں ڈسٹرکٹ کونسل کی پراپرٹی ہے اس ڈسٹرکٹ کونسل بورڈ کی پراپرٹی میں دوکانداروں نے اپنی آمدنی سے اپنے پیسوں سے دوکانیں تعمیر کی ہیں اور مدتوں سے وہ ان دوکانوں میں اور ان مکانوں میں رہائش پذیر ہیں لیکن ڈسٹرکٹ کونسل بورڈ والے صرف جگہ کے مالک ہونے کی وجہ سے ہر سال دس فیصدی کرایہ بڑھاتے چلے جا رہے ہیں جبکہ آج سے دس سال پہلے ان کا چالیس یا پچاس روپے کرایہ تھا۔ اس وجہ سے لوگوں کا جینا مشکل ہو گیا ہے۔ وہاں کے دوکاندار بہت زیادہ پریشان ہیں جبکہ شکر گڑھ کا علاقہ تین جنگوں کا شکار ہو چکا ہے۔ اور وہ دوکاندار جو ڈسٹرکٹ کونسل کی پراپرٹی پر اپنی دوکانیں تعمیر کر چکے ہیں ان دوکانداروں نے تین مرتبہ دوکانیں تباہ ہونے پر اپنی رقم لگا کر دوکانیں بنائی ہیں جبکہ آج ان دوکانوں کا کرایہ آج سے تقریباً پانچ سال پہلے کے کرایہ کی نسبت 300 % بڑھا دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر میں ارباب اقتدار سے یہ گذارش کروں گا کہ میرے ان علاقے کے لوگوں کو جنہوں نے ڈسٹرکٹ کونسل کی پراپرٹی پر دوکانیں بنائی ہیں جس طرح سے دیگر علاقوں میں کچی آبادی کے مالکانہ حقوق دیے جا رہے ہیں، ان کو بھی مالکانہ حقوق دے دیے جائیں۔ اگر یہ نہیں تو پھر مستقل طور پر انہیں مالک بنانے کے لیے اس جگہ کی مناسب قیمت لگائی جائے۔ اور ان دوکانداروں اور مکانوں کے مالکوں کو مالکانہ حقوق دے دیے جائیں۔ میں انہیں الفاظ پر ختم کرتا ہوں۔

جناب ریاض حسین پیرزادہ۔ میں ایک مرتبہ پھر پوائنٹ آوٹ کرنا چاہتا ہوں کہ اس ایوان کی کارروائی کی جانب اگر آپ نظر ڈالیں تو اس وقت صرف دو وزیر موجود ہیں نہ فنانس منسٹر موجود ہیں اور نہ ہی وزیر پارلیمانی امور یہاں موجود ہیں۔ ہماری ان تقاریر اور تجاویز کا حکومت کو کیا فائدہ ہے۔ اور ہم کیا نمائندگی کر رہے ہیں اپنے علاقے کی جبکہ نہ تو سننے والے افسران موجود ہیں اور نہ ہی وزراء صاحبان موجود ہیں اس کے ساتھ ہی میں پھر اعتراض کرتا ہوں کہ کورم بھی پورا نہیں ہے۔

چوہدری گل نواز خاں وڑائچ۔ جناب اگر تھوڑی جیہی آزادی دیوتے میں اک چھوٹی جیہی گل سنا دیاں۔

جناب سپیکر۔ جناب اس سیٹ پہ آپ بات نہیں کر سکتے۔

چوہدری گل نواز خاں وڑائچ۔ جناب استدعا یہہ ہے کہ اک غریب آدمی مخدوم صاحب نال اوہناں دے سویرے چلا گیا اوتھے جا کے اوہناں کیہہ کیتا کہ مخدوم صاحب دی پلیٹ وچ اوہ دس بیڑے پا دتے تے جیہڑا نال سی اوہنوں اکو بیڑا پا دتا۔ جدوں اوس نے دیکھیا کہ اوہناں دی پلیٹ وچ پنج ست نیں تے میری پلیٹ وچ اکو اے تے اوس نے کیتا پھر پھر۔ کسے نے پچھیا کی آ۔ اوہنے کہیا کہ ایہہ دی جا کے ڈار وچ رل جاوے۔ اسی ایناں تیناں نوں استدعا کرنے آں کہ ایہہ وی جا کے ڈار وچ رل جان ایہہ کیوں ایتھے بیٹھے ہوئے نیں۔

(تالیاں)

جناب سپیکر۔ کورم نہیں ہے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(گھنٹیاں بجائی جائیں)

گنتی کی جائے (گنتی کی گئی) ۔ کورم پورا نہیں ہے ۔ ایوان کی کارروائی کل صبح 9 بجے تک کے لیے ملتوی کی جاتی ہے ۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی مورخہ 28 مئی 1986ء صبح 9 بجے تک ملتوی کی گئی)

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

بدھ، ۲۸ مئی ۱۹۸۶ء

(چہارشنبہ ۱۸ رمضان المبارک ۱۴۰۶ھ)

جلد ۶ شمارہ ۱۱

سرکاری رپورٹ

مندرجات

بدھ، ۲۸ مئی ۱۹۸۶ء

صفحہ نمبر

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ — — — — — — — ۷۸۳
اراکین اسمبلی کی رخصت — — — — — — — ۷۸۴
مسئلہ استحقاق — — — — — — — ۷۸۵
پنجاب اسمبلی کے سپیکر کے خلاف ہتک آمیز الفاظ کا استعمال — — — — ۷۸۶
مولانا منظور احمد چنیوٹی کی جانب سے جناب سپیکر کے خلاف اہانت آمیز ریمارکس — — ۸۰۲
سپیکر صوبائی اسمبلی پر غلط الزام تراشی — — — — — — — ۸۰۳
مقدس چیئر کے خلاف توہین آمیز کلمات — — — — — — ۸۰۷
میزانیہ برائے سال ۸۷-۱۹۸۶ء پر عام بحث (جاری) — — — — — ۸۲۱

صوبائی اسمبلی پنجاب کا چھٹا اجلاس

بدھ، 28 مئی، 1986ء
(چہارشنبہ 18 رمضان المبارک، 1406ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبر لاہور میں صبح ۹ بجے منعقد ہوا
جناب سپیکر میاں منظور احمد وٹو کرسی صدارت پر متمکن ہوئے

تلاوت قرآن پاک اور اس کا اردو ترجمہ قاری علی حسین صدیقی نے پیش کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ
الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ
يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ
يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا
وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ
خَبِيْرٌ ۝ وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ اِدْفَعْ
بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ
وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ (س حجرات ۴۹ آیات ۱۲، ۱۳ - س حم سجدہ آیت ۳۴)

اے مسلمانو:۔ بہت سے گمان کرنے سے احتراز کیا کرو کہ بعض گمان گناہ ہیں اور ایک دوسرے کے حالات کا تجسس نہ کیا کرو (سراغ نہ لگایا کرو) اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ وہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے اس سے تو ضرور تم نفرت کرو گے (تو غیبت نہ کرنا) اور اللہ سے ڈرتے رہو بیشک اللہ توبہ قبول کرنے والا ہے۔

اے تمام انسانو :۔ ہم نے تمکو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور پھر تمکو قبیلوں اور قوموں میں تبدیل کر دیا تاکہ تم ایک دوسرے کو شناخت کر سکو بیشک اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ معزز وہ ہے جو سب سے زیادہ برائیوں سے پرہیز کرتا ہو بے شک اللہ سب کچھ جانتے والا خبردار ہے

اور بھلائی و برائی برابر نہیں ہو سکتی تم سخت کلامی کا کچھ اس طریق سے جواب دو جو بہت ہی اچھا ہو۔ ایسا کرنے سے تم دیکھو گے کہ جسکے اور تمہارے درمیانی عداوت تھی وہ وہ تمہارا گہرا دوست بن گیا ہے بند۔

وَمَا عَلَيْنَآ اِلَّا الْبَلٰغُ

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر:۔ اب اراکین کی رخصت کی درخواستیں لی جائیں گی۔

جناب بشیر احمد انصاری

سیکرٹری اسمبلی:۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب بشیر احمد انصاری صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

26 تاریخ کو بوجہ بخار میں حاضر نہ ہو سکا۔ 26 تاریخ کی رخصت عنایت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر:۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

مہر مقبول احمد فتیانہ

سیکرٹری اسمبلی:۔ مندرجہ ذیل درخواست مہر مقبول احمد فتیانہ صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

بندہ کل مورخہ 26-5-1986 کو اسلام آباد ضروری کام کے لیے چلا گیا تھا برائے مہربانی ایک یوم کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر:۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب نذر محمد دوگل

سیکرٹری اسمبلی:۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب نذر محمد دوگل صاحب رکن صوبائی اسمبلی

کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

ایک ضروری کام کے لیے اسلام آباد گیا تھا۔ اس لیے ایوان میں حاضر نہیں ہو سکا۔

جناب سپیکر:۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

جناب کمال محمد خان لالیکا

سیکرٹری اسمبلی:۔ مندرجہ ذیل درخواست جناب کمال محمد خان لالیکا صاحب رکن صوبائی اسمبلی کی طرف سے موصول ہوئی ہے۔

گزارش ہے کہ میں 24-5-1986 اور 26-5-1986 کے اجلاس میں ایک ضروری کام کی وجہ سے نہ آسکا۔ دو دن کی رخصت عطا فرمائی جائے۔

جناب سپیکر۔ اب سوال یہ ہے۔

کہ مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔

(تحریک منظور کی گئی)

میاں محمد اسحاق:۔ پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ اتنا اہم اجلاس ہے۔ بجٹ پر بحث جاری ہے اور کورم پورا نہیں ہے۔ اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ گنتی کی جائے۔۔۔۔ کورم پورا نہیں۔ گھنٹیاں بجائی جائیں۔۔۔۔۔ اب کورم پورا ہے۔

مسئلہ استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ یہ تحریک استحقاق چوہدری محمد اعظم چیمہ صاحب۔ میاں ممتاز احمد متیانہ صاحب۔ چوہدری اکرام الحق صاحب، میاں ریاض حسین پیرزادہ صاحب۔ حاجی جمشید عباس قیصر صاحب اور اسی قسم کی تحریک استحقاق سردار نصراللہ خاں دریشک صاحب۔ دیوان عاشق حسین بخاری صاحب۔ سردار اللہ یار حراج صاحب۔ رانا پھول محمد خاں صاحب اور جناب شفقت عباس صاحب کی طرف سے ہے۔ میں چوہدری محمد اعظم چیمہ صاحب سے

عرض کروں گا کہ وہ اپنی تحریک استحقاق پیش کریں۔

چوہدری اکرام الحق: جناب سپیکر جس صاحب کے خلاف یہ تحریک استحقاق پیش کی گئی ہے۔ وہ اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہیں۔ کیونکہ میں بھی اس کے محرک حضرات میں سے ایک ہوں۔ اس لیے میں درخواست کروں گا کہ ان کا انتظار کیا جائے تاکہ تمام کارروائی ان کے سامنے ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد اس پر کارروائی شروع ہو گی اور عین ممکن ہے کہ وہ اس دوران تشریف لے آئیں اور ان کا نقطہ نظر ضرور سنا جائے گا۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر اگر وہ شخص کراچی میں ہو۔ لندن میں ہو یا امریکہ میں ہو۔ جس کے متعلق تحریک استحقاق پیش کی جا رہی ہو تو اس کا اس ہاؤس میں موجود ہونا لازمی نہیں ہے۔ اور نہ ہی رولز میں ایسی کوئی گنجائش ہے۔ اگر کوئی صاحب اس ایوان سے تعلق رکھتے ہیں۔ جب وہ آئیں گے۔ وہ اس کا جواب دے سکتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں جی چوہدری صاحب

پنجاب اسمبلی کے سپیکر کے خلاف ہتک آمیز الفاظ کا استعمال

چوہدری محمد اعظم چیمہ: جناب سپیکر حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملے کو زیر بحث لانے کے لیے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ 27 مئی 1986 کے اخبار نوائے وقت میں مولانا منظور احمد چنیوٹی ممبر صوبائی اسمبلی کے حوالے سے ایک پریس کانفرنس کے ذریعے ایک بیان شائع ہوا ہے۔ بیان متذکرہ میں معزز ممبر نے ایوان پنجاب اسمبلی کے سپیکر کے خلاف ہتک آمیز الفاظ استعمال کئے ہیں اور صوبائی اسمبلی میں ان کے فیصلوں کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے۔ یہاں تک کہ یہ دھمکی بھی دی گئی ہے کہ سپیکر صوبائی اسمبلی پنجاب اپنی اصلاح کریں

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر۔ اب لازم ہو گیا ہے کہ مولانا کے تشریف لانے پر ہی پیش کی جائے۔ چونکہ تحریک استحقاق ان کے خلاف ہے۔ وہ اس معزز ایوان کے رکن ہیں۔ اس لیے چیمہ صاحب کو دوبارہ پڑھنی چاہیئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کو اس کی ایک کاپی مہیا کر دی جائے گی۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ: معزز ممبر صوبائی اسمبلی نے قانون، رولز اور پارلیمانی روایات کو بالائے طاق رکھ کر معزز سپیکر پنجاب اسمبلی کے فیصلوں کو بلاوجہ ہدف تنقید بناتے ہوئے نہ صرف دھمکی دی ہے۔ بلکہ کردار کشی بھی کی ہے کہ جناب سپیکر قادیانیوں کی سرپرستی کر رہے ہیں۔ حالانکہ قبل ازیں اسمبلی کے ریکارڈ کے مطابق تسلیم کر لیا تھا۔ اس واقعہ سے نہ صرف معزز سپیکر کی توہین ہوئی ہے۔ بلکہ معزز ایوان کی بھی توہین ہوئی ہے اور ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ مزید برآں رولز قانون اور پارلیمانی روایات کے خلاف معزز ایوان کا استحقاق مجروح کئے جانے پر مذکورہ ممبر کے خلاف مناسب کارروائی عمل میں لائی جانی ضروری ہے نقل اخبار لف ہذا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس پر اپنا کوئی بیان دیں گے۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ: جناب سپیکر.....

رانا پھول محمد خاں: جناب سپیکر بہتر تو یہ ہوگا کہ تحریک استحقاق اس ایوان میں ہی پڑھی جائیں اور محرکین اپنا اپنا بیان دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب۔ یہ ایک ہی قسم کی تحاریک استحقاق ہیں۔ اس تحریک کو ایک ہی بار پڑھا ہوا تصور کیا جائے اور ہر محرک اپنا اپنا بیان دے۔

رانا پھول محمد خاں: جناب والا میرا مضمون اس سے مختلف ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے آپ کو الگ پڑھنے کی اجازت دی جائے گی۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ: جناب سپیکر میں یہ استدعا کروں گا کہ اگر تحاریک ... ایک ہی موضوع پر ہیں تو پھر ہر محرک کو اجازت دی جائے کہ وہ اپنا اپنا بیان دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل ٹھیک ہے آپ اپنا بیان دیں۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ: جناب سپیکر میں نے جو تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ اس کے مطابق یہ امر میرے لیے قابل افسوس بھی ہے کہ میں نے جس ممبر کے خلاف تحریک استحقاق پیش کی ہے۔ وہ اس بنچ پر میرے بڑے بھی ہیں۔ جناب والا بات اصول اور قواعد کی ہے۔ جناب سپیکر اس معزز ایوان کے چیئرمین ہیں اور قواعد و ضوابط کے مطابق وہ اس ایوان کا تقدس ہیں۔ جہاں تک قواعد انضباط کار اور آئین کا تعلق ہے۔ کسی رکن کو جناب سپیکر پر کسی قسم کی تنقید یا ان کے کسی

فیصلے پہ اعتراض کرنے کا حق نہیں ہے۔ میں یہ بھی اعتراف کرتا ہوں کہ قانون اور آئین کے مطابق ہر ممبر کو چاہے وہ کسی مکتبہ فکر کسی بھی پارٹی سے تعلق رکھتا ہو آزادی رائے حاصل ہے۔ لیکن جہاں تک اسمبلی کے قواعد مقدس آئین اور جناب سپیکر کے فیصلے کا تعلق ہے تو کسی ممبر کو اصولی طور پر کوئی اختیار نہیں کہ اسمبلی کی کارروائی کے بارے میں یا معزز سپیکر کے متعلق کسی قسم کی رائے زنی کر سکے۔ میں تو یہاں تک عرض کروں گا کہ ہمیں اصولی طور پر قواعد انضباط کار کا پابند رہنا چاہیئے۔ اور میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ہمیں قائد ایوان اور جناب سپیکر کے معاملے میں ہمیشہ احتیاط سے کام لینا چاہیئے۔ اگر ہم نے بطور ممبر جناب سپیکر کے فیصلوں پر تنقید کی تو اس طرح نہ صرف ایوان کی قدر و منزلت کم ہو جائے گی۔ بلکہ بیرونی ممالک میں بھی ہمیں عزت کی نگاہ سے نہیں دیکھا جائے گا۔ یہ ادارہ ایک پارلیمانی اور معزز ادارے کو قانون بنانے کا شرف حاصل ہے۔ یہ ادارہ جس کو قانون بنانے میں اوّلیت حاصل ہے۔ اس کے بارے میں یا اس کے چیئرمین کے بارے میں کسی ممبر کو کبھی بھی کچھ کہنے کی جرأت نہیں ہونی چاہیئے۔ جہاں تک مولانا کا تعلق ہے تو مولانا صاحب نے پریس کانفرنس میں ارادتاً ایسا کیا ہے۔ حالانکہ جو تحریک وہ پیش کرنا چاہتے تھے۔ کہ اخبارات میں بھی درج ہے۔ اگر اخبارات پڑھنے کی اجازت دی جائے تو میں پڑھ دیتا ہوں۔ جناب والا۔ وہ واقعہ جو آج سے نصف صدی قبل کا تھا۔ اُسے رولز کے مطابق کسی صورت میں بھی اس اسمبلی میں زیر بحث نہیں لایا جا سکتا تھا۔ لیکن قانون اور رولز کی وضاحت کرنی مجھے اس وقت مقصود نہیں ہے کیونکہ یہ ہر ممبر پہ واضح ہے۔ اس لیئے اپنی بات مختصر کرتے ہوئے عرض کروں گا کہ انہوں نے ہماری توہین کی ہے اور اصولی طور پہ انہوں نے غلطی کی ہے اور انہیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ اس لیے نہ صرف ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ بلکہ اس مقدس ایوان کا استحقاق بھی مجروح ہوا ہے۔ ہم سپیکر صاحب کو اپنا چیئرمین مانتے ہیں۔ وہ اس ادارے کے معزز چیئرمین ہیں۔ اس لیے ان کے بارے میں رولز کے خلاف کوئی بات کرنے کا کسی رکن کو اختیار نہیں ہے۔ اب میں اجازت چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میاں ممتاز احمد متیانہ صاحب

مخدوم زادہ سید حسن محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ جو تحریک پیش کی

کی گئی ہے۔ اس میں تھوڑی سی مزید ترامیم ہونی چاہیئے تھی۔ کیا آپ oral یا verbal ترمیم کی اجازت دے سکتے ہیں؟ میں آپ کے سامنے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ سپیکر کے متعلق صرف بیان کا تعلق نہیں۔ بلکہ جس اخبار میں ایسے بیانات چھپیں وہ اخبارات بھی breach of privilege کی زد میں آتے ہیں۔ میں یہ ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں۔

The Law of Parliamentary Privileges of India Page 200 یہ ہے۔

اس کا متن یہ ہے۔

(8) CRITICISM OF THE SPEAKER IN NEWS PAPER

The Deccan Chronicle published on various dates-3rd May, 30th May, and 22nd June, 1969 Criticism of the Speaker, Shiri Kalishwera Rao, for his silence regarding the controversy as to the construction of a new hospital.

The Committee of Privileges held that the Editor was guilty in attacking the Speaker. The Committee took the opportunity to explain the exalted position of the Speaker from the following citations :

رانا پھول محمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب! مخدوم زادہ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہی بول رہے ہیں، آپ تشریف رکھیں۔

رانا پھول محمد خان: مخدوم زادہ صاحب کے پاس Indian Perliament کی کتاب موجود ہے۔ لیکن وہ میہ پارلیمنٹ پریکٹس کے صفحہ 152 کو پڑھ لیں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ تحریک استحقاق پارلیمانی روایات کے مطابق ہے یا منافی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ اس کو condemn نہیں کر رہے ہیں۔ راناصاحب آپ تشریف رکھیں (قطع کلامیاں) آرڈر پلیز۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا۔ اگر محترم مخدوم زادہ صاحب May's parliamentary practice کا صفحہ 152 پڑھ لیں تو دلائل دینے کی ضرورت نہیں رہے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب تشریف رکھیں۔ جناب آپ کی باری آئے تو آپ خود پڑھ

لیں جی مخدوم زادہ صاحب فرمائیے ۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر۔ میں انہیں رولنگ اور پورا ریکارڈ دے دوں گا۔ اور میں فی الحال اسے مختصر کرتا ہوں ۔

The Committee of privileges held that the Editor was guilty in attacking the Speaker. The Committee took the opportunity to explain the exalted position of the Speaker from the following citation –

یہ آپ اپنے ریکارڈ میں رکھ لیں ۔ تاکہ آئندہ اخبار والے بھی محتاط ہو جائیں کہ کوئی بیان جس میں **criticism** کا عنصر موجود ہو چاہے وہ جناب سپیکر کے خلاف ہو چاہے اندرونی کارروائی سے ہو یا اس سے باہر ہو۔ **The Speaker cannot be criticised**

چوہدری محمد اعظم چیمہ: جناب والا! اس سلسلے میں کچھ کہنے کی اجازت چاہوں گا۔ جیسا کہ قائد حزب اختلاف نے فرمایا ہے۔ واقعی اخبارات آج کل اتنی دیدہ دلیری سے ہر بات لکھ رہے ہیں اور ہر بات کرید کر لوگوں کے گھروں سے بھی لا رہے ہیں خواہ وہ بات کسی نے کی بھی ہے یا نہیں۔ آئندہ اخبارات کو بھی تنبیہ کی جائے کہ وہ مہربانی کریں ایسا نہ ہو کہ ان کے خلاف مستقبل میں ہمیں کوئی نہ کوئی کارروائی کرنی پڑے ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تشریف رکھیں جناب ۔

چوہدری محمد رفیق: جناب والا۔ پھر پریس کی آزادی کیا ہوئی؟

چوہدری غلام رسول: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چوہدری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔ آپ تشریف رکھیں ۔

چوہدری غلام رسول: جناب والا۔ عام بحث کے بارے میں رول 112 ہے کہ

Rule 112 (1) On the days to be appointed by the Speaker subsequent to the day on which the Budget is presented, the Assembly may discuss the Budget as a whole or any question of principle involved therein, but no motion shall be moved at this stage, nor shall the Budget be submitted to the vote of the Assembly.

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ پریویلیج موشن ہے۔

Ch. Ghulam Rasul : No motion . . . . .

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں جناب۔ یہ تحریک التواء کے متعلق بات ہے۔ آپ تشریف رکھیں جی متیانہ صاحب۔

میاں ممتاز احمد متیانہ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر میری آج کی تحریک استحقاق ایک فاضل رکن مولانا منظور احمد چنیوٹی کے ایک بیان پر مبنی ہے۔ جس میں انہوں نے ہمارے سپیکر، اس ایوان کے صدر اور جمہوری اداروں کی سب سے بڑی باعزت شخصیت کو نہایت ہی غلط انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے ان پر الزام لگایا کہ وہ قادیانی نواز ہیں۔ انہوں نے الزام لگایا کہ جناب سپیکر کا رویہ کچھ عرصہ سے ممبران اسمبلی کے ساتھ توہین آمیز ہے۔ جناب والا۔ انہوں نے مزید کہا ہے کہ اگر انہوں نے اپنا رویہ تبدیل نہ کیا تو ان کے خلاف تحریک عدم اعتماد پیش کی جا سکتی ہے۔ انہوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا، بلکہ اس سلسلہ کو مزید جاری رکھتے ہوئے کہا کہ سپیکر صاحب نے ان کی تحریک التواء کو ہاؤس میں پیش کرنے کی اجازت نہ دے کر قادیانیت نوازی کا ثبوت دیا ہے۔ جناب والا۔ اس سے پہلے کہ میں اپنی بات کو آگے بڑھاؤں میں گزارش کروں گا کہ

"No criticism could be made against the Chair" (N.A. Debates/ 29th March, 54 Page 898-899).

"A ruling cannot be criticised even outside the House" N. A. Debates dated 25th Nov. 1975).

"Speakers never explain their conduct. They may give a wrong decision, they may give an unjust decision but the decision has to be respected,

(N. A. Debates 13th December, 1975)

جناب والا، مجھے اس بات کا اعتراف ہے کہ میرے فاضل بھائی اتنے پڑھے لکھے نہیں کہ ان تمام کتابوں اور رولنگ کا مطالعہ اسمبلی کی کارروائی میں حصہ لینے سے پہلے کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معزز ممبر سے درخواست کروں گا کہ ذاتی کلمات کسی کے متعلق استعمال

نہ کریں۔ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

میاں ممتاز احمد متیانہ: جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ ہر ممبر کو ایوان کی کارروائی میں حصہ لینے کے لیے ضروری ہے کہ وہ کم از کم Assembly Business کے متعلق بنائے گئے رولز مطالعہ ضرور کر لیں۔ جہاں تک مولانا کی اس بات کا تعلق ہے۔ یہ ہمارے لیے کوئی نئی بات نہیں۔ اس اسمبلی کی ابتداء میں ہی انہوں نے ایسی ہی ایک قرارداد بلکہ اس سے بھی بڑھ چڑھ کر ایک مسودہ اس اسمبلی میں پیش کیا تھا۔ اور ہم نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ جناب سپیکر نہ تو قادیانی ہیں اور نہ ہی قادیانیت کے ساتھ ان کا کوئی تعلق ہے۔ خاموش رہے صرف اس بناء پر کہ ایک عالم دین کی تسلی ہو جائے۔ ایک عالم دین کو یہ حق پہنچتا ہے کہ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ چلو وہ اس کی تصدیق کر لیں، جس کے جناب والا! آپ گواہ ہیں، پورا ایوان اس بات کا شاہد ہے کہ خود مولانا صاحب نے اپنی تحریک واپس لیتے ہوئے اس بات کا اعتراف کیا کہ جناب سپیکر پکے مسلمان ہیں اور ان کے دل میں پیدا شدہ شبہ دور کر دیا گیا ہے، جناب والا، میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت پیش کردہ قرارداد بھی نیک نیتی پر مبنی نہیں تھی۔ وہ بھی ایک تعصب اور خودستائشی کا نمونہ تھی۔ اس میں بھی انہوں نے اسلام کی خدمت کرنے کی بجائے اپنے آپ کو متعارف کرانے کا ذریعہ بنایا۔ کسی بھی مسلمان پر کفر کا فتویٰ دینا بہت بڑی بات ہے اور ہم سے بہتر مولانا صاحب خود سمجھتے ہیں کہ ان کو ایسا فتویٰ جاری کرتے وقت کس ذمہ داری کا ثبوت دینا چاہیئے تھا۔ اس کے بعد جناب والا مختلف مراحل میں جو مولانا چنیوٹی صاحب نے اپنا رویہ مختلف ارکان اسمبلی کے ساتھ روا رکھا۔ میں اس کا تفصیلی ذکر یہاں پر مناسب نہیں سمجھتا ہوں۔ یہ ایوان اچھی طرح سے سمجھتا ہے اور جانتا ہے کہ انہوں نے اپنی تشہیر کی خاطر ہمیں بے جا طور پر مختلف مواقع پر ذلیل کیا۔ نہ صرف ہم پر تنقید کی بلکہ اس معزز ایوان کو بار ہا ذلیل اور رسوا کیا۔ اور اب ان کا یہ دعویٰ ہے کہ جناب سپیکر ممبران کے ساتھ ناروا سلوک کر رہے ہیں۔ ان کا یہ الزام کہ بہت جلد آپ کے خلاف قرارداد عدم اعتماد پیش کی جا سکتی ہے۔ نہ صرف اس کا جناب سپیکر کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ بلکہ اس سے پورے ایوان کا اعتماد کو ختم کیا گیا ہے۔ جملہ اراکین کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی گئی ہے۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ مولانا کے پاس ایسی کون سی اتھارٹی ہے کہ پورے ایوان کی طرف سے ایسا بیان دے کہ اس ایوان کے وقار کو مجروح کریں۔ آخر ان کو کتنے لوگوں نے اس بات کا

یقین دلایا ہے کہ وہ ان کے ساتھ ہیں۔ میں یہ یقینی طور پر کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم اس بات کے لیے ان کے ساتھ اس ایوان کا ایک بھی ممبر شریک نہیں ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! یہ طریقہ جس کی ابتداء آج مولانا صاحب نے اس ایوان میں کی ہے۔ نہایت ہی غلط ہے اور شرانگیز ہے۔ یہ کوئی بات نہیں ہے کہ اگر میری کوئی تحریک التوائے کار یہاں پر پیش نہیں کی جا سکتی، اگر مجھ میں خود اتنی علمیت نہیں ہے کہ میں سمجھ سکوں کہ میری تحریک التوائے کار recent occurrence کی ہے یا نہیں، یہ Specific mattar کے متعلق ہے یا نہیں، وہ رولز کے مطابق اس اسمبلی میں بحث کے لیے پیش جا سکتی ہے یا نہیں۔ اور اپنی کم علمیت کو میں جناب سپیکر کے سر تھوپ کر اس ایوان کا مذاق اڑاؤں اور اخبارات میں بیان دوں، اس سے بڑی زیادتی نہ تو سپیکر کے ساتھ ہو سکتی ہے اور نہ ہی اس معزز ایوان کے ساتھ۔ جناب والا! میں گزارش کروں گا کہ مولانا صاحب نے اس ایوان کے سپیکر صاحب کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ اس سے نہ صرف سپیکر صاحب کی ذات مجروح ہوئی ہے۔ بلکہ پورے ایوان کا اعتماد اور وقار مجروح ہوا ہے۔ میں عرض کروں گا کہ ہم مختلف نمائندے ہیں، اور جمہوری روایات کے مطابق اسمبلی کی کارروائیوں پر بھرپور حصہ لے رہے ہیں، جناب سپیکر کی طرف سے ہم پر کوئی ایسی پابندی نہیں لگی ہوئی کہ ہم اپنے خیالات کا اظہار نہ کر سکیں یا ہم اپنے مافی الضمیر کو بیان نہ کر سکیں اور نہ ہی کبھی کوئی ایسا رویہ جناب سپیکر کا ممبران کے ساتھ آج تک رہا ہے کہ اسے ناروا کہا جا سکے۔ جناب سپیکر کی ذات ایوان کی کارروائی کے دوران ہمارے ساتھ معاونت ہماری رہبری کرنے کے مترادف ہے۔ انہوں نے ہمیشہ شفقت کے ساتھ ہمیں حوصلہ دیا اور اس معزز ایوان کی کارروائیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی ہمیشہ تلقین فرمائی۔ ان حالات میں مولانا چنیوٹی صاحب کی اس بات کو رد کرتے ہوئے کہوں گا کہ انہوں نے خود یہاں پر وہ کلمات وہ باتیں کہیں جو کہ جمہوری اداروں کے قطعًا شایان شان نہیں تھیں، لیکن اس کے لیے ان کو بھی اجازت دی گئی کہ وہ اپنا مافی الضمیر بیان کریں۔ ان کا یہ کہنا کہ دوسرے ممبران پر پابندی ہے۔ اور اس طریقہ سے اس معزز ایوان کا پبلک میں وقار مجروح کیا گیا ہے۔ اس کے لیے میں ان سے اور کیا بات کروں۔ آپ نے پابندی لگا دی ہے، لہذا میں گزارش کروں گا کہ اس تحریک استحقاق کو منظور کرتے ہوئے اس ہاؤس

میں بحث کے لیے پیش کی جائے۔ کیونکہ ہم میں سے ہر شخص یہ محسوس کرتا ہے کہ مولانا صاحب کا کوئی پتہ نہیں کہ کس وقت ان کے جی میں کوئی بات آ جائے۔ اور وہ اپنی تشہیر کی خاطر اخبارات میں دے کر اس معزز ایوان کے کسی بھی رکن کو برملا برا بھلا کہہ دیں، جناب والا ہمیں خطرہ ہے کہ اگر مولانا نے اپنی اسی طرح کی کارروائیوں کو جاری رکھا تو اس معزز ایوان کو اور بھی نقصان پہنچنے کا خدشہ ہے۔ لہذا میں یہ گزارش کروں گا کہ اس قرارداد کو منظور فرماتے ہوئے عام بحث کے لیے ایوان میں پیش کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چوہدری اکرام الحق صاحب!

چوہدری اکرام الحق: جناب سپیکر! اس سے بیشتر جناب مخدوم زادہ حسن محمود صاحب اور جناب متیانہ صاحب اس تحریک استحقاق کے قانونی پہلوؤں پر روشنی ڈال چکے ہیں کہ ہماری اسمبلی کے قواعد انضباط کار کے اور تمام اسمبلیوں کے Rules of procedure اور روایات کے مطابق معزز سپیکر کے رویے کو نہ تو ایوان کے اندر اور نہ ہی اس ایوان کے باہر Criticise کیا جا سکتا ہے۔ اس میں قطعاً کوئی شک کی بات نہیں ہے کہ مولانا کا یہ طریقہ کار اسمبلی کے تمام ضابطوں اور تمام روایات کے خلاف ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ان کی اس statement سے صرف جناب سپیکر کی تضحیک کا پہلو ہی نہیں نکلتا۔ بلکہ اس معزز ایوان کے تمام اراکین کی تضحیک کا پہلو بھی نکلتا ہے کیونکہ انہوں نے اپنی statement میں یہ بھی فرمایا ہے کہ جناب سپیکر ناروا طور پر اراکین کو بولنے کی اجازت نہیں دیتے، جس سے یہ تاثر پھیل سکتا ہے کہ ارکان اسمبلی اس قابل نہیں کہ وہ اپنے حق کی بات اسمبلی میں کر سکیں جہاں تک اس بات کا تعلق ہے جس کی وجہ سے یہ بیان دیا گیا ہے۔ وہ مولانا کی چار تحاریک التوائے کار تھیں، اگر مولانا نے اسمبلی کے قواعد و ضوابط کا مطالعہ کیا ہوتا، جن کی پابندی کرتے کا انہوں نے آتے ہی پہلے دن حلف اٹھایا تھا تو شاید وہ یہ تحریک پیش نہ کرتے۔ آج سے چالیس سال پہلے کے واقعہ پر تحریک التواء دینا یا آج سے دو سال پہلے کے ایک واقعہ کو تحریک التواء کا حصہ بنانا کسی بھی اسمبلی کے قوانین کے مطابق نہیں ہے۔ اور جناب سپیکر نے ان کی تحاریک کو بالکل درست طور پر مسترد کیا تھا۔ جناب والا جیسا کہ چیمہ صاحب اپنی تحریک میں پہلے پڑھ چکے ہیں کہ اس سے پہلے بھی مولانا نے ایک تحریک اسمبلی میں جناب سپیکر کے قادیانی ہونے کے متعلق پیش کی تھی۔ لیکن اس کے بعد خود واقعات کی تصدیق کرنے کے بعد انہوں

نے وہ تحریک واپس لے لی اور پرسوں کے اخبار میں پھر ان پر وہی پرانی الزام تراشی کی گئی ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ مولانا کو یہ حق کس نے دیا ہے کہ وہ جب چاہیں کسی کو کافر قرار دیں اور جب چاہیں کسی کو مسلمان بنا دیں۔ میں بھی اسی ضلع سے تعلق رکھتا ہوں جس سے معزز سپیکر تعلق رکھتے ہیں، جہاں تک میرے علم میں ہے میں سمجھتا ہوں کہ معزز سپیکر شاید مولانا سے بھی زیادہ ختم نبوت پر یقین رکھتے ہیں اور غالباً ان سے زیادہ عاشق رسولؐ ہیں ان حالات میں میں آپ کی وساطت سے معزز ایوان سے یہ درخواست کروں گا کہ یہ تحریک نہ صرف استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جائے۔ بلکہ یہ معزز ایوان مولانا کے خلاف ایک عبوری ایکشن بھی لے اور بقیہ اجلاس کے لیے ان کو اجلاس سے باہر نکالا جائے۔ شکریہ۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ریاض حسین پیرزادہ۔

جناب ریاض حسین پیرزادہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جناب سپیکر مجھ سے پہلے جن معزز اراکین نے اس تحریک استحقاق پر short statement پیش کیں وہ کافی مفصل تھیں.... میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ مولانا منظور احمد چنیوٹی نہایت ہی قابل احترام اور بڑے مذہبی نام والے راہنما ہیں۔ ان کو یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ:

Speaker is the custodian of the privileges of the House.

مولانا صاحب جو کہ اتنے بڑے عالم دین ہیں اس ملک کے بہت بڑے معروف مذہبی رہنما اور اس اسمبلی کے معزز رکن بھی ہیں۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ جناب علم و ادب اگر مسجدوں سے شروع ہوا تو انسانی حقوق کے تحفظ کے لیے ادارے بھی قائم کئے گئے۔ ان اداروں کو اپنی ایک حیثیت اور اپنا ایک مقام ہے۔ ان اداروں میں انسانی حقوق کا تحفظ کیا جاتا ہے اور مولانا جو کہ ایک عالم دین تھے۔ اسی پر انہوں نے اکتفا نہ کیا اور انہوں نے اس اسمبلی کا انتخاب لڑ کر مزید عزت شہرت حاصل کی اور اس اسمبلی اور اس ایوان میں تشریف لائے۔ اس اسمبلی میں آنے کے بعد انہوں نے اس ادارے کی سب سے اہم کرسی پر تنقید کی جو کہ قانون اور ضوابط کے بھی خلاف ہے۔ میں ان کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ اگر وہ کبھی مطالعہ کریں تو۔

Practice – 19th Edition Page 230 :–

"The Speaker is the supreme head of all Parliamentary Systems Reflection upon the character or action of the Speaker may be punished as breache of privileges"

تو میں یہ عرض کر دوں گا کہ ہمارے ملک میں جمہوری ادارے وقتاً فوقتاً معطل ہوتے رہے لیکن آج جب 9 سال کے بعد ان اسمبلیوں نے اپنا کام شروع کیا تو اس ایوان کے معزز رکن اپنی حیثیت کو بھول بیٹھے اور اپنے ہی ایوان کی اس کرسی پر تنقید کی جس کے لیے Rules of Procedure میں کوئی گنجائش نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ مولانا صاحب جن کا ہم بے حد احترام کرتے ہیں انہوں نے بہت زیادتی کی ہے کیونکہ ایک ان پڑھ آدمی سے تو آپ توقع کر سکتے ہیں لیکن اتنے بڑے عالم دین سے آپ یہ توقع نہیں کر سکتے کہ وہ اس ادارے کی حیثیت کو پامال کریں۔ جناب والا مولانا کا inherent right کہ کسی کو کافر قرار دینا یا فتویٰ دینا تو ہو سکتا ہے۔ لیکن یہ inherent right نہیں ہے کہ وہ سپیکر کی کرسی کو تنقید کا نشانہ بنائیں یا اس کے لیے پریس کانفرنس کا اہتمام کریں۔ جناب والا اس کے لیے ڈاکٹر پال رام جاکھڑ کی کتاب پڑھیے۔

"Peoples' Parliamentary Administration, Page 227—

"The dignity of the high office of the Speaker should never be allowed to be lowered in the public esteem by bringing his name in any controversy because the Speaker is the pivot of the democratic life. If his position is assailed and derogated it can harm the very foundation of the democracy".

جناب والا ان اداروں کا اپنا ایک مقام ہے اپنی ایک حیثیت اپنا ایک تقدس ہے مولانا صاحب کو چاہیئے تھا کہ ان کو پامال کرنے سے پہلے وہ اپنے آپ اور اپنی حیثیت کو بھی دیکھتے۔ کیونکہ وہ ایک بہت بڑے عالم دین ہیں اور ان کی ذات کو یہ زیب نہیں دیتا تھا کہ وہ کسی بھی صورت میں جناب سپیکر کی ذات پر اتنے بڑے الزامات عائد کریں جن کو عوام اخبارات کے ذریعے پڑھیں۔ اس سے عوام الناس میں اس ادارے کے متعلق جو image frame کیا ہوگا وہ میں سوچ بھی نہیں سکتا۔

مولوی محمد غیاث الدین: پوائنٹ آف آرڈر

میرے فاضل دوست حضرات مولانا منظور احمد چنیوٹی کو بار بار بہت بڑے عالم دین کہہ رہے ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ الفاظ ان کے لیے استعمال نہ کریں کیونکہ جید عالم دین کا یہ شیوہ نہیں ہوتا کہ خواہ مخواہ وہ کسی پر الزام لگاتا رہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ریاض حسین پیرزادہ:

Glimpses of the Working of Parliament – Page 37, Chapter 4 Officers of Parliament.

"It is a breach of privilege to reflect upon his impartiality, upon his character and conduct. He decisions cannot be criticised House or outside. He must be referred to with respect and held in highest esteem and order to preserve and maintain the dignity of the House".

جناب والا اس کے ساتھ ہی میں یہ گزارش کروں گا کہ اس تحریک استحقاق پر ایوان میں عام بحث کی اجازت دی جائے اور اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی جمشید عباس تفہیم صاحب۔

حاجی جمشید عباس تفہیم: ہزار تہمتیں دنیا نے بخش دیں مجھ کو
میں آدمی تھا مگر چپ رہا خدا کی طرح

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب منظور احمد چنیوٹی، جنہیں ناواقفیت کی بنا پر ہم عالم دین سمجھتے رہے۔

. . . .

جناب ڈپٹی سپیکر: میں تفہیم صاحب سے یہ التماس کروں گا کہ معزز رکن کے متعلق ذاتی قسم کے ریمارکس نہ دیں تو بہتر ہے۔ اپنی بات پیش شدہ تحریک استحقاق تک ہی محدود رکھیں۔

حاجی جمشید عباس تفہیم: جناب والا یہ بھی حقیقت ہے کہ آج تک ہم انہیں . . . .

حاجی محمد افضل چن: جناب والا! تفہیم صاحب نے جائز بات کی ہے

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی صاحب آپ تشریف رکھیں۔

حاجی جمشید عباس تفہیم: بلکہ میری ایک علیحدہ تحریک استحقاق بھی بنتی ہے کہ ہم آج تک انہیں ایک عالم دین سمجھتے رہے۔ لیکن انہوں نے ہمارے اعتماد کو بھی ٹھیس پہنچائی ہے۔ جناب

والا جناب منظور احمد چنیوٹی صاحب کا اخبار میں بیان دیا، میں اس کو شرمناک حرکت سمجھتا ہوں۔ اس لیے کہ میں اس مقدس ایوان کے چیئرمین کی عزت اور سپیکر کی حرمت برقرار رکھنا ہم سب کی اخلاقی ذمہ داری ہے۔

جناب سپیکر اگر میں منظور احمد چنیوٹی کو اس بات کا پہلے سے علم تھا کہ جناب سپیکر کس مکتبہ فکر سے تعلق رکھتے ہیں تو ان کو اس بات کا بھی احساس نہ ہوا جب یہ اس ایوان میں حلف اٹھانے کے لیے تشریف لائے تھے تو اس وقت انہیں چاہیئے تھا کہ وہ کہتے کہ میں جناب سپیکر کے سامنے حلف نہیں اٹھانا چاہتا۔ اس لیے کہ وہ قادیانی ہیں۔ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ مولانا صاحب اُو ہو! میں پھر غلطی سے جناب سپیکر مولانا کہہ گیا۔ جناب منظور احمد چنیوٹی ہمارے معزز اور محبوب، قابل احترام چیئرمین کو بلیک میل کرنا چاہتے ہیں۔ جو کہ اکثر اس طرح کے لوگوں کا وطیرہ ہوتا ہے کہ پہلے کسی کے خلاف کوئی بیان داغ دینا پھر اس کے ساتھ اندر خانے رابطہ قائم کرنا پھر کچھ لو اور کچھ دو کے اصول کے تحت تحریک واپس لے لینا

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا مجھے مولانا صاحب پر، منظور احمد چنیوٹی صاحب پر اس بات کا بھی افسوس ہے کہ انہیں اپنے آپ پر بھی اعتماد نہیں رہا، کبھی یہ تحریک پیش کرتے ہیں۔ اور رات کی تاریکی میں یہ تحریک واپس لے لیتے ہیں۔ اس کے بعد یہ تحریک پیش کر دیتے ہیں۔ مجھے تو اس بات کی سمجھ نہیں آئی کہ ان کے اندر کون سا ایسا نظام موجود ہے جو انہیں یہ کہہ رہا ہے کہ آج تحریک پیش کر دو۔ کل واپس لے لینا۔ پھر اگر کوئی معمولی سی ناراضگی ہوئی تو پھر تحریک پیش کر دی۔ جناب والا یہ بالکل ایک ایسی مثال ہے کہ جس طرح کسی تاجر نے تجارت کی ہو اور اس کے بقایا جات کسی طرف رہ گئے ہوں تو وہ بقایا جات مانگنے کا تقاضا کر رہا ہو۔ جناب والا مجھے اس بات پر سخت افسوس ہے کہ جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی نے جس وقت یہ تحریک پیش کی۔ پھر انہوں نے تحریک واپس لے لی اور پرسوں پھر انہوں نے اخبار میں یہ بیان دے دیا۔ یقین کیجئے کہ اس کے بعد میرے علاقے کے کئی لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ کہیں ایسا تو نہیں کہ جناب سپیکر کے ساتھ ان کا کوئی معاہدہ طے ہوا ہو اور جناب سپیکر وہ معاہدہ پورا نہ کر سکے ہوں۔ اور اب وہ بقایا جات کا مطالبہ کر رہے ہوں اور دوبارہ تحریک دینے کا ارادہ کر رہے ہوں۔ جناب والا انہوں نے یہ کہا کہ ممبران کے

کے ساتھ ناروا سلوک کیا جا رہا ہے۔ اگر ابھی آپ ووٹنگ کروا لیں تو میرا خیال ہے کہ ان کے علاوہ کوئی ایک ایسا ممبر بھی اس ایوان کے اندر موجود نہیں ہوگا جو یہ کہے کہ جناب سپیکر نے کسی ممبر کے ساتھ ناروا سلوک کیا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! کسی کو جج تسلیم کر کے اس کے سامنے حلف اٹھا کے خدا اور رسول کو گواہ کر کے پھر اس کے بارے میں یہ سٹیٹمنٹ دینا میرا تو خیال ہے کہ مولانا منظور احمد چنیوٹی کے اپنے اعتماد اپنے اعتقاد اور اپنے ایمان کی کمزوری ہے۔ اسے بھی درست کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین) کسی مسلمان کو غیر مسلم کہنا اگر آج مجھے آپ اجازت دیں تو میں قرآن کی آیات اور احادیث مبارکہ بھی نکال کے دوں۔ معصومین کے فرمودات بھی نکال کر آپ کے سامنے رکھوں اور پھر انہی مولانا صاحب سے فتویٰ لے لیا جائے کہ کسی مسلمان کو کافر کہنے والا خود کیا ہوتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

مولوی محمد غیاث الدین: نقطہ وضاحت، جناب سپیکر! حاجی جمشید عباس تہیم صاحب نے شرعی پوائنٹ واضح کیا ہے اس کی شریعت میں یہ پوزیشن ہے کہ کسی مسلمان کو اگر کوئی کافر کہہ دے تو وہ خود کافر ہو جاتا ہے اور اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ (قہقہے)

چوہدری گل نواز خان وڑائچ: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر میں اس کی تشریح چاہتا ہوں۔ کیونکہ میں اس فتوے کو سمجھ نہیں سکا۔ مولانا صاحب ہی اس کی تشریح فرما سکتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا ہے کہ اگر کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو کافر کہہ دے تو اس کا نکاح ٹوٹ جاتا ہے تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر نکاح شروع سے ٹوٹ جائے گا تو ساری اولاد کیا کہلائے گی۔ (قہقہہ) یا جب یہ فتویٰ دیا جائے تو نکاح اس وقت ٹوٹے گا۔ اور اس کے بعد کی اولاد کیا کہلائے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: چوہدری صاحب تشریف رکھیں یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! میں نہایت ادب کے ساتھ گزارش کروں گا کہ چوہدری گل نواز صاحب کا اعتراض ہے کہ اگر نکاح ٹوٹ جائے تو اس اولاد کو کیا کہیں گے۔ ان کا فتویٰ یا کافر کہنے سے پہلے والی اولاد کو حلال ہی کہا جائے گا اس کے بعد کی اولاد کی یہ بات کریں۔ وہ اب ان کی عمر نہیں ہے۔ (قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب تشریف رکھیں۔ میں معزز ارکان سے یہ التماس کروں گا کہ آپ براہِ کرم اس بحث کو ذاتیات پر نہ لے جائیں۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی بھی اس ایوان کے معزز رکن ہیں۔ آپ اپنی تحریک استحقاق کے دائرہ میں رہتے ہوئے اپنی بات کو جاری رکھیں۔

حاجی جمشید عباس تبسم: جناب سپیکر! جب مولانا صاحب پنجاب اسمبلی کے ممبر منتخب ہوئے تو ہمیں خوشی ہوئی تھی کہ ہمارے اس مقدس ہاؤس میں علماء حضرات بھی منتخب ہو گئے ہیں۔ جو وقتاً فوقتاً ہماری مذہبی نکات پر اور دیگر اہم مسائل پر راہنمائی کریں گے۔ کبھی کوئی فتوے کی ضرورت پڑی تو وہ بھی دے دیا کریں گے۔ کبھی کوئی اسلامی نکات کی ضرورت پڑی تو ہم اس سے مدد لے لیا کریں گے۔ لیکن جناب والا۔ اس بات کا مجھے اندازہ اور علم نہیں تھا یہ جو اخبار پڑھ کر مجھے اس بیان پر سخت دکھ ہوا۔ بلکہ میں تو سمجھتا ہوں کہ مولانا صاحب نے اس تحریک کے علاوہ ہمارے استحقاق کو بھی ٹھیس پہنچائی ہے۔ ہم انہیں آج تک عالم دین سمجھتے رہے ہیں اس کے بعد میں یہ بھی عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ مولانا صاحب کا اپنا استحقاق مجروح ہو جاتا ہے۔ کبھی ان کے آگے سے کوئی گزر جائے تو ان کا استحقاق مجروح ہو جاتا ہے۔ کبھی ہم ان کے پیچھے سے گزر جائیں تو ان کا استحقاق پھر بھی مجروح ہو جاتا ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! کبھی ان کی کار ٹریفک کے اشارے پر روک دی جائے تو ان کا استحقاق مجروح ہو جاتا ہے۔ کبھی ان سے گیٹ پر ان کی شناخت کے لیے کارڈ طلب کر لیا جائے تو ان کا استحقاق مجروح ہو جاتا ہے۔ مجھے تو اس بات کا اندازہ نہیں کہ ان کا اپنا استحقاق کتنا کمزور ہے کہ جو بے چارہ ہر معمولی سی بات پر مجروح ہو جاتا ہے۔ لیکن جس طرح یہ اپنے استحقاق کی بات کرتے ہیں اسی طرح مولانا صاحب کو چاہیئے کہ ہمارے استحقاق کا بھی خیال رکھا کریں جناب والا! آپ کی تھوڑی سی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ پچھلے دنوں مولانا صاحب نے ایک تحریک استحقاق دی کہ میرے علاقہ۔۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں حاجی صاحب سے یہ عرض کروں گا کہ short statements میں آپ تقریر نہیں فرما سکتے۔ ذرا مختصر فرمائیں۔ اس پہ relevant بات کریں اور بھی بہت سے معزز اراکین اس تحریک پر بات کرنا

چاہتے ہیں۔

حاجی جمشید عباس تھہیم: جناب والا یہ بالکل آخری بات ہے اور اس بات پر میں اپنی short statement ختم کر رہا ہوں۔ میرے علاقے کا ایک واقعہ حافظ آباد کا ہے لیکن یہ وہاں دقوعہ کرانا چاہتے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: حاجی صاحب آپ اس واقعہ کو یہاں نہیں چھیڑ سکتے۔ آپ صرف تحریک استحقاق کے متعلق بات کریں۔

حاجی جمشید عباس تھہیم: جناب والا میں اس ضمن میں تو بات کر سکتا ہوں کہ مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ کا استحقاق اگر بات بات پر مجروح ہو جاتا ہے تو آج اتنے مقدس ہاؤس کا اگر اعتماد و استحقاق مجروح ہوا تو کیا میں ایک چھوٹی سی بات بھی نہیں کر سکتا۔ اگر آپ ہماری زبانوں پر تالے لگانے کی کوشش کر رہے ہیں تو ہم اس مقدس چیئر کا احساس کرتے ہوئے اسے پامال نہیں کرنا چاہتے۔ لیکن آخری تجویز صرف میں یہ دوں گا کہ جناب سپیکر حالیہ بجٹ سیشن کے آخری دن کے لیے مولانا منظور احمد چنیوٹیؒ صاحب کو اس ایوان سے باہر نکال دیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں اپنے معزز اور قابل احترام سپیکر کی طرف سے ایک شعر پڑھتا ہوں۔ اگر جناب والا آپ اجازت دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی فرمایئے۔

حاجی جمشید عباس تھہیم:

ہجوم غم میری فطرت بدل نہیں سکتا
میں کیا کروں مجھے عادت ہے مسکرانے کی

جناب ڈپٹی سپیکر: میں معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ وہ اپنی short statement کو اپنے relevant point کے مطابق discuss کریں۔ غیر ضروری اور کسی کی ذات پر ہدف تنقید بنانا اچھی بات نہیں ہے۔

سردار نصر اللہ خان دریشک صاحب

سردار نصر اللہ خان دریشک: جناب والا! مجھ سے پہلے میرے بھائیوں نے اس تحریک استحقاق کے بارے میں کافی سیر حاصل بحث کی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو آپ اپنی یہ تحریک پڑھنا چاہیں گے۔
سردار نصر اللہ خاں دریشک: اگر آپ اجازت فرما دیں تو میں اس کو پڑھنے پر ہی اکتفا کروں گا۔
جناب ڈپٹی سپیکر: تو آپ اپنی یہ تحریک استحقاق پیش کرنا چاہیں گے؟
رانا پھول محمد خان: یہ پہلے پڑھی جا چکی ہے۔
جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تھوڑی سی مختلف ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی کی جانب سے جناب سپیکر کے خلاف اہانت آمیز ریمارکس

سردار نصر اللہ خان دریشک: جناب والا! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملے کو زیر بحث لانے کے لیے۔ جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت طلب کروں گا۔ معاملہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 27-5-1986 کے مطابق پنجاب اسمبلی کے سپیکر کے خلاف بھی تحریک عدم اعتماد پیش کی جا سکتی ہے۔ سپیکر کا رویہ کچھ عرصے سے ارکان اسمبلی کے ساتھ ناروا ہے۔ مولانا منظور احمد چنیوٹی، فیصل آباد 26 مئی نمائندہ خصوصی، صوبائی اسمبلی کے رکن اور جمعیت علما اسلام کے رہنما مولانا منظور احمد چنیوٹی نے آج شام یہاں ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے صوبائی اسمبلی کے سپیکر میاں منظور احمد وٹو پر قادیانی نواز ہونے کا الزام عائد کیا ہے اور کہا ہے کہ پنجاب اسمبلی کے سپیکر کا رویہ کچھ عرصہ سے ارکان اسمبلی کے ساتھ ناروا ہوتا جا رہا ہے۔ اس لیے اگر انہوں نے اپنی اصلاح نہ کی تو ان کے خلاف بھی تحریک عدم اعتماد پیش کی جا سکتی ہے۔ مولانا نے کہا گذشتہ دنوں انہوں نے صوبائی اسمبلی کے اجلاس میں چار تحریکیں پیش کیں۔ پہلی میں کہا گیا کہ سابق وزیراعظم پاکستان لیاقت علی خاں کا قتل ایک قادیانی نے کیا تھا۔ لہٰذا اس پر بولنے کی اجازت دی جائے۔ دوسری قرارداد تھی کہ سابق وزیر خارجہ سر ظفر اللہ نے قائداعظم کی نماز جنازہ میں شرکت سے انکار کر دیا تھا۔ مگر سر ظفر اللہ کی نماز جنازہ لاہور کی ایک گراؤنڈ میں پڑھانے کی اجازت کیوں دی گئی؟ تیسری تحریک التوا میں کہا گیا تھا کہ

ربوہ میں قادیانیوں کی جانب سے ایک یوم منایا جا رہا ہے۔ جو صدارتی آرڈیننس کی خلاف ورزی ہے۔ چوتھی تحریک التوا زرعی یونیورسٹی ایگریکلچر کورس کے داخلہ میں دھاندلیوں اور ناانصافیوں کے بارے میں ہے جس میں کہا گیا تھا کہ sports کی چار نشستوں پر غیر قانونی طور پر کھلاڑیوں کو داخلے دیئے گئے۔ اس میں پانچ سو نمبروں والے طالب علم بھی شامل تھے۔ جبکہ سات سو نمبروں والے، زیادہ مستحق طلبا کو داخلے سے محروم رکھا گیا جس پر سپیکر اسمبلی نے میرے ساتھ ناروا سلوک رکھتے ہوئے میری چاروں تحاریک التوا مسترد کر دیں اور مجھے بولنے کی اجازت نہیں دی گئی۔ انہوں نے کہا کہ سپیکر کے رویہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ قادیانی نوازیت کا ثبوت دے رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ایوان کے ارکان کے ساتھ اگر سپیکر کا یہ رویہ برقرار رہا تو وہ عوامی ادارے کے ارکان کا اعتماد کھو بیٹھیں گے۔ اس پریس کانفرنس میں سپیکر پنجاب اسمبلی کے متعلق ناروا اور دھمکی آمیز الفاظ استعمال کئے گئے تھے۔ جس پر منتخب سپیکر جو اراکین ایوان کے حقوق کے محافظ ہیں کے خلاف بجا طور پر کیچڑ اچھالی گئی اور اس طرح انہوں نے نہ صرف ایک انتہائی دیانت دار اور اعلیٰ اقدار کے مالک سپیکر کے خلاف بے بنیاد الزامات عائد کئے ہیں، بلکہ انہوں نے اس ایوان کے ارکان کا استحقاق مجروح کیا ہے۔ لہٰذا میں یہ تحریک استحقاق پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اس کے متعلق بیان دینا چاہیں گے۔

سردار نصر اللہ خاں دریشک: میں اسی پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: دیوان عاشق حسین بخاری صاحب، سردار اللہ یار ہراج صاحب

سردار اللہ یار ہراج: جناب سپیکر! مجھ سے پہلے بہت سے معزز اراکین نے اس پر کافی بحث کی ہے۔ میں جناب اور اس ہاؤس سے استدعا کرتا ہوں کہ اس تحریک کو منظور کر کے کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اسی مسئلہ پر جناب رانا پھول محمد خاں صاحب کی تحریک ہے۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ اپنی تحریک التوا پیش کریں۔

سپیکر صوبائی اسمبلی پر غلط الزام تراشی

رانا پھول محمد خان: ۔ جناب سپیکر: ۔ میں یہ تحریک پیش کرنے

کی درخواست کرتا ہوں:۔

"کہ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک مخصوص اور اہم معاملہ کو زیر بحث لانے کے لیے جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے، تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 27-5-1986 کے ایک روزنامہ نوائے وقت صفحہ 8 کے کالم 2 پر مولانا منظور احمد چنیوٹی کی پریس کانفرنس کے بیان سپیکر صوبائی اسمبلی پر غلط الزام تراشی سے سپیکر صاحب ہی کا نہیں بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ اس لیے صوبائی اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر کے مسئلہ زیر بحث لایا جائے۔"

میں سپیکر صاحب کی خوشامد یا خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کچھ نہیں کہنا چاہتا۔ سپیکر کا احترام اس ہاؤس کے لیے لازم ہے۔ لیکن اس ہاؤس کے ارکان کا بھی ایک مقام ہے۔ اور ان کا استحقاق بھی اتنا ہی ہے جتنا کہ سپیکر صاحب کا۔ سپیکر صاحب کے رویہ پر اس ہاؤس میں ہم احتجاج اور اعتراض بھی کر سکتے ہیں لیکن مجھے افسوس اس بات کا ہے کہ مولانا نے پریس کانفرنس میں بیان دیتے وقت بہت سے ارکان کی طرف اشارہ کیا ہے۔ کہ ارکان اسمبلی کے ساتھ سپیکر صاحب کا رویہ درست نہیں۔ ایک رکن کو ارکان نہیں کہا جا سکتا۔ یہ معاملہ مولانا کے ساتھ پیش آیا ہو گا۔ لیکن دیگر ارکان کے ساتھ ایسا نہیں ہوا۔ اگر مجھ جیسے رکن کو سپیکر صاحب نے دو دفعہ اسمبلی سے باہر بھی نکالا تو قواعد و ضوابط کے تحت ان کا نکالنا قانون کے عین مطابق تھا۔ گو ہمارے قانون اور قواعد و ضوابط میں سپیکر صاحب کی ذات کو کہیں مبرا قرار نہیں دیا گیا۔ لیکن پارلیمانی روایات کے مطابق مولانا صاحب کو دو رخی گوئی سے کام نہیں لینا چاہیئے تھا۔ اس اخبار کی خبر کے مطابق انہوں نے اپنی پریس کانفرنس میں فرمایا ہے کہ دو میری دو قراردادیں بھی منظور نہ کیں۔ حالانکہ قرارداد کے پیش کئے جانے کا سپیکر صاحب سے کوئی واسطہ نہیں۔ قراردادیں تو قرعہ اندازی کے ذریعے نکالی جاتی ہیں اور جو قرارداد قرعہ اندازی میں نکل آئے تب سپیکر صاحب اس قرارداد کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ اس ایوان کا ایک ممبر ہونے کی حیثیت سے میرے تمام معزز ایوان کے علم میں ہے کہ مولانا کی طرف سے پیش کی گئی کوئی اس قسم کی قرارداد جو ضابطے کے مطابق تھی نہ تو نامنظور کی گئی اور نہ ہی اسے پیش کرنے کی ممانعت کی گئی۔

جہاں تک لیاقت علی مرحوم کے قتل کا تعلق ہے۔ آج سے 20 سال پہلے کا معاملہ تحریک التوائے کار کی زد میں نہیں آتا۔ کیونکہ صرف حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والا معاملہ تحریک التوائے کار میں آتا ہے۔ مولانا کی وہ تحریک التوائے کار خلاف ضابطہ تھی۔ اور جناب سپیکر کا فرض ہے کہ وہ قاعدے قانون قواعد و ضوابط اور آئین کی پاسداری کریں۔ اگر سپیکر صاحب قواعد کی پاسداری و پابندی نہیں کرتے تو ہمیں حق ہے کہ ہم ان کی ذات پر اعتراض یا نکتہ چینی اور احتجاج بھی کریں۔ لیکن مولانا نے اسی قسم کی ایک عدم اعتماد کی قرارداد پہلے بھی بھیجی تھی۔ اور انہوں نے اپنی تسلی کرنے اور مولانا خان محمد کا فتویٰ آنے کے بعد اس ہاؤس کو یقین دلایا تھا کہ میں تسلی کر چکا ہوں کہ سپیکر صاحب صحیح مسلمان ہیں۔ کیونکہ میرا مولانا سے بہت زیادہ واسطہ ہے۔ مجھے ان کا بہت احترام ہے۔ میں ان کی علمیت کا معترف ہوں۔ چونکہ ان کا میرے پیر خانے سے بھی واسطہ ہے۔ اس لیے مجھے یہ دکھ ہوا کہ ایسے بزرگان دین کے مریدین جھوٹ بولنے لگیں تو ان کی روح کو تکلیف ہوگی۔ جناب والا! مولانا نے خود فرمایا کہ سپیکر کا رویہ قادیانیوں کی حمایت کی طرف ہے۔ میرا خیال ہے کہ شاید اس ہاؤس میں کوئی اور قادیانی رکن نہیں لیکن مولانا نے جو طریقہ کار اختیار کیا ہے۔ اس سلسلے میں متحدہ ارکان تجویز پیش کی ہے کہ مولانا چنیوٹی کو ہاؤس سے اس سیشن کے لیے نکال دیا جائے۔ میں اس تجویز سے اختلاف کرتا ہوں۔ اگر مولانا کو ایوان سے نکال دیا گیا تو پھر وہی بات ہوگی کہ یہ سپیکر صاحب کا ذاتی معاملہ تھا۔ اور ذاتی وقار کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان کے خلاف یہ کارروائی کی گئی۔

جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ مولانا سے غلطی سرزد ہو گئی ہے۔ جیسے کہ مخدوم صاحب نے فرمایا کہ مولانا کا بیان شائع کرنے والے اخبار کے خلاف بھی کارروائی کرنی چاہیئے۔ میں اخبار کی آزادی سلب کرنے کے طریقے کو پسند نہیں کرتا۔ لیکن انہیں خود چاہیئے کہ وہ اس ایوان کے استحقاق کا احترام کریں۔ اگر مولانا جھوٹ بول بیٹھے ہیں۔ ان سے غلطی سرزد ہو گئی ہے۔ انسان خطا کا پتلا ہے انہیں چاہیئے کہ وہ اپنی غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے سپیکر صاحب سے نہیں بلکہ اس ہاؤس سے معافی مانگ لیں ورنہ اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ مجھے خطرہ ہے کہ اگر مولانا صاحب اس بات پر اڑے رہے تو کہیں لوگ ان * * * * * * * * * * کا خطاب نہ دے دیں۔

* * *
بحکم جناب سپیکر الفاظ حذف کر دیئے گئے

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب راناصاحب! یہ آپ کے الفاظ * * * اچھے نہیں۔

رانا پھول محمد خان: سر! مجھے اجازت دی جائے تاکہ میں اس کی وضاحت کر دوں۔ کیونکہ مجھے حق پہنچتا ہے۔ میری زبان بندی نہیں ہو سکتی ہے وہ بھی ہر وقت چکر چکر چوں چوں کرتے ہی رہتے ہیں۔ جناب والا! وہ میرے بزرگ ہیں۔ میں یہ گزارش کروں کہ جب انگریز نے ہندوستان آ کر مسلمانوں سے حکومت چھینی تو انگریزوں نے سوچا کہ یہ بہت جنگجو قوم ہے۔ اس کو کنٹرول کیسے کیا جا سکتا ہے تو انہوں نے کمیٹی کی ایک میٹنگ کے بعد یہ فیصلہ دیا۔ * * * * * * *

جناب ڈپٹی سپیکر: میں راناصاحب سے عرض کروں گا کہ وہ کسی ایک طبقے کے متعلق بات نہ کریں۔

رانا پھول محمد خان: آپ میری زبان بند نہیں کر سکتے۔ جناب والا! انگریزوں کی کمیٹی نے یہ کہا کہ * * * * * * *

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب کسی کی بات بھی سنا کریں۔ راناصاحب چوہدری صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان: * * * * * * * میں اس خدشے کے پیش نظر مولانا سے پھر گزارش کروں گا کہ مولانا صاحب معافی مانگ لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری چوہدری محمد صدیق سالار: ہمارے معزز اراکین جو سب سے پرانے Parliamentarian ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں وہ اپنے آپ کو پوائنٹ آف آرڈر پر بھی خاموش نہ رکھ سکے۔ میں درخواست کروں گا کہ * * * * * مولانا منظور احمد چنیوٹی کا نام لیا جائے ان کا نام لیا جائے باقی علماء کا نام نہ لیا جائے۔

(قطع کلامیاں)

مولوی محمد غیاث الدین: جناب والا! میں لفظ "مُلا" کی وضاحت کر دیتا ہوں۔ مُلا مبالغے کا صیغہ ہے۔ اس کا معنی ہوتا ہے۔ بہت بھرا ہوا۔ جو بہت زیادہ علم رکھے۔ اُسے مُلا کہا جاتا ہے۔ اس لیے ہمیں اس لفظ سے نفرت نہیں کرنی چاہیئے۔ ہمیں مُلا کہا جائے، مُلا جامی (رحمۃ اللہ علیہ) کہا گیا اور کتابوں میں آتا ہے۔ آپ مجھے مُلا کہیں میں انشاءاللہ قبول کروں گا۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

---

* * * بحکم جناب سپیکر الفاظ حذف کئے گئے۔

رانا پھول محمد خان: میں نے * * لکھا تھا۔ کیونکہ میں تو ان کا احترام کرتا ہوں۔
جناب ڈپٹی سپیکر: شفقت عباس صاحب۔
جناب شفقت عباس: میں نے ایک تحریک استحقاق پیش کی تھی جس کی نقل مجھے ابھی تک نہیں ملی۔
جناب ڈپٹی سپیکر: یہ کاپی آپ رانا صاحب سے لے لیں۔

مقدس چیئر کے خلاف توہین آمیز کلمات

جناب شفقت عباس: جناب والا میں اپنا مدعا ہاؤس کے سامنے بیان کرتا ہوں۔ جناب والا مجھ سے پہلے میرے فاضل بھائیوں اور دوستوں نے اپنا تفصیلی بیان دیا ہے کہ ہمارے ایک معزز رکن نے ہمارے ایوان کے سپیکر صاحب، یعنی اس مقدس چیئر کے خلاف توہین آمیز remarks استعمال کئے ہیں۔ اس سے نہ صرف جناب سپیکر کا بلکہ جناب اسمبلی کے جمیع معزز اراکین کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ جناب والا کچھ لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ اپنی انفرادیت قائم رکھنے اور سستی شہرت حاصل کرنے کے لیے دوسروں کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہمارے اسی فاضل رکن نے چند ماہ قبل ہمارے سپیکر صاحب کے خلاف قادیانی ہونے کے بارے میں ایک تحریک پیش کی تھی اور بعد میں یہ بیان دیا تھا کہ میں نے تسلی کر لی ہے کہ جناب سپیکر مسلمان ہیں اور ان کا ختم نبوت کے بارے میں عقیدہ درست ہے۔ اس کے بعد یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ مولانا موصوف جناب سپیکر کو بار بار قادیانیوں کے ساتھ مربوط کرنے کی کوشش کیوں کرتے ہیں۔ ان کا کیا مقصد ہے۔ جس طرح وہ اپنے حلقے میں اس بات کو exploint کر کے یہاں تک پہنچے ہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ اسی بات کو یہاں ہاؤس میں بار بار دہرا کر اپنی انفرادیت قائم کرنا اور اپنا مقام بنانا چاہتے ہیں۔ جناب والا میری گزارش ہے کہ ایسے لوگ جو دوسروں کی بے عزتی کر کے اپنا مقام بلند کرنا چاہتے ہیں۔ ان کے خلاف ایسا قانون بنایا جائے۔ ایسی سزا دی جائے کہ دوسروں کے لیے باعث عبرت ہو۔ جناب والا! مولانا صاحب کی پیش کردہ تحریک کا آپ بغور مطالعہ کریں تو آپ کو معلوم ہو گا۔ (بحکم مسٹر سپیکر الفاظ حذف کر دیئے گئے)
جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک مولانا صاحب نے تو پیش نہیں کی، تحریک تو آپ

* * بحکم جناب سپیکر الفاظ حذف کر دیئے گئے۔

نے پیش کی ہے۔

جناب شفقت عباس: وہ تحریک التواء جو ابھی تک نہیں پہنچی۔ جناب والا پہلے پیش ہوئی ہے۔ اس کا مطالعہ کریں۔ تو آپ کو پتہ چل جائے گا کہ وہ تحریک اس قابل ہی نہیں ہے۔ وہ اس معیار پر پوری نہیں اترتی کہ اسے موضوع بحث بنایا جائے۔ اگر مولانا صاحب قواعد و انضباط کار کے بارے میں کم علم ہیں تو انہیں مطالعہ کرنا چاہیئے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

انہیں اپنی کم علمی کی سزا کسی مقدس ہستی کو نہیں دینی چاہیئے اور کسی قابل احترام ہستی کو بدنام نہیں کرنا چاہیئے۔

(قطع کلامیاں)

مجھے اپنی بات پوری کر لینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز

جناب شفقت عباس: قواعد و ضوابط کا پہلے بھی معزز اراکین ذکر کر چکے ہیں کہ وہ اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ کوئی فاضل رکن جناب سپیکر اسمبلی جو کہ ہمارے لیے واجب الاحترام ہیں اور جو ہمارے لیے ایک جج کا درجہ رکھتے ہیں، ان کے لیے نازیبا الفاظ استعمال کرے۔ میں آخر میں پورے ایوان سے یہی عرض کروں گا کہ مولانا صاحب کو باز رکھا جائے ورنہ ہم میں اتنی طاقت ہے کہ ہم ایسے الفاظ کہنے والوں کے ساتھ نپٹ سکیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چوہدری صاحب تشریف رکھیں۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ: اب مولانا صاحب کو باہر چلے جانا چاہیئے۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا میں آپ کی وساطت سے حضرت مولانا چنیوٹی صاحب سے درخواست کروں گا کہ اگر وہ اپنی غلطی یا کسی کے اکسانے پر یہ بیان دے بیٹھے ہیں تو وہ ہاؤس سے معافی مانگ لیں۔

(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔ آرڈر پلیز، میں معزز ممبران سے درخواست کروں گا کہ یہ بہت سنجیدہ معاملہ ہے۔ آپ پوری توجہ اور دلجمعی سے بحث میں حصہ لیں۔

(وزیر خوراک) :۔ سردار امجد حمید خان دستی) : جناب والا میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ انسان خطا کا پتلا ہے۔ صرف اللہ کی ذات ہر عیب سے مبرا ہے۔ مجھ سے بھی غلطی ہو سکتی ہے مولانا سے بھی غلطیاں سرزد ہو سکتی ہیں۔ اور آپ سے بھی غلطیاں ہو سکتی ہیں۔ اگر وہ ہاؤس کی بات سننے کے بعد یہ احساس فرماتے ہیں کہ انہوں نے جذبات میں آکر ایک بات کہہ دی ہے۔ جس کی کوئی بنیاد نہیں، جس کی کوئی معقول وجہ نہیں تھی تو میرے خیال میں بہتر ہوگا کہ وہ اس بات کو اس ہاؤس میں ختم کرنے کے لیے معذرت کر دیں۔ تاکہ یہ بات مزید آگے نہ بڑھے۔ میں ان کی خدمت میں گزارش کروں گا۔ کہ جہاں تک ان کے علم دانش اور سوجھ بوجھ کا تعلق ہے۔ ہمیں اعتراف ہے اور ہماری خوش قسمتی ہے کہ اس ایوان میں ان جیسے مقتدر عالم دین موجود ہیں۔ لیکن عالم دین سے بھی غلطیاں ہو سکتی ہیں اگر وہ ہاؤس کا انداز دیکھ چکے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ ان سے جلدی میں غلطی سرزد ہوئی ہے تو میرے خیال میں اسے اس طرح نمٹایا جا سکتا ہے کہ ازراہِ کرم وہ اپنا اتہامات کو جاری کردہ بیان واپس لے لیں اور جو کچھ انہوں نے کہا ہے۔ اس کی معذرت کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب مخدوم صاحب۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا! دستی صاحب کی تقریر حکومت کے نظریے کی عکاسی کرتی ہے۔ اپوزیشن کی طرف سے میں اس پر بضد ہوں کہ سپیکر کی توہین کے مسئلے میں معذرت ناکافی ہے۔ یہ بھی مولانا صاحب کو یاد ہوگا کہ ان پر ہم جیسے گناہ گاروں کی آہ پڑی ہے۔ میں اب اپنی آہ کی بات تو نہیں کرتا۔ لیکن سپیکر کی توہین کے معاملے میں جمعی ایوان کو بھی یہ حق نہیں پہنچتا کہ ان کی معذرت قبول کی جائے۔ میں رولز چیا کر سکتا ہوں جیسے کہ گذشتہ اجلاس میں کچھ ممبران نے کہا تھا کہ اجلاس میں ان کا داخلہ ممنوع فرمایا جائے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میں اب معزز ممبران سے یہ درخواست کروں گا کہ جس طرح مولانا صاحب نے بڑے صبر و تحمل سے اپنے خلاف لگائے گئے الزامات کو سنا۔ آپ بھی ان کی باتیں سنیں کیونکہ یہ ان کا قانونی اور آئینی حق ہے کہ وہ اپنے اوپر لگائے گئے الزامات کا ہاؤس میں جواب دے سکیں۔ اس لیے میں معزز ممبران سے التماس کروں گا کہ آپ براہِ کرم ان کی تقریر کے دوران مخل نہ ہوں اور ان کو اپنے اوپر لگائے گئے

الزامات کا جواب دینے کا موقع فراہم فرمائیں۔

جناب شفقت عباس: جناب والا! میں درخواست کروں گا کہ وہ اچھے الفاظ میں اس کا جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں مولانا صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ براہ کرم اپنے اوپر لگائے گئے الزامات کے متعلق شائستہ اور اچھی زبان استعمال کریں۔

چوہدری محمد اکرم: جناب والا ہمارے قواعد کے مطابق پرِوِلیج کے متعلق قواعد 64 تک میں کہیں یہ گنجائش موجود نہیں کہ جن جن حضرات کے خلاف Privilege Motion پاس ہوئی ہو وہ اپنے کردار کی وضاحت کر سکیں۔ اگر کوئی قاعدہ موجود ہے تو وہ مجھے بتا دیجئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں تھوڑی سی بات ہے یہ اس معزز ایوان کے رکن ہیں اور وہ ہاؤس میں موجود ہیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ جو اس معزز ایوان کے رکن نہ ہوں اور وہ باہر ہوں جیسے افسران یا کسی کے خلاف تحریک استحقاق پیش ہوتی ہے تو ان کو جواب دینے کا حق نہیں۔ لیکن اگر اس معزز ایوان کا کوئی رکن ایوان میں موجود ہے اور ان کے خلاف تحریک استحقاق پیش ہوئی ہو تو اس کا حق بھی اتنا ہی ہے۔ جتنا تحریک استحقاق پیش کرنے والے کا ہے۔ لہٰذا انہیں وضاحت پیش کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں مولانا صاحب کو اجازت دیتا ہوں کہ وہ اپنے اوپر لگائے گئے الزامات کی وضاحت کریں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: الحمدللہ

جناب سپیکر! جو الزامات اور بہتان میری ذات پر لگائے گئے۔ میں نے بڑے حوصلے سے اس کو سنا ہے۔ اس معزز ایوان اور اراکین سے توقع رکھوں گا کہ وہ بھی میری باتیں حوصلے سے سنیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر! مولانا صاحب بہتان کی بات کر رہے ہیں جبکہ ہم حقائق کی بات کر چکے ہیں۔ حقائق کو بہتان کہنے کا ان کو حق نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ٹھیک فرما رہے ہیں۔ مولانا صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ شائستہ الفاظ استعمال کریں۔ جن سے کسی کی دل آزاری نہ ہو۔ [illegible]

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب! یہ گزارش کروں گا کہ جو باتیں کی گئی ہیں ان میں اکثر الزام اور بہتان ہیں جو میری ذات پر لگائے گئے ہیں۔ اس لیے مجھے حق پہنچتا ہے کہ میں ان الزامات کو الزامات کہوں، ان بہتانوں کو بہتان کہوں، اور ان کے متعلق وضاحت اور صفائی پیش کروں۔ اس لیے آپ حضرات کو بھی حوصلے و صبر کے ساتھ میری باتیں سماعت کرنی چاہئیں، جس حوصلے و صبر کے ساتھ میں آپ کی تمام باتیں سنتا رہا ہوں۔

قبل اس کے کہ میں ان الزامات کا جواب دوں جو فاضل معزز اراکین نے میرے بارے میں کہے، کیا آپ نے ان کی بجائے اس کا [illegible] جو مجھ پر لگائے گئے ہیں۔ [illegible]

[illegible] (قطع کلامیاں) [illegible]

جناب ڈپٹی سپیکر: چوہدری محمد اقبال صاحب آپ فرمائیے۔ [illegible]

وزیر آبپاشی و برقی قوت (چوہدری محمد اقبال): پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں آپ سے استدعا کروں گا کہ مولانا صاحب سے کہا جائے کہ وہ اپنے رویے میں ذرا تبدیلی اور نرمی پیدا کریں۔ جو معزز اراکین نے اس معزز ایوان میں باتیں کی ہیں تقریباً ان میں ساری باتیں حقائق پر مبنی ہیں اور مولانا کا اخبار میں بیان اس بات کی دلالت کرتا ہے۔ میں حیران ہوں کہ مولانا کس طرح فرما رہے ہیں کہ ان پر الزامات لگائے گئے ہیں۔ جناب سپیکر! جیسے مولانا صاحب ابھی کہہ رہے ہیں اس سے اس معزز ایوان کے اراکین کی توہین ہو رہی ہے۔ ابھی ابھی ان کی معذرت کی بات ہو رہی تھی۔ لیکن ان کا رویہ معذرت خواہانہ نہیں۔ میں درخواست کروں گا کہ انہیں کہا جائے کہ وہ اپنے رویے کی اصلاح کریں۔ [illegible]

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس بات کو درست قرار دیتا ہوں۔ [illegible]

[illegible] (قطع کلامیاں) [illegible]

[illegible] پوائنٹ آف آرڈر [illegible] ہو سکتا [illegible] آپ نے فرمایا کہ مجھے بات کرنے دیں۔ ایک طرف آپ نے حزب اختلاف کے احترام کے متعلق [illegible] اور ان پر [illegible] کی باتیں آپ [illegible] بات

کی عکاسی کرتا ہے کہ آپ سپیکر کو بولنے کی اجازت نہیں دیتے۔ چوہدری صاحب آپ تشریف رکھیں، آپ کو بات کرنے کا موقع دیا جائے گا۔

چوہدری گل نواز خان وڑایچ: میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں

جناب ڈپٹی سپیکر: چوہدری صاحب آپ تشریف رکھیں۔ آپ کو موقع دیا جائے گا۔

چوہدری گل نواز خان وڑایچ: میں پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس وقت آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ آپ تشریف رکھیں

(نعرہ ہائے تحسین)

جیسے میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں یہ مولانا صاحب کا آئینی حق ہے کہ وہ اپنے اوپر لگائے گئے الزامات یا جو بھی باتیں ہوئی ہیں ان کا جواب دے سکتے ہیں۔ اس لیے براہِ کرم اپنی تقریر میں اس قسم کے الفاظ کے استعمال سے پرہیز کریں۔ جو کسی کی دل آزاری کا سبب بنیں۔ اس قسم کی باتیں کریں۔ جن سے مزید پیچیدگی پیدا نہ ہو۔

چوہدری صاحب آپ فرمایئے کہ کیا آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

چوہدری گل نواز خاں وڑایچ: جناب والا میں نے عرض کی ہے وہ فرما رہے ہیں کہ یہ ممبران،، جنھوں نے اپنے ممبر بنانے کے لیے حقائق بیان کئے ہیں۔ اگر ہم ممبر بنانے کے لیے ایسا کرتے ہیں جیسے کہ انہوں نے فرمایا تو کیا سارا ایوان چاہتا ہے۔ سپیکر کے خلاف عدم اعتماد کیا جائے؟ ہمارے ہاں ایک برادری ہوا کرتی تھی وہ اب چلے گئے ہیں۔ وہ اکیلا بھی سوا لاکھ کا ہوا کرتا تھا۔ مجھے تو وہم ہے کہ کہیں یہ اسی برادری سے تعلق رکھتے ہوں۔ جو اکیلے ہی کہتے ہیں کہ سارا ہاؤس میرے ساتھ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ مولانا صاحب آپ فرمائیں

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا گذارش یہ ہے قبل اس کے کہ میں ان الزامات کے بارے میں وضاحت کر دوں۔ ابھی میرے فاضل ارکان کہہ رہے ہیں کہ جو باتیں کہی گئی ہیں۔ وہ سب حقائق پر مبنی ہیں۔ ابھی ہمارے حاجی جمشید صاحب نے اپنی تحریک استحقاق میں فرمایا ہے کہ لے دے کر تصفیہ کیا گیا تھا۔ اس وقت بھی میں نے حلف اٹھایا تھا اور میں نے لعنت بھیجی تھی کہ جو کسی سے پیسہ لیا ہے۔ اس پر بھی خدا کی لعنت اور جس نے دیا ہے۔ اس پر بھی خدا کی لعنت۔ انہوں نے تضحیک کے طور پر فرمایا کہ وہ استدعا کرتے ہیں کہ جناب مولانا کا کوئی بقایا رہ گیا ہوگا یا یہ ہوگا

کچھ وہ ہوگا۔ یہ ساری باتیں جو انہوں نے کی ہیں۔ میں سوائے اس کے یہ کہوں۔ لعنت اللہ علی الکذ بین۔ جھوٹوں پر خدا کی لعنت۔ اگر کوئی پیسہ لیا دیا گیا ہے۔ اگر کوئی بات پلنے دینے کی ہے

(قطع کلامیاں)

....

حاجی جمشید عباس تھیم: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا یہ بات بالکل درست ہے کہ جھوٹے پر لعنت ہوتی ہے۔ لیکن جو انسان بات کرکے بات سے مکر جائے اور بات بدل دے اس کے اوپر بھی خدا کی لعنت ہوتی ہے۔ اس لیے لعنت اللہ علی الکاذبین۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب

پارلیمانی سیکرٹری: (جناب غلام حیدر رحمانی) یعنی اجناب سپیکر بار بار "اس پر خدا کی لعنت" استعمال ہو رہا ہے۔ اس کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے قرآن شریف کی آیات پڑھ کر اس کا حوالہ دیا ہے۔ یہ ایسی بات نہیں ہے۔ جھوٹوں پر لعنت والی بات ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جو جھوٹ بولے گا۔ اس پر خدا کی لعنت ہے۔ یہ خداوند تعالیٰ کا حکم ہے۔

جناب والا! قبل اس کے کہ میں ان الزامات کے بارے میں وضاحت کروں۔ میں پہلے اس خبر کے متعلق اور اس پریس کانفرنس کے متعلق وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ پریس کانفرنس فیصل آباد میں ہوئی۔ اس کی رپورٹنگ صرف ایک اخبار میں آئی ہے۔ دوسرے اخبارات میں نہیں آئی

آوازیں: مشرق میں بھی آئی ہے

مولانا منظور احمد چنیوٹی: "مشرق" میں نے نہیں پڑھی۔ بہرحال "نوائے وقت" میں آئی ہے۔

جناب والا۔ جہاں تک عدم اعتماد کی تحریک کی بات ہے۔ یہ بات میں نے نہیں کہی۔ ایک اخباری نمائندے نے چونکہ فخر امام صاحب کی تحریک اس دن چل رہی تھی۔ انہوں نے یہ سوال کیا کہ کیا آپ کے سپیکر کے خلاف بھی عدم اعتماد کی تحریک ہو سکتی ہے۔ میں نے انہیں یہ جواب دیا۔ یہ میرا مسئلہ نہیں ہے۔ نہ میں یہ تحریک دے سکتا ہوں۔ یہ تو مسلم لیگ گروپ کی بات ہے۔ اگر انہوں نے کوئی فیصلہ کیا تو وہ دے سکتے ہیں یہ میری بات نہیں ہے۔ مسلم لیگ کے کسی گروپ کا نہیں ہوں کہ یہ بات کروں۔ اس سے دو دن قبل "روزنامہ جنگ" میں فخر امام صاحب کے

خلاف تحریک عدم اعتماد کے بعد ایک خبر آ چکی ہے کہ جناب سپیکر کے خلاف بھی عدم اعتماد کی تحریک ہو سکتی ہے۔ وہ خبر میں نے نہیں دی۔ وہ خبر دو دن قبل آ چکی ہے۔ اس خبر کی بنیاد یہ بنا کہ امام صاحب کے خلاف تحریک کی بنیاد پر ایک رکن نے یہ سوال کیا۔ جس کا جواب میں نے یہ دیا کہ یہ مسلم لیگ گروپ کی بات ہے وہ اگر چاہیں تو ایک تحریک دے سکتے ہیں۔ اس سے میرا کوئی تعلق نہیں۔ اب اگر انہوں نے یہ خبر بنائی اور یہ سرخی لگا دی تو یہ ان کا اپنا کام ہے۔ میں یہ بات حلفاً کہہ رہا ہوں۔ میں نے یہ بات اس طرح نہیں کہی۔ جہاں تک دوسری بات کا تعلق ہے کہ میری تحریک استحقاق کا ایوان میں پیش نہیں کی گئی۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ ایک سال سے روایت یہ چلی آتی ہے کہ ہر تحریک استحقاق یا تحریک التوا ایوان میں پیش ہوتی ہے۔ اس کے بعد اس پر بحث ہوتی ہے کہ آیا یہ ضابطے کے مطابق ہے یا نہیں۔ اگر وہ ضابطے کے مطابق نہ ہو تو اس کی اجازت نہیں دی جاتی۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر۔ نکتہ وضاحت جب کوئی تحریک التوائے کار سپیکر صاحب کو موصول ہوں اور وہ دیکھیں کہ یہ تحریک التوائے کار بنتی ہے تو اس کو ایوان میں پیش کر دیتے ہیں ورنہ انہیں اختیار ہے کہ وہ اس کو اپنے چیمبر میں ہی kill کر دیں۔ میں مولانا کی اطلاع کے لیے عرض کر دوں کہ یہ بہت پرانے عرصے کی باتیں تھیں۔ اس لیے وہ حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والا مسئلہ نہ بنتا تھا۔ اس لیے انہوں نے kill کر دی ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: گزارش ہے کہ پچھلے سال سے اس منتخب اسمبلی میں روایت چلی اور ہم نے بھی دیکھی کہ اگر کوئی تحریک قانون اور ضابطے کے مطابق نہیں بھی بنتی۔ تب بھی اس کو ایک دفعہ ایوان میں پیش کیا جاتا رہا۔ اس کے بعد اس پر یہ بحث ہوئی کہ آیا یہ ضابطے کے مطابق ہے یا نہیں اور اگر وہ ضابطے کے مطابق نہیں پائی گئی تو اس کو مسترد کر دیا گیا۔ میں نے ظفر اللہ کے جنازے کے متعلق تحریک التوا پچھلے اجلاس میں پیش کی تھی۔ جب کہ وہ واقعہ ہوا تھا۔ اس وقت بھی وہ تحریک التوا نہ پیش ہو سکی اور میں بار بار اس کا مطالبہ کرتا رہا لیکن بجٹ آ گئے اور پیچھے کے نمبروں کی تحاریک پیش ہوتی رہیں۔ لیکن اس کا نمبر نہ آیا۔ اس میں میرا کوئی قصور نہیں تھا۔ میں نے ان کا نوٹس بروقت دیا تھا۔ لیاقت علی خان کے قتل کا واقعہ بے شک پرانا ہے لیکن اس کے متعلق پہلے 7 مارچ کے "نوائے وقت" کراچی میں

انکشاف ہوا اور اس کے بعد ہمارے پنجاب کے 9 مارچ کے اخبارات میں یہ خبر شائع ہوئی اور یہ انکشاف ہوا کہ ان کا قاتل "رکنیزے"، جرمن کا ایک قادیانی ہے۔ اس بنا پر میں نے یہ تحریک دی تھی کہ اب جب کہ یہ انکشاف ہو چکا ہے اور ان کے قاتل کا پتا لگ چکا ہے۔ ملک کے پہلے وزیر اعظم کا قتل کا سانحہ کوئی معمولی نوعیت کا نہیں ہے۔ پہلے قاتل سید اکبر بنایا گیا تھا۔ وہ ایک مفروضہ تھا۔ ان کا اصل قاتل متعین ہو چکا ہے۔ تو اس کے بارے میں ہماری حکومت نے کیا کارروائی کی ہے۔ اب تک کوئی کیس رجسٹر نہیں ہوا اور اس کے خلاف کوئی کارروائی یا کوئی تفتیش نہیں ہوئی جو ہونی چاہیئے لہذا اس مسئلے کو زیر بحث لانے کے لیے میں نے اس معاملہ پر تحریک التواء دی تھی۔ میرے نزدیک یہ نہایت اہم مسئلہ تھا۔ ایک واقعے کو چاہے کتنا ہی وقت کیوں نہ ہو جائے لیکن اگر آج اس کے قاتلوں کا انکشاف ہو چکا ہے۔ اس کے اصل ملزمان کا پتا چل چکا ہے تو ہماری حکومت کی انتظامیہ کا فرض ہے کہ ان قاتلوں کے خلاف کارروائی کرے۔ خاص طور پر جب ملک کے اس پہلے وزیر اعظم کے خلاف اتنا سانحہ عظیم ہوا۔ اگر اس کا آج انکشاف ہوتا ہے تو یہ کوئی پرانی بات نہیں ہے۔ اس پر مجھے حق تھا کہ میں نے یہ تحریک پیش کی تھی۔

اسی طرح ربوہ میں جو "مسیح موعودؑ" بنایا گیا۔ اس میں "امتناع قادیانی آرڈیننس" کی صریحاً خلاف ورزی کی گئی۔ اور ظفر اللہ کے جنازے پر بھی اس آرڈیننس کی صریحاً خلاف ورزی کی گئی۔ میں اس مسئلے کو زیر بحث لانا چاہتا تھا کہ جو آرڈیننس خود حکومت نے بنایا ہے۔ اس کی دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں اور وہ بھی یہاں دارالخلافہ میں، اور ذمہ دار افسران اس کا کوئی نوٹس نہیں لیتے، ظفر اللہ کے جنازے پر دعائے مغفرت کی گئی۔ کلمے کے بیج لگائے گئے۔ اور آرڈیننس کی صریحاً خلاف ورزی کی گئی۔ اس پر پورے عالم اسلام میں احتجاج ہوا۔ اس کے متعلق نفرت کا اظہار کیا گیا۔ وہ ظفر اللہ جس نے بانیٔ پاکستان قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ کا جنازہ نہ پڑھا تھا۔ کسی مسلمان سربراہ کا جنازہ نہ پڑھا تھا۔ وہ انہیں کافر کہتا تھا۔ اس کا جنازہ پڑھایا گیا۔ اس مرتد اور کافر کے لیے جوار رحمت کی دعائیں کی گئیں۔ اور اس کے ساتھ بحیثیت ایک مسلمان کے سلوک کیا گیا۔ چاہیئے تو یہ تھا کہ جس نے بانی پاکستان کا جنازہ نہ پڑھا اور اس نے کھلم کھلا پاکستانی قوم کی توہین کی وہ پاس کھڑا تھا اور اس نے کہا تھا کہ یوں سمجھئے کہ میں ایک مسلمان کافر حکومت کا ملازم ہوں یا ایک کافر مسلمان حکومت کا ملازم ہوں۔ اس کا جنازہ

درکار، چاہیئے تو یہ تھا کہ اس کو یہاں پاکستان کی پاک سرزمین میں دفن ہونے کی اجازت نہ دی جاتی۔ اس کی میت کو تو پاکستان سے باہر پھینکا جاتا۔ میں چاہتا تھا کہ اس مسئلے پر پیش کردہ تحریک کو زیر بحث لایا جائے، ان کے خلاف کسی قسم کی کارروائی نہیں ہوئی

اسی طرح جو ربوہ میں مسیح موعود منایا گیا۔ ان پر تبلیغ کی پابندی تھی۔ لیکن سپیکر استعمال کیا گیا۔ ''رسول'' ''صحابہ'' ''رضی اللہ'' ''علیہ السلام'' ''مسجد'' یہ تمام اصطلاحات بے دریغ استعمال کی گئیں۔ اس پر احتجاج کیا گیا۔ لیکن اس کے باوجود ان کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہوئی۔ میں چاہتا تھا کہ ''امتناع قادیانی آرڈیننس'' جو اس حکومت کا بڑا سنہری کارنامہ ہے، اگر اس پر انتظامیہ کوئی عمل نہیں کرتی تو اس کو زیر بحث لانا چاہیئے۔ اس میں سپیکر کی بات نہ تھی۔ وہ تو انتظامیہ کی بات تھی کیونکہ وہ اس پر کوئی کارروائی نہیں کرتی۔ اسی طرح اگر لیاقت علی خاں کی بھی کوئی بحث تھی تو اس میں بھی سپیکر صاحب کی کوئی بات نہ تھی۔ اس میں بھی انتظامیہ کے رویے کو زیر بحث لانا مقصود تھا۔ ایک سال سے ہم روایات دیکھ رہے ہیں کہ ہاؤس میں پیش کرنے کے بعد اگر وہ تحریک خلاف ضابطہ ہے تو اسے خلاف ضابطہ قرار دیا جاتا ہے۔ اگر سپیکر صاحب کی رائے میں میری یہ تمام تحاریک ضابطے کے مطابق نہیں تو وہ بجائے یہاں ان کو پیش کرنے کی اجازت دیتے اور بحث ہو جاتی۔ اگر وہ ضابطے کے مطابق ہوتیں تو وہ یہاں بھی مسترد کر سکتے تھے۔ یہ ضروری نہ تھا کہ انہوں نے اعلان کیا کہ ایک سے فلاں نمبر تک چونکہ خلاف ضابطہ ہیں۔ ان کو پیش نہیں کیا جا سکتا۔ میں ان قراردادوں کے ذریعہ یہ معاملات پریس میں لانا چاہتا تھا۔ کیونکہ میرے نزدیک یہ نہایت اہم مسائل تھے۔ ان کا ملک کے مفاد سے تعلق تھا اور قوانین سے ان کا تعلق تھا۔ خاص طور پر لیاقت علی خاں جو ہمارے ملک کے پہلے وزیر اعظم تھے۔ ان کے عظیم سانحے کے ساتھ ان کا تعلق تھا۔ اس لیے میں چاہتا تھا کہ اگر یہ تحریک کسی فنی عذر پر اسمبلی میں پیش نہیں ہو سکی تو وہ میں پریس میں لے آؤں۔ اس بنیاد پر میں نے پریس کانفرنس کی اور میں نے وہ تحریک التوا پریس میں پیش کی۔ یہاں تک ہے قادیانیت کا مسئلہ

وزیر آبپاشی: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر، مولانا صاحب معاملہ پھر الجھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں اس بارے میں آپ سے رولنگ چاہوں گا کہ کیا جناب سپیکر کا conduct اس معزز ایوان میں کسی ضابطے کے تحت زیر بحث آ سکتا ہے؟ اور جس

استحقاق یا تحریک التوا پر جناب سپیکر کوئی رولنگ دے چکے ہوں یا اس کو خلاف ضابطہ قرار دے چکے ہوں کیا اس پر یہ معزز ایوان میں بحث ہو سکتی ہے ؟ مولانا صاحب پھر بات کو الجھانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ میں اس پر آپ کی رولنگ چاہوں گا۔ یہ بات زیر بحث نہیں آسکتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ٹھیک فرما رہے ہیں۔ جب کسی مسئلہ پر جناب سپیکر رولنگ دے چکے ہوں۔ وہ ایوان میں زیر بحث نہیں آسکتا۔ اصل میں ان کا problem ہے کہ مسئلہ زیر بحث تحاریک التوا سے متعلق ہے۔ اس لیے وہ اس حوالے سے بات کر رہے ہیں۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر، ایک وضاحت ہے۔ مولانا صاحب بار ہا فرما چکے ہیں کہ قادیانی غیر مسلم ہیں۔ یہاں غیر مسلم ہمارے بھائی لالہ مہر لعل بھیل بھی بیٹھے ہوئے ہیں۔ انہوں نے بھی جنازے میں حصہ نہیں لیا تھا تو جب ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ غیر مسلم ہیں تو انھوں نے جنازے میں شرکت نہیں کی تھی۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ انہیں شرکت کرنی چاہیے تھی تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ ان کو مسلمان سمجھتے ہیں (نعرہ ہائے تحسین) تو ان کے شرکت نہ کرنے سے کوئی تحریک استحقاق نہیں بنتی۔ میں سمجھتا ہوں کہ مولانا صاحب نے غلط فہمی پر یہ بات کی ہے۔

وزیر قانون: جناب سپیکر، شاید مولانا صاحب نے رولز پڑھے ہی نہیں۔ 65 یہ ہے۔

Rule 65. A motion for an adjournment of the business of the Assembly for the purpose of discussing a definite matter of recent and urgent public importence may be made with the consent of Speaker.

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو سپیکر صاحب کی consent کے ساتھ پیش ہو گی۔ ان کو اختیار ہے کہ وہ ایسی تحاریک جو ضابطے کے مطابق نہیں ہیں۔ اپنے چیمبر میں ختم کر سکتے ہیں۔ لہذا جو فیصلہ وہ کر سکتے ہیں اس پر یہاں بحث نہیں ہو سکتی۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر میں نہیں سمجھ سکا کہ وزیر قانون نے کیا

وضاحت فرمائی ہے۔

وزیر قانون: مولانا صاحب وقت ضائع کر رہے ہیں۔ ایک رولنگ آ چکی ہے وہ اس پر بحث کر رہے ہیں۔ اس لیے ہاؤس ان کو اجازت نہیں دے سکتا۔ کہ وہ ایسا کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب آپ فرمائیے۔ جناب سپیکر صاحب نے آپ کی تحریک التوائے کار کے متعلق رولنگ دی ہے۔ آپ اس پر بات نہ کریں۔ آپ اپنی صفائی میں جو کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ وہ فرمائیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر میں تو اسی لیے وضاحت کر رہا ہوں۔ چونکہ وہ اہم مسائل تھے اور میں ان مسائل کو پریس میں لانا چاہتا تھا۔ انہوں نے ان تحاریک کو خلاف ضابطہ قرار دیا ہے۔ اگرچہ میرا ان پر اصرار تھا کہ جیسے پہلے یہاں روایت تھی۔ انہیں یہاں پیش کیا جاتا۔ اس کے بعد ان کی admissibility پر بحث کرتے۔ اگر وہ خلاف ضابطہ ہوتیں تو تب انہیں خلاف ضابطہ قرار دیا جاتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بات آپ کر چکے ہیں۔ آپ بات کو دہرا رہے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میں ان تحاریک التوائے کار کو بحث میں لانا چاہتا تھا کہ وہ پریس میں آ جائیں۔ کیونکہ وہ اہم مسائل ہیں۔ ان کو پریس میں آنا چاہیئے اور ان مسائل کو قوم کے سامنے لانا ضروری ہے۔ جہاں تک سپیکر صاحب کے قادیانی ہونے اور مسلمان ہونے کا تعلق ہے۔ میں نے ان کو کہیں بھی قادیانی نہیں کہا جو پہلے بات تھی وہ ختم ہو گئی تھی۔ میں نے انہیں جس بنیاد پر قادیانی کہا تھا۔ لیکن ان کی طرف سے تردید اور حلفیہ بیان آنے کے بعد میں نے ان کے خلاف قادیانی ہونے کا کوئی الزام نہیں لگایا۔ باقی رہا قادیانی نواز تو یہ تو آپ افسران کے خلاف قادیانی نواز ہونے کا الزام لگاتے رہتے ہیں۔ حتیٰ کہ ہر حکومت کے خلاف یہ الزام رہا ہے کہ قادیانی نواز ہوتی ہے اگر کوئی قادیانیت کا مسئلہ آتا ہے۔ تو اس قادیانی نوازی سے کوئی قادیانی نہیں ہو جاتا۔

مولوی محمد غیاث الدین: پوائنٹ آف آرڈر جناب

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا غیاث الدین پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

مولوی محمد غیاث الدین: جناب سپیکر کسی کافر کو نوازنا یہ مسلمان کی شان نہیں ہے۔ مولانا صاحب نے سپیکر صاحب کے متعلق جو کہا ہے وہ قادیانی نواز ہیں تو میں سمجھتا ہوں

کہ یہ تب بھی پورے ہاؤس کا استحقاق مجروح کر رہے ہیں. ہم نے سپیکر صاحب پہ اعتماد کیا ہے. اور یہ انہیں قادیانی نواز کہہ رہے ہیں. اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ مسلمان نواز نہیں ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: میں مولانا سے عرض کروں گا. انہوں نے جو فتویٰ دیا دیا ہے کہ جو کسی مسلمان کو کافر کہے وہ خود کافر ہوتا ہے اس کا نکاح ختم ہو جاتا ہے۔ پہلے مولانا اپنا نکاح پڑھائیں تمام عرب والے آئمہ، دیوبندی اور اہل حدیث بھی کافر ہیں. اور احمد رضا خان صاحب نے جناح صاحب کو کافر کہا تھا. سب کو کافر کہا اس لیے پہلے یہ اپنے نکاح کی خیر منائیں.

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی صفائی میں جو کچھ کہنا چاہتے ہیں کہیں۔

حاجی محمد افضل چن: جناب سپیکر ابھی دستی صاحب نے فرمایا تھا کہ معاملہ ختم ہو جاتا لیکن مولانا صاحب اس کو جان بوجھ کر ختم نہیں کرنا چاہتے. جناب وہ اب حد سے آگے بڑھ چکے ہیں. پہلے دن جب انہوں نے جناب سپیکر صاحب کے خلاف یہ الزام لگایا تھا کہ وہ کافر ہیں. اسی دن اگر ان کا ٹھیک انتظام کر لیا جاتا تو یہ نوبت نہ آتی. کیا ان کے پاس ایسے اختیارات ہیں کہ جب چاہیں کسی کو کافر بنا دیں یا جب جی چاہے مسلمان بنا دیں. جناب والا ان کو تھوڑی سی ہدایت ہونی چاہیئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ہدایت نہیں دے رکھی. ان کو اپنے قانون کے تابع بنائیں تاکہ یہ حد سے آگے نہ بڑھیں اور اپنی حد کے اندر رہ کر بات کریں۔ انہوں نے کہا کہ سب کافر تھے. آپ اپنی بات کریں .

چوہدری محمد اعظم چیمہ: جناب سپیکر تحریک استحقاق پر بحث بہت طویل ہو گئی ہے اور وقت بھی زیادہ دیا گیا ہے. اس بارہ میں یہ عرض کروں گا کہ سابق وزیر قانون سے مشورہ لیا جائے اس کے بعد جناب والا اس پر آپ حکم صادر فرما دیں.

جناب ڈپٹی سپیکر: وضاحتی بیان کے بعد رائے صاحب اور قائد حزب اختلاف سے بھی ضرور مشورہ لیا جائے گا. ان شاء اللہ آپ فکر نہ کریں.

مولوی محمد غیاث الدین: جناب والا! میں اس وقت علامہ صاحب کا شعر پڑھنے پر مجبور ہوں.

عجم ہنوز نداند رموز دیں ورنہ — زدیوبند حسین احمد ایں چہ بوالعجبی ست
سرود بر سر منبر کہ ملت از وطن ست — چہ بے خبر از مقام محمد عربی ست

بیگم فرحت خواجہ رفیق: پوائنٹ آف آرڈر جناب والا مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کو اپنے موقف پر بولنے کی اجازت دی جائے۔ پورے ہاؤس کو ان کے پیچھے پڑنے کی اجازت نہ دی جائے۔ میں آپ سے یہ اپیل کرتی ہوں کم ازکم ان کو سنا جائے اور یہ دیکھا جائے کہ وہ کون سی بات سچ اور کون سی بات غلط کہہ رہے ہیں۔ ان کے پیچھے پورا ہاؤس پڑا ہوا ہے۔ آپ اس طرح کی اجازت نہ دیں شکریہ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ مختصر وقت میں اختصار سے کام لیتے ہوئے وضاحت فرمائیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر باتیں تو بہت ہیں اور اس مختصر سے وقت میں جو الزام مجھ پر لگائے گئے ایک ایک کا جواب دوں تو پھر تو وقت چاہیئے۔ آپ کو اور ان کو بھی حوصلہ کرنا چاہیئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنے بیان کو مختصر کر کے بیان کریں

چوہدری محمد صدیق سالار: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا اس ایوان اور آپ سے بھی مودبانہ درخواست کروں گا کہ اس مسئلہ کو جلد نپٹائیں۔ یہ بجٹ پر بحث کا دن ہے اور ہم نے اپنے اپنے حلقہ جات کی نمائندگی کرنی ہے اور یہ سارا دن ضائع کیا جا رہا ہے

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب۔ آپ کے خلاف جو باتیں ہوئی ہیں اس سلسلہ میں آپ جو بھی بیان دینا چاہتے ہیں مہربانی فرما کر اسے موضوع کے اندر محدود رکھیں۔ مذہبی یا اس قسم کے نئے موضوع کو نہ چھیڑیں۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ جتنی جلدی ممکن ہو سکے اپنا وضاحتی بیان ختم کریں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا جہاں تک پریس کانفرنس کا تعلق ہے اس کے متعلق تو میں نے وضاحت کر دی ہے۔ لیکن جہاں تک میرے خلاف تقاریر میں مجھ پر لگائے گئے الزامات یا میری ذات پر حملوں کا تعلق ہے۔ وہ بات علیحدہ ہے۔ میرا حق ہے کہ میں ان کا جواب دوں۔ آپ کو بھی جواب دینے کی مجھے اجازت دینی چاہیئے۔ اور جملہ اراکین کو بڑی فراخدلی کے ساتھ جوابات سننے چاہئیں۔ اگر اس میں کسی کی ذات ملوث ہوتی ہے تو پھر وہ یہ نہ کہیں کہ ہمارا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔ اگر آپ کا استحقاق ہے تو مرا بھی استحقاق ہے۔ میانہ صاحب فرما رہے ہیں کہ اب بھی استحقاق مجروح ہو رہا ہے تو کیا

بمصطفےٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی ست

جناب ڈپٹی سپیکر: میں مولانا صاحب سے درخواست کروں گا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: اگر دیو بندی اور بریلوی مسلک پر بحث کرنی ہے تو پھر اس پر مجھے بھی اجازت دی جائے کہ میں علمائے بریلوی کے متعلق علامہ اقبال اور مولانا ظفر علی کے تمام اشعار پیش کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس قسم کی بحث کی اجازت نہیں دے سکتا۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب وہ میری ذات پر حملے کرتے رہے ان کو آپ نے روکا نہیں ہے۔ میری ذات پر ایسے ایسے رکیک حملے کیے گئے ہیں۔ اور حاجی جمشید صاحب جنہیں ماشاء اللہ اپنی پاک دامنی کا بہت دعویٰ ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے آج تک کوئی گناہ کبیرہ نہیں کیا۔ وہ شاید دوسرے کو اتنا گنہگار سمجھتے ہیں۔ اپنے آپ کو تو کہتے ہیں کہ میں نے آج تک گناہ کبیرہ نہیں کیا۔ میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ آج ان کا مسلک کیا ہے۔ 1973 کی تحریک سے قبل وہ کس جماعت سے تعلق رکھتے تھے؟ اور اب وہ کس جماعت سے تعلق رکھتے ہیں۔ وہ قادیانی جماعت تھی۔ اب وہ شیعہ مذہب قبول کر چکے ہیں۔ اب ان کے نزدیک اہل تشیع حق پر ہیں۔ پہلے یہ قادیانی مذہب رکھتے تھے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے آج تک کوئی گناہ کبیرہ نہیں کیا۔ میں حاجی جمشید صاحب سے گناہ کبیرہ کی وضاحت پوچھوں گا۔ وہ بتائیں کہ گناہ کبیرہ کون کون سے ہوتے ہیں۔ تاکہ وہ ہمیں پتہ چل سکے کہ وہ یہاں بیٹھے ہوئے بھی گناہ کبیرہ کر رہے ہیں یا نہیں (شور، شور)

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب آپ تشریف رکھیں (خاموش خاموش)

میاں ممتاز احمد متیانہ: جناب سپیکر مولانا اپنی ذاتی وضاحت اور اپنے خیالات کے اظہار کے لیے کھڑے ہوئے لیکن افسوس کہ انہوں نے ہر بات پر اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح کیا اور ہم بار باران کی اس کی اجازت نہیں دے سکتے کہ وہ ان قوانین کے خلاف ورزی کرتے رہیں۔ جن کے تحت اس ایوان کو چلایا جا رہا ہے۔ میں گزارش کروں گا کہ مولانا اپنا جرم قبول کر چکے ہیں۔ اس پر انہوں نے کسی شرمندگی یا معذرت خواہانہ رویہ اختیار نہیں کیا اس قرارداد کو منظور کرتے ہوئے ایوان میں بحث کے لیے پیش کیا جائے۔

کوئی استحقاق نہیں ہے۔ میرے خلاف غلط باتیں آپ نے کی ہیں۔ انہوں نے کی ہیں، میرا حق نہیں ہے کہ میں ان کا جواب دوں۔ کون کہتا ہے کہ مولانا جو کہتے تھے وہ غلط ہے۔ آپ کہیں نہ کہیں آپ کی گورنمنٹ اور دوسری حکومتیں مجھے سمجھتی ہیں کہ میں مولانا ہوں یا نہیں اور میں دین کا علم رکھتا ہوں یا نہیں رکھتا۔ آپ اگر میری ذات پر حملے کرتے ہیں اور پورا ہاؤس میرا استحقاق مجروح کرتا ہے۔ اور ایک ایک مجھے نشانہ بنا رہا ہے تو آپ کو بھی ذرا حوصلہ کرنا چاہیئے اور ہر ایک کو اپنے متعلق بھی سننا چاہیئے۔ اگر میں حاجی جمشید کے متعلق سوال کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کسی کے متعلق یہ نہ فرمائیں۔ آپ مہربانی کرکے اپنے بیانات تک محدود رہیں۔ اور ذاتی قسم کے بیانات سے اجتناب فرمائیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا! انہوں نے میرے متعلق اور میری ذات کے متعلق ایسی باتیں کی ہیں جو تحریک استحقاق سے تعلق نہیں رکھتیں۔ اگر وہ اپنی بات کو تحریک استحقاق تک محدود رکھتے تو کوئی بات نہ تھی۔ انہوں نے تحریک استحقاق بہانہ بنا کر میری ذات پر بڑے ناجائز اور غلط حملے کئے ہیں۔ اگر تو مجھے بھی حق حاصل ہے کہ میں انہیں جواب دوں۔

پارلیمانی سیکرٹری (مہر سعید احمد ظفر): جناب والا میں آپ سے اس پوائنٹ پر رولنگ چاہوں گا کہ ایک معزز ممبر کے خلاف اس قسم کے ریمارکس پیش کئے جا رہے ہیں۔ جب کہ وہ ہاؤس میں موجود نہیں ہیں تو کیا مولانا صاحب کا اس قسم کا کوئی استحقاق یا حق بنتا ہے کہ وہ اتنے رکیک قسم کے حملے ان کے خلاف کہیں اور خاص طور پر جب کہ وہ معزز ممبر ہاؤس میں موجود نہ ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کون سے معزز ممبر جی۔

سعید احمد ظفر: حاجی جمشید عباس تھیم صاحب۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ تو تشریف فرما ہیں۔ میں مولانا صاحب سے التماس کروں گا کہ پانچ منٹ کے اندر اندر جو بھی بقیہ باتیں ہیں فرمائیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا۔ وہ الزامات جو مجھ سے منسوب کئے گئے ہیں اور وہ حملے جو میری ذات پر کئے گئے ہیں۔ پانچ منٹ میں ان کا جواب دینا مشکل ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی اس کا فیصلہ بھی کرنا ہے۔ آپ اپنے بیان کو ذرا مختصر فرمائیں۔ آپ براہ کرم اس بات کو ذہن میں رکھیں کہ جب بھی آپ کسی کی ذات پر حملہ کرتے ہیں تو اس پر ایک نیا issue شروع ہو جاتا ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا۔ میں نے تو جواب دینا ہے جو میری ذات پر رکیک حملہ کرتا ہے تو اس کو بھی حوصلہ رکھنا چاہیے کہ وہ میرا جواب بھی صبر اور حوصلہ سے سنے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات جاری رکھیں اور اسے جلدی ختم کرنے کی کوشش کریں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا اگر آپ اجازت نہیں دیتے کہ میں اپنی ذات پر کیے گئے حملوں کا جواب دوں تو میں وہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور پریس کانفرنس کے متعلق میں نے عرض کر دی ہے کہ سپیکر پر عدم اعتماد کی بات میں نے نہیں کی۔ جو میں نے اس پر سوال کیا تھا۔ اسے اخبار میں غلط رنگ سے پیش کیا گیا ہے۔ باقی میں یہ اپنا حق سمجھتا تھا کہ میری تحریک یہاں ہاؤس میں نہیں آ سکی تو میں اسے پریس میں لاؤں تو اس لیے میں اسے پریس میں لایا۔ اب اس کے بعد آپ کی مرضی ہے۔ جو فیصلہ کریں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا۔ یہ بھی استحقاق مجروح کر رہے ہیں جنہوں نے یہ اندازہ لگا لیا ہے کہ تحریک استحقاق کا رد ہونا یہ پریس میں لا سکتے ہیں۔ اس کو پریس میں نہیں لا سکتے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی مخدوم زادہ صاحب! میں آپ کو تکلیف دوں گا۔ کیا آپ اس تحریک کے متعلق کچھ فرمانا چاہیں گے۔ اس کی admissibility کے متعلق کچھ ارشاد فرمائیں۔

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب والا ان تحاریک کی admissibility پر کوئی doubt نہیں ہے۔ اور یہ punishable ہے with the breach of the privilege of the Speaker. آپ کو اختیار ہے

جناب ڈپٹی سپیکر: جی راجہ صاحب۔

وزیر ق نون: میں قائد حزب اختلاف کی تائید کرتا ہوں۔ اس میں Rules بڑے واضح ہیں، تحریک استحقاق پیش ہو سکتی ہے.... With the consent of the Speaker

قاعدہ 58 میں سب سے پہلے یہ درج ہے کہ If the Speaker holds the motion in order یہ فیصلہ آپ پر منحصر ہے۔ اگر آپ hold کر لیں کہ یہ تحریک استحقاق قواعد کے مطابق ہے تو اس کے بعد میں یا کوئی آدمی یہ کہہ سکتا ہے کہ یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے پاس بھیج دی جائے۔ وہاں اس کے لیے Rule بڑا واضح ہے کہ استحقاق کمیٹی accordingly اس پر عمل کرے گی اور اس کی رپورٹ کو ہاؤس کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اور ہاؤس کا فیصلہ آخری ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:۔ جی ملک اللہ یار خان صاحب

ملک اللہ یار خان:۔ جناب والا! اس امر پر کافی بحث ہو چکی ہے اور اس ضمن میں مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کو بھی اپنی وضاحت کا موقع ملا ہے۔ ہم نے سنا ہے کہ جہاں تک انہوں نے ان تحاریک التوائے کے بارے میں پریس کانفرنس میں ذکر کیا۔ ان تحاریک کو اس قابل نہ سمجھا گیا کہ وہ اس ایوان میں پیش کی جائیں۔ دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہوا کہ مولانا منظور احمد چنیوٹی جناب سپیکر کے اس استحقاق کو تسلیم نہیں کرتے۔ جو کہ اس ایوان کی قواعد کی رو سے ان کو حق دیا گیا ہے اور ان کا یہ حق ہے کہ وہ کسی بھی تحریک کو اپنی صوابدید کے مطابق اس قابل سمجھتے ہیں کہ اس ایوان میں پیش کریں یا اس قابل نہیں سمجھتے کہ اس ایوان میں پیش کی جائے۔ تو اس صورت میں میں سمجھتا ہوں کہ جب منظور احمد چنیوٹی صاحب نے اس بات کو درخواست نہ سمجھا اور اس بات پر اب بھی مصر ہیں کہ انہوں نے ان تحاریک کے بارے میں محض اس لیے پریس کانفرنس میں یہ باتیں کہی مناسب سمجھیں۔ کیونکہ ان تحاریک کو سپیکر صاحب نے ایوان کے سامنے پیش کرنے کی اجازت نہیں دی تو دوسرے الفاظ میں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس ایوان کے قواعد کا احترام نہیں کرتے اور انہیں اس معزز ایوان کے قواعد کے بارے میں کچھ شکوک وشبہات ہیں اور اس طرح وہ خود اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ انہوں نے اس ایوان کے حقوق اور استحقاق کو مجروح کیا ہے۔ تو اس ضمن میں میری گزارش یہ ہے کہ اس بحث کو مزید طول نہ دیا جائے۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ انہوں نے جب خود اس بات کا اعتراف کیا ہے۔ کہ انہوں نے اس معاملے کو پریس میں صرف اس لیے دیا کہ ان کی تحاریک یہاں ہاؤس میں پیش نہ کی گئیں۔ حالانکہ ان کو یہ جاننا چاہیئے کہ یہ سپیکر صاحب کا استحقاق ہے۔ ان کا حق ہے کہ وہ کسی تحریک کو پیش کریں یا نہ کریں۔ لیکن قواعد کے مطابق جو سپیکر کا رد یہ تھا۔ یا اقدام تھا وہ اس وقت بھی تسلیم نہیں کرتے۔ حالانکہ قواعد کے مطابق کوئی بھی بات

جو کہ اس ایوان کے اراکین یا استحقاق کے بارے میں ہو اور بالخصوص سپیکر صاحب کے بارے میں ہو وہ ایوان سے باہر نہیں کی جا سکتی۔ اگر مولانا نے کوئی بات کرنا ہوتی یا انہیں کسی بات کی شکایت تھی تو وہ شکایت اس ایوان میں کی جا سکتی تھی۔ انہیں قطعی طور پر یہ حق نہیں پہنچتا تھا کہ وہ اس بات کو ایوان سے باہر ایک public issue بنائیں۔ وہ اس وقت بھی اس بات کو تسلیم نہیں کر رہے ہیں اس لیے میں سمجھتا ہوں کہ یہ امر اس قابل ہے کہ اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے تاکہ استحقاق کمیٹی اس پر غور و خوض کر کے اپنی رپورٹ اس ایوان کے سامنے پیش کرے۔

جناب ارشاد علی: جناب سپیکر، جیسا کہ ملک صاحب نے فرمایا ہے کہ مولانا کو کافی وقت دیا گیا بلکہ پورے ہاؤس کی یہ خواہش تھی کہ مولانا اپنی اس غلطی کا اعتراف کرتے جیسا کہ میرے بزرگ رانا پھول محمد خاں نے بھی بارہا اس بات پر اصرار کیا کہ وہ اس غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے معذرت کر لیتے۔ لیکن چونکہ وہ بضد ہیں تو میرا خیال ہے کہ قواعد آپ کے سامنے ہیں۔ جنہیں تمام معزز ارکان نے پڑھا ہے۔ اس میں کوئی گنجائش نہیں رہتی ہے اس لیے بغیر مزید وقت ضائع کئے ہمیں اس کو منظور کرنا چاہیئے۔ اور اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ اس میں میں یہ عرض کروں گا کہ چونکہ یہ مسئلہ نہایت سنگین ہے اور اس میں زیادہ شہادتیں اکٹھی کرنے والی بات ہی نہیں تو اسے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔ اور اسے کہا جائے کہ زیادہ سے زیادہ دو تین روز کے اندر رپورٹ اس ایوان میں پیش کرے کیونکہ کمیٹی اس عرصہ کے اندر بآسانی اپنی رپورٹ پیش کر سکتی ہے۔ ہم اس کی سفارش کرتے ہیں۔

رانا پھول محمد خان: جناب والا میری یہ استدعا ہے کہ مولانا کو ایک بار پھر یہ موقع دیا جائے اور میں ان کو جناب کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ ہٹ دھرمی سے کام نہ لیں اور اس معزز ایوان کے وقار کو ملحوظ رکھتے ہوئے معافی مانگ لینا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔ اگر ان کا استحقاق اس لیے مجروح ہوا ہے کہ کسی رکن نے یہ کہہ دیا کہ نکاح ٹوٹ جاتا ہے تو مولانا سے میں یہ گزارش کروں گا کہ نکاح ٹوٹ جانے کے بعد اگر شرعی شرطیں پوری کر لی جائیں تو دوبارہ پھر نکاح ہو سکتا ہے۔ اس لیے آپ کو معافی مانگ لینی چاہیئے۔ اور مولانا چار مہینہ کے بعد نکاح دوبارہ پڑھا لیں۔ میں پھر یہ گزارش کروں گا کہ آپ معافی مانگ لیں، اور اگر وہ نہیں مانگتے ہیں تو میں جناب سپیکر سے گزارش کروں گا کہ آج

بجٹ پر عام بحث کا دن ہے، لہٰذا اس تحریک استحقاق کو آپ کمیٹی کے سپرد کر دیجئے اور اس میں اتنا زیادہ وقت دینے کی ضرورت نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راناصاحب آپ تشریف رکھیں۔ مولانا صاحب، رانا صاحب کی تجویز سے آپ کو اتفاق ہے یا نہیں؟

سید حسنات احمد: میں جناب گزارش کروں گا کہ اس معافی کے ساتھ مولانا مہربانی کرکے اپنی بہنوں سے معافی مانگیں جن کے متعلق بار بار ان کے دوپٹوں کے متعلق باتیں کرتے رہے ہیں۔ ان سے بھی معافی مانگیں،

مخدوم زادہ سید حسن محمود: جناب سپیکر، اس ایوان کو مغالطہ ہے۔ جب اس ایوان نے عمومی طور پر اس تمام حرکت کو نازیبا قرار دیا ہے تو یہ استحقاق کمیٹی کا معاملہ نہیں بنتا جناب صفحہ نمبر 178 میں ہے کہ

Practice and Procedure of Parliament.

"The power of the House to punish any person who commits contempt of the House or a breach of any of its privileges is the most important privilege of this very House . . ."

It further goes on —

"It is this power that gives reality to the privileges of the Parliament and emphasises its sovereign character so far as the protection of its rights and "maintenance of its dignity an concerned".

Mr. Deputy Speaker : Order Please.

Makhdoomzada Syed Hasan Mahmud ; It is this power that gives reality to the privileges of the Parliament and emphasises its sovereign character so far as the protection of its rights and the maintenance of its dignity are concerned.

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس معاملہ میں مزید کچھ کہنے کی گنجائش باقی نہیں رہی۔

جناب اصغر علی چوہدری: جناب والا۔ مولانا کو وقت دیا جائے، اس کے بعد جو بھی فیصلہ اس ایوان نے کرنا ہے کیا جائے۔

جناب ارشاد علی: جناب والا۔ اس ایوان میں کوڑوں، کوڑوں، کی آوازیں آرہی ہیں۔ میں اس کو درست کرنا چاہتا ہوں کہ اسلام میں کوڑوں کی کوئی concept نہیں۔ البتہ درّوں کا concept موجود ہے۔

چوہدری گل نواز خان وڑائچ: جناب والا میں یہ گزارش کروں گا کہ جیسا کہ قائد حزب اختلاف نے تجویز فرمایا ہے کہ معافی کی سزا ٹھیک نہیں ہے۔ معافی کے ساتھ مولانا صاحب جتنا اجلاس کا بقیہ وقت ہے۔ اگر خود بخود باہر چلے جائیں۔ آپ نہ نکالیں، تو پھر ٹھیک ہے، کیونکہ قائد حزب اختلاف نے جو تجویز دی ہے۔ میں اس سے اتفاق کرتا ہوں۔ اور سزا ضرور ہونی چاہیئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مولانا صاحب، آپ کا کیا خیال ہے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر میں نے اپنی وضاحت تو کردی ہے۔ کہ جو یہ خبر لگائی گئی ہے۔ یہ از خود انہوں نے اپنی طرف سے لگائی ہے۔ میں نے سپیکر صاحب کے متعلق عدم اعتماد والی بات نہیں کہی ہے، جہاں تک یہ بات ہے کہ میری تحاریک یہاں پر پیش نہیں ہوئیں اور میری نیت یہ تھی کہ میں ان کو پریس میں لاکر عوام کے سامنے لے آؤں۔ اس میں میری قطعاً یہ نیت نہیں تھی کہ میں سپیکر کی کوئی ہتک آمیزی کروں یا ان کا کسی قسم کا استحقاق مجروح کروں۔ میرا بالکل خالص مقصد یہ تھا کہ یہ تحاریک بہت اہم ہیں۔ اگر یہ ایوان میں پیش نہیں ہو سکی ہیں۔ تو میں ان کو پریس میں لاتا ہوں، لیکن اس کے باوجود میں یہ عرض کروں گا کہ اگر ایوان یہ سمجھتا ہے کہ ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ جو کہ میں نے قصداً نہیں کیا ہے اور نہ ہی میری یہ نیت تھی۔ لیکن اگر وہ یہ سمجھتے ہیں تو میں اس کے لیے معذرت خواہ ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب لیاقت علی: جناب والا، مولانا کا سب کے سامنے معافی مانگ لینا ان کے لیے بہت بڑی سزا ہے۔ میں اپنے محرک بھائیوں سے یہ کہوں گا کہ وہ اپنی تحاریک واپس لے لیں۔

سردار عاشق حسین گوپانگ: یہ یقین دہانی بھی کرائیں کہ آئندہ ایسا نہیں کریں گے۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر، اب آپ کو اس ایوان سے پوچھنا چاہیئے۔

کہ یہ ایوان مولانا کو معافی دیتا ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: تو معزز حضرات آپ کی کیا رائے ہے۔ محرک اراکین کی کیا رائے ہے۔ اس معاملہ میں۔ میں یہ محرک اراکین سے پوچھنا چاہوں گا کہ ان کی اس معاملہ میں کیا رائے ہے؟

(آوازیں۔ معاف کیا، معاف کیا)

مولوی محمد غیاث الدین: جناب والا۔ اگرچہ یہ ایوان اس چیز پر آمادہ ہے کہ ان کو معاف کیا جائے۔ لیکن ایک لفظ باقی رہ گیا ہے کہ ''قادیانی نواز'' کا لفظ بھی یہ واپس لے لیں۔ کہ یہ الفاظ کہنے میں بھی ان سے غلطی ہوئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ چوہدری صاحب تشریف رکھیں، میں محرک حضرات سے دریافت کرنا چاہوں گا کہ آپ اس معاملہ میں فیصلہ چاہتے ہیں یا اپنی تحاریک کو واپس لیتے ہیں۔ آپ کی کیا رائے ہے۔

حاجی جمشید عباس تھہیم: جناب سپیکر ہم سب مسلمان ہیں، ہمیں اس بات کا پاس کرنا چاہیئے کہ جب ایک انسان اپنے کیے پر نادم ہو۔ اپنے کیے پر ندامت محسوس کر رہا ہو اور اس نے اس معزز ایوان کے سامنے معذرت کر لی ہو اور اگر وہ اس بات کی ضمانت دیں کہ آئندہ وہ ایسا اقدام نہیں کریں گے۔ تو ہم حادی برحق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ماننے والے ہیں۔ جس طرح انہوں نے فتح مکہ کے موقع پر مخالفین کو یہ کہہ کر معاف کر دیا تھا ہم بھی اسی طرح انہیں معاف کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب آپ اپنی تحاریک استحقاق واپس لیتے ہیں۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ: جناب سپیکر اس میں تو کوئی شک نہیں کہ میں محرک ہوں اور مولانا منظور احمد چنیوٹی کی وضاحت اور میرے فاضل اراکین کے ارشاد کے مطابق اور رائے کے مطابق مجھ پر یہ لازم ہوتا ہے کہ میں بھی کچھ عرض کروں۔ کیونکہ اس تحریک استحقاق کے سینئر محرک رانا پھول محمد خان صاحب ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے رانا صاحب سے یہ استدعا کروں گا کہ وہ پہلے گل افشانی کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلا نام تو آپ کا ہے کیونکہ پہلے تو آپ نے تحریک استحقاق پیش کی ہے۔

رانا پھول محمد خان : جناب والا سیریل نمبر کے حساب سے پہلا نام ان کا ہے، میری تحریک تو سب سے بعد میں ہے۔ اس لیے چیمہ صاحب پہلے ارشاد فرمائیں۔

وزیر خوراک : جناب سپیکر اس سلسلے میں یہ گزارش کروں گا۔ کہ رانا پھول محمد خان صاحب بارہا کہہ چکے ہیں کہ اگر مولانا صاحب معافی مانگ لیں تو ان کو معافی دی جائے۔ اس لیے میں یہ سمجھتا ہوں کہ انہوں نے تو اپنی رائے دے دی ہے۔ اب آپ اپنی رائے دیں۔

چوہدری محمد اعظم چیمہ : جناب سپیکر یہ تحریک استحقاق دیانت داری سے بغیر کسی لگی لپٹی باتوں کے۔ استحقاق کو مدنظر رکھتے ہوئے پیش کی گئی تھی۔ جناب والا نے جناب مولانا صاحب کو وضاحت کا بھی موقع دیا۔ ان کی معذرت کے بعد میں اپنی اس تحریک استحقاق کو واپس لیتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

اور اپنے دوستوں، فاضل ممبران کا تہہ دل سے شکریہ بھی ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے جس طرح سے یک جہتی اور اتحاد کا ثبوت دیا ہے۔ آئندہ بھی اگر کسی کو اس قسم کی جرأت ہوئی تو اس قسم کا ہی مظاہرہ کیا جائے گا اور اس کا اسی طرح علاج اور احتساب کیا جائے گا۔ میں امید کرتا ہوں کہ آئندہ بھی یہ نظم و ضبط اور اتحاد برقرار رہے گا۔ میں ان الفاظ کے ساتھ ہی اجازت چاہوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر : مولانا صاحب کی اس معذرت کے بعد محرک حضرات نے اپنی تحاریک استحقاق واپس لے لی ہیں۔

جناب شفقت عباس : جناب سپیکر میری اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ جب ہمارے معزز دوست چیمہ صاحب نے ہماری طرف سے بھی تحریک استحقاق واپس لے لی ہے تو میں اپنے فاضل دوست مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب سے گزارش کروں گا کہ چونکہ مولانا صاحب کی ان باتوں سے جناب سپیکر کی حوصلہ شکنی ہوئی ہے اور ان کی دل آزاری ہوئی ہے۔ کیونکہ ان کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ تو وہ جناب سپیکر سے بھی معذرت کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر : اس پر پہلے بات ہو چکی ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

(اس مرحلہ پر جناب سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

(نعرہ ہائے تحسین)

چوہدری گل نواز خاں وڑائچ : مولانا صاحب کے خلاف تحریک استحقاق سے ہمارے سپیکر صاحب اور زیادہ ہر دلعزیز ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر :- میں اس نہایت ہی قابل احترام اور معزز ایوان کا دل کی گہرائیوں سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔ آپ نے ایوان کے تقدس کو عظمت دی ہے۔ میری ذات کا اس میں کوئی سوال نہیں ہے۔ ذاتیں آتی جاتی رہتی ہیں۔ اداروں کا تقدس برقرار رہنا چاہیے۔ آپ نے اس تقدس کو بحال کیا ہے۔ میں اس پر آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

(نعرہ ہائے تحسین)

انہی تحریک ہائے استحقاق کی وجہ سے میں نے آج اجلاس کی صدارت نہیں کی ہے۔ کیونکہ سپیکر کے بارے میں تحاریک پر جانبداری کا احتمال نہ ہو۔ جہاں تک مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب کی ذات کا سوال ہے۔ میں نے نہ اس سے پہلے کبھی ان کے بارے میں اپنے ذہن کے کسی گوشہ میں کوئی reservation رکھی تھی اور نہ ہی آج کے بعد کسی قسم کی کوئی reservation رکھوں گا۔

(نعرہ ہائے تحسین)

یہ ہمارے معزز عالم دین ہیں اور علماء دین کا مقام اور مرتبہ ہمارے دل میں بہت بلند اور عظیم ہے ہم اس مرتبے کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ہمیشہ ان سے برتاؤ کرتے ہیں اور آئندہ بھی اسی مقام اور مرتبے کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے ان سے برتاؤ کریں گے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

میں پھر معزز ارکان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ اور اس کے ساتھ ہی ہم عام بحث میں آتے ہیں۔

جناب منظور احمد چنیوٹی : جناب سپیکر اگر آپ اجازت دیں۔

جناب سپیکر: فرمائیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب سپیکر! میں پہلے بھی آپ کی عدم موجودگی میں وضاحت کر چکا ہوں کہ میرا اس سے قطعاً آپ کی توہین، یا آپ کے خلاف کوئی مقصد نہ تھا۔ میں ان تحریکوں کو صرف پریس میں لانا چاہتا تھا کہ اگر آپ نے انہیں خلاف ضابطہ قرار دیا ہے۔ اور اس

پر بحث نہیں ہو سکی تو یہ پریس میں آ جائیں۔ اس لیے میں نے بھی اس دن کے بعد اپنے دل میں آپ کے متعلق کسی قسم کا کوئی غلط خیال نہیں رکھا ہوا اور میں نے جو تحریکیں پیش کی ہیں ان کی بنیاد قطعاً یہ نہیں تھی اور آئندہ بھی انشاءاللہ آپ کے متعلق کوئی ایسی بات نہیں ہو گی۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔

میرے علم میں یہ بات لائی گئی ہے کہ ہمارے علمائے دین کے بارے میں کچھ باتیں یہاں جوش خطابت میں ہو گئی ہیں۔ مجھ سے پہلے وہ کارروائی سے حذف کر دی گئی ہیں یا نہیں۔

آوازیں: نہیں۔

جناب سپیکر: میں پھر آپ سے یہ اجازت چاہوں گا کہ آپ مجھے اجازت دیں اور میں اس کے متعلق آرڈر کر دوں کہ علمائے دین کے بارے میں جو باتیں کی گئی ہیں ان کو کارروائی سے حذف کر دیا جائے۔

رانا پھول محمد خان: جناب سپیکر علمائے دین کے بارے میں تو کوئی غلط الفاظ کسی نے استعمال نہیں کئے۔

جناب سپیکر: اچھی بات ہے اگر ایسا نہیں ہوا تو۔

رانا پھول محمد خان: کسی ایک شخص کے بارے میں کسی کی ذات کے بارے میں اگر کوئی لفظ استعمال ہوئے ہوں تو اور بات ہے۔ علمائے دین تو اولیائے کرام کی وراثت ہیں۔ ان کے متعلق کون ایسی بات کر سکتا ہے۔

جناب سپیکر: ان کو چیک کر لیا جائے گا۔ اگر کوئی ایسے الفاظ ہیں تو ان کو حذف کر دیا جائے گا۔

آوازیں: ٹھیک ہے۔

میزانیہ برائے سال 1986-87 پر عام بحث

جناب سید فخر الدین شاہ: جناب سپیکر میں بجٹ کے بہترین ہونے کا دل کی گہرائیوں سے شکر گزار ہوں۔ وزیر خزانہ صاحب اس کے لیے مبارک باد کے مستحق ہیں۔ بجٹ میں تعلیم کے لیے مختص رقم میں ایمانداری سے یہ بات کہتا ہوں کہ ہمارے بے زبان لوگ

جو دیہات میں رہتے ہیں اور جن کی تعداد 80 فیصد ہے۔ ان کے لیے یہ بجٹ بہترین تحفہ ہے کیونکہ اس کی وجہ سے یہ بے زبان لوگ اور ان کی اولاد زبان کے قابل ہو جائیں گے۔ اور آپ کی حکومت کا تہہ دل سے شکریہ ادا کریں گے۔ کیونکہ ان کی اولادیں پڑھ لکھ کر اس قابل ہو سکیں گی کہ وہ ایک اچھا مقام حاصل کر سکیں۔ یہ لوگ جنہیں ہم جانوروں کی طرح دھکیلتے رہتے ہیں اور وہ پسماندگی میں پھنسے ہوئے ہیں۔ انہیں صحیح مقام دینے کا طریقہ یہ ہے کہ انہیں تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا جائے۔ اس کے علاوہ اضلاع میں سینئر، ایم این اے، اور ایم پی اے پر مشتمل کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں۔ اور یہ طے پایا تھا کہ یہ کمیٹیاں جس بدعنوان افسر یا اہلکار کے متعلق رپورٹ کریں گے وہ سیدھی چیف منسٹر صاحب کے پاس جائیں لیکن اب موجودہ بجٹ کی کتاب میں تحریر ہے کہ وہ رپورٹیں انٹی کرپشن محکمے کو بھیجی جائیں گی۔ میرے خیال میں اس میں ترمیم ہونی چاہیئے کہ یہ رپورٹیں سیدھی وزیر اعلیٰ صاحب کے پاس آنی چاہئیں نہ کہ انٹی کرپشن محکمے کے پاس جانی چاہئیں۔ یہ سوچا وہیں کا وہیں رہ جائے گا کہ اگر یہ رپورٹیں محکمے کو بھیجی گئیں تو اس سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ جناب میری یہی عرض تھی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب حاجی محمد بوٹا صاحب

حاجی محمد بوٹا: جناب سپیکر! مینوں پنجابی وچ بولن دی اجازت دتی جائے۔

بجٹ 1986-87 نہایت متوازن اے۔ وزیر خزانہ مخدوم الطاف احمد صاحب بہت بہت مبارک باد دے حقدار نے۔ اوناں نوں میں مزید مبارک باد دیناں کہ اوناں نے ہسپتالاں دے وچ جیہڑی 10 روپے بیڈ فیس سی او نوں ختم کر دتا اے۔ ہسپتالاں وچ پہلے پوزیشن اے سی کہ مریضاں نوں اوتھے صرف منجی بسترا ای لبھدی۔ ہور کردی دا کھنا یا ٹیکہ لگان واسطے سوئی پاپٹی جیہڑی سی دیوی اوناں وچاریاں نوں مل لینی پیندی سی۔ ایس واسطے اے اوناں نے بہت ہی اچھا قدم اٹھایا کہ جیہڑی اوناں واسطے سہولت سی او بحال کیتی اے۔

جناب سپیکر! میں الطاف صاحب نوں فیر مبارک باد دیناں کہ اوناں نے گین ٹیکس نوں وی ختم کیتا۔ کیونکہ لوگ اس پریشانی توں نجات حاصل کر کے بڑے خوش ہوئے نے۔ گین ٹیکس اک اے اجیا ٹیکس سی کہ جدے وچ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن دے وڈے افسر نے چھوٹے اے سارے مل کے لکھاں روپے آسانی نال رشوت لے سکتے سان۔ میری معلومات دے مطابق اک اک کیس دے وچوں لکھاں روپیہ رشوت اے وصول کر دے سے۔

جناب سپیکر! ایناں نے بجٹ دے وچ لکھیا اے کہ تین بڑے شہر لاہور فیصل آباد تے ملتان دے ترقیاتی کماں واسطے 57 کروڑ روپیہ رکھیا گیا۔ تے میں بڑا خوش ہویاں کہ چلو تین وڈے شہر نے ،ناں تے ساڈا دی وڈیاں دیچ آیا اے۔ لیکن جس وقت اودا بڑھیا کہ ایناں دی علیحدہ علیحدہ تقسیم کیتی اے تے اونوں دیکھ کے میںوں بڑا دکھ ہویا۔ ایناں نے اس طرح تقسیم کیتی اے کہ 40 کروڑ روپیہ فیصل آباد ،فیصل آباد یاں دا ساتوں دکھ کوئی نیئں۔ اوناں نوں بلے شک 80 کروڑ روپیہ دین۔ اودے بعد جناب ایناں نے ایل ڈی اے واسطے 13 کروڑ 35 لکھ روپیہ رکھیا اے۔ لیکن ملتان دی داری آئی تے لکھیا اے کہ 3 کروڑ 23 لکھ روپیہ۔ ساتوں پڑھن لگیاں شرم آئی اے۔ لیکن لکھن والیاں ساڈا کوئی خیال نیئں کیتا اے۔ جناب ایم ڈی اے دی پوزیشن اوتھے اے وے کہ اوس عملے دی اک سال دے وچ 1 کروڑ روپیہ تنخواہ بندی اے۔ کم از کم 16 کروڑ روپیہ بجٹ ہووے تے سوا چھ فیصد دے حساب نال اوناں دی اک کروڑ روپیہ تنخواہ بڑی مشکل نال پوری ہوندی اے۔ اے جیہڑا تساں 3 کروڑ روپیہ رکھیا اے۔ اے تے اوناں دیاں تنخواہاں وچ پورا ہو جائے گا۔ اے ہوئی وجہ کہ اوتھے دے جیہڑے ملازم نے او وچارے ایڈھاک بنیاد تے اے پنج پنج ست ست سال توں۔ اوتھوں دے جیہڑے اعلیٰ افسر نے اوناں نوں ہر تین مہینے بعد درخواست دینی پیندی اے کہ مزید تین مہینے واسطے میری ایکسٹنشن کیتی جاوے۔ تے اوناں نوں افسران دا ہر ماڑا چنگا کم کر دے نے۔ اوہ مجبور نے۔ جے او اوناں دے آکھے نہ لگن۔ اوناں دے آکھے غلط کم نہ کرن تے اوناں دی نوکری تین مہینے دے بعد ختم ہو جاندی اے۔ ایم ڈی اے بچوں کر دیوالیہ ہو چکی اے۔ پچھلے دناں دے وچ اوناں نے نوے یا بچانوے ملازم کڈے نے اوہ صرف اس واسطے کہ ایم ڈی اے اوناں نوں تنخواہ نیئں دے سکدی اے۔ ایم ڈی اے دی پوزیشن اے وے۔ کارپوریشن دی ساڈی بالکل دیوالیہ ہوئی ہوگی اے۔ تے بالکل ایم ڈی اے دی دی پوزیشن اے ہوئی اے چونکہ اتھے جیہڑے پہلے کافی روپے سان۔ اوتھوں دی جیہڑی سابقہ انتظامیہ سی اوناں نے ایم ڈی اے نوں دونوں ہتھاں نال نیئں لٹیا بلکہ ہتھاں پیراں نال لٹیا اے او رالیس وسیلے ایم ڈی اے دی پوزیشن اے وے کہ تنخواہاں دین جوگے اوتھے پیسے نیئں رہے گے۔ سوا تین کروڑ روپیہ جیہڑا دے اے بالکل ناکافی اے۔ اوتھے واسادی

دی ضرورت اے ۔ کم ازکم اس بجٹ وچ ملتان دی ڈویلپمنٹ اتھارٹی واسطے 20 کروڑ روپیہ ہونا چاہی دا اے ۔ ملتان دی ایس ویلے پوزیشن اسے وے کہ جیہڑے میرے دوست ملتان جاندے رہندے سنے اوناں نوں پتہ ہوئے گا کہ ملتان نے ایس ویلے کھنڈرات دی شکل اختیار کیتی اے ۔ اوتھوں دی کوئی ایسی سڑک نیئں جتھے بندہ سواری کوئی لے جا سکے۔ خاص طور تے بیرون دہلی گیٹ دا علاقہ صرف اک سڑک اے ایئر پورٹ توں لے کے قلعے تک ۔ اوہدی وجہ اے وے کہ صدر جاوے یا کوئی وزیر اعلیٰ جاوے یا ہور اعلیٰ افسر جان تے اوناں نوں پتہ لگے کہ اے بڑا اعلیٰ شہر اے ۔ اے سڑک اوناں نوں وکھاوے واسطے بنائی اے ۔ ایس توں علاوہ ملتان دی پوزیشن بڑی کمزور اے ۔ میں بار بار عرض کراں گا کہ اے جیہڑا ایم ڈی اے دیلے اہدے واسطے کم ازکم 20 کروڑ روپیہ رکھیا جاوے ۔ اور ساڈا حق بندا اے ۔ میںوں تے اے نئیں سمجھ آندی کہ ملتان وچ جیہڑے 12 لکھ لوگ وسدے نے اوناں نوں کیہ سیتے تے دیاکیوں نیئں حق دتا گیا ۔ جے ساڈی مرکز وچ واری آئی تے اوتھے سانوں نظر انداز کیتا گیا جے صوبے وچ رد لا پایا تے اوتھے نظر انداز کیتا جے ڈویلپمنٹ دی واری آئی تے ساڈا ستیاناس کر کے رکھ دتا ۔ سانوں اے نئیں سمجھ آندی کہ ساڈے علاقے تے جیہڑے لوگ سنے جناں نال اسی وعدے کر کے آئے آں ۔ اسی اوناں نوں جا کے کی منہ وکھاواں گے ۔ پچھلے پورے سال دے وچ گورنمنٹ نے اسے اک ٹیڈی پیسہ نیئں لایا ۔ میرے حلقے دے وچ یا کسے ایم پی اے دے حلقے دے وچ کوئی وی کہوے کہ اک بجلی دا بلب وی لگوا سکیا ہوئے ۔ حالانکہ میرے دیہاتی دوستاں نے 35 ، 35 40 ، 40 لکھ روپیہ لیا ہویا اے ۔ ہن ساننوں میاں نواز شریف صاحب نے وعدہ کیتا اے کہ تہانوں 30 ، 30 لکھ روپیہ دیواں گا ۔ 30 ، 30 لکھ روپیہ دین گے کیتھوں ۔ جناں چر تک اودی بجٹ دے وچ پرووژن نہ ہووے گی اور ساڈے نال پیر اسے طرح دھوکہ تے فراڈ نظر آ رہیا اے ۔ میں اپنے دوستاں نوں اے کہنا کہ جیہڑا 30 ، 30 لکھ روپیہ دے ایہوں بجٹ دے وچ شامل کراؤ ۔ جے بجٹ دے وچ شامل نہ کیتا گیا تے تہانوں اک کوڈی نئیں ملنی اور تساں منہ دیکھدے رہ جانا ۔ جے پنجاب حکومت دا اے خیال ہووے کہ لارا لپا لائی جانے ویلے نوں ٹپائی جانے ہون دیلا ایس ناں نئیں ٹپنا اے ۔ ساڈے واسطے بڑی مشکل اے ۔ اسی اپنے حلقے وچ جناں لوکاں نال وعدے کیتے تے

تے اسی ہون اوتھے جا نئیں سکدے۔ سال ہو گیا اے منہ دیکھدیاں نوں۔ میں اپنے دوستاں نوں فیر گزارش کرنا کہ او بجٹ دے وچ پروویژن رکھن۔ جداں قومی اسمبلی والیاں نے 52, 52 لکھ روپیہ بجٹ وچ رکھایا اے۔ جے 30, 30 لکھ روپیہ بجٹ وچ نہ آیا تے اسی سارا سال رو ندے رواں گے۔ تے سانوں فیر اک پیسہ نئیں ملنا اے۔ 3 مرلے دی سکیم واسطے سارے پنجاب واسطے 5 کروڑ روپیہ رکھیا اے۔ کروڑ روپیہ تے بہت تھوڑا اے۔ اے تے مذاق کرن دے مطابق اے۔ اے واسطے ایدے واسطے پہلا چونکہ سال اے کم از کم 35, 40 کروڑ روپیہ رکھو۔ تاکہ دو تین سال وچ اے جیہڑی سکیم اے اے چالو ہو سکے۔ چھوٹیاں صنعتاں واسطے ایناں نے فرمایا اے کہ دیہاتاں وچ چھوٹیاں صنعتاں کھولو تاکہ لوگ شہراں ول نہ زیادہ جان۔ لیکن پوزیشن اے دے کہ جیہڑے شہراں دے وچ دیہات نے اوناں واسطے کی رکھیا۔ دیہاتیاں واسطے جلو کروڑ کروڑ، لکھ لکھ روپیہ قرضہ دین واسطے ایناں نے کیتا اے۔ اے تے او گل ہوئی کہ پیسیاں نوں حلال نئیں کردے تے اڈریاں دے مگر جاندے نے پچھلے سال دی میں بجٹ تقریر وچ آکھیا تے ضمنی بجٹ وچ آکھیا کہ ساڈیاں صنعتاں جیہڑیاں نے کھڈی ہوئے دستی کھڈی پاپا ورلوم ہوئی یا قالین بافی ہوئی ایدے واسطے معقول رقم رکھی جادے ایناں نوں قرضے دیتے جان تاکہ اے اپنا مال آپ ایکسپورٹ کرن۔ اسی جیہڑا مال بنانے آں۔ وڈے دولت مند آدمی ساڈے کولوں کوڑیاں دے بھاء لے کے او ایکسپورٹ کر دے نے۔ اصل منافع او لے جاندے نے چونکہ ساڈے کول پیسے نئیں ہوندے تے اسی اپنا مال مہینہ دو مہینے چار مہینے واسطے سٹاک نئیں کر سکدے۔ اسی اوس اتے مزدوری آنہ دو آنے لے کے اونوں ویچ دیندے آں۔ ساڈی صنعتاں دی بہتری واسطے وزیر صنعت نے نہ پچھلے سال کوئی پیسہ رکھیا تے نہ ایس سال حالانکہ ساڈی آبادی پنجاب دے وچ سارے لوک جاندے نے کہ بے شمار دے۔ سانوں بالکل نظر انداز کیتا جاندا اے۔ اے تے اک بہانہ بنا دتا اے کہ چلو جی دیہاتیاں دے وچ صنعتاں لاواں گے۔ جیہڑا ساڈا حال دے اوہدے نال جیہڑا سال ایناں نے دیہاتاں دا کرنا اے۔

جناب سپیکر! ہسپتالاں دی منصوبہ بندی دی پوزیشن اے دے کہ ملتان نشتر کالج دے وچ اوناں نے دو تین سال ہو گئے نے اک ایمبولینس 6 لکھ روپے دی خریدی سی۔

اودا فائدہ اوناں نوں اے وے کہ اودے وچ ہر قسم دی مشینری فٹ اے۔ اگر اوہ کسے دل دے مریض نوں اودے گھروں لین جاندے نے تے اودی ٹریٹمنٹ اودے گھروں شروع ہو جاندی اے۔ لیکن اوکیوں 3 سال توں بیکار اے کہ اودے واسطے عملہ نئیں۔ اک ڈاکٹر دو کمپیوڈر 5 ,7 آدمی نال اک ڈرائیور اودے واسطے چاہی دا اے او پیسے تھوڑے جے نئیں خرچے تے 6 لکھ روپے دی اک جیپ لیا کے اک ایمبولینس لیا کے اوتھے بیکار رکھڑی گیتی اے۔ مہربانی کر کے منصوبہ بندیاں ٹھیک کیتیاں جان۔ کچیاں آبادیاں دے جیہڑے مالکانہ حقوق نے اسی جیہڑے ایم پی اے آں ساڈے تھرد دتے جان۔ پٹواری ساڈے نال ہودن۔ اوسے ویلے گنتی ہودے تے اوسے ویلے اسی اوناں نوں مالکانہ حقوق کٹ کے دے دیئے۔ جے صرف پٹواریاں دے یا سیٹلمنٹ دے چکراں وچ یا دتا تے جس طرح 30 سال پہلے ای رلدے رے آں۔ ہون میرے بھرا کچیاں آبادیاں والے 30 سال تک ہور رلدے رہن گئے۔ ڈیواں دی پوزیشن اے دے کہ پچھلے سال ایناں سردیاں دے وچ ہر ڈپو نوں آدھا کوٹہ ملدا یا جدی 100 بوری سی اونوں 50 ملدی سی۔ تے آٹے دی بڑی قلت اے اور 100 روپیہ فی من آٹے دا نرخ اے جیہڑا کہ غریباں واسطے بڑا زیادہ اے۔ اے آٹا تے اک ہے وے۔ 3 تے جیزاں ہوندیاں روٹی کپڑا تے مکان، مکان بنا کرائے تے لے لیندا اے۔ کپڑا پاٹ جائے تے اونوں ٹانکا دی لائی دا اے۔ لیکن کھان دی تھاں ہور کوئی چیز کھا نئیں سکدا اے۔ کوئی آدمی اپنے بچیاں نوں بھکھیاں مردا نئیں دیکھ سکدا اے۔ ایس واسطے آٹے دی قیمت زیادہ اے۔ غریباں لوکاں واسطے۔ ایدے واسطے گورنمنٹ کوئی سپیشل فنڈ رکھے۔ آٹے دی قیمت سستی کرنی چاہی دی اے۔ جس طرح پولیس واسطے کافی پیسے رکھے آ۔ ایک میرا دوست آکھدا اسی کہ سپاہی دی تنخواہ ست آٹھ سو آ۔ ست اٹھ سو نئیں ماشااللہ باراں سو آ۔ 11 سو دی گھٹ اے ہور ہونی چاہی دی اے۔ لیکن جیہڑے ساڈے دوست ہڑتال کر کے بیٹھے نیئں ایناں واسطے اس بجٹ وچ مینوں کوئی فنڈ نظر نئیں آیا کہ ایناں واسطے کوئی سپیشل فنڈ رکھیا ہووے کہ ایناں دے مطالبے پورے کر دتے جان تے ہڑتال ختم ہو سکے جیہڑیاں کچیاں آبادیاں ہندو مسلم اوقاف تے بنیاں نیئں اوی مہربانی کر کے کچیاں آبادیاں ڈیکلیئر کر دیتاں جان۔ محکمہ ہندو مسلم اوقاف اوناں نوں نوٹس دے کے پریشان کر رہیا اے

حالانکہ اوہ سو سو تے دو دو سو دیاں آبادیاں نیں۔ ساڈے پچایاں توں اننے نئیں۔ مہربانی کر کے ایناں دا مسئلہ حل کیتا جاوے۔ باقی جلیس دیلے شہر وچ سکیم بندی آ۔ اک محکمہ اوندا اے اوہ سڑک بناندا اے اوہدا بالے بل پمینٹ نئیں ہوندا تے ٹیلیفون والا آ جاندا اے اوہ بیڑا غرق کر کے چلا جاندا اے۔ ایس واسطے تمام محکمیاں دی اک میٹنگ ہونی چاہیدی اے اور اک پروگرام دے مطابق پیسے خرچ کرنے چاہیدے آ۔ اوہدی وجہ ایہہ ہے کہ گورنمنٹ واتے عوام دا پیسہ بالکل ضائع نہ ہاوے۔

سکولاں دا اسطے میں ایہہ گزارش کراں گا کہ سکول بہت گھٹ نیں۔ میری تجویز اے ہے کہ جیہڑے سکول شہراں وچ نیں اوتھے ڈبل شفٹ کر دتی جاوے پہلی تو ستویں تک پہلی شفٹ وچ جان۔ ایس توں لعد وڈیاں جماتاں والے دوسری شفٹ وچ جان شہراں وچ ہور سکول نیں کھل سکدے۔ کیوں جے شہراں وچ جگہ نئیں ہے گی۔ ہائی سکول واسطے کم ازکم ایکڑاں دی ضرورت اے۔ دو چار پنج ایکڑ زمین ہووے فیر اوتھے ہائی سکول بیندا اے۔ اونہاں واسطے شہراں وچ کوئی گنجائش نئیں لیکن آبادی چونکہ دن بدن ودھ رہی اے۔ ایس واسطے ڈبل شفٹ نہایت ضروری اے۔ جیہڑے پیسے بلڈنگاں تے خرچے اوہو استاداں دیاں تنخواہوں تے خرچے جان۔ شہراں وچ داخلیاں دی اسیں تے بڑی کوشش کر کے اپنیاں بچیاں نوں پڑھا لاں گے لیکن ساڈیاں ان والیاں اولاداں نوں ایناں سکولاں وچ داخلہ نئیں مل سکدا۔ جدوں تک اہدا بہتر تے خاطر خواہ انتظام نہ کیتا گیا۔

دستی صاحب نے گندم دی حفاظت واسطے گل کیتی کہ گندم باہر پئی رہی آ۔ ایس واسطے میںنوں اے معلوم ہویا کہ جیہڑا ایہہ اخباراں وچ کدے کدے اوندا اے کہ فلاں گودام وچوں اینیں لاکھ گندم چوری ہو گئی۔ میںنوں معلوم ایہہ ہویا اے کہ چوری بالکل نئیں ہوندی چونکہ اج کل گوداماں وچ رکھی جا رہی آ۔ ایس واسطے میں ضروری سمجھناں آں کہ ایہہ گل کر دیواں کہ متعلقہ افسر جیہڑے اوتھے سٹاک کر دے نیں۔ اوہ گوداماں وچ گندم رکھدے ای گھٹ تے رجسٹراں وچ اندراج زیادہ کر کے پیسے کھا جاندے نیں۔ مہربانی کر کے ایس دا انتظام کیتا جائے گندم کدی گودام وچوں چوری نئیں ہوئی اگر چوری ہوندی ہووے تے ایناں دناں وچ دی

ہووے۔ ہمیشہ سردیاں وچ اخبار وچ اوندا اے کہ گندم چوری ہو گئی۔ او دو دو جدول بوریاں ختم ہو جاندیاں ہیں۔ اخیر وچ سٹاک وچ 1500 بوریاں چاہی دیاں ہوندیاں نیں تے ہوندیاں تے دو بوریاں۔ فیر او ہناں نوں لبھنا لگدا اے۔

جناب ملازماں دی صورت حال ایہہ اے کہ 40 ہزار ملازماں تے ایناں نیں دسیاں نئیں۔ 20 ہزار تعلیم دے وچ، 25 سو صحت دے دپت تے 62 سو ملازمت پولیس دے وچ دسی اے۔ دوسرے محکمیاں دے وچ 11 ہزار 6 سو ملازماں۔ سانوں آبادی دے لحاظ نال کوٹا دتا جاوے۔ ہن صورت حال ایہہ ہے کہ کسے وزیر کولوں مجبل کے دستخط کروا لینے آں تے دھکے کھا کے واپس آ جائیں آں کوئی منڈا ساڈا ملازم نئیں ہوندا۔ فوری طور تے ایسدا انتظام کرنا چاہی دا اے چیف منسٹر صاحب نوں۔ ہن صورت حال ایہہ اے کہ لوجی جون دے وچ بجٹ آوے گا تے نویاں پوسٹاں آونیاں نیں۔ مہربانی کر کے آبادی دے لحاظ نال ایس دا کوٹا مقرر کیتا جاوے۔ اگر کوٹا ضلع وار ہو گیا۔ جس طرح گورنمنٹ نے کہیا کہ تیس ایک ایم پی اے ڈیڑھ سو ملازم لواؤ۔ ڈیڑھ سو موقع تے بھاں نئیں۔ چلو ساڈے لوگ خوش ہون گے۔ اسیں اپنے منڈے نیکے جیہڑے دیہاتاں وچ نیں۔ اسیں بھرتی کردا لواں گے۔ بھرتی تے تساں کرنی ایں۔ جے ساڈے تھرو آن گے۔ ساڈی عزت ہووے گی۔ حکومت دی عزت ہووے گی۔

بلدیات دی آمدن ودھان واسطے۔ ایناں نے تہہ بازاری دیاں پرچیاں 1978 توں بند کیتیاں ہویاں نیں۔ گزارش ایہہ ہے کہ بے شمار لوگ غیر قانونی طور تے اوتھے بیٹھے ہوئے نیں۔ تے جیہڑے پرچیاں والے کلرک جاندے نیں اوہ پیسے لے کے جیب وچ پا لیندے نیں۔ جے اوناں دی باضابطہ پرچیاں کٹن دی اجازت دے دتی جائے تے گورنمنٹ نوں لکھاں نئیں کروڑاں دی آمدن ہو سکدی اے۔ میں پہلے دی ایہہ تجویز دتی سی لیکن اہدے اتے کوئی غور نئیں کیتا گیا۔

شہراں وچ پرائمری سکول دی زمین خریدن واسطے دی پیسے دتے جانے چاہی دے نیں کیونکہ شہراں دے وچ ایسے پلاٹ فالتو نئیں پئے ہوندے۔ ویسے کوئی حویلی وغیرہ کوئی مل کے کے پرائمری سکول بنا لیندا اے۔ سانوں پہلے جیہڑے دی پرچ سکول ملے نیں اوناں وچوں اسی کوئی دی سکول نئیں بنا سکے۔ کیونکہ سانوں جگہ مہیا نئیں ہوئی۔ پیسیاں نال جگہ ملدیاں نیں۔

بجٹ وچ کوئی پیسہ نہیں رکھیا گیا۔
جناب اک گذارش کراں گا کہ جیہڑا بچہ پہلی جماعت وچ پڑھدا اے تے اودسویں تک جاندا اے۔ تے بڑے آرام نال پاس ہند اجاندا اے جدوں دسویں وچ آٹھ نو مہینے جاندا اے تے اوہدے لبد کہندے نیں تو پرائیویٹ امتحان دے توں کمزور ایں۔ جدوں اوہنوں استاد پرائیویٹ امتحان دا کہندا اے تے اوہنوں پڑھیاری کھل جاندا اے۔ اوہدے واسطے پابندی لگائی جاوے کہ جیہڑا بچہ ریگولر پڑھدا اے اوہدے کولوں پرائیویٹ امتحان نہ لیا جاوے۔
آخر تے میں کچیاں آبادیاں واسطے فیر کہواں گا۔ کچیاں آبادیاں میرے حلقے وچ بہت زیادہ نیں۔ اوہناں نوں مالکانہ حقوق دین کے جلدی تو جلدی احکامات صادر کیتے جان۔ جنی دیر ہووے گی اوہنے لوگ بدظن ہون گے۔ شکریہ۔

جناب سپیکر: جناب میاں محمود احمد صاحب
(حاضر نہیں تھے)

جناب مولانا منظور احمد چنیوٹی صاحب۔
مولانا منظور احمد چنیوٹی: الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ ، اما بعد فقد قال اللہ تعالیٰ وتبارک ومن یعظم شعائر اللہ فانہا من تقوی القلوب ، صدق اللہ العلی العظیم۔ جناب سپیکر! قبل اس کے کہ میں بجٹ کے حسن و قبح پر اپنے خیالات کا اظہار کروں میں پہلے یہ گذارش کروں گا کہ رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں یہ بجٹ اجلاس ہمارے صوبے میں ہو رہا ہے۔ جہاں تک میرے علم میں ہے باقی صوبوں میں بجٹ اجلاس نہیں ہو رہے۔ ہم مسلمان ہیں اور Islamization کا چرچا اور پروپیگنڈہ بھی کرتے ہیں۔ احترام رمضان کا آرڈیننس بھی موجود ہے۔ اس کا تقاضا تھا کہ رمضان کے آگے پیچھے یہ اجلاس رکھا جاتا۔ رمضان میں اس اجلاس کو رکھ کر رمضان کے تقدس کو بری طرح سے پامال کیا جا رہا ہے اور اس کی ذمہ داری جناب وزیراعلیٰ صاحب اور جناب گورنر صاحب کی ہے۔ ایک طرف احترام رمضان کا آرڈیننس ملک میں موجود ہے اور اسمبلی سے باہر اگر کوئی احترام رمضان کی خلاف ورزی کرتا ہے اور اس کا نوٹس لیا جاتا اور اسے گرفتار کیا جاتا ہے۔ لیکن یہاں پر احترام رمضان کو بری طرح سے پامال کیا جا رہا ہے۔ گیلری کے

اندر بلا امتیاز حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے اراکین سگریٹ نوشی کرتے ہیں۔ سرعام پانی پیا جاتا ہے۔ کیسے ٹھیریا چل رہا ہے۔ ایک یہ ہے کہ کسی عذر کی بنا پر روزہ رکھے وہ تو اس کے لیے مجبوری ہے۔ سفر کی وجہ سے۔۔۔۔۔۔۔

ایک ممبر:۔ جناب سپیکر! کورم نہیں ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب والا آپ نے کورم دیکھنا ہے۔ یا میں اپنی بات کروں۔

جناب سپیکر: مولانا صاحب کورم کی بات میں نے نہیں سنی۔ اپنی بات آپ جاری رکھیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: میں یہ عرض کر رہا تھا کہ ہم سب کو اس مقدس مہینے کا احترام کرنا چاہیئے۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ مولانا صاحب اپنی تقریر کو بجٹ تک رکھیں۔ یہ جس مسئلے پر اظہار خیال فرما رہے ہیں۔ اس کے بجٹ کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ یہ بجٹ تک ہی اپنی بات کو محدود رکھیں۔ خواہ مخواہ ہمارا ٹائم ضائع نہ کریں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: بجٹ تقریر میں تمام باتیں ہو سکتی ہیں۔ جیسے اس سے پہلے سپیکر صاحب بھی اس پر رولنگ دے چکے ہیں۔

چوہدری محمد صدیق سالار: اسمبلی کے اندر بحمداللہ ہم سب مسلمان ہیں اور روزہ دار۔ ہم میں کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو بیمار بھی ہوں گے اور کچھ غیر مسلم ہیں۔ اس لیے اگر مولانا صاحب نے کسی کو سگریٹ پیتے دیکھا ہے تو کسی کا نام لیں۔ ہم سب روزہ دار ہیں۔

جناب سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کوئی متنازعہ والی بات نہیں ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ اپنی تقریر کو بجٹ تقریر بنائیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی: جناب یہ بجٹ اجلاس ہے اور بجٹ اجلاس میں مجھے حق ہے کہ میں آپ سے گزارش کروں کہ یہ اجلاس رمضان المبارک سے آگے پیچھے ہونا چاہیئے۔ رمضان کے تقدس کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ میں یہ عرض کر رہا تھا کہ عذر کی بنا پر روزہ نہ رکھے اور ایک یہ ہے کہ روزے کا احترام نہ کرے۔ غیر مسلم کو بھی اسلامی مملکت میں رہتے ہوئے روزے کا احترام ضروری ہے۔ روزہ داروں کے سامنے اسے کھانے پینے سے احتراز کرنا چاہیئے۔

بیگم نجمہ حمید صاحبہ : پوائنٹ آف آرڈر سر۔

جناب سپیکر : بیگم نجمہ حمید پوائنٹ آف آرڈر پہ بات کرنا چاہتی ہیں۔

بیگم نجمہ حمید : جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ مولانا صاحب روز ہی روزے کی بات کرتے ہیں اور اس ہاؤس میں کافی دفعہ یہ بات ہو چکی ہے اور اخباروں میں بھی اس کا ذکر آ چکا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ یہ اللہ اور بندے کے درمیان کا معاملہ ہے۔ مولانا صاحب کو روزانہ اس پر بحث نہیں کرنی چاہیئے۔ ہر انسان مسلمان ہے وہ خود سوچ سکتا ہے۔ کسی کو کوئی مجبوری ہوتی ہے۔ وہ روزہ نہیں رکھتا۔ مولانا صاحب بار بار روزے کا ذکر اور کیفے ٹیریا کا ذکر نہ کیا کریں۔ اس لیے کہ جو لوگ مجبوری کے باعث روزہ نہیں رکھتے۔ ان کی دل شکنی ہوتی ہے۔

جناب مظہر الحسن چین پیر : یہ مولانا صاحب کی بات نہیں ہے۔ یہ دین کی بات ہے۔ اس سے کسی کی دلازاری نہیں ہونی چاہیئے۔

جناب سپیکر : آپ بجا فرماتے ہیں۔ آپ کے جذبات بھی بجا ہیں۔ آپ حق کی بات کر رہے ہیں۔ لیکن بات کرنے کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ Reputation بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ آپ جو فرما رہے ہیں۔ ہم دل سے اسے قبول کرتے ہیں۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی : میں جناب سے گزارش کروں گا کہ ابھی رمضان میں کچھ دن باقی ہیں۔ آپ گورنر صاحب اور وزیر اعلیٰ صاحب سے یہ درخواست کریں کہ وہ اس اجلاس کو عید تک ملتوی کر دیں۔ تاکہ باقی دن اس کا احترام ملحوظ رکھا جائے۔ شریعت میں رمضان کے تقدس کی پامالی کی سخت سے سخت سزا ہے۔ بعض آئمہ حضرات نے اس کی سزا قتل تک کی تحریر کی ہے۔ اس لیے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی عذر کی بنا پر روزہ نہ رکھے۔ لیکن احترام ہونا ضروری ہے۔ مگر احترام نہیں ہو رہا۔ اس لیے میری گزارش ہے اور آپ کی توجہ اس طرف دلانا ضروری سمجھتا ہوں کہ رمضان شریف کے باقی دنوں کے تقدس کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اجلاس کو عید تک ملتوی کر دیا جائے۔

بجٹ میں امن عامہ پر کروڑوں روپے رکھے گئے ہیں۔ حکومت کا سب سے پہلا فرض یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی رعایا کے جان و مال عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔ لیکن افسوس کے ساتھ یہ بات کہنی پڑتی ہے کہ جتنے انتظامات وسیع ہو رہے ہیں۔ اس کے برعکس چوری، ڈکیتی، اغوا اور قتل کی وارداتیں روز افزوں بڑھ رہی ہیں اور نہایت افسوس کے ساتھ یہ بات کہی جاتی ہے کہ اتنے بڑے

انتظامات کے باوجود اسپیشل پولیس کے اختیارات بڑے وسیع ہیں۔ اس کے باوجود آج تین سال سے زائد کا عرصہ گزر چکا ہے۔ اسلم قریشی کا نہ کوئی سراغ لگ سکا ہے اور نہ اس کے مجرموں اور ملزموں کو سامنے لایا گیا ہے۔ معلوم نہیں انہیں زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا ہے۔ دو سال سے زائد کا عرصہ ہو گیا ہے۔ آپ کے اس اشرف ہاشمی کو لاہور سے دن دہاڑے گلبرگ سے اغوا کیا گیا۔ رات بھی ان کی بیگم کا فون آیا تھا۔ اور وہ بے چاری پریشان ہے۔ اس کے بچے رو رہے ہیں۔ آج تک پتہ نہیں چلا کہ اشرف ہاشمی زندہ ہے یا اسے شہید کر دیا گیا ہے۔ انتظامیہ آج تک سراغ نہیں لگا سکی۔ تاثر یہ ہے کہ یہ ایک عالم دین تھے۔ ان کے پیچھے کوئی ایسی قوت اور طاقت نہ تھی۔ اگر وہ کسی بڑے آدمی یا کسی بڑے افسر کا بیٹا یا کسی بڑے عہدے دار کا بیٹا ہوتا تو آج ایک ہفتے کے اندر اندر اس کے ملزموں کا پتہ چل جاتا۔ انہیں لاوارث سمجھا گیا۔ جس کی وجہ سے ان کا آج تک کوئی سراغ نہیں لگا۔ بڑے افسوس کی بات ہے کہ ان کی بیوہ اور بچے دیکھ رہے ہیں اور سوچ رہے ہیں کہ کب ہمیں انصاف ملتا ہے اور کب ظالموں کو ہمارے سامنے لایا جاتا ہے۔ میں عرض کروں گا کہ ہماری انتظامیہ یعنی پولیس کے اخراجات بے شک بڑھائے جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ پولیس کے چھوٹے ملازمین کی بھی تنخواہیں بڑھائی جائیں، گریڈ 5 اور گریڈ 22 کے درمیان جو اتنا بڑا تفاوت ہے اسے کم کرنا چاہیے۔ کیونکہ وہ بھی ہمارے بھائی ہیں اور ان کی بھی ضروریات ہیں۔ ان کی جائز ضروریات کا انتظام کیا جائے۔ تاکہ وہ حرام کھانے سے بچ سکیں۔ رشوت جیسے ناسور کا ہر کلاس میں رونا رویا جاتا ہے۔ اس کے لیے کچھ تجاویز بھی سامنے آتی ہیں اور اس کی روک تھام کی تدابیر بھی اختیار کی جا رہی ہیں۔ لیکن یہ ناسور دن بدن بڑھتا جا رہا ہے۔ اور اس میں کوئی کمی واقع نہیں ہو رہی میں سمجھتا ہوں کہ ایک تو چھوٹے ملازمین کی تنخواہیں بڑھائی جائیں جو لوگ بامر مجبوری حرام کھاتے ہیں۔ ان کا یہ بہانا یہ عذر ختم ہو جائے۔ اور جو بڑے افسر رشوت لیتے ہیں۔ بجائے چھوٹوں کے ان کو قرار واقعی سزا دینی چاہیے۔ ایک دفعہ تطہیر کا عمل پوری جرأت سے کرنا چاہیے۔ جب آپ بڑے افسروں کو رشوت لینے پر قرار واقعی سزا دیں گے تو چھوٹے افسران خود بخود محتاط ہو جائیں گے۔ جوں جوں دوا کی مرض بڑھتا گیا، اسی طرح اس ناسور کا علاج مؤثر نہیں ہوا جو بھی تجاویز اجلاس میں پیش ہوتی ہیں۔ ان پر کوئی عملدرآمد نہیں ہوتا۔ جب تک معقول تجاویز پر عمل درآمد نہیں ہوتا تو ہم ہر اجلاس میں اس پر احتجاج

اس کا رونا روتے رہیں گے۔ جب تک کہ اس کا کوئی حل سامنے نہیں آ جاتا اور جو تجاویز آ چکی ہیں۔ ان پر مؤثر طور پر عمل کرنا چاہئے۔

اس ضمن میں میں عرض کرنا چاہوں گا کہ امتناعی قادیانیوں کا آرڈیننس، گورنمنٹ نے ایک آرڈیننس نافذ کر دیا ہے۔ لیکن نہایت افسوس کہ اس آرڈیننس پر عمل درآمد نہیں ہوتا انتظامیہ کی توجہ اس طرف دلانے کے باوجود اس پر عمل نہیں کیا جاتا۔ ہمارے اس لاہور شہر کے اندر جو پنجاب کا دل ہے جہاں ہماری اسمبلی ہے جہاں ہم یہ ساری بحث کر رہے ہیں۔ یہاں پر قادیانی امتناعی آرڈیننس کی صریحًا خلاف ورزی ہو رہی ہے۔ یہاں پر لاہوری پارٹی جس کا نام انجمن اشاعت اسلام احمدیہ ہے، یہ نام آرڈیننس کی صریحًا خلاف ورزی ہے۔ آرڈیننس کو نافذ ہوئے دو اڑھائی سال ہو رہے ہیں لیکن وہ اس نام کے ساتھ اپنی تمام اشاعت کر رہے ہیں اور اسلام کے نام کو کھلم کھلا استعمال کر رہے ہیں۔ اس طرح پر ان کی عبادت گاہوں پر کلمہ طیبہ اور آیات قرآنی اسی طرح موجود ہیں، ناواقف لوگوں کو دھوکہ ہوتا ہے کہ یہ عبادت گاہیں مسلمانوں کی ہیں۔ اب ہمارے مذہبی امور کے وزیر جناب ترین صاحب نے بھی تمام ڈپٹی کمشنر صاحبان کو خاص ہدایات کی ہیں کہ آرڈیننس پر مکمل عمل درآمد کرایا جائے۔ لیکن ان کی ہدایات کے باوجود ملک بھر میں کوئی عمل درآمد نہیں ہو رہا ہے۔ اور نہ ہی قادیانیوں کے ہیڈ کوارٹر ربوہ میں کوئی عمل درآمد ہوتا ہے۔ اور اگر ملک کے دیگر حصوں میں عمل درآمد ہو اور ان کے مرکز ربوہ میں عمل درآمد نہ ہو تو تب بھی یہ سمجھا جائے گا کہ آرڈیننس پر عمل درآمد نہیں ہے میں انتظامیہ کی یہ بہت بڑی کوتاہی سمجھتا ہوں۔ انتظامیہ کو اپنے فرائض منصبی بغیر کسی خوف خطر اور بغیر کسی رورعایت کے سرانجام دینے چاہئیں۔

جناب محمد امجد خان جوئیہ: کیا چنیوٹی صاحب بجٹ پر تقریر کر رہے ہیں؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی: بجٹ پر جنرل بحث اور یہ ساری باتیں کر سکتے ہیں۔

جناب محمد امجد خان جوئیہ: یہ قادیانی مسئلہ تمام بجٹ ہے؟

جناب سپیکر: بجٹ پر لاء اینڈ آرڈر situation کو زیر بحث لایا جا سکتا ہے۔

جناب محمد امجد خان جوئیہ: یہ لاء اینڈ آرڈر کا کیا مسئلہ ہے؟

مولانا منظور احمد چنیوٹی: یہ لاء اینڈ آرڈر کے مسئلہ پر ہی عرض کر رہا ہوں کہ آرڈر پر عمل

نہیں ہوتا۔ آرڈیننس پر عمل درآمد نہیں ہوتا اس کی خلاف ورزیاں ہو رہی ہیں اور یہی لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے۔

اسی کے ساتھ میں تعلیم کے مسئلہ کے متعلق یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں اس بات پر بڑی خوشی ہے کہ ہمارے بجٹ کا بہت بڑا حصہ یعنی 5 ارب روپیہ تعلیم کے لیے رکھا گیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ میں افسوس کا اظہار کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ دینی تعلیم ہر مسلمان کے لیے فرض ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد " طلب العلم فریضۃ" علی کل مسلم ومسلمۃ علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے۔ اس سے مراد دینی تعلیم ہے۔ حلال و حرام اور اس کے جائز و ناجائز۔ کفر و اسلام کی باتیں۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ یہ دین کے مسائل اس دین کے مسائل۔ اس تعلیم کے خدا کے پیغمبر نے ہر مرد اور ہر عورت پر فرض قرار دیا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ اتنے بڑے تعلیم کے بجٹ میں دینی تعلیم کے لیے کوئی رقم مختص نہیں کی گئی۔ حالانکہ قرآن و حدیث اور عربی کی تعلیم ہمارے مدارس اور سکولوں میں لازمی قرار دے دی گئی ہے۔ اور اس کا افسوسناک پہلو یہ ہے کہ عربی تعلیم لازمی ہونے کے باوجود عربی اساتذہ کا سکولوں میں صحیح انتظام نہیں کیا گیا۔ اور اس کے ساتھ ظلم یہ ہے عربی مدارس میں عربی پڑھانے والے اساتذہ جو اسلامیات بھی پڑھاتے ہیں۔ زبان بھی وہ عربی زبان جو ہماری اسلامی قرآن و حدیث کی بھی زبان ہے۔ اور وہ عربی زبان جو جنت میں بھی ہماری مذہبی زبان ہوگی۔ اسے پڑھانے والوں کو نواں گریڈ دیا جاتا ہے حالانکہ وہ بھی ہائی کلاسوں کو وہی مضامین پڑھاتے ہیں۔ جب کہ انگریزی اور دوسرے مضامین پڑھانے والوں کو گریڈ 15 دیا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ عربی تعلیم دینے والوں اور علماء کے لیے جن کی سند ایم اے کے برابر قرار دی گئی ہے۔ اور گورنمنٹ نے اس سند کو ایم۔ اے کے برابر تسلیم کر لیا ہے۔ ان کا ایم۔ اے کا درجہ ہونے کے باوجود ان کو نواں گریڈ دیا جاتا ہے۔ جو ایک ناجائز اور بالکل ظلم کے مترادف ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ علمائے دین اور عربی پڑھانے والے اساتذہ کی حق تلفی ہے۔ لہٰذا عربی پڑھانے والے اساتذہ کے مسئلے پر بھی غور کیا جائے کہ انہیں گریڈ 15 کیوں نہیں دیا جاتا؟

جناب والا اسی طرح مکتب سکیم جو ایک اچھی اور مفید سکیم ملک میں رائج کی گئی ہے۔ اس میں آئمہ حضرات پڑھاتے ہیں کو معاوضہ ڈیڑھ صد روپے ماہوار دیا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ ان کے ساتھ کھلا مذاق ہے۔ ڈیڑھ صد روپیہ معاوضہ اس مہنگائی کے دور میں دینا ان کے ساتھ بدترین

مذاق ہے۔ وہ بھی اسی طرح جو پی۔ ٹی۔ سی پاس اساتذہ رکھے جاتے ہیں۔ آئمہ حضرات بھی ان کے ساتھ اسی طرح پوری مکمل تعلیم دیتے ہیں۔ ان کو بھی تنخواہ ان کے برابر دی جانی چاہیئے بجٹ میں دینی تعلیم اور اس کا باقاعدہ صحیح مصرف ہونا چاہیئے۔

جناب والا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ فحاشی اور عریانی دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ دین کے نام پر کوئی بجٹ میں رقم نہیں رکھی گئی لیکن ثقافت کے نام پر جو عریانی۔ بے حیائی۔ ناچ گانا جو شرعاً بالکل ناجائز اور حرام ہے۔ اس کے لیئے لاکھوں روپے رکھے گئے ہیں۔ میں اس پر شدید احتجاج کرتا ہوں کہ ایک اسلامی مملکت کے اندر ناچ گانا ناجائز ہے۔ اس پر پابندی ہونی چاہیئے۔ پیارے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا ارشاد یہ ہے کہ۔

اللہ تعالے نے مجھے اس لیے بھیجا ہے تاکہ میں تمام باجے گاجے ہاتھ اور منہ سے بجنے والے آلات کو مٹا دوں۔ ان کو ختم کر دوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور سیرت یہ بتاتی ہے کہ آپ ایک دفعہ سفر پہ جا رہے ہیں۔ آپؐ کے کانوں میں بانسری کی آواز آئی۔ آپؐ نے اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لیں اور وہ راستہ چھوڑ دیا۔ جب آپؐ دور چلے گئے تو اپنے خادم سے دریافت فرمایا کہ اب آواز آ رہی ہے۔ انہوں نے فرمایا نہیں آ رہی جس پیغمبر کا عمل یہ ہو۔ جس پیغمبرؐ کا ارشاد یہ ہو۔ اس پیغمبر کی سنت پر عمل کرنے کے لیے ہمیں کوشش کرنی چاہیئے نہ یہ کہ ہم ثقافت کے نام پر عریانی اور فحاشی کو فروغ دیں۔ اس لیے میں اس کے خلاف بھی جناب سے اور جناب کی وساطت سے جناب وزیر اعلیٰ صاحب سے گزارش کروں گا کہ ہمارے اس لاہور شہر شاہی مسجد کے پڑوس میں قحبہ خانہ اور بدنام ترین زمانہ قائم اڈوں کو توختم کیا جائے ایک طرف ہم اسلام اسلام کا نعرہ لگاتے ہیں اور اسلام کی سربلندی کے لیے دعوے کرتے ہیں۔ . . . .

جناب ریاض حشمت جنجوعہ:۔ جناب والا مولانا صاحب یہ فرما رہے ہیں کہ شاہی مسجد کے پڑوس میں قحبہ خانہ ہے کیا مولانا صاحب کو یہ علم نہیں ہے کہ ان کی اپنی درس گاہ کے پڑوس میں قحبہ خانہ ہے۔

مولانا منظور احمد چنیوٹی:۔ میرے علم کے مطابق میری درس گاہ کے قریب کوئی ایسا قحبہ خانہ نہیں ہے۔ آپ نشاندہی فرمائیں اس کو تو ساری دنیا جانتی ہے کہ شاہی مسجد کے پڑوس

میں یہ گناہ کا کاروبار ہو رہا ہے۔ یہ معاشرہ میں ہمارے لیے ایک بدنامی کا داغ اور پیشانی پر کلنک کا ٹیکہ ہے۔ اس لیے اس گناہ کے کاروبار کو بھی ختم اور بند کرنا چاہیئے۔

جناب والا! اس کے بعد میں گزارش کروں گا۔ جہاں ہمارے اور محکمے قائم ہیں۔ ایک محکمہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر یہ ایک اسلامی حکومت کے بنیادی فرائض میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں ،، الذین مکنھم فی الارض ، اقاموا الصلواۃ واتوالزکوۃ وامروا بالمعروف ونہی عن المنکر ،، اگر زمین میں ہم کسی کو اقتدار اور حکومت دیں تو اس کے چار فرائض ہیں ۔ سب سے پہلے نماز کے نظام کو قائم کریں۔ دوسرے زکواۃ کے نظام کو قائم کریں۔ تیسرا امر بالمعروف اچھائیوں کا حکم دینا معروف کے نظام کو قائم کریں۔ چوتھا برائی اور بے حیائی سے ٹوکنا۔ یہ ایک اسلامی حکومت کے فرائض میں ہے۔ اس لیے میں یہ بھی گزارش کروں گا۔ ایک محکمہ امر بالمعروف اور نہی المنکر کا وہ بھی ہماری حکومت کو قائم کرنا چاہیئے جیسا کہ سعودی حکومت اور دوسرے اسلامی ممالک کے اندر باقاعدہ یہ محکمہ قائم ہے۔ اور اس محکمہ کے ذریعہ اس فریضہ کو ادا کیا جاتا ہے۔

آخری گزارش میں اپنے شہری مسائل کی طرف توجہ دلانا چاہوں گا۔ تعلیم کے لیے چالیس اربوں روپے مختص کیئے گئے ہیں۔ ہمارا ایک دیرینہ مطالبہ ہے کہ ہمارے چنیوٹ شہر میں قائم انٹر گرلز کالج کو ڈگری کالج کا درجہ دیا جائے۔ تاکہ ہماری بچیاں تعلیم کے حصول کے لیے ربوے یا فیصل آباد جاتی ہیں وہ اس حیثیت سے نجات حاصل کریں۔ اسی کے ساتھ ساتھ بارہا اس کا مطالبہ کیا گیا۔ انٹر گرلز کالج کے اجراء کو ۱۰ سال ہو چکے ہیں۔ لیکن آج تک اس کی اپنی عمارت نہیں ہے۔ ابھی تک وہ گورنمنٹ ہائی سکول کے ہاسٹل میں چل رہا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ اس بجٹ میں ہماری اس ایک اہم ضرورت کو بھی پورا کیا جائے۔ اس کو ڈگری کالج بھی قرار دیا جائے۔ اور اس کی اپنی عمارت کی بھی تعمیر کی جائے۔ جناب والا! اسی ضمن میں ہمارے بہت سے شہری مسائل اس ایک مطالبے سے حل ہو سکتے ہیں کہ ہمارا استحقاق ہے کہ ہمارا چنیوٹ سب سے پرانا سب ڈویژن ہے۔ اس کی میونسپلٹی ایک سو سال پرانی ہے۔ اس کو ضلع کا درجہ دیا جائے۔ جو نئے اضلاع بنائے ہیں ان نئے اضلاع سے ہر اعتبار سے ہمارا سب ڈویژن آبادی، رقبے مالیہ اور انکم ٹیکس کے اعتبار سے ان تمام سے بڑھا ہوا ہے۔ لہذا ہمارے بہت سے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ اگر ہمارے اس جائز مطالبے کی طرف توجہ دی جائے اور

جلد سے جلد ہمارے اس سب ڈویژن کو ضلع قرار دیا جائے۔

جناب والا میں ان الفاظ کے ساتھ آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے اجازت چاہتا ہوں۔

میاں ریاض حشمت جنجوعہ: پوائنٹ آف آرڈر جناب والا۔ جناب سپیکر، میں اپنے نکتہ اعتراض میں ایوان کے کورم کی نشان دہی تو نہیں کروں گا۔ کیونکہ میرے بہت سے دوست اور بھائی بجٹ پر اظہار خیال کی حسرت لیے بیٹھے ہیں۔ لیکن میری ایک درخواست ہے کہ تمام حضرات جو بجٹ کو زیر بحث لاتے ہوئے مختلف قسم کی تجاویز دے رہے ہیں۔ اور بجٹ کے مختلف پہلوؤں پر مختلف قسم کی تنقید کر رہے ہیں۔ لیکن ایوان میں وزراء کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے۔ اگر ہمارے وزرائے کرام یہاں تشریف رکھیں تو ایک تو انہیں ہماری آراء اور تجاویز سننے کا موقع ملے گا۔ اور ان کا حل تلاش کرنے کے لیے بھی ان کے پاس وقت ہوگا۔ یہ میری گزارش ہے۔

جناب سپیکر: سردار فتح محمد بزدار صاحب۔

سردار فتح محمد خان بزدار: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۰ جناب سپیکر، میں صوبائی وزیر خزانہ کو ایک متوازن اور اچھا بجٹ پیش کرنے پر مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ اب میں اپنے علاقے کے مسائل کے متعلق آپ سے گفتگو کرنے کی کرتا ہوں۔ میرا علاقہ ایک بہت دورافتادہ علاقہ ہے۔ جس میں قبائلی اور میدانی علاقے شامل ہیں۔ قبائلی ایک بہت وسیع علاقہ ہے جس کی لمبائی تقریباً ایک سو اور چوڑائی ساٹھ میل ہے۔ اس علاقے میں کوئی پکی سڑک موجود نہیں اور نہ ہی اس علاقے میں کوئی بجلی کا کھمبا موجود ہے۔ اس علاقے سے آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں کہ اس علاقے کی حالت کیا ہوگی۔ اگر کوئی آدمی بیمار ہوتا ہے تو اس کو حصول علاج کے لیے اونٹ یا چارپائی پر ڈال کر کہیں لے جاتے ہیں۔ اکثر بے چارے راستے میں ہی مر جاتے ہیں۔ جہاں ذرائع آمدورفت نہ ہوں وہاں زندگی کا تصور کیسے کیا جا سکتا ہے۔ اس علاقے کے لوگ پتھر کے زمانے کی طرح کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ اب جناب وزیر اعلیٰ نے اپنی سپیشل گرانٹ میں ہماری سڑک چوکی والا بارتھی روڈ کا کچھ حصہ مکمل کرنے کے لیے کہا ہے۔ ہم ان کے بڑے شکر گزار ہیں۔ بلکہ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ وہ ایک ہی سال میں مکمل ہو جائے۔ تاکہ اتنا عرصہ گزرنے کے بعد کم از کم کسی حد تک لوگوں کی تکلیف رفع ہو۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ اس علاقے میں تین یا چار میل کی بنیاد پر بجلی پہنچائی جائے۔ بلکہ سپیشل گرانٹ کے ذریعے۔ سپیشل آرڈر کے تحت بہم پہنچائی جائے۔ اس کے بعد

علاقے کے لوگوں میں تقسیم ہو۔ اکثر حکومت کی طرف سے یہ کہا جاتا ہے کہ آپ کسی جگہ کی نشان دہی کریں۔ تاکہ وہاں بجلی پہنچائی جائے۔ ہمارا علاقہ ایک tribel area ہے۔ اس میں آبادی بکھری ہوئی ہے۔ جب کسی جگہ بجلی پہنچ جائے گی۔ تو آبادی خود بخود گنجا ن ہو جائے گی۔

اس کے بعد آب نوشی کا مسئلہ ہے۔ یہ ایک بارانی علاقہ ہے۔ تھوڑا بہت چشموں سے لوگ پانی بھرتے ہیں۔ ورنہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ لوگ خود گڑھے کھودتے ہیں جن میں بارش کا پانی جمع ہوتا ہے۔ اور وہاں سے لوگ پانی حاصل کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ اگر حکومت اس علاقے میں پکے تالاب تعمیر کر دے تو اس سے لوگوں کی مشکلات میں بہت کمی آ سکتی ہے۔ پھر small dam scheme کا مسئلہ ہے۔ محکمہ "آباد" کا سارا بجٹ راولپنڈی جہلم کی طرف خرچ ہوتا ہے۔ ہمارے علاقے میں ایک بھی سکیم نہیں ہے۔ یہاں چھوٹے چھوٹے ندیاں نالے ہیں۔ ان کا catchment ایریا بہت وسیع ہوتا ہے۔ اگر یہاں small dam scheme شروع کی جائے تو اس سے اس علاقے میں ایک انقلاب آ سکتا ہے پینے زراعت کے لیے پانی میسر آ سکتا ہے۔ پھر اس علاقے میں لوگوں کا گزارہ بھیڑ بکریوں پر ہے۔ لیکن اس علاقے میں بھیڑ بکریوں کے لیے کوئی سکیم نہیں ہے۔ حال ہی میں ایک سکیم Sheep and Goats Extensive Scheme کے لیے کہا جا رہا ہے کہ منظور ہو چکی ہے۔ لیکن میرا خیال ہے کہ وہ ابھی تک منظور نہیں ہوئی۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ سکیم جلد از جلد شروع کی جائے۔ اس علاقے میں managing grant scheme دی جائیں۔ جس پر لوگوں کا صرف 25 فی صد حصہ ہونا چاہیے اور باقی گورنمنٹ کے خرچ سے ہونا چاہیے۔ وہ لوگ غریب ہیں۔

اب میں تعلیم پر آتا ہوں۔ یہاں بستیاں کم ہیں۔ دو دو چار چار چھ چھ گھر کسی جگہ پر کسی پہاڑی پر قائم ہیں۔ ان لوگوں کے بچے پڑھنے کے لیے دوسری جگہ پر نہیں جا سکتے۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ وہاں پرائمری سکول زیادہ سے زیادہ تعداد میں دیئے جائیں۔ تاکہ لوگ اپنے بچوں کو پڑھا سکیں۔ گورنمنٹ ہائی سکول بارتھی کو انٹر کالج کا درجہ دیا جائے۔ اس علاقے میں یہ سب سے پرانا ہائی سکول ہے۔ اگر اس کو کالج بنا دیا جائے تو اس علاقے کی ضروریات پوری ہو سکتی ہیں۔ یہاں رہنے والے لوگ غریب ہیں کہیں جا نہیں سکتے۔ اس لیے بہتر ہوگا کہ بارتھی ہائی سکول کو جلد از جلد انٹر کالج کا درجہ دیا جائے۔ اس علاقے میں ایسے بہت سے پرائمری سکول ہیں۔ جن میں ایک ملازم ہوتا ہے جو پانی لانے کا کام کرتا ہے۔ اس کی تنخواہ صرف پچیس روپے ماہوار ہے۔

اس ملازم کی تنخواہ بڑھائی جائے۔ تاکہ وہ کام اچھا کر سکے۔

پھر سات مرلہ اور پچھتر ہزار ایکڑ کی سکیمیں شروع کی گئی ہیں۔ یہ صرف میدانی علاقے کی بات ہے۔ قبائلی علاقے میں نہ کوئی سرکاری اور نہ کوئی اچھی زمین ہے۔ جہاں پر لوگوں کا گزارہ ہو۔ چھوٹی چھوٹی زمینیں ہیں۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ پچھتر ہزار ایکڑ زمین کی تقسیم میں قبائلی علاقے والوں کو بھی شامل کیا جائے تاکہ ان کی اقتصادی حالت بہتر بنائی جا سکے۔ یا کوئی ایسی سکیم بنائی جائے کہ ان کو زمین الاٹ ہو اور وہ اپنی اقتصادی حالت کو بہتر بنا سکیں۔ اس کے بعد تحصیل تونسہ کے مسائل ہیں۔ یہ ایک میدانی علاقہ ہے۔ تحصیل تونسہ کا میدانی علاقہ رود کوہیوں کا علاقہ ہے۔ پہاڑوں میں، کوہ سلیمان میں بارش ہوتی ہے تو پانی میدان میں بہہ کر آتا ہے اس علاقے میں دو بڑی رود کوہیاں رود سنگھڑ اور دوسری رود وہوا ان کا پانی اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ اگر ان کے پانی کو تقسیم کر دیا جائے تو اس علاقے کی ضروریات تقریباً پوری ہو سکتی ہیں۔ لہذا ہمارا مطالبہ ہے کہ اس پر توجہ دی جائے اور ایک خصوصی گرانٹ مقرر کی جائے۔ پھر سڑکوں کا مسئلہ ہے۔ تحصیل تونسہ میں صرف ایک سڑک ہے۔ جو کہ یہاں لبیتاں ڈی جی خان ڈی آئی خان روڈ کہلاتی ہے، اس کے مغرب میں کوہ سلیمان کے ساتھ والے علاقے کو بچادہ کا علاقہ کہتے ہیں۔ پھر دریائی علاقہ ہے۔ دریا کے ساتھ ساتھ والے علاقے کو دریائی علاقہ کہتے ہیں۔ یہ دونوں علاقے اس سڑک سے کافی دور ہیں۔ لہذا کوہ سلیمان کے ساتھ ساتھ ایک سڑک بنائی جائے تاکہ بچادہ کے علاقے والوں کو سہولت ہو۔ پھر دریا کے ساتھ ساتھ بھی سڑک بنائی جائے تاکہ ان کی آمدورفت صحیح ہو اور وہ اچھی طرح اپنا کام کر سکیں۔ تونسہ شریف تحصیل تونسہ کا ہیڈ کوارٹر ہے۔ اس شہر میں کوئی سڑک نہیں۔ ایک سڑک تجویز کی گئی تھی۔ لیکن ابھی تک اس کی تعمیر شروع نہیں ہو سکی۔ لہذا اس سڑک کو جلد از جلد مکمل کیا جائے۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر میں ٹیلی فون ایکسچینج کا نظام بہت ہی پرانا ہے۔ ہمارا مطالبہ ہے کہ اس کو جدید بنایا جائے اور ایک پبلک کال آفس قائم کیا جائے تاکہ لوگ دوسرے ممالک سے رابطہ رکھ سکیں۔ سنگھڑ نالہ اس کے قریب سے بہتا ہے۔ اس سے اس شہر کے تقریباً ایک دو محلے برباد ہو چکے ہیں۔ اس پر پچھلے سال سپرز منظور کئے گئے تھے لیکن معلوم نہیں۔ اس کی کیا وجہ ہے کہ وہ ابھی نہیں بن پائے۔ اس علاقے میں بلڈوزروں کی بڑی ضرورت ہے۔ مطالبہ ہے کہ بلڈوزر جلدی فراہم کئے جائیں۔ ہماری اطلاع کے مطابق یہاں سے تمام

بلاڈ ورز شفٹ کر دیئے گئے ہیں - پھر تونسہ جو ایک تحصیل ہے۔ یہاں سے گندم خرید کی جاتی ہے۔ اور وہ گندم ڈیرہ غازی خاں، کوٹ ادو یا ملتان میں سٹور کی جاتی ہے۔ یہاں کوئی سٹور کا انتظام نہیں ہے۔ اگر تونسہ میں گندم ذخیرہ کرنے کی جگہ بنائی جائے۔ تو اس سے بڑا فائدہ ہوگا۔ وہوا تونسہ کے بعد سب سے بڑا قصبہ ہے۔ وہاں عوام کا مطالبہ ہے کہ یہاں ایک ڈگری کالج قائم کیا جائے۔ اس کی feasibility رپورٹ بھی بن چکی ہے۔ لہٰذا وہوا میں ڈگری کالج کا جلد از جلد اجراء کیا جائے۔ اس علاقے میں واٹر سپلائی سکیمیں دی جائیں۔ ایسے بہت سے گاؤں جہاں لوگ ابھی تک دور دراز سے پانی لاتے ہیں۔ وہاں پانی کا کوئی انتظام نہیں ہے۔ لہٰذا اس پر گہری توجہ دی جائے۔ پھر اس علاقے میں کوئی ریلوے لائن اور نہ کوئی نہر ہے۔ Chashma right bank canal کے متعلق معلوم نہیں کہ وہ اس علاقے کو کب سیراب کرے گی۔ لہٰذا ہمارا مطالبہ ہے کہ صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے پر زور مطالبہ کرے کہ Chashma right bank canal کی اس علاقے میں کھدائی شروع کی جائے۔ جب تک اس علاقے میں کوئی نہر نہیں آئے گی۔ اس علاقے کی حالت نہیں سدھرے گی۔ اس کے ساتھ میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: نصراللہ خاں دریشک صاحب۔

سردار نصراللہ خان دریشک: جناب سپیکر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے تقریر کرنے کا موقع فراہم کیا۔ جناب والا میں وزیر خزانہ صاحب کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے نامساعد حالات گوناگوں مشکلات کے باوجود پنجاب کو ایک متوازن بجٹ دیا۔ جناب والا اس بجٹ کو ہم حقیقت پسندانہ اور ایک معقول بجٹ کہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ وزارت خزانہ کا قلمدان ایک نوجوان ایماندار اور ایک ایسے شخص کے پاس ہے جو ایک دیہاتی علاقوں کے مسائل کو خوب اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ جناب والا جناب مخدوم صاحب نے جس خوبصورت اور خوشگوار لہجہ میں پنجاب کی مالی حالت کا نقشہ پیش کیا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ پنجاب کے متعلق جو تصورات مرکز اور دیگر صوبوں میں موجود ہیں ان کا حقائق سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ جہاں یہ تصور موجود ہے کہ پنجاب میں دودھ اور شہد کی نہریں بہتی ہیں۔ پنجاب میں فارغ البالی ہے اور خوشحالی کا دور دورہ ہے۔ جناب والا ہمارے بجٹ کو اگر آپ ایک نظر سے

دیکھیں تو صورت حال یہ ہے کہ اگر ہم اپنے پاؤں چھپاتے ہیں تو سر ننگا ہوتا ہے اور اگر سر چھپاتے ہیں تو پاؤں ننگے ہوتے ہیں ہم تو اپنا پیٹ بھی پالنے کے قابل نہیں ہے۔ جناب والا۔ دو ہزار کروڑ روپے کے خسارہ کے بجٹ میں ہماری اپنی پنجاب کی contribution صرف 213 کروڑ روپے ہے۔ 702 کروڑ کے حاصل ہیں مرکزی حکومت سے ملے ہیں۔ ان کو بھی ان کے ساتھ شامل کر کے ہم متوازن بجٹ دینے میں ناکام رہے ہیں۔ اس لیے ہمیں 824 کروڑ روپے اور حکومت پاکستان سے لینے پڑے تاکہ اس بجٹ کو متوازن کیا جا سکے۔ ہماری صورت حال یہ ہے کہ پنجاب جو کسی زمانے میں نہ صرف خود کفیل تھا۔ بلکہ دوسرے علاقوں کو بھی مالی وسائل فراہم کرتا تھا۔ لیکن آج یہ کوڑی کوڑی کا محتاج ہو چکا ہے۔ جناب والا میں اس صورت حال کو درست کرنے کے لیے یہ تجویز پیش کرتا ہوں۔ وفاقی حکومت جلد از جلد نئی تجاویز بابت تقسیم وسائل Finance Commission کا اعلان کرے اور اس پر عمل درآمد کے لیے صوبائی وسائل میں اتنی گنجائش نہیں ہے۔ وہ روز افزوں ضروری اخراجات کے وہ متحمل ہو سکے۔

جناب والا مجھے اجازت دیجئے میں پنجاب کے حالات کے متعلق اس معزز ایوان کے سامنے چند تلخ حقائق پیش کروں۔ جناب والا زرعی پیداوار کے بارہ میں میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں ہمارے پنجاب میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس سال گندم اور کپاس کی پیداوار بہت اچھی ہوئی ہے۔ لیکن جناب والا جو پنجاب کی پہلے صورت حال ہوتی تھی وہ اب نہیں رہی اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری بہت سی فصلات کی فی ایکڑ پیداوار دوسرے صوبوں سے کہیں پیچھے ہے۔ اور ہمیں زرعی میدان میں توانا سمجھا جاتا تھا۔ اب وہ صورت حال نہیں رہی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ پنجاب میں جو سہولتیں ہمیں پہلے میسر تھیں۔ اس وقت آپ دیکھیں کہ کھاد کی قیمتیں آسمان سے باتیں کر رہی ہیں۔ جراثیم کش ادویات کی قیمتیں بھی بہت زیادہ ہو گئی ہیں۔ جناب والا ان حالات میں میں آپ کو ایک چھوٹی سی مثال دیتا ہوں کہ ایک زمیندار جب ٹریکٹر خریدتا ہے تو وہ ایگریکلچرل ڈویلپمنٹ بینک سے A.D.B.P سے قرضہ لیتا ہے۔ وہ ڈیڑھ یا دو % سود پر قرضہ لیتا ہے۔ وہی قرضہ جب غریب کسانوں کو دیا جاتا ہے۔ وہ 11% سود پر دیا جاتا ہے۔ یہ کس قدر ظلم ہے اور وہ بھی اسلامی فلاحی مملکت میں سود در سود لیا جاتا ہے۔ تین مہینے کے بعد سود کا میٹر چلنا شروع ہو جاتا ہے۔ کتنی افسوس ناک بات ہے۔ جناب والا

ہیں ایسے cases جانتا ہوں جن میں کئی زمیندار بے چارے ٹریکٹر لے کر ایک مصیبت میں پھنس گئے پھر وہ جیل میں بھی گئے اور پھر زمین بیچ کر انہوں نے قرضہ ادا کیا اور توبہ کی جناب والا اس قسم کے حالات میں آپ کیسے توقع کر سکتے ہیں کہ ہماری زرعی پیداوار میں اضافہ ہو میں پرزور اپیل کرتا ہوں مجھے یاد ہے کہ پچھلے بجٹ سیشن میں اس معزز ایوان کے ایک رکن جناب ملک اللہ یار صاحب نے اس چیز کی طرف توجہ مبذول کرائی تھی۔ جس پر میں سمجھتا ہوں کہ مرکزی حکومت نے کوئی توجہ نہیں دی۔ میں جناب کے توسط سے میں اس معزز ایوان کے اراکین کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ ہمیں چاہیئے کہ ہم دوبارہ مرکزی حکومت کے ساتھ اس بارہ میں اپنی خواہشات پیش کریں۔ ان کو 2% پر قرضہ ملتا ہے۔ وہ 2% Service charges لگا لیں ایک فیصد اور اپنے اخراجات لگا لیں یہ پر یا 6% پر سود لگا دیں لیکن یہ 11% بہت زیادہ ہے۔ جناب والا اس کے علاوہ اب میں صنعت کی طرف آؤں گا۔ ہماری پنجاب کی صنعت کو وہ مقام حاصل نہیں جو اس کا حق بنتا ہے۔ جناب والا ہم 65% گنا پیدا کرتے ہیں۔ لیکن چینی کی پیداوار میں سے ہمیں 40% ملتا ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ ہم چینی امپورٹ کر رہے ہیں اور دوسرے صوبوں سے لے رہے ہیں۔ اس سے ہم اپنی ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔ جناب والا ہماری کپاس کی پیداوار ملکی پیداوار کا 75% ہے۔ لیکن ہمارے پاس کپاس کی صنعت کے کارخانے 40% ہیں۔ جناب والا سیمنٹ کا پتھر ہمارے پاس اتنی مقدار میں موجود ہے کہ اس سے سارے ملک کی ضروریات پوری ہو سکتی ہیں۔ لیکن پنجاب میں سیمنٹ کے کارخانے صرف 33% ہیں۔ جناب والا ان ساری چیزوں کی کیا وجہ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ ہمیں جو قرضہ جات صنعت لگانے کے لئے ملتے ہیں جوئے شیر لانے کے مترادف ہیں۔ تمام بنکوں کے ہیڈ کوارٹرز کراچی میں واقع ہیں۔ اس معزز ایوان نے ایک resolution پاس کیا تھا اور یہ resolution متفقہ پاس ہوا تھا کہ Commercial Banks پانچ ہیں۔ ان میں سے کم از کم دو ہیڈ کوارٹرز پنجاب میں شفٹ کر دیئے جائیں۔ لیکن بڑے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ اس پر تا حال کوئی عمل درآمد نہیں ہوا۔ جناب والا ہم جو deposits بنکوں میں جمع کراتے ہیں۔ ان ملکی بنکوں میں پنجاب کا حصہ 56% ہے۔ لیکن جب انڈسٹری لگانے کے لیے قرضہ دیا جاتا ہے تو 31% پنجاب کو دیا جاتا ہے۔ باقی دوسرے علاقوں کو دیا جاتا ہے جو کہ سراسر زیادتی ہے دور میں حکومت سے اپیل کروں گا کہ وہ مرکز کے ساتھ یہ معاملہ take up کرے اور مرکزی حکومت کو اس بات پر مجبور کرے کہ جو deposits.

ہم یہاں پر جمع کرتے ہیں۔ اس کے مطابق پنجاب میں انڈسٹری لگائی جائے۔ جناب والا ہماری یہ خوش قسمتی ہے اور ہمارے قائد ایوان ایک کامیاب صنعت کار ہیں۔ اگر ان کے دور میں پنجاب میں صنعت کے میدان میں ترقی نہ ہوئی تو یہ ہماری بہت بڑی بد قسمتی ہو گی اور پھر ہمیں کبھی ایسا سنہری موقع نہیں ملے گا۔ جناب والا اس کے علاوہ میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے وزیر خزانہ نے مژدہ سنایا ہے کہ صنعتوں میں دیہاتی علاقوں کو خصوصی طور پر ان کی حوصلہ افزائی کی جائے گی۔ اس قسم کے مژدے ہم پچھلے کافی برسوں سے سنتے آ رہے ہیں۔ لیکن کوئی آدمی بھی دیہی علاقوں میں پیسے اور صنعتیں لگانے کے لیے تیار نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے دیہاتوں میں amenities وہ facilities اور infrastructure نہیں۔ جناب والا فرنٹیئر کی گورنمنٹ نے اپنے ہر ڈسٹرکٹ میں پسماندہ علاقوں میں انڈسٹریل سٹیٹ بنائی ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ وہاں پر یہ سلسلہ اب چل پڑا ہے اور لوگوں نے انڈسٹری لگانے میں دلچسپی لینی شروع کر دی ہے۔ میں اپنی حکومت سے گزارش کروں گا کہ وہ اسی لائن پر مہربانی کر کے یہاں Mini Industries لگائیں تاکہ وہ بڑی انڈسٹریز کے لیے infrastructur فراہم کر سکیں۔

جناب والا۔ اس کے علاوہ میں ایک اہم مسئلے کی طرف اس معزز ایوان کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ مہنگائی نے ہر طبقے کی ناک میں دم اور زندگی کو اجیرن کر رکھا ہے۔ جناب والا مہنگائی پر کنٹرول کرنا یا مہنگائی کو کم کرنا ہمارے بس کا روگ نہیں۔ لیکن ہماری موجودہ حکومت کی یہ خوش نصیبی ہے کہ اس سال کچھ اس قسم کے حالات پیدا ہو چکے ہیں کہ اگر ہم مہنگائی کو کم نہیں تو کم از کم بڑھنے سے روک سکتے ہیں۔ جناب والا تیل کی قیمت 34 ڈالر فی بیرل سے کم ہو کر 16 ڈالر فی بیرل تک پہنچ چکی ہے۔ اگر ہماری صوبائی حکومت مرکزی حکومت سے اس بارے میں سفارش اور کوشش کرے کہ تیل کی قیمتیں کم کر دی جائیں تو اس کے دور رس نتائج برآمد ہو سکتے ہیں۔ تیل کی قیمت کم ہونے سے ٹرانسپورٹ کے کرایوں پر اثر پڑے گا۔ دوسری مصنوعات کی قیمتیں گر جائیں گی۔ ہمارے روپے کی قیمت مستحکم ہو گی۔ ان تمام چیزوں سے ہم مہنگائی پر کنٹرول اور اسے بڑھنے سے روک سکتے ہیں۔ ہماری خوش نصیبی ہے کہ خوردنی تیل کی قیمت میں کمی بھی اس وقت World market میں 50 فیصد ہو گئی ہے۔ اس طریقے سے جہاں تک کھاد اور جراثیم کش ادویات کی قیمتوں میں اضافہ تیل کی قیمت کے ساتھ ہوا تھا۔ لہذا جو ان چیز فلا

کی قیمتوں کو بھی نیچے لانے میں معاون اور مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ جناب والا! اس سلسلے میں میں یہ گزارش کروں گا کہ حکومت اس سلسلہ میں ماہرین اور Experts کی ایک کمیٹی مقرر کرے جو اس بارے میں جائزہ لے کر طویل المیعاد اور قلیل المیعاد سفارشات مرتب کرے تاکہ ہم اس مہنگائی جیسی مصیبت سے چھٹکارا حاصل کر سکیں۔

جناب والا! اس کے بعد میں آپ کی توجہ ایک اور اہم مسئلہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جو کہ بے روزگاری کا ہے۔ بے روزگاری اس قسم کا مسئلہ ہے جس پر اگر ہم نے بر وقت توجہ نہ دی اور کنٹرول کرنے کی کوشش نہ کی تو یہ ہمارے لیے ایک بہت بڑا سماجی مسئلہ بن سکتا ہے۔ ایک بے روزگار معاشرے کے لیے ایک خطرناک انسان ہو سکتا ہے۔ جناب والا! پہلے یہ ہوتا تھا اور میں نے اپنی پچھلے سال کی بجٹ تقریر میں بھی یہ گزارش کی تھی کہ Middle East Countries میں ہمارے بہت سے لوگ جن کو وہاں نہ صرف روزگار کے مواقع میسر آتے ہیں۔ بلکہ وہ کثیر زرمبادلہ کما کر اپنے ملک کو لوٹتے تھے۔ اب وہاں ان ممالک کی حالت کافی پتلی ہو چکی ہے۔ ایک American نے Middle East کی موجودہ صورت حال کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے۔

These Arabs had entered 20th Century barefooted, they may come out of it barefooted.

اس وجہ سے ہمارے کافی لوگ وہاں سے واپس آنا شروع ہو گئے ہیں۔ اس مسئلے پر ہمیں فوری طور پر توجہ دینی چاہیئے۔ موجودہ بجٹ میں اس چیز پر قابو پانے کے لیے ایک اچھی کوشش کی گئی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اس سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا ہے۔ اس کا اصل طریقہ ہے کہ حکومت دیہی علاقوں میں ملازمتیں دلانے کے لیے کوٹہ مقرر کرے۔ سندھ میں دیہی کوٹہ مقرر ہے اگر آپ آبادی کے تناسب سے ایسا نہیں کر سکتے مگر ستر فیصد دیہی آبادی کے لیے کم از کم پچاس فیصد سیٹیں دیہات میں آپ مختص کریں تو تب جا کر یہ مسئلہ حل ہو گا۔ اس کے علاوہ agrobased industries پر حکومت پابندی لگا دے کہ ایسی صنعتیں بڑے شہروں میں نہیں لگائی جا سکتیں۔ بلکہ چھوٹے شہروں اور دیہی قصبوں میں لگائی جائیں۔ اس طریقے سے دیہاتی لوگوں کو ملازمت کے مواقع میسر آ سکیں گے۔ جناب والا۔ اگر اس مسئلے پر فوری توجہ نہ دی گئی۔ تو امن وامان کی صورت حال پیدا ہو سکتی ہے کیونکہ بھوکا اور بے کار آدمی خطرناک حالات پیدا کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا۔ جناب والا۔ اس بارے میں میں آپ کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ ایک امریکن پاکستانی دیہات

میں تقریباً دس سال تک اس علاقے کی study کرتا رہا۔ وہ جب پاکستان سے واپس گیا تو اس کے کسی دوست نے اسے artical لکھنے کو کہا تو اس پر ایک امریکن نے ......

جناب فضل حسین راہی: پوائنٹ آف آرڈر جناب سپیکر۔ ہاؤس میں جناب ضیاء الحق صاحب کا خطاب deliver کیا جا رہا ہے کہ مارشل لاء ختم کر دیا گیا ہے اور آئین کو مکمل طور پر بحال کر دیا گیا ہے۔ یہ کہا جا رہا ہے کہ یہ ایک تاریخی بات ہے لیکن یہ ہے کہ اس کے بعد انہوں نے دوبارہ دھمکی دی تھی کہ مارشل لاء نافذ کر دیا جائے گا۔ اس تقریر کا متن بھی اس کے ساتھ ہی انہیں دے دینا چاہیے تھا۔

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر جائز نہیں

سردار نصر اللہ خان دریشک: جناب والا۔ میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ اس امریکن نے اپنے ملک واپس جا کر کہا کہ پاکستان میں سب سے زیادہ دو چیزوں کے بارے میں میں ذکر کرنا چاہتا ہوں۔ ایک یہ کہ پاکستان میں طبی تعلیم عام ہے لیکن عام تعلیم کا فقدان ہے۔ طبی تعلیم سے ان کی مراد تھی کہ پاکستان میں ہر شخص ڈاکٹر ہے۔ کسی سے پوچھیں تو وہ کہتا ہے کہ طبی تعلیم بہت عام ہے۔ اس کے علاوہ اس نے دوسری بات امریکن نے یہ کہی کہ پاکستان کے ہر گھر میں ایک dam foot ہے۔ اس کو وہ ڈیڈی کے نام سے پکارتے ہیں اور اس کا کام یہ ہے کہ وہ کماتا ہے اور باقی کھاتے ہیں۔ تو جناب والا! تفنن بر طرف لیکن یہ چیز ہماری بے روزگاری کا نقشہ پیش کرتی ہے۔ یہ نہیں کہ ہمارے نوجوان کام کرنا نہیں چاہتے۔ وہ کام کرنا چاہتے ہیں۔ لیکن انہیں مواقع میسر نہیں۔ اگر یہ ایگرو بیس agrobased industries دیہاتی علاقوں میں لگا دی جائیں تو اس سے کافی حد تک یہ مسئلہ حل ہو جائے گا۔ جناب والا۔ ایک اور اہم مسئلہ ہے کہ دیہی آبادی شہروں کی طرف منتقل ہو رہی ہے۔ اس مسئلے کو بھی کنٹرول کرنا چاہیئے۔ ورنہ یہ مسئلہ بھی کسی وقت ہمارے لیے مشکلات پیدا کر سکتا ہے۔ جناب والا۔ جب پاکستان بنا تو اس وقت آبادی ساڑھے تین کروڑ تھی اور اس وقت ہماری آبادی ساڑھے نو کروڑ نفوس پر مشتمل ہے۔ ماہرین کی رائے کے مطابق اگلے پندرہ سال میں یہ آبادی 150 کروڑ افراد سے بھی زائد ہو جائے گی۔ جناب والا جب ہمارا ملک آزاد ہوا اس وقت پندرہ فیصد شہروں اور 85 فیصد لوگ دیہاتوں میں رہتے تھے۔ اس وقت تیس فیصد شہروں اور ستر فیصد دیہات میں رہ رہے ہیں اور یہ بھی ایکسپرٹ experts کی opinion ہے کہ اگلے پندرہ سالوں میں دیہی آبادی کا رجحان اسی طرح شہروں کی جانب رہا تو 45 فیصد لوگ شہروں میں منتقل ہو جائیں گے اور 55 فیصد دیہاتوں میں رہ جائیں گے۔ پھر یہ ایک ایسی situation ہو گی جو کہ ہمارے control سے باہر

ہو جائے گی۔ یہ ایک آبادی کا سیلاب ہے۔ جسے ہمیں ہر حال میں روکنا چاہئے اور اس کی روک تھام کا صرف ایک طریقہ ہے کہ ہمیں دیہاتوں میں اتنی سہولیات اتنی amenities دینی جائیں۔ جناب والا 7 ہزار ڈاکٹر حضرات اس وقت پورے پنجاب میں کام کر رہے ہیں۔ جن میں شہری علاقوں میں 6 ہزار اور باقی ستر فیصدی دیہاتی آبادی کے لیے صرف ایک ہزار ڈاکٹر ہیں۔ ہمارے وزیر خزانہ صاحب نے ہمیں یہ خوشخبری سنائی تھی کہ basic health unit میں ایک ڈاکٹر بھیجا جائے گا اور rural health centers میں تین تین ڈاکٹر بھیجے جائیں گے میں آپ کو ایسی بے شمار مثالیں دے سکتا ہوں جہاں rural health centers قائم ہیں وہاں ایک بھی ڈاکٹر نہیں کیونکہ ڈاکٹر صاحبان وہاں جانے کے لیے تیار نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہاں ان کے لیے کوئی گھر نہ کوئی سہولت ہے۔ جب تک آپ ان کو وہاں گھر بنا کر اور دوسری سہولتیں نہیں دیتے۔ اس وقت تک ڈاکٹر لوگ وہاں جانے کے لیے تیار نہیں ہوں گے۔

جناب والا اس کے علاوہ حکومت اس معاملہ میں خاص توجہ دے رہی ہے اور 900 کروڑ روپیہ بجلی کے لیے village electrictation پر مختص کیا گیا ہے۔ اس وقت یہ کہنا بے جا نہ ہوگا 75 فیصدی دیہاتی بجلی کی نعمت سے محروم ہیں۔ 900 کروڑ روپیہ village electrication کے لیے رکھا گیا ہے۔ اس سے ہمیں توقع ہے کہ اس سے دیہاتی علاقوں کو روشن کرنے میں کافی فائدہ ہوگا۔ لیکن جب بجلی کسی گاؤں میں پہنچ جاتی ہے تو پھر connection کنکشن دینے کے لیے مسئلہ پیدا ہوتا ہے۔ میں تجویز پیش کرتا ہوں کہ جب کسی دیہات میں بجلی پہنچ جائے تو یہ کمرشل ادارہ واپڈا والوں کو بھی یہ فرائض سونپے جائیں کہ تین مہینے کے اندر جن جن دیہات میں بجلی پہنچی ہے وہاں کے مکینوں کو کنکشن بھی فراہم کئے جائیں اور اگر نہ ملیں تو وہاں اس علاقہ کے آفیسر ذمے باز پرس کی جائے۔

جناب والا۔ موجودہ بجٹ میں تعلیم پر خاص طور پر توجہ دی گئی ہے اور ایک خطیر رقم تعلیم کے لیے رکھی گئی ہے۔ یہ بہت ہی اچھا اقدام ہے اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے جتنی اس مد میں اس دفعہ رقم رکھی شاید یہ اس صوبے کی تاریخ میں اس سے قبل اتنی رقم اس مد میں نہیں رکھی گئی ہے۔ لیکن دیکھنا یہ ہے کہ آپ نئے سکول کھول رہے ہیں۔ آپ نئے کالجز کا اجراء کر رہے ہیں لیکن یہ اسنے سکولوں کی حالت بہت خستہ ہے۔ عام طور پر ایک سکول میں 40 طلباء کے لیے ایک استاد ہونا چاہئے۔ میں آپ کو اپنے علاقہ کی ایسی مثالیں پیش کر سکتا ہوں کہ وہاں بیشتر سکولوں میں 120 طلباء کے لیے ایک ماسٹر موجود نہیں اور جہاں جہاں نئے سکول کھولے جائیں وہاں پر میں حکومت سے

یہ گزارش کرتا ہوں کہ پہلے قائم شدہ سکولوں کی حالت کو بھی بہتر بنایا جائے۔ جناب والا، محکمہ تعلیم میں کئی ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ اچھے اور لائق طلباء کے حقوق کو نظر انداز کیا جاتا ہے تیسرے ڈویژنوں بورڈ کے چیئرمین صاحبان کے بارے میں ایسی شکایات موصول ہوئیں کہ انہوں نے نتائج پر اثر انداز ہو کر غلط کاری کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ہوتا یہ ہے کہ اس قسم کے لوگ یا تو اپنا اثر و رسوخ استعمال کر کے جان چھڑا جاتے ہیں لیکن میں تجویز پیش کرتا ہوں جیسا کہ پہلے ہوا کرتا تھا کہ جس ٹیچر کا رزلٹ اچھا ہو۔ اس کو ترقی ملے اور اس کو سکول اچھا ملے اور جس ٹیچر کا رزلٹ اچھا نہ ہو۔ اس سے باز پرس کی جائے۔ جناب والا۔ اب چونکہ جناب والا نے گھنٹی بجا دی ہے، اور وقت کم ہے میں اپنے علاقہ کے مسائل کے بارے میں مختصراً گزارش کروں گا۔ جناب والا، عرصہ دراز سے Dajil Extension scheme کے بارے علاقہ میں عوام منتظر ہیں کہ حکومت اس سکیم پر کوئی توجہ دے گی کیونکہ اس سکیم کے بننے سے تقریباً چار یا پانچ لاکھ ایکڑ رقبہ زیر آب آئے گا۔ اور یہ سکیم ملک کو غذا میں خود کفیل بنانے میں بڑا اہم کردار ادا کر سکتی ہے۔ اس سکیم کے سلسلہ میں میری گزارش ہے کہ اس پر عمل درآمد کرنے کے لیے جلد سے جلد اقدامات کئے جائیں۔

جناب والا راجن پور ایک پسماندہ علاقہ ہے۔ اس میں محکمہ صنعت اس علاقہ میں کوئی Industrial Estate قائم کرنے کے لیے توجہ فرمائے۔ ہمارے ملک میں درختوں کی بہت کمی ہے۔ ضلع راجن پور میں بہت سی ایسی سرکاری زمین موجود ہے، اگر اس پر درخت لگانے کی مہم چلائی جائے تو پورے ملک کی لکڑی کی ضروریات کو وہاں سے پورا کیا جا سکتا ہے۔ جناب والا ہمارے علاقہ میں رود کوہیاں ہر سال تباہی پھیرتی ہے اور بے پناہ نقصان کرتی ہیں۔ ان پر کنٹرول کے لیے مؤثر اقدامات کیئے جائیں اور محکمہ نہار میں ایک سیل cell قائم کیا جائے جو کہ ایسی قابل عمل تجاویز منصوبہ جات بنائے۔ جناب والا ضلع راجن پور میں ایک ٹیکنیکل سکول کی بھی اشد ضرورت ہے۔ اس سلسلہ میں بھی اقدامات کئے جائیں۔ جناب والا صوبہ کے ہر ڈویژن میں کوئی میڈیکل کالج اور کہیں یونیورسٹی قائم ہے۔ ڈیرہ غازی خان میں جو ایک پسماندہ ڈویژن ہے۔ برائے مہربانی سرسید یونیورسٹی کو ڈیرہ غازی خان میں قائم کیا جائے۔ اس طریقہ سے جس طرح سرسید احمد خان نے پسماندہ قوم کو ایک نئی راہ دکھائی تھی۔ اسی طریقے سے ہمارے پسماندہ علاقہ کے لوگ سرسید یونیورسٹی سے مستفید ہوں گے۔ جناب والا بعد جہان میں لکھا گیا

ہسپتال تحصیل ہیڈ کوارٹر پر قائم کیا جائے۔ نشتر گھاٹ برج کے متعلق صدر مملکت 1982 میں اعلان کیا تھا۔ اس سال اس کے لیے معمولی سے فنڈز دیئے گئے ہیں۔ اس برج کی تعمیر کے لیے بھی ہنگامی طور پر فنڈز مہیا کئے جائیں اور اس کام کو جلدی سرانجام دیا جائے۔ راجن پور سے روجھان کی سڑک بھی خراب ہے۔ اس کی حالت اچھی نہیں ہے، اس کی حالت کو بہتر بنایا جائے۔ راجن پور اور ڈیرہ غازی خاں کے درمیان سڑک کے خراب ٹکڑوں کو ٹھیک کیا جائے، جناب والا ہمارے راجن پور ضلع میں ماڑی ایک صحت افزاء مقام ہے۔ Pakistan Tourisium Coporation والے اگر اس پر توجہ دیں تو اس کو developer جا سکتا ہے۔ آخر میں جناب والا آپ کا اور اس اپنے معزز اراکین ایوان کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے میری گزارشات کو نہایت غور سے سنا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جناب غلام شبیر جوئیہ صاحب۔

ملک غلام شبیر جوئیہ: جناب سپیکر، میں وزیر خزانہ صاحب کے بجٹ بنانے کی تعریف کروں گا۔ انہوں نے سات سالہ سکیم گلیوں سڑکوں اور نالیوں تک انہوں نے تمام چیزوں کا بڑی دانشمندی اور عقلمندی سے بجٹ تیار کیا ہے۔ میں ان کی تعریف کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر سردار نصر اللہ خاں دریشک کرسی صدارت پر تشریف لائے)

جناب عالی میں پہلے یہ عرض کروں گا کہ تعلیم کے معاملہ میں گورنمنٹ نے وافر اخراجات کئے اور کر رہی ہے۔ میری تعلیم کے سلسلہ میں تجویز ہے کہ تعلیم کے مطابق ہم تعلیم یافتہ طبقوں کو ملازمتیں دی جائیں تو میری مزید تجویز ہے کہ ٹیکنیکل سکولز اور ٹیکنیکل کالجز اور دستکاری سکولوں کا اجراء کیا جائے، تاکہ لوگ ہنر مند بن کر کم از کم اپنی روزی کما سکیں۔ کیونکہ صرف تعلیم سے ہم پورے ملک کے تعلیم یافتہ طبقہ کو ملازمتیں نہیں دلوا سکتے ہیں۔

زراعت کے متعلق عرض کروں گا کہ ہمارے علاقہ میں ایک تھل کینال ہے۔ جو کہ تھل کے علاقہ کو آبپاشی کرتی ہے۔ اس میں ایک تو پانی سارا سال، گرمیوں، سردیوں میں اس کی وارہ بندی ہوتی ہے۔ اس میں پانی اتنا کم ہے جس کی وجہ سے ہمارے حلقہ کی فصلات اتنی کم ہوتی ہیں کہ زمینداروں کا اپنا خرچہ کر کے ان کی لاگت پوری نہیں ہوتی ہے میں گزارش کروں گا کہ تھل کینال کی پانی کی مقدار باقی تمام علاقہ کے مطابق بڑھائی جائے اور نہروں کی وارہ بندی کو ختم کیا جائے کیونکہ ہر

ہفتہ وار بند ہونے کی وجہ سے ہمارے علاقہ کے فصلات کی صحیح پرورش نہیں ہوتی ہے۔

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا بجلی کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ ہمارا ایک settled علاقہ ہے۔ اور گورنمنٹ نے بجلی کے لیے ڈیڑھ میل کی حد مقرر کی ہوئی ہے۔ اس حساب سے ہمارے دیہاتوں کو بجلی نہیں مل سکتی settled or separate یا کھلی آبادیوں کے متعلق تجویز پیش کروں گا کہ اس علاقہ میں ایک لمبی لائن نکالی گئی تاکہ کھلی آبادیوں کو آپس میں نزدیک کیا جائے تو اس طرح ہماری ڈیڑھ میل کی حد کسی طرح سے پوری ہو سکتی ہے۔ میرے علاقے میں دو یونین کونسلیں ایسی ہیں یعنی ایک یونین کونسل ہرنولی اور دوسری یونین کونسل پلا ہے۔ دو یونین کونسلوں میں سے کسی یونین کونسل میں کسی ایک دیہات کو آج تک بجلی نہیں ملی۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ وہ دونوں یونین کونسلیں ڈیڑھ میل کے فاصلے سے دور ہیں۔ واپڈا والے کہتے ہیں کہ پالیسی کے تحت یہ علاقے ڈیڑھ میل کی حدود میں نہیں آتے۔ اس لیے ان دیہاتوں کو بجلی نہیں مل سکتی۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ ایک لمبی لائن یونین کونسل ہرنولی سے پلا ایک ... نکالی جائے۔ اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ وہ دیہات اس ڈیڑھ میل کی ... آ سکیں گے۔

زراعت کے متعلق میں عرض کروں گا کہ جیسا کہ وزیر خزانہ نے فرمایا کہ پنجاب ... اجناس پیدا کرنے کا ایک بڑا صوبہ ہے۔ واقعی یہ صوبہ ایسا ہی ہے۔ لیکن میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ حکومت زمینداروں کی حوصلہ افزائی نہیں کر رہی۔ جس کی وجہ سے زمینداروں کے کام کرنے کے ارادے پست ہو رہے ہیں۔ لوگ چاہتے ہیں کہ ہم ... کریں گے لیکن زمینداری نہیں کریں گے زراعت کے شعبہ میں لوگ دن بدن پس رہے ہیں اور لوگوں کے سر کوآپریٹو بنک، زرعی بنک اور دوسرے بنکوں کے قرضے اتنے چڑھ جاتے ہیں کہ وہ اپنی فصل اگر فروخت بھی کریں تو پھر بھی ان کی ان قرضوں سے جان نہیں بچتی۔ وہ ہر وقت تحصیل والوں کے چکر میں پھنسے رہتے ہیں۔ کم از کم گورنمنٹ کو یہ سوچنا چاہیئے کہ زراعت پیشہ لوگ دن بدن کیوں پیچھے رہ رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں کہ دن بدن ہماری حالت خراب ہو رہی ہے۔ آخر اس کی کیا وجہ ہے۔ آپ دیکھیں کہ ایک جھاڑی والا بہتر پوزیشن میں ہے اور زراعت پیشہ مربعوں کے مالک لوگوں کی حالت دن بدن خراب سے خراب تر ہو رہی ہے۔ دوسرا اسی کے متعلق میں آپ کو بتا دوں کہ جب تک حکومت بنیادی

چیزوں پر توجہ نہیں دے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ کچھ عرصہ کے بعد یہ حکومت خود اتنی پریشان ہو جائے گی اور سوچنے پر مجبور ہو جائے گی کہ اس مسئلہ کا کیا حل کیا جائے۔ شہروں کی آبادی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ لاہور، کراچی، راولپنڈی، ملتان جیسے شہروں کی آبادی دیہاتوں کے انخلاء کی وجہ سے بڑھ رہی ہے۔ آپ کا ملک ایک زرعی ملک ہے اور 70 فیصد لوگ زراعت پیشہ ہیں اور 70 فیصد لوگوں کی خوشحالی شہروں کی خوشحالی ہے۔ اگر وہ لوگ بدحال ہو گئے تو میں یہ سمجھوں گا کہ آپ کے یہ بڑے شہر تمام کے تمام ختم ہو جائیں گے۔ اس لیے ان 70 فیصد لوگوں پر پوری طرح سے توجہ دینی چاہیئے۔ اور ان کی معاشی حالت بہتر بنانی چاہیئے کھادوں کو دیکھ لیں۔ ان کی قیمتیں روز بروز بڑھ رہی ہیں، تیل اتنا سستا ہو گیا ہے کہ جس طرح خود آپ فرما رہے تھے کہ 38 روپے بیرل کی بجائے 13 روپے بیرل تک پہنچ گیا ہے۔ لیکن ہم سے بدستور وہی قیمت وصول کی جا رہی ہے اور اسی طرح سے ہم دوسرے اخراجات بھی برداشت کر رہے ہیں۔ کم از کم اگر آپ کی کوئی چیز باہر سے سستی آتی ہے تو اس کا فوراً اطلاق ہونا چاہیئے تاکہ اس کا اثر مہنگائی پر ہو اور مہنگائی ختم ہو سکے۔

اس کے بعد میں کیڑے مار ادویات کے متعلق عرض کروں گا کہ دوائیاں اتنی مہنگی [illegible] نہیں بچا سکتے کیونکہ کیڑے مار ادویات کے استعمال سے اتنا خرچہ بڑھ جاتا ہے کہ فصل کی آمدن دوائیوں کے سپرے پر ہی ختم ہو جاتی ہے۔ اس لیے حکومت کو کم از کم sprayer تو مفت دینے چاہئیں۔ کیونکہ اس وقت sprayer کی قیمت دس ہزار روپے ہے۔ اس لیے حکومت کا یہ فرض ہے کہ وہ sprayer مہیا کرے۔ کیونکہ گورنمنٹ فصلوں کو ادویات سے بچاتی ہے اور ان ادویات کی کافی قیمت وصول کرتی ہے اور اس طرح یہ آمدنی گورنمنٹ کو حاصل ہوتی ہے اور وہ اس سے زرمبادلہ کماتی ہے۔ اس لیے ہمیں کم از کم spray ضرور مہیا کریں۔

بجلی کے کنکشن کے متعلق میں یہ عرض کروں گا کہ ہم انڈیا میں گئے تو نہیں۔ لیکن سنتے رہتے ہیں کہ ایک آدمی اگر یہ درخواست دے کہ مجھے ٹیوب ویل کے لیے کنکشن چاہیئے تو گورنمنٹ کھمبے اور بجلی کا دوسرا سامان فوری طور پر پہنچا دیتی ہے اور اس کو کنکشن دے دیتے ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں ٹیوب ویل کا کنکشن لینا ایک بڑی مصیبت ہے۔

دوسرا انہوں نے پاور موٹر کے ساتھ ایک ایندھن ٹیکس لگایا ہوا ہے۔ اگر بجلی تیل سے پیدا ہو پھر تو وہ ایندھن ٹیکس بنتا ہے۔ تربیلا ڈیم کے پانی کے ذریعے بجلی پیدا ہوتی ہے تو پھر اس کے ساتھ ایندھن ٹیکس لگانے میں کیا حکمت عملی ہے۔ ہمیں تو اس کی سمجھ نہیں آتی ایندھن تو وہ ہوتا ہے کہ تیل سے بجلی پیدا کریں پھر اس پر وہ ایندھن ٹیکس لگائیں۔ لیکن اب اس کے لیے کوئی جواز نہیں۔ اور یہ ایندھن ٹیکس پاور ٹیکس کے بالکل برابر ہی بن جاتا ہے۔

جناب والا! 15 مرلہ یا 7 مرلہ ایکڑ سکیم کے متعلق میں عرض کروں گا کہ ابتداء میں یہ لوگ پٹواری کے رحم و کرم پر رہتے تھے۔ یا پھر رشوت کے ذریعے الاٹمنٹ ہو جاتی تھی۔ اس لیے میں گزارش کروں گا کہ اس جعلی الاٹمنٹ سے ہمیں بچایا جائے تاکہ ہم جو حقدار لوگوں پر مہربانی کر رہے ہیں۔ ان سے وہ صحیح طرح سے فائدہ حاصل کر سکیں۔ ہماری جماعت مسلم لیگ یا حکومت کو داد حاصل ہو سکے۔ اس لیے میں پھر گزارش کروں گا کہ یہ زمین حقدار لوگوں کو الاٹ ہونی چاہیئے۔ اس سلسلے میں ایم پی اے یا علاقے کے کسی دوسرے باثر آدمیوں کو شامل کرنا چاہیئے تو پھر اس علاقے کا یونین کونسل کا چیئرمین اس بات کی تصدیق کرے کہ یہ واقعی حقدار ہے۔ تاکہ اصل حقدار کو فائدہ ہو اس سے پہلے جتنی الاٹمنٹ ہوتی ہے۔ رشوت کی بنیاد پر ہوتی ہے۔ اور حقداروں کو اپنا حق نہیں ملا۔

سڑکیں بنانے سے متعلق حکومت کے اقدامات بہت اچھے ہیں۔ اس سے ذرائع آمدورفت بڑھتے اور زراعت کے شعبہ میں آمدنی بھی زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں یہ عرض کروں گا کہ سڑکوں کے ساتھ ساتھ مواصلات کے انتظام میں بہتری بھی بہت ضروری ہے۔ سڑکیں ایک آمدورفت کا ذریعہ ضرور بن جاتی ہیں۔ پھر اگر کوئی لوگ چھوٹا موٹا کام کرنا چاہیں تو اس کے لیے بھی مواصلات کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن پھر انہیں کاروبار کے سلسلے میں ٹیلیفون کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس طرح پھر انہیں سڑکوں کا اتنا فائدہ نہیں ہوتا جتنا ہونا چاہیئے اس لیے وہ لوگ دوبارہ شہروں میں چلے جاتے ہیں۔ اگر ان دور دراز علاقوں میں ٹیلیفون مل جائے تو پھر لاہور اور دیگر شہروں سے رابطہ قائم کرکے اپنے علاقوں میں کاروبار کر سکتے ہیں۔ اس لیے سڑکوں کے ساتھ ساتھ ٹیلیفون کا نظام بھی بہت ضروری ہے۔

دوسرا انتظامیہ کے متعلق عرض کروں گا کہ پولیس کی مد میں جو رقم آپ نے مختص کی ہے۔ خدا کرے کہ یہ سودمند ثابت ہو۔ اس سال اس مد میں 40 کروڑ روپے زیادہ خرچ کئے جا رہے

لیکن اس سلسلے میں یہ بھی عرض کروں گا کہ میری سمجھ کے مطابق جتنے جرائم بڑھتے جا رہے ہیں۔ اس کی وجہ ٹی۔ وی ہے۔ کیونکہ ٹی۔ وی میں ہم روزانہ ایسی فلمیں دیکھتے ہیں جس سے جرائم میں اضافہ ہو رہا ہے ہمارے علاقے میں لوگ انگریزی فلمیں دیکھ دیکھ کر ڈکیتیاں کر رہے ہیں۔ اس سے پہلے ہمارے علاقہ میں زیادہ سے زیادہ گھوڑے چوری کر لیتے تھے۔ لیکن جب سے یہ ٹیلیویژن تمام علاقوں میں گئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان فلموں کو دیکھ دیکھ کر وہ اتنی ماڈرن چوریاں کر رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں اس طرح ان کو ٹی وی کے ذریعے ایک سبق دیا جا رہا ہے۔ آپ جو چوریوں اور ڈکیتیوں کو روکنے کے لیے پولیس کی مد میں وافر روپیہ خرچ کر رہے ہیں کہ ان کے پاس ٹرانسپورٹ، وائرلیس اور ایسی دوسری ساری چیزیں میں سمجھتا ہوں کہ یہ سلسلہ اس وقت تک ختم نہیں ہوگا۔ جب تک آپ ٹی وی پر انگریزی فلمیں بند نہیں کریں گے۔ کیونکہ لوگ یہ فلمیں دیکھ کر ہی سبق سیکھتے ہیں۔ اس لیے میں یہ گزارش کروں گا کہ ٹی وی پر ایسی فلموں سے گریز کیا جائے۔ ہمارے وسائل اتنے نہیں کہ ہم امریکہ کی طرح چوریوں کے انسداد کے لیے بندوبست کریں یا پیسہ خرچ کر سکیں۔ اس لیے ٹی وی پر ایسی فلمیں ٹیلی کاسٹ ہونی ہی نہیں چاہئیں۔

تعلیم کے سلسلے میں میں نے پہلے بھی درخواست کی ہے کہ ٹیکنیکل سکولز کھولے جائیں لیکن یہ جو آپ مسجد میں مکتب سکولوں پر اتنا روپیہ خرچ کر رہے ہیں اگر سکولوں کے متعلق آپ کی پالیسی ہے کہ آپ ہر جگہ پرائمری اور مڈل سکول لڑکوں اور لڑکیوں کے لیے جب بنا رہے ہیں تو پھر مسجد مکتب سکولوں پر کیوں اتنا روپیہ خرچ کیا جا رہا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ یہ فنڈ صرف ایک کشش ہے جو کسی مولوی کو دے دیا یا کسی اور کو دے دیا۔ لیکن اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ سکول آپ کے پاس موجود ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ بنیادی سکولوں پر کڑی نظر رکھیں، اور مضامین ایسے ٹھوس بنائیں کہ اس میں اسلامی حمیت بھی ضرور غالب ہو۔ اور ملکی وقار کو فروغ دینے کے مضمون ہوں اور ان سکولوں میں سادگی ضرور ہو۔ کیونکہ لوگ جو اس وقت اپنی آمدنی سے آگے نکل کر خرچ کرتے ہیں اور پھر زائد خرچ کرنے کی وجہ سے وہ سمگلنگ کرتے ہیں۔ سمگلنگ سے پھر ناجائز پیسہ کماتے ہیں۔ یہ سارا بحران اس طرح پیدا ہوا ہے کہ ہم نے امریکہ اور برطانیہ کی غیر ضروری نقل شروع کر دی ہے اور ہمارا پاکستان ان وسائل کا متحمل نہیں۔ جو لوگ اس نقل میں آ جاتے ہیں۔ وہ چاہتے ہیں کہ ہر جائز و ناجائز طریقہ

سے پیسہ کما سکیں ۔ اپنے اخراجات کو پورا کرنے کے لیے پیسہ اکٹھا کریں۔ اس وجہ سے بھی corruption بڑھ گئی ہے اور corruption ہمیشہ اوپر سے آتی ہے ۔ یہ حقیقت میں میں سمجھتا ہوں کہ یہ بالکل صوبائی اور مرکزی گورنمنٹ کے بڑے سے بڑے آدمی سے پیچھے آتی ہے ۔ قطعاً کوئی رشوت نیچے سے شروع نہیں ہوتی۔ رشوت اوپر سے شروع ہوتی ہے اور پھر نیچے پٹواری اور سپاہی تک چلی جاتی ہے ۔ اگر آپ اوپر سے رشوت یا ایسی چیزوں کو روکیں تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ ان برائیوں کا کافی حد تک خاتمہ ہو سکتا ہے ۔

تعلیم کے سلسلہ میں تھوڑی سی میں یہ بھی گزارش کروں گا کہ سنٹرل ماڈل سکول کی طرح یونین کونسل لیول پر سکول بنائے جائیں جن میں اچھا سٹاف ہو اور وہ دیانت دارانہ طریقہ سے اپنے فرائض کو سرانجام دیں اور ان سکولوں کے نتائج اچھے نکلیں تو اس طرح میں سمجھتا ہوں کہ ان سکولوں کے اچھے نتائج دیکھ کر شاید دوسرے سکول والوں کو یہ شرم محسوس ہو کہ فلاں جگہ سکول میں اچھے نتائج سامنے آئے ہیں اور اس میں صحیح سٹاف ہے اور وہاں نقل وغیرہ نہیں ہوتی ۔ اس نقل نے بھی ہماری بنیادی تعلیم کو تباہ کر کے رکھ دیا ہے ۔ کیونکہ ہمارے ہاں استاد وغیرہ پڑھاتے تو ہیں نہیں وہ کہتے ہیں کہ ٹھیک ہے۔ آپ کے بچے کو ہم پاس کر دیتے ہیں تو اس طرح پرائمری سے ہی نقل کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے ۔ ہمارے دور دراز علاقوں میں تو یہی ہو رہا ہے ۔ شاید شہروں میں یہ چیز نہ ہو۔ مڈل اور ہائی تک بچوں کے وارثان باقاعدہ اپنے بچے کی نقل کے سلسلے میں آگے پیچھے دوڑ دھوپ کر کے یا پیسے دے کر یا پھر کسی سے پرچے حل کروا کے اندر بھجوا دیتے ہیں۔ تاکہ ان کا بچہ کسی طرح اگلی کلاس میں چلا جائے تو اس حساب سے بنیادی تعلیم کا مرحلہ ختم ہو جاتا ہے ۔ امتحان کے وقت ان چیزوں پر کڑی نظر ہونی چاہیئے جو بچہ پاس ہو۔ اچھے نمبر حاصل کرے اس کو آگے جانے دے سکے ۔

جناب سپیکر! ایک اور مسئلہ بھی درپیش ہے وہ واٹر سپلائی کا مسئلہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں ہمارے ساتھ دو تین اضلاع میانوالی، اٹک اور ڈیرہ غازیخان کے اضلاع میں ابھی تک لوگ پندرھویں صدی میں بارشی پانی پی رہے ہیں۔ موجودہ دور میں پندرھویں صدی میں بارشی پانی کو پینا میں سمجھتا ہوں کہ بڑی نامناسب بات ہے کیونکہ ہم بات تو چاند پر پہنچنے کی کر رہے ہیں کہ ہماری سائنس کی ترقی یہاں تک پہنچ گئی ہے لیکن پاکستان میں ابھی تک ایسے اضلاع بھی موجود ہیں کہ جہاں لوگ پینے کے لیے بارشی پانی کو استعمال کر رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں

یں عرض کروں گا کہ جہاں پانی عام ملتا ہے۔ اُن جگہ سے فنڈ بچا کر اگر ایسے ضلعوں میں پانی کی سکیمیں دی جائیں تو میں سمجھتا ہوں ان لوگوں کا یہ مسئلہ کافی حد تک ختم ہو جائے گا۔ ہمارے ہاں تین چار تھانے ایسے ہیں مثلاً تھانہ چکڑالہ، تھانہ موسٰی خیل تھانہ تحصیل عیسٰی خیل ہے۔ میں وہاں چیئرمین بھی رہا ہوں اور حقیقت یہ ہے کہ میں نے وہاں خود جا کر دیکھا ہے کہ لوگ پینے کے لیے بارشی پانی کو استعمال کرتے ہیں اور اس وقت بھی وہ بارشوں کا پانی پی رہے ہیں، تو اس میں ایک ترمیم کی جائے کہ جن لوگوں کا ضروری حق بنتا ہے۔ ان لوگوں کو جلد از جلد پینے کا صاف پانی مہیا کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں اب بے روزگاری کے مسئلہ پر عرض کروں گا۔ تعلیم کے ساتھ ساتھ اب بے روزگاری دن بدن بڑھ رہا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان پڑھ لوگ محنت مزدوری کر کے اپنا پیٹ پال لیتے ہیں۔ اب حالت یہ ہے کہ کوئی دیہاتی لڑکا چاہے وہ میٹرک ہو یا اس سے اوپر تعلیم حاصل کر لے تو وہ گھر کے لیے ایک افسر بن جاتا ہے۔ اور ایک بوجھ بن جاتا ہے۔ کیونکہ آپ اسے ملازمت تو دے نہیں سکتے۔ تو اس میں میں اپنی تجویز پیش کروں گا کہ center level پر Industiial State مقرر کی جائیں کیونکہ لوگ ایسے ہیں کہ جن کے پاس پیسہ تو ہوتا ہے۔ لیکن وہ اس جگہ کاروبار نہیں کر سکتے کوئی زمیندار اس کو زمین نہیں دیتا۔ اس طرح کی ان کے ساتھ مشکلات ہوتی ہیں کہ وہ کام نہیں کر سکتے۔ اگر آپ تھانہ لیول اور چھوٹی چھوٹی Indstrial Estate بنا دیں تو اس طرح جتنے بھی پیسے والے لوگ ہوں گے وہ اس میں کم از کم اپنے پیسے لگا کر کوئی دستکاری کوئی چھوٹا موٹا کام شروع کر دیں گے تو اس طرح کافی آدمیوں کی کھپت ہو جائے گی۔ یہ Industrial Estate ہر تھانے میں ہونی چاہئیں۔ کیونکہ ہر تھانے میں ایسے لوگ موجود ہوتے ہیں کہ ان کی وہاں صرف ایک ہی دکان ہوتی ہے حالانکہ وہ لاکھوں کروڑوں روپے کے مالک ہوتے ہیں۔ لیکن ان کو اپنے کاروبار کے لیے رقبہ نہیں ملتا کہ وہ اپنا کاروبار کیسے کریں۔ تو اس میں ایک Free Zone یا رقبہ ایک Industrial Estate بن جائے تو اس طرح ان کو سہولت ہو جائے گی کہ وہ گورنمنٹ کو درخواست دے گا کہ فلاں رقبہ مجھے فلاں کام کے لیے چاہیئے۔ انڈسٹری سٹیٹ کے قیام سے صنعتی کام کی ابتداء شروع ہو جائے گی۔ اور دور دراز علاقوں سے لوگ شہروں کی طرف بھی رخ نہیں کریں گے۔ وہ دیہات ہی میں کام کر کے اپنی روزی کما سکیں گے۔

آپ نے anti Corruption Committee بنائی ہے۔ اس کی رپورٹ میں آپ نے کہا ہوا ہے کہ Anti Corruption Committee میں ایک آدمی چیئرمین ہوگا۔ اور باقی دو تین چار ممبران اس کے نیچے کام کریں گے۔ میں اپنے ضلع کی بات کروں۔ ہمارے ضلع میں دو گروپ ہیں۔ اگر آپ نے دو گروپوں میں سے ایک گروپ کو چیئرمین بنا دیا تو ہمارا چیف منسٹر بھی وہی اور گورنر بھی وہی ہوگا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ ایک کو چیئرمین مقرر کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے تین تین مہینے کا یا چار چار مہینے کا پیریڈ مقرر کر دیں تاکہ ہر ایک کو موقع مل سکے اور اس طرح اسے یہ پتہ ہوگا کہ کل کو میرے مخالف نے بھی اوپر آنا ہے تو وہ اس اپنا کام ٹھیک کرے گا۔ اگر اس طریقہ سے آپ نے کیا کہ ان تین چار کے اوپر آپ نے ایک مخالف کو چیئرمین بنا کر سر پر بٹھا دیا تو پھر وہ اپنے ضلع میں سیاسی طریقے سے بے موت مر جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب جوئیہ صاحب ابھی آپ کا کوئی پوائنٹ رہتا ہے؟

جناب غلام شبیر جوئیہ: جی بس ختم ہی ہونے والا ہے۔ سیم کے متعلق میں عرض کروں گا کہ میرے علاقے کی نشاندہی کبھی نہیں ہوئی۔ سیم و تھور کی باتیں سنتے رہتے ہیں۔ تو ہمارے علاقے میں ایک چشمہ بڑی مشہور نہر ہے۔ پہلے پہلے اس کی دائرہ بندی اور پانی کی تقسیم کے سلسلہ میں یہاں بڑی گرم گرم باتیں ہوئیں۔ تو وہ نہر ہمارے علاقے میں سے نکلتی ہے۔ اس میں سے سیم اتنی دور دراز تک پہنچ گئی ہے کہ کم از کم 18-20 میل تک کا علاقہ برباد ہو گیا ہے۔ آہستہ آہستہ اس کی سیم دن بدن بڑھ رہی ہے۔ تو میں اس کے متعلق آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ وہاں ٹیوب ویل نصب کئے جائیں۔ ہمارے علاقے میں تھانہ نورپور ضلع خوشاب میں گورنمنٹ نے ایک ٹیوب ویل لگایا ہے۔ تو اس سے سیم کا اثر کافی کم ہوا ہے۔ برائے مہربانی ہمارے علاقے میں بھی اس ٹیوب ویل سکیم کا اگر اجرا کیا جائے تو اس سے کم از کم ہمارے علاقہ کی سیم ختم ہو جائے گی۔ نہیں تو پھر اس نہر نے تو ہر وقت چلنا ہی چلنا ہے۔ اس علاقے سے تقریباً سارا تھل ختم ہو جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی میں اجازت چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ ابھی ایک اور چٹ آئی ہے نذر محمد صاحب۔

جناب نذر محمد: جناب سپیکر! جو 1986-87 کا بجٹ پیش کیا گیا ہے۔ اس میں ٹیکس دھندگان پر کوئی اضافی ٹیکس نہیں لگایا گیا ہے، اس لئے یہ بڑا متوازن بجٹ ہے۔

میں اس پر جناب چیف منسٹر اور فنانس ڈیپارٹمنٹ کو مبارک باد دیتا ہوں کہ انہوں نے بڑا متوازن بجٹ تیار کیا ہے۔ اس میں دوسری چیز بہت اچھی ہے کہ کئی ٹیکس، اور لیسٹر ٹیکس ختم کیا گیا ہے۔ یہ بڑا قابل تحسین کام ہے اور اس سے پبلک کو بہت زیادہ مفاد ملا ہے: بجٹ میں سب سے اچھی چیز ہے یہ ہے کہ تعلیم پر سب سے زیادہ رقم خرچ کی گئی ہے۔ اس پر سالانہ 21.63% بجٹ میں خرچ کیا گیا ہے۔ تعلیم کی مد میں جو رقم رکھی گئی ہے۔ اس میں میں تجویز کرتا ہوں کہ Consolidation of School اور Consolidation of Culture کے لیے زیادہ رقم مختص کی جائے تاکہ جو سکولوں کی بلڈنگز اور سٹاف کی کمی کو بہتر طریقے سے پورا کیا جا سکے۔ اس طرح اس بجٹ میں غریب لوگوں کے لیے سات مرلہ سکیم کے لیے جتنی رقم مختص کی گئی ہے۔ یہ بھی بڑا اچھا قدم ہے۔ اس کے ساتھ ہی حکومت نے colonies develop کرنے کے لیے مختص رقم بڑی اچھی چیز ہے۔ اب میں اے ڈی پی کے بارے میں عرض کرتا ہوں۔ وہاڑی ایک نیا بنا ہوا ضلع ہے اور یہ ساہیوال اور ملتان کے پسماندہ اضلاع پر مشتمل ہے 1985-86 کے اے ڈی پی میں اس کے ترقیاتی کاموں کے لیے بڑے فنڈز دیئے گئے تھے۔ اور گزارش کرتا ہوں کہ 1986-87 کے اے ڈی پی میں اس کے لیے زیادہ سے زیادہ رقم مختص کی جائے۔ اس کے بعد میں عرض کروں گا کہ وہاڑی ضلع میں انڈسٹریز نہیں ہے وہاں Industrial Estate کا قیام نہایت ضروری ہے۔ اس سے ایک تو بیروزگاری ختم ہو گی اور دوسرا علاقہ کی ترقی ہو گی۔ ہر ضلع میں Technical College قائم ہیں۔ لیکن وہاڑی ضلع اس سے محروم ہے۔ اس لیے میں تجویز کرتا ہوں کہ اس بجٹ میں Block allocation میں ایک Technical College کے لیے رقم مختص کی جائے تاکہ Technical education کی سہولت میسر آ سکے۔ اس کے علاوہ سکولوں میں Inter Classes کا اجراء اس سال صرف شہروں میں تھا۔ چونکہ 70% آبادی دیہات کی ہے۔ گورنمنٹ نے اس طرف زیادہ توجہ دی ہے۔ اس لیے میں تجویز کرتا ہوں کہ انٹر کلاسز کا اجراء دیہاتوں کے ہائی سکولوں میں بھی کیا جائے اور میرے حلقہ میں دو چک ہیں۔ ایک ہے ہائی سکول چک نمبر 198/ای بی اور ایک ہائی سکول ماچھیانوالہ میں boys inter classes کا اجراء کیا جائے۔ چونکہ گورنمنٹ دیہاتوں میں بڑی سہولیات فراہم کر رہی ہے کہ لوگوں کو پلاٹ دیئے جائیں۔ میں تجویز کرتا ہوں کہ وہاڑی دیہی طرز کے شہر میں 5، 5 مرلے کے کم از کم ہزار پلاٹ کا رقبہ مختص کیا جائے اور اس کو develop کے

اس شہر کے غریب باسیوں کو دیا جائے اور اسی طرح کے شہر دیہی اور شہری امتزاج رکھتے ہیں۔ اس قسم کی سکیمیں جاری کی جائیں۔ وہاڑی شہر میں ایک بستی پیپلز کالونی ہے۔ اس کا اصل نام تیمور شہید کالونی بھی ہے۔ پچھلی حکومت کے دور میں جو غریب اور مزدور لوگ جن زمینوں پر بیٹھے تھے۔ ان کو اس بستی میں پانچ پانچ مرلے کے پلاٹ دے کر آباد کیا گیا محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ نے ان کو پانچ پانچ مرلہ کے پلاٹ دیئے تھے۔ اب ستم ظریفی یہ ہے کہ گورنمنٹ ان سے اصل قیمت کے ساتھ سود بھی وصول کر رہی ہے۔ وہ سود اصل قیمت سے تین چار گنا زیادہ بنتا ہے۔ یہ ایک Islamic Estate ہے اور دوسرا ان غریب لوگوں کو پانچ پانچ مرلے مفت تقسیم کیے گئے تھے۔ ان کے ساتھ بڑی زیادتی اور ستم ظریفی ہے کہ ان سے اصل رقم اور سود وصول کیا جا رہا ہے۔ ان سے وصولی کے سلسلہ میں آئے دن گرفتاریاں عمل میں لائی جا رہی ہیں۔ جس بارے میں چیف منسٹر صاحب سے ملاقات ہوئی تھی انہوں نے recovery کا stay order دیا ہے۔ میں یہ تجویز پر پُرزور سفارش کرتا ہوں کہ ان لوگوں کا سود معاف کیا جائے۔ بلکہ ان کو یہ رقبے مفت دیئے جائیں۔ چونکہ پچھلی حکومت نے جس وقت ان کو پلاٹ دیئے تھے۔ تو بالکل مفت دینے کا وعدہ کیا تھا۔

اس کے بعد گورنمنٹ نے زراعت کے شعبہ میں ٹھیک کام کیا ہے۔ لیکن زمیندار سے بڑی زیادتی ہو رہی ہے کہ کھاد کے rates زیادہ دیئے گئے ہیں۔ ٹریکٹر کے قرضوں پر سود وصول کیا جاتا ہے۔ یہ زیادتی ہے۔ میں تجویز کرتا ہوں کہ ٹریکٹر اور agricultural instruments کی قیمتیں کم کی جائیں اور ساتھ ہی جو سود زیادہ لگایا گیا ہے۔ اس کی شرح کم کی جائے۔ اس طرح کیڑے مار ادویات کی قیمتیں بھی زیادہ ہیں۔ وہ بھی کم کی جائیں۔ ٹریکٹر اور کیڑے مار ادویات کی قیمتیں کم کرنے سے پیداوار میں اضافہ ہوگا۔ اس وقت اگریکلچر inputs ہم باہر سے منگوا رہے ہیں۔ وہ رک جائیں گی۔ بلکہ زمیندار اتنی وافر مقدار میں اجناس پیدا کرے گا کہ export کی جاسکیں گی۔

اس کے بعد public health sedith میں گورنمنٹ نے کافی فنڈز رکھے ہیں۔ جس سے دیہاتوں میں پینے کے پانی کی فراہمی اور سیوریج کی سکیمیں بنائی جائیں گی۔ ہمارے ضلع میں خاص جگہوں پر sub soic water کرڑوا ہے۔ اس کے لیے پبلک ہیلتھ سیکٹر میں water zapply schemes کو اور سیوریج سکیمز بنائی جائیں۔ تاکہ اس علاقہ کے لوگ جوہڑ کا پانی ڈگیوں اور تالابوں میں ڈال کر

جمع کرتے ہیں اور پیتے ہیں اس سے ان کی جان بچ جائے۔ اور اچھا پانی انہیں صحت کے لیے ملے۔ میرے حلقے میں جن چکوک کے پانی کڑوے ہیں۔ ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔ میں تجویز کرتا ہوں کو ان میں واٹر سپلائی سکیمز اور سیوریج سکیمز بنائی جائیں۔

چک نمبر 38 ڈبلیو بی
چک نمبر 40 ڈبلیو بی
〃 206 ای بی
〃 208 ای بی
〃 1 ڈبلیو بی
〃 5 ڈبلیو بی
〃 166 ای بی
〃 214 ای بی

اس کے بعد اریگیشن سیکٹر میں 7.65 فیصد بجٹ کا حصہ رکھا گیا ہے۔ دہاڑی ضلع یا اور ضلعوں میں جہاں sub soil water کڑوا ہے اور نہری پانی کی کمی ہے۔ میں تجویز کرتا ہوں کہ جہاں موگوں کے tail ہیں وہاں ٹیوب ویل نصب کئے جائیں۔ تاکہ جس وقت پانی کی وارہ بندی ہوتی ہے اور جو پانی کی کمی کی وجہ سے زمیندار کو تکالیف ہیں وہ دور ہو سکیں۔ میرے حلقہ میں جن چکوک کا پانی کڑوا ہے اور ان کے موگا جات پر ٹیوب ویل لگائے جانے میں تجویز کرتا ہوں ان کے نام یہ ہیں 204 ای بی 216 ای بی 218 ای بی 212 ای بی 38 ڈبلیو بی 40 ڈبلیو بی 9 ڈبلیو بی 1 ڈبلیو بی 166 ای بی اور 218 ای بی ہیں۔

اس کے بعد میں الیکٹرسٹی سیکٹر لیتا ہوں اس میں بھی گورنمنٹ نے کافی رقم مختص کی ہے۔ اس کے لیے میں تجویز کرتا ہوں کہ village electrification کے لیے گورنمنٹ نے آدھے میل کا معیار مقرر کیا ہے اس کو بڑھا کر کم از کم تین میل کا معیار مقرر کیا جائے۔ اس سے کافی چکوک میں بجلی کی سہولت میسر آ سکے گی اور دوسرا ایگریکلچر کے مقاصد کے لیے ٹیوب ویل کے لیے جو بجلی سپلائی کی جاتی ہے۔ اس کے لیے میں تجویز کرتا ہوں کہ فلیٹ ریٹس، جیسے کہ ہمارے پڑوسی ملک انڈیا میں ہے۔ اسی طریقہ کے فلیٹ ریٹس مقرر کیے جائیں۔

اس کے بعد میں تجویز کرتا ہوں کہ میرے ضلع میں ایک سکھ بیاس نالہ بہہ رہا ہے۔ جس سے

سیلاب آتے رہیں اور اس نالہ کے ساتھ ساتھ جو کہ دیال رہیں ان کا بڑا نقصان ہوتا ہے۔ فصلات تباہ ہو جاتی ہیں اور یہ سکھ بیاس یا پانچ چھ اضلاع کا رقبہ ضائع کرتا ہے۔ اس کے لیے کسی صحیح طریقے کا بندوبست کیا جائے تاکہ اس علاقے کے لوگ اور ان کی فصلات اس کے سیلاب کے اثرات سے نجات مل سکے۔ اس کا کام شروع ہو چکا ہے۔ شنید ہے کہ بجٹ کی کمی کی وجہ سے یہ پایۂ تکمیل تک نہیں پہنچ رہا ہے۔ اس سے ہر سال فصلوں کا اتنا نقصان ہو جاتا ہے وہ اس سے زیادہ ہوتا ہے جو سکھ بیاس پر انتظام کرنے پر جتنا پیسہ خرچ ہوگا۔ میں تجویز کرتا ہوں کہ سکھ بیاس پہ میرے حلقہ کا ایک گاؤں نیا پکھی پر پل بنایا جائے۔ جس سے دہاڑی ضلع اور ساہیوال میں آمدورفت کے ذرائع میسر آئیں گے۔ اور اس طرح 210 ای ڈی پر ایک پل بنایا جائے جس سے دہاڑی ضلع اور خانیوال ضلع کے درمیان آمدورفت کے ذرائع بحال ہوں گے۔

اس کے بعد میں گزارش کروں گا کہ انتظامی مشینری کو مزید فعال بنانے کے لیے اچھی تجاویز حکومت کو دینی چاہئیں۔ یہ تو درست ہے کہ مارشل لاء کی حکومتیں ہونے کی وجہ سے پبلک نمائندوں کی انتظامیہ اتنا دہ نہیں کرتی۔

سید طاہر احمد شاہ: جناب پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی سپیکر: آج کے اجلاس کا وقت ختم ہوگیا ہے۔

جناب فضل حسین راہی: جناب وقت ختم ہوں توں پہلاں پوائنٹ آف آرڈر ہو گیا سی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: فرماؤ شاہ جی

سید طاہر احمد شاہ: جناب انہوں نے فرمایا ہے کہ انتظامیہ دہ نہیں کرتی ہے۔ ذرا وضاحت کردیں کہ کی نئیں کردی ارکان اسمبلی دے نال؟

جناب نذر محمد: جناب والا وقت بڑھا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں کل آپ کو پہلے چانس دیا جائے گا

اجلاس مورخہ 29 مئی 1986 صبح 9-00 بجے تک کے لیے ملتوی کر دیا گیا۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی کل مورخہ 29 مئی صبح 9 بجے تک کے لیے ملتوی کی گئی۔)